رواداری اور مغرب؟

ترتیب وتحقیق محمد صدیق شاہ بخاری

www.kitabosunnat.com

علم وعرفان پبلشرز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

www.KitaboSunnat.com

رواداری اور مغرب؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"یہ کتاب ہر اعتبار سے معلومات افزا' خرد افروز' عبرت آموز' حقائق کشا اور مغربی و امریکی اخلاق و اقدار اور اصول و معیار کی صحیح نشاندہی کرتی ہے۔ اسے پڑھ کر برخود غلط قسم کے "دانشور" اور زعم باطل میں مبتلا "روشن خیال" چاہیں تو اپنے مبلغ علم اور منبع فکر کی اصلاح کر سکتے ہیں۔ یہ درست ہے کہ اس وقت یورپ تہذیبی امامت اور امریکہ سیاسی قیادت کے منصب پر فائز ہے۔ اگرچہ یہ معاملہ "کلاہ دھقاں بہ آفتاب رسید" والا ہے اور "زنگی" کا نام "کافور" رکھ دیا گیا ہے مگر ہے یہ امر واقعہ۔ اس تہذیبی برتری اور سیاسی برتری کا بہرحال کچھ نہ کچھ جواز ہو گا مگر زیادہ تر بات وہی ہے جو جٹکی زبان میں کہی ہے "جھندے گھر دانے اوندے کملے وی سیانے"۔ یورپ آج دنیا بھر کو آداب تمدن کے "بھاشن" دیتا پھرتا ہے جس کا خود اپنا تمدن آوارگی اور انارکی کے سوا کچھ نہیں اور امریکہ اقوام کو رواداری سکھاتا پھر رہا ہے جس کا مجموعی رویہ دلآزاری کے علاوہ کچھ نہیں" (صاحبزادہ سید خورشید احمد گیلانی)۔

"عہد حاضر کی یہ منفرد تحقیق و تاریخ ان لوگوں کے لیے یقیناً چشم کشا ثابت ہو گی جو یورپ و امریکہ کو امن و سلامتی' جمہوریت و آزادی' تہذیب و تمدن اور رواداری کے پیامبر سمجھتے ہیں۔ ان کے لیے میرا مشورہ یہی ہے کہ وہ اپنے اس عقیدے کی ترویج و اشاعت سے قبل اس کتاب کا مطالعہ ضرور فرمالیں۔

امید کی جاسکتی ہے کہ اگر آج کے طالب علم کو یہ معلوم ہو جائے کہ وہ جنھوں نے سینکڑوں برس قبل بیت المقدس میں مسلمانوں کا خون اس قدر بہایا تھا کہ ان کے گھوڑے گھٹنوں گھٹنوں خون مسلم میں چل رہے تھے' ان کی ذہنیت اور سوچ کم از کم مسلمان کی حد تک آج بھی تبدیل نہیں ہوئی تو شاید ہمارے جوانوں کے شانوں سے مرعوبیت کا بوجھ اتر جائے اور ہو سکتا ہے کہ لہو رنگ بوسنیا اور کوسووا کی تصویر نقالی کا نشہ دور کر دے اور انھیں اپنے پاؤں چلنا سکھلا دے"۔

(از جناب سردار محمد چودھری۔ سابق انسپکٹر جنرل آف پولیس پنجاب)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رواداری اور مغرب؟

عهد حاضر کی منفرد تحقیق و تاریخ ۔رواداری،اخلاق و اقدار اور اصول و معیار کے پردوں میں چھپا مغربی چہرہ بے نقاب ہو تا ہے

ترتیب وتحقیق

محمد صدیق شاہ بخاری

علم و عرفان پبلشرز

7-C مار تھر سٹریٹ،9۔لوئر مال لاہور،فون : 7352332

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	:	رواداری اور مغرب؟
ترتیب و تحقیق	:	محمد صدیق شاہ بخاری
اشاعت اول	:	2000ء
تعداد	:	گیارہ سو
ناشر	:	علم و عرفان پبلشرز-لاہور
قیمت	:	200 روپے

المکتبۃ الرحمانیۃ
۹۹- ... جے ماڈل ٹاؤن-لاہور
نمبر 14293

ملنے کا پتہ
علم و عرفان پبلشرز
C-7 مارتھر سٹریٹ 9-لوئر مال عقب میاں مارکیٹ-اردو بازار لاہور-فون:7352332

مہتمم جامعہ الحرم
53-وسیم بلاک' حسن ٹاؤن' ملتان روڈ-لاہور-فون:5413851

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آئینہ مضامین

★ انتساب	25
★ شہر غفلت میں اذان فجر (سید محمد صدیق شلہ بخاری)	27
★ رواداری اور مغرب؟ (صاحبزادہ سید خورشید احمد گیلانی)	32
★ احساس زیاں (سردار محمد چودھری / سابق انسپکٹر جنرل آف پولیس پنجاب)	35
★ رواداری	38
باب 1 رواداری اور فتنہ رواداری_ایک تاریخی جائزہ	39
باب 2 معیار رواداری	53
باب 3 بنیاد پرستی اور رواداری	63
❑ بنیاد پرستی اور رواداری	65
❑ بنیاد پرستی اور کمیشن برائے انسانی حقوق_ایک جائزہ	68
❑ اگر مسلمان بنیاد پرست ہیں تو کیا امریکی صدر بنیاد پرست نہیں جو بائبل پر حلف لیتا ہے؟	70
❑ مغرب کس اسلام کو بنیاد پرست کہتا ہے؟	71
❑ ایک بنیاد پرست کا اعتراف "جرم"	72
❑ بنیاد پرستی۔اعزاز یا الزام؟	76
❑ بنیاد پرستی جرم یا سعادت؟	81
❑ مغرب نے اسلام سے دشمنی مول لینے کیلئے اسلامی بنیاد پرستی کا ھوا کھڑا کیا ہے کیونکہ ناانصافی عدم مساوات پر مبنی دوغلی مغربی سیاست کو اسلام سے شدید	

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطرہ ہے (امریکی پروفیسر ولیم بیکر کا اعتراف) 87
❑ اسلام بنیاد پرستی اور دہشت گردی کا مذہب نہیں سکولوں میں اس کا درس
دیا جائے (جرمنی کے ایک بشپ کا وائس آف جرمنی سے انٹرویو) 88
❑ امریکہ بہادر کی بنیاد پرستی۔ امریکہ نے اسلام کو دشمن نمبرون قرار دے دیا 88
❑ امریکی بنیاد پرستی۔ چرچ کی کفالت سے ٹیکس میں معافی 90
❑ بنیاد پرستی۔ چند اشعار 91

باب 4 دہشت گردی، دوھرا معیار 93

❑ دہشت گردی اور امریکہ۔ دوہرا معیار 95
❑ امریکہ میں مقیم دہشت گرد یہودی تنظیمیں۔ ایک اہم تحقیق 97
❑ دوسروں کو دہشت گرد قرار دینے والا امریکہ پہلے اپنے گھر کی خبر لے۔
ڈیوڈ قورش اور اس کے 86 پیروکاروں کا قتل 105
❑ امریکہ میں مسجدوں پر دہشت گردوں کے حملے 111
❑ امن کا علم بردار امریکہ اور گوئٹے مالا کے ایک لاکھ دس ہزار مقتول 112
❑ امریکہ کی دہشت گرد تنظیمیں 113
❑ نسل پرستی کے حوالے سے دہشت گردی 116
❑ وہ عمل جسے امریکہ آج "دہشت گردی" کہہ رہا ہے جب تک اس کے
اپنے مفاد میں تھا وہ امریکہ کا پسندیدہ عمل تھا مگر آج دہشت گردی ہے 116
❑ امریکہ جمہوریت پسند یا آمریت پسند؟ 118
❑ الجزائر اور مغربی دنیا کی "جمہوریت پسندی" 118
❑ الجزائر میں فرانس اور مغربی ممالک کی دہشت گردی۔ تیس ہزار مسلمانوں کا قتل،
عوام کے ناخن اکھاڑ دیئے گئے اور چہرے جھلسا دیئے
الجزائر کے قید خانے سے ہولناک رپورٹ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انڈی پنڈنٹ کے صحافی رابرٹ فسک کی زبانی 119

❑ مسلمانوں کو دہشت گرد ثابت کرنے کے لیے امریکی خفیہ تنظیم ایف بی آئی کا خوفناک منصوبہ۔ 26 فروری 1993ء نیویارک کے ٹریڈ سنٹر میں بم دھماکہ 124

❑ دہشت گرد کون؟ 130

❑ اوکلاہاما بم دھماکہ کے بعد مسلمانوں کی زندگی؟ 137

❑ امریکہ 'موت کا سوداگر' دہشت گردی والے آلات کا خالق اور تاجر 138

❑ 2000ء تک منڈاناؤ کو مسلمانوں سے پاک کرنے کا عزم؟ (فلپائن کے صدر کا بیان) 139

❑ مسلمانوں کو قتل کرنا ہمارے لیے ایک قدرتی عمل ہے۔ اسرائیلی لیڈر کا بیان 140

❑ دوہرا معیار - جمہوریت کے سرپرست اور جمہوریت کا مذاق اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل 143

❑ اسرائیل کے حق میں امریکہ کے 70 ویٹو مگر مسلمانوں کے لیے؟ 144

❑ امریکی بچے اسرائیل کی دہشت گردی 145

❑ صابرہ اور شیلہ کی دردناک یادیں 146

❑ اے کشتہ ستم تیری غیرت کو کیا ہوا؟

دنیائے کفر کی دہشت گردی 'بنیاد پرستی اور مسلمانوں کی اندھی رواداری کے تناظر میں تاریخی حوالوں سے مزین ایک سسکتی تحریر 148

باب 5 انسانی حقوق اور رواداری 153

❑ رواداری اور انسانی حقوق 155

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❑ انسانی حقوق اور قرآن مجید 156

❑ انسانی حقوق اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم 159

❑ خطبہ منیٰ 162

❑ سیرت النبیؐ اور انسانی حقوق 163

❑ "الو کے انسانی حقوق" مگر انسان کے؟ 170

❑ سلامتی کونسل اور انسانی حقوق۔ یہودیوں پر حملے کی فوری مذمت جبکہ فلسطینیوں پر حملے کی مذمت میں غیر معمولی تاخیر۔ سوڈان میں اسلامی شریعت کا نفاذ حقوق انسانی کے خلاف ہے۔ جموں و کشمیر میں حقوق انسانی کی پامالی مگر ویٹو۔ امریکی مجرموں کی پشت پناہی 171

❑ انسانی حقوق اور "امریکن کالے" 174

❑ اسرائیل اور فلسطینیوں کے انسانی حقوق؟ بغیر وارنٹ گرفتاری جائیداد ضبط۔ خطوط و ٹیلی فون سنسر۔ تحریر و تقریر پر پابندی۔ نماز پہ پابندی 177

❑ اسرائیل کی جیلوں میں فلسطینی سیاسی قیدیوں کے انسانی حقوق 178

❑ اسرائیلی حکام کا ملاقاتی فلسطینی خواتین کے ساتھ غیر اخلاقی سلوک۔ ملاقاتی خواتین کو ننگا کر کے تلاشی لی جاتی ہے 179

❑ انسانی حقوق اور اسرائیل کی انسانیت کش کارروائیاں 181

❑ گھر کا بھیدی۔ انسانی حقوق کی امریکی تنظیموں کا بیان امریکہ میں انسانی حقوق کی خلاف ورزی کے بارے میں ہیومن رائٹس واچ اور سول لبرٹیز یونین کی رپورٹ 182

❑ فرانسیسی حکومت کا تحریک آزادی کے رہنما سے سلوک 186

❑ حقوق انسانی کی آڑ میں امریکہ کا گھناؤنا فعل۔ لواطت سے روکنا بھی حقوق انسانی کی خلاف ورزی ہے 187

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❑ انسانی حقوق اور قیدی 188

❑ سپرنگ فیلڈ جیل سے شیخ عمر عبد الرحمٰن کا مکتوب اور انسانی حقوق 188

❑ برطانیہ میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں 194

❑ بھوک' غربت' بیماریاں اور مہاجرین۔ انسانی حقوق کے دعوے دار کہاں ہیں؟ 195

❑ انسانی حقوق کا تحفظ اور مغرب کی منافقت۔ کیا رواداری صرف اپنے ہم مذہب لوگوں کے لیے ہے؟ 200

باب 6 مغربی تہذیب و تمدن 203

❑ علی عزت بیگووچ (صدر بوسنیا) کی وہ کتاب جس پہ فرانس نے پابندی لگا دی۔ اس سے مغربی تہذیب کی ایک جھلک 205

❑ امریکہ میں طالبات کی عصمت دری۔ حیران کن اعداد و شمار 208

❑ فرانسیسی صدر متراں کی ناجائز بیٹی 209

❑ یورپ میں "معصوم مجرموں" کی تعداد 209

❑ سفید فام کم عمر غنڈوں سے خوف و ہراس 210

❑ 12 سالہ لڑکا-500 کاریں چوری کرنے کا ملزم 212

❑ بریڈ فورڈ (برطانیہ) میں جرائم اور نو عمر لڑکے 212

❑ دس سالہ بچے کا ساتھی طالبہ پر جنسی حملہ 213

❑ مانع حمل اشیاء استعمال کرنے والی 16 سال سے کم عمر لڑکیوں کے بارے میں معلومات خفیہ رکھی جائیں 214

❑ فحاشی کے کاروبار میں دلچسپی۔ 16 سال سے کم عمر لڑکیوں میں 35 فیصد اضافہ۔ پانچ ماہ کی حاملہ 16 سالہ راہزن لڑکی 215

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❏ برطانیہ کی جسم فروش ماڈل گرلز 216

❏ طلاق دارالخلافہ 216

❏ ناجائز بچوں کا ہولناک تناسب 217

❏ دیار مغرب کے نرالے انداز۔ اچھائی و برائی دونوں کے لیے کھلی چھٹی۔
دولت کے لیے یورپ جانے والے مسلمانوں کی حالت زار 218

❏ یہ امریکہ ہے۔ امریکی معاشرہ 225

❏ امریکی معاشرہ = فحاشی + عریانی + جنسی آزادی
ٹی وی اور نصاب تعلیم کا کردار 227

❏ خدائی قوانین سے بغاوت کا فطری انجام 229

❏ فرانسیسیوں کا ظاہر و باطن
فرانسیسی نہانا اور انڈر ویئر تبدیل کرنا معیوب سمجھتے ہیں 230

❏ مغربی تہذیب - فلپائن کی صدر اکوری اکینو کی شہادت۔ پاک باز شوہروں
کی نسل ختم ہو چکی ہے 231

❏ بچوں کے ساتھ جنسی تعلقات قائم کرنا جائز ہے۔ نفسیات کے پروفیسر کا
بیان 231

❏ فرانسیسی صدر کی بیٹی - بن بیاہی ماں 232

❏ مغرب در خاندانی نظام 232

❏ اخلاقی گراوٹ کی گھناؤنی مثالیں۔ ماں بیٹے کی شادی۔ ماں اور بیٹیاں۔
ایک خاوند 234

❏ عصمت دری کے مرتکب افراد کو مردانہ صفات سے محروم کرنے کا
مطالبہ۔ اسلامی سزاؤں پہ واویلا مچانے والی انسانی حقوق کی تنظیمیں اب کیوں
خاموش ہیں؟ 236

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- لڑکیوں کو لڑکوں کی ہوس سے بچانے کے لیے تربیتی کورس 237
- یورپ کی واپسی۔ یوتھ سنٹروں سے کال گرلز کے فون نمبرز صاف کر دیے گئے 238
- امن و امان کی تشویش ناک صورت حالات 239
- یورپین معاشرے بچے پیدا کرنے کے لیے حیوانوں کی راہ پر 241
- اسقاط حمل۔ منجمد جنین اور بیوٹی کریم 241
- ہر پانچ میں سے ایک امریکی پاگل ہے 242
- مغرب اور خودکشی 243
- بیوی کا گوشت 245
- امریکہ کو کس تہذیب و تمدن پہ ناز ہے؟ 245

باب 7 تعصب و تنگ نظری۔ دل آزاری اور عدم رواداری 247

- مسلمان طالبات کے سر ڈھانپنے پہ پابندی۔ ننگا ہونے کی آزادی مگر پردے کی پابندی 249
- سکارف کی وجہ سے مسلم طالبات کا اخراج 251
- امیگریشن کا نیا فرانسیسی قانون۔ اسلامی قانون حجاب سے مذاق کا نیا انداز 252
- اسکارف اوڑھنے پر نوکری سے جواب 253
- اسلامی اقدار کو فرانسیسی معاشرے کا حصہ نہیں بنایا جا سکتا (وزیر داخلہ فرانس) 254
- پردہ اور وزیر اعظم پاکستان کا تبصرہ 258
- پردے پر پابندی مگر ننگے ہونے کی آزادی۔ لندن میں ننگوں کا مارچ 260
- ہم مسلمانوں کو کچل دیں گے (فرانسیسی صدر) 262
- انسانی حقوق کے چیمپئن ممالک میں آزادی اظہار پہ پابندی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرانس کی حکومت نے ابوالحسن علی ندوی' قطب شہید' احمد دیدات اور علامہ
یوسف قرضاوی کی کتب پہ پابندی لگادی 262
❑ آزاد خیالی اور آزادی اظہار کے جنازے 265
❑ کیا آزادی فکر صرف یورپ کا حق ہے؟
سلمان رشدی نے برطانوی انٹیلی جنس کی ہدایت پہ کتاب لکھی 267
❑ آزادی تحریر' کیا صرف گستاخان اسلام کے لیے ہے؟ 268
❑ مسلمانوں کے جذبات اور ایمنسٹی انٹرنیشنل کی رواداری؟ 269
❑ سلمان رشدی برطانوی جاسوس ہے 271
❑ فرانسیسی حکومت سب سے زیادہ اسلام دشمن ہے 271
❑ مسلمانوں سے تعصب اور امریکی ذرائع ابلاغ۔ یوبا کی مسجد 273
❑ امریکہ میں پانچ مسجدیں جلادی گئیں 275
❑ امریکہ میں اسلامی لباس اور داڑھی سے تعصب 276
❑ مساجد میں عریاں فلموں کی عکس بندی 276
❑ اسلامی غیرت کی علم بردار تحریکوں کے خلاف امریکہ کے خوفناک منصوبے 277
❑ اسلامی تحریکوں کو کچلنے کے لیے امریکہ کی قومی سلامتی کونسل کی خفیہ سکیم 283
❑ لندن کے اسکول میں مسلمان لڑکے کے ساتھ تعصب انگیز رویہ 285
❑ "گوروں کی رواداری" نے انہیں اسلامیہ اسکول کی امداد سے روک دیا 286
❑ برطانیہ میں مسلمان طالب علموں کے لیے عیسائیت کی تعلیم 287
❑ ناروے میں اسلامی اسکول کے قیام کی درخواست مسترد 287
❑ مسلم قبرستان کی بے حرمتی 288
❑ صلیبی تعصب کا اک تاریخی آئینہ۔ اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مغربی مفکرین کے خیالات 289

❑ یورپی تعلیم سے مسلمانوں کے نظریات کو نیا رخ دے دو۔ سر چارلس ٹریولین 289

❑ ہر قیمت پر صلیبی جنگ جاری رکھیں۔ امریکی نائب وزیر خارجہ 290

❑ صلاح الدین ہم پھر لوٹ آئے ہیں۔ ہلال و صلیب کا معرکہ۔ فرانسیسی جرنیل 290

❑ بیت المقدس پہ قبضہ یہود و نصاریٰ کا مشترکہ خواب —— چرچل 291

❑ عیسائیوں کے لیے واجب ہے کہ وہ اسلام کے خاتمہ کے لیے یہود سے تعاون کریں۔ کارڈینل بور 291

❑ مسلمان ایک جن ہے۔ فرانسیسی وزارت خارجہ 291

❑ اسلام کی تباہی کمیونزم کے لیے ضروری ہے۔ روسی روزنامہ 292

❑ ہمارے لیے واجب ہے کہ مسلمانوں کو منتشر رکھیں۔ لارنس براؤن 292

❑ قرآن کو ختم کرو۔ برطانوی وزیر اعظم 292

❑ یورپ میں اسلام کی موجودگی پریشان کن ہے۔ کروشیائی وزیر اعظم 294

❑ یورپی تعصب۔ نئی چال۔ تشخص بدل دو۔ جناب ممتاز مفتی کی تحقیق 296

❑ یورپ کی اسلام دشمنی اور خوف جہاد 299

❑ جرمن دانش وروں کا تعصب 304

❑ عمران خاں کی محبوبہ کو اسلام قبول کرنے پر جرمن ٹی وی سے ہٹا دیا گیا 304

❑ مغربی جرمنی میں مساجد تعمیر کرنے پر دھمکیاں 305

❑ جرمن ذرائع ابلاغ اسکالرز اور سیاست دانوں کی عدم رواداری 305

❑ جرمن میڈیا مہم 306

❑ دشمن اسلام۔ جرمن صحافی 306

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❑ جرمنی کا نشریاتی چینل اور سوڈان 307

❑ جرمن ٹی وی RTL 307

❑ اسلام کی تلوار 307

❑ اسلام جنونیوں اور وحشیوں کا مذہب 307

❑ اسلام کے ماہرین اسکالرز کا انداز 308

❑ سیاست دان اور مسلمان 308

❑ جرمن دستور اور اسلام 309

❑ یورپ کے افق پر چرچ کے spiral ہونے چاہئیں نہ کہ مسجدوں کے مینار 310

❑ امریکہ میں مساجد کا جلانا' پردہ دار خواتین پہ تھوکنا اور مسلمانوں کو قتل کی دھمکیاں 310

❑ دوسرے مذاہب کے خلاف خوفناک سازشیں پھر بھی دعویٰ رواداری کا برطانیہ کے جنگل میں قائم خفیہ اسلامی یونیورسٹی کا انکشاف 311

❑ ختنہ۔اسلامی شعائر میں سے ہے مگر اس کے خلاف تعصب 318

❑ تعصب اور بی بی سی 322

❑ ریڈرز ڈائجسٹ اور اسلام دشمنی مہم 323

❑ پاکستان کے دینی حلقے اور بی بی سی 2 324

❑ آسٹریلیا میں مسلمانوں سے تعصب 329

❑ اسرائیلی شہر میں ڈانس کلب کا نام مکہ رکھ دیا گیا 330

❑ برطانوی خفیہ ادارے اور عرب طلبہ 331

❑ برطانیہ میں مسلمان اور نماز جمعہ کے لیے تعطیل 332

❑ روم میں مسجد کے افتتاح پر اطالوی صدر اور پوپ جان پال دوم کے تعصب انگیز بیانات 332

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❑ برطانوی معاشرے کا تعصب اور بوسنیا کے مسلم مہاجرین 336
❑ امریکی پرچم کی حرمت اور توہین رسالت ﷺ؟ 338
❑ کرکٹ کی دنیا اور یورپ کا تعصب 340
❑ یہودی ذرائع ابلاغ۔ مسلمانوں کے خلاف سازش کا اک اور رخ 342
❑ مسلم آبادی اور امریکی ذرائع ابلاغ 343
❑ مغربی معاشرہ اور سیکولر تعلیم۔ کیا واقعی ایسا ہے؟ 345
❑ اسپین میں نماز پر پابندی 346
❑ ذرائع ابلاغ مسلمانوں کی کس قسم کی تصویر بناتے ہیں؟ ایک جھلک امریکن ٹی وی سے 346
❑ سویڈن میں پاکستانی گھوڑوں کو گولی مار کر جلا دیا گیا 347
❑ مسلم دشمنی اور تعصب کی ایک جھلک امریکی فلموں سے۔ مسلمان دہشت گرد ہوتے ہیں۔ فحاشی کے مرکز کا نام مکہ۔ مسجد کے بارے میں واہیات کہانی 349
❑ ملبوسات اور قرآنی آیات۔ جاپان' فرانس' ہالینڈ 354
❑ مسلمانوں کے تہوار اور امریکی ذرائع ابلاغ 356
❑ امریکہ کا صلیبی تعصب۔ نصاب تعلیم کے حوالے سے 357
❑ برطانوی اداکارہ اور خدا کا کردار 358
❑ امریکی معاشرہ کی منافقت۔ اپنے لیے جعلی صدر بھی برداشت نہیں کرتے۔ ہمارے لیے جعلی نبی بھی قبول ہے 358
❑ بی بی سی ٹیلی ویژن کی ناپاک جسارت 359
❑ نیوزویک میں انبیاء کی تصاویر 359
❑ قرآنی آیات کے فریم میں برہنہ تصاویر 360
❑ چین میں دل آزار کتاب کی اشاعت 361

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- ❑ جوتوں پہ کلمہ اور انگلینڈ 361
- ❑ "دی ہنڈرڈ" کا مولف مائیکل ایچ ہارٹ اور تعصب 362
- ❑ ہمارے جائے نماز اور یورپ کا تعصب 363
- ❑ رشدی اور برطانوی تعصب 365
- ❑ کھیلوں کی دنیا اور امریکی تعصب۔ اٹلانٹا اولمپکس کے حوالے سے 368
- ❑ امریکہ کی "ڈریم ٹیم" کا اعلان۔ کیا یہ بنیاد پرستی نہیں؟ 370
- ❑ اسلامی تحاریک کو کچلنے کے لیے تمام حربے استعمال ہوں گے۔ فرانسیسی صدر 371
- ❑ امریکہ میں نقاب اوڑھنے والی مسلم خواتین گرفتار 372
- ❑ اسم محمدؐ اور عیسائی تعصب 372
- ❑ مسلمانوں کی مقدس شخصیات پر رکیک حملے۔ علمی تحقیق کے نام پہ تعصب و تنگ نظری 373
- ❑ پستی کا کوئی حد سے گزرنا دیکھے 379
- ❑ رسول اکرمؐ اور حضرت عمرؓ کی تصاویر 381
- ❑ شراب کی بوتلوں کے ڈھکن پہ کلمہ طیبہ 382
- ❑ کوکاکولا کے کین پر کلمہ طیبہ 382
- ❑ داڑھی منڈوانے کا حکم 383
- ❑ یہودی عزائم ناولوں کے رنگ میں 384
- ❑ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا اور حضورؐ کی تصویر 386
- ❑ امریکی سپریم کورٹ اور حضورؐ کا خاکہ 387
- ❑ وائٹ ہاؤس میں اسلامی نشان توڑ دیا گیا 389
- ❑ مسلمانوں کا مذاق اڑانے والا ناول نویس اور برطانیہ کا اعلیٰ ترین ادبی ایوارڈ 389
- ❑ کلمہ طیبہ کے اوپر کار کی تصویر 390

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❑ کمپیوٹرڈسک اور حضورؐ کی تصویر 390
❑ امریکہ میں مسلمان پولیس افسر داڑھی رکھنے پہ برطرف 391
❑ نیوزی لینڈ میں مسجد نذر آتش 391
❑ برطانوی مسلمان ممبرپارلیمنٹ اور برطانوی معاشرے و پریس کا تعصب 392
❑ آزادی اظہار اور مغرب کا دوہرا معیار
مسلمانوں کی تاریخی رواداری کی چند جھلکیاں اور مغربی تعصب کی چند مثالیں 393
❑ مغربی تعصب کا سائنسی انداز۔ انٹرنیٹ پہ تحریف قرآن 399
❑ منافقت اور دوغلے پن کا اک اور بھیانک انداز۔ سفاک قاتل اسرائیل بھاگ گیا۔ یہودی قاتل کو اسرائیل نے فوری شہریت دے دی۔ امریکی حکومت اسے واپس نہ بلا سکی جبکہ لیبیا پہ ایسے ہی حوالوں کی بنیاد پر بے پناہ دباؤ اور پابندیاں 402

باب 8 نومسلم اور صلیبی تعصب 405

❑ عبداللہ ڈی ہوگ: قبول اسلام پر ملازمت سے برخاستگی کا خطرہ 407
❑ کیٹ سٹیونز کا قبول اسلام 407
❑ محترمہ آمنہ۔ شراب نہ پینے پہ پٹائی 407
❑ اگر بچوں کو اپنے پاس رکھنا چاہتی ہو تو اسلام سے دستبردار ہونا پڑے گا۔ امریکی عدالت کا فیصلہ 409
❑ فرانسیسی پروفیسر کا قبول اسلام 410
❑ میجر عبدالرحمٰن میسی کے قبول اسلام کی ایمان افروز داستان 411
❑ محمد علی کلے کا قبول اسلام اور امریکی تعصب 414

باب 9 عورت اور یورپ 427

❑ یورپی تہذیب اور عورت کی بے بسی۔ کیا یورپ نے عورت اور مرد کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برابر حقوق دے دیے ہیں؟ 433

❑ امریکہ اور خاتون صدر مملکت 436

❑ مساوات مرد و زن۔ فطرت سے بغاوت 436

❑ عورت اور مغرب کی منافقت 438

❑ شادی نہ کرنے کا انجام۔ دنیا کی مشہور عورتوں کی داستانیں 438

❑ میدان عمل سے محرومی 445

❑ طلاق نکاح اور جنسی انقلاب۔ مساوات مرد و زن کے آئینے میں 446

❑ مساوات مرد و زن۔ عورت نے اپنا نام بھی گنوا دیا 449

❑ عورتوں پہ ظلم و ستم 450

باب 10 بچوں کی حالت زار 453

❑ برطانیہ میں بچوں کو سمگل کر کے ان کے اعضاء فروخت کر دیے جاتے ہیں 455

❑ بوسنیا کے 50 ہزار مسلم بچے اور اغیار کی سازش 459

❑ فلسطینی نونہالوں پر اسرائیلی مظالم۔ ایک جائزہ رپورٹ 462

❑ ایک لبنانی بچے کا امریکی خاتون اول کے نام خط 466

❑ بچوں سے جبری مشقت' حقوق نسواں اور آلودگی جیسے مسائل کے پردے میں مغربی تعصب اور سازش کی داستان 469

❑ اقوام متحدہ کی پابندیوں سے 5 لاکھ عراقی بچے موت کا شکار ہو گئے 475

باب 11 یورپ کی رواداری اور بوسنیا 477

❑ مسلمانوں کے سینوں پر خنجروں سے ملیبیں۔ والدین کو بچوں کا خون پلایا گیا۔ مسلمانوں کے کٹے سروں سے فٹ بال کھیلا گیا 485

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- ستر افراد کو زندہ جلا دیا 486
- سرب فوجی اور مساجد کی بے حرمتی 486
- صلیبوں پہ لٹکی لاشیں اور رقص ابلیس 487
- مسلمان شہداء کی آخری چیخوں کا مذاق۔ ''بالکل اذان یا تلاوت کی طرح'' 487
- قیدیوں کے پنجرے۔ قیدیوں کی آنکھیں نکال دی گئیں 488
- بھوک' اذیت اور موت کے کیمپ۔ جاؤ سربین بچوں کو جنم دو 489
- بوسنیا کی جنگ۔ مسلمانوں کے خاتمے کی مہم ہے۔ غیروں کی شہادت 489
- آگ کا الاؤ اور مسلمان 491
- درندگی کا کھیل۔ بیٹوں کو حکم کہ وہ اپنے والد کے پوشیدہ اعضاء چبا ڈالیں 491
- اعلیٰ تعلیم یافتہ مسلمانوں کا قتل۔ باقاعدہ منصوبہ بندی 492
- غیر مسلم مسلمان کا دوست نہیں ہو سکتا 493
- 30 آدمیوں کو آگ کی بھٹی میں ڈال دیا۔ سور کو ہلاک کرنے کا تجربہ مسلمانوں پہ کام آیا 494
- مسلمانوں کے سر ہتھوڑوں سے توڑے گئے۔ تندوروں میں زندہ جلایا گیا 495
- مسلمانوں کو قتل کرنے کے لیے سرب آپس میں لڑ پڑے 496
- برطانیہ کے وزیراعظم جان میجر نے سربوں سے ایک لاکھ پونڈ کے عوض مسلمانوں کی لاشوں کا سودا کیا 496
- بوسنیا اجتماعی قبروں سے لاشوں کی تین تین تہیں برآمد 497
- جس روز آٹھ ہزار مسلمان قتل کیے گئے اس روز عیسائیوں کی عبادت موسیقی اور شراب 497
- السیشن کتے اور مسلمان۔ مسلمان اور سوروں کے باڑے۔ مسلمان قیدی اور طوائف کا رقص 498
- مسلمان عورتوں کی عصمت دری۔ جنسی مظالم وحشت و درندگی۔ ورلڈ کونسل آف چرچز کی گواہی 499

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- ❑ اجتماعی آبروریزی اور لاشیں آگ کے حوالے 501
- ❑ حاملہ عورتوں کے پیٹ چاک کر کے کتے اور بلی کے بچے رکھ دیے 502
- ❑ برہنہ مسلم لڑکیاں "ہر ایک کے استعمال کے لیے" 503
- ❑ 70 سالہ عورت کی عصمت دری۔ خنجر سے حاملہ عورت کا چیک اپ۔ نماز پڑھنے کے جرم میں ہدیہ سر 503
- ❑ ہمسایوں نے مسلمان عورتوں کی عصمت دری کی 507
- ❑ 35 ہزار خواتین سرب ملیشیا کے جنسی جرائم سے حاملہ ہوئیں 510
- ❑ مسلمان عورتوں کی عصمت دری سے ہمارا مورال بلند ہوتا ہے 512
- ❑ اقوام متحدہ کی امن فوج کے 260 سپاہی اور بیس ہزار کنڈومز 513
- ❑ 12 سالہ لڑکی کی مسلسل 9 دن تک اجتماعی عصمت دری 513
- ❑ مردہ ماں سے بدفعلی کرو۔ معصوم بیٹے کو حکم 514
- ❑ بوڑھا دادا اور مردہ پوتے کا کلیجہ 514
- ❑ واشنگٹن کا ہولوکاسٹ میوزیم اور امریکہ کے صدر سے چند سوال 515
- ❑ وہ کتابیں اپنے آباء کی 516
- ❑ ایک غیر مسلم کی مسلمانوں کے ضمیر پر دستک 517
- ❑ بوسنیا کے بارے میں منافقانہ پالیسی اختیار کرنے پر امریکی وزارت خارجہ کے ایک افسر کا استعفیٰ 520
- ❑ سرب درندوں کی ذلت کا ایک اور گھناؤنا طریقہ 520

باب 12 کلیسا کے معصوم پردے کے پیچھے سے 523

- ❑ اخوت و مساوات کے دعوے اور پوپ پال کی زندگی 526
- ❑ ایک کلیسائی عقیدہ "اعتراف گناہ" کی کہانی 528
- ❑ کلیسا کے اندر کی زندگی "مقدس" لوگوں کی جنسی سیاہ کاریاں 529
- ❑ پادری کی معزولی فحش حرکات 531

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❏ پادری کا سو بچوں کے ساتھ فعل بد 531
❏ بشپ لڑکوں کی تلاش میں 532
❏ بچوں سے زیادتی کرنے والے تین پادری 532
❏ آسٹریا کا بشپ۔ لڑکوں سے بدفعلی 533
❏ پر سبٹیرین فرقہ میں جنسی انقلاب 533
❏ پادری کی دوسرے مرد سے شادی 534
❏ پادریوں کی یتیم لڑکوں سے بدفعلی 535
❏ کیتھولک اسکول میں بدتمیزی کا کاروبار 537
❏ بچوں سے بدفعلی 537
❏ کلیسا کی طرف سے ہم جنس شادیوں کی اجازت 538
❏ حضرت عیسیٰ (نعوذ باللہ) ہم جنسیت میں مبتلا تھے۔ آرچ بشپ کا فتویٰ 539
❏ راہبہ اور چوری 540
❏ راہبہ کی بچوں سے زیادتی 540
❏ برطانوی پادری مشورہ کے دوران عورتوں سے زیادتی 541
❏ پادریوں کے جنسی جرائم پہ چرچ کو 30 کروڑ ڈالر برداشت کرنا پڑتے ہیں 541
❏ مذہبی گیت گانے والے کمسن بچوں سے پادری صاحبان کی بدفعلی 542
❏ امریکی پادری اور مانع حمل اشیاء کا استعمال 543
❏ پادریوں کا اعتراف۔ رہبانیت ترک کردی۔ یہ غیر فطری عمل ہے 543
❏ روانڈا کا قتل عام اور پادری 544
❏ عیسائیت کی مقدس کتابیں۔ جنسی غزلیں 545
❏ مسلمانوں کو فرقہ پرستی کا طعنہ دینے والوں کا اپنا حال 548
❏ پاکستانی عیسائیوں کی فرقہ پرستی۔ بشپ کا کھلا خط 549
❏ برطانیہ میں مسلک کا تشدد۔ پانچ گرجے جلا دیے گئے 550
❏ ظلم کی داستان۔ ایک بڑے پادری کا طرز عمل 551

باب 13 تحفظ ناموس رسالتؐ اور رواداری کے حوالے سے مغرب سے چند سوالات 553

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولف درج ذیل تمام صاحبان علم و فن کا بے حد ممنون ہے جن کے افکار و خیالات یقیناً اس کتاب کی زینت اور سرمایہ ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ان تمام اداروں کا بھی شکرگزار ہے جن کی کتب' اخبارات یا رسائل سے استفادہ کیا گیا۔

شخصیات

پروفیسر شمس البصر صاحب اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور
محترم علی محمد صاحب
مولانا محمد مسعود اظہر صاحب
جناب خورشید احمد گیلانی صاحب
حضرت پیر کرم شاہ صاحب الازہری
جناب محمد اسلم صاحب ترین
جناب زیڈ اے سلہری صاحب
جناب ممتاز مفتی صاحب
محترم اطہر نقوی صاحب
جناب عبدالغنی صاحب شیخ
جناب عطا محمد صاحب جنجوعہ
مولانا محمد تقی عثمانی صاحب
جناب محمد اسماعیل صاحب' لندن
پروفیسر اشفاق علی خاں صاحب
ریٹائرڈ کموڈور طارق مجید صاحب
محترم محمد آصف صاحب دہلوی سہارنپوری

جناب ڈاکٹر صفدر محمود صاحب
محترم ابو شجاع ابو الوقار صاحب
جناب عطاء الرحمٰن چوہان صاحب
جناب نذر الحفیظ ندوی ازہری صاحب
محترم منذر الٰہی صاحب
جناب کرامت علی خان صاحب
جناب محمد اسلم صاحب رانا
جناب مسلم سجاد صاحب
محترم تنویر قیصر شاہد صاحب
جناب خرم مراد صاحب
محترم عمر دراز صاحب
جناب ہمایوں ادیب صاحب
ڈاکٹر عبدالغنی فاروق صاحب
جناب خلیل الرحمٰن صاحب اعظمی
محترم صغیر احمد صاحب حقانی
جناب عبیداللہ کبیر صاحب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر مناظر احسن صاحب

جناب اقبال شاہد صاحب

جناب کوثر نیازی صاحب

پروفیسر کریم بخش نظامانی صاحب

ڈاکٹر سید عبداللہ عباس ندوی صاحب

حضرت مولانا منظور احمد صاحب نعمانیؒ

مرحوم قدرت اللہ شہاب

مولانا محمد قاسم نوری صاحب

جناب شاہد ہاشمی صاحب

محترم منظور احمد صاحب

جناب ایم۔ ایم حسن صاحب

مولانا وحید الدین خاں صاحب

کتب

☆ بنیاد پرستی جرم یا سعادت از مولانا مسعود اظہر

☆ ناپاک سازش از سیف الاعظم

☆ سیرت النبیؐ از شبلی نعمانی

☆ اسلام اور مشرق و مغرب کی تہذیبی کشمکش از صدر بوسنیا

☆ ہم مسلمان کیوں ہوئے؟ از ڈاکٹر عبدالغنی فاروق

☆ مشاہدات و تاثرات از کوثر نیازی

☆ شہاب نامہ۔ از قدرت اللہ شہاب

☆ دعوت اسلام۔ پروفیسر آرنلڈ

☆ خاتون اسلام۔ وحید الدین خاں

☆ روداد قفس۔ از سید علی گیلانی

☆ ہندوستانی تہذیب کا مسلمانوں پر اثر۔ از ڈاکٹر محمد عمر

☆ تذکرہ گلشن ہند

☆ دین کا قرآنی تصور از صدر الدین اصلاحی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ اشرف الجواب مولانا اشرف علی تھانوی

اخبارات

روزنامہ جنگ لاہور۔ نوائے وقت لاہور۔ روزنامہ پاکستان لاہور۔ روزنامہ جسارت کراچی۔ روزنامہ خبریں لاہور۔ جنگ لندن۔ روزنامہ ایوننگ نیوز

رسائل

ماہنامہ الاشرف کراچی۔ ماہنامہ ہمقدم لاہور۔ ہفت روزہ تسخیر لاہور۔ ہفت روزہ ختم نبوت کراچی۔ ماہنامہ الفاروق کراچی۔ ہفت روزہ زندگی لاہور۔ ماہنامہ بیدار ڈائجسٹ لاہور۔ ٹائمز۔ ماہنامہ المذاہب لاہور۔ ماہنامہ محقق لاہور۔ اکانومسٹ لندن۔ فرائیڈے اسپیشل۔ ہفت روزہ حرمت۔ مجلّہ الدعوۃ۔ ماہنامہ ترجمان القرآن لاہور۔ پندرہ روزہ بیت المقدس اسلام آباد۔ ماہنامہ طلوع اسلام لاہور۔ ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور۔ ماہنامہ ضیائے حرم لاہور۔ ماہنامہ صدائے مجاہد۔ ماہنامہ کلام حق گوجرانوالہ۔ ماہنامہ قافلہ حق لاہور۔ ماہنامہ افکار معلم لاہور۔ ماہنامہ اردو ڈائجسٹ لاہور۔ دعوت دہلی۔ ماہنامہ عالم اسلام اور عیسائیت۔ ماہنامہ قومی ڈائجسٹ لاہور۔ ہفت روزہ مہارت۔ پندرہ روزہ کاتھولک نقیب لاہور۔ ہفت روزہ آواز جہاں لاہور۔ ماہنامہ النبویہ کراچی۔ ماہنامہ پکار۔ ماہنامہ الشریعۃ گوجرانوالہ۔ ہفت روزہ تکبیر کراچی۔ ہفت روزہ چٹان لاہور۔ ماہنامہ ارقم سرگودھا۔ ہفت روزہ ندائے ملت لاہور۔ ہفت روزہ ایشیا لاہور۔ ماہنامہ ساحل کراچی۔ ماہنامہ البلاغ کراچی۔ شاداب۔ ریکارڈ لندن۔ ماہنامہ الاشرف کراچی۔ نیوزویک۔ امپیکٹ انٹرنیشنل۔ ماہنامہ فاران۔ ریڈرز ڈائجسٹ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انتساب

ہر دور میں غفلت و بے حسی کے اندھیروں میں
امت کے چراغ حمیت کو روشن رکھنے والے

ان ہاتھوں کے نام

جن کا تسلسل

محمد متین خالد

محمد طاہر رزاق

الحاج محمد نذیر مغل

عبدالرؤف روفی

اور

ثاقب خورشید

ہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شہر غفلت میں اذان فجر

ہر حال میں آواز لگاتے رہو ازھر
صحرا میں اذانوں کا تسلسل نہیں ٹوٹے

ہماری اس اذان فجر کے مخاطب وہ دل ہیں کہ جن کی دھڑکنیں ذکر یورپ سے وابستہ ہیں' وہ نگاہیں ہیں جو ہر معاملہ میں راہنمائی کے لیے امریکہ کی طرف اٹھ جاتی ہیں' وہ زبانیں ہیں جو اپنوں کے لیے تلوار سے تیز مگر اُن کی تعریف میں ہر دم رطب اللسان رہتی ہیں' وہ جبینیں ہیں جو اس آستاں پہ سجدہ کے لیے اک اشارہ ابرو کی منتظر رہتی ہیں' وہ جوانیاں ہیں جن کے دن اگر یورپ کی چاہ میں کٹتے ہیں تو راتیں بھی اسی یاد میں بسر ہوتی ہیں۔ اور وہ شخصیات ذی وقار ہیں' جو یورپ و امریکہ کو رواداری کے پیامبر' امن و آشتی' جمہوریت اور حقوق انسانی کے علم بردار گردانتی ہیں اور جن کا مقصد ہی شاید اسلامی تہذیب پہ یورپی تہذیب کو غالب کرنا' ہندو ثقافت کو عام کرنا اور امریکی غلامی کا طوق گلے میں ڈالنا ہے۔ اسی لیے تو اُن کے پاؤں بس اِسی سمت چلا کرتے ہیں اور ہاتھ اک ہی دعا کے لیے اُٹھا کرتے ہیں۔ انہی ہاتھوں میں ہم اک آئینہ تھما دینا چاہتے ہیں ایسا آئینہ جس میں ان کے محبوب کی تصویر کا دوسرا رخ بھی نظر آتا ہے۔ ہم چاہتے ہیں یہ رخ بھی ان کے سامنے آ جائے تاکہ کل ان کے پاس یہ کہنے کی گنجائش نہ رہے کہ ہمیں تو اس کی خبر نہ تھی۔

مگر یہ بات واضح رہے کہ ہماری اس سعی و تحقیق کا حاصل ہرگز یہ نہیں کہ اہل مغرب کے سارے نقائص یکجا کر کے سجا دیے جائیں اور عیوب کے پردے میں ان کے محاسن بھی چھپا دیے جائیں۔ بے شک وقت کی قدر' سائنسی تحقیق و ترقی' محنت کا جذبہ' کام کی لگن اور اپنے مقصد سے محبت وہ خوبیاں ہیں جن کا اعتراف کرنا ان کا حق بنتا ہے اور یہ اعتراف بھی اسی روشن رواداری کا اک تسلسل ہے جو ہماری تاریخ کا اک اہم باب ہے۔ ہمارا مقصد تو یہاں اُن پہ اور ان کے چاہنے والوں پہ' انھیں کے حوالوں سے یہ ثابت کرنا ہے کہ بنیاد پرستی' تشدد و دہشت گردی' حقوق انسانی کی پامالی اور عدم رواداری کے جو الزامات وہ ہم پہ عائد کر رہے ہیں ان کا مولد و مسکن انہی کا گھر ہے۔ جارحیت کا آغاز تو وہیں سے ہوتا ہے۔ ہاں اگر کبھی دفاعی اقدام

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی ہو جائے تو اس پہ آسمان سر پہ اُٹھا لینا کہاں کا عدل و انصاف ہے۔ انھیں ہماری فکر ہے' بہت خوب۔ مگر پہلے اپنے گھر کی خبر لے لیں ایسا نہ ہو "گھر کو آگ لگ جائے گھر کے چراغ سے"۔

اور ہاں! ہماری اس آواز اذاں کی اِک منزل کچھ مخلص سماعتیں بھی ہیں جنھیں مغربی میڈیا کی یلغار سے یہ گماں ہونے لگا ہے کہ شاید ہم واقعی عدم رواداری کا شکار ہو چکے ہیں۔ انھیں یہ گماں ہرگز نہ ہوتا اگر امریکہ و یورپ کے ماضی کی طرح اس کا "حال" بھی ان کے سامنے ہوتا۔ یہ تو وہ بھی خوب جانتے ہیں کہ امریکہ و یورپ کا ماضی حقوق انسانی کی پامالی' رنگ و نسل پرستی' تعصب و تنگ نظری اور مذہبی مسالک میں عدم رواداری کی ہولناک و خونچکاں داستانوں' چیخوں' آہوں اور کالی راتوں سے پر ہیں۔ لیکن ان کا "حال" بھی کچھ بہتر نہیں۔ یہی "حال" ان کے لیے پیش خدمت ہے۔ اللہ کرے کہ غبار چھٹ جائے' پردہ ہٹ جائے' روشنی بکھرے' راستہ نکھر جائے' صبح کا بھولا شام کو گھر لوٹ آئے اور اس حقیقت کا ادراک ہو جائے کہ

"سانپ اتر آئے حفاظت پہ یہ ممکن ہی نہیں
یہ تو دشمن کی حسیں چال بھی ہو سکتی ہے"

اذان فجر کے بعد روشنی پھیلے گی تو یقیناً یہ معلوم ہو جائے گا کہ ہم عدم رواداری میں مبتلا نہیں ہوئے بلکہ مغرب نے ہمارے لیے رواداری کے معنی ہی بدل ڈالے ہیں اور انھیں اس تسلسل سے ہمارے کانوں میں انڈیلا ہے کہ اب "اپنے" بھی یہ سمجھنے لگے ہیں کہ شاید ہر اچھی بری بات پہ چپ رہنا' ہر الزام سہہ لینا' ہر گالی کو برداشت کر لینا حتیٰ کہ رسول اللہ کی عزت و ناموس کے بارے میں بھی بے غیرت بن جانا ہی رواداری ہے۔

رواداری سے پیار کرنے والو! ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ رواداری اعلیٰ انسانی اقدار کا جزو اعظم بھی ہے اور تاریخ اسلام کے ماتھے کا جھومر بھی۔ مگر رواداری کی حقیقت تو بس اتنی ہی ہے جتنی قرآن و سنت سے ثابت ہے۔ اس سے آگے رواداری کے نام پہ جو کچھ بھی ہے وہ باطل کے مہیب صحرا کا اک حسین سراب ہے اس کے پیچھے نہ بھاگو' پاؤں شل ہو جائیں گے' زبان باہر نکل آئے گی' جسم کا جاں سے رشتہ بھی ٹوٹ جائے گا مگر یہ سراب ہاتھ نہ آئے گا۔ یہ بھی یاد رکھنا کہ مغرب کے نزدیک رواداری تو اس صورت حال کا نام ہے کہ جس میں اسلام مانند آب ہو جائے جس برتن میں ڈالیں اُس کی شکل اختیار کر جائے یعنی نام تو ہو اسلام کا اور شکل ہو اُن کی من پسند۔ یہ پہلا مرحلہ ہے اگلے مرحلہ میں انھیں یہ نام بھی خلاف رواداری نظر آئے گا۔ انھیں واشگاف لفظوں میں بتا دو کہ اسلام تو اک ٹھوس حقیقت ہے' اس کا اپنا رنگ'

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی شکل اور اپنا ذائقہ ہے۔ رواداری اس چیز کا نام نہیں کہ اسلام ان کی مرضی کے مطابق ہر سانچے میں ڈھلتا جائے بلکہ یہ تو دوسروں کی بہتری اور فوز و فلاح کے لیے اس بات کا خواہاں ہے کہ وہ سب اس کے دائرے میں آتے جائیں۔ یہ اگرچہ غیروں کو اپنے اندر سمونے کی تمنا رکھتا ہے اور ترغیب و دعوت بھی دیتا ہے کوئی تسلیم کر لے تو بہت اچھا نہ مانے تو زبردستی اور جبر و اکراہ نہیں کرتا۔ انھیں ان کی مرضی' خواہشات کے احترام اور عدل و انصاف کے سائے تلے جینے کا پورا حق دیتا ہے اور یہی اسلام کی رواداری ہے۔ ہاں مگر اسلام اتنی احتیاط اور پرہیز ضرور کرتا ہے کہ کفر و شرک کی نجاست اور باطل کی خباثت اس کے اُجلے دامن کو آلودہ نہ کرنے پائے اور احتیاط و پرہیز کا یہی عمل مغربی رواداری کی نگاہوں میں خار کی طرح کھٹکتا ہے اور پیغمبر اسلام کی عزت و ناموس پہ مرمٹنے کا جذبہ مسلمانی ان کے دلوں میں نشتر کی طرح چبھتا ہے۔ بس ہماری اس اذاں کا مقصد پورا ہو جائے اگر یہ ادراک ہو جائے کہ پرہیز کھٹکتا ہے تو کھٹکتا رہے یہ جذبہ چبھتا ہے تو چبھتا رہے اس معاملہ میں ذرہ بھر رواداری' معمولی تسامح اور ادنیٰ تساہل بھی انھیں آپ پہ حاوی کر دے گا اور اگر یہ بزعم خود روشن خیال آپ پہ حاوی ہو گئے تو یقین کیجیے کہ یہ اک لمحے کو بھی آپ سے رواداری کے لیے تیار نہ ہوں گے۔ تاریخی تجربہ اسی پہ دلالت کرتا ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ حق کے حق ہونے کی علامت یہ بھی تو ہے کہ وہ باطل کی نگاہوں میں خار بن کے کھٹکتا ہے۔

اور یہ احساس دلانا بھی ہماری اس بانگ سحر کا مقصود ہے کہ غیروں میں آج عظمت کا جو وجود ہے وہ اصل میں ان کی غیرت کی نمود ہے اسی طرح اپنی بقا بھی ملی غیرت کے احیاء' دینی تشخص کی ضیاء' اور اپنی شناخت کی ردا اوڑھنے پہ ہی موقوف ہے۔

یہی وہ تشخص' یہی وہ پہچان اور یہی وہ شناخت تھی جس کی تلاش کے سفر میں ہم نے کتنے بوڑھے' کتنے بچے اور کتنے ہی جوان تیرہ و تار شب میں کھو دیے' 20 لاکھ لاشے گمنام قبروں' اندھے کنوؤں' ظالم نہروں اور گنگا جمنا کی لہروں کے سپرد کر دیے' ہزاروں عصمتیں کالی دیوی کے چرنوں کی تاریکی میں گم کر دیں جبکہ ڈھیروں شگوفے بن کھلے مرجھا دیے اور کتنی ہی دوشیزگان اسلام کے بطن سکھ نسل کی آغوش بنا دیے۔ تب جا کر کہیں وہ سحر طلوع ہوئی جس کی روشنی میں ہمارے لیے اپنی پہچان آسان بنی اور اپنی شناخت ممکن' مگر شاید قدرت کو ابھی اور امتحان منظور تھا۔ یہ سحر بھی جلد ہی یورپ سے مرعوبیت اور نقالی کی شام میں ڈھل گئی۔ کچھ کالے اور لمبے ہاتھوں نے ایسا گھیراؤ ڈالا کہ ہم ایک بار پھر اس شام کے سائے میں سب کچھ بھلا بیٹھے زبان سے لے کر لباس تک' لباس سے لے کر شکل و صورت تک' شکل و صورت سے لے کر نام

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تک اور نام سے لے کر اپنی پہچان تک۔

اور اب تو یہ شام شب دیجور کا روپ دھار چکی ہے۔ آگے بڑھنا ہے تو اک بار پھر ہمت کر کے مرعوبیت' نقالی' احساس کمتری اور "فتنہ رواداری" کی اس شب کو رخصت کرنا ہوگا اور یہ اتنا مشکل بھی نہیں۔ بس اک عزم مصمم کی ضرورت ہے اور اذان مجاہد کی۔ اپنی بساط کے مطابق ہم نے آغاز کر ڈالا ہے۔ اللہ کرے کہ ہماری یہ آواز نیند کے ماروں کی سماعت سے ٹکرا کر انھیں بیدار کر دے۔ اور اگر آخر شب جاگنے والوں کے اس قافلے کو اک بھی حدی خواں مل گیا تو وہی ہماری جاگتی راتوں کا ثمر ٹھہرے گا۔ اور اگر اک بھی مرد سحر نہ مل سکا تو ہماری سعی تو پھر بھی لاحاصل نہیں کہ "شہر غفلت میں اذان فجر ہے کار ثواب"۔

سید محمد صدیق شاہ بخاری

قارئین کرام!

میں آپ کو اس حقیقت سے آگاہ کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ کتاب اس قدر مکمل اور خوبصورت شکل میں آپ کے ہاتھوں میں یقیناً نہ ہوتی اگر برادر مکرم محترم محمد متین خالد صاحب' محقق عصر' مجاہد ختم نبوت محمد طاہر رزاق صاحب اور پیکر اخلاص و محبت اور ایثار و وفا برادرم ثاقب خورشید صاحب کا "پیچ و تاب رازی" اور "سوز و ساز رومی" میرے شامل حال نہ ہوتا۔ یہ حضرات جس قدر خلوص' محبت اور تندہی کے ساتھ ہر مرحلے پہ میری راہنمائی فرماتے رہے۔ اس کے لیے ان کا محض شکریہ ادا کرنا کافی نہ ہوگا بلکہ اس سے آگے بڑھ کر میں اللہ کریم کے حضور دعاگو ہوں کہ اللہ کریم انھیں ان کے خلوص کے شایان شان اجر عظیم عطا فرمائیں اور قلم و قرطاس' علم و تحقیق اور ایثار و وفا کے ساتھ ان کے تعلق کو دین کی سربلندی کے لیے قبول فرمائیں۔ آمین!

اس کے ساتھ ساتھ میں ان ہستیوں کا بھی انتہائی شکرگزار ہوں جن کی دعاؤں نے میرے لیے علم و تحقیق اور تحریر و ترتیب کی راہیں آسان کر دیں اور وہ ہستیاں ہیں:

ام صدیق' ام علی' ام خالد' ام کاشف' ام سجاد' ام عزیز' ام عدیل' ام عظیم' ام عنبرین' ام طاہر شاہ' سید خلیل احمد شاہ' سید مختار احمد شاہ' سید عبدالرزاق شاہ' سید مشتاق احمد شاہ' سید کاشف رزاق' سید تقی الرحمٰن' سید انتخاب عالم' سید فاروق احمد شاہ' سید طاہر کبریا' سید مبشر احمد' آصف محمود' اشفاق احمد' میاں منظور احمد' حاجی بشیر احمد' ڈاکٹر مقبول احمد' میاں مسعود احمد' گریز خاں' خواص خاں نیازی' رشید احمد مانسہروی' میاں محمد یوسف' عبدالرحمٰن میو' محمد امین میو' محمد شریف میو' محمد انور چودھری' ایاز علی' شیخ آفتاب احمد' سعید گوندل' نجم الحسن رشید مانسہروی' زمان احمد' شہزاد رفیع' ڈاکٹر تسلیم احمد فاروقی' ڈاکٹر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالرشید' خالد درانی' صلاح الدین بھٹی' مسعود درانی' عزیز اللہ خاں' خواجہ اجمل محمود' خواجہ انجم محمود' مدد علی کاظمی' بشیر احمد ڈوگر' رانا محمد ارشد' چودھری امیر ایڈووکیٹ' چودھری محمد رفیق' اسد علی شاہ' قاری محمد ظریف' الحاج محمد اسلم' عنایت اللہ رشیدی' زاہد درانی' عباد علی' ڈاکٹر خواجہ محبوب احمد' رانا ضیا الحق' عبدالستار احمد' سکندر اعظم بھٹی' چودھری عبدالمجید' خادم حسین' طارق حسین' خالد حسین' محمد رفیق فیصل آبادی' نورالحق شاہد' چودھری غلام حیدر' چودھری محمد ادریس' ڈاکٹر ولی محمد' شیخ فضل احمد' عبدالسمیع' زبیر عالم' اعجاز بلوچ' افتخار حسین کمبوہ' محمد شفیع' محمد طارق' ملک محمد عارف' محمد حفیظ' سید اشتیاق علی' رفاق احمد' ابو حسن رضا' راؤ جمشید علی خاں' محمد عارف' محمد شاہد' مختار ڈار' ناصر احمد ورک' حافظ محمد یار اور سید شاہد احمد۔

اللہ کرے کہ ان کے ہونٹوں پہ میرے لیے دعاؤں کے پھول سدا کھلتے رہیں۔

طالب دعائے نیم شب

سید محمد صدیق شاہ بخاری

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رواداری اور مغرب؟

یہ درست ہے کہ اس وقت یورپ تہذیبی امامت اور امریکہ سیاسی قیادت کے منصب پر فائز ہے' اگرچہ یہ معاملہ "کلاہ دہقاں بہ آفتاب رسید" والا ہے' اور "زنگی" کا نام "کافور" رکھ دیا گیا ہے' مگر ہے یہ امر واقعہ۔

اس تہذیبی برتری اور سیاسی بالاتری کا بہرحال کچھ نہ کچھ جواز ہو گا مگر زیادہ تر بات وہی ہے جو جنگی زبان میں کہی ہے "جیندے گھر دانے اُوندے کملے وی سیانے"۔

یورپ آج دنیا بھر کو آداب تمدن کے "بھاشن" دیتا پھرتا ہے' جس کا خود اپنا تمدن آوارگی اور انارکی کے سوا کچھ نہیں اور امریکہ اقوام عالم کو رواداری سکھاتا پھر رہا ہے جس کا مجموعی رویہ دلآزاری کے علاوہ کچھ نہیں۔

یورپی تمدن محض "اخلاقی تعفن" ہے اور امریکی رواداری فقط "چنگیزی درپردۂ زنگاری" ہے' دنیا کی تاریخ حادثات سے بھری پڑی ہے' اسے بھی ایک حادثہ ہی مان لینا چاہیے۔ حادثہ ایک واقعہ ہوتا ہے کوئی "قاعدہ" نہیں جسے تقدس اور سند کا درجہ حاصل ہو' دولت کے زور پر "ثقافت" کو رائج کرنا اور طاقت کے بل پر اپنی "سیادت" منوا لینا چنداں قابل رشک رویہ اور لائق تقلید کلیہ نہیں' آج یورپ اور امریکہ انہی دو سہاروں کو بروئے کار لا کر بڑے "اپدیشک" اور "جگت گرو" بنے ہوئے ہیں' ورنہ دلائل و شواہد اور اقدامات و واقعات ان کے اس دعوے اور منصب کی اخلاقی و علمی تائید کرنے سے قاصر ہیں' یورپی تہذیب کے "گٹر" کے ڈھکن اب اتر چکے ہیں اور امریکہ کا "چلمن" بڑی حد تک اس کے چہرے سے سرک چکا ہے۔

چند اخلاق باختہ افراد کے علاوہ باقی یورپ اپنی تہذیبی روش پر خلش محسوس کر رہا ہے' اور معدودے چند "ٹاؤٹ حکمرانوں" کو چھوڑ کر پوری دنیا پر امریکہ کا دوہرا معیار پوری طرح آشکار ہو چکا ہے' تہذیب مغرب بقول اقبال "جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری" اور امریکی سیاست سراسر چال بازی اور مکاری ہے' جس کا ایک ایک پرت وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ الٹتا اور کھلتا جا رہا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مغرب اور امریکہ کے مرغوب اور دل پسند موضوعات انسانی حقوق' بنیاد پرستی' دہشت گردی' حقوق و آزادی نسواں' امن' اظہار رائے کی آزادی' مساوات' بہبودی آبادی' ماحولیاتی آلودگی' اور نہ ہی رواداری ہیں' یہ تو ہے دعویٰ' مگر تجربہ و مشاہدہ اس کے بالکل برعکس ہے' ہر ابھرتا دن اور ہر ڈھلتی شام مغربی و امریکی دعووں کی نفی کر رہی ہے' خواہ معاشرت کا گوشہ ہو یا سیاست کا میدان' ابلاغ کا منظر ہو یا انسانی حقوق کا ریکارڈ' ہر باب میں دوہرا معیار کارفرما ہے' یہ دونوں تہذیبی و سیاسی "امام" رنگ و نسل کے تعصب میں بھی مبتلا ہیں۔ علاقائی و قومیتی سوچ کے بھی مریض ہیں' اور امیر و غریب کی تفریق کے بھی قائل ہیں۔ عالمی اداروں کو زر خرید غلام اور ذرائع ابلاغ کو بندگان بے دام کا درجہ دیتے اور اپنے مطلب کے فیصلے اور تشریحے چاہتے ہیں۔

میری اس تمہید کی تائید آپ کو برادر گرامی جناب سید محمد صدیق شاہ بخاری کی زیر نظر کتاب سے مل جائے گی جب اس کا تفصیلی اور بغور مطالعہ فرمائیں گے۔

بخاری صاحب کی یہ تصنیف نہیں' تالیف ہے' تصنیف پر تو یہ الزام دھرا جا سکتا ہے کہ مصنف نے اپنا دماغ اس میں سمویا اور خیال پرویا ہے مگر تالیف ایک طرح کی تاریخ ہوتی ہے جس کے ریکارڈ میں رد و بدل کسی مؤلف کے لیے ممکن نہیں ہوتا' جو کچھ کسی نے کہا' جو کچھ چھپا' اور جو کچھ کسی بھی ذریعے سے منظر عام پر آیا ہے فاضل مؤلف نے اسے بڑے سلیقے' قرینے' احتیاط اور دیانت کے ساتھ جمع کر کے ہر عالم و عامی کے سامنے پیش کر دیا ہے' بار ثبوت قائل کے دوش اور دروغ راوی کی گردن پر'

زیر نظر کتاب "رواداری اور مغرب" ایک طرح کا آئینہ ہے جس میں مغربی چہرے کے نقش و نگار اور امریکی رویے کے احوال و آثار صاف صاف دکھائی دیتے ہیں۔ نہ کوئی خط ابھارا گیا اور نہ کوئی خال کھرچا گیا ہے' اور یہی اس کتاب کا کمال ہے' کتاب میں ملکی اور بین الاقوامی ذرائع ابلاغ سے مدد لی گئی ہے' اور الیکٹرانک میڈیا کی نشریاتی رپورٹیں بھی اس میں شامل ہیں۔

کتاب میں ایران' الجزائر' سوڈان' لیبیا وغیرہ کو امریکہ کی طرف سے "دہشت گرد" ملک قرار دینے کے فیصلے کو پیش کر کے امریکہ کی "امن پسندی" کا پول کھولا گیا ہے۔

مغربی جرمنی میں مساجد کی تعمیر' جرمن ٹی وی کے طرز عمل اور جرمن میڈیا مہم سے لے کر امریکی پابندیوں کے باعث عراق میں موت کا شکار ہونے والے پانچ لاکھ بچوں کی رپورٹ بھی سامنے لائی گئی ہے۔

امریکہ اور یورپ میں جنسی و جسمانی جرائم کے اعداد و شمار بھی اس کتاب میں ملیں گے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور بوسنیا میں ہونے والے مظالم کی ہولناک داستان بھی رقم کی گئی ہے۔

سپرنگ فیلڈ جیل سے شیخ عمر عبدالرحمٰن مصری کا مکتوب بھی سامنے لایا گیا ہے اور ملعون رشدی کے پروٹوکول اور تحفظ کی تفصیل بھی بیان کی گئی ہے۔

عالمی تحقیق کے نام پر مغربی تعصب کا پردہ بھی چاک کیا گیا ہے اور امریکہ کا نصاب تعلیم کے حوالے سے بغض باطن بھی ظاہر کیا گیا ہے۔

یہ کتاب ہر اعتبار سے معلومات افزا' خرد افروز' عبرت آموز' حقائق کشا اور مغربی و امریکی اخلاق و اقدار اور اصول و معیار کی صحیح نشاندہی کرتی ہے' اسے پڑھ کر برخود غلط قسم کے "دانشور" اور زعم باطل میں مبتلا "روشن خیال" چاہیں تو اپنے مبلغ علم اور منبع فکر کی اصلاح کر سکتے ہیں۔

اس تالیف کا یہ مقصد ہرگز نظر نہیں آتا کہ دنیا کو محض مغرب اور امریکہ سے برگشتہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے بلکہ بات صرف اس قدر ہے کہ کوئی صاحب علم اور ذی فکر انسان نہ تو خوش فہمی کا شکار رہے اور نہ بے وجہ غلط فہمی کا آزار سے' میں سمجھتا ہوں کہ فاضل مؤلف اپنی یہ بات واضح کرنے میں کافی حد تک کامیاب رہے ہیں' اور یہی محنت کی داد اور کاوش کا صلہ ہے۔

{صاحبزادہ خورشید احمد گیلانی}

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احساس زیاں

ریاست اور کلیسا کے دیو استبداد نے صدیوں تک یورپ کو اپنے آہنی پنجوں میں جکڑے رکھا۔ نتیجتاً یورپ ان تمام خوبصورت معاشرتی اقدار سے محروم ہو گیا جو کہ نسل انسانی کا طرہ امتیاز ہیں۔ جونہی اہل یورپ جبر و تشدد کے قفس سے رہا ہوئے انھوں نے ان اقدار کی بازیافت کا سفر شروع کر دیا اور آج اک طویل سفر طے کرنے کے بعد اہل مغرب کا یہ دعویٰ ہے کہ انسانی حقوق، امن و سلامتی، جمہوریت و آزادی، تہذیب و تمدن اور رواداری جیسی حسین روایات ان کے معاشرے میں نہ صرف درجہ کمال کو پہنچ چکی ہیں بلکہ ان کا منبع و مرکز بھی وہیں ہے۔ لیکن کیا فی الواقع ایسا ہی ہے؟ اس سوال کا جواب زیر نظر کتاب میں دینے کی مخلصانہ کوشش کی گئی ہے۔

الفاظ و اصطلاحات، اقدار و روایات کا بھرم تب ہی قائم رہتا ہے جب کہ ان کے اصل مفہوم و مقصد کو زمان و مکاں، رنگ و نسل، قوم و قبیلہ، لسانی و مذہبی غرض تمام تفریقات اور تعصبات سے بالاتر ہو کر رائج اور لاگو کیا جائے۔ لیکن اگر ترازو کا توازن برقرار نہ رہ سکے تو پھر نہ صرف یہ کہ اعتماد مجروح ہوتا ہے بلکہ غیر جانب دار محقق و مورخ یہ کہنے پہ بھی خود کو مجبور پاتا ہے کہ تلخ حقائق کو اور ذاتی، گروہی، قومی مفادات اور مخصوص تعصبات کو خوب صورت الفاظ کے پردوں میں چھپانے کی ناکام کوشش کی گئی ہے۔ کچھ ایسی ہی کیفیت سے آج کا مغرب دوچار ہے۔ اگرچہ اپنے معاشرے میں وہ ان اقدار کو بڑی حد تک قائم کرنے میں کامیاب رہا ہے لیکن عالمی سطح پر بلاتمیز من و تو یہ اقدار مستحکم ہوتی ہوئی نظر نہیں آتیں۔ اصل امتحان تو دوسری اقوام سے برتاؤ کرنے پہ درپیش آتا ہے اور یہی وہ میدان ہے جہاں یورپ کے افعال ان کے اقوال پہ شاہد بننے سے انکاری ہیں۔ ایسی ہی سینکڑوں شہادتیں اس کتاب کے سینے میں محفوظ کر دی گئی ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ یہ جان کر یقیناً حیران ہوں گے کہ امن و سلامتی اور انسانی حقوق کے علم برداروں نے بوسنیا میں انسانوں کی آنکھیں نکال دیں' دانت توڑ دیئے' جسم پہ بجلی کے کرنٹ اور سر گٹر میں ڈبو دیے' بیوی اور والدہ کی عزت خاوند و بیٹے کے سامنے تار تار کر کے انھیں شہید کر دیا' ناخن اکھاڑ دیئے' چہرے جھلسا دیئے' مردہ پوتے کا کلیجہ چبانے کے لیے بوڑھے دادا کو اور مردہ ماں سے درندگی کے لیے معصوم بیٹے کو مجبور کر دیا۔ دہشت گردی کی مخالفت کے لیے تحریکیں اٹھانے والوں کے اپنے گھر میں دہشت گرد تنظیمیں پنپتی ہوئی بھی آپ کو اس کتاب میں نظر آئیں گی۔

سوڈان کی دواساز فیکٹری پر (محض اس شبہ میں کہ وہاں کیمیائی ہتھیار تیار ہوتے ہیں) میزائلوں سے حملہ کرنے والوں کی جانب سے اسرائیل میں تل ابیب سے پچیس کلومیٹر دور نس تسوینا میں واقع کیمیائی ہتھیاروں کے پلانٹ کے لیے انتہائی مہلک کیمیائی مادے ڈی-ایم-ایم-پی کی باقاعدہ ترسیل کی پالیسی بھی آپ کے لیے حیرانی کا باعث ہو گی۔ اور عراق کے ایٹمی ریکٹر کو تباہ کرنے کی حوصلہ افزائی اور پاکستان پہ ایٹمی دھماکہ کے باعث بے جا پابندیاں لگانے والوں کی طرف سے اس معاملے میں اسرائیل کی بے پناہ سرپرستی اور خود اپنے گھر میں مہلک سے مہلک ایٹمی ہتھیار بنانے کی آزادی کی پالیسی بھی آپ کو اچنبھے میں ڈال دے گی۔ غربت و افلاس اور غلامی کے خاتمہ کے علم برداروں کے ہاتھوں دوسری اقوام کو معاشی غلامی کی زنجیروں میں جکڑنے کا عمل بھی آپ کو مغرب کے قول و فعل کے تضاد کی ہولناک تصویر دکھاتا نظر آئے گا۔

اسی طرح رواداری کا درس دینے والوں کے ہاں جوتوں پہ کلمہ طیبہ' قرآنی آیات کے فریم میں برہنہ تصاویر' ڈسکو ڈانس کلب کا نام مکہ' سکارف پہ پابندی' اسم محمدؐ سے تعصب' نومسلموں سے غیر انسانی و امتیازی سلوک' ذرائع ابلاغ اور دانشوروں کا منفی رویہ بھی ان کے دعوئ رواداری کا پول کھولتے نظر آتے ہیں۔

اگرچہ بعض دانشور یہ رائے رکھتے ہیں کہ مغرب اپنے قومی مفادات کے تحفظ کے لیے عالمی سطح پہ انتہائی سفاکانہ طرز عمل اختیار کرتے ہوئے بھی کوئی عار محسوس نہیں کرتا مگر ان کے معاشرے میں عمومی سطح پہ بہرحال رواداری و برداشت کی روایت قائم ہے۔ مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ اگر دقت نظر سے جائزہ لیا جائے تو شاید یہ بھی اس درجہ میں سچ ثابت نہ ہو جیسا کہ عام خیال ہے۔ اس کی بڑی سادہ سی مثال انگلستان میں برصغیر کے لوگوں کی تحقیر کرنے کے لیے لفظ "پاکی" کا استعمال ہے۔ یہ بات ایک اور زاویے سے بھی شدید تر ہو جاتی ہے کہ ہر ناپسندیدہ امر کی تحقیر کے لیے وہاں "پاکی" بولا جائے۔ (پاکی۔ پاکستان سے بنا ہے اور پاکستان مسلم ملک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے) جبکہ انڈیا بھی اسی خطے میں واقع ہے لیکن برصغیر کے پسندیدہ امور کے لیے "انڈین" کا لفظ منتخب کیا گیا۔ مثلاً کھانا پسند ہے تو اسے انڈین فوڈ کہا جاتا ہے اگرچہ وہ پاکستانی ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن ناپسندیدہ امر کی طرف تحقیر سے اشارہ کرنا مطلوب ہو تو "پاکی" کہا جاتا ہے چاہے مقابل ہندو ہی کیوں نہ ہو۔

ایسے ہی تمام حقائق' تفصیلات اور باریکیوں سے آگاہ کرنا اس کتاب کا مقصد ہے اور مولف محمد صدیق شاہ بخاری اس امر میں یقیناً کامیاب نظر آتے ہیں کہ انھوں نے بلا کسی مبالغہ کے بلاکم وکاست اصل تصویر سامنے لاکر رکھ دی ہے اور فیصلہ بھی قارئین پر چھوڑ دیا ہے۔

مجھے امید ہے کہ عہد حاضر کی یہ منفرد تحقیق و تاریخ ان لوگوں کے لیے یقیناً چشم کشا ثابت ہوگی جو یورپ و امریکہ کو امن و سلامتی' جمہوریت و آزادی' تہذیب و تمدن اور رواداری کے پیامبر سمجھتے ہیں۔ ان کے لیے میرا مشورہ یہی ہے کہ وہ اپنے اس عقیدے کی ترویج و اشاعت سے قبل اس کتاب کا مطالعہ ضرور فرمالیں۔ نوجوانوں اور طالب علموں کے لیے یہ کتاب ان کا رشتہ اپنی تاریخ سے مضبوط و مستحکم کرنے کا باعث ہوگی۔ امید کی جاسکتی ہے کہ اگر آج کے طالب علم کو یہ معلوم ہو جائے کہ وہ جنھوں نے سینکڑوں برس قبل بیت المقدس میں مسلمانوں کا خون اس قدر بہایا تھا کہ ان کے گھوڑے گھٹنوں گھٹنوں خون مسلم میں چل رہے تھے' ان کی ذہنیت اور سوچ کم از کم مسلمان کی حد تک آج بھی تبدیل نہیں ہوئی تو شاید ہمارے جوانوں کے شانوں سے مرعوبیت کا بوجھ اتر جائے اور ہو سکتا ہے کہ لہو رنگ بوسنیا اور کوسووا کی تصویر نقالی کا نشہ دور کر دے اور انھیں اپنے پاؤں چلنا سکھا دے۔ جدید ذہن کو تصویر کا دوسرا رخ دکھانا بہرحال آج کی اشد ضرورت تھی جو عزیزم محمد صدیق شاہ بخاری نے کماحقہ پوری کر دی ہے۔ اس طرح یقیناً انھوں نے اک اہم علمی اور ملی فریضہ انجام دیا ہے جس کے لیے وہ لائق تحسین ہیں۔

سردار محمد

(جناب سردار محمد چودھری سابق انسپکٹر جنرل آف پولیس پنجاب)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رواداری

یہ فارسی کا لفظ ہے۔ بطور اسم (روادار کا اسم کیفیت) اور مونث استعمال ہوتا ہے۔ فیروز اللغات کے مطابق بے تعصبی اور کسی بات کو رعایت سے جائز رکھنا کے معنی میں آتا ہے۔ قاموس مترادفات کے مطابق فراخ دلی' وسیع القلبی' تحمل اور بردباری کے معنی رکھتا ہے جبکہ مہذب اللغات میں اس لفظ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ رواداری اس حد تک برتنا چاہیے جہاں تک مذہب پر کوئی آنچ نہ آنے پائے اور اردو لغت جلد دہم (شائع کردہ اردو لغت بورڈ ترقی اردو بورڈ کراچی) کے مطابق "روا" کا مطلب ہے ایسی بات کا جائز اور مباح جاننا جس بات میں کوئی مذہبی' اخلاقی یا قانونی حرج نہ ہو اور "دار" کا مطلب ہے درست یا جائز سمجھنے والا' قبول یا برداشت کرنے والا۔ گویا روادار وہ شخص ہے جو ایسی بات کو درست' جائز' مباح یا برداشت کرے جس میں کوئی مذہبی' اخلاقی یا قانونی حرج نہ ہو (اور جو ایسی بات کو بھی جائز سمجھے وہ روادار ہے یا بے غیرت؟--- راقم) انگریزی میں اس کا متبادل لفظ Toleration یا Tolerance ہے۔

اصطلاحی مفہوم میں عام طور پر یہ لفظ اپنے نظریات پہ قائم رہتے ہوئے اور اُن پہ عمل کرتے ہوئے دوسروں کے عقائد و نظریات کو برداشت کرنے اور انھیں اُن پر عمل کرنے کی آزادی عطا کرنے کے معانی میں استعمال ہوتا ہے لیکن اگر کوئی اپنے نظریات کو قربان کرتے ہوئے دوسروں کے نظریات کو برداشت کرے اور ہر نظریے اور ازم کو صحیح و درست قرار دیتا جائے تو یہ رواداری نہیں بلکہ منافقت ہے اور اگر غیراس کے نظریات پہ حملہ آور ہوں اور یہ اپنے عقائد و خیالات کا دفاع بھی نہ کر سکے اور پھر اسے رواداری کا نام بھی دے تو یہ رواداری نہیں بلکہ بزدلی و بے غیرتی ہے۔ اگرچہ یہ بات رواداری کی تعریف میں شامل ہے کہ مختلف مذاہب کے پیروکاروں کو اُن کے عقائد کے مطابق زندگی بسر کرنے کی آزادی دی جائے۔ مگر عملاً یہ آزادی اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ نہ تو یہ دوسروں کی آزادی میں خلل انداز ہو اور نہ ہی اس سے معاشرے کے امن و امان یا ملکی دفاع و سلامتی کے لیے خطرہ لاحق ہو۔

اسی طرح کسی معاشرے میں موجود اقلیتوں کا تحفظ' انھیں انصاف کی فراہمی اور زندگی کی دوڑ میں آگے بڑھنے کے مواقع فراہم کرنا بھی عین رواداری ہے مگر جہاں اقلیت کا رویہ اکثریت کے حق میں جارحانہ ہو یا کسی بھی طریق سے اکثریت کے حقوق متاثر ہوتے ہوں وہاں اقلیتوں پہ کچھ حدود و قیود کا عائد کر دینا رواداری کے خلاف نہیں بلکہ معاشرے کے وسیع تر مفاد کا تقاضا ہوتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 1

رواداری اور فتنہ رواداری - ایک جائزہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رواداری اور "فتنہ رواداری" اِک تاریخی جائزہ

لفظ "رواداری" افراد و اقوام کے لیے اسی طرح جانا پہچانا ہے جس طرح مٹی' پانی' آگ' ہوا۔ مگر اس لفظ کے استعمال پر انسان اسی طرح جھگڑتا ہے جس طرح زن' زر اور زمین پر۔ اس لفظ کے ثمرات کا حصول اگرچہ ہر انسان کا مقصود ہے مگر جب اپنے مفاد پہ زد پڑتی نظر آئے تو ہر شخص اس کو اسی طرح بھول جاتا ہے جس طرح باز اپنے شکار پر جھپٹتے ہوئے سب کچھ بھول جائے۔ خود کو اس صفت کا حامل کہلانا ہر فرد اسی طرح اپنا حق سمجھتا ہے جس طرح امریکہ خود کو امن پسند اور دوسروں کو دہشت گرد کہنا اپنا حق جانتا ہے۔

رواداری' اگرچہ اعلیٰ انسانی اقدار کا جزو اعظم ہے مگر بعض اوقات یوں محسوس ہوتا ہے کہ جس طرح بلی کا چوہے کے لیے روادار ہونا خلاف فطرت ہے' اسی طرح ہر انسان کا دوسرے انسان اور ہر قوم کا دوسری قوم کے لیے ہر وقت' ہر موقع اور ہمیشہ کے لیے روادار ہونا بھی نظام قدرت کے خلاف ہے۔ جس طرح اس کائنات میں کسی بھی خلاف فطرت بات کو دوام حاصل نہیں' اسی طرح تاریخ اقوام عالم کا مطالعہ اس امر کا شاہد ہے کہ عملی طور پر اس "غیر ضروری رواداری" کے نظریہ کو بھی کبھی استقرار حاصل نہیں رہا۔

تمام تر انسانی اقدار کا ایک مطلوبہ معیار ہی مطلوب و محبوب ہوتا ہے۔ اس سے کم یا زیادہ کی صورت میں وہی قدر' ایک خوفناک و مکروہ شکل اختیار کر لیتی ہے' جیسے قوت غضبیہ کی پسندیدہ مقدار شجاعت کہلاتی ہے' اس میں تفریط بزدلی تو افراط' جاہلیت ہے۔ قوت عقلیہ کی مناسب سطح حکمت و دانائی ہے' کمی کی صورت میں حماقت اور زیادتی جزبرہ ہوتی ہے۔ قوت شہوانیہ کی معتدل حد عفت و عصمت ہے جبکہ کمی جمود اور اضافہ فسق و فجور ہے ۔ بعینہ رواداری حد سے بڑھ جائے تو بے غیرتی و بزدلی بن جاتی ہے اور ضرورت سے بھی کم ہو جائے تو تعصب و تنگ نظری سمجھی جاتی ہے۔

شومئی قسمت سے آج کا مسلم معاشرہ غیرت کی کمی اور رواداری کے اضافہ کا بری طرح

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شکار ہو چکا ہے۔ اس میں جہاں پس پردہ غیروں کی گہری اور منظم سازش کارفرما ہے' وہاں اپنوں کی سادگی' بھولپن' بلکہ نادانی و حماقت کا بھی کچھ کم دخل نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج پوری دنیا میں امت مسلمہ تحقیر و تذلیل کی اتھاہ گہرائیوں میں اتر چکی ہے۔ وہی امت کہ "تھی جس کی فلک سوز کبھی آواز"۔ آج امم کے بھرے بازار میں کوئی اس کی آواز سننے والا نہیں۔ ایسا کیوں نہ ہو ہم نے تو اسی باطل کو اپنے "کاشانہ دل کا مکین" بنالیا کہ "تیرے آباء کی نگہ بجلی تھی جس کے واسطے" وہی لوگ جو ہمارے اسلاف کے در پہ کاسہ گدائی لیے پڑے رہتے تھے' آج ہمارے ان داتا بنے بیٹھے ہیں۔

جس کو ہم نے آشنا لطف تکلم سے کیا
اس حریف بے زباں کی گرم گفتاری بھی دیکھ
ہاں' تملق پیشگی دیکھ آبرو والوں کی تو
اور جو بے آبرو تھے' ان کی خودداری بھی دیکھ

پہاڑوں کی چٹانوں میں نشیمن بنانے والے آج تنگ و تاریک گھاٹیوں کے مکیں کیونکر ہو گئے اور صحرا کی وسعتوں کو اپنے قدموں تلے روندنے والے آج بند گلیوں کے باسی کیونکر بن گئے۔ یہ کوئی چند روز کا قصہ نہیں' اس کے پیچھے اغیار نے برسوں نہیں' صدیوں محنت کی ہے اور امت کی رگوں سے غیرت کا جوہر ختم کرنے کے لیے اس کو غیر ضروری رواداری کا زہر ہلاہل قند کی شکل میں کھلاتے رہے ہیں اور اب انھیں کھلانے کی ضرورت بھی نہ رہی کہ یہ "قند" امت کے منہ کو لگ گیا' اب یہ خود ہی اسے وافر مقدار میں تیار کر لیتی ہے۔ بے کار اور بلاضرورت رواداری کا تصور سمجھنا ہو تو اک لحہ کو ان اشعار پہ غور فرمایئے۔

تم رام کہو وہ رحیم کہیں دونوں کی غرض اللہ سے ہے
تم دین کہو وہ دھرم کہیں منشا تو اسی کی راہ سے ہے
تم پریم کہو وہ عشق کہیں مطلب تو اسی کی چاہ سے ہے
وہ جوگی ہیں تم سالک ہو مقصود دل آگاہ سے ہے
کیوں لڑتا ہے مورکھ بندے تیری خام خیالی ہے
ہے پیڑ کی جڑ تو ایک وہی یہ مذہب ایک اک ڈالی ہے
تکبیر کا جو کچھ مطلب ہے ناقوس کا بھی منشا ہے وہی
تم جن کو نمازیں کہتے ہو ہندو کے لیے پوجا ہے وہی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذرا دل تھام کے بتایئے گا کہ کیا اس تصور کے بعد اللہ و رسولؐ کے سارے احکامات' جہاد کا پورا تصور' ان الدین عنداللہ الاسلام' ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ' ولا تموتن الا وانتم مسلمون کا قرآنی نظریہ اور الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا کا اعلان ربانی بے معنی ہو کر نہیں رہ جاتا؟ بلکہ بعثت انبیاء' نزول وحی' اخروی کامیابی اور جزا و سزا کا سارا نظریہ بھی فضول اور اضافی ہو کر رہ جاتا ہے اور پھر جب ہر راہ ہی اسی ایک سمت جاتی ہو تو پھر باطل' باطل نہ رہا' حق و باطل' سچ و جھوٹ' اچھا و برا' نیک و بد' گھوڑا اور گدھا سب برابر سمجھے جانے چاہئیں۔

رواداری کا یہی وہ تصور ہے جسے ہم "فتنہ رواداری" سے تعبیر کرتے ہیں اور مسلمانان برصغیر میں اس "فتنہ رواداری" کا بھرپور آغاز اکبر کے "دین الٰہی" سے ہوتا ہے جس کے اہم اجزائے ترکیبی کچھ یوں تھے:

"گائے کا گوشت حرام قرار دیا گیا' ہندو تہوار ہولی' دیوالی' دسہرہ پورے ہندووانہ رسم کے ساتھ منائے جانے لگے۔ پیشانی پر قشقہ لگایا جاتا۔ سود و جوا' شراب نوشی حلال قرار پائے۔ خنزیر مقدس جانور سمجھا جانے لگا۔ لاشوں کو دفن کرنے کے بجائے جلانا یا پانی میں بہانا بہتر قرار پایا اور اگر دفن کیا جاتا تو اس کے پاؤں لازمی طور پر قبلہ کی طرف کیے جاتے۔ اکبر خود بھی خانہ کعبہ کی طرف پاؤں کر کے سوتا تھا۔ چچازاد اور ماموں زاد سے نکاح ممنوع ٹھہرا۔ ایک سے زیادہ بیویاں رکھنا تعزیری جرم قرار پایا۔ منطق' فلسفہ' تاریخ اور ریاضی جیسے مضامین کی تدریس پر زور دیا گیا۔ فقہ' حدیث و تفسیر حقیر خیال کیے جانے لگے۔ زبان سے عربی الفاظ خارج کرنے کی مہم شروع ہو گئی۔ چالیس اہل علم کی مجلس بنائی گئی جو ہر مذہب سے اچھی باتیں اخذ کر کے نیا مذہب تشکیل دینے لگی مگر اس مجلس میں اگر کوئی عالم اسلام کی بات کرتا تو اس کا مذاق اڑایا جاتا۔ کلمہ توحید بدل کر محمد رسول اللہ کی جگہ اکبر خلیفۃ اللہ تجویز کیا گیا اور اکبر کے سامنے سجدہ لازمی قرار پایا۔ (روداد قفس' از سید علی گیلانی' جلد اول' ص ۲۷۳)

اکبر کے اس خود ساختہ مذہب کا اگر بنظر غائر تجزیہ کیا جائے تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں نظر آتی ہے کہ اس مذہب کی ابتدا بھی ہندوؤں کے ساتھ غیر ضروری رواداری کے اس بیج سے ہوئی جو اس کے ذہن میں کوتاہ اندیشوں' جاہ طلب اسلام دشمنوں' سازشی عناصر اور علمائے سوء نے بویا تھا اور ان کا دعویٰ یہ تھا کہ جب یہ بیج پھوٹ کر باہر نکلے گا تو اس سے رواداری کا وہ شجر سایہ دار بنے گا جس کے سایہ امن و محبت تلے پورے معاشرے کو سکون

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نصیب ہو گا۔ مگر تاریخ نے دیکھا کہ اس بیج سے شجر تو نکلا جس کا نام بھی اگرچہ رواداری ہی تھا مگر اس پہ الحاد کے پتے پھوٹے' شرک و بت پرستی کے کانٹے نکلے اور اس پہ ہندو ازم کے پھول لگے اور ایسے میں اگر حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ جیسے محسن ملت اس فتنہ رواداری کی جڑوں پہ اسلامی غیرت و حمیت کا کلہاڑا نہ چلاتے تو آج شاید برصغیر میں مسلمانوں کی تصویر کچھ اور ہوتی۔

وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان　　اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار
گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے　　جس کے نفس گرم سے ہے گرمیٔ احرار

حضرت مجددؒ کے نفس گرم کی برکت سے اگرچہ امت کا سواد اعظم ہمیشہ کے لیے اس فتنہ رواداری سے محفوظ ہو گیا مگر اندرون خانہ ایک قلیل گروہ پھر بھی اس کا پرچارک رہا اور آنے والی صدیوں میں کسی نہ کسی شکل میں اس راہ پہ گامزن رہا۔ اکبر کے بعد اس گمراہی کو اک بڑا سہارا دارا شکوہ کی صورت میں میسر آیا۔ جس نے ایک کتاب مجمع البحرین کے نام سے لکھی جس کی وجہ تالیف کے بارہ میں دارا شکوہ خود لکھتا ہے کہ "مجھے لفظی تفاوت کے علاوہ ان کے (یعنی ہندوؤں اور مسلمانوں) حقائق شناسی کے راستے اور طرز میں کوئی ممیز فرق نظر نہیں آیا۔ اس لیے دونوں فریقوں کے خیالات کو یکجا کر کے اور دونوں کے نکات کو جمع کر کے جن کا علم حق کے ایک متلاشی کے لیے نہایت ضروری اور فائدہ مند ہے۔ میں نے ایک رسالہ تصنیف کیا ہے اور اس کا نام مجمع البحرین رکھا ہے کیوں کہ یہ دونوں فرقوں کے حق شناسوں کی دانش مندی اور سچائی کا مجموعہ ہے"۔ (بحوالہ ہندوستانی تہذیب کا مسلمانوں پر اثر' از ڈاکٹر محمد عمر' ص ۳۵)

داراشکوہ اور اس کے حاشیہ نشینوں کی اس مہم کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایسے مسلمان بھی پیدا ہو گئے جنھوں نے ہندو بیراگیوں اور جوگیوں کی صحبت اختیار کر لی۔ جیسا کہ عبدالغنی بیگ قبول کشمیری جو کہ محمد شاہ کے عہد میں تھا۔ اس کے بارے میں تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ وہ خود کو کسی ہندو کا مرید کہتا تھا۔ "دبستان مذاہب" میں لکھا ہے کہ "ہندوؤں اور مسلمانوں میں سے جو کوئی بھی ان کے مذہب میں آنا چاہتا ہے وہ اسے قبول کر لیتے ہیں اور مانع نہیں ہوتے۔ ان کا کہنا ہے کہ مسلمان بھی بشن کی پرستش کرتے ہیں کیونکہ بسم اللہ کے یہی معنی ہیں یعنی بشن کو بسم اللہ بھی کہا جاتا ہے۔ اسی طرح عارف سبحانی نامی درویش مسجد اور مندر دونوں کی برابر تعظیم کرتے تھے اور مندر میں ہندوؤں کے آئین کے مطابق پوجا اور ڈنڈوت کے مراسم ادا کرتے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مسجد میں مسلمانوں کی طرح نماز بھی پڑھتے تھے۔ محمد شاہ صوفیوں اور بیراگیوں سے مصاحبت رکھتا تھا۔ آخر میں وہ سوامی نرائن سنگھ کا مرید ہو گیا۔ بھگوان داس ہندی نے مرزا گرامی کے بارے میں لکھا ہے کہ انھوں نے وسیع المشربی (یعنی غیر ضروری رواداری) کا شیوہ اختیار کر لیا تھا۔ ان کا ظاہری لباس صوفیاء اور مشائخ کے مشابہ تھا لیکن ہندوستان کے قلندروں کی وضع میں زندگی گزارتے تھے۔ داڑھی اور بھنوؤں کو خیرباد کہا اور ہر مذہب و ملت کے لوگوں سے بڑی گرم جوشی سے ملتے تھے"۔ (ماخوذ از ہندوستانی تہذیب کا مسلمانوں پر اثر، ص ۳۶ تا ۴۰)

داراشکوہ کے قتل اور اورنگ زیب عالمگیرؒ کی تخت نشینی سے اگرچہ اس فتنہ رواداری کو بھرپور دھچکا لگا مگر پھر بھی یہ مکمل طور پر فرو نہ ہو سکا۔ بہت سے نام نہاد دانشور، صوفی اور شاعر اس کی جڑوں میں پانی دینے میں مصروف رہے مثلاً جوشش نے کہا:

چشم وحدت سے گر کوئی دیکھے
بت پرستی بھی حق پرستی ہے
کفر و اسلام کی نہ کر تکرار
دونوں یکساں ہیں چشم بینا میں
کوئی تسبیح اور زنار کے جھگڑے میں مت بولو
یہ دونوں ایک ہیں آپس میں ان کے بیچ رشتہ ہے

(تذکرہ گلشن ہند، ص ۵۵)

دیر و کعبہ پر ہی کیا موقوف شیخ و برہمن
کون سی جا ہے جہاں جلوہ نہیں اللہ کا

(تذکرہ گلشن ہند، ص ۲۳۷)

وفاداری بہ شرط اُستواری اصل ایماں ہے
مرے بتخانہ میں تو کعبہ میں گاڑو برہمن کو

(غالب)

اس نظریہ کی وضاحت مرزا صدر الدین اصفہانی نے لالہ مکتا پرشاد سے کچھ یوں کی: "جناب والا کو یہ بات معلوم ہے کہ میرا مذہب صوفیانہ ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ ہندو میں کیا برائی ہے اور مسلمان میں کیا اچھائی؟ دونوں خدا کے بندے اور عارف کے نور چشم ہیں"۔

اٹھارھویں اور انیسویں صدی میں اس قسم کے صوفیاء، عام مسلمان اور شاعر بھی ہندوؤں کے دیوتاؤں کی تعریف میں رطب اللسان رہا کرتے تھے۔ بالخصوص رام چندر جی اور کرشن بھگوان کو تو انبیاء کا درجہ دیتے تھے۔ مرزا عبدالقادر بیدل نے اپنی ایک نظم میں رام چندر جی کو خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ نظیر اکبر آبادی نے بھی اپنی نظموں میں کرشن جی بھگوان اور شیو جی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی بھگتی کے گیت گائے ہیں۔

فکر و نظر کی اس زنجیر کی بہت سی کڑیاں ہندوؤں میں بھی موجود تھیں بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ انھیں کی گہری' عیارانہ اور مکارانہ سازشوں کے نتیجے میں مسلمانوں میں وسیع المشربی کی یہ آکاس بیل پروان چڑھی تھی تو بے جانہ ہوگا۔ اس سلسلہ کا بہت بڑا مبلغ کبیر داس تھا۔ جس کا کہنا ہے کہ "ہم اسی ایک اللہ سے لو لگاتے ہیں جو بے نشان ہے۔ نہ وہاں مندر کی ضرورت ہے نہ مسجد کی وہاں وہ آپ ہی آپ موجود ہے۔ اس کی پوجا کے لیے کسی خاص رواج کی بھی ضرورت نہیں۔ ہمارا یہ جسم ہی مسجد ہے۔ ہمارے پانچوں حواس جماعت ہیں۔ ہمارا من ہی ملا اور امام ہے"۔ (بحوالہ دین کا قرآنی تصور' از صدر الدین اصلاحی' ص ۱۴۹)

یہ عبارت صاف بتاتی ہے کہ کہنے والے کا ذہن خدا پرستی کے سلسلے میں کسی واسطے اور ھادی کی ضرورت سے یکسر بیگانہ ہے اور وہ باطنی مراقبے اور ذاتی مجاہدے کو ہی حصول مقصد کے لیے کافی سمجھتا ہے جسے وہ بطور خود اختیار کر لیتا ہے۔ اس کی نگاہ میں توحید کی راہ بھی صحیح ہے اور شرک کی بھی۔ وہ ۰۰ خداؤں کے قائل کو بھی راست رو خیال کرتا ہے اور تین خداؤں کے پرستار کو بھی۔ وہ وحی و رسالت پر ایمان رکھنے والوں کو بھی صراط مستقیم پر گامزن خیال کرتا ہے اور اس کے منکروں کو بھی۔ وہ حلول' اتحاد اور اوتار کے نظریات سے نفرت کرنے والوں کو بھی برحق مانتا ہے اور ان نظریات کے پیروؤں کو بھی۔

اسی بات کو مشہور سکھ گرو گوبند سنگھ جی نے مزید واشگاف الفاظ میں کچھ اس طرح کہا کہ "کوئی اپنے کو منڈیا کہتا ہے' کوئی سنیاسی' کوئی یوگی' کوئی برہم چاری اور کوئی جتی' کوئی ہندو' کوئی مسلمان' یہ سب فرق جھوٹے ہیں۔ آدمی آدمی سب کی ایک ہی ذات ہے۔ سب برابر ہیں۔ سب کا ایک ہی خدا ہے۔ یہ فرق بھول اور دھوکا ہیں۔ (بحوالہ گیتا اور قرآن' ص ۸۰) اور پھر خوب اللہ قلندری نے یہ کہہ کر بات پایۂ تکمیل تک پہنچا دی کہ "حق یہ ہے کہ ایک ہی حقیقت کی آواز ساری دنیا میں گونج رہی ہے۔ گیتا ہندوستان کا قرآن ہے اور قرآن عرب کی گیتا"۔ (بحوالہ دین کا قرآنی تصور' ص ۲۰۱)

فتنہ رواداری کا یہی وہ مقام ہے جہاں قرآن اور صاحب قرآن کی بتائی ہوئی راہ کے متوازی اک اور راہ بھی اللہ تک پہنچانے والی نکلتی ہوئی نظر آتی ہے۔ ایسی راہ جس پہ چلنے والا شریعتوں' ادیان اور انبیاء سے یکسر بے نیاز نظر آتا ہے اور اسی جگہ پہ اسلام اور غیر اسلام کا عظیم فرق دھندلا کر رہ جاتا ہے اور جب یہ فرق دھندلا جاتا ہے تو پھر اس بات میں کوئی رکاوٹ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باقی نہیں رہتی کہ مسلمان خود کو مسلمان کہلاتے ہوئے بھی غیر مسلم فقیروں' جوگیوں اور گروؤں کے ہاتھ میں ہاتھ دیں اور مسلمان کتنے ہی غیر مسلموں کو غیر مسلم ہونے کی حالت میں ہی اپنی مریدی کا شرف عطا فرما کے ان کے قلب جاری کر دیں۔

رواداری کے نام پر قرآن اور صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑانے اور ان کی تعلیمات سے تمسخر و استہزاء کی شاید اس سے گھناؤنی اور مکروہ مثال نہ مل سکے۔

اکبر اور داراشکوہ کے بعد اگرچہ ہر دور کے دانشور' نام نہاد صوفیاء اور شعراء فتنہ رواداری کی آبیاری کرتے رہے اور اگرچہ مجاہدین وقت کی قربانی اور سرفروشی کے صدقے یہ شجر خبیثہ مطلوبہ برگ و بار نہ لا سکا مگر پھر بھی یہ سوچ تاریخی دھارے کے سنگ سفر کرتی رہی اور ہر دور کے گم کردہ راہ اس سے متاثر ہوتے رہے۔ تا آنکہ برصغیر میں انگریزوں کی غلامی سے نجات حاصل کرنے کی تحریک شروع ہو گئی۔ اس تحریک میں ہنود کی مکاری حسب روایت پھر رنگ لائی اور اس بار فتنہ رواداری "ہندو مسلم اتحاد" کے نام سے معاشرتی چلن اور تہذیبی علامت قرار پایا۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ مساجد کے منبروں پر ہندو جلوہ گر ہونے لگے۔ السلام علیکم کی بجائے "نمستے علیکم" اور "وعلیکم نمستے" کی تراکیب محمود قرار پائیں جس کی طرف مولانا ظفر علی خاں نے یوں اشارہ کیا:

سنا ہے کہ اک آگرہ کا مسافر — اٹھائے ہوئے سر پہ دیدوں کے بستے
عراق و عجم میں یہ جا کر پکارا — نمستے علیکم علیکم نمستے

اس طویل نظم میں مولانا نے مسلمانوں کو اس "گنگا جمنی تہذیب" کے خطرات سے آگاہ کیا جو رواداری کے حسین لبادے میں ان کے سامنے پیش کی جا رہی تھی اور یہ وہی بظاہر حسین مگر بباطن منافقانہ' مکارانہ اور مداہنت آمیز لبادہ تھا جس کی اوٹ سے ہندو تہذیب ہاتھ باندھ کر پرنام کرتے ہوئے پچھلی صدیوں میں اپنے ہاں آنے والی کتنی ہی تہذیبوں کو ہڑپ کر چکی تھی اور اب ایک دفعہ پھر اتحاد کے نام سے اپنے اسی سفر کا آغاز کر چکی تھی۔ ہندو مسلم اتحاد کی اس تحریک کے پس منظر میں وہ مخصوص ہندو ذہنیت کام کر رہی تھی جس کا مقصد و مدعا اصل میں مسلمانوں کو ہندوستانی تہذیب میں ضم کرنا تھا جیسا کہ پروفیسر بنی پرشاد نے لکھا کہ "مسلمان ابھی تک اپنی انفرادی ہستی قائم رکھے ہوئے ہیں۔ ان سے پہلے یہاں آنے والے گروہ اور قومیں ہندو معاشرے میں مدغم ہو گئے"۔ شری مودک نے کہا کہ "مسلمان بھی دیگر اقوام کی طرح ہندوؤں کی محبت کے باعث ہندوؤں میں ضم ہو جائیں گے"۔ ڈاکٹر راودھاکرشنن نے کہا کہ "ہندومت نے بدھ مت کو بھائیوں کی طرح بغل گیر ہو کر ختم کر دیا"۔ سوامی دیانند جی نے کہا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ "بھارت ویدک دھرم کا وطن ہے اور بھارت کو واپس ویدوں کی طرف جانا ہے اور یہاں بسنے والوں کو ویدی دھرم کے رنگ میں خود کو رنگنا ہوگا"۔ آر-ایس-ایس کے بل راج مدھوک نے اظہار افسوس کیا کہ "ہندو قوم نے ایک ہزار سال قبل محمدؐ کا بت بنا کے مسجد، مندر، منڈی، بازار وغیرہ میں کیوں نہ سجا دیا۔ مسلمان اپنے پیغمبر کو پوجنے آتے تو ان کے دلوں سے ہمارے بتوں کی نفرت بھی نکل جاتی اور وہ رفتہ رفتہ ہم میں گم ہو جاتے جس طرح بدھ مت والے ہو گئے۔ ہم نے بدھ جی کو اوتار مان لیا اور ان کا بت اپنے بتوں میں شامل کر لیا۔ ہمارے سینکڑوں ہزاروں بتوں میں ایک بت کا اضافہ ہو گیا مگر بدھ کہیں کے نہ رہے"۔ (حالانکہ ہندوؤں نے بدھوں کو جبراً ختم کیا تھا)۔ حتیٰ کہ گاندھی جس کو مسلمانوں نے اس تحریک کی رو میں بہتے ہوئی مسجدوں کے منبروں کی زینت بھی بنا ڈالا اور جسے ہندوؤں نے سیکولرازم اور روشن خیالی کا دیوتا قرار دیا وہ بھی یہ کہے بغیر نہ رہ سکا کہ اردو زبان کے حروف قرآن کے حروف سے مشترک نظر آتے ہیں لہٰذا ہندوستانی زبان اختیار کی جائے اور وہ بھی دیوناگری اکھروں میں۔ جواہر لال نہرو جو بزعم خود روادار اور روشن خیال انٹلیکچول ہونے کے مدعی تھے انھوں نے فرمایا ہندوستانی ایک ہی قوم ہیں۔ دو قومی نظریہ مٹھی بھر افراد کا پیدا کردہ شاخسانہ ہے۔ میں نے غور سے دیکھا ہے میں نے خوردبین لگا کر غور سے دیکھا ہے مگر دوسری قوم مجھے تو نظر نہیں آئی۔ دوسری قوم کہاں ہے؟" یعنی مسلمانوں کے وجود کا یکسر انکار۔ اور یہی اس تحریک کا اصل مقصد تھا۔

ایسے ماحول میں ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ مسلمان اپنی دینی غیرت وحمیت کا مظاہرہ من حیث القوم کرتے اور ہر سطح پر ہندوؤں کو یہ باور کرا دیتے کہ "خاص ہے ترکیب میں قوم رسولؐ ہاشمی" مگر یہ اسلامیان برصغیر کا تاریخی المیہ ہے کہ بڑے بڑے صاحبان علم و فضل جن کے اسلاف کے ہاتھوں کبھی امت کی تقدیر بنی تھی۔ وہ مگر آج خود ہی تدبیر ہنود کے پابند ہو گئے مانند نباتات و جمادات۔ جنھیں اس سیلاب کا رخ موڑنا تھا وہ مگر خود ہی بہہ گئے مانند خس و خاشاک۔ وہ جنھیں اس قافلہ بغض و عناد کو تہہ خاک سلا دینا تھا وہ خود ہی گرد کارواں ہو گئے، جن کے ذمہ روشنی کا سفر تھا وہ خود ہی اندھیروں کے شریک سفر ہو گئے اور جنھیں اس کڑے وقت میں آئمہ مجاہدین بننا تھا وہ خود ہی زیرو زبر ہو گئے اور بقول اقبال "وہ ناداں گر گئے سجدوں میں جب وقت قیام آیا"۔ "بے نیازی الاماں شان تغافل الحفیظ - کارواں لٹتا رہا اور راہبر دیکھا کیے"۔

مگر پھر بھی کچھ لوگ ایسے تھے جنھیں اللہ نے استقامت بخشی۔ کیوں بخشی، ہو سکتا ہے یہ صدقہ ہو گوالیار کے قلعہ کا یا بالاکوٹ کے میداں کا، مجاہدین ۱۸۵۷ء کی عزم و ہمت کی داستاں کا یا علمائے حق کی قربانیوں کے نشاں کا!

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہرصورت کچھ بھی ہو یقیناً یہ لوگ اس دور کے "مجدد" تھے جو اپنے ہاتھوں میں دو قومی نظریہ کی تلوار تھامے امت کی بقا کے لیے سینہ سپر ہو گئے۔ اگر یہ لوگ بھی بہتے پانیوں کے سنگ بہہ گئے ہوتے تو نہ جانے آج کا مورخ ہندوستان میں اک اور اندلس کی داستاں رقم کر رہا ہوتا۔ ان فرزانوں میں ایک طرف اگر محمد علی جوہر' چودھری رحمت علی' مولانا ظفر علی خاں' مرتضیٰ احمد خاں میکش' محمد علی جناح' علامہ اقبال' سید جماعت علی شاہ اور سردار عبدالرب نشتر جیسے مخلصین کے نام آتے ہیں تو دوسری طرف علماء کے سرخیل اشرف علی تھانوی کا نام بھی اک چمکتا سورج ہے جنھیں اس دور کے علماء کے شہر غفلت میں اذان فجر کہنے کا شرف حاصل ہے۔ ان کے نزدیک رواداری کے پردے میں ہندو مسلم اتحاد جسد امت کے لیے زہر ہلاہل سے کم نہ تھا۔ اسی لیے یہ فرد جلیل اپنی تمام تر علمی وجاہت کے باوجود ہندو مسلم اتحاد پر لعنت بھیجنے پہ مجبور ہو گیا۔ انھوں نے لکھا "آج کل ایسے بھی مسلمان ہیں جو تبلیغ کے کام میں روڑے اٹکا رہے ہیں اور کہتے ہیں یہ کام چھوڑ دو۔ اس سے ہندو مسلم اتحاد میں فرق آتا ہے۔ مگر ان کا اتحاد یک طرفہ ہے کہ ہندو تو ان کی ذرا سی رعایت بھی نہیں کرتے جہاں ان کو موقعہ ملتا ہے مسلمانوں کو مرتد بنا لیتے ہیں مگر ان حضرات کا اتحاد اب بھی باقی ہے۔ اگر ان کی یہی رائے ہے تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ چاہے ایمان جاتا رہے مگر اتحاد نہ جائے تو ایسے اتحاد پر لعنت ہے"۔

(بحوالہ اشرف الجواب' ص ۴۴۵ تا ۴۵۴' ملخصاً

اللہ کے فضل و کرم اور ایسے ہی لوگوں کی قربانی اور ہمت نے ایک دفعہ پھر فتنہ رواداری کو چاروں شانے چت کر دیا۔ اور ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کا سورج مسلمانان برصغیر کے لیے یہ پیغام لے کر طلوع ہوا کہ دیکھو اگر رواداری' بے غیرتی' بزدلی' کم ہمتی' امت سے بے نیازی' محض دوسروں کی خوشی اور خود کو روادار و روشن خیال کہلانے کے لیے اپنے موقف سے دستبرداری کا نام ہوتا تو تمہیں آج کا دن اس شکل میں دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔

بلاشبہ مسلمانان پاکستان اپنے لاکھوں لاشوں کے ساتھ رواداری کے اس مفہوم کو بھی دریا کے پار دفن کر آئے تھے مگر ہمارے تسامح اور تساہل نے پھر کام کر دکھایا کہ ہماری قربانیوں کو ابھی نصف صدی بھی نہیں ہونے پائی کہ آج ایک دفعہ پھر یہ نظر آ رہا ہے کہ وہی اکبری' داراشکوہی اور کانگرسی سوچ ہماری معاشرتی رگوں میں پھر سرایت کر رہی ہے۔ آج یہ سوچ یہ نعرہ لگا کر آگے بڑھ رہی ہے کہ ہم بنیاد پرست نہیں۔ پاکستان سیکولرازم کے لیے بنا تھا' اسلام کے لیے نہیں۔ ایسا سیکولرازم جس میں ہمیں اسلام اور مسلمانوں کی محبوب شخصیات پر کیچڑ اچھالنے کا پورا حق حاصل ہو۔ سارے راستے خدا کی طرف جاتے ہیں۔ مذاہب کی حدود و قیود انسانوں کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آزادی پر قدغن ہیں اور یہ عقل انسانی پہ جمود طاری کرتی ہیں۔ ایسی ہی بہت سی باتیں' بہت سے نعرے جن کے نام حسب موقع اور حسب حال بدلتے رہتے ہیں۔ کبھی انھیں آزادی' امن اور جمہوریت کہا جاتا ہے تو کبھی حقوق نسواں' اظہار رائے کی آزادی کا نام دیا جاتا ہے اور اگر کوئی جرأت رندانہ سے کام لیتے ہوئے ان کی سازشوں کا پردہ چاک کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اسے رواداری کا درس کچھ ایسے زور و شور سے دیا جاتا ہے کہ جیسے اسلام کا غیرت و حمیت سے کچھ بھی تعلق نہیں اور بعض اوقات اس منافقانہ مہم کا شکار مخلص مسلمان بھی ہو جاتے ہیں اور وہ بھی ان کے ہم آواز ہو کر علم برداران حمیت سے پوچھتے ہیں کہ آپ ان کے پیچھے کیوں پڑے ہیں۔ کیا اسلام رواداری کی تلقین نہیں کرتا؟ انھیں ہم ہاتھ باندھ کر یہی کہہ سکتے ہیں یا اخوان الکرام بے شک اسلام رواداری کا پرچارک ہے مگر یہ رواداری نہیں بلکہ رواداری کے نام پہ آپ سے غیرت و حمیت کا جوہر ختم کرتا ہے اور اسے ہی ہم فتنہ رواداری کہتے ہیں اور اسی کی نقاب کشائی کی یہ کوشش ہے جس طرح اکبر کے دور میں رواداری کے نام پہ دین اکبری کا مقصد مسلم معاشرے پہ ہندو ازم کی چھاپ لگانا تھا اور جس طرح تحریک پاکستان میں رواداری کے نام پہ مسلم قومیت کو ہندو وطنیت کے جوہڑ میں غرق کرنا اور آزادی مسلم کو روکنا تھا اسی طرح آج کے "اکبروں" کا مقصد اسلامی تہذیب پہ یورپی تہذیب کو غالب کرنا' ہندو ثقافت کو عام کرنا' ہندو قوم کو تجارت و تعلقات کے لیے "فیورٹ نیشن" بنانا اور امریکی غلامی کا پٹہ گلے میں ڈالنا ہے۔ ان کے نزدیک رواداری اس چیز اور صورت حال کا نام ہے کہ اسلام مانند آب ہو جائے جس برتن میں ڈالیں اسی کی شکل اختیار کر جائے یعنی نام تو ہو اسلام کا اور شکل ہو ان کی من پسند (یہ پہلا مرحلہ ہے اگلے مرحلہ میں انھیں اسلام کا نام بھی رواداری کے خلاف نظر آئے گا) لیکن انھیں کیا خبر کہ اسلام تو اک ٹھوس حقیقت ہے اس کا اپنا رنگ' اپنی شکل اور اپنا ذائقہ ہے۔

رواداری اس چیز کا نام نہیں کہ اسلام ان کی مرضی کے مطابق ہر سانچے میں ڈھل جائے بلکہ یہ تو دوسروں کی بہتری اور فوز و فلاح کے لیے اس بات کا خواہاں ہے کہ وہ سب اس کے سانچے میں ڈھلتے چلے جائیں۔ یہ اگرچہ غیروں کو اپنے اندر سمونے کی تمنا رکھتا ہے اور ترغیب و دعوت بھی دیتا ہے کوئی تسلیم کر لے تو بہت اچھا نہ تسلیم کرے تو زبردستی اور جبر و اکراہ نہیں کرتا۔ انھیں ان کی مرضی' خواہشات کے احترام اور عدل و انصاف کے سائے تلے جینے کا پورا حق دیتا ہے اور یہی اسلام کی رواداری ہے۔ ہاں مگر اتنی احتیاط اور پرہیز ضرور کرتا ہے کہ کفر و

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرک کی نجاست اور باطل کی خباثت' اس کے اجلے دامن کو پراگندہ نہ کرنے پائے اور احتیاط و پرہیز کا یہی عمل فتنہ رواداری کے باتیوں اور حامیوں کی نگاہوں میں خار کی طرح کھٹکتا ہے اور ہمیں یہاں یہی کہنا ہے کہ یہ اگر کھٹکتا ہے تو کھٹکنے دیجئے اور اس میں ذرہ بھر رواداری اور تساہل سے کام نہ لیجئے گا کیونکہ اگر خدانخواستہ یہ بزعم خود روشن خیال آپ پہ حاوی ہو گئے تو یقین کیجیے کہ یہ اِک لمحے کو بھی آپ سے رواداری برتنے کو تیار نہ ہوں گے۔ تاریخی تجربہ اسی پر دلالت کرتا ہے اور ہاں یاد رکھئے کہ حق کے حق ہونے کی علامت بھی یہی ہے کہ باطل کی نگاہوں میں خار بن کے کھٹکتا رہے۔

فتنہ رواداری کے چاہنے والے آج بڑی سرگرمی سے اس امر کے لیے کوشاں ہیں کہ دل مسلم سے دینی غیرت و حمیت کا خانہ خالی کر کے صرف رواداری بمعنی بزدلی و کم ہمتی کو وہاں براجمان کر دیا جائے اور جہاں کہیں سے بھی امت کے احیاء' ملی اقتدار کی بقا' اسلامی تشخص کی ضیا' دینی غیرت کی فضا اور انقلاب مصطفیٰ کی آواز بلند ہو' اسے نہ صرف دبا دیا جائے بلکہ یہ کہہ کر اسے فنا کر دیا جائے کہ اسلام تو بس رواداری کا دین ہے' فرد سے لے کر معاشرے تک' انفرادی زندگی سے لے کر اجتماعی زندگی تک اور شخصی کاوش سے لے کر پوری تحریک تک جہاں کہیں کسی نے جب بھی آگے بڑھنے کی کوشش کی' تو اسے یہی کہہ کر روکا گیا کہ آخر تم کفر و باطل کو' ظلم و ستم کو' شرک و بدعت کو' ارتداد و الحاد کو برداشت کیوں نہیں کرتے کہ اسلام تو تمہیں رواداری سکھلاتا ہے۔ اسلام اور پیغمبرؐ اسلام کا مذاق اڑے' بس ہونٹوں کو سی لو کہ رواداری ہے' خاک ارضی خون مسلم سے رنگین ہو جائے' بس چپ رہ کے جی لو کہ رواداری ہے۔ جھوٹی نبوت کا ڈھونگ رچاؤ کہ رواداری ہے اور توہین صحابہؓ ہو' نہ شور مچاؤ کہ رواداری ہے لیکن عجب بلکہ منافقت تو یہ ہے کہ رواداری کے اس مفہوم سے خود اس کا پرچار کرنے والوں کی زندگی خالی ہے۔ منشیات کے دھندے پر موت کی سزا ہو تو سب ٹھیک' لیکن گستاخ رسولؐ کے لیے سزائے موت کا قانون بنے تو آسمان سر پہ اٹھائیں کہ رواداری ہے' اپنے گھر میں نقب زنی ہو تو چور کو زندہ بھی جلا دیں تو کوئی بات نہیں' ویسے جو چور کا ہاتھ کاٹنے کی بات ہو تو چیخیں اور چلائیں کہ رواداری ہے۔ جو گھر میں زنا ہو جائے تو چاہیں کہ زانی کی نسلیں بھی سزا بھگتیں مگر زنا پہ سنگساری کی بات ہو تو آنسو بہائیں کہ رواداری ہے۔ غیرت دینی میں جو نوجوان کسی مندر کی اینٹ بھی سرکا دیں تو واویلا اور غیر چاہے بابری مسجد گرائیں کہ رواداری ہے۔ ادھر لاکھوں انسان قحط سے مر جائیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ادھر گندم سمندر میں بہائیں کہ رواداری ہے۔ کویت پر قبضہ ہو تو عراق کو کھنڈر بنائیں' کشمیر و بوسنیا کی بات ہو تو فرمائیں کہ رواداری ہے۔ نیو ورلڈ آرڈر کے نام پر پوری دنیا میں دہشت گردی ہو تو خاموشی اور زبان مسلم پہ جو نام جہاد بھی آ جائے تو فوراً بتلائیں کہ رواداری ہے۔

غیر تو غیر ہی ہوتے ہیں' ان سے بھلائی کی امید کہاں لیکن دل تو جلتا ہے کہ جب اپنے بھی ستم میں شامل ہو جائیں۔ یہاں تو یہ حالت ہے کہ

دیکھا جو تیر کھا کے کمیں گاہ کی طرف
اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہو گئی

ان اپنوں کی یہ بے پناہ "اپنائیت" ہی ان سطور کے ظہور کا باعث بنی تا کہ بہانگ دہل اس بات کی وضاحت کر دی جائے کہ اگرچہ رواداری اسلام کا طرۂ امتیاز ہے مگر جو رواداری مسلمان کے لیے ہے' وہ کافر کے لیے نہیں' جو کافر کے لیے ہے' وہ مرتد کے لیے نہیں اور جو مرتد کے لیے ہے' وہ زندیق کے لیے نہیں۔ جیسا کہ اکبر شاہ خاں نجیب آبادی نے لکھا کہ اسلام میں جہاں تلوار کا بے جا استعمال ظلم ہے' وہاں ظالم کے خلاف تلوار کا استعمال نہ کرنا بھی جرم ہے۔ یہاں کسی کو یہ شبہ نہیں ہونا چاہیے کہ دینی غیرت و حمیت کی صفت کو اسلام نے آزاد چھوڑ دیا ہے' جو چاہے' جہاں چاہے اس کا اظہار کرے' نہیں بلکہ یہ صفت محبوب بھی جونہی اپنی سرحدیں عبور کرتے ہوئے تعصب و جاہلیت کی طرف بڑھنے کی کوشش کرتی ہے' اس کے آگے بھی اسلام حدود و قیود کی دیوار چن دیتا ہے کیونکہ اسلام میں کہیں اور کسی بھی حالت میں ناانصافی' ظلم و زیادتی اور ذاتی انا کی تسکین جائز نہیں۔ عفو و درگزر اور رواداری ہو تو وہ بھی اللہ کے لیے اور مقام غیرت پہ غیرت کا اظہار ہو تو وہ بھی اللہ کے لیے۔ یہی وہ باریک سرحد اور حد فاصل ہے جس کا جاننا ازحد ضروری ہے اور یہ علم ہونے کے بعد ہی یہ احساس اجاگر ہوتا ہے کہ رواداری کہاں تک ہے اور بے غیرتی کا آغاز کہاں سے ہوتا ہے۔ غیرت کی صفت کہاں تک جائز اور جاہلیت کہاں سے شروع ہوتی ہے!

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 2

معیارِ رواداری

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معیار رواداری

کسی فرد' قوم یا معاشرے کا اپنے ماحول میں موجود اقلیتوں کے بارے میں رویہ اور طرز عمل کیا ہے' ان کے ساتھ کس قسم کا سلوک کیا جاتا ہے' ان کی جان' مال' عصمت و آبرو کو کس قدر تحفظ فراہم کیا جاتا ہے' عدل و انصاف' روزگار اور سماجی ترقی کے کس قدر مواقع مہیا کیے جاتے ہیں' انھیں ان کے عقائد و اعمال پر عمل پیرا ہونے کی کس قدر آزادی عطا کی جاتی ہے' انھیں اکثریتی مذہب میں ضم کرنے کی کوئی جبری کوشش تو نہیں کی جاتی؟ یہ وہ کسوٹی ہے جس پہ پرکھ کے کسی بھی معاشرے کے دعوائے رواداری کا معیار متعین کیا جا سکتا ہے۔

یوں تو سب ہی یہ چاہیں گے کہ ان کے طرز عمل کو ہی رواداری کا معیار قرار دے دیا جائے لیکن صرف چاہنے سے تو کچھ نہیں ہوتا۔ تاریخ تو عمل کی بھٹی سے گزار کر فیصلے کیا کرتی ہے۔ دیگر بہت سی اقوام کی طرح مسلمان بھی تاریخ کے روبرو اپنا یہ دعویٰ پیش کرتے ہیں کہ صرف ان کا رویہ ہمیشہ ایسا رہا ہے جو اس کسوٹی اور معیار پہ پورا اترتا ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ تاریخ بھی اس دعوے پہ مہر تصدیق ثبت کرتی ہوئی نظر آتی ہے۔ بات عقیدت کی نہیں حقیقت کی ہے۔

اور حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کی مذہبی کتاب ہو یا ان کا پیغمبرؐ ہو' پیغمبر کے ساتھی ہوں یا بعد کے اکابرین ہوں' سپاہی ہوں یا سپہ سالار ہوں' عام مسلمان ہوں یا حکمران ہوں' سب اپنے شخصی اور قومی رویے میں رواداری کے علم بردار نظر آتے ہیں اور اس کتاب میں آگے بڑھنے سے قبل ہم آپ کو مسلمانوں کا یہ معیار رواداری اک نظر دکھا دینا چاہتے ہیں تاکہ حرف آخر تک پہنچتے پہنچتے آپ کو اس سوال کا جواب دینے میں آسانی رہے کہ مسلمانوں نے اپنی تاریخ میں رواداری کا جو معیار قائم کیا ہے کیا دوسری اقوام کی طرف سے انھیں اس کا عشر عشیر بھی حاصل ہے یا نہیں؟

رواداری تو وہ ہے جو قرآن نے فرمائی ہے

پوری دنیا کے مذہبی لٹریچر میں قرآن ہی وہ واحد کتاب مقدس ہے جس نے باآواز بلند یہ اعلان کیا ہے کہ دین قبول کرنے میں کوئی جبر و اکراہ نہیں (بقرہ 256)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس نے اپنے ماننے والوں کو یہ سکھلایا ہے کہ بدی کو نیکی سے رفع کرنا چاہیے

"اور بدی کو نیکی سے رفع کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے رزق دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور جب کوئی نامناسب بات سنتے ہیں تو اس سے درگزر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے اعمال ہمارے لیے اور تمہارے اعمال تمہارے لیے۔ تم کو سلام ہے ہم جاہلوں سے کچھ غرض نہیں رکھتے" (القصص 54-55)

جس نے بحث و مباحثہ میں بھی احسن انداز اپنانے کی ہدایت کی ہے

"اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور عمدہ پند و نصیحت کے ساتھ بلاؤ اور ان کے ساتھ اچھے طریقے سے مباحثہ کرو"۔ (نحل - 125)

اور جس نے جھوٹے خداؤں کو بھی برا کہنے سے باز رکھا ہے

"یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر جن دوسرے معبودوں کو پکارتے ہیں ان کو برا نہ کہو کیونکہ اس کے جواب میں نادانی کے ساتھ ناحق یہ خدا کو گالیاں دیں گے" (انعام 109)

رواداری تو وہ ہے جو رسول ؐ رحمت نے سکھلائی ہے

اگر یہ کہا جائے کہ رحمت عالم ؐ کی آمد سے قبل یہ دنیا رواداری کی حقیقت سے ناآشنا تھی تو بے جا نہ ہو گا۔ رواداری کا اصل رخ دیکھنا چاہتے ہو تو سلطان مدینہ کو دیکھو جو حاکیت کے مکمل اختیارات رکھتے ہوئے بھی یہود کو نہ صرف ان کے عقائد کے مطابق زندگی بسر کرنے کی اجازت عطا کرتے ہیں بلکہ ان کے مقدمات کے فیصلے بھی ان ہی کی شریعت کے مطابق فرماتے ہیں۔ ہاں وہی یہود جنھوں نے آپ کو ہلاک کرنے کی سازش کی کبھی زہر دے کر، کبھی پتھر کی چٹان لڑھکا کر اور کبھی مشرکین عرب کو بڑھکا کر۔ جو نصاریٰ کے وفد کو نہ صرف مسجد نبوی ؐ میں ٹھہراتے ہیں بلکہ وہیں انھیں اپنے مراسم عبادت ادا کرنے کی بھی اجازت دے دیتے ہیں' جو میزان عدل و انصاف کو دوست دشمن کی تمیز سے ناآشنا رکھتے ہیں۔ اور ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر میری بیٹی فاطمہ ؓ بھی چوری کرتی تو اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیا جاتا۔ جو اگر ایک طرف یہودی مہمان کی گندگی سے اپنے بستر کو خود پاک کرتے نظر آتے ہیں تو دوسری طرف مشرک والدین سے بھی صلہ رحمی کی تاکید فرماتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ جو یہ بھی فرماتے ہیں کہ اگر مسلمان کسی غیر مسلم (معاہد) پر ظلم کرے گا تو میں خدا کی عدالت میں غیر مسلم کا وکیل بن کر کھڑا ہوں گا۔ جو تاریخ عالم کو فتح مکہ جیسی نادر و نایاب مثال عطا کرتے ہیں کہ جانی دشمنوں پہ مکمل قابو پا کر انھیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاف بھی کیا جاتا ہے اور ان پہ احسان بھی کیا جاتا ہے اور جن کی رواداری کا یہ عالم ہے کہ اگر جنگ کے میدان میں بھی جاتے ہیں تو ان ہدایات کے ساتھ کہ بوڑھوں' عورتوں' بچوں اور نہتے لوگوں پر ہاتھ نہ اٹھایا جائے۔ جن کے ہاں انسانی جان کی اتنی اہمیت ہے کہ پورے عہد نبویؐ کی تمام جنگوں میں صرف 759 کفار قتل ہوئے اور 6564 قیدی۔ ان میں سے بھی 6000 ان کے اک اشارۂ رحمت پہ رہا کر دیے جاتے ہیں جبکہ آج کی دنیا میں رواداری کے نام نہاد علم برداروں کے ہاتھوں صرف جنگ عظیم اول میں 74 لاکھ 38 ہزار انسان موت کے گھاٹ اتر گئے۔ مفلوج' زخمی' قیدی اور گم شدہ ان کے علاوہ ہیں۔

رواداری تو وہ ہے جو صحابہؓ نے قائم کر کے دکھلائی ہے

جی ہاں رواداری تو اسے کہتے ہیں جس کا مظاہرہ حضرت عمرؓ نے فلسطینی عیسائیوں سے معاہدہ کرتے وقت کیا تھا۔ معاہدے کے الفاظ کچھ یوں تھے:

"یہ امان کا وہ منشور ہے جو خدا کے بندے عمر امیرالمومنین نے ایلیا کے باشندوں کو دیا۔ ان کی جان و مال گرجاؤں اور صلیبوں کی حفاظت کی جائے گی۔ ہر شہری خواہ تندرست ہو یا بیمار' ہماری امان میں ہو گا۔ ان کے گرجالوگوں کی رہائش گاہوں میں تبدیل نہ ہوں گے اور نہ ان کو گرایا جائے گا۔ ان کی جائیدادوں اور صلیبوں کو کوئی نقصان نہ پہنچایا جائے گا نہ ان پر کسی قسم کا مذہبی دباؤ ڈالا جائے گا اور نہ کسی کو پریشان کیا جائے گا"۔

لاکھوں مربع میل پہ حکومت کرنے والے صحابہؓ کے بارے میں متعصب غیر مسلم مورخ بھی یہ ثابت نہیں کر سکے کہ انھوں نے کبھی کسی غیر مسلم کو نوک خنجر پہ مسلمان بنایا ہو۔ بلکہ سر آرنلڈ جیسے سکالر نے تو Preaching of Islam لکھ کر بڑی تفصیل اور دلیل کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ اسلام اخلاق سے پھیلا ہے نہ کہ تلوار کے زور پہ۔ صحابہؓ نے تو اگر کسی قوم کی حفاظت کا ذمہ لیا اور اسے نبھا نہ سکے تو ان سے وصول شدہ جزیہ تک انھیں واپس لوٹا دیا کہ اب ہم اس کے حق دار نہیں۔ ہاں یہی لوگ اصل روادار تھے جن کے نزدیک ایک مسلم اور غیر مسلم کی جان برابر تھی۔ جو بوڑھے یہودی سائل کے سوال کرنے کو بھی برداشت نہ کرتے تھے اور اس کا وظیفہ بیت المال سے مقرر فرما دیا کرتے ہیں۔ جن کے نزدیک غیر مسلم سے معاہدہ کی پابندی اور اہمیت بھی اتنی ہی تھی جتنی کہ مسلمان سے۔ اس کے برعکس آج کی دنیا میں معاہدے تار عنکبوت سے بھی کمزور نظر آتے ہیں۔

اس صدی کے مغربی ذہن کی عکاسی 13۔ اگست 1914ء کو برلن میں کی جانے والی جرمن

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چانسلر کی تقریر کے ایک جملہ سے ہی ہو جاتی ہے جو یوں تھا: "حضرات ہم ضرورت کے عالم میں ہیں اور ضرورت قانون سے ناآشنا ہوتی ہے"۔ جبکہ صحابہؓ کی رواداری ہر ضرورت اور مفاد سے بالاتر ہوتی تھی اور قانون و معاہدوں کی پابندی ہر حال میں مقدم رکھی جاتی تھی۔ چاہے اس سے مسلمانوں کا نقصان ہی کیوں نہ ہو کیونکہ انھیں اپنے نبیؐ کا یہ فرمان ہمیشہ یاد رہتا تھا کہ اس کا کوئی ایمان نہیں جس کا عہد نہیں۔

رواداری تو وہ ہے جو مسلمانوں کی تاریخ نے بتلائی ہے

تاریخ عالم مسلمانوں کی باہمی چپقلش اور جنگ جوئی کی مثالیں تو بیان کر سکتی ہے مگر ایسی داستانیں سنانے سے قاصر ہے جن میں مسلمان تلوار لیے لوگوں کو دائرہ اسلام میں داخل کرتے پھر رہے ہوں اور اس امر کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ وہ علاقے جہاں مسلمانوں نے سینکڑوں برس حکومت کی ہے۔ یہاں آج بھی مسلمان اقلیت میں ہیں۔ برصغیر' ہسپانیہ اور مشرقی یورپ اس پہ شاہد ہیں۔ ان ملکوں کے حکمرانوں کے غیر مسلموں سے فیاضی' بردباری' تحمل' عدل و انصاف' رواداری' ان پر اندھا دھند نوازشات اور اسلام کی اصل روح کو مسخ کرنے کے واقعات تو بے شمار ملتے ہیں مگر ایسی نظیر شاید ہی ملے کہ ان میں سے کسی مسلم حکمران نے تبلیغ اسلام کے لیے کوئی سرکاری کوشش کی ہو یا ایسی کوششوں کی حوصلہ افزائی ہی کی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ مسلم حکومتوں کے سیاسی زوال کے دور میں بھی اسلام قبول کرنے والوں کی رفتار مدہم نہیں پڑی اور یہی امر غیر مسلم مورخین کے لیے آج تک بڑے تعجب کا باعث ہے اور وہ طوعاً و کرھاً اس کا اقرار کرنے پہ بھی مجبور ہیں۔ موجودہ دور بھی تو مسلم حکمرانوں اور ملکوں کے زوال کا دور ہے مگر آج بھی عین یورپ اور امریکہ کے اندر بھی لوگ اسلام قبول کر رہے ہیں اور اس کی خبر بھی ہمیں غیر مسلم میڈیا خود ہی فراہم کرتا ہے۔ اسی طرح افریقہ میں عیسائی مشنریوں کے مال و دولت کے لالچ کے علی الرغم بھی لوگ مسلمان ہو رہے ہیں۔

تاریخ کے دامن میں مسلم حکمرانوں کی رواداری کے جو ہزارہا واقعات بکھرے پڑے ہیں ان میں سے بطور نمونہ تین پیش خدمت ہیں:

"خلیفہ مامون کا دربار لگا ہوا ہے۔ پادری یزدان بخت مسلمانوں سے مباحثہ کر رہا ہے۔ بالآخر پادری ھار گیا تو خلیفہ نے کہا اب تو مسلمان ہو جا۔ اس نے کہا زبردستی یا اپنی مرضی سے۔ خلیفہ نے کہا اپنی مرضی سے اس میں زبردستی نہیں۔ اس نے کہا پھر تو میں مسلمان نہیں ہوتا۔ چنانچہ خلیفہ نے حکم دیا کہ اسے فوجی حفاظت میں اس کی جائے پناہ تک پہنچا دیا جائے مبادا کوئی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناوان اسے نقصان پہنچائے"۔

"ایک ہندو لڑکے نے سلطان محمد تغلق پر مقدمہ دائر کر دیا کہ بادشاہ نے مجھے بلاسبب مارا ہے' قاضی نے کہا کہ لڑکے کو راضی کرو یا قصاص دو۔ ابن بطوطہ لکھتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ سلطان نے لڑکے کو بلایا اور چھڑی دے کر کہا کہ اپنا بدلہ لے لو اور اس کو اپنے سر کی قسم دے کر کہا کہ جیسا میں نے مارا تھا تو بھی مار۔ لڑکے نے چھڑی لے کر اکیس چھڑیاں بادشاہ کو لگائیں یہاں تک کہ ایک دفعہ اس کی کلاہ بھی گر پڑی"۔

"جب رانا سانگا اور راجپوتوں کو شکست فاش ہو گئی تو ایک راجہ نے پروگرام بنایا کہ وہ آگرہ میں چھپ کر بابر کو قتل کر دے۔ ایک دن وہ آگرہ کے ایک بازار میں پھر رہا تھا کہ ایک مست ہاتھی کا شور مچ گیا جو اسی بازار میں داخل ہو رہا تھا۔ سب لوگوں نے بھاگ کر اور چھپ کر جان بچائی لیکن ایک اچھوت عورت کا بچہ بازار میں کھڑا رہ گیا اور اوپر سے ہاتھی چلا آ رہا تھا۔ لیکن کسی کی ہمت نہ پڑتی تھی کہ موت کے منہ میں جا کر بچے کو بچائے۔ اتنے میں اس راجہ نے دیکھا کہ ایک بالکونی سے کسی نے چھلانگ لگائی اور آناً فاناً ہاتھی کے سامنے سے بچے کو لے کر بھاگا۔ بھاگنے میں اس شخص کی پگڑی بھی گر گئی تو لوگوں نے پہچان لیا۔ بابر بابر کا شور مچ گیا۔ راجہ اس واقعے سے بہت متاثر ہوا اور اس نے جا کر خود کو بادشاہ کے سامنے پیش کر دیا اور سارا ماجرہ کہہ سنایا اور کہنے لگا کہ میں ایسے بادشاہ کو کیسے قتل کر سکتا ہوں جو ایک اچھوت بچے کو بچانے کے لیے اپنی جان کو یوں خطرہ میں ڈالے۔ بابر نے اسے انعام و اکرام اور عہدہ سے نوازا"۔

یہ تو ماضی کی باتیں تھیں۔ حیرانی تو اسی امر پہ ہوتی ہے کہ مرور زمانہ کے سنگ اگرچہ مسلمانوں کے بہت سے جذبوں کو زوال آیا مگر رواداری کا جذبہ موجودہ صدی میں بھی اسی شان کے ساتھ قائم و دائم ہے۔ یقین نہ آئے تو اس صدی کے عام مسلمانوں کے دو واقعات بھی سن لیجیے۔

"پروفیسر رجاء گارودی (فرانس) لکھتے ہیں کہ دوسری جنگ عظیم شروع ہوئی۔ 1939ء میں' میں ملکی سالمیت کی خاطر فوج میں بھرتی ہو گیا اور 1940ء میں فرانس کو جرمنی کے مقابلے میں شکست ہوئی تو مجھے بھی گرفتار کر لیا گیا اور ہم وطنوں کے ساتھ الجزائر کے ایک جنگی کیمپ میں منتقل کر دیا گیا۔ یہاں ایک عجیب و غریب واقعہ پیش آیا جس نے مجھے مسلمانوں اور اسلام سے متعارف کرایا۔ ہوا یوں کہ کیمپ کمانڈر نے ایک روز برہم ہو کر مجھے گولی مارنے کا حکم دے دیا اور اس مقصد کے لیے دو فوجیوں کے حوالے کر دیا۔ یہ دونوں فوجی مسلمان تھے۔ انھوں نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجھے گولی مارنے سے انکار کر دیا اور جان بخشی کرانے میں کامیاب ہو گئے۔ یہ سب کچھ میرے سامنے ہوا۔ میں عربی زبان سے نابلد تھا اس لیے میری سمجھ میں کچھ نہ آیا۔ تاہم زندہ بچ جانے کی خوشی سے زیادہ تجسس یہ تھا کہ وہ کون سے اسباب ہیں جنھوں نے اجنبی فوجیوں کے دلوں میں میرے لیے ہمدردی اور خیر خواہی کے جذبات پیدا کر دیے۔ اس مقصد کے لیے میں نے ایک ایسے الجزائری مسلمان کی مدد حاصل کی جو عربی کے ساتھ ساتھ فرانسیسی زبان سے بھی واقف تھا۔ اس نے بتایا کہ مسلمان فوجیوں نے یہ کہہ کر مجھ پر گولی چلانے سے انکار کر دیا تھا کہ اسلام نہتے انسان پر ہاتھ اٹھانے کی اجازت نہیں دیتا"۔ بعد میں یہی واقعہ پروفیسر صاحب کے اسلام قبول کرنے کا باعث بن گیا ہے۔ یہ ہے اسلام کی وہ "تلوار" جو جسموں پہ نہیں دلوں پہ چلتی ہے۔ غیروں کو تلوار تو یاد رہ جاتی ہے لیکن ایسی باتیں نہ جانے کیوں بھول جاتی ہیں۔

جناب احسان دانش بیان کرتے ہیں کہ "دن کے ڈیڑھ دو بجے ہسپتال کے بغلی دروازے سے جو ہسپتال روڈ کی طرف کھلتا ہے ایک بڑے ڈیل ڈول کا مگر نہایت مغموم مسلمان ہسپتال سے نکل کر آ رہا تھا۔ اتنے میں اسی سڑک پر ایک سکھ کا گزر ہوا۔ اسے دیکھتے ہی مسلمان کی آنکھیں سرخ شعلوں سے بھر گئیں اور چہرہ کے خدوخال تشدد پسند لوگوں کی طرح ہو گئے' اس نے گلدار کی طرح جھپٹ کر اسے پکڑ لیا اور پھر اس کے کیس پاؤں سے دبا کر بری طرح پیٹنا شروع کر دیا۔ لاہور کی سڑکیں جہاں ہر وقت آدمیوں کا سیلاب موجیں مارتا رہتا ہے فوراً سینکڑوں آدمی جمع ہو گئے اور سکھ کو چھڑانے لگے لیکن اس سردار نے بڑے تلخ لہجے میں اپنے مددگاروں کو روک دیا اور بڑے روشن لہجے میں کہا مجھے کوئی نہ چھڑائے! لوگوں نے مسلمان کو پکڑ لیا' اور سردار سے سوال کیا یہ کیوں؟ سردار نے کہا "میں نے اس کے خاندان کو قتل کیا ہے' اور وہ بے گناہ تھے! میرا انھوں نے کوئی نقصان نہیں کیا تھا۔ مگر میں اس وقت ایک لالہ کے اکسانے اور بھڑکانے میں آگیا اور قتل و غارت پر کمر باندھ لی' لیکن گھر جا کے جو سوچا تو میرے ضمیر نے میری نیندیں چھین لیں۔ جب سوتا ہوں تو خواب میں وہی ماحول دکھائی دیتا ہے کہ لالہ دونی چند غارت گری کے منصوبے بنا رہے ہیں اور ہم لوگ ان کے اشاروں پر بے گناہوں کا قتل عام کر رہے ہیں' پولیس اور فوج ہمارے تعاقب میں ہے اور ہم جنگلوں اور اونچے نیچے ٹیلوں میں دبکتے پھرتے ہیں' فوراً آنکھ کھل جاتی ہے اور پھر صبح تک نیند نہیں آتی۔ آخر میں نے طے کر لیا تھا کہ جب رستے کھل جائیں گے تو لاہور جا کر خود کو ان میاں صاحب کے سپرد کر دوں گا جو سامنے کھڑے ہیں۔ میں صرف اسی لیے لاہور آیا تھا۔ اور ان کے گھر جا رہا تھا کہ ان کے دروازے پر ان کے ہاتھ سے قتل ہو جاؤں تا کہ روح کو ندامت اور ضمیر کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملامت سے نجات ملے اتفاق ہے کہ یہ رستے ہی میں مل گئے۔ آپ لوگ مجھ پر کرم کریں انھیں چھوڑ دیں اور مجھے نہ بچائیں میں تو انہی کے ہاتھ سے مر کر سکون پا سکتا ہوں' اور یونہی میری مکتی ہو سکتی ہے۔ یہ کہہ کر وہ سر جھکا کر بیٹھ گیا اور اس شخص سے کہا "آؤ' اپنا کام کرو اور مجھے تکلیف سے چھڑا دو! میں خدا سے پہلے تمہارا گنہگار ہوں!"

یہ سن کر مسلمان کے سینے میں اپنے اسلاف کی روح عود کر آئی' اس نے سردار کو سینے سے لگایا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ پھر بھرائی ہوئی آواز میں کہنے لگا۔ "میں نے اور میرے خدا نے تمہیں معاف کر دیا! میرے ساتھ گھر چلو! تم میرے مہمان ہو"۔ چنانچہ دونوں بانہوں میں بانہیں ڈال کر موڑ مڑ گئے۔ میں حیران رہ گیا کہ آج بھی مسلمان امیرالمومنین حضرت علیؓ کی طرح کردار کی اسی بلندی پر ہیں اور قاتلوں کو معاف کر سکتے ہیں"۔

یہ ہے دور زوال کے مسلمانوں کی شخصی رواداری اور حکومتی سطح پر تو آج بھی رواداری کے جام اسی طرح بھر بھر کے پلائے جا رہے ہیں جس طرح ماضی میں مسلمان حکمرانوں کا شیوہ رہا ہے۔ پاکستان سمیت تمام اسلامی ممالک میں غیر مسلم اہم اور کلیدی عہدوں پہ فائز ہیں جب کہ غیر مسلم ملکوں میں مسلم عہدیداروں کا تناسب ناقابل محسوس ہے جس کی بڑی "خوبصورت" مثال انڈیا ہے۔ اور اسی انڈین معاشرے اور حکومت کی "رواداری" کا یہ عالم ہے کہ وہاں ایک ہفتہ میں جتنے اقلیت کش فسادات ہوتے ہیں۔ پچھلی نصف صدی میں ساری اسلامی دنیا میں اجتماعی طور پر بھی اتنے غیر مسلم کش فسادات نہیں ہوئے۔ مسلم ممالک میں اقلیتیں جس سکون وقار اور خوش حالی کی زندگی بسر کر رہی ہیں کاش کہ غیر مسلم ملکوں میں بھی مسلم اقلیت کو یہی حقوق حاصل ہوتے۔ اگرچہ دعویٰ تو یہی ہے مگر عملاً اس کی نفی کی جاتی ہے۔ یقین نہ آئے تو اگلے صفحات پلٹیے اور خود فیصلہ کیجیے۔ میزان عدل آپ کے ہاتھوں میں ہے اور معیار رواداری سامنے!

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آج جن ناموں سے امت مسلمہ کو مطعون کیا جا رہا ہے ہم نے بھی یہ کتاب انھی ناموں کے نام کر دی ہے۔ یعنی بنیاد پرستی' دہشت گردی' حقوق انسانی' تہذیب و تمدن' تعصب و تنگ نظری' عدم رواداری و دل آزاری۔

حقیقت میں تو یہ سارے عنوان عدم رواداری ہی کے مظاہر ہیں۔ آسانی تفہیم کے لیے یہ تقسیم کر دی ہے۔ آیئے انھی حوالوں سے یورپ و امریکہ چلتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 3

بنیاد پرستی اور رواداری

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنیاد پرستی اور رواداری

اس سے قبل کہ ہم اس بات کا جائزہ لیں کہ ہمیں بنیاد پرست کہنے والے خود کتنے بڑے بنیاد پرست ہیں اور اس ضمن میں وہ کسی بھی رواداری کے قائل نظر نہیں آتے۔ لفظ بنیاد پرستی کے معنی مفہوم اس کا پس منظر اور اس میں چھپے اہل مغرب کے مخصوص مقاصد کا علم ہونا چاہیے۔ چنانچہ اس ضمن میں ہم یہاں صاحبان علم و دانش کی تحقیق و تجزیہ نقل کرتے ہیں۔

"Fundamentalism کا اردو ترجمہ بنیاد پرستی کیا جاتا ہے جو کہ ایک قدامت پسند پروٹسٹنٹ تحریک ہے۔ اس کی ابتداء انیسویں صدی کے آخر میں ہوئی۔ یہ نظریہ ارتقاء اور خاص کر بائبل کے سائنسی اور تاریخی مطالعہ کے رد عمل کے طور پر وجود میں آیا۔ اس کے مشہور و معروف مبلغوں میں William jennings bryn (1880 - 1925) اور John Greshan Mechen (1881 - 1937) شامل ہیں۔ ان کے بنیادی عقائد یہ ہیں کہ بائبل ناقابل تحریف ہے۔ عیسیٰ ایک دیوتا ہیں اور کنواری سے پیدا ہوئے۔ وہ تمام دنیا کی طرف سے کفارہ دے گئے ہیں۔ ان کے حواری جسمانی طور پر زندہ ہیں اور عیسیٰ دنیا میں دوبارہ آئیں گے۔ جو عیسائی انہی عقائد کو عیسائیت کی بنیاد قرار دیتے ہیں وہ اس وجہ سے بنیاد پرست قرار پائے۔

انیسویں صدی کے اواخر میں آزاد خیال عیسائی مفکرین نے بائبل کی صداقت اور حقانیت کو چیلنج کرنا شروع کیا اور عیسائی عقائد پر تنقید کی۔ یہ تنقید بحیثیت مجموعی نہیں تھی بلکہ بائبل کی تعلیمات کے الہامی اور خدائی کلام ہونے تک محدود تھی۔ ان آزاد خیال مفکرین کا خیال تھا کہ بائبل کی تعلیمات کو سائنسی علوم اور نئی ایجادات سے ہم آہنگ کیا جائے۔ راسخ العقیدہ پروٹسٹنٹ عیسائی علماء کو یہ بات پسند نہیں تھی۔ وہ عیسائی تعلیمات کو تنقید سے بچانے اور عیسائیت کے تحفظ کے لیے میدان عمل میں نکل آئے۔ ۱۹۱۰ء سے ۱۹۱۲ء تک کے درمیانی عرصے میں بنیاد پرستی کے عنوان سے عیسائیت کے تحفظ کے حوالے سے نامعلوم لوگوں کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضامین کتابچوں کی صورت میں منظر عام پر آئے۔ اس طرح ان آزاد خیال مفکرین کو بنیاد پرستی کی بنی بنائی اصطلاح ملی۔ انہوں نے دونوں مکاتب فکر کی تفریق کے لیے اس اصطلاح کو باقاعدہ طور پر استعمال کرنا شروع کیا۔

راسخ العقیدہ عیسائی علماء (بنیاد پرست) لوگوں کو اپنے عقائد پر قائم رہنے اور پہلے سے رائج عقائد کو بغیر تحقیق کے قبول کرنے پر زور دے رہے تھے۔ ان تمام کوششوں میں کوئی نئی چیز نہیں تھی بلکہ پرانے عقائد کا تحفظ مقصود تھا۔

بعد میں بنیاد پرستی کی یہی اصطلاح مشنریوں کے ذریعے اطراف عالم میں پھیل گئی اور اھل مغرب نے ہر قسم کی مذہبی تحریکوں کے لیے اس اصطلاح کو استعمال کرنا شروع کیا۔ خصوصی طور پر اسلام کو منفی انداز میں اس کا نشانہ بنایا۔

اسلام میں ایمان باللہ کے ساتھ ایمان بالرسول اور ایمان بالرسول کے ساتھ ایمان باللہ کے تقاضے دین کی بنیاد بنتے ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی پیروی' اطاعت اس حد تک کرتے تھے کہ دیکھنے والوں کو ان پر پاگلوں کا سا گمان ہوتا تھا اور اسی مثالی اطاعت کی وجہ سے صحابہ کرام معیار دین بنے۔ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سا طریقہ بہتر ہے تو آپ نے فرمایا "ما انا علیہ واصحابی" جو میرا اور میرے صحابہ کا طریقہ ہے۔

"لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ"

(ترجمہ) تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ میں بہترین نمونہ ہے" اور "ما انا علیہ واصحابی" کو پیش نظر رکھ کر اگر تجزیہ کیا جائے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بنیاد پرست ہی کہلائیں گے جو ایمان باللہ اور ایمان بالرسول کی سچی تصویر تھے۔ اسی لیے تو ما انا علیہ واصحابی کہنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کی گئی ورنہ معصوم اور غیر معصوم کو ملانا کوئی معمولی بات نہیں۔ اس حوالے سے کیا بنیاد پرستی معیوب بات بنتی ہے؟ ہم روزانہ خلفائے راشدین کی تقلید کی باتیں کرتے ہیں۔ کیا ان کی تقلید بغیر بنیاد پرستی کے ممکن ہو سکتی ہے؟ اس سوال کا جواب یقیناً نفی میں ہوگا بلکہ سنت رسول تک رسائی اور "ما انا علیہ واصحابی" کے تقاضے بنیاد پرستی کے بغیر ممکن ہی نہیں۔

آج کل مسلمان زعماء اور کچھ عام مسلمان بھی بنیاد پرستی کو نہ سمجھنے کے باوجود طعنہ سمجھتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ ان پر بنیاد پرستی کا الزام عائد نہ ہو حالانکہ جو لوگ زندگی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو خالص مادی بنیادوں پر چلانا چاہتے ہیں۔ وہ بنیاد پرست نہیں تو اور کیا ہیں؟ عیسائیت کے پیروکاروں کا مرنا اور جینا عیسائیت ہی کے مطابق ہوتا ہے۔ اس حوالے سے سارے عیسائی بنیاد پرست ہوئے۔ جن مسائل کا حل ان کے مذہب میں نہیں۔ وہاں وہ اپنے آپ کو بنیاد پرست نہیں سمجھتے (یہ تو مذہب کی کمزوری ہوئی) یہودیوں کی انتہائی کوشش ہوتی ہے کہ اپنے مذہب کے مطابق زندگی گزاریں جہاں تک ان کو مذہب سے راہنمائی ملتی ہے ان تعلیمات پر عمل درآمد کی کوشش کرتے ہیں۔ اسی مقصد کے لیے انہوں نے ایک علیحدہ ریاست بنائی ہے۔

مولانا ابوالحسن ندوی رقم طراز ہیں:

"اسرائیل کی حکومت خود خالص مذہبی بنیاد پر قائم ہوئی۔ اس نے ریاست کے دستور سے لے کر سیاسیات و اقتصادیات کے میدان تک جس طرح تورات کی تعلیمات کو دانتوں سے مضبوط پکڑا ہے اور اس بارے میں لکیر کی فقیر ثابت ہوئی ہے' وہ مسلمانوں کے لیے درس عبرت نہیں بلکہ تازیانہ عبرت بھی ہے"۔

اس حوالے سے کیا اسرائیلی بنیاد پرست نہیں ٹھہرے؟ ہندوؤں کا اپنا ایک الگ نظریہ ہے۔ وہ اپنی روزمرہ کی زندگی میں اسے ہر طرح سے فوقیت دیتے ہیں اور جس حد تک ممکن ہو ان مذہبی تعلیمات پر عمل کرتے ہیں۔

قومیتوں پر یقین رکھنے والے بھی ایک نظریہ ساتھ لیے ہوئے ہوتے ہیں اور اسی بنیاد پر قومی عمارت کی تعمیر کرتے ہیں۔ جدید نظریات میں سوشلزم کو ہی لیجیے کیا سوشلزم کے پیروکار کسی اور نظریہ کو برداشت کرتے ہیں؟ وہ بنیاد پرست نہیں تو اور کیا کہلائیں گے۔ دنیا کا وہ کون سا فرد ہے جو ان معانی میں بنیاد پرست نہیں ہے؟ کیا آئرلینڈ میں بنیاد پرستی کی جنگ نہیں لڑی جا رہی؟ کسی نہ کسی بنیاد پر زندگی گزارنے والا بنیاد پرست ہی کہلائے گا۔ چاہے وہ بنیاد روحانی ہو یا مادی۔

سابق روسی صدر برژنیف سوشلزم کا علمبردار تھا لیکن اس کی موت کی آخری رسوم عیسائیت کے مطابق ادا ہوئیں آخر وہ کیا ضرورت تھی۔ یہی نا کہ وہ بنیاد پرست تھا لیکن اس کے مذہب میں معاشی اور سیاسی مسائل کا حل نہیں تھا۔ اس وجہ سے کچھ چیزیں ایک جگہ سے لیں اور کچھ دوسری جگہ سے۔ انہی نظریات کے حامل افراد اگر بنیاد پرست نہیں کہلائیں گے تو پھر بنیاد پرستی ہے کس چیز کا نام؟

غیر بنیاد پرستی دین اور نظریہ سے انحراف کے علاوہ اور کسی بھی چیز کا نام نہیں۔ جو بنیاد پرستی سے انکار کرتا ہے' وہ کسی بھی مذہب' نظریہ کا ماننے والا نہیں ہو سکتا۔ وہ شتر بے مہار

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ جس طرف اس کا جی چاہا' چل دیا اور جس گروہ میں اپنے آپ کو شمار کیا' اسی کا ہو گیا"۔ (از پروفیسر شمس البصر صاحب' اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور' بحوالہ ماہنامہ "الاشرف" جولائی ۱۹۹۳ء' کراچی' ص ۱۳ تا ۲۱' ملخص)

بنیاد پرستی اور کمیشن برائے انسانی حقوق ---- اک جائزہ

"مغربی میڈیا کی مہربانی سے ایک مردہ اصطلاح میں جان ڈالی گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک متروک اصطلاح پوری دنیا میں مقبول ہو گئی۔ وہ اصطلاح ہے "فنڈامینٹالزم" یعنی "بنیاد پرستی" امریکہ اور انگلستان میں شائع شدہ انگریزی لغات کے مطابق "فنڈامینٹالزم" کا مطلب ہے "عیسائیت کے پرانے اعتقادات پر یقین رکھنا"۔ "موجودہ عیسائیت جو سائنس سے متاثر ہے' اس کے مقابلے میں پرانی تعلیمات اور بائبل کے اصل الفاظ کو ماننا مگر اسلام کے بنیادی عقائد وہی ہیں جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائے تھے۔ اگرچہ اسلام میں مذہبی فرقوں کی کمی نہیں لیکن اختلاف تفصیلات پر ہے نہ کہ بنیادی عقائد پر۔ چنانچہ اسلام میں دراصل بنیاد پرستی کا تصور اس طرح موجود نہیں' جس طرح عیسائیت میں ہے لیکن مغربی میڈیا نے اسلام میں بنیاد پرستی کی اصطلاح ایجاد کر کے ان مسلمانوں کو نفرت اور تضحیک کا نشانہ بنایا ہے جو عملاً مسلمان ہیں۔ میرے نزدیک اسلام میں بنیاد پرستی کا مطلب اسلام کے بنیادی عقائد پر عمل کرنا ہے یعنی ہر وہ مسلمان جو نماز پڑھتا ہے' روزے رکھتا ہے اور زکوۃ ادا کرتا ہے' اسے مغربی میڈیا بنیاد پرست مسلمان کہے گا۔ ہمارے ایک بزرگ دوست کے بقول اگر مسلمان نماز پڑھتا ہے تو وہ بنیاد پرست ہے لیکن اگر وہ تہجد پڑھتا ہے تو پھر وہ بہرصورت "دہشت گرد" ہے۔

کیا آپ نے کبھی غور کیا کہ یہ اصطلاح چند برس قبل افغانستان کی جنگ کے حوالے سے استعمال ہونی شروع ہوئی اور چند ہی برسوں میں اس نے دنیائے اسلام کو معذرت خواہانہ رویہ اختیار کرنے پر مجبور کر دیا۔ مغربی میڈیا نے نہایت ہوشیاری سے بنیاد پرستی کا مطلب' جاہل' ترقی دشمن' دہشت گرد' دقیانوسی اور کٹر نظریات کے مفہوم کے طور پر پیش کیا بلکہ اس قدر زور و شور سے اس کا شور مچایا کہ ہر مسلمان ہاتھ باندھ کر کہنے لگا کہ حضور میں بنیاد پرست نہیں ہوں حالانکہ بنیاد پرستی کا مطلب فقط اسلام کے بنیادی عقائد پر عمل کرنا ہے اور اس کا مطلب ہرگز دہشت گردی یا دقیانوسی نہیں۔ چنانچہ اب جب بھی کوئی مغربی صحافی اسلامی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ممالک میں جاتا ہے اور سربراہان حکومت یا دوسری اہم ملکی شخصیات سے یہ سوال پوچھتا ہے کہ کیا آپ بنیاد پرست ہیں تو جواب ملتا ہے کہ ہم بالکل بنیاد پرست نہیں۔ ہم اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم اسلام کے بنیادی ارا کین پر یقین رکھتے ہیں نہ عمل کرتے ہیں۔

خود مغربی میڈیا بنیاد پرستی کا لیبل لگانے میں کس قدر انصاف سے کام لیتا ہے اس کا اندازہ صرف اس ایک مثال سے لگایئے کہ جب تک گلبدین حکمت یار افغانستان میں روسی قبضے کے خلاف لڑ رہا تھا جس سے امریکی مفادات حاصل ہونے تھے' تو وہ جنگ آزادی کا ہیرو تھا لیکن جب روس کی شکست کے بعد اس نے امریکی لائن پر چلنے سے انکار کیا تو مغربی میڈیا نے اسے بنیاد پرست کہہ کر مسترد کر دیا۔ گویا مغربی ممالک اپنے میڈیا کو ایک طرح سے ہتھیار کے طور پر استعمال کر رہے ہیں جو ایٹم بم سے کم خطرناک نہیں ہے۔

مغربی میڈیا نے اسلامی بنیاد پرستی کے تصور کو جس طرح مسخ کیا ہے اور اس کا مفہوم بدل کر دنیائے اسلام کو معذرت خواہ بنا لیا ہے' اس کی ایک تازہ مثال پاکستان کے کمیشن برائے انسانی حقوق کی وہ رپورٹ ہے' جس کا ایک حصہ بعض اردو اخبارات میں شائع ہوا ہے۔ مجھے یہ رپورٹ پڑھنے کا موقعہ نہیں ملا۔ لیکن اس کے ایک فقرے نے مجھے چونکا دیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کمیشن نے اپنی رپورٹ میں اپنی اس تحقیق کی وضاحت کی ہو اور اپنے نتائج کے حق میں دلائل دیئے ہوں لیکن بہرحال یہ فقرہ قابل غور ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ میڈیا کس طرح اسلامی بنیاد پرستی کا حلیہ بگاڑ رہا ہے۔

اخبارات کے مطابق رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ "خواتین کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں کی وجہ اسلامی بنیاد پرستی کا بڑھتا ہوا رجحان ہے"۔ اب ذرا اس کا تجزیہ کیجئے کہ اسلامی بنیاد پرستی کے رجحان کا مطلب کیا ہے"۔ اسلامی بنیاد پرستی کا مطلب انسان کا مذہبی ہونا اور شریعت کا پابند ہونا ہے۔ گویا اس رپورٹ کے مطابق پاکستان میں مذہب کا رجحان بڑھ رہا ہے جس کے سبب عورتوں سے زیادتی کے مقدمات میں اضافہ ہو رہا ہے۔ غور کیجئے کہ کس قدر خطرناک ہے یہ بات۔

اس کے برعکس ہم سمجھتے ہیں کہ صحیح اور سچا مسلمان' جسے عاقبت کا خوف ہو' جو شریعت کا پابند ہو اور جسے یوم حساب کا احساس ہو' وہ ایسا فعل کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا کجا یہ کہ اس میں برائی کا رجحان بڑھے۔ اسی طرح وہ ممالک جہاں اسلامی شرعی سزائیں نافذ ہیں اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنہیں بنیاد پرستی کا طعنہ دیا جاتا ہے' ان معاشروں میں عورت جس قدر محفوظ ہے' اس کا تصور بھی مغرب کے آزاد معاشرے میں نہیں کیا جا سکتا۔ سعودی عرب میں عورتوں سے زیادتی کے واقعات بہت ہی کم ہوتے ہیں' جب کہ نیویارک میں ہرپانچ منٹوں کے بعد عورت سے زیادتی کی واردات رپورٹ ہوتی ہے۔ کیا امریکہ بھی بنیاد پرست ہے کہ وہاں عورتوں سے زیادتی کے واقعات میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اگر ایسا نہیں تو مغربی ممالک میں تمام تر مادر پدر آزادی کے باوجود عورتوں سے زیادتی کے واقعات اتنی بڑی تعداد میں کیوں ہوتے ہیں؟

سچی بات یہ ہے کہ مغرب اسلام کے احیاء اور اسلامی ممالک میں عوامی سطح پر ابھرتی ہوئی مذہبی لہر سے خوف زدہ ہے جس کا مقابلہ کرنے کے لیے مغربی میڈیا نے بنیاد پرستی کے خلاف محاذ کھول رکھا ہے۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ ہمارا پڑھا لکھا طبقہ مغرب سے اس قدر متاثر ہے کہ وہ مغربی نظریات' تصورات اور اصطلاحیں آنکھیں بند کر کے قبول کر لیتا ہے۔ گویا ہم نے مغرب سے جسمانی غلامی سے تو نجات حاصل کر لی ہے لیکن ذہنی غلامی سے نہیں۔ ذہنی غلامی سے نجات حاصل کرنے کے لیے بھی اسی طرح تحریکیں چلانے کی ضرورت ہے' جس طرح ہم نے آزادی کے حصول کے لیے تحریکیں چلائی تھیں"۔

(از ڈاکٹر صفدر محمود صاحب' بحوالہ روزنامہ "جنگ" لاہور' ۲۲ جنوری' ۱۹۹۳ء)

اگر مسلمان بنیاد پرست ہیں تو کیا امریکی صدر بنیاد پرست نہیں جو بائبل پر حلف لیتا ہے؟

"اگر عیسائی اور یہودی تعصب کے زیر اثر مسلمانوں کو فنڈامنٹلسٹ قرار دے کر دہشت گردی کے سلسلے میں مطعون کیا جائے تو اس میں مسلمانوں کا کوئی قصور نہیں۔ جہاں تک اسلامی فنڈامنٹلز کا تعلق ہے تو ہر مسلمان ان پر ایمان رکھتا ہے مگر وہ "معروف معنوں" میں فنڈامنٹلسٹ قرار نہیں پاتا۔ اگر امریکی صدر بائبل پر حلف لے کر اور ملکہ برطانیہ چرچ کی سربراہ ہو کر بھی فنڈامنٹلسٹ نہیں تو صرف مسلمانوں پر ہی یہ الزام کیوں؟ البتہ مسلمانوں کی یہ خواہش ضرور ہے کہ امریکہ یا مغرب ان پر اپنی مرضی کا اسلام مسلط نہ کریں جو ارکان اسلام سے بالکل معرا اور مغربی کلچر کا ملغوبہ ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ آج بھی مسلمان مغرب اور امریکہ کے مقابلے میں زیادہ فراخدل' کشادہ ظرف اور وسیع النظر ہیں۔ یہ ان کا اپنا تعصب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے جو انہیں مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈے پر اکساتا ہے"۔
(اداریہ "نوائے وقت" ۸ جنوری ۱۹۹۶ء)

مغرب کس اسلام کو بنیاد پرست کہتا ہے؟

"مغرب اس اسلام کو بنیاد پرست اسلام کہتا ہے جو مغربی اقدار اور مغربی تہذیب کو بالکلیہ رد کرتا ہے۔ جو اسلام مغرب سے Compromise کرنے کو تیار ہے اور جو اسلام مغربی اقدار کا اسلامی جواز پیش کرتا ہے وہ مغرب کے لیے قابل قبول ہے۔

مغربی تہذیب کے بنیادی اقدار آزادی اور مساوات ہیں جو لوگ اسلام کو آزادی اور مساوات کا مذہب بنا کر پیش کرتے ہیں انہیں مغرب قبول کرنے کو تیار ہے لیکن جو لوگ آزادی مساوات اور حقوق کے مغربی تصورات کو رد کرتے ہیں اور اس کے مقابلہ میں بندگی رب اور اہل تقویٰ کی سیادت اور قیادت کا تصور پیش کرتے ہیں۔ مغرب انہیں بنیاد پرست کہتا ہے اور یہی حقیقی تصور اسلام ہے جس سے مغرب خوف کھاتا ہے۔

جدید دور کے مسلمان معذرت خواہ ہیں (Apologists) مثلاً سر سید احمد خان، امیر علی، چراغ علی، مفتی محمد عبدہ، پرویز، محمد الغزالی وغیرہ مغرب کے دلپسند اور محبوب لوگ رہے ہیں، جنہوں نے مغربی اقدار کا اسلامی جواز پیش کیا اور اسلام کے ٹھیٹ عقائد اور معاملات کے حوالے سے ایک قسم کا Compromise پیش کیا۔ بنیاد پرستی سے مقابلہ کرنے کے لیے مغرب نے عصر حاضر میں دو قسم کی حکمت عملی اپنائی ہے۔

۱۔ پہلی قسم کی حکمت عملی جو بدترین قسم کے تشدد، تعذیب اور معاشی و معاشرتی طور پر دق اور پریشان کرنے کی تھی۔۔۔۔ جس کی مثال مصر میں اخوان المسلمون پر تشدد تھا۔ یہ حکمت عملی کچھ زیادہ کامیاب نہ ہوئی کیونکہ اس سے کچھ وقتی فوائد حاصل ہوئے ہوں مگر اسلام پسند جماعتیں مزید توانا اور مضبوط ہو کر سامنے آئی ہیں۔

۲۔ دوسری قسم کی حکمت عملی جو اب مغرب میں تقریباً طے شدہ پالیسی ہے، وہ یہ کہ اسلام کو اسلام کے نام پر فریب دیا جائے اور اسلامی جماعتوں کو لبرل ڈیموکریٹک نظام کا حصہ بنایا جائے۔ اس کی بہترین مثال سعودی عرب اور پاکستان ہیں"۔

(از محترم علی محمد صاحب، بحوالہ ماہنامہ "مقدم" جنوری ۱۹۹۳ء، ص ۵۳ تا ۵۵، ملخص)

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک بنیاد پرست (فنڈا مینٹلسٹ) کا اعتراف "جرم"

"میں مسلمان ہوں اور خوش قسمتی یا بد قسمتی سے دنیا کے ہر ملک میں رہتا ہوں۔ میرا مذہب آبادی کے لحاظ سے دنیا کا دوسرا سب سے بڑا مذہب ہے اور تقریباً ۳۰ ممالک میں میرے ہم مذہبوں کی حکومت ہے۔ آج کے دور میں مجھ پر ایک بہت بڑا الزام لگا دیا گیا ہے' جس میں کچھ اپنے اور بہت سارے بلکہ مجھے کہنے دیجئے کہ دنیا بھر کے دوسرے تمام مذاہب نے یہ الزام تراشی کی ہے کہ میں بنیاد پرست (Fundamentalist) ہوں اور اس الزام کی ذرائع ابلاغ کے ذریعے اتنی تشہیر کی گئی ہے کہ مجھے خود سے خوف آنے لگ گیا ہے اور میری یہ دلی خواہش ہے کہ یہ الزام جو محض رسوا کرنے کے لیے لگایا گیا ہے' واپس لے لیا جائے یا مجھے یہ بتایا جائے کہ میں کیونکر اس الزام سے خود کو بری کر سکتا ہوں۔

میرے مذہب کا نام "اسلام" ہے' جس کے معنی سلامتی ہے۔ کیا میرے مذہب کا نام بنیاد پرستی کے زمرے میں آتا ہے؟ میں جب بھی کسی سے ملتا ہوں تو "السلام علیکم" کہتا ہوں' جس کا مطلب ہے تم پر سلامتی ہو۔ کیا یہ کہنا بنیاد پرستی ہے؟ جب کہ دنیا کے کسی دوسرے مذہب میں دوسرے کو ملنے پر یہ دعائیہ الفاظ نہیں کہے جاتے۔

میں ہر کام شروع کرنے سے پہلے "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" کہتا ہوں کہ شروع کرتا ہوں اس کے نام سے جو بہت مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے"۔ کیا یہ بنیاد پرستی ہے؟

میں اللہ کریم ذوالجلال والاکرام کی وحدانیت کا اقرار کرتا ہوں جو یہودی اور عیسائی بھی کرتے ہیں۔ کیا یہ میری بنیاد پرستی ہے؟

میں ختمی المرتبت رسول اکرم ﷺ کی نبوت اور رسالت کا اقرار کرتا ہوں' میں یہودیوں کے رسول حضرت موسیٰ علیہ السلام اور عیسائیوں کے رسول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی رسالت اور نبوت کا بھی اقرار کرتا ہوں جب کہ عیسائی اور یہودی میرے رسول ﷺ کی رسالت اور نبوت کا اقرار نہیں کرتے' کیا یہ میری بنیاد پرستی ہے؟

میں قرآن حکیم فرقان مجید کو کلام الٰہی مانتا ہوں اور توریت اور انجیل کو بھی آسمانی صحیفے تسلیم کرتا ہوں جب کہ یہود و نصاریٰ قرآن مجید کو نہیں مانتے۔ کیا یہ میری بنیاد پرستی ہے؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اپنے دین کے احکام کے مطابق ۲۴ گھنٹے میں اللہ کریم کے حضور ۵ مرتبہ سر بسجود ہوتا ہوں۔ میں مسجد میں عبادت کرتا ہوں' نصاریٰ گرجا گھروں میں اور اہل یہود اپنی عبادت گاہوں میں دیوار گریہ کو گم کر بیٹھے ہیں اور ہنوز اس کی تلاش میں ہیں۔ یہود و نصاریٰ اپنی کوتاہیوں اور نافرمانیوں کے سبب اپنے رسولوں کی آخری آرام گاہ کو بھی گم کر بیٹھے ہیں جب کہ میں نے یہود و نصاریٰ کو دیکھتے ہوئے اپنے رسول ؐ کی آرام گاہ کو گم نہیں ہونے دیا۔ اسی لیے مجھے اپنے جیسا گم گشتہ راہ بنانے کے لیے یہود نے میرے رسول ؐ کے جسم مبارک کو حضور پاک ؐ کی آخری آرام گاہ سے نکالنے کی ناپاک جسارت کی کوشش کی ہے۔ جسے نور الدین زنگی نے ناکام بنا دیا۔ کیا یہ میری بنیاد پرستی ہے؟

مرد کی داڑھی اگنا ایک فطری عمل ہے۔ عیسائیوں اور اہل یہود کے راہب بھی داڑھی رکھتے ہیں۔ ہندوؤں کے رشی اور جوگی بھی داڑھی رکھتے ہیں۔ پوری سکھ قوم داڑھی رکھتی ہے۔ غیر مسلم اقوام میں بھی داڑھی خاصی مقبول ہے لیکن انہیں بنیاد پرست نہیں کہا جاتا اور اگر میں داڑھی رکھتا ہوں تو بنیاد پرست ٹھہرایا جاتا ہوں۔ برطانیہ کی نیول ہسٹری گواہ ہے کہ اولین دور سے لے کر آج تک نیوی میں داڑھی ایک نمایاں جزو ہے لیکن پاکستان کے فوجی اگر داڑھی رکھیں تو بنیاد پرست بنا دیے جاتے ہیں۔

عیسائیت نے عورت کو جو بلند ترین مقام دیا ہے' وہ راہبہ (Nun) کا ہے' جسے دنیا کی تمام خوشیوں سے محروم کر دیا جاتا ہے جب کہ میرے مذہب نے عورت کو جتنے حقوق دیے ہیں' وہ کسی اور مذہب نے نہیں دیے۔ پھر بھی میں بنیاد پرست ہوں۔

بھارت میں میری قدیم ترین عبادت گاہ کو شہید کر دیا گیا اور مجھے حکم دیا گیا کہ میں اف تک نہ کروں ورنہ بنیاد پرست قرار دے دیا جاؤں گا اور میں ڈر گیا۔ کشمیر اور بوسنیا میں میرے بزرگوں' بھائیوں' بچوں' ماؤں' بہنوں اور بچیوں پر انتہائی وحشیانہ مظالم کیے گئے اور کیے جا رہے ہیں اور انہیں بے دریغ صرف مسلمان ہونے کے جرم میں قتل کیا جا رہا ہے اور مجھے حکم ملا ہے کہ واویلا نہ کروں ورنہ بنیاد پرست کہلاؤ گے۔

میرے مذہب میں برائی کو روکنے کے لیے اللہ وحدہ لاشریک نے جو سزائیں مقرر کی ہیں' ان کی وجہ سے چودہ سو سال قبل سے آج تک جہاں بھی وہ سزائیں لاگو ہیں' مثلاً سعودی عرب۔ وہاں سے برائیاں اور جرائم جڑ سے ختم ہو گئے ہیں جب کہ مغربی معاشرے میں جتنی برائیاں اور جرائم ہو رہے ہیں' وہ سب پر عیاں ہیں۔ صرف ایک مثال دوں گا۔ اسلام میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زنا اور چوری کی جو سزائیں مقرر ہیں' ان پر عمل کرنے سے سعودی عرب میں یہ دونوں بدترین جرم ختم ہو چکے ہیں جب کہ مغربی معاشرے میں لاتعداد حرامی بچوں کی مائیں' اپنی زندگی بھر کی پونجی ان مردوں کو دے دیتی ہیں' جو ان سے شادی کر کے ان کے بچوں کو اپنا نام اور اپنی ولدیت لکھنے کی اجازت دے۔

کیا امریکہ' برطانیہ اور یورپی ممالک میں مسلمان آباد نہیں' لیکن آج تک کوئی مسلمان ان ممالک میں وزیر یا نائب وزیر تک نہیں بن سکا' جب کہ پاکستان میں غیر مسلم اقلیت کو الگ سیٹیں دے کر پورے ملک سے ووٹ حاصل کرنے کا موقعہ دیا گیا۔ نواز شریف دور میں رانا چندر سنگھ (ہندو) اور موجودہ حکومت میں جے سالک (عیسائی) وفاقی وزیر ہیں' لیکن میں پھر بھی بنیاد پرست ہوں' چہ خوب؟

وہ تاریخی صلیب جس پر صلیبی جنگوں کے دوران یورپ کے عیسائی بادشاہوں اور سالاروں نے اپنے خون سے لکھا تھا کہ مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے نیست و نابود کر دیں گے' آج بھی ہالینڈ کے ایک شہر کے گرجا گھر میں رکھی ہوئی ہے اور اس گرجے میں ہفتے کے ساتوں روز ٹھیک ۱۱ بجے دن گھنٹیاں بجائی جاتی ہیں' حالانکہ دنیا بھر کے گرجوں میں صرف اتوار کی صبح گھنٹیاں بجتی ہیں۔ استفسار پر بتایا گیا کہ یہ گھنٹیاں ان بادشاہوں اور سالاروں کے عہد کو زندہ رکھنے کے لیے بجائی جاتی ہیں---- اور بنیاد پرست کون ہے' صرف مسلمان۔

امریکہ نے ایٹم بم بنائے اور ہیروشیما اور ناگاساکی پر گرا کر لاکھوں انسانوں کو پل بھر میں خاک کر دیا۔ امریکہ سے جاپان کا فاصلہ ساری زمین کے نصف قطر کے برابر ہے؟ کیا امریکہ کو جاپان سے کسی جارحیت کا خطرہ تھا؟ امریکہ' روس' برطانیہ اور فرانس نے ہزاروں ایٹم بم ہائیڈروجن اور نائٹروجن بنا کر اپنے اسلحہ خانوں میں رکھے ہوئے ہیں' اسرائیل کے پاس سینکڑوں ایٹم بم ہیں اور بھارت کے پاس درجنوں لیکن کبھی امریکن بم' کرچین بم' جیوئش بم یا ہندو بم کا نام سننے میں نہیں آیا اور پاکستان نے صرف ایٹمی ٹیکنالوجی ہی حاصل کی تو اسلامک بم کا نام گھڑ لیا گیا' حالانکہ پاکستان اگر ایٹمی بم بنانا بھی چاہتا تھا تو صرف اور صرف اپنے دفاع کو مضبوط کرنے اور طاقت ور پڑوسی کو جو خود ایک مسلمہ ایٹمی طاقت ہے' خود پر حملے سے باز رکھنے کے لیے۔

عراق نے ایک نمایاں فوجی طاقت کے طور پر ابھرنا چاہا تو اقوام متحدہ نے جو آج امریکہ کے لیے سی۔ آئی۔ اے اور پینٹاگون کی طرح کا ایک ذیلی ادارہ بن کر رہ گیا ہے۔ عراق کو فوری طور پر تباہ و برباد کرنے کی اجازت دے دی اور صیہونی طاقتوں نے عراق پر اس قدر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شدید حملہ کیا کہ وہ آج تک کھڑا نہیں ہو سکا۔ اسی اقوام متحدہ کو کشمیر' بوسنیا' صومالیہ میں مسلمانوں کا قتل عام کیا دکھائی نہیں دے رہا؟ اور اس نے ایک افیونی کی طرح چپ سادھ رکھی ہے۔ بوسنیا کو اسلحہ خریدنے کی اجازت نہیں لیکن ہرزیگوینا کو دھڑا دھڑ اسلحے کے ڈھیر دیے جا رہے ہیں۔ ادھر کشمیر میں ۷ لاکھ بھارتی فوج مسلمانوں کے قتل اور تشدد میں انتہا سے گزر چکی ہے لیکن اقوام متحدہ خاموش ہے' کیونکہ دونوں جگہ مسلمانوں کو ختم کیا جا رہا ہے۔

۱۹۵۰ء کے اوائل میں جناب احمد شاہ بخاری مرحوم (پطرس بخاری) نے جو اقوام متحدہ میں پاکستان کے مستقل نمائندے تھے' کیا خوب کہا تھا:

When there is a problem between two small nations, the problem disappears. if the Problem is between one big and one small nation the small nation disappears and if the problem is between two big nations then the UNO disappears.

میں تو جس ملک میں بھی گیا' وہاں کا لباس پہنا' وہاں کی زبان سیکھ لی تاکہ میرا اجنبی پن اس ملک کے باسیوں کو کم سے کم محسوس ہو۔ میرے علماء بھی جس ملک میں گئے' وہاں کا لباس پہنا اور ان ہی کی زبان میں تبلیغ کی۔ اس کے برعکس یہود و نصاریٰ کے مبلغ اور پادری ہمیشہ ایک مخصوص لبا چغہ پہنتے ہیں۔ اسی طرح اہل ہنود کے برہمن پنڈت اور پجاری ہمیشہ دھوتی پہنتے ہیں.... لیکن پھر بھی بنیاد پرست میں ہی ہوں۔

یہود' نصاریٰ اور ہنود کی مذہبی کتب میں دوسرے مذاہب والوں کے لیے ایک لفظ بھی درج نہیں جب کہ قرآن حکیم میں غیر مسلموں کی حفاظت' ان کے حقوق اور مذہبی آزادی کے متعلق تفصیل سے وضاحت کی گئی ہے.... لیکن بنیاد پرستی کے خطاب سے صرف مجھے ہی نوازا گیا۔ دشمنوں کے لگائے ہوئے زخم تو میں صدیوں سے سہہ رہا ہوں لیکن اب جب میرے ملک کے صاحبان اختیار نے بھی مجھے بنیاد پرست کہا تو میرے لیے یہ زخم ناقابل برداشت بن گیا۔ میں محترمہ وزیراعظم صاحبہ اور دیگر حضرات سے درخواست کرتا ہوں کہ خدارا ایک لائن کھینچ دیں' جو ایک مسلمان اور بنیاد پرست مسلمان کی تمیز کر سکے تاکہ میرے مذہبی جذبات بھی مجروح نہ ہوں اور مجھے بنیاد پرست مسلمان کا خطاب بھی نہ ملے۔ شاید ان کی نگاہ سے جارج برناڈ شا کا یہ مشہور قول گزرا ہو:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Islam is a movement, not a condition. Its a voyage not a Harbour.

اسلام ایک تحریک ہے، حد نہیں
یہ ایک سفر ہے، بندرگاہ نہیں

(از محترم ابو شجاع ابو الوقار صاحب، بحوالہ ہفت روزہ "تسخیر" یکم دسمبر تا ۷ دسمبر ۱۹۹۵ء، ص ۱۰ تا ۱۴)

بنیاد پرستی۔۔۔۔اعزاز یا الزام؟

"گزشتہ کچھ عرصہ سے کچھ امریکی اور یورپی ذرائع ابلاغ ان گروہوں یا افراد کو "جو اسلام کو ایک مکمل، جامع اور انقلابی "نظام حیات" کے طور پر مانتے ہیں ایک خاص اصطلاح سے یاد کر رہے ہیں اور وہ ہے "فنڈا مینٹلسٹ" کی اصطلاح، جسے ہمارے اخبارات و جرائد "بنیاد پرست" لکھ رہے ہیں، جسے یورپ تو کم از کم ہمارے حق میں ایک گالی سمجھتا ہے لیکن ہمارے اخبارات و جرائد اور بعض نام نہاد روشن خیال دانشور اور راہنما اسے اپنے اوپر ایک الزام ضرور قرار دیتے ہیں اور اس کی تردید میں قولاً اور عملاً یہ باور کرتے ہیں کہ ہم "بنیاد پرست" نہیں بلکہ سیدھے سادے مسلمان ہیں۔ حتیٰ کہ وزیراعظم تک اس سے برات کا اظہار کرتے ہیں۔

یورپ اور امریکہ راسخ الاعتقاد مسلمانوں کو "بنیاد پرست" کہہ کر یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ یہ لوگ ذہنی طور پر ازمنہ وسطٰی کے رہنے والے، تاریک خیال، رجعت پسند، روایت پسند اور قدامت نواز ہیں، جنہیں دور حاضر کے نت نئے بدلتے حالات کا ادراک اور تہہ در تہہ معاملات کا شعور حاصل نہیں۔

اس سے کچھ عرصہ پہلے جب بعض اسلامی ممالک میں انقلابی تحریک زوروں پر تھی اور لیبیا سر ابھار رہا تھا اور ادھر فلسطین کی تحریک مزاحمت نئی کروٹ لے رہی تھی تو اس وقت امریکی اور یورپی ذرائع ابلاغ مسلمانوں کے لیے (Militant جنگجو) کی اصطلاح استعمال کرتے تھے جس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر کوئی قوم ملوکیت اور شاہی استبداد کے خلاف اٹھ کھڑی ہو، کوئی کمزور ملک اگر امریکہ کے مقابلے میں سر اٹھاتا دکھائی دے اور لوگ اپنی سرزمین پر ناجائز قبضے کے خلاف مزاحمت کریں تو فوراً جنگجو بن جاتے ہیں، اگر اصطلاحات کے استعمال کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ عالم رہا تو نجانے جمہوریت' حق خود ارادیت اور آزادی و استقلال کے کیا معنی رہ جائیں گے؟ یعنی دنیا اگر اپنے اوپر ملوکیت کو مسلط کیے رکھے یا کم از کم برداشت کیے رکھے' اپنے حق خود ارادی اور استقلال سے نا آشنا رہے اور ہمیشہ سیاسی اور اقتصادی غلامی کا جوا اپنے گلے میں ڈالے رکھے تو وہ روشن خیال' ترقی پسند اور ماڈرن کہلانے کی مستحق ہے۔ اگر وہ اپنے حقوق سے دستبرداری اور اپنی آزادی و خود مختاری سے دست کشی کا انکار کر دے تو وہ فوراً "جنگجو اور بنیاد پرست" بن جاتی ہے گویا دوسرے لفظوں میں امریکی بالادستی کو قبول کیے رکھنا اور افرنگی تہذیب و معاشرت کا اسیر بنا رہنا "روشن خیالی" اور اس کے مقابلہ میں خدا اور رسول ﷺ کے ساتھ غیر متزلزل وفاداری اور اطاعت کا اظہار کرنا شعائر اسلامی کا اختیار کرنا اور اسلام کو رہنمائی کا سرچشمہ قرار دینا "بنیاد پرستی" ہے۔

ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم اور ہمارے (نام نہاد) لیڈر تہذیبی اور ذہنی طور پر مغرب اور امریکہ سے اس قدر مرعوب ہیں کہ ہماری زندگی کا بیشتر حصہ صرف اس تگ و دو میں صرف ہو جاتا ہے کہ ہم علمی و فکری اور عملی و اخلاقی طور پر اس طرح نظر آئیں جیسا کہ مغرب اور امریکہ چاہتا ہے اور ایسا نظر آنے کے لیے اپنی شکل و صورت' نشست و برخاست' اطوار و عادات اور کردار اور اخلاق سے لے کر اسلام تک کا حلیہ بگاڑنے پر آمادہ و مستعد رہتے ہیں جسے وہ اسلام کہیں ہم ویسا اسلام پیش کرنے میں لگ جاتے ہیں۔ جیسے وہ آداب زندگی بتائیں ہم فوراً انہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ جس طرح کی تہذیب کو وہ پسند کریں' ہم اس طرح کے مہذب بننے میں اپنی توانائیاں صرف کر دیتے ہیں جو مسلمان ان کو درکار ہے' ہم ویسے مسلمان بن جاتے ہیں۔ حالانکہ اسلام اور مسلمانی میں امریکہ اور مغرب کی رضا نہیں بلکہ خدا اور رسول کی رضا مطلوب ہوتی ہے۔ تب جا کر کوئی شخص مسلمان بنتا ہے۔ تہذیب وہ نہیں جو امریکہ اور یورپ سکھاتے ہیں بلکہ ہمارا معیار تہذیب اسوہ رسول ﷺ ہونا چاہیے۔ کیونکہ انہی کے دین اور انہی کے نام کی نسبت سے ہمارا ملی تشخص قائم ہے۔ ورنہ رنگ' نسل' علاقہ اور زبان کسی کو مسلمان یا کافر نہیں بناتے۔ اس اعتبار سے انسانیت میں کوئی جوہری فرق واقع نہیں ہوتا کیونکہ سبھی اولاد آدم ہیں۔

۷۰ء کے عشرے میں پاکستان کے اندر "دایاں بازو" اور "بایاں بازو" کی اصطلاح کا خوب چرچا رہا۔ مغرب کی نظر میں "دایاں بازو" کا معنی تاریک خیال اور تنگ ذہن اور "بایاں بازو" کا مطلب روشن خیال اور ترقی پسند تھے۔ ہمارے لیڈر بڑے مخمصے اور عجلت میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظر آتے تھے کہ وہ خود کو ہر جگہ "بایاں بازو" ثابت کریں۔ حالانکہ قرآن مجید میں واضح طور پر "اصحاب الیمین"، "اہل جنت" اور "اصحاب الشمال" اہل جہنم قرار دیے گئے ہیں۔ قرآن مجید کی روشنی میں "دایاں بازو" اور "بایاں بازو" کا مفہوم بالکل صاف تھا اور ہمیں بڑے فخر کے ساتھ خود کو "دایاں بازو" کہلانا چاہیے تھا لیکن برا ہو مرعوب ذہنیت اور غلام سوچ کا' جس نے ہماری آنکھیں چندھیا رکھی ہیں۔ ہم نے فوراً یورپ کے بیان کردہ مفہوم کو قرآن مجید کے واضح کردہ مفہوم پر ترجیح دے دی اور "دایاں بازو" کہلانے میں شرماتے اور جھجکتے رہے۔ ہماری لیڈر شپ کو فکر لاحق ہو گئی کہ قرآن مجید کس گروہ کو "اصحاب الشمال" (بایاں بازو) قرار دیتا ہے اور اس کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے بلکہ مغرب کے نزدیک "بایاں بازو" کا جو مفہوم ہے' اس کے مطابق روشن خیال اور لبرل بنتا ہے۔ اگر ہم نے دیر کر دی تو کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم اہل مغرب کی لغت میں تاریک خیال اور قدامت پسند ٹھہرا دیے جائیں' یہی وہ احساس کمتری ہے جو ہمیں خدا اور رسول سے بھی دور لے گیا ہے اور وصال صنم سے بھی ابھی تک محروم چلے آ رہے ہیں۔ مسلمان بننے کی تو ہم نے خاص جدوجہد نہیں کی۔ لیکن یورپ نے بھی ابھی تک ہمیں صحیح معنوں میں ماڈرن' لبرل' پروگریسو اور لیفٹ کا سرٹیفکیٹ عطا نہیں کیا اور اس طرح ہم درمیان میں معلق ہو کر رہ گئے ہیں۔ اگر ہم اتنی کاوش مسلمان بننے کی کرتے تو خدا اور رسول ﷺ اس عرصے میں ہمیں یقیناً "مومن خالص" کا لقب عطا کر چکے ہوتے۔

یہاں ایک اور غلط فہمی کا ازالہ بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ بعض دانشور کہتے نظر آتے ہیں کہ آخر ان اصطلاحات میں کیا رکھا ہے؟ اگر ہم خود کو دایاں بازو یا بنیاد پرست نہ کہلائیں اور یورپ کی مرضی کے مطابق ان "تہمتوں" سے برات کا اظہار کر دیں تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ ہمارے خیال میں یہ نرم سے نرم الفاظ میں خود فریبی یا کم از کم سادہ لوحی ہے۔ ہم محض لفظوں کی الٹ پھیر کو دیکھ رہے ہیں اور ان کے نفسیاتی پس منظر سے صرف نظر کر رہے ہیں۔ بات صرف الفاظ اور اصطلاحات کی نہیں' ہر لفظ کا ایک مخصوص مفہوم اور ہر اصطلاح کا ایک نفسیاتی پس منظر ہوتا ہے۔ الفاظ اور اصطلاحات باقاعدہ علامات کا درجہ رکھتے ہیں اور یہی علامات کسی سوسائٹی یا فرد کے بارے میں رائے قائم کرنے کا ذریعہ بنتی ہیں۔ لفظوں کا فقط لغوی معنی اور اصطلاحات کا فقط سطحی مفہوم نہیں ہوتا۔ اگر ایسا ہو تو پھر سارے شخصیات ختم ہو کر رہ جائیں۔ نہ دعا کا مفہوم باقی رہے اور نہ گالی کا کوئی مطلب۔ کیونکہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دونوں چیزیں حروف تہجی سے مرکب ہوتی ہیں تو کوئی دعا دے یا گالی' اس سے کیا فرق پڑ جائے گا؟ اصطلاحات کی اپنی قدر و قیمت ہوتی ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو یورپ کیوں ہر چوتھے روز مسلمانوں کے لیے ایک نئی اصطلاح اختراع کرتا۔

مسجد کا ایک اپنا ڈیزائن ہوتا ہے اور گرجا اور مندر کا اپنا نقشہ' حالانکہ سبھی اینٹ پتھر سے بنے ہوتے ہیں لیکن ہر شخص مخصوص ڈیزائن سے پہچان لے گا کہ ان میں مسجد کون سی ہے اور گرجا اور مندر کون سا؟ کون سی جگہ مسلمانوں کی عبادت گاہ ہے اور کون سی عیسائیوں اور ہندوؤں کی۔ اگر ہم ان علامات اور تشخصات' اسماء اور اصطلاحات کے بارے میں یہ رویہ اپنا لیں کہ "اس سے کیا فرق پڑتا ہے" تو میرے خیال میں ہر بات پہیلی بن جائے گی۔ پھر نہ کوئی مسلمان رہے گا اور نہ کوئی کافر۔

سوشلزم یا کیمونزم اور اسی طرح ڈیماکریسی' یہ بظاہر اصطلاحات ہیں۔ ان کے لغوی معنی لیے جائیں تو ان اصطلاحات میں کیا خوبی ہے؟ لیکن یہ محض الفاظ نہیں اور فقط اصطلاحات نہیں بلکہ ان کی پشت پر باقاعدہ ایک فلسفہ اور ایک نظام کارفرما ہے۔ جو انہیں آپس میں ممتاز اور منفرد کر رہا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ بعض نام بعض قوموں کے ساتھ مختص ہو کر رہ گئے ہیں اور بعض علامات تہذیبوں کی شناخت بن کر رہ گئی ہیں۔ مثلاً ہندی میں "کرپا رام" جو ایک نام ہے' اس کا ٹھیک مترادف عربی میں "عطاء اللہ" ہے لیکن کوئی مسلمان اپنا نام "کرپا رام" نہیں رکھتا۔ آخر کیوں؟ جب کہ معنی اور مفہوم میں بال برابر فرق نہیں۔ صرف دو زبانوں کے اپنے لب و لہجے اور ساخت کا فرق ہے۔ یہ اس لیے ممکن نہیں کہ انسانی دنیا میں جب لفظ' اصطلاح القاب' خطابات وغیرہ وارد ہوتے ہیں تو وہ فقط بے جان الفاظ و حروف نہیں رہ جاتے بلکہ ان کے ساتھ کچھ جذبات اور دوسرے تشخصات وابستہ ہو جاتے ہیں۔ اگر ان میں سادہ لوحی سے ذرا بھی ادل بدل کیا جائے تو سارے کے سارے جذبات اور تشخصات مجروح اور مسخ ہو کر رہ جاتے ہیں اور کسی بھی سوسائٹی کو اس کی بھاری قیمت ادا کرنی پڑتی ہے۔ اگر ہر اصطلاح کو بہت ہلکا پھلکا اور لفظی گورکھ دھندا سمجھنے کا رجحان پیدا ہو جائے تو پورا انسانی نظام تلپٹ ہو کر رہ جائے۔ سو ہمیں ہر اس اصطلاح کو اپنے سینے سے لگانا چاہیے جو خواہ مغرب کی نظر میں کتنی معیوب اور معتوب کیوں نہ ہو لیکن فی الواقع وہ محمود اور مستحسن ہو جیسا کہ "بنیاد پرست" یہ اصطلاح کیوں محمود اور مستحسن ہے؟ اس کی پہلی وجہ تو یہ ہے کہ یورپ نے اسے ہمارے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ چپکا دیا ہے۔ ظاہر ہے اس میں کوئی خوبی ہے جسے وہ بگاڑ کر ہمارے نام کا لاحقہ اور سابقہ بنا رہا ہے اور اس کے نزدیک وہ مسلمان "بنیاد پرست" ہیں جن کی فکر کا قبلہ احکام الٰہی اور سوچ کا کعبہ سنت رسول ﷺ ہے۔ جو شعائر اسلامی کے پابند اور کبائر سے مجتنب ہیں۔ جو سرمایہ داری اور اشتراکیت پر تین حرف بھیجتے اور اسلام کو اپنا ملکی نظام حیات سمجھتے ہیں۔ یورپ ان (نام نہاد) مسلمانوں کو قطعاً "بنیاد پرست" نہیں کہتا اور سمجھتا' جو ہر آئے روز اسلام میں کسی نہ کسی نظام کی پیوند کاری کرتے رہتے ہیں' جن کی بود و باش میں اسلام کی جھلک تک دکھائی نہیں دیتی' جن کے ذہن اور فکر پر ہر چیز کا غلبہ ہے بجز اسلام کے!

اور دوسری وجہ اس اصطلاح کو ڈنکے کی چوٹ اختیار کرنے کی یہ بات کہ دنیا کا کوئی دین اور نظام بنیاد کے بغیر فروع پر قائم نہیں' اساسیات ہی دین اور نظام کی اصل ہوتی ہیں۔ فروعات تو اس کے برگ و ثمر ہوتے ہیں' سو اس اعتبار سے ہم "بنیاد پرست" ہیں کہ ہم اسلام کے اساسی عقائد کو مان کر مسلمان بنے ہیں۔ توحید' رسالت' وحی' آخرت وغیرہ ہماری بنیاد ہیں جن پر ہم اپنا نظام حیات استوار کرنا چاہتے ہیں اور اس پر ہمیں فخر ہے کہ ہمارا نظریہ حیات اس کائنات کے خالق و مالک اور اس کے معصوم رسول ﷺ کا حمایت یافتہ ہے اور اس کے اساسی اصول ایک ایسی کتاب میں درج ہیں' جس کی صحت اور تاریخی حیثیت کو چودہ سو سال میں دنیا کا کوئی مفکر چیلنج نہیں کر سکا اور ہمارے لیے نظام کا ماڈل وہ عہد حکومت ہے' جسے اس زمین کے انتہائی برگزیدہ اور راست باز انسانوں نے قائم کیا۔ ان معنوں میں ہم بنیاد پرست ہیں اور یہ کوئی معیوب لقب نہیں جو ہم اپنے لیے پسند نہ کریں۔

جو لوگ روشن خیالی اور وسعت نظری کی آڑ میں "بنیاد پرست" کہلانے سے عاری ہیں' غالباً ان کے خیال میں اپنا راستہ کھلا رکھنا ہے کہ وہ جب چاہیں اسلام کے بجائے کسی اور نظام کو اپنا نظریہ حیات بنالیں' سنت رسول ﷺ کے مقابلہ میں اپنی شریعت وضع کرلیں اور اطاعت خدا اور رسول ﷺ کی جگہ اپنے نفس اور خواہشات نفس کی پیروی کرلیں اور پھر بھی مسلمان کہلائیں۔

دین کو کھلی چراہ گاہ قرار دینے کا نتیجہ آج ہمارے سامنے ہے کہ جو چاہتا ہے اس میں منہ مارتا ہے اور اپنے اقتدار' مفادات' خواہشات اور اشغال کو دین کا نام دے دیتا ہے۔ ترک نماز' شراب نوشی' زر اندوزی' تضحیک شعائر' آمریت اور عیش کوشی سب کے ہوتے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہوئے وہ خود کو مسلمان کہلانے پر اصرار کرتا ہے اور اپنا حق گردانتا ہے کہ کوئی فقیہ اور ملا مجھے اسلام اور مسلم سوسائٹی سے خارج نہیں کر سکتا اور دین کے معاملے میں ہماری مداہنت کا رویہ اب ہمیں واقعی اس نقطے پر لے گیا ہے کہ کھلے عام اسلامی نظام حیات کو چیلنج کرنے والا اور اسلامی شعائر و روایات کا مذاق اڑانے والا' سود کے نظام کی مدافعت کرنے والا' رقص و سرود کو عین اسلامی قرار دینے والا اور سلب و نہب کو جائز سمجھنے والا بھی ہماری نظر میں "مسلمان رہنما" رہتا ہے۔

اگر ہم "بنیاد پرست" ہوتے تو کوئی شخص لاکھ چلمن کی اوٹ لیتا لیکن ہم اس کا چہرہ فوراً پہچان جاتے کہ یہ ہم میں سے ہے' ہمارا خیر خواہ ہے یا استعمار کا ایجنٹ ہے اور خدا و رسول ﷺ کا باغی ہے۔

ہم خود کو لسی کی طرح پتلا کرتے کرتے اپنا ذائقہ اور رنگ تک گنوا بیٹھے ہیں اور کوئی ایک علامت ایسی نہیں رہنے دی جس سے "اسلامی قیادت" کے خدوخال واضح ہوتے اور ہمارا ذہنی و اعتقادی استحصال نہ ہو سکتا۔ ہمارے رہنما کھلم کھلا اسلام کے مزاج کے خلاف قومیت اور نسلیت پرست بھی ہیں اور مسلمان بھی۔ استعمار کے مفادات کے محافظ بھی ہیں اور مسلمان بھی۔ اسلام دشمن طاقتوں کے حلیف بلکہ آلہ کار بھی ہیں اور مسلمان بھی۔ یہ سب اسی "روشن خیالی" (رواداری) کا کیا دھرا ہے جو یورپ نے ہمیں عطا کی ہے کہ لفظ تو لفظ انسان اپنا اعتبار کھو بیٹھے ہیں۔ ہم اپنے اور پرائے' کھرے اور کھوٹے' سچے اور جھوٹے' دوست اور دشمن' محافظ اور معاند اور خیر خواہ اور بدخواہ کے درمیان تمیز کرنے سے عاری ہوگئے ہیں اور ہر شخص "روشن خیالی" کے زور پر وہ سب کچھ بننے اور کہلوانے کا حق محفوظ کیے بیٹھا ہے' جو اصل میں کچھ بھی نہیں۔ صرف بندہ ہوا و ہوس ہے' تن پرور اور نفس پرست ہے' اصول دشمن اور انسانیت کش ہے۔ (بحوالہ "فکر امروز" ص 7' از صاحبزادہ خورشید احمد گیلانی)

بنیاد پرستی جرم یا سعادت؟

اور آخر میں ہم معروف صحافی ماہنامہ "صدائے مجاہد" کے ایڈیٹر مولانا محمد مسعود اظہر کا مبسوط مقالہ پیش کرتے ہیں' جس میں انہوں نے بنیاد پرستی کے بارے میں نہ صرف بہت سے چھپے گوشوں کو بے نقاب کیا ہے' بلکہ شریعت اسلامیہ کے حوالے سے بھی اس پر سیر حاصل تبصرہ کیا ہے۔

"ہمیں بنیاد پرستوں سے خطرہ ہے بنیاد پرست عالمی امن کے لیے خطرناک ہیں۔ ہمیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنیاد پرستوں کے خلاف متحدہ کوشش کرنی چاہیے۔ اسلام میں بنیاد پرستی کا کوئی تصور ہی نہیں' اگر بنیاد پرستی کے سیلاب کو نہ روکا گیا تو کوئی بھی ان کی زد سے نہیں بچ سکے گا۔ یہ وہ خبریں اور سرخیاں ہیں جو دنیا بھر کے اخبارات کی زینت بنی ہوئی ہیں۔ قاہرہ سے واشنگٹن' واشنگٹن سے لندن' لندن سے پیرس خصوصی پروازوں پر خصوصی لوگ صرف بنیاد پرستوں کے قلع قمع کے لیے فضا سے زمین اور زمین سے فضا تک اڑ رہے ہیں' ہر طرف خوف طاری ہے۔ بڑے بڑے مفکروں کی عقلیں سوچ سوچ کر ماؤف ہو چکی ہیں جذبہ جہانبانی اور جہانگیری رکھنے والے سورما بھی تھر تھر کانپ رہے ہیں۔ وائٹ ہاؤس میں زلزلہ آ رہا ہے۔ ریڈ ہاؤس تو پہلے ہی زمین بوسی کے مزے لوٹ رہا ہے۔ عیسائیوں کے پوپ پال اور اس کے پالتو سب کے سب پریشان ہیں۔ اور تو اور بنگلہ دیش اور پاکستان کے حکمران بھی بنیاد پرستی کے سیلاب کو روکنے کے لیے ریت کے بند باندھنا شروع ہو گئے ہیں۔ مصر کے مفتی حضرات نے بنیاد پرستی کو حرام لکھ دیا ہے۔ ہر اسلامی ملک کی غیر اسلامی سرکار اپنے سرکاری علمی کارندوں سے اسی قسم کے فتوے لے رہی ہے اور یہ سرکاری کارندے قرآن و سنت میں سے قرآن و سنت کے عاشقین کے خلاف مواد جمع کرنے میں مشغول ہیں' لیکن وہ بھول چکے ہیں یا بھولنے پر مجبور ہیں کہ بنیاد پرستی کی بنیاد قرآن و سنت پر ہے۔

ان مذکورہ بالا حالات کو دیکھ کر ہر آدمی اس تجسس اور تفتیش میں ہے کہ بنیاد پرست کی اصطلاح کا مقصد کیا ہے اور پوری دنیا اس کے خاتمے کے لیے کیوں ختم ہو رہی ہے۔

سرسری نظر ڈالنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بنیاد پرستی کی یہ اصلاح خالصتاً مسلمانوں پر استعمال کی جا رہی ہے' جو شدت کے ساتھ اپنے اس مطالبے پر قائم ہیں کہ اسلامی ملکوں میں اسلام کی بالادستی ہونی چاہیے اور ان کا مطالبہ ہے کہ مسلمانوں پر ڈھائے جانے والے مظالم کا بہرحال خاتمہ ہونا چاہیے۔ مثلاً الجزائر میں اسلامک سالویشن فرنٹ (جو الجزائر کی سب سے بڑی پارٹی ہے اور موجودہ جمہوری نظام کے مطابق اسے الجزائر پر حکومت کرنے کا سو فیصد حق حاصل ہے) کو بنیاد پرست کہا جا رہا ہے مصر میں تنظیم الجہاد اور الجماعۃ الاسلامیہ کو اور افغانستان میں ان افغان رہنماؤں کو جو اسلامی طرز حکومت کے علمبردار ہیں بنیاد پرست کے لقب سے نوازا جاتا ہے۔ اس طرح شام' لبنان اور فلسطین کی وہ اسلامی پارٹیاں جو خود مسلمان ہیں اور اسلام سے محبت رکھتی ہیں صرف انہیں کو بنیاد پرست کہا جاتا ہے' جبکہ سربیا کے عیسائی غنڈے جو مسلمانوں کی لاشوں تک کو معاف نہیں کرتے اور وہ ہندو بھیڑیئے جنہیں دیکھ کر انسانیت کا سر شرم سے جھک جاتا ہے ان کو بنیاد پرست نہیں کہا جاتا.......؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب اگر بنیاد پرستی کے معنی اسلحہ پرستی ہے پھر اسلحے کی دوڑ میں جو جتنا آگے ہوگا وہ اتنا ہی بڑا بنیاد پرست ہونا چاہیے' مگر ایسا نہیں ہے' کیونکہ سینکڑوں اٹیمی پلانٹ چلانے والے تو امن پسند اور جمہوریت کے چیمپئن ہیں' مگر بوتل میں پیٹرول اور صابن سے بم بنانے والے بنیاد پرست کہلائے جا رہے ہیں۔

اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ صرف اسلحہ پرستی اور اسلحہ پسندی کو بنیاد پرستی نہیں کہا جاتا ورنہ امریکہ دنیا کا سب سے بڑا بنیاد پرست اور دہشت گرد ملک ہونا چاہیے۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ بنیاد پرستی مذہب پرستی کو کہتے ہیں تو پھر جنونی یہودی' مذہبی عیسائی اور مذہبی بدھ مت دنیا میں لاکھوں نہیں کروڑوں کی تعداد میں موجود ہیں' مگر انہیں کسی بھی کتاب میں بنیاد پرست اور دہشت گرد کے نام سے یاد نہیں کیا گیا اور اگر بنیاد پرستی کی تعریف یہ ہے کہ کوئی چھوٹا ملک اٹیمی اسلحہ بنائے تو وہ بنیاد پرست کہلائے گا تو یہ تعریف بھی درست نہیں کیونکہ اسرائیل جو ملک تو کجا صوبہ کہلانے کے قابل بھی نہیں' لیکن وہ درجنوں اٹیمی دھماکے کر چکا ہے اور بیسیوں اٹیم بم بنا چکا ہے' لیکن آج تک اسے بنیاد پرست کا لقب نہیں دیا گیا۔

اور اگر بنیاد پرستی کے معنی مذہب کے لیے اسلحے کا استعمال ہے تو یہ تعریف بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ دنیا کے ہر مذہب کے لوگ اپنے مذہب کے لیے اسلحہ اٹھائے ہوئے ہیں۔ جنوبی سوڈان میں چالیس سال تک عیسائی جنونی ہتھیار اٹھائے رہے' مگر انہیں بنیاد پرست نہیں کہا گیا' مگر جب جنرل عمر بشیر نے ان عیسائیوں کو تھوڑا سا سبق سکھلایا اور سوڈان کے جنوبی حصے کو عیسائیوں کی ریشہ دوانیوں سے پاک کیا تو جنرل عمر بشیر بنیاد پرست بن گیا۔ اس واقعے سے تو یہ سمجھ میں آتا ہے کہ مذہب کے نام پر اسلحہ اٹھانے والوں کو جو ختم کرے گا وہ بنیاد پرست ہوگا' مگر جن علاقوں میں اسلام کے نام پر مسلمانوں نے اسلحہ اٹھایا ہوا ہے وہاں تو ان کو ختم کرنے والوں کو بنیاد پرست نہیں امن اور جمہوریت پسند کہا جاتا ہے۔

اب رہ سہ کر یہی بات رہ جاتی ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کے مفاد میں جو قدم بھی اٹھایا جائے گا وہ بنیاد پرستی ہوگا' بشرطیکہ وہ قدم شدت اور مضبوطی کے ساتھ اٹھایا جائے اور قدم اٹھانے والوں کے ہاتھوں میں اسلحہ بھی ہو۔

تو معلوم یہ ہوا ہے کہ بنیاد پرستی کے دو عناصر ہیں۔

۱۔ اسلام ۲۔ قوت

یعنی جہاں بھی اسلامی قوت کا ذرا سا بھی خطرہ ہوگا وہاں بنیاد پرستی کا الارم بجنا شروع ہو جائے گا اس لیے وہ مسلمان جن کے پاس قوت کا کوئی منشور نہیں اور نہ ہی انہیں قوت کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شوق ہے انہیں بنیاد پرست نہیں کہا جاتا خواہ وہ کتنے ہی متقی پرہیزگار کیوں نہ ہوں ان کو ہرگز خطرہ نہیں سمجھا جاتا۔

دوسری طرف اگر مسلمانوں کے پاس قوت ہو' مگر اسلام نہ ہو تو پھر بھی انہیں بنیاد پرست نہیں کہا جاتا۔ اسی لیے یاسر عرفات کی پی ایل او کو کبھی بنیاد پرست نہیں کہا گیا' حالانکہ وہ بھی فلسطین کی آزادی کے لیے اسلحہ اٹھائے ہوئے ہیں اور باقاعدہ جنگ کر رہے ہیں جبکہ فلسطین ہی کے مسلمانوں کی ایک جماعت "حماس" کو بنیاد پرست کہا جا رہا ہے۔

تو بنیاد پرستی کے دو اہم عنصر اسلام اور قوت ہیں' جن کا مرکب اسلامی قوت بنتا ہے اور قوت سے مراد جہاد اور اسلحے کی قوت ہے۔ صرف سیاسی قوت نہیں اسی لیے سیاسی قوت رکھنے والے مسلمانوں کو بھی بنیاد پرست نہیں کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ مصر میں مسلمانوں کی ایک اہم سیاسی پارٹی "الاخوان المسلمون" کو اب بنیاد پرست نہیں کہا جاتا ہے اسی طرح تنظیم الجہاد کو بنیاد پرست کہا جاتا ہے' کیونکہ ان کے پاس جہادی تربیت اور جہادی قوت موجود ہے۔ خود الاخوان المسلمون کو بھی اس وقت بنیاد پرست کہا جاتا تھا جب وہ جہادی منشور پر یقین رکھتی تھی' مگر جب سے جہاد کی جگہ مروجہ سیاست نے لی ہے اس وقت سے ان پر بنیاد پرستی کا لیبل ہٹ چکا ہے۔

مذکورہ بالا تفصیلات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ ثابت ہوا کہ ہر وہ مسلمان جو اسلامی قوت رکھتا ہے یا اسلامی قوت کا خواہشمند ہو اور اس کے دل میں اسلام کی محبت ہو اور وہ کفر سے نفرت رکھتا ہو اور اسلامی نظام کے نفاذ کا پرزور حامی ہو وہ بنیاد پرست ہے' تو بنیاد پرستی کے خاتمے کا معنی اسلامی قوت کا خاتمہ ہے۔ بنیاد پرستی پر پابندی کے معنی اسلامی جہاد پر پابندی ہے بنیاد پرستی کی حرمت پر فتوے کا واضح مطلب جہاد کی حرمت پر فتویٰ لگانا ہے' کیونکہ کافر طاقتوں کو صرف اور صرف وہ مسلمان برداشت ہیں جو کفر کی غلامی پر راضی ہوں جو کبھی بھی اسلامی نظام کے نفاذ کی بات نہ کرتے ہوں جو اپنی زندگی اور اپنے دین سے جہاد کو نکال چکے ہوں اسی لیے امریکہ کو لاکھوں مسلمان تو وقتی طور پر برداشت ہیں جو خود امریکہ میں مقیم ہیں' حالانکہ ان میں سے بہت سارے بظاہر اسلامی شعائر و عبادت کے پابند بھی ہوں گے' لیکن امریکہ سے ہزاروں میل دور پشاور میں مقیم چند سو عرب مسلمان امریکہ کو برداشت نہیں' کیونکہ یہ چند عرب مسلمان اسلام کے نفاذ کی بات کرتے ہیں۔ ہمارے بہت سے مسلمان جو مختلف دینی اور دنیاوی شعبوں سے منسلک ہیں وہ بھی بنیاد پرستی کے لفظ سے خوفزدہ ہیں اور ان مسلمانوں کو کراہیت اور نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ جن پر کافر طاقتوں نے بنیاد پرستی کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیبل چپکا دیا ہے اور یہ گمان کرتے ہیں کہ یہ بنیاد پرست مسلمان ہماری ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہیں اور بدامنی پھیلانے کا ذریعہ ہیں اور ان کی وجہ سے مختلف ممالک میں انتشار کی کیفیت ہے۔

حالانکہ ایسا نہیں ہے' بلکہ اگر دنیا میں مسلمانوں کی تھوڑی بہت ساکھ کہیں پر ہے تو انہیں اسلامی قوت رکھنے والے مسلمانوں کی وجہ سے ہے۔ کافروں کی خصلت ہی یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کو اور اسلام کو قطعی طور پر برداشت نہیں کرتے اور ان کی پوری کوشش یہ ہوتی ہے کہ یا تو ان مسلمانوں کا وجود ختم کر دیا جائے یا انہیں مسلمان نہ رہنے دیا جائے۔ ۱۹۴۶ء میں جبل زیتون میں دنیا میں عیسائیت پھیلانے والی مشنریوں کے بڑے بڑے پادری جمع ہوئے اور ان میں سے ہرپادری نے اس پر اپنی تشویش کا اظہار کیا کہ عیسائیوں کو مسلمان ممالک میں خاطر خواہ کامیابی حاصل نہیں ہو رہی' کیونکہ ان اسلامی ممالک میں عیسائی ہونے والے مسلمانوں کی تعداد بہت کم ہے' جبکہ محنت بہت زیادہ کی جا رہی ہے۔

انہی خیالات کا اظہار تقریباً سب پادریوں نے کیا۔ آخر میں لاٹ پادری نے کہا کہ آپ لوگ ابھی تک اپنے مشن ہی کو نہیں سمجھے۔ ہمارا مشن یہ ہرگز نہیں کہ ہم سب مسلمانوں کو عیسائی بنا دیں' بلکہ ہمارا مشن یہ ہے کہ مسلمانوں کو مسلمان نہ رہنے دیں' سو ہم اپنے مشن میں کامیاب جا رہے ہیں۔ ہماری محنت کی بدولت مسلمانوں کی اکثریت صرف نام کی مسلمان ہے اور وہ حقیقی اسلام سے بہت دور ہو چکے ہیں۔

کافروں کی ان تمام تر محنتوں اور خواہشات کے باوجود اگر دنیا میں مسلمانوں کا وجود ہے اور ان کی ساکھ تو وہ انہیں مسلمانوں کی وجہ سے ہے جن کے پاس اسلام بھی ہے اور اسلامی قوت بھی۔ انہیں کے خوف سے کفر لرزہ براندام ہے اور اپنے وہ بھیانک مقاصد پورے نہیں کر پا رہا ہے جن کے منصوبے وہ تیار کر چکا ہے۔

اب آیئے بنیاد پرستی کے موجودہ استعمال کی شرعی حیثیت کی طرف تو کتاب و سنت اور صحابہ کرامؓ کے عمل اور حضرات فقہا کی تحقیقات کو سامنے رکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ وہ تمام امور جن کی وجہ سے آج کے کافر مسلمانوں کو بنیاد پرست کہہ رہے ہیں وہ تمام امور مسلمانوں کے لیے فرض کے درجے میں ہیں' بلکہ بعض امور تو ایسے ہیں کہ اگر مسلمان ان پر عمل پیرا نہ ہوں تو وہ مسلمان ہی نہیں رہتے۔ مثلاً وہ اہم ترین عنصر جس کی وجہ سے بنیاد پرست کا لقب دیا جاتا ہے وہ ہے اسلام میں پختگی اور یہ ایک ایسا امر ہے کہ مسلمان کٹ تو سکتا ہے' مگر اسے نہیں چھوڑ سکتا۔ اسلام تو ہماری بنیاد ہے اور اللہ پاک نے ہمیں پورا پورا اسلام میں داخل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونے کا حکم دیا ہے اور اسلام پورے ضابطہ حیات کا نام ہے۔ اب کافر اولاً تو یہ برداشت ہی نہیں کرتے کہ ہم مسلمان رہیں اور اگر برداشت کریں تو صرف اتنا اسلام برداشت کرتے ہیں جتنے میں ان کے لیے کوئی تکلیف نہ ہو' اور نہ ہی ان کی زیادتیوں کی روک تھام کی اس میں کوئی بات ہو۔ بنیاد پرستی کا دوسرا عنصر (کافروں کی اصطلاح میں) قوت ہے جسے جہاد سے تعبیر کیا جاتا ہے اور یہ بھی اسلام کے اہم ترین فرائض میں سے ہے جس کا انکار کفر ہے اور ترک کرنا ہلاکت اور ذلت ہے اور قوت ختم کرنے کا مقصد کفر کی غلامی اور اسلام سے ہاتھ دھونا ہے اور کافر چاہتے بھی یہی ہیں کہ وہ مسلمانوں کو نہتا کر کے رکھیں جب چاہیں تر نوالہ سمجھ کر ہڑپ کر لیں اور جب چاہیں انہیں ذلیل و رسوا کریں۔

مسلمان کافی عرصہ تک یہ ذلت اور غلامی برداشت کرتے رہے اور کمزور ہوتے چلے گئے ان کا دشمن مضبوط تر ہوتا چلا گیا' پھر اللہ کا فضل ہوا۔ مسلمانوں نے تھوڑی سی انگڑائی لی اور اللہ کی نصرت دیکھئے کہ صرف انگڑائی لیتے لیتے اپنے دو بڑے دشمنوں میں سے ایک بڑے دشمن (روس) کو تباہ و برباد کر کے صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔ روس کی حالت زار دیکھ کر دوسری بڑی طاقت کے چھکے چھوٹ گئے اور اسے اپنا انجام اپنی آنکھوں سے نظر آنے لگا' چنانچہ فوری طور پر اس نے اپنی ہلاکت کو کچھ موخر کرنے کے لیے عراق' کویت کا چکر کھیلا اور عرب دنیا کو باور کرایا کہ روس کے ختم ہو جانے کے بعد بھی چھوٹے ملکوں کو اپنے دفاع کے لیے امریکہ کی ضرورت ہے۔

مگر افغانستان کے اثرات پوری دنیا میں پھیلنے لگے۔ مسلمانوں کو اپنا بھولا ہوا سبق یاد آ گیا۔ شوق شہادت کی دبی چنگاری جوالہ بن کر کفر کو جلانے لگی۔ الجزائر' مصر' فلپائن' تھائی لینڈ' شام' لبنان ہر طرف سرفروش کھڑے ہو گئے' ہر سو ایمان کی ہوائیں چلنے لگیں جمود ٹوٹنے لگا تو مسلمانوں کو پھر سے سلانے بلکہ اب تو مکمل طور پر مٹانے کے لیے نت نئے طریقے ایجاد ہونے لگے۔ انہیں طریقوں میں سے ایک طریقہ یہ نکالا گیا کہ ان اسلام کے شیدائیوں کو بدنام کرنے کے لیے اور انہیں امت مسلمہ کا کٹا ہوا بازو بنانے کے لیے یہ مشہور کر دیا جائے کہ یہ مسلمان بنیاد پرست اور دہشت گرد ہیں جو دوسرے مسلمانوں کو بھی ہلاکت کی طرف دھکیل رہے ہیں اور اس پروپیگنڈے کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کو باور کرایا جائے کہ بنیاد پرست مسلمان دوسرے مسلمانوں سے ایک الگ دھڑا ہے اور ان کا ختم کرنا ضروری ہو چکا ہے اور دوسرے مسلمان ان بنیاد پرستوں کے خاتمے میں امریکہ کا ساتھ دیں۔

کفر کی پوری کوشش یہ ہے کہ بے بنیاد مسلمانوں (مثلاً حسنی مبارک وغیرہ) کو بنیاد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پرست مسلمانوں سے ٹکرا دیا جائے تو مسلمان آپس میں لڑیں اور ان کی قوت منتشر ہو جائے۔ ہمیں یقین ہے کہ یہ سازش ناکام ہو گی اور مسلمانوں کی بیداری میں اور اضافہ ہو گا اور بے بنیاد مسلمانوں سے بھی ہماری جان جلد چھوٹ جائے گی۔ ضرورت اس کی ہے کہ ہم سب پورے فخر اور اطمینان کے ساتھ بنیاد پرستی کے اس طعنے کو تمغہ سمجھیں اور اس گالی کو اپنا اعزاز سمجھیں تب جا کر کفر کو احساس ہو گا کہ اس نے غلطی کی اور اس کی یہ غلطی اس کے خاتمے کا ذریعہ بن جائے گی۔ (انشاء اللہ)

بہرحال پوری بات کا خلاصہ یہ ہے کہ مسلمانوں کو کسی تبدیلی کی بناء پر بنیاد پرست نہیں کہا جا رہا' بلکہ اپنے اصلی دین کی طرف لوٹ آنے کے صلے میں یہ لقب مل رہا ہے اور اس لقب کا ملنا مسلمانوں کے لیے سعادت ہے' کیونکہ حق جماعت وہی ہو گی جو قتال فی سبیل اللہ بھی کرے گی اور قتال سے پہلے قتال کی جس قدر تیاری کا حکم اللہ رب العزت کی طرف سے ہے کہ اس تیاری کو دیکھ کر کفر پر رعب اور دہشت طاری ہو جائے' وہ بھی کرے گی۔

وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ سیدنا محمد والہ واصحابہ اجمعین

(بنیاد پرستی جرم یا سعادت' از مولانا محمد مسعود اظہر' ناشر حرکۃ الانصار)

مغرب نے اسلام سے دشمنی مول لینے کے لیے اسلامی بنیاد پرستی کا ھوا کھڑا کیا ہے' کیونکہ ناانصافی عدم مساوات پر مبنی دوغلی مغربی سیاست کو اسلام سے شدید خطرہ ہے-- امریکی پروفیسر ولیم بیکر کا اعتراف

"مظفر آباد--- انسانی حقوق کے لیے کام کرنے والے امریکی پروفیسر ولیم بیکر نے کہا ہے کہ مغرب نے اسلام سے دشمنی مول لینے کے لیے اسلامی بنیاد پرستی کا "ہوا" کھڑا کیا ہے۔ امریکی پروفیسر نے جو ان دنوں پاکستان اور آزاد کشمیر کا دورہ کر رہے ہیں' پاکستان ٹی وی پر انٹرویو میں کہا کہ تمام مذاہب میں بنیاد پرست ہوتے ہیں۔ عیسائی' یہودی اور ہندو بھی بنیاد پرست ہیں' تاہم وہ تمام تو مغرب کے لیے قابل قبول ہیں' مگر مغرب اسلامی بنیاد پرستوں سے خطرے کا واویلا کر رہا ہے۔ امریکہ پروفیسر نے جو ۱۹۶۹ء سے قرآن پاک کا مطالعہ کر رہے ہیں کہا کہ اسلام اور مسیحیت میں کئی باتیں مشترک ہیں۔ دونوں مساوات' انصاف' انسانی حقوق

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور کئی دوسری اعلیٰ قدروں کے علمبردار ہیں۔ ہاں نا انصافی عدم مساوات اور دہرے معیاروں پر مبنی مغربی سیاست کو اسلام سے ضرور خطرہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ کشمیر کا مسئلہ سادہ ہے اور کشمیری عوام کی آزادی کی خواہش جائز ہے' اگر اسے مناسب طور پر پیش کیا جائے تو امریکی عوام اسے بہ آسانی سمجھ لیں گے اور اس پر اپنا مناسب ردعمل ظاہر کریں گے"۔

(بحوالہ روزنامہ "پاکستان" لاہور' ۲۷' اگست ۱۹۹۳)

اسلام بنیاد پرستی اور دہشت گردی کا مذہب نہیں

سکولوں میں اس کا درس دیا جائے

جرمنی کے ایک بشپ کا وائس آف جرمنی کو انٹرویو

"کولون--- جرمنی میں ایک علاقائی بشپ نے اس امر کی وکالت کی ہے کہ جرمن سکولوں میں مذہب اسلام کا درس متعارف کرایا جائے۔ وائس آف جرمنی کے مطابق ایک نشریاتی ادارے سے گفتگو کرتے ہوئے بشپ نے کہا ایسا کرتے ہوئے اس بات کا خیال رکھا جائے کہ اس درس کو جمہوریت مخالف قوتیں یکطرفہ طور پر اپنے نظریات کے پرچار کے لیے استعمال نہ کر سکیں۔ انہوں نے کہا عیسائیت کی کئی باتیں اسلام کے ساتھ مشترکہ ہیں اور اسلام کو مجموعی طور پر بنیاد پرست اور دہشت گردی کا مذہب قرار نہ دیا جائے۔"

(بحوالہ روزنامہ "جنگ" لاہور' ۱۶ جنوری ۱۹۹۵)

امریکہ بہادر کی بنیاد پرستی' امریکہ نے اسلام کو دشمن نمبرون

قرار دے دیا

"امریکہ نے اسلام کو اپنا دشمن نمبرون قرر دے دیا ہے۔ ہفت روزہ "تکبیر" کے مطابق اومنی بس کاؤنٹر ٹیررزم ایکٹ کے نام سے کلنٹن حکومت کی جانب سے کانگریس میں پیش کیے جانے والے مسودہ قانون کی پانچویں دفعہ کی تیسری شق میں ایرانی انقلاب مشرقی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وسطی کی صورت حال اور افغانستان میں روس کی پسپائی وغیرہ کے حوالے سے اسلام کو کیمونزم کے بعد امریکہ کا دشمن قرار دیتے ہوئے اس کا مقابلہ کرنے پر زور دیا گیا ہے۔ صدر کلنٹن ۱۲ تنظیموں اور ۱۸ افراد کے اثاثے منجمد کرنے اور ان سے مالی لین دین ممنوع قرار دینے کا حکم پہلے ہی جاری کر چکے ہیں۔ اس کا سبب یہ بتایا گیا کہ یہ افراد اور گروہ مشرق وسطی میں بحالی امن کے عمل کے لیے خطرہ ہیں" (روزنامہ پاکستان لاہور' ۱۴ اپریل ۱۹۹۵ء)

امریکہ کی اسی بنیاد پرستی کے حوالے سے عطاء الرحمٰن چوہان لکھتے ہیں:

"مذہبی عقائد کی پابندی کرنے سے کہیں یہ مطلب نہیں نکلتا کہ مسلمان دوسرے مذاہب کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ ہاں اپنے نقطہ نظر کو دوسروں تک پہنچانے کے لیے انہیں دعوت دینا سب کا حق ہے۔ عیسائی مشنری تمام مسلمان ملکوں میں تبلیغی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔ جب تک وہ تشدد کا راستہ اختیار نہ کریں انہیں کوئی نہیں روکتا۔ آپ مسلمانوں کو اسلام پر کاربند رہتے ہوئے زندگی گزارنے کا موقع دیں وہ آپ کے لیے کوئی خطرہ نہیں' اگر کوئی اس دنیا کو اپنی جاگیر سمجھے' اس پر اپنی حکمرانی کے خواب دیکھے تو اسے مزاحمت کا سامنا کرنا پڑے گا۔

آیئے ایک مثال سے یہ دیکھیں کہ اہل یورپ اسلام کو کس نظر سے دیکھتے ہیں۔ چند سال قبل الجزائر میں جب اسلامک سالویشن فرنٹ نے بھاری اکثریت سے انتخابات جیت لیے تو مغربی ذرائع ابلاغ نے طوفان اٹھا دیا کہ مغربی تہذیب کو خطرہ ہے۔ ایک صحافی نے یہودی افکار کے ترجمان ہفت روزہ "ٹائم" میں اپنی خصوصی رپورٹ میں یہ انکشاف کیا کہ اسلامک فرنٹ والے لمبی' لمبی داڑھیوں والے ...... علی الصبح مساجد میں نمازیں پڑھنے والے اور شراب سے نفرت کرنے والے ہیں۔ ان کی عورتیں مغربی تہذیب سے نفرت کرتی ہیں اور اپنی زینت چھپانے کے لیے پردہ کرتی ہیں۔ ان اوصاف حمیدہ کو انہوں نے "جرم" سے تعبیر کیا اور اس دور میں احیاء اسلام کی اس کوشش کو مغربی تہذیب کے لیے خطرہ قرار دے کر الجزائر میں جمہوری حکومت کا راستہ روکا اور وہاں ایک فوجی حکومت مسلط کی گئی' نہ صرف یہ بلکہ دیگر عرب ممالک کو بھی ڈرایا کہ اگر آپ نے انتخاب کروایا تو وہاں بھی بنیاد پرست قابض ہو جائیں گے۔ ساری دنیا میں آزادی اور جمہوریت کا راگ الاپنے والے' عرب ممالک میں ملوکیت کے پشتیبان بنے ہوئے ہیں۔ ان کی جمہوریت اور انسانی حقوق کا معیار اور اس "کاز" کے ساتھ کومٹمنٹ ہے۔ اسے ہی مغرب کا دوہرا معیار کہا جاتا ہے۔ امت مسلم اگر اپنا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مستقبل یا سر عرفات کی طرح کسی قاتل کے رحم و کرم پر چھوڑ دے تو وہ نوبل ایوارڈ کی مستحق قرار پائے گی' اگر وہ ظلم کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہو رہے تو بنیاد پرست اور دہشت گرد ٹھہرے گی"۔

(بحوالہ ہفت روزہ "ختم نبوت" کراچی' ١٦ جون ١٩٩٥)

امریکی بنیاد پرستی --- چرچ کی کفالت سے ٹیکس میں معافی

"حضرت اقدس صوفی جمیل احمد صاحب" کے صاحبزادے مفتی محمد سعید صاحب (راولپنڈی) بیان کرتے ہیں کہ ان کے ایک امریکی دوست نے بتایا کہ امریکہ میں تاجروں کو کافی مقدار میں ٹیکس دینا پڑتا ہے۔ لیکن حکومت کی طرف سے ایک سہولت یہ دی گئی ہے کہ اگر کوئی تاجر کسی چرچ کی کفالت اپنے ذمہ لے لے تو اس کا ٹیکس معاف کر دیا جاتا ہے۔ اس طرح بہت سے تاجر چرچز کی کفالت کر کے تقریباً نصف ٹیکس بچا لیتے ہیں۔ مثلاً اگر کسی تاجر کا ٹیکس ٦٠٠٠ ڈالر سالانہ ہے تو اسے چرچ کی کفالت کے لیے اس سے کہیں کم تقریباً ٣٠٠٠ ڈالر ادا کرنا پڑتے ہیں"۔

لیکن اس سب کے باوجود بنیاد پرست ہم ہیں نہ کہ وہ۔ ہمارے ہاں تو الا ماشاء اللہ کبھی کسی حکمران کو ایسی توفیق نصیب ہی نہیں ہوئی۔ دین اور دینی اداروں کا سارا کام صاحب درد مسلمانوں کی ذاتی کاوشوں سے ہی پروان چڑھتا ہے۔

ایسے ہی پس منظر میں جناب نسیم شاہد لکھتے ہیں کہ:

"مغربی اور امریکی معاشروں میں بھی بنیاد پرستی یعنی عیسائیت اور یہودیت سے دلی وابستگی موجود ہے۔ چرچ کی اہمیت سے نہ جان میجر انکار کر سکتے ہیں اور نہ کلنٹن' پوپ کا مقام و مرتبہ آج بھی سربراہان مملکت سے زیادہ ہے' لیکن حیران کن بات یہ ہے کہ اس عیسائیت زدہ بنیاد پرستی کے خلاف کوئی آواز نہیں اٹھاتا اور نہ ہی اسے کچلنے کے لیے کوئی کارروائی ہوتی ہے۔ بلکہ صدر کلنٹن بڑے فخر سے یہ بیان دیتے ہیں کہ انہوں نے گناہ آلود زندگی سے توبہ کر کے مذہب میں پناہ لے لی ہے اور اب ان کی زندگی بہت پرسکون ہو گئی ہے۔

ایک طرف امریکی صدر کے منہ سے مذہب کی حمایت میں نکلنے والے الفاظ فخر کی علامت بن جاتے ہیں لیکن دوسری طرف ہمارے ارباب اختیار مذہب کے نام پر معذرت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خواہانہ طرز عمل اختیار کرتے ہیں، کیونکہ وہ اسی امریکی پروپیگنڈے سے متاثر ہیں، جس کے ذریعے مذہبی وابستگی کو بنیاد پرستی کا نام دے کر ایک منفی عمل ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے"۔

(بحوالہ "ناپاک سازش" ص ۳۱۱)

بنیاد پرستی

اک شخص یہ کہنے لگا مغرب کی نظر میں
کیوں خطرہ محسوس ہے بنیاد پرستی
یہ دوسرا بولا کہ صلیبی کی لغت میں
اک جملہ مانوس ہے بنیاد پرستی
مغرب کے صلیبی ہوں کہ بھارت کے اٹل جی
سب کے لیے کابوس ہے بنیاد پرستی

رشدی جو کہے کفر تو آزادی اظہار
تڑپے جو مسلمان تو بنیاد پرستی
مسجد کو کریں ضبط تو انصاف کی تعمیل
مانے نہ مسلمان تو بنیاد پرستی
مذہب سے ہو بیزار تو کہلائے محقق
راسخ ہو جو ایمان تو بنیاد پرستی
اس دور میں پہنچائیں اگر آپ کسی کو
اللہ کا فرمان تو بنیاد پرستی
ہوں نخش مناظر تو وہ تفریح دل و جاں
ٹی وی پہ ہو قرآن تو بنیاد پرستی
آباد ہوں مغرب کے کلیسا تو بہت خوب

14293

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسجد ہو نہ ویران تو بنیاد پرستی
ہے راہ سعادت جو ویٹ کن کا سفر ہو
اور حج کا ہو سامان تو بنیاد پرستی
تخریب ہو ملت کی تو ہر جرم ہے جائز
مغرب کا ہو نقصان تو بنیاد پرستی
ہے بندہ مغرب تو وہ محبوب خلائق
خوددار ہو انسان تو بنیاد پرستی
مغرب کے کسی حاکم ابلیس صفت کو
کہہ دے کوئی شیطان تو بنیاد پرستی

(از محترم اطہر نقوی صاحب)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 4

دہشت گردی' دوھرا معیار

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دہشت گردی اور امریکہ ----دوہرا معیار

"ہم امریکن ہیں کہ دنیا کی اعلیٰ تہذیب یافتہ قوم ہونے کے ناتے ہم پر فرض ہے کہ دنیا میں جہاں کہیں بھی "بدمعاشی" نظر آئے اسے ختم کر دیا جائے اور ہاں دنیا میں سب سے بڑی "بدمعاشی" اپنا حق مانگنا ہے' اور اس کا مطالبہ یا ذکر تک نہ کرنا ہی سب سے بڑی شرافت ہے۔ دنیا میں پیدا ہونے والے سارے حریت پسند اس بدمعاشی کے زمرے میں آتے ہیں۔ عجب دستور ہے' حریت پسندی اپنے آغاز میں بغاوت ہوتی ہے۔ درمیان میں بدمعاشی اور اگر کامیاب ہو جائے تو آزادی"

حریت پسندی کی اس درمیانی حالت جسے امریکہ بدمعاشی اور دہشت گردی کہتا ہے کا حال

روزنامہ جسارت کی زبانی سنئے "امریکیوں نے خود لاکھوں بے گناہ عراقیوں کا خون بہایا امریکی ہتھیاروں اور پیسے سے اسرائیل فلسطینیوں کی نسل کشی کر رہا ہے۔ ویت نام میں امریکی دہشت گردی تاریخ کا حصہ ہے اور امریکہ اپنی ان سیاہ کاریوں کو پس پشت ڈال کر اپنے پیدائشی حق کے لیے جدوجہد کرنے والے کشمیروں کو دہشت گرد قرار دے رہا ہے۔ اقوام متحدہ میں پاکستان کے مستقل مندوب جمشید مارکر نے امریکہ کی طرف سے پاکستان کو کشمیری مجاہدین کی سفارتی حمایت کرنے کے جرم میں دہشت گرد قرار دینے کی دھمکیوں کے جواب میں کہا ہے کہ "اگر کشمیری مجاہدین کی سیاسی سفارتی اور اخلاقی حمایت بھی دہشت گردی ہے تو امریکہ تو دس سال تک افغانستان میں مجاہدین کی اسلحہ و بارود سے امداد کر کے کہیں بڑی دہشت گردی کرتا رہا ہے۔ دوسرے پاکستان کو دہشت گردی کا ملزم ٹھہرانے میں امریکہ خود ہی پراسیکیوٹر اور جج کا بیک وقت کردار ادا کر رہا ہے۔ آخر یہ کہاں کا انصاف ہے۔ دہشت گردی کی کوئی واضح اور جامع تعریف ہونی چاہیے کہ عام دہشت گردی اور کسی مسلح جدوجہد آزادی کی حمایت میں کوئی فرق ہے یا نہیں۔ نو آبادیاتی نظام کے خلاف جہاں کہیں قومی آزادی کی جنگ لڑی گئی پوری مہذب انسانیت نے اس کی حمایت کی ہے۔ شمالی ویت نام نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنوبی ویت نام کی مکمل آزادی کے لیے جو جنگ لڑی اسے دنیا بھر کے آزادی پسندوں کی حمایت حاصل تھی۔ جبکہ امریکہ نے اپنے استعماری مقاصد کے لیے جنوبی ویت نام کی پٹھو حکومت کو بچانے کے لیے کھل کر طویل جنگ لڑی اور بالآخر امریکی عوام اور دنیا بھر کی مہذب رائے عامہ کے دباؤ کے تحت اس جنگ سے دستبرداری اختیار کی۔ افغانستان میں روسی جارحیت کا مقابلہ کرنے کے لیے افغان مجاہدین نے طاقت آزمائی کی راہ اختیار کی تو امریکہ نے افغان مجاہدین کو جدید ترین اور مہلک ترین ہتھیاروں کی امداد فراہم کی۔ کویت کی خود مختاری کی بحالی کے لیے خود اقوام متحدہ نے عراق کے خلاف جنگ لڑی۔ کیا ویت نامی افغانی اور کویتی عوام کی خود مختاری کی جنگیں دہشت گردی کی تعریف میں آتی ہیں اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر اصولاً امریکہ اور اقوام متحدہ کو کشمیری عوام کی حق خود ارادیت کی بحالی کے لیے بھی خود خلیج اور افغانستان جیسی جنگ لڑنی چاہیے نہ کہ پاکستان کو کشمیریوں کی سفارتی اور اخلاقی حمایت کے جرم میں دہشت گرد قرار دیا جائے۔ اس ضمن میں یہ سوال بھی بڑا اہم ہے کہ آخر امریکہ کو یہ کس نے اختیار دیا ہے کہ جس ملک کو چاہے دہشت گردی کا ملزم ٹھہرا دے اور پھر خود اپنی ہی گھڑی ہوئی شہادتوں کی بناء پر اسے دہشت گردی بھی قرار دے یہ کونسی عدالت کا انصاف ہے' جس میں پراسیکیوٹر بھی امریکہ ہے اور جج بھی امریکہ۔

ہمارے نزدیک تو امریکہ نے جتنے ملکوں کو دہشت گرد قرار دیا ہے ان میں سے بعض کا کردار امریکہ سے بھی کہیں زیادہ منصفانہ ہے۔ امریکہ نے تنظیم آزادی فلسطین کو ہمیشہ دہشت گرد قرار دیا' اور اس کے مقابلے میں دنیا کی سب سے زیادہ ظالم غاصب اور جارح طاقت اسرائیل کی ڈالر اور اسلحہ سے حمایت کی جن کے نزدیک دہشت گردی کا یہ معیار ہو۔ اسے کسی ملک کو دہشت گرد قرار دینے کا کیا حق ہے؟ ہمارے نزدیک تو فلسطینیوں کی حق رسی کی واحد صورت یہی ہے کہ اسرائیل اور امریکہ دونوں کو تاریخ کا بدترین دہشت گرد قرار دیا جائے۔ یہ حقیقت ہے کہ اسرائیل کی ناجائز تخلیق سے لے کر اس کے عربوں اور فلسطینیوں کے علاقوں پر قبضہ کرنے تک سب میں فیصلہ کن ہاتھ امریکہ کا رہا ہے' اور دنیا میں کبھی حق و انصاف کے مطابق فیصلوں کی نوبت آئے گی تو اسرائیل امریکہ اس کے دوسرے مغربی حلیفوں کی گردن میں شرف انسانی کے قاتل ہونے کا طوق ڈالا جائے گا۔ امریکہ کو یہ توفیق تو کبھی نہیں ہوئی کہ مشرقی پاکستان کو بنگلہ دیش میں بدلنے کے سلسلے میں بھارت کی کھلی جنگی کارروائیوں کی کبھی مذمت ہی کرتا اور سندھ میں پچھلے چند سالوں سے جو خون بہاتا رہا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔اس پر اس کو دہشت گرد کہہ کر ٹوکتا مگر چار پانچ عشروں سے اپنے حق خودارادیت کے لیے اقوام متحدہ اور بھارت کا منہ تکنے والے کشمیری مجاہدین نے اگر تنگ آمد بجنگ آمد کے مصداق بھارت کے ناجائز قبضے کے خلاف ہتھیار اٹھائے ہیں اور پاکستان ان کے حق خودارادیت کے حق میں آواز اٹھاتا ہے تو اسے امریکہ بڑھ چڑھ کر دہشت گرد قرار دینے کی فکر میں ہے یہ عجیب و غریب منطق صرف امریکہ ہی کی تخلیق ہے اس لیے کہ وہ تو نیچے پانی کے بہاؤ پر میمنے کو پانی خراب کرنے کا ذمہ دار ٹھہرا سکتا ہے اور یہ اس لیے کہ اسے عقل و دانش' تدبر' وسیع النظری اور حقیقت پسندی سے کوئی سروکار نہیں۔"

(روزنامہ "جسارت" کراچی' ۵ فروری ۱۹۹۳)

امریکہ میں مقیم دہشت گرد یہودی تنظیمیں' ایک اہم تحقیق

"۱۹۷۷ء کے اوائل میں امریکہ میں ایک فلم بنائی گی جس کا نام "محمد پیغمبر خدا" تھا۔ امریکہ کے مشہور اداکار انتھونی کوئین نے اس فلم میں (نعوذ باللہ' ثم نعوذ باللہ) حضور نبی کریم کا کردار ادا کیا۔ امریکہ میں یہ فلم ہر بڑے سینما میں دکھائی جارہی تھی۔ امریکی مسلمانوں نے اس کی زبردست مخالفت کی اور امریکی حکومت سے مطالبہ کیا کہ اسے فوری طور پر بند کیا جائے' مگر اس مخالفت کے بالمقابل امریکی یہودیوں کے رہنما ابراہم ڈیوڈ نے اس مطالبے کو مسترد کرنے کی حمایت کی۔ جب مسلمانوں کا مطالبہ تسلیم نہ کیا گیا تو امریکہ میں مقیم ایک غیور مسلمان خلیفہ حماس عبدالخالص نے واشنگٹن میں چند یہودی افسروں کو یرغمال بنالیا اور امریکی حکومت سے مطالبہ کیا کہ اگر مذکورہ فلم پر پابندی عائد نہ کی گئی تو وہ یرغمالیوں کو ہلاک کر دے گا۔ مطالبہ فوری تسلیم کر لیا گیا۔ دو ہفتے کے بعد خلیفہ حماس کو اس کے گھر میں بیوی اور تین معصوم بچوں سمیت شہید کر دیا گیا۔ قاتلوں کے بارے میں سبھی مسلمانوں کا اتفاق تھا کہ ان کا تعلق ابراہام ڈیوڈ کی دہشت گرد جماعت "ڈیوڈ سٹار" سے ہے۔ واضح رہے مذکورہ فلم (محمد' پیغمبر خدا) کے ڈائریکٹر کا نام مصطفیٰ عقاد لکھا گیا اور بتایا گیا' حالانکہ اس فلم کا اصل ہدایتکار ابراہام ڈیوڈ کا بڑا بیٹا کوہین تھا۔ جو نیویارک میں آرٹ فلموں کا بادشاہ کہلواتا تھا۔

امریکی یہودیوں کی اکثریت امریکہ کے سب سے بڑے شہر نیویارک میں رہائش پذیر ہے۔ نیویارک کے سب سے بڑے بروکلین کے تین علاقے انہی دولت مند اور دہشت گردوں کے سرپرست یہودیوں سے اٹے پڑے ہیں۔ یہ تین علاقے ولیم برگ برج'

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میکڈ انلڈ ایونیو اور بے رج کے نام سے پہچانے جاتے ہیں۔ نیو یارک کے انہیں علاقوں میں مقیم یہودیوں کے آئے روز کے مظاہروں کے سبب نیو یارک میں مقیم مصر کے ممتاز عالم دین اور مجاہد شیخ عمر عبدالرحمٰن کو امریکی حکومت نے گرفتار کیا۔ شیخ عمر پر الزم عائد کیا گیا کہ وہ یہودیوں کے مذہبی رہنما ربی کاہانی کے قتل میں ملوث ہیں اور یہ کہ وہ پانچ عربی ملزمان جنھوں نے ورلڈ ٹریڈ سینٹر اور نیو یارک کی ہالینڈ سرنگ کو بم سے اڑانے کی کوشش کی' ان کو بھی شیخ عمر نے ہدایت دیں۔

ان الزامات کے خالق اور بعد ازاں انہیں امریکی اور پھر دنیا بھر کے میڈیا میں مشہور کرنے میں امریکی یہودیوں نے مرکزی کردار ادا کیا۔ ان بداخلاق' مفسد اور اناری کی پسند یہودیوں کی زیادتیاں اس حد تک تجاوز کر گئی ہیں کہ ستمبر ۱۹۹۵ء کے وسط میں جب نیو یارک میں اقوام متحدہ کی پچاسویں سالگرہ منانے کے لیے تمام دنیا کے رہنما اکٹھے ہوئے تو ان میں فلسطین کی آزادی کے رہنما یاسر عرفات بھی شامل تھے۔ نیو یارک کے میئر نے ان عالمی رہنماؤں کو اپنے عشائیے میں مدعو کیا۔ دعوت میں یاسر عرفات بھی چلے گئے' مگر میئر جولیانی نے نیو یارک کے انتہائی موثر یہودیوں کے احتجاج پر سفارتی بداخلاقی کا انتہائی شرمناک مظاہرہ کرتے ہوئے یاسر عرفات کو عشائیے سے نکال دیا۔ "نیو یارک پوسٹ" نے میر جولیانی کی اس حرکت پر اداریہ قلم بند کرتے ہوئے لکھا: "جولیانی نے انتہا پسند یہودیوں کا مطالبہ مان کر آئندہ انتخابات میں یہودیوں کے ووٹ محفوظ کر لیے ہیں۔"

امریکہ میں جنم لے کر جن دہشت گرد یہودی اور صیہونی تنظیموں نے بعد ازاں پورے عالم اسلام کے خلاف فساد' انارکی' دہشت گردی اور ظلم کا بازار گرم کر دیا' ان میں ایک تنظیم' "ارگون زوائے لیوی" بھی ہے۔ اس کے بانی کا نام ارگون تھا' جو پولینڈ میں پیدا ہوا اپنے والدین کے ساتھ ہجرت کر کے وہ ۱۸۹۱ء میں امریکہ آگیا۔ نیو یارک میں چار سال کا عرصہ بحیثیت ایک سکول ماسٹر گزارنے کے بعد جارجیا میں جا بسا۔ ۱۹۱۷ء میں اس نے مذکورہ تنظیم کی بنیادیں رکھیں۔ جارجیا کے آرتھوڈوکس یہودی' جن کی اکثریت جرمنی مہاجر یہودیوں پر مشتمل تھی' اکثریت کے ساتھ اس سے وابستہ ہو گئے۔ امریکہ کی سرزمین سے نکل کر اس تنظیم کے وابستگان نے شرق اوسط کے مسلمانوں کو اپنی دہشت گردیوں کا نشانہ بنایا۔ ارگون بذات خود عراق گیا اور وہاں ایک جعلی مسلمان' اسحاق موصلی' نام کے ساتھ زندگی گزارنے لگا' وہ تیرہ سال وہاں مقیم رہا اور اس دوران اس کے فدائیوں نے درجنوں اہم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور معصوم مسلمان لیڈروں کو جو اسرائیل کے قیام کے خلاف بروئے کار تھے۔ قتل کر دیا۔ ۱۹۴۳ء میں یہ بے نقاب ہو گیا اور اسی سال وہ مارا گیا۔ ارگون کے اہم ترین چیلوں میں مناھم بیگن بھی شامل تھا۔ جسے بعد ازاں اس کی مسلم دشمنی کے پس منظر میں اسے عالم اسلام کی طرف سے "یہودیوں کا قصاب" کا خطاب دیا گیا۔ واضح رہے کہ مناہم بیگن بعد میں اسرائیل کا وزیر اعظم بنا۔ اس کی وزارت عظمیٰ کے دوران فلسطینی مسلمانوں پر ایسے مظالم ڈھائے گئے کہ ہلاکو اور چنگیز خان کے ظلم و بربریت کی مثالیں ان کے سامنے ماند پڑ گئیں۔ مناہم کے دور وزارت عظمیٰ کے دوران ہی "صابرہ" اور "شیطلہ" کے کیمپوں کی گھناؤنی مثالیں دنیا کے سامنے پیش کی گئیں۔ عالم مغرب نے اس کے تمام مظالم کو پس پشت ڈالتے ہوئے اسے امن کا نوبل انعام بھی دیا۔ ۱۹۴۸ء کی جنگ کے دوران' جبکہ اسرائیل پہلی مرتبہ عرب ممالک کے خلاف ایک جارح ملک کی شکل میں سامنے آیا۔ "ارگون" کی تنظیم "ارگون زوائے لیومی" کے وابستگان کی اکثریت نے مرکزی کردار ادا کیا۔ آج اسرئیل کی دائیں بازو کی تنظیموں (جنہیں عرف عام میں دہشت گرد کہا جا سکتا ہے) کے اکثر سینئر افراد ماضی میں اسی ارگون کی تنظیم کے رکن رہے ہیں۔

اسرائیل کی مخالفت کرنے والوں کو صفحہ ہستی سے مٹا ڈالنے کی شدید خواہش رکھنے والوں میں ربی کاہانی مائر کا نام سرفہرست ہے۔ کاہانی مائر ایک کٹر یہودی خاندان' جو سونے کے کاروبار سے وابستہ تھا' میں نیویارک میں پیدا ہوا' وہ مشرق وسطیٰ کے مسلمانوں سمیت تمام عالم اسلام کا شدید دشمن تصور کیا جاتا تھا۔ اس کا منشور تھا۔ "اسلام اور مسلمانوں کو دنیا سے منفی کر دیا جائے تو دنیا میں پائیدار امن قائم ہو سکتا ہے۔" اسی ربی کاہان کو نیو یارک اور امریکہ کے دوسرے تمام بڑے شہروں میں یہودیوں کے عظیم مذہبی رہنما کا درجہ حاصل تھا۔ اس نے نیویارک کے علاقے "بردکلین" میں "جیوش ڈیفنس لیگ" (جے ڈی ایل) قائم کی۔

شروع شروع میں جے ڈی ایل کے جو مقاصد بیان کیے گئے۔ ان میں ایک نمایاں مقصد یہ ہے کہ امریکہ میں آباد یہودیوں کو ذاتی دفاع کی ٹریننگ دی جائے گی۔ رفتہ رفتہ جے ڈی ایل کی چھتری تلے اس کے ارکان نے امریکہ میں آباد مسلمانوں کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ انہوں نے یہودی کارخانوں اور تجارتی اداروں سے مسلمان ورکروں کو بھی نوکریوں سے نکال دیا۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ جے ڈی ایل نے امریکہ بھر میں آباد مسلمانوں خصوصاً عرب مسلمانوں کے لیے ایک دہشت اور خوف و ہراس کی شکل اختیار کر لی...... کہا جاتا ہے کہ اندر خانے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے امریکی حکومتوں کی سرپرستی بھی حاصل رہی ہے۔ جب اس کی دہشت گردیاں حد سے تجاوز کر گئیں تو اس کے بانی اور سرپرست اعلیٰ ربی کاہانی مائر کو امریکہ سے نکال دیا گیا۔ جان ہومزاور ٹام برک ایسے غیر جانبدار مغربی محققین کا کہنا ہے کہ امریکہ حکومت نے جے ڈی ایل کے وہ کیمپ نیویارک میں ڈھونڈ لیے تھے جہاں نوجوان یہودیوں کو دہشت گردی اور قتل و غارت گری کی تربیت دی جاتی تھی، مگر اس خبر کو دانستہ ہوا تک نہ لگنے دی گئی۔

ربی کاہانی مائر امریکہ بدر ہونے کے بعد سیدھا اسرائیل کے دارالحکومت تل ابیب پہنچ گیا، جہاں اس نے ۱۹۷۰ء میں ایک سیاسی جماعت "کاچ" کی بنیاد رکھی جس کا اولین مقصد یہ تھا کہ اسرائیل میں جہاں بچے کھچے فلسطینی رہ گئے ہیں۔ انہیں قوت کے زور پر اسرائیل سے نکال دیا جائے۔ کاہانی مائر ایک شعلہ فشاں مقرر بھی تھا۔ اس نے اپنی زہر فشاں تقریروں کی بدولت اسرائیلی انتہا پسند نوجوانوں کے دلوں میں مسلمانوں کے خلاف ایک آگ سی لگا دی، چنانچہ اسرائیل کے اندر اس کے آدمیوں نے فلسطینی گھرانوں غزہ کی پٹی پر آباد غریب مسلمانوں اور مشرق وسطی کے اندر دہشت گردیاں شروع کر دیں۔ اس کی غیر قانونی سرگرمیوں کے پیش نظر اسے ایک سو بارہ مرتبہ جیل میں ڈالا گیا، مگر وہ اپنی بد فطرت سے باز نہ آیا۔ ۱۹۸۰ء میں کاہانی مائر اسرائیلی پارلیمنٹ کا رکن منتخب ہو گیا۔ اب تو اس کی مسلمانوں اور فلسطین کے خلاف بد زبانیاں دیدنی تھیں جن میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا گیا۔ ایک عرصہ گزارنے کے بعد اسرائیلی پارلیمنٹ نے ایک ایسا قانون وضع کیا جس کی بدولت کاہانی اور اس کی سیاسی جماعت "کاچ" کو غیر قانونی قرار دیا گیا۔ اس قانون کے پاس ہونے کے بعد کاہانی تل ابیب سے نکل کر ایک بار پھر امریکہ میں اپنے پرانے اڈے، نیویارک کے علاقے "بروکلین" میں آگیا اور اپنی دہشت گردی کی کارروائیاں یہاں سے شروع کر دیں۔ ۱۹۹۰ء میں نیویارک میں مصر کے ایک نوجوان نے، جو نیویارک میں کاروں کی ایک ورکشاپ میں کام کرتا تھا، ربی کاہانی مائر کو قتل کر دیا۔

مصر کے ایک غیور نوجوان کے ہاتھوں ربی کاہانی مائر تو قتل ہو گیا، مگر اس کے قتل کے بعد اس کی دہشت گرد جماعت کی باگ ڈور اس کے بڑے بیٹے بنیامین مائر کے ہاتھوں میں آگئی، جو باپ سے بھی دو ہاتھ آگے ہے۔ بنیامین آج بھی نیویارک میں رہتا ہے۔ اس نے ایک دہشت گرد جماعت کی بنیاد رکھی جسے "کاہانی چائی" کا نام دیا گیا۔ باپ کے ان گنت مریدین اس کے اردگرد اکٹھے ہو گئے اور اس کی طاقت کا باعث بنے جو لوگ ربی کاہانی مائر اور بعد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ازاں بنیامین مائر کے گرد اکٹھے ہو کر ان سے مسلمانوں کے خلاف نفرت' دشمنی اور دہشت گردی کا درس لیتے تھے۔ ان میں ایک نوجوان باروچ گولڈ اسٹائن بھی تھا وہ بروکلین (نیو یارک" کے ایک مہنگے علاقے میں اپنے آرتھوڈوکس یہودی والدین کے ساتھ رہائش پذیر تھا۔ اس نے نیو یارک کے ممتاز اور مہنگے کالج (جو یہودیوں کی ملکیت ہے) کوہن کالج سے میڈیکل کی تعلیم حاصل کی تھی۔ ڈاکٹر بننے کے بعد وہ نیویارک سے تل ابیب منتقل ہو گیا اور اپنے لیڈر کاہانی کے کہنے کے مطابق فلسطینی مسلمانوں کے خلاف اپنے دل میں نفرت پالتا رہا۔ ۱۹۹۴ء کے وسط میں مسلمانوں کے خلاف یہ نفرت ابل پڑی اور یہ سنگدل اور دہشت گرد یہودی مسجد الخلیل (ہبرون) میں نماز ادا کرتے ہوئے مسلمانوں پر حملہ آور ہوا۔ اس نے ایک جدید ترین بندوق سے اللہ کے حضور سربسجود مسلمانوں پر گولیوں کا مینہ برسا دیا۔ اس حملے میں گولڈ اسٹائن نے ۲۹ مسلمانوں کو شہید اور ۱۲۵ کو شدید زخمی کر دیا بعد ازاں اس نے خود کشی کر لی حیرت اور افسوس کی بات یہ ہے کہ امریکہ کے کسی اخبار اور الیکٹرانک میڈیا کے کسی شعبے نے قاتل گولڈ اسٹائن کو دہشت گرد کے طور پر یاد نہ کیا' بلکہ اسے "انتہا پسند" کی ایک نرم اصطلاح سے پکارا گیا اس سانحہ کے بعد ربی کاہانی مائر کے دہشت گرد بیٹے بنیامین مائر کو گھر میں نظر بند کر دیا گیا' تاکہ نیویارک میں مقیم مسلمانوں خصوصاً عرب مسلمانوں کے کسی بھی متوقع حملے سے اسے محفوظ رکھا جا سکے۔

"انکل سام" کے دیس میں پیدا ہونے والی دہشت گرد یہودی تنظیموں میں ایک تنظیم "ایل ایچ آئی" بھی ہے۔ جس نے بعد میں بڑی مضبوطی سے اپنے پنجے برطانیہ اور اسرائیل میں بھی گاڑ لیے۔ "ایل ایچ آئی" کا پورا نام "لوہای ہیروت ازرائیل" ہے یہ عبرانی زبان کے الفاظ کا مجموعہ ہے۔ جس کا مطلب ہے "اسرائیل کے غیور بیٹے جو طاقت کا استعمال جانتے ہیں" "اس کے بانی کا نام ابراہام سٹرن تھا۔ سٹرن کی نسبت سے اس تنظیم کو "سٹرن جیوش گینگ" کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ اس تنظیم کو "ارگون" کے ارکان کی طرح اسرائیل کی فوج میں مقبولیت نہ مل سکی' مگر اس کے باوجود اس نے ۱۹۴۸ء کی جنگ میں عربوں کے خلاف بھرپور انداز میں حصہ لیا۔ اس کے بانی کا قول ہے: "اپنی اقدار کو تھوڑا رکھو' مگر طاقت میں کمی نہ چھوڑو۔"

محققین کا خیال ہے کہ "ایل ایچ آئی" اپنی تشکیل کے لمحوں سے آج تک ہمیشہ تین سو انتہا پسند ارکان سے زیادہ افراد پر مشتمل نہیں رہی اور یہ عمل اس کی ہائی کمان نے دانستہ اختیار کیا۔ ایل ایچ آئی کے منشور میں لکھا گیا ہے کہ........ "ہمارے اولین دشمن مسلمان اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملحد روسی ہیں۔" یہی وجہ ہے کہ اس کے افراد نے مسلمانوں سمیت روسیوں کو بھی' جو غیر ممالک میں مقیم تھے' اپنی ہٹ لسٹ میں رکھا۔

ساری دنیا جانتی ہے کہ اسرائیل کی خفیہ ایجنسی "موساد" عالم عرب میں کیسے کیسے ہلاکت خیز فسادات کا پیش خیمہ ثابت ہوئی' "موساد" نے فلسطین کو اسرائیل کے پنجہ استبداد سے نجات دلانے والے فلسطینی مجاہدین کو شہید کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ امریکہ میں بھی "موساد" کی ایک دہشت گرد شاخ قائم کی گئی تھی۔ اسے "ایم ای" کا نام دیا گیا۔ اس کا پہلا سربراہ جنرل اہارون یافیت تھا۔ مشرق وسطی سے دور بیٹھ کر جنرل اہارون نے ان گنت فلسطینی رہنماؤں کو قتل کرنے کے کامیاب منصوبے پروان چڑھائے۔ ۱۹۷۳ء میں "ایم ای" سے ایک ایسی غلطی سرزد ہوگئی' جس کی وجہ سے اس کا گھناؤنا چہرہ یورپ اور امریکہ کے عوام کے سامنے بے نقاب ہوگیا۔ ہوا یوں کہ جنرل اہارون نے ناروے میں ایک ہوٹل کے مالک کو قتل کرانے کے لیے اپنے ایجنٹوں کو امریکہ سے ناروے بھجوایا۔ ہوٹل کے مالک کے بارے میں یہ کہا جاتا تھا کہ وہ مراکشی مسلمان ہے اور فلسطینی مسلمانوں کی تحریک آزادی کا زبردست حامی اور مؤید ہے۔ "ایم ای" کے ایجنٹوں نے مذکورہ ہوٹل میں فائرنگ کر دی تو مالک کی بجائے ہوٹل میں کام کرنے والا ایک مراکشی بیرہ مسلمان ہلاک ہوگیا۔ اس دوران ناروے پولیس کا ایک سکواڈ ہوٹل کے سامنے سے گزر رہا تھا۔ فائرنگ کی آواز سن کر وہ اندر آ گئے اور گولیاں چلانے والے چھ افراد کو رنگے ہاتھوں دھر لیا۔ گرفتاری کے بعد تفتیش کے دوران انکشاف ہوا کہ فائرنگ کرنے والے تمام افراد "ایم ای" کے افراد ہیں اور یہ کہ انہیں جنرل اہارون یافیت کے حکم پر وہاں بھیجا گیا تھا۔ اس اطلاع پر جنرل موصوف فوراً نیویارک سے تل ابیب چلا گیا اور امریکہ اور ناروے کی تمام تر کوششوں کے باوجود اسرائیلی حکومت نے اسے واپس نہ کیا۔ اس انکشاف کے فوراً بعد ۱۹۷۳ء ہی میں "ایم ای" کو بند کر دیا گیا..... مگر سولہ برس بعد ۱۹۸۹ء میں اسے دوبارہ بروئے کار لایا گیا..... اس بار اس کا ہیڈ کوارٹر امریکہ کی ریاست فلوریڈا میں قائم کیا گیا' گزشتہ سال جب "واشنگٹن ڈیکلریشن" پر یاسر عرفات اور اسرائیلی وزیراعظم رابن اسحاق (اب آنجہانی) نے دستخط کیے۔ (جس کے عوض عرفات کو فلسطین کا ایک ٹکڑا دے دیا گیا' مگر انتہا پسند یہودی اس پر بھی شدید ناراض تھے) تو واشنگٹن میں "ایم ای" کے تین کارکنوں نے بم کا دھماکہ کر کے اس معاہدے کے خلاف اپنی ناراضگی کا اظہار کیا یہ تینوں ملزم اب بھی زیر تفتیش ہیں اور ورجینیا کی جیل میں اپنے فیصلے کے منتظر ہیں۔ اکتوبر ۹۵ء میں ماہنامہ "اٹلانٹا جرنل" نے اس دھماکے کے بارے میں تبصرہ کرتے ہوئے لکھا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ امریکہ ماضی میں اسرائیلی بیٹوں کی جن ہلاکت خیز شرارتوں پر پردہ ڈالنے کی سعی کرتا رہا ہے' اب وہی شرارتیں امریکی عوام کو بھگتنے کے لیے ہمہ وقت تیار رہنا چاہیے۔

۴ نومبر ۱۹۹۵ء اسرائیلی وزیراعظم رابن کو تل ابیب میں' جبکہ وہ ایک جلسہ عام سے خطاب کر رہا تھا' گولی مار کر قتل کر دیا گیا۔ قاتل کا نام' جس نے قتل کے فوراً بعد اعتراف جرم کر لیا' یگال امیر بتایا گیا ہے۔ اس کی عمر ۲۷ سال اور مقتول وزیراعظم کی عمر ۷۳ برس تھی۔ رابن خود بھی فلسطینی مسلمانوں کا زبردست دشمن رہا ہے۔ اس نے اپنے ہاتھ سے پچاس ہزار فلسطینی مسلمانوں کو ملک بدر کیا۔ ۱۹۶۷ء کی عرب اسرائیل جنگ کے دوران اس نے ایک نعرہ لگایا' جسے مسلمان دشمن قوتوں اور دہشت گرد یہودیوں میں بڑی مقبولیت حاصل ہوئی۔ رابن کا نعرہ تھا۔ "فلسطینی مسلمانوں اور عیاش عربوں کی ٹانگیں توڑ دو۔" یہ ظالم اور جفاجو اور غاصب انسان ۴ نومبر کو اپنے ہی ایک ہم وطن اور ہم مذہب کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتر گیا۔ اسرائیل کے ساتھ ساتھ امریکہ میں بروئے کار دہشت گرد یہودی تنظیموں نے اس قتل پر خوشیاں منائی ہیں۔ مسرت کے شادیانے بجانے والے انتہاپسند اور دہشت پسند یہودی تنظیموں سے وابستہ افراد کا کہنا ہے کہ رابن نے "واشنگٹن کارڈ" کے تحت یاسر عرفات کو فلسطین کا کچھ حصہ (جو فی الحقیقت نہ ہونے کے برابر ہے) دینے پر کیوں رضامندی کا اظہار کیا اور یہ کہ مذکورہ معاہدے کے تحت رابن نے مقبوضہ غزہ کی پٹی پر آباد یہودیوں کو اسرائیل کے اندر آباد ہونے کا حکم کیوں جاری کیا۔ امریکہ میں "جیوش ڈیفنس لیگ" اور "کاہانی چائی" اور اسرائیل میں "لیکوڈ پارٹی" نے رابن کے قتل پر خوشی کا اظہار کیا۔ ان لوگوں نے قاتل یگال امیر کو اپنا ہیرو قرار دیا ہے۔ اسے عدالت میں مقدمے سے رہا کرانے کے لیے نیویارک میں ایک ایسی ہاٹ لائن کا اجراء عمل میں لایا گیا ہے جس کے ذریعے دہشت گرد یہودیوں اور تنظیموں سے کہا گیا ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ فنڈ جمع کروائیں' تاکہ اپنے ہیرو اور اسرائیل کے محسن (یگال امیر) کو رہا کروایا جا سکے۔ ۱۰ نومبر ۹۵ء کو "نیویارک ٹائمز" نے اس فنڈ اور اس ہاٹ لائن کے بارے میں ایک طویل رپورٹ شائع کی۔ اس رپورٹ کو "فون لائن" ان نیویارک سٹی ریز ز فنڈ فار رابن الیمین (نیویارک شہر میں رابن کے قاتل کے لیے فنڈ اکٹھا کرنے کے لیے "فون لائن" کا عنوان دیا گیا ہے۔ رپورٹر کا نام جو سیکسٹن لکھا گیا ہے۔

جو سیکسٹن نے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے: "نیو یارک سٹی میں اسرائیل کے مقتول وزیراعظم رابن کے قاتل یگال امیر کو بچانے کے لیے ایک فنڈ ریزنگ مہم شروع کی گئی ہے۔ اس کام کے لیے ہاٹ لائن قائم کر دی گئی ہے۔ اس مہم کا انچارج نیویارک کا ایک انتہا پسند

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوجوان یہودی موشے گراش ہے جو قاتل یگال امیر کو ہیرو قرار دیتا ہے۔" مذکورہ رپورٹر کہتا ہے کہ جب میں موشے گراس سے ملا اور اس کی فنڈ ریزنگ مہم کے بارے میں اس سے استفسار کیا تو اس نے کہا کہ اس وقت جب کہ اسرائیل کے اندر اور باہر رابن کے چاہنے والے اس کی موت پر غمگسار اور افسردہ ہیں' میں یہودیوں کے ہیرو یگال امیر کے لیے فنڈ جمع کر کے امریکہ اور ساری دنیا کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ رابن کی موت پر یہودیوں کا ایک کثیر حصہ بہت خوش بھی ہے۔ موشے گراس بروکلین میں بروئے کار امریکی دہشت گرد تنظیم کا رکن بھی بتایا گیا ہے' جو فلسطین کے قیام کے شدید مخالف اور "عظیم تر اسرائیل" کے حامی ہیں۔ جو سیکسٹن مزید لکھتا ہے۔ "ہماری ہاٹ لائن پر ہمارے ہم مسلک یہودیوں کی ساتھ سے ستر کالیں فی گھنٹہ موصول ہو رہی ہیں۔ بیس کے قریب نوجوان یہودی اس ہاٹ لائن پر بلا معاوضہ کام کر رہے ہیں' ہم اکٹھے ہونے والی سرمائے سے یگال امیر کا مقدمہ بھی لڑیں گے اور رقم کا کچھ حصہ امیر کے خاندان کو بھی دیں گے۔"

مذکورہ بالا رپورٹ میں یہ انکشاف کیا گیا ہے کہ رواں سال کے دوران امریکی صدر بل کلنٹن نے ایک ایگزیکٹو آرڈر جاری کیا جس کے تحت امریکہ میں مقیم تمام یہودی' اسلامی اور عیسائی تنظیموں کی طرف سے اسرائیل' مشرق وسطیٰ اور دوسرے ممالک میں بروئے کار انتہا پسند تنظیموں کو فنڈ بھیجنا ممنوع قرار دے دے گا۔ یہ قانون جن معروف اداروں اور تنظیموں پر لاگو ہوا ہے' ان میں امریکی یہودی دہشت گرد اور انتہا پسند تنظیموں میں "کاچ" اور "کاہانی چائی" اور "عیال" سرفہرست ہیں۔ اسرائیل وزیراعظم رابن کو جس نوجوان یگال امیر نے' جو تل ابیب میں شعبہ قانون کا طالب علم بیان کیا گیا ہے' قتل کیا ہے رپورٹر سیکسٹن کا کہنا ہے کہ اسرائیل میں اور غزہ کی پٹی پر آباد فلسطینیوں کی شدید مخالف کرنے اور انہیں گھر چھوڑنے پر مجبور کرنے اور اکثر اوقات اسلحہ کے زور پر فلسطینی مسلمانوں میں ہراس پھیلانے والوں کی مالی امداد امریکہ میں بروئے کار مذکورہ بالا دہشت گرد یہودی تنظیمیں کرتی رہی ہیں۔ اندازہ لگایا گیا کہ بل کلنٹن کے نئے حکم کے تحت اس مالی امداد پر زک پہنچے گی۔

مسٹر نیتن اسرائیل میں انتہا پسند یہودی تنظیم "لیکوڈ پارٹی" کے چیئرمین اور اسرائیلی پارلیمنٹ میں حزب اختلاف کے رہنما ہیں وزیراعظم بن کر سامنے آئیں گے۔

(از محترم تنویر قیصر شاہد صاحب' بحوالہ روزنامہ "نوائے وقت" ۲۳-۲۴ جنوری ۱۹۹۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسروں کو دہشت گرد قرار دینے والا امریکہ پہلے اپنے گھر کی خبر لے۔۔

"دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ"

"پچھلے دنوں امریکی ریاست ٹکساس کے علاقہ واکو سے یہ اطلاع ملی تھی کہ وہاں ڈیوڈ قورش اور اس کے ماننے والوں کو..... جن کی تعداد چھیاسی تھی..... ایف بی آئی اور امریکی وزارت انصاف کے ماتحت کام کرنے والوں (اے ٹی ایف) نے ایک مسلح حملہ میں ہلاک کر دیا۔ امریکی صدر کلنٹن نے اس واقعہ پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے ایف بی آئی کو ہدایت کی کہ وہ آئندہ مسلح اقدام کرنے میں احتیاط سے کام لے' تاکہ انسانی جانوں کا نقصان نہ ہو۔ امریکہ میڈیا نے اس خبر کو زیادہ اہمیت اس لیے نہیں دی کہ امریکی سماج کو ڈیوڈ قورش اور اس کی مسلح جماعت سے کوئی خطرہ نہیں تھا۔ قارئین کی واقفیت کے لیے ڈیوڈ قورش اور اس کے گروہ کے متعلق بعض معلومات پیش کی جا رہی ہیں' تاکہ ان کو یہ معلوم ہو جائے کہ مغربی پریس شب و روز جس فنڈا منٹلزم کا رونا رو رہا ہے' اور اس کے پردے میں اسلام اور مسلمانوں کو بدنام اور پوری آزاد دنیا کے سامنے وقت کا سب سے بڑا چیلنج اور جمہوریت کے لیے سنگین خطرہ کا ہوا کھڑا کر رہا ہے وہ خود اس کے گھر کے اندر نصف صدی سے زیادہ مدت سے موجود ہے اور اب ڈیوڈ قورش اور اس کی جماعت کی صورت ہی میں نہیں ایسی پانچ ہزار تشدد پسند تنظیمیں امریکہ کے طول و عرض میں موجود ہیں' عیسائیوں' یہودیوں' بدھسٹوں اور ہندوازم سے متعلق ہیں۔ ان سب تنظیموں کے پاس جدید ترین اسلحہ سے لیس بہترین افراد ہیں جو کسی وقت بھی اپنے رہنماؤں کے اشارے پر بڑی سے بڑی قربانی دینے کے لیے تیار رہتے ہیں۔ اسی طرح کی ایک تنظیم کا انکشاف جونز ٹاؤن میں ۱۹۷۸ء میں ہوا تھا۔ جب اجتماعی طور پر مردوں' عورتوں اور بچوں نے خودکشی کر لی تھی۔ اب تازہ ترین حادثہ ڈیوڈ قورش کا پیش آیا اور عین اس وقت یہ حادثہ ہوا جب امریکی میڈیا نیو یارک کے تجارتی مرکز کے دھماکے کو مسلم فنڈا منٹلسٹوں کی سوچی سمجھی سازش کے طور پر پیش کر رہا تھا اور امریکی سماج کو یہ باور کرانے کی کوشش کر رہا تھا کہ اگر مسلم فنڈا منٹلسٹوں کو امریکہ میں پھیلنے پھولنے کا موقع دیا گیا تو امریکیوں کی آزادی ختم ہو جائے گی' لیکن الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا۔ ان سطور میں اسی قصور اور امریکی معاشرے کے ہزاروں رستے ناسوروں میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ایک ناسور سے نقاب اٹھانے کی کوشش کی جا رہی ہے تاکہ قارئین کو اس پردے کے اندر امریکی سماج کا وہ داغدار اور مکروہ چہرہ نظر آجائے جس کو سیاہی کے دبیز پردوں کے اندر چھپانے کی بھونڈی کوشش کی جا رہی ہے۔

ڈیوڈ قورش کی جماعت کا پس منظر اور اس کی ابتدائی تاریخ کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ آج سے ۶۰ سال قبل اس جماعت کی تشکیل اس وقت عمل میں آئی تھی جب لاس انجلس میں عیسائیوں کے دو مقامی مذہبی گروپوں کے درمیان اس بات پر اختلاف ہو گیا کہ حضرت مسیحؑ کا ظہور کب ہو گا' ایک گروہ کہتا تھا کہ اس دنیا کا خاتمہ جلد ہی ہونے والا ہے اور حضرت مسیح کا ظہور بھی جلد ہو گا' دوسرا گروہ حضرت مسیح کا قائل ہی نہیں تھا۔ اول الذکر گروہ کا داعی اور بانی وکٹر ہاؤٹف تھا' جو اصلاً بلغاریہ کا مہاجر تھا اور لاس انجلس میں آکر مقامی گرجا گھر میں وعظ و نصیحت کے کام پر مامور ہو گیا تھا' لیکن وکٹر کو لاس انجلس چھوڑنے پر اس وقت مجبور ہونا پڑا' جب کلیسا کے ذمہ داروں نے اس کی کتاب پر اپنے غم و غصے کا اظہار کیا' اس کتاب میں وکٹر نے کلیسا پر الزام لگایا کہ ارباب کلیسا حضرت مسیح کی زندگی کے عقیدے سے دستبردار ہو گئے ہیں' جبکہ ان کی اس دنیا میں آمد کا وقت بہت قریب ہے۔ وہی امریکی سماج کو اخلاقی عیوب سے پاک کریں گے۔ وکٹر نے لاس انجلس چھوڑ کر نکساس کو اپنا مرکز بنایا اور واکو میں ایک کمپلکس کی بنیاد ڈال دی' تاکہ وہ سب سے الگ تھلگ ہو کر اپنی دعوت کا کام آزادی سے کر سکے۔ نکساس میں رہ کر وکٹر نے کلیسا کے خلاف منظم تحریک چلائی۔ اپنی شعلہ بیان اور پرکشش شخصیت کی بنا پر وکٹر نے نوجوانوں کو خاص طور سے متاثر کیا اور اچھی خاصی تعداد اس کے ساتھ ہو گئی۔ ۱۹۵۵ء میں وکٹر کی موت ہو گئی' جس سے اس تحریک کو نقصان پہنچا' مگر اس نقصان کی تلافی وکٹر کی بیوہ نے کر دی' اس نے ۱۹۵۹ء میں یہ اعلان کرایا کہ ایسٹر کے موقع پر حضرت مسیح کا ظہور ہو گا۔ ان کی آمد کے بعد ہی قیامت آجائے گی۔ اس اعلان کے ہوتے ہی اس جماعت کے پیروؤں نے اپنی تمام چیزیں فروخت کر دیں کہ دنیا فنا ہونے والی ہے۔ اس کام سے فارغ ہو کر پورے امریکہ سے گروہ کے ماننے والے واکو (نکساس) آگئے' تاکہ قیامت کی آمد کا انتظار کریں۔ تمام لوگ بڑی بے تابی سے اس دن کا انتظار کر رہے تھے۔ قرب قیامت کی نشانی کو یہ لوگ آسمان کے افق پر ریڈیو اور ٹی وی کی خبروں میں تلاش کر رہے تھے کہ شاید دنیا کے کسی خطے خصوصاً مشرق وسطیٰ میں کسی جنگ پھر امریکی فوجوں کی مداخلت کی خبر آجائے' لیکن پیشن گوئی جھوٹی ثابت ہو گئی تو وکٹر کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جماعت کے عقیدت مندوں کی بڑی تعداد جماعت سے برگشتہ ہو کر واپس اپنے اپنے شہروں کو چلی گئی۔ صرف پچاس آدمی ایسے باقی رہ گئے جن کی عقیدت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی' البتہ قیادت میں تبدیلی ہوئی اور بنیامین نامی شخص نے قیادت سنبھالی۔ ۱۹۷۸ء میں بنیامین کے انتقال کے بعد اس کی بیوی نے قیادت کا خلا پر کیا۔

۱۹۸۳ء میں ڈیوڈ قورش نے اس جماعت کی رہنمائی اور قیادت سنبھالی' ڈیوڈ قورش نے واکو میں ۸ ایکڑ زمین پر نئے کمپلکس کی تعمیر کر کے اپنے پیروکاروں کو فوجی تربیت دینے کا کام شروع کر دیا۔ غیر معمولی جسمانی محنت اور ورزشوں کے علاوہ مختلف قسم کے جدید ترین ہتھیاروں کو چلانے کی بھی تربیت دی جاتی تھی۔ اس کے علاوہ انجیل کے سینکڑوں صفحات کو یاد کرنا بھی فرائض میں شامل تھا۔ ڈیوڈ نے یہ ہدایت بھی جاری کی کہ کوئی شخص ریڈیو اور ٹی وی سے دل نہ بہلائے' گوشت اور شراب سے پرہیز کرے' عورتوں سے جسمانی تعلقات کو اس نے ممنوع قرار دے دیا اور نہ ہی کمپلکس میں مقیم بچوں کے والدین بچوں کا بر تھ ڈے منا سکتے تھے۔ مالیات کی فراہمی چندے سے ہوتی تھی۔ بعض ارکان نے لاکھوں ڈالر کے چندے دیئے' ڈیوڈ قورش نے اپنی پر کشش شخصیت اور چرب زبانی کا پورا فائدہ اٹھایا۔ اس نے اپنے پیروؤں کے اندر ایثار و قربانی اور اطاعت و انقیاد کا غیر معمولی جذبہ پیدا کر دیا۔ اس نے بطور امتحان بعض لوگوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے کو ذبح کر لیں' بلندی سے چھلانگ لگائیں' کمسن بچے کو اپنے ہاتھ سے ذبح کر دیں' یہ لوگ بلاچون و چرا ڈیوڈ کے حکم پر سر تسلیم خم کر دیتے تھے۔ ڈیوڈ نے اپنے ماننے والوں سے ایثار و قربانی کا غیر معمولی مطالبہ کیا' لیکن خود اس نے اپنے لیے کوئی پابندی نہیں رکھی۔ شراب و شباب اور لاتعداد عورتوں' حتی کہ کمسن بچوں اور بچیوں سے لطف اندوزی میں وہ آزاد تھا اور کوئی اس پر انگلی بھی نہیں اٹھا سکتا تھا۔ الزبتھ نامی خاتون نے جو برسوں ڈیوڈ کے ساتھ رہی تھی' ڈیوڈ کی سرگرمیوں کا تجزیہ کرتے ہوئے کہا' کہ وہ خدا کا بھیجا ہوا رسول تھا۔ ہم کو کوئی حق نہیں کہ اس کے اعمال و افعال پر تنقید کریں۔

ڈیوڈ قورش واکو میں موجود خواتین سے تو لطف اندوز ہوتا ہی تھا' وہ ہر ماہ کیلیفورنیا میں اپنے ایک دوسرے مرکز بھی جایا کرتا تھا' جہاں پولیس کے بقول خواتین کا کمپلکس تھا۔ اس کمپلکس میں بعض لڑکوں کی عمریں ۱۲ سال اور بعض کی ۱۰ سال تھی۔ ایک امریکی (جس نے اپنی دس سالہ بچی کو ڈیوڈ کے حوالہ کر دیا تھا کہ وہ اس کو اپنے مصرف میں لائے اور جیسا چاہے معاملہ کرے) کہتا تھا کہ ہم ڈیوڈ کے ان تصرفات پر کوئی تبصرہ نہیں کرنا چاہتے کہ وہ تنقید سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بالاتر ہے۔ اصل قصہ تو یہ ہے کہ وہ خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہے' ہم کو اسے اس پیمانے سے ناپنا چاہیے۔

خود ڈیوڈ قورش کی زندگی کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی پیدائش ۱۹۵۹ء میں ہوسٹن میں ہوئی' ڈالاس شہر میں اس کی نشوونما ہوئی۔ بچپن ہی سے ڈیوڈ کو انجیل یاد کرنے کا شوق تھا۔ صفحے کے صفحے وہ پادریوں کو زبانی سنا دیتا تھا۔ نویں کلاس تک پڑھ کر ڈیوڈ نے تعلیم کو خیرباد کہہ دیا اس لیے کہ لوگ اس کی دینی معلومات اور چرب زبانی سے متاثر ہونے لگے تھے۔ اس کے اندر وجاہت کے علاوہ غیر معمولی کشش بھی تھی۔ بعض اوقات صبح سے رات کے گیارہ بجے تک بلا تکان تقریر کرتا تھا۔ اس کے سامعین اس کی تقریروں سے ایسے مسحور ہو جاتے کہ کھانے پینے کا ہوش بھی ان کو نہ رہتا۔ ۱۲ سال کی عمر میں ڈیوڈ نے ٹکساس کے شہر ٹیلر میں رہائش اختیار کر لی اور وہاں کے مقامی کلیسا کا سرگرم رکن بن گیا' لیکن وہاں کے پادریوں کو ڈیوڈ کی بے سروپا باتیں' بڑے بڑے بے ہنگم بال اور عجیب و غریب لباس پسند نہ آئے۔ جب ڈیوڈ نے محسوس کیا کہ کلیسا والے اس پر تنقید کر رہے ہیں تو اس نے واکو میں قائم وکٹر کی جماعت ڈیوڈ گروپ سے رابطہ قائم کر لیا۔ اس وقت بنیامین کی بیوی اس جماعت کی رہنما تھی۔ ڈیوڈ نے اس بیوہ سے ناجائز تعلقات قائم کیے۔ بعد میں اس سے شادی کر لی اور جماعت کی قیادت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ اس موقع پر ڈیوڈ قورش نے اعلان کیا کہ وہ حضرت مسیح کا ذاتی نمائندہ ہے۔ اس کے پاس لوگوں کے تمام سوالوں کے جوابات موجود ہیں' اور اس کے تمام اقوال و افعال خدا کے حکم کے مطابق ہوا کرتے ہیں۔ اسی کے ساتھ ڈیوڈ نے یہودیوں کو یہ یقین دلانے کی کوشش کی کہ اگر وہ اپنے عقیدے کو ترک کر دیں گے' تو پوری دنیا میں انقلاب آ جائے گا' پھر اس جنگ کا آغاز ہو جائے گا' جس میں امریکی فوجیں مداخلت کریں گی اور وہ بیت المقدس اور فلسطین سے یہودیوں کے علاوہ تمام قوموں کو نکال دیں گی۔ یہ جنگ خیر و شر کے درمیان فیصلہ کن آخری جنگ ہوگی۔ ڈیوڈ قورش کی یہ پیشن گوئی پوری نہ ہو سکی تو اس نے مایوس ہو کر اپنے منصوبے کے دوسرے جز کی تکمیل کی طرف اپنی تمام صلاحیتوں کا رخ موڑ دیا۔

ڈیوڈ نے اپنے رفقاء کے ساتھ ٹکساس و کیلیفورنیا اور واکو کا تفصیلی دورہ کیا۔ ٹیکساس میں فلسطین نام کا ایک شہر اور جبل کرمل نامی ایک پہاڑ ہے۔ وہاں ڈیوڈ ایک سال تک اپنے رفقاء کے ساتھ رہا۔ وہاں سے واکو واپس آ کر ۱۹۸۸ء میں اپنے کمپلکس کے اردگرد مسلح پہرے بٹھا دیئے۔ ۱۹۸۹ء میں قورش نے اعلان کیا کہ اس کو آسمان کی طرف سے یہ حکم دیا گیا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ وہ جب چاہے اور جتنی تعداد میں چاہے عورتوں سے تعلقات قائم کر سکتا ہے۔ دوسرا اعلان ڈیوڈ نے یہ کیا کہ اس کے جتنے ماننے والے شادی شدہ لوگ اس کمپلکس میں موجود ہیں وہ اپنی شادیاں منسوخ کرا دیں۔ اس اعلان کو بعض لوگوں نے دل و جان سے قبول کیا اور اپنی بیویاں ڈیوڈ کے حوالہ کر دیں۔ بعض لوگ ناراض ہو کر چلے گئے۔ ان ناراض ہونے والوں میں مارک نامی شخص بھی تھا جس نے ٹکساس چھوڑ کر آسٹریلیا کا رخ کیا۔ وہاں اس نے ایک طرف تو ڈیوڈ کے خلاف تحریک چلائی دوسری طرف اپنے آدمیوں کو واکو بھیج کر امریکی حکام کو ڈیوڈ کے خلاف ایکشن لینے کے لیے آمادہ کرنے کا کام شروع کر دیا۔

واکو کے مقامی حکام کو جو رپورٹیں ڈیوڈ قورش کے متعلق موصول ہوئیں' ان سے یہ معلوم ہوا کہ ڈیوڈ قورش کمسن بچوں کو ہولناک جسمانی سزائیں دیتا ہے۔ بچوں کے ساتھ بدفعلی اور ان کو ذبح کرنا یہ اس کا محبوب مشغلہ تھا۔ اس بدنامی سے بچنے کے لیے اس نے ۱۹۹۰ء میں اپنا نام تبدیل کر لیا تھا۔ واضح رہے کہ قورش اس بادشاہ کا فارسی نام ہے جس کو عبرانی زبان میں سائرس کہا جاتا ہے اور جس نے یہودیوں کو بابل کی اسیری سے رہائی دلائی تھی اور ان کو فلسطین جانے کی اجازت دی تھی۔ جب ڈیوڈ کو اچھی طرح اندازہ ہو گیا کہ لوگ اس کی کرتوتوں سے تنگ آ چکے ہیں اور حکام بھی بار بار اس کو وارننگ دے چکے ہیں' اس کے علاوہ اس کے مرکز کی نگرانی بھی کی جا رہی ہے تو اس نے لوگوں کی توجہ ہٹانے کے لیے ایک نیا شوشہ یہ چھوڑا کہ یہ دنیا جلد ہی ختم ہو جائے گی۔ اس اعلان کی بڑے پیمانے پر ریڈیو اور ٹی وی سے تشہیر کی گئی۔ کمپلکس میں موجود تمام لوگوں کو ضروری تفصیلات سے مطلع کر دیا گیا' تاکہ وہ اس عالم کے فنا ہونے کے بعد نئی زندگی گزارنے کے لیے اپنے کو تیار کر سکیں۔

ٹکساس کے حکام نے ڈیوڈ قورش کے متعلق جو معلومات پریس کو فراہم کیں ان میں کہا گیا تھا کہ ڈیوڈ قورش یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ حضرت مسیح اور تمام عورتوں سے محبت کرتا ہے۔ اس کو اپنے ماننے والوں پر مکمل کنٹرول ہے۔ یہ لوگ خواہ مرد ہوں یا عورتیں' سب ڈیوڈ کے انسانی رسول ہونے پر مکمل یقین رکھتے ہیں۔ ڈیوڈ کو خدا نے حکم دیا ہے کہ وہ ایک بڑا کمپلکس صرف عورتوں کے لیے تعمیر کرے' جہاں صرف وہی رہے گا یا کمسن لڑکیاں رہیں گی۔ ڈیوڈ حضرت داؤد کے نقش قدم پر چل رہا ہے وہ ان کا حقیقی وارث ہے۔ وہی ان کی حکومت اس دنیا میں قائم کرنے کا ذمہ دار ہے۔ ڈیوڈ قورش جب کسی خاتون کو پسند کر لیتا ہے تو یہودیوں کے رمز چھ کونے والے ستارے اس پر ٹانک دیتا ہے۔ اس کا مطلب ہوتا ہے کہ وہ خاتون اس کی بیوی ہو گئی۔ ڈیوڈ کے ماننے والے آسٹریلیا' برطانیہ اور جزیرہ ہوائی میں بڑی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعداد میں موجود ہیں۔

امریکی احکام کو جب تمام ذرائع سے اس کی تصدیق ہو گئی۔ بات یقین کی حد تک پہنچ گئی کہ ڈیوڈ اور اس کی جماعت امریکی سماج کے لیے چیلنج ہے اور امن و قانون کے لیے بھی سنگین خطرہ ہے' تو اے ٹی ایف کے مسلح نوجوانوں نے ایف بی آئی کے مشوروں کی روشنی میں واکو کے کمپلکس کا محاصرہ کر لیا۔ ریڈیو' ٹی وی اور فون کے ذریعہ ڈیوڈ قورش کے ساتھ افہام و تفہیم کی کوشش کی گئی اور ان سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ اسلحہ حوالے کر دیں' اس محاصرہ میں اس احتمال کو بھی پیش نظر رکھا گیا کہ ڈیوڈ کی طرف سے حملہ بھی ہو سکتا ہے۔

ڈیوڈ کے کمپلکس کا محاصرہ پانچ ہفتے جاری رہا۔ یہ مزید جاری رہتا' اگر کمپلکس کی طرف سے فائرنگ کی ابتدا نہ ہو جاتی' جس میں ایف بی آئی کے پانچ ارکان کام آ گئے تھے۔ امریکی حکام نے اس صورت حال کو دیکھ کر صدر سے مسلح حملے کی اجازت حاصل کی اور بکتر بند گاڑیوں اور ٹینک کے ساتھ کمپلکس پر حملہ کر دیا۔ پہلے آنسو گیس چھوڑی گئی۔ اس سے پہلے بجلی اور فون کی سپلائی لائن کاٹ دی گئی' لیکن کمپلکس میں جنریٹر موجود تھا' پانی اور غلہ کا ذخیرہ وافر مقدار میں تھا۔ اسلحہ کا ذخیرہ بھی خاصی مقدار میں جمع تھا۔ اس صورت حال کو دیکھ کر امریکی حکام نے گولہ باری شروع کرائی' جس کے نتیجہ میں کمپلکس میں آگ لگ گئی' دونوں طرف سے فائرنگ کے تبادلے ہوتے رہے' آخر میں جب کمپلکس سے فائرنگ بند ہو گئی تو امریکی حکام نے کمپلکس کا جائزہ لیا تو انہیں معلوم ہوا کہ کمسن بچیوں اور عورتوں سمیت چھیالیس مقتول ہوئے' جس میں ڈیوڈ قورش بھی تھا۔

قتل کے اس واقعہ پر امریکہ میں ہنگامہ بھی ہوا' لیکن دبا دیا گیا۔ اس دوران جو معلومات امریکی اخبارات میں امریکہ میں موجود شدت پسند دینی تنظیموں کے متعلق ظاہر کی گئی ہیں' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پورے امریکہ میں پانچ ہزار دینی تنظیمیں ہیں' جو صرف یہودیوں اور عیسائیوں کے متعلق ہیں۔ "ہرے کرشنا ہرے راما" کی تنظیم کو بھی غیر معمولی اہمیت ادھر چند برسوں میں حاصل ہو گئی۔ یوگا کے ذریعہ اس تنظیم کے لوگ دوسروں کو شکار کرتے ہیں۔ جنسی بے راہ روی میں یہ لوگ زیادہ شہرت رکھتے ہیں۔ امریکی حکام کا کہنا ہے کہ شدت پسند دینی تنظیموں کی نگرانی کے لیے ایک سرکاری ادارہ ہے جس کو ہر سال اٹھارہ ہزار شکایتیں ملتی ہیں۔ پورے امریکہ میں ادارہ کے دو ہزار کارکن اور ممبران ہیں' جو تمام سرگرمیوں پر نگاہ رکھتے ہیں۔ جس امریکہ میں ڈیوڈ قورش جیسی تنظیمیں موجود ہوں اور جدید اسلحہ ... خطرہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا ہوا کھڑا کرنے اور اس کے خلاف زبردست پروپیگنڈہ کرنے کا حق ہے؟ امریکہ کی دہشت پسند تنظیموں اور ان کی خطرناکی اور امریکی سماج کے اس رستے ناسور کو دیکھتے ہوئے، اگر ہم عالم اسلام میں موجود مسلم فنڈا مینٹلسٹوں کو دہشت گرد بفرض محال تسلیم بھی کر لیں جب بھی امریکہ کے مقابلہ میں یہ ایک فیصد سے بھی کم ہوں گے۔ امریکہ کو پہلے اپنے گھر کی خبر لینی چاہیے۔ جہاں "تن ہمہ داغ داغ شد" کی مثال صادق آتی ہے۔

شرم تم کو مگر نہیں آتی

اور شرم آئے بھی تو کیسے کہ پاکستان، ایران، سوڈان اور لیبیا و شام کو دہشت گرد ممالک کی فہرست میں شامل وہ ملک کر رہا ہے جو بوسنیا ہرزیگووینا کے مسلمانوں پر سربوں کو انسانیت سوز مظالم کی کھلم کھلا اجازت دے رہا ہے، بلکہ اس کی سرپرستی بھی کھلے عام کر رہا ہے۔ تازہ ترین انکشاف یہ ہوا ہے کہ جو امدادی سامان امریکی ہوائی جہازوں نے انسانیت کے نام پر گرایا تھا اس میں سربوں کے لیے اسلحہ تھا جو سربوں ہی کے ہاتھ لگے، جو سامان مسلمانوں کے علاقوں میں گرے ان میں تکلیف دہ غذائی پیکٹ تھے، جو اپنی صلاحیت کھو چکے تھے۔ اس کے علاوہ امریکہ کا ناز بردار اسرائیلی بچہ جس طرح اپنے پاؤں تلے انسانی حقوق کو علی الاعلان روند رہا ہے وہ خود امریکہ کی انسانیت دوستی کی آخری مثال ہے"۔

ترا اے کاش کے مادر نزادے

(از نذر الحفیظ ندوی ازہری صاحب، بحوالہ "ماہنامہ الفاروق" کراچی، ص ۱۸-۲۲) ربیع الثانی ۱۴۱۴ھ)

امریکہ میں مسجدوں پر دہشت گردوں کے حملے

"امریکی اور یورپی ذرائع ابلاغ اسلام کے خلاف بڑے منظم طریقے سے کام کر رہے ہیں اور مسلمانوں کو صرف اور صرف دہشت کی علامت ثابت کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ ذرائع ابلاغ کے پروپیگنڈہ کے باعث پچھلے چند ماہ کے دوران امریکہ میں دو مساجد کو آگ لگائی جا چکی ہے۔

یوبا سٹی کیلی فورنیا کی خوبصورت مسجد کو جلا کر راکھ کر دیا گیا۔ اس مسجد کو بنانے میں ۱۰ لاکھ ڈالرز (تقریباً سوا تین کروڑ روپے) خرچ ہوئے تھے۔ اس سنگین واقعے کے ابھی دو ماہ بھی نہیں گزرے تھے کہ ...... بروکلین نیویارک میں واقع مسجد اخوۃ کو آگ لگا دی گئی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بروقت خبر ہو جانے کے باعث مسجد میں موجود دو مسلمان بھائیوں سمیت مسجد کو کوئی خاص نقصان نہیں پہنچا۔ مقامی پولیس نے اس ضمن میں کوئی خاطر خواہ کارروائی نہیں کی۔

نیویارک میں ان واقعات پر احتجاج کرنے والی واحد تنظیم اسلامک سرکل آف نارتھ امریکہ (ICNA) نے اخبارات میں احتجاجی بیانات کے ساتھ ساتھ پمفلٹ چھپوا کر بھی تقسیم کیے۔ اس کے علاوہ تنظیم نے ایک ٹال فری لائن (وہ فون جس پر فون کرنے والے کو کوئی پیسہ نہیں خرچ کرنا پڑتا، بلکہ جس کو فون کیا جاتا ہے باہر سے آنے والے فون کالوں کا بل بھی وہی آدمی یا ادارہ ادا کرتا ہے) جس کا نمبر ۱۸۰۰-۵۶۲ FAIR ہے، بھی لگوائی ہے اور لوگوں سے التماس کی ہے کہ جہاں کہیں بھی کوئی شخص کسی مسجد کو آگ لگتے دیکھے متذکرہ نمبر پر فون کر دے۔

بڑے دکھ کی بات یہ ہے کہ دیگر سیاسی اور سماجی تنظیمیں خاموش ہیں، بلکہ ممکن ہے بہت سارے لوگوں کو اس بات کا علم ہی نہ ہو کہ کیا ہو گیا ہے اور کیا ہو رہا ہے؟ امریکہ جہاں اگر کسی محلے میں بھی آگ لگ جائے تو ریڈیو، ٹی وی اور اخبارات پر اس کی خبریں آجاتی ہیں، مگر ان واقعات کی طرف کسی نے کوئی توجہ نہیں دی۔"

(بحوالہ ہفت روزہ (زندگی) لاہور، ص ۳۵، ۳-۹ فروری ۱۹۹۵ء)

امن کا علمبردار امریکہ اور گوئٹے مالا کے ایک لاکھ دس ہزار مقتول؟

"امریکہ پٹاخہ چلانے اور اللہ اکبر کا نعرہ لگانے والوں کو بھی دہشت گرد گردانتا ہے، حالانکہ اگر دہشت گردی کی تاریخ مرتب کی جائے تو دہشت گردی کے ۹۹ فیصد واقعات کا تعلق امریکہ سے ثابت ہو گا۔ گوئٹے مالا کے بارے میں ۱۳ مئی کو اخبارات میں جو خبر شائع ہوئی ہے اس کے مطابق گوئٹے مالا کے ایک لاکھ دس ہزار افراد کے قتل میں امریکی سی آئی اے ملوث تھی۔ یاد رہے کہ امریکی انتظامیہ کی طرف سے الزامات گوئٹے مالا کی فوج پر لگائے جا رہے تھے اور جب تحقیقاتی رپورٹ سامنے آئی تو سی آئی اے ملوث پائی گئی"۔

(بحوالہ "بیدار ڈائجسٹ" لاہور، جون ۹۵، ص ۳۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امریکہ کی دہشت گرد تنظیمیں

امریکنوں کی انتہاپسندی اور بنیاد پرستی کی سات اقسام ہیں۔

1- ARYAN-NATIONS

یہ سفید نسل پرست لوگ ہیں اور ان کا سرغنہ ایک عیسائی پادری ہے۔

2- SURVIVALISTS

یہ لوگ امریکہ کی متوقع اقتصادی اور سیاسی تباہی کے انتظار میں خوراک پانی اور اسلحہ جمع کر رہے ہیں۔ انہوں نے امریکہ کے جنگلوں اور پہاڑوں میں اپنی کمین گاہیں قائم کی رکھی ہیں۔

3- PATRIOTS

یہ گروپ امریکہ کی مرکزی حکومت کے خلاف ہے۔ ان کے خیال میں امریکی حکومت ریاستی' مقامی اور انفرادی حقوق ضبط و غصب کر رہی ہے۔ اس لیے یہ تنظیم عوام کو حکومت سے مسلح تصادم کے لیے تیار کر رہی ہے۔

4- MILITIAS

یہ تنظیمیں عوام کو خصوصی فوجی ٹریننگ مہیا کر کے حکومت سے ٹکراؤ کے لیے تیار کر رہی ہے۔ ان کے پاس اسلحے کے وسیع ذخائر موجود ہیں اور ان کے خیال میں امریکی دستور خطرے میں ہے جس کی مسلح حفاظت ضروری ہے۔

5- CHRISTIAN IDENTITY(عیسائی تشخص)

یہ تنظیمیں عیسائی مذہب کے نام پر دہشت گردی کو ضروری خیال کرتی ہیں۔ ان کے نظریات کے مطابق شمالی یورپ کے عیسائی اور ان کی نسلیں بائیبل کے "چنیدہ لوگ" ہیں' اور یہودی شیطان کی ذریت ہیں' اس لیے مغرب کو شیطان اور اس کی ذریت سے بچانا ضروری ہے۔

6- BOSSE COMITATUS

ان لوگوں کے خیال میں امریکہ کا اقتصادی نظام یہودیوں کے کنٹرول میں ہے اور اسے آزاد کروانے کے لیے مسلح بغاوت کی ضرورت ہے۔

7- WISE USE

یہ لوگ ("کان کنی" اور "لکڑی کی تجارت" کی کمپنیوں کے غنڈے ہیں۔ ان کے خیال میں امریکہ کی حکومت نے ان پر ناجائز پابندیاں لگا رکھی ہیں جس کے تدارک کے لیے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دہشت گردی ضروری ہے۔

ان سات مکاتب فکر (یا مکاتب دہشت گردی) سے تعلق رکھنے والی تنظیمیں وہ ہیں جو کہ کھلے عام کام کرتی ہیں' ان کے علاوہ زیر زمین' منشیات فروش' جرائم پسند اور دیگر زیر زمین تنظیموں میں سے چند ایک کا تعارف بھی پیش خدمت ہے۔

UNITED STATES MILITIA ASSOCIATION -1

یہ تنظیم خانہ جنگی کی تیاریوں میں مصروف ہے۔اس کا صدر دفتر FOOTIDAHO BLACK واقع ہے۔

ALMOST HEAVEN -2

یہ تنظیم صرف اس قانون کی پابند ہے' جو بائیبل کے خلاف نہیں' یہ لوگ حکومت کے افسران پر غداری کے مقدمے چلا کر ان کو پھانسی دینے کی تیاریوں میں مصروف ہیں۔

MILITIA OF MONTANA -3

یہ سب سے خطرناک گروہ ہے جو کتب' ٹیپ' ویڈیو اور ملٹری ٹریننگ کے ذرائع سے عوام کو خانہ جنگی کے لیے تیار کر رہا ہے۔

MICHIGAN MILITIA CORPS -4

اس کا سربراہ ایک پادری ہے جو اسلحے کا تاجر بھی ہے۔اس کی فوج ۱۲،۰۰۰ افراد پر مشتمل ہے۔ اسلحے کے وسیع ذخائر کی مالک اس تنظیم کے خیال میں اقوام متحدہ امریکہ کو بین الاقوامی گورنمنٹ میں شامل کرنا چاہتی ہے۔

MARK KOERNKE -5

یہ گروہ عیسائیوں کے بین الاقوامی ریڈیو اسٹیشن WWCR پر ہفتے میں پانچ بار تشدد پسندی پر مبنی پروگرام نشر کرتا ہے۔

AMERICAN JUSTICE FEDERATION -6

اس کی سربراہ ایک خاتون وکیل ہے۔ یہ گروپ نیو ورلڈ آرڈر کے خلاف ہے جو اپنے ذاتی ریڈیو پر حکومت (اور نیو ورلڈ آرڈر) کے خلاف پروگرام نشر کرتا ہے۔

POLICE AGAINST THE NEW WORLD ORDER -7

اس گروپ کا سربراہ ایک سابق پولیس افسر ہے جو اپنے ذاتی ریڈیو پر حکومت (اور نیو ورلڈ آرڈر) کے خلاف پروگرام نشر کرتا ہے۔

GUARUDIANS OF AMERICAN LIBERTIES -8

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ گروپ امریکن حکومت کی بد عنوانیوں سے تنگ آکر خانہ جنگی میں مصروف ہے۔

9- TEXES CONSTITUTIONAL AL MILITIA

یہ گروپ حکومت کی بد عنوانیوں سے تنگ آکر خانہ جنگی میں مصروف ہے۔

10- CITIZEN ..... GOVT

یہ گروپ 4B,S یعنی بائیبل' بندوق BEANS اور BANDAGES کے ذریعے امریکہ حکومت کے امریکن عیسائیوں پر حملہ کا دفاع کرنا چاہتا ہے۔ اسلحہ خرید کر سٹور کیا جارہا ہے۔

11- FLORIDA STATE MILITIA

یہ لوگ منشیات جرائم تشدد اور خون خرابے کو امریکن حکومت کی پالیسیاں سمجھتے ہیں' اور خانہ جنگی سے امریکن حکومت کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔

12- BLUE RIDGBHUNT CLUB

یہ تنظیم حکومت کے خلاف مسلح بغاوت کیے لیے تیاری کر رہی ہے۔

13- CONSTITUTION DEFENCE MILITIA

یہ گروہ حکومت' اسلحہ پر پابندی اور اقوام متحدہ کو امریکن عوام کے مفادات کے خلاف سمجھتا ہے۔

یہ تو مختصر تذکرہ تھا "عیسائی" دہشت پسندی کا۔ اب ان کے پشت پناہوں کی بابت بھی کچھ ملاحظہ فرمائیں۔

1- CHENOWETH یہ امریکن کانگرس کی ممبر خاتون ہیں۔ دہشت گرد تنظیموں سے ہمدردی رکھتی ہیں۔ ان کے خیال میں یہ تنظیمیں بے ضرر ہیں اور ان کے خلاف حکومت کی کارروائی غلط ہوگی۔

2- COLORADO کے ایک STATE SENSTOR اپنی ریاست کے ایک تشدد پسند گروہ کے لیڈر ہیں۔

جہاں تک عوام کا تعلق ہے تو ۵۶% امریکن عوام ان دہشت گرد عیسائی تنظیموں کے حق میں ہیں گویا کہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ امریکن عوام کی اکثریت عیسائی بنیاد پرستی اور دہشت گردی کی حامی ہے' چنانچہ امریکہ کو نمبر ایک دہشت گرد ملک قرار دے دینا چاہیے۔

دوسرے کی آنکھ کا تنکا بھی نظر آتا ہے
اپنی آنکھوں میں کچھ اندیشہ ہائے شہتیر نہیں ("ٹائمز" ۸ مئی ۱۹۹۵ء)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نسل پرستی کے حوالے سے دہشت گردی

"بریڈ فورڈ برطانیہ کا مشہور شہر ہے جہاں پر ۸۰ ہزار کے قریب مسلمان آباد ہیں۔ مسلمانوں کا ایک قبرستان سکول مور علاقہ میں واقع ہے' لیکن گزشتہ دنوں چند نسل پسند غنڈوں نے مسلمانوں کے قبرستان کو نہ صرف نقصان پہنچایا' بلکہ اکثر قبروں کی بے حرمتی کرتے ہوئے قبروں کو گرا کر ان کو روندا گیا اس واقعہ سے مسلمانان برطانیہ میں غم و غصے کی لہر دوڑ گئی۔ نسل پرستوں کی حالیہ کارروائی سے نہ صرف قبروں کو نقصان پہنچا' بلکہ قبرستان میں زیر تعمیر اس جنازہ گاہ کو بھی نقصان پہنچانے کی کوشش کی گئی جو برائے مساجد اور مقامی مسلمان کونسلروں کی طویل جدوجہد کے بعد حاصل کی گئی تھی۔"

("بحوالہ ماہنامہ "المذاہب" لاہور' جولائی ۱۹۹۵ء' ص ۲۸)

اگر ایسی ہی حرکت پاکستان میں کوئی سرپھرا عیسائی قبرستان میں کر دے تو؟

وہ عمل جسے امریکہ آج "دہشت گردی" کہہ رہا ہے' جب تک اس کے اپنے مفاد میں تھا' وہ امریکہ کا پسندیدہ عمل تھا' مگر آج دہشت گردی ہے

اس حوالہ سے روزنامہ "نوائے وقت" اپنے اداریے میں لکھتا ہے کہ

"یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ جب امریکہ اور روس کے درمیان سرد جنگ جاری تھی اور روس نے اپنی فوجیں افغانستان میں داخل کر دی تھیں تو جو افغان مجاہدین روس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے' امریکہ نے نہ صرف ان کی پشت پناہی کی بلکہ عالمی سطح پر امریکہ میڈیا ان پر تعریف کے ڈونگرے برسانے لگا۔ اس وقت یہ مجاہدین آزادی امریکہ کی آنکھ کا تارا تھے۔ انجینئر گل بدین حکمت یار اور مولوی یونس خالص جو آج امریکہ کی نظر میں سب سے بڑے دہشت گرد شمار ہوتے ہیں' افغان وار کے دوران امریکہ کے نزدیک ایسے نہیں تھے' بلکہ امریکی صدر انہیں وائٹ ہاؤس میں خوش آمدید کہنے کے لیے تیار تھے۔ انجینئر گل بدین حکمت یار نے تو بوجوہ صدر ریگن سے ملاقات سے انکار کر دیا' لیکن مولوی یونس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خالص جیسے ملی ٹنیٹ کو صدر امریکہ کی مہمانی کا اعزاز حاصل ہو گیا۔ اس لیے امریکہ کو خود سوچنا چاہیے کہ جس چیز کو وہ آج برا کہہ رہا ہے اسے فروغ دینے میں اس کا اپنا حصہ بھی شامل ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ساری مغربی دنیا بشمول امریکہ مسلمانوں سے امتیازی سلوک کر رہی ہے اور ان کے بارے میں مغربی دنیا کے معیار دوہرے ہیں' ورنہ مسلمان شروع سے جیسے تھے ویسے ہی آج بھی ہیں' وہ اگر پہلے دہشت گرد نہیں تھے تو آج بھی دہشت گرد نہیں ہیں۔ امریکہ کی خواہش ہے کہ مسلمان ممالک کے حکمران اس کے اشاروں پر چلیں اور اپنے ملک اور عوام کے مفادات کے برخلاف امریکہ کے مفادات پورے کریں۔

مصر اور الجزائر اس کی واضح مثال پیش کرتے ہیں۔ مصر کے صدر حسنی مبارک مسلمان ملی ٹنیٹوں کے خلاف جہاد میں مصروف ہیں جس سے ان کی اندرون ملک شہرت داغدار ہو رہی ہے۔ دوسری طرف الجزائر میں بیلٹ باکس کے ذریعے اسلام پسند جماعتوں نے کامیابی حاصل کی ہے' لیکن امریکہ کے اشارے پر وہاں کی فوجی حکومت ان کا راستہ روکے کھڑی ہے اور انہیں اقتدار منتقل کرنے کو تیار نہیں ہے۔ امریکہ خود کو جمہوریت پسند قرار دیتا ہے' لیکن الجزائر میں وہ جمہوری طاقتوں کے مقابلے میں فوجی جنتا کی حمایت کر رہا ہے۔

مسلمان عیسائی دنیا کے ساتھ پرامن بقائے باہمی کے لیے تیار ہیں اور تاریخ بتاتی ہے کہ جب مسلمان دنیا کی سپرپاور تھے تو وہ عیسائی ممالک سے وہ سلوک نہیں کرتے تھے جو آج عیسائی دنیا مسلمانوں سے کر رہی ہے' اگر عیسائی اور مغربی دنیا کا خیال یہ ہے کہ اسلام کو مسلمانوں کے دل سے نکال کر انہیں "بے ضرر" سا ثقافتی مسلمان بنا دیا جائے تو یہ اس کی خام خیالی ہے۔ جس طرح صلیب عیسائی دنیا کے دل سے نہیں نکل سکتی' اسی طرح اسلام کو بھی مسلمانوں کے دل سے نہیں نکالا جا سکتا نہ انہیں جہاد کو ترک کرنے پر مجبور کیا جا سکتا ہے۔ برطانیہ نے بعض "پرچارکوں" کے ذریعے مسلمانوں سے جہاد کا خیال چھڑانے کی بڑی کوشش کی لیکن "اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دبا دو گے۔" کے مصداق جہاد کا جذبہ مسلمانوں کے دلوں میں از سرنو بیدار ہو گیا۔ مغربی دنیا اس کا مظاہرہ افغانستان میں دیکھ چکی ہے اور اب کشمیر اور چیچنیا میں دیکھ رہی ہے اس لیے عقل مندی کا تقاضا یہی ہے کہ مغربی دنیا اور امریکی عالم اسلام کے بارے میں اپنی پالیسی پر نظر ثانی کریں اور مسلمانوں کو اپنی مرضی کا مسلمان بنانے کی بجائے وہ جیسے ہیں انہیں قبول کر لیں۔ سوویت یونین نے بھی مسلمانوں کے دلوں سے اسلام کو ختم کرنے کی بڑی کوشش کی' لیکن اس کوشش میں وہ خود ختم ہو گیا۔ اس لیے امریکہ اگر ایسی کوشش کرے گا تو اس کا انجام اس سے مختلف نہیں ہو گا۔

("نوائے وقت" لاہور' ۳۱ مارچ ۱۹۹۵ء)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امریکہ جمہوریت پسند یا آمریت پسند؟

"امریکہ میں پاکستان کی سابقہ سفیر عابدہ حسین کی امریکہ کے چیف آف اسٹاف جنرل پاول سے ملاقات ہوئی تو جنرل نے پوچھا' کہ آپ کا کیا خیال ہے کہ آپ کبھی اٹیم بم استعمال کر سکتے ہیں۔ ظاہر ہے جواب نفی میں تھا۔ جنرل نے پوچھا' کہ پھر آپ اسے بنانے پر تلے ہوئے کیوں ہیں؟ ہماری سفیر نے بڑی ذہانت سے جواب دیا کہ کیا امریکہ کبھی اٹیم بم استعمال کرے گا' نہیں تو پھر وہ ان بموں کا اتنا بڑا اسلحہ خانہ کیوں رکھے ہوئے ہے۔ جواب میں جنرل نے کہا' کہ ہم کم کر رہے ہیں۔ ہماری سفیر نے جھٹ سے جواب دیا کتنا کم کر رہے ہیں اور ہمارے پاس تو بقول آپ کے ہے ہی کیا' اس پر جنرل نے اپنے مخصوص امریکی لہجے میں جواب دیا کہ سفیر محترمہ! میں اخلاقیات (MORALITY) کی بات نہیں کر رہا۔ (REALITY) بتانا چاہتا ہوں اور وہ حقیقت یہ ہے کہ امریکہ اس لیے اٹیمی اسلحہ خانہ رکھ سکتا ہے کہ وہ امریکہ ہے اور آپ اس لیے ایک آدھ بم بھی نہیں بنا سکتے کہ آپ پاکستان ہیں"...... اسی طرح "مصر کے صدر حسنی مبارک نے سوڈان کے جنرل بشیر کو سمجھایا کہ اگر تم گندم میں خود کفالت حاصل کرنے کی کوشش کرو گے تو امریکہ تمہارے پیچھے پڑ جائے گا۔ غور کریں کہ گندم میں خود کفالت اور امریکہ سے دشمنی کا کیا تعلق ہے۔ خیال رہے کہ یہ وہی سوڈان ہے جو آج کل دہشت گرد' بنیاد پرست اور جانے کیا کیا ہے۔!"

(ماہنامہ "محقق" ستمبر ۹۳' ص ۳۱)

الجزائر اور مغربی دنیا کی "جمہوریت پسندی"

"۱۹۹۲ء الجزائر میں انتخابات کے انعقاد کا برس تھا۔ جس میں بقیہ صدی کے لیے الجزائر کی قسمت کا فیصلہ متوقع تھا۔ ان انتخابات کے پہلے راؤنڈ میں اسلام پسندوں نے زبردست کامیابی حاصل کی۔ جس سے بوکھلا کر فوجی آمر نے دوسرے راؤنڈ کا انعقاد ہی نہیں ہونے دیا۔ فرانسیسی حکومت نے الجزائر کے فوجی آمر کے اس فیصلہ کی حمایت کی اور باقی ماندہ مغربی دنیا نے بھی فرانس کے اس موقف کی تائید کی جس کے نتیجہ میں الجزائر میں بغاوت اور مغرب سے نفرت کا سلسلہ دراز ہو تا گیا۔"

("فرائیڈے سپیشل" ۲ ستمبر ۱۹۹۳ء' ص ۱۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مغربی دنیا کی اس دو عملی "پراکانومسٹ" کا اعتراف

"الجزائر کے مسئلہ میں پہلے تو فوجی جنرل سے اور پھر مغرب کی متعدد حکومتوں سے پے در پے غلطیاں ہوئی ہیں۔ ان مغربی حکومتوں نے مسلمان بنیاد پرستوں کے مقابلے میں بدعنوان اور فوجی آمر کی حکومت کی حمایت کی جسے الجزائر کے عوام نے قطعاً مسترد کر دیا تھا۔ اس حمایت پر الجزائر کے عوام مغرب کے بھی شدید مخالف ہو گئے۔"

("اکانومسٹ" لندن' اگست ۱۹۹۴ء)

الجزائر میں فرانس اور مغربی ممالک کی دہشت گردی

الجزائر میں تیس ہزار مسلمانوں کا قتل

فوج نے عوام کے ناخن اکھاڑ دیئے اور چہرے جھلسا دیئے

"برادر اسلامی ملک الجزائر جہاں جبہتہ الانقاذ (Salvationfront) کی عام انتخابات میں زبردست کامیابی کے باوجود مغرب کے نام نہاد جمہوریت کے علمبرداروں اور انسانی حقوق کے عالمی ٹھیکیداروں نے "بنیاد پرستی" کا ہوا کھڑا کر کے اقتدار عوام کے منتخب نمائندوں کے سپرد کرنے کی زبردست مخالفت کی اور فوج کی پیٹھ ٹھونک کر الجزائر کو ایک قسم کی داخلی خانہ جنگی میں دھکیل دیا' الجزائر کے نہتے عوام پر کیا بیت رہی ہے اس کا ایک ادنی سا نمونہ

"ہم سب سے پہلے فوجی حکومت کے ہاتھوں الجزائر میں جاری تین سال سے ہونے والے قتل عام کے اعداد و شمار پیش کرنا چاہیں گے جو سرکاری اعداد و شمار کے مطابق ۱۰۰۰۰ ہے جبکہ غیر سرکاری اعداد و شمار کے مطابق اس عرصہ میں قتل کیے جانے والے بے گناہ اور نہتے مسلمانوں کی تعداد ۳۰۰۰۰ کے قریب ہے۔ الجزائر کی ایک حقوق انسانی کی علمبردار تنظیم نے ایک رپورٹ جاری کی ہے۔ اس رپورٹ میں بعض الجزائری باشندوں کی شکایتوں کا ذکر ہے جنھوں نے جابر پولیس کے خوف سے اور فوج کے ڈر سے اپنے نام صیغہ راز میں رکھنے کی ضرورت سمجھی ہے یہ خبریں اور مظالم کی یہ داستانیں خصوصاً ان لوگوں نے سنائی ہیں جو اس سے پہلے سرکاری ملازمت پر فائز تھے اور حکومت نے ان کو ملازمت سے برطرف کر دیا تھا یا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ حکومت کے مظالم سے تنگ آکر اسلامی محاذ نجات کے ساتھ مل گئے تھے یا وطن چھوڑنے پر مجبور ہو چکے تھے۔"

ہم چند مثالوں پر ہی اکتفا کریں گے' مثلاً مارچ اپریل ۱۹۹۴ء میں سوکر عاشور جس کی عمر ۱۹ سال اور مبارک سلیم جس کی عمر ۱۸ سال تھی۔ الجزائر کے دار لحکومت میں "پاشا الجراح" نامی علاقے میں فوج کی فائرنگ سے چھلنی کر دیئے گئے ان کا واحد جرم یہ تھا کہ وہ اسلامی تحریک سے ہمدردی رکھتے تھے اسی دن دارالحکومت میں گشت کے دوران فوج نے ایک اور بے گناہ شہری بوزیدی سمیر کو بھون ڈالا جس کی عمر ۲۵ سال تھی اسی طرح دارالحکومت کے مشرقی حصے میں ۱۰ اپریل ۱۹۹۴ کے دن فوج نے ایک اور ۲۵ سالہ نوجوان یسقدری سمیر کو اپنی گولیوں کا نشانہ بنایا۔

اسی طرح ۲۸ مارچ ۱۹۹۴ء کو رات کے وقت فوج نے سعاولہ نامی شہر کے ایک رہائشی علاقے میں صیازہ کو گھیرے میں لے کر چار نوجوانوں کو زبردستی گھروں سے باہر نکالا (جن کے نام سدود سعید' ولوز نبیل' شلوغ احمد اور بوتمیش ہیں) اور ان پر فائر کھول دیا۔ اسی طرح ۲ اپریل ۱۹۹۴ء کو دارالحکومت سے ۲۰ کلو میٹر کے فاصلے پر برج الکینان کے علاقے میں فوج نے بومرست ابراہیم (۳۴ سال) حیرش کریم (۱۸ سال) اور رحمان جمال کو گرفتار کر لیا اور نامعلوم مقام پر لے گئی فجر کے بعد اس علاقے کے لوگوں نے جب ان کو تلاش کرنا شروع کیا تو ایک ویرانے میں ان تینوں کی نعشیں ملیں جن پر تشدد کے بدترین آثار تھے۔

ایک نومبر ۱۹۹۳ء کو فوج کی بھاری نفری نے جو ۷ ٹرکوں اور ۲ نیسان گاڑیوں میں آئے تو ایک گاؤں اولاد موسیٰ (بودمراس) کو گھیرے میں لے کر ایک گھر پر حملہ کیا اور اس سے دو نوجوانوں ریاپی طاہر اور ریاپی منور کو گرفتار کر لیا جن کی عمریں بالترتیب ۲۶ اور ۲۷ سال تھیں اور انہیں گاؤں کے وسط میں لے جا کر گولیوں سے چھلنی کر دیا۔ ایک اور وحشیانہ کارروائی میں فوجیوں نے پانچ بچوں کے باپ منصور حجاج کو گھر سے باہر نکال کر گولیوں سے اڑا دیا۔

ایک اور افسوسناک واقعہ احمد بن بغزبیہ کے ساتھ پیش آیا' جس کی عمر ۵۰ سال تھی' وہ بس کے انتظار میں کھڑا تھا کہ اچانک فوج کی ایک گاڑی وہاں آئی اور اسے گرفتار کر لیا۔ اس کا واحد جرم یہ تھا کہ اس کے چہرے پر داڑھی تھی جو اس کے قتل کا جواز بنی۔ اس کی گرفتاری کے تین دن کے بعد آبادی سے ۵ کلو میٹر کے فاصلے پر اس کی نعش ملی جس پر تشدد کے نمایاں آثار تھے۔ اس کے ناخن اکھاڑ دیئے گئے تھے اور چہرے کو جھلسایا گیا تھا۔"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(بحوالہ ہفت روزہ "حرمت" ۲۴ نومبر ۱۹۹۴ء ص ۱۷)

الجزائر کے قید خانے سے

(۱) "اس کی دونوں آنکھیں نکال دی گیں' دانت توڑ دیے گئے۔ جسم پر بجلی کا کرنٹ اور سر گٹر میں ڈبو دیا گیا۔ بلیچ ملا پانی پلایا گیا اور بیوی اور والدہ کی عزت اس کے سامنے تار تار کر کے انہیں شہید کر دیا گیا۔

(۲) فرانس و مغربی ممالک کی پشت پناہی سے ہونے والی دہشت گردی کی ہولناک داستان

(۳) کہاں ہیں حقوق انسانی کے لیے چیخنے والی تنظیمیں؟

(۴) کہاں ہیں رواداری و امن و محبت کے علمبردار؟

(۵) "انڈیپینڈنٹ" کے صحافی رابرٹ فسک کی رپورٹ۔ ان کی کہانی انہیں کی زبانی۔"

"تاریخ گواہ ہے کہ اسلام کو جتنا نقصان دور جدید میں جمہوریت نے پہنچایا ہے وہ اور کسی شے نے نہیں پہنچایا۔ جمہوریت نام ہے کفر و شرک کا جس میں حاکمیت غیر اللہ کے پاس ہوتی ہے اور وہ چاہیں تو سود کو حلال کر دکھائیں' ہم جنس پرستی کا قانون پاس کروائیں یا اکثریت کی بنیاد پر گدھے کو اپنا نمائندہ منتخب کریں' لیکن افسوس کا پہلو یہ ہے کہ یہ جمہوریت صرف ان ممالک کے لیے ہے جہاں اس کی بنیاد پر دہریے' ملحد' منکر حدیث اور سرکاری ملا منتخب ہو سکیں۔ جہاں کہیں اس جمہوریت کی رو سے صحیح اسلامی اذہان والے لوگ سامنے آئے' مغربی ممالک کے پیٹ میں دردیں اٹھنا شروع ہو گئیں اور انہوں نے اس کے خلاف سازشیں شروع کر دیں۔ اس کی بہترین مثال "الجزائر" ہے جہاں اسلامک سالویشن فرنٹ (I.F.S) نے اس نظام جمہوریت کی بنیاد پر اکثریت حاصل کی' لیکن یورپی ممالک کو یہ کب گوارا تھا کہ یہاں اسلام نافذ ہو۔ اس لیے وہاں ایک ظالمانہ فوجی انقلاب لایا گیا اور اسلامک فرنٹ پر مظالم کا ایک ایسا باب شروع کیا گیا جس کے سامنے ہلاکو اور چنگیز خان کے مظالم بھی ہیچ ہیں۔ ذیل میں ایک ایسے ہی واقعے کا تذکرہ ہے جو انگریزی روزنامے "انڈیپینڈنٹ" (Independent) کے صحافی "رابرٹ فسک" (Robert fisk) نے لکھا ہے اور جو روزنامہ "دی نیوز" "The News" کی سات فروری ۱۹۹۴ء کی اشاعت میں شائع ہوا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب آپ واقعہ پڑھئے اور خون کے آنسو روئیے۔

"اس کا نام "محمد" تھا' لیکن جن مظالم سے پچھلے چار ماہ میں اس کا واسطہ پڑا ہے' اگر آپ اس کی جگہ ہوتے تو یقیناً اپنا نام تبدیل کر لیتے۔ اس نے مجھے بتایا کہ کس طرح اسے بلیچ (Bleach) ملا پانی پینے پر مجبور کیا گیا یہاں تک کہ وہ الٹیاں کرنے لگا۔ کس طرح اسے بجلی کے شاک دیئے گئے' جن سے اس کے تلوؤں کی کھال اتر گئی۔ کس طرح اس کا سر گٹر کے گندے پانی میں ڈبویا گیا یہاں تک کہ وہ نیم جان ہو گیا۔

وہ بیان کرتا ہے کہ جب اس کے ایک ساتھی نے تشدد کے باوجود بولنے سے انکار کیا تو پولیس اس کی ۵۵ سالہ ضعیف والدہ کو گرفتار کر لائی' اور یہ کہتے ہوئے محمد دھاڑیں مار کر رونے لگا کہ جب اسے عقوبت خانے سے باہر لایا گیا تو وہ برہنہ تھی اور خون میں نہائی ہوئی تھی' لیکن اس نے ہمیں کہا' کہ ہمت کرو میرے بیٹو۔

محمد ایک انیس سالہ نوجوان ہے اور اسے سرکاڈجی جیل سے رہائی ملے صرف تین دن ہوئے ہیں' لیکن وہ ایک جہاں دیدہ بوڑھے کی باتیں کرتا ہے' وہ کہتا ہے' "مجھے اپنے اوپر فخر ہے اور میں اپنے رب کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے اس امتحان میں کامیاب کیا۔"

یہ بیان کرنا بہت مشکل ہے کہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۹۳ء کے بعد محمد پر کیا گزری۔ جب تین نقاب پوش پولیس والے رات دو بجے اس کے گھر (واقع سالومبر) کا دروازہ توڑ کر اندر داخل ہوئے۔ اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر اسے پولیس ٹرک کے اندر پھینک دیا گیا جہاں سے اسے شاؤ نیوف کے پولیس کالج لے جایا گیا' محمد گو اسلامک فرنٹ سے اپنے تعلق کا برملا اظہار تو نہیں کرتا' لیکن اس بات کا وہ اعتراف کرتا ہے کہ وہ الجزائر کی مسجد کا ایک مبلغ ہے اور قرآن کالج کا ایک طالب علم (اور گو کہ وہ اس بات کا اعتراف نہیں کرتا' لیکن یقیناً وہ اسلامک فرنٹ کا حامی ہے) وہ سناتا ہے کہ گرفتاری کے بعد اس پر کیا گزری۔ پولیس کالج میں اسے ایک تہہ خانے میں لے جایا گیا جو قریباً چار منزل نیچے تھا۔ یہاں بے شمار ٹارچ سیل قائم تھے اور جس سیل میں اسے رکھا گیا' اس کی دیواروں پر خون کے دھبے تھے اور اس قدر تیز روشنی تھی کہ وہ قریباً اندھا ہو چلا تھا۔ اسے ساتھ والے سیل سے چیخوں اور آہوں کی آوازیں برابر آتی تھیں۔

اسے سیل میں بیٹھے تھوڑی دیر ہی ہوئی تھی کہ چند پولیس والے آئے اور اسے مرکزی عقوبت خانے میں لے گئے۔ وہاں تقریباً اٹھارہ آدمی موجود تھے' جن میں سے چند غیر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملکی بھی تھے۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ اسلامک فرنٹ کا اسلحہ ڈپو کہاں قائم ہے۔ مجھے کچھ معلوم نہ تھا۔ اس لیے میں نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ اس پر وہ مجھے مارتے ہوئے کمرے کے درمیان موجود گٹر پر لے گئے اور اس کا ڈھکنا اٹھا کر میرا سر اس گندے پانی میں ڈبویا۔ یہاں تک کہ میں نیم جان ہو گیا اور مجھے سانس بھی رک رک کر آنے لگا' لیکن میں نے پھر اسلحہ سے لاعلمی کا اظہار کیا' کیونکہ میں اس کے بارے میں کچھ نہ جانتا تھا' پھر انہوں نے مجھے ایک بنچ پر باندھ دیا اور مجھے مارنا شروع کر دیا۔ جب بھی میں چیخنے کے لیے منہ کھولتا تو وہ بلیچ والے پانی میں بھیگا فوم میرے منہ میں ڈال دیتے۔ یہاں تک کہ میرا معدہ بلیچ کے پانی سے بھر گیا' پھر انہوں نے میرے پیٹ پر ٹھڈے مار مار کے مجھے الٹیاں کرنے پر مجبور کیا۔ انہوں نے میرے ساتھ انسانیت سوز سلوک کیا وہ' وہ..... محمد کی آواز رندھ گئی۔ کمرے میں صرف اس کی سسکیاں' آہیں اور دبی دبی چیخیں گونج رہی تھیں تھوڑی دیر بعد اس کے اوسان بحال ہوئے تو وہ بولا "ان چار ماہ میں انہوں نے میرے ساتھ وہ سلوک کیا جس کی یادیں ہمیشہ میرا پیچھا کرتی رہیں گی۔ اس کے بعد اسی دن وہ لوگ ایک الیکٹرک پستول لے آئے۔ جب وہ اسے میرے جسم سے لگا کر آن کرتے تو بجلی کے شاک سے میری جلد جل جاتی اور ان میں گڑھے پڑ جاتے۔ یہ کہتے ہوئے اس نے اپنی چپل اتار کر پاؤں کے تلوے دکھائے جن کی کھال مکمل طور پر جل چکی تھی اور تین ماہ گزرنے کے باوجود تین سنٹی میٹر کا ایک گھاؤ واضح تھا۔ اس نے کہا کہ اسلحہ سے بار بار لاعلمی کے اظہار کے بعد اسے دھمکی دی گئی کہ اگر اس نے اسلامک فرنٹ سے تعلق کا اعلان نہ کیا تو اس کی بیوی کی عفت کو پامال کیا جائے گا' انہوں نے ایسا میرے ایک دوست کے ساتھ بھی کیا' وہ کہتا ہے اس کا نام سید شعیب احمد تھا۔ اس نے بھی فرنٹ سے اپنے تعلق کو ظاہر نہیں کیا' وہ ظالم اس کی جوان بیوی کو گرفتار کر لائے اور اس کی عزت تار تار کر دی' لیکن پھر بھی وہ ثابت قدم رہا' پھر وہ..... محمد سے ضبط نہ ہو سکا' وہ دھاڑیں مار مار کر رو رہا تھا اور میرا کلیجہ پھٹا جا رہا تھا اور میں سوچ رہا تھا کہ یہ کون سا جذبہ ہے جو اس لڑکے کو اتنے تشدد کے بعد بھی ایک ان دیکھے اللہ پر یقین اور اس کی راہ میں متزلزل ہونے سے نہیں روک سکا۔ جب محمد کی طبیعت سنبھلی تو وہ یوں گویا ہوا۔ اس کی بیوی کی عزت تار تار کر دی گئی' وہ ثابت قدم رہا' لیکن ان ظالموں نے اس پر بھی بس نہیں کیا' وہ اس کی ماں کو بھی اٹھا لائے اور اس کی عزت اس کی آنکھوں کے سامنے لوٹی' وہ کچھ بھی نہ کر سکا۔ اس کو اس ستون سے باندھا ہوا تھا۔ اس کی والدہ اور بیوی دونوں اس تشدد کی تاب نہ لاتے ہوئے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شہید ہوگئیں۔ اب وہ ٹوٹ گیا تھا۔ اس کی شخصیت بکھر گئی تھی اور ایک ہفتے بعد فوجی کورٹ نے اسے سزائے موت سنا دی..... چند ہفتوں کے تشدد کے بعد محمد کو مدانیا کے پولیس اسٹیشن لے جایا گیا۔ یہاں اس پر ظلم و ابتلا کا نیا دور شروع ہوا' وہ کہتا ہے "ایک دن انہوں نے مجھے رسیوں سے باندھ کر زمین پر پھینک دیا اور ایک پولیس والا میرے سر اور چہرے پر ٹھڈے مارنا شروع ہو گیا جس سے میرے گال پھٹ گئے۔ ناک کی ہڈی ٹوٹ گئی اور دانت بھی ٹوٹ گئے۔" یہ کہتے ہوئے اس نے اپنا اوپر والا ہونٹ اٹھا کر اوپر والا جبڑہ دکھایا جس میں سے اکثر دانت غائب تھے۔ اس تشدد کے بعد میری ہمت جواب دے گئی۔" وہ بولا..... لیکن تم نے یہ جھوٹ سر کیوں لیا؟ "میں نے یہ سوال کیا؟" آپ میری جگہ ہوتے تو میں پھر آپ سے پوچھتا' وہ بولا..... آخر ۲۲ دن کا متواتر تشدد کون برداشت کر سکتا ہے۔ میری نظر کے سامنے لوگوں کو الٹا لٹکا کر تشدد کا نشانہ بنایا جاتا تھا۔ ان میں سے ایک محمد عرسکی تھا جو بوصرڈلیس کا امام تھا۔ اس کی دونوں آنکھیں نکال دی گی تھیں۔ اس کو مرنے کے لیے تڑپتا چھوڑ دیا گیا اور جب وہ مر گیا تو اخبار میں خبر لگا دی گئی کہ ایک دہشت گرد پولیس مقابلہ میں مارا گیا۔ میں اگر اب بھی جھوٹ نہ بولتا تو اور کیا کرتا۔ اب محمد کی حالت غیر ہو گئی تھی۔ شدت غم کی وجہ سے وہ اب رو بھی نہیں رہا تھا۔ اس کی چیخیں اس کے سینے میں پھنس گئی تھیں۔ اس کے آنسوؤں کی لڑی ٹوٹنے میں ہی نہیں آ رہی تھی۔ میرے اندر یہ منظر دیکھنے کی سکت نہ تھی۔ میں نے اس کے والد سے اجازت لی اور باہر نکل گیا۔"

(بحوالہ مجلّہ "الدعوہ" دسمبر ۱۹۹۴ء ص ۳۸' ۳۹)

مسلمانوں کو دہشت گرد ثابت کرنے کے لیے امریکی خفیہ تنظیم ایف بی آئی کا خوفناک منصوبہ۔ ۲۶ فروری ۱۹۹۳ء نیویارک کے ٹریڈ سینٹر میں بم دھماکہ

"نیویارک کے مشہور زمانہ ورلڈ ٹریڈ سینٹر میں ہونے والے بم دھماکہ کو کم و بیش ڈھائی برس گزر چکے ہیں' لیکن دنیا بھر کے ذرائع ابلاغ میں یہ دھماکہ آج بھی کسی نہ کسی حوالے سے زیر بحث ہے اور بالخصوص امریکی میڈیا میں اس دھماکے کے حوالے سے بعض ایسے شواہد سامنے آنے لگے ہیں جن سے پورے مقدمہ کا پانسہ ہی پلٹا ہوا نظر آتا ہے اور یہ صاف دکھائی دینے لگا ہے کہ ورلڈ ٹریڈ سینٹر میں ہونے والا بم دھماکہ امریکہ کی اپنی ایجنسیوں کی سازش

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھی۔ واقعات کے مطابق ۲۶ فروری ۱۹۹۳ء کو ہونے والے متذکرہ بم دھماکے کے بعد امریکہ میں مقیم ڈاکٹر عمر عبدالرحمٰن کو گرفتار کر لیا جاتا ہے اور ان پر الزام لگایا جاتا ہے کہ ورلڈ ٹریڈ سینٹر میں ہونے والے دھماکہ کی منصوبہ بندی انہوں نے کی اور اس میں ان کے شاگرد اور پیروکار ملوث ہیں' ڈاکٹر عمر عبدالرحمٰن ایک نابینا سکالر ہیں جو نیو جرسی میں واقع مسجد ابوبکر صدیق میں درس و تدریس کا سلسلہ چلا رہے تھے اس سینٹر سے بالخصوص اسلامی تہذیب و معاشرت کے حوالے سے مغرب میں پھیلی ہوئی تہذیبی اور معاشرتی برائیوں کو اجاگر کر کے ان سے دامن بچانے کی تعلیم اور ترغیب دی جاتی ہے۔ اسلام کی شفاف اور پاکیزہ معاشرت کے نقش و نگار جب نکھر کر سامنے آتے ہیں تو آج کا پریشان اور بھٹکا ہوا انسان اس جانب کھینچا چلا آتا ہے' چنانچہ اس حوالے سے یہودیوں اور امریکی ایجنسیوں کو تبلیغ اسلام کا یہ مرکز اور اس کے منتظم اعلیٰ یا روح رواں ڈاکٹر عمر عبدالرحمٰن بری طرح کھٹکتے تھے اس لیے ان پر بنیاد پرستی اور تعصب پھیلانے کے الزامات بہت عرصے سے لگائے جا رہے تھے' لیکن چونکہ ان کی سرگرمیوں سے ایسے الزامات کا کوئی تعلق ہی نہیں ہے اس لیے مخالفین کا پروپیگنڈہ خود ان کے لیے زیادہ سودمند ثابت نہ ہوا اس لیے امریکی کی صیہونی لابی نے اپنے بے پناہ وسائل اور اثر و رسوخ کو کام میں لاتے ہوئے امریکی انٹیلی جنس ایجنسی ایف بی آئی کے تعاون سے ایک سازش تیار کی اپنے بعض ایجنٹ ایسے تیار کیے جن کو نابینا عالم دین عمر عبدالرحمٰن کے قریب ہونے کی ہدایت کی گئی اور پھر کچھ عرصہ بعد انہیں ایجنٹوں کے تعاون سے امریکی ایجنسی نے خود ہی ورلڈ ٹریڈ سینٹر پر دھماکہ کرا دیا۔ جس میں بعض اطلاعات کے مطابق اربوں ڈالر کا نقصان ہوا اور کئی لوگ مارے گئے اس دھماکہ کے فوراً بعد امریکی ذرائع ابلاغ نے مسلم بنیاد پرستوں پر الزام لگانا شروع کر دیا۔ نابینا عالم دین ڈاکٹر عمر عبدالرحمٰن سمیت کئی مسلمانوں کو گرفتار کر لیا گیا اور ان کو مجرم ثابت کرنے کے لیے بیک وقت بہت سے ہتھکنڈے استعمال کیے گئے' ان میں ایک حربہ تو یہ آزمایا "گیا کہ" کچھ عرصہ قبل نیویارک میں امریکی ایجنسی نے چھاپہ مار کر جن چھ مسلمانوں کو گرفتار کیا تھا ان زیر حراست مسلمانوں پر دباؤ ڈالا گیا کہ وہ ٹریڈ سینٹر میں ہونے والے بم دھماکہ کے گواہ بن جائیں اور امریکی عدالت میں ڈاکٹر عمر عبدالرحمٰن کے خلاف اس نوعیت کی گواہی دے دیں کہ وہ جب عمر عبدالرحمٰن کے پاس جاتے۔

تو ان دنوں وہاں پر متذکرہ نوعیت کے دھماکے کی سازش تیار ہو رہی تھی اور یہ کہ ان زیر حراست افراد کو بھی اس سازش میں شریک ہونے کی دعوت دی گئی تھی' وغیرہ وغیرہ لیکن ان زیر حراست مسلمانوں نے گمراہ ہونے اور ایف بی آئی کا ایجنٹ بننے سے انکار کر دیا تو پھر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجبوراً امریکی ایجنسی نے دوسرے گواہوں کو تیار کر لیا ان میں سب سے اہم اور مرکزی گواہ ایف بی آئی کا اپنا ایجنٹ عماد سالم ہے' جو اس ساری سازش میں خود شریک تھا۔ اس کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ وہ ایک ریٹائرڈ مصری فوجی ہے۔ جس کو مصری حکومت نے چند برس قبل اپنے کچھ ایسے افسروں کا سراغ لگانے کے لیے امریکہ بھیجا تھا جو سرکاری سطح پر امریکہ میں تربیت لینے کے لیے بھیجے گئے تھے' مگر امریکہ پہنچنے کے بعد روپوش ہو گئے اور انہوں نے اپنی مصری حکومت سے تعلق اور رابطہ منقطع کر لیا تھا' لیکن حالات کی ستم ظریفی اور مصری حکومت کی بے بسی ملاحظہ کیجئے کہ سابق منحرف مصری فوجی افسروں کی تلاش کے لیے جس ریٹائرڈ کرنل عماد سالم کو امریکہ بھیجا گیا وہ بھی امریکہ پہنچ کر منحرف ہو گیا اور مختلف مراحل سے گزرتا ہوا امریکی خفیہ ایجنسی فیڈرل انوسٹی گیشن بیورو (ایف بی آئی) کا ایجنٹ بن گیا اور اسی ایجنسی کے تعاون سے عماد سالم کو امریکی شہریت بھی مل گی اور وہ امریکہ میں مسلمانوں کے خلاف جاسوسی اور سازشوں کے لیے آلہ کار بن گیا' لیکن کچھ عرصہ بعد وہ مصری حکومت سے رابطہ بحال کر کے مصری خفیہ ایجنسیوں کے لیے بھی ایجنٹ بن جاتا ہے اور ڈبل کراس کرتا ہے' لیکن یہ سب کچھ اس نے ایف بی آئی کے منصوبے کے تحت کیا۔

عماد سالم ستمبر ۱۹۸۷ء میں امریکہ میں وارد ہوتا ہے۔ بعض ذرائع کے مطابق وہ ایک اور شخص کے ساتھ مل کر جو (ایف بی آئی کا ایجنٹ ہو سکتا ہے) ایک چھوٹی سی سیکیورٹی فورس تشکیل دیتا ہے جس کا بنیادی مقصد یا کام تجارتی مراکز کے آس پاس سے چوروں اور ڈاکوؤں کو خفیہ طریقے سے پکڑنا بتایا گیا۔ اس دوران عماد سالم نے اپنی پہلی بیوی سے نجات حاصل کر کے ایک امریکی عورت "باربرا روجرز" سے شادی کر لی۔ اس شادی کا بڑا مقصد گرین کارڈ حاصل کرنا تھا' چنانچہ جب یہ مقصد حاصل ہو گیا' یعنی عماد سالم کو امریکی شہریت مل گئی تو اس نے باربرا روجرز کو بھی چھوڑ دیا اور ایک امریکی یہودی عورت "کرین اولیٹر" سے شادی کر لی۔ یہ یہودی عورت جواہرات کی ڈیزائننگ کا کام کرتی تھی اور خاصی مالدار تھی ایک تاثر یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس یہودی عورت کو باقاعدہ منصوبے کے تحت عماد سالم کے قریب لایا گیا' اور اس سے شادی بھی کرادی گئی' تاکہ عماد سالم کی مکمل نگرانی کی جا سکے۔ بہرحال جب عماد سالم نے ڈالروں کی ریل پیل دیکھی تو اس کی زندگی کے انداز بدل گئے اور نہایت آسانی سے اس سے امریکہ میں مسلمانوں کی جاسوسی کا کام لیا جانے لگا۔ بعض ذرائع کے مطابق اس کی نشاندہی پر امریکہ میں متعدد ایسے راسخ العقیدہ مسلمانوں کو گرفتار کیا گیا جو اسلامی تعلیمات اور تہذیب و معاشرت کو ہی انسانیت کی نجات سمجھتے ہیں' اور صیہونیت کو ایک دشمن کے طور پر جانتے اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہچانتے ہیں۔ ان مسلمانوں کو مختلف جھوٹے الزامات کے تحت گرفتار کیا گیا اور متعدد کو سزائیں بھی ہوگئیں۔

عماد سالم کی امریکہ میں پہلی بیوی "باربرا روجرز" کے مطابق عماد سالم کی مسلمانوں کے خلاف سرگرمیوں کا آغاز جولائی ۱۹۹۰ء میں ہوگیا تھا۔ اس وقت عماد سالم نے اپنی بیوی باربرا روجرز کو بتایا کہ وہ ایک عالم دین عمر عبدالرحمٰن کے ساتھ دوسرے شہر جا رہا ہے، یعنی ورلڈ ٹریڈ سینٹر میں ہونے والے دھماکے سے کم و بیش ڈھائی برس قبل عماد سالم نے ڈاکٹر عمر عبدالرحمٰن کا قرب حاصل کر لیا تھا۔ اس دوران عماد سالم نے سید نصیر ابراہیم الجرونی سے بھی واقفیت حاصل کر لی اور ان کے وکیل سے تعلقات بنا لیے۔ سید نصیر پر ایک عیسائی راہب پر قاتلانہ حملے کا الزام تھا۔ ان حوالوں سے عماد سالم امریکہ کے اسلامی حلقوں میں باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت اپنے تعلقات کا دائرہ وسیع کرتا رہا، وہ چونکہ ایف بی آئی کا باقاعدہ ایجنٹ تھا، اس لیے اسے یقیناً فنڈز مہیا کیے گئے ہوں گے وہ اسلامی تنظیموں اور ایسوسی ایشنوں کی چندے کی صورت میں مالی مدد بھی کرتا رہے، تاکہ اس طرح سے مسلم شخصیات کے زیادہ قریب ہونے کا موقع مل سکے، چنانچہ انہی دنوں اسے امریکہ سے شائع ہونے والے جریدے "المہاجر العربی" کے مدیر اعلیٰ وحید الزغبی سے بھی تعلقات استوار کرنے کا موقع مل گیا یہ تعلق عماد سالم کو اپنے مذموم مقاصد کے حصول کے لیے بہت مفید ثابت ہوا اور "المہاجر العربی" کے وسیع حلقہ سے تعلق رکھنے والے جو راسخ العقیدہ مسلمان مختلف ممالک سے امریکہ پہنچے ان سب کے بارے میں اسے ابتدائی معلومات حاصل کرنے میں زیادہ مشکل پیش نہ آئی اور اس نے بہت سے بے گناہ مسلمانوں کے ابتدائی کوائف ایف بی آئی کو مہیا کر کے ان کی فائلیں کھلوائیں۔ ان میں خلیجی ممالک کے ایسے مسلمان بھی تھے جو لبنان میں فلسطینیوں کی مدد کے لیے انجمنیں چلا رہے تھے یا ان کی مدد کر رہے تھے۔ ان انجمنوں اور تنظیموں کی مالی مدد کے لیے وہ امریکی مسلمانوں کو بھی متوجہ کرنے کے لیے امریکہ کا دورہ کرتے تھے اور امریکہ میں مسلمانوں کی فلاحی اور سماجی تنظیموں کی طرف سے لبنان کی تنظیموں کو معقول مالی مدد بھی فراہم کی جاتی رہی ہے، لیکن ایف بی آئی کو عماد سالم ایسے ذرائع سے ان مسلمانوں کے کوائف ملنے کے بعد ایف بی آئی نے جب ان پر مزید تحقیقات کی اور جب ان کو معلوم ہوا کہ ان خلیجی ممالک کے مسلمانوں کے امریکی مسلمانوں سے تعلقات کے نتیجے میں بعض فلاحی اور سماجی تنظیموں کی عطیات کی صورت میں مالی امداد کرتے ہیں، تو امریکہ کی صیہونی لابی نے صدر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کلنٹن کی انتظامیہ کو اندرونی حلقوں کے ذریعے قائل کرنا شروع کر دیا کہ امریکہ سے بالخصوص لبنان کے مسلمان اور فلسطینی تنظیموں کی امداد کے لیے عطیات جمع کرانا اور بھجوانا روک دیا جائے' چنانچہ وہی ہوا۔ ۲ جنوری ۱۹۹۵ء کو مقبوضہ اسرائیلی علاقے میں فلسطینیوں کے کسی نامعلوم گروپ نے جب بم دھماکے کیے جن کے نتیجے میں کم و بیش ۹ اسرائیلی ہلاک ہو گئے تو اس واقعہ کو بہانہ بنا کر امریکی صدر کلنٹن نے فوراً ہی یعنی صرف دو دن بعد امریکہ میں مسلمانوں کی کم و بیش ایک درجن تنظیموں پر امریکہ میں چندہ جمع کرنے اور مشرق وسطیٰ کے ممالک کو بھجوانے پر پابندی لگا دی۔ یہ فوری قدم اس لیے اٹھایا جا سکا کہ ایف بی آئی نے عماد سالم کی مہیا کردہ معلومات کی بنیاد پر فائل پہلے ہی تیار کر رکھی تھی۔ بہرحال عماد سالم کی سابقہ بیوی باربرا روجرز کے مطابق عماد سالم کا سب سے بڑا مشن تو شیخ عمر عبدالرحمٰن کو پھنسوانا تھا' چنانچہ ورلڈ ٹریڈ سینٹر میں ہونے والے بم دھماکے کے بعد عماد سالم ایک سلطانی گواہ کی طرح پیش ہو جاتا ہے اور شیخ عمر عبدالرحمٰن پر الزام لگا دیتا ہے کہ متذکرہ دھماکے کی ساری منصوبہ بندی شیخ کی نگرانی میں ہوئی' لیکن شیخ عمر عبدالرحمٰن کے وکیل لین اسٹیوراٹ نے عماد سالم کا سارا پول کھول دیا اور عدالت میں بعض ایسے کیسٹ پیش کر کے ثابت کر دیا کہ عماد سالم گواہ (یا سلطانی گواہ) نہیں' بلکہ وہ تو مخبر اور ایف بی آئی کا ایجنٹ ہے اور صرف ایف بی آئی کا ایجنٹ نہیں' بلکہ شمالی افریقہ کے ایک عرب ملک کے ساتھ بھی اس کے اسی نوعیت کے تعلقات ہیں اور اس عرب ملک کی خفیہ ایجنسی کے لیے بھی کام کرتا ہے۔ اس سلسلے میں وکیل نے عدالت میں وہ کیسٹ بھی پیش کر دیے جن میں عماد سالم اور اس ایجنسی کے دو ایجنٹوں کے درمیان گفتگو ریکارڈ تھی۔ کویت سے شائع ہونے والے ہفت روزہ ''المجتمع'' نے ان کیسٹوں کی نقل حاصل کر کے شائع کر دی تھی۔

ان حقائق کے سامنے آنے کے بعد امریکی حکام کے لیے یہ بہت بڑا مسئلہ پیدا ہو گیا کہ امریکی قانون کے تحت کسی بھی امریکی شہریت رکھنے والے شخص کا کسی بھی غیر ملکی ایجنسی سے تعلقات استوار کرنا سنگین جرم ہے' چنانچہ عماد سالم کو اس سنگین جرم کی سزا سے وقتی طور پر بچانے کے لیے پبلک پراسیکیوٹر ''حکومتی وکیل'' کو مقدمہ کی سماعت کرنے والے جج مسٹر مائیکل موکاسی کے سامنے یہ اعتراف کرنا پڑا کہ متذکرہ عرب ملک کی ایجنسی کے دو افسروں کے ساتھ عماد سالم نے رابطہ ایف بی آئی کی اجازت سے کیا تھا' اور یہ کہ ایف بی آئی نے عماد سالم کو ۱۹۹۱ء ہی سے اس کام پر لگایا تھا۔ عبدالرحمٰن اور دیگر مسلمان ملزموں کے وکلا کے سامنے ایسے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شواہد آ گئے' جو امریکی انتظامیہ کے لیے پریشانی کا باعث بن گئے' تاہم امریکی انتظامیہ چونکہ موثر یہودی لابی کی گرفت میں ہے اور اس کے زیر اثر اس ساری سازش کا جال بنایا گیا تھا' اس لیے امریکی انتظامیہ کی ہر حماقت سامنے آنے کے بعد اس کی کوئی نہ کوئی تاویل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

نیویارک کے ورلڈ ٹریڈ سینٹر میں ہونے والے دھماکے کے الزام میں چند دیگر مسلمانوں کو حراست میں لیا گیا ان میں اسے ایک کے وکیل جون ویسرمین نے بیان دیا کہ اب جو مزید کیسٹیں منظر عام پر آئی ہیں ان میں یہ جملے ریکارڈ ہیں۔ ایجنٹ کہتا ہے' "ہم نے بم بنایا جو ورلڈ ٹریڈ سینٹر میں پھٹا۔" پھر اس کی طرف سے ۱۵ لاکھ ڈالر کی رقم کا مطالبہ کرنے پر ایف بی آئی کا آفیسر دوبارہ اس سے پوچھتا ہے کہ یہ کس نے بنایا؟ اس پر وہ سخت لہجے میں جواب دیتا ہے کہ "یہ بم ایف بی آئی کی زیر نگرانی بنایا گیا۔" اسی طرح کیسٹوں میں ریکارڈ گفتگو سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ صرف ایف بی آئی کا ایجنٹ نہیں' بلکہ ڈبل کراسنگ کرتا رہا ہے' لیکن ہمارے موضوع کے حوالے سے ایک مضبوط ترین روایت یہ بھی سامنے آتی ہے کہ ورلڈ ٹریڈ سینٹر میں بم دھماکے کے تین گھنٹے بعد عماد سالم کو زخمی حالت میں ایف بی آئی کی زیر نگرانی ہسپتال میں داخل کرایا جاتا ہے اور اس پر سخت پہرہ لگایا جاتا ہے اس سے ملنے یا اس کے قریب جانے کی کسی کو اجازت نہیں دی جاتی۔ عماد سالم کا سات روز تک ہسپتال میں نہایت رازداری سے علاج کیا جاتا ہے' چنانچہ ان تمام واقعاتی شہادتوں اور کیسٹوں میں ریکارڈ گفتگوؤں کی بنیاد پر یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ ورلڈ ٹریڈ سینٹر میں ہونے والے بم دھماکے کی ساری منصوبہ بندی ایف بی آئی نے کی اور دیگر ایجنٹوں کے ساتھ ساتھ عماد سالم اس سارے ڈرامے کا مرکزی کردار تھا' چنانچہ دوسری جانب ہم ان حقائق کو نظر انداز نہیں کر سکتے کہ ورلڈ ٹریڈ سینٹر میں بم دھماکے کے فوراً بعد امریکہ اور یورپ کے پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا نے اس بم دھماکے کے حوالے سے مسلم بنیاد پرستی کے خلاف پروپیگنڈے کا ایک طوفان بدتمیزی برپا کر دیا۔ مسلم بنیاد پرستی کا مطلب دہشت گردی بنا دیا گیا۔ دنیا بھر میں اسلام کی تبلیغ و سربلندی کے لیے کام کرنے والی تحریکوں کو دہشت گردی کی تحریکیں ثابت کرنے پر زور لگایا گیا' پوری دنیا کے مسلمانوں کو خوفزدہ کر دیا گیا' چنانچہ خود اسلامی ممالک کے حکمران مسلم بنیاد پرستی کے خلاف بیان دینے پر مجبور ہو گئے اور مسلم بنیاد پرستی کے خلاف کام کرنے کے لیے امریکہ کے حضور اپنی خدمات پیش کرنے لگے اور یہی وہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقاصد تھے جو ورلڈ ٹریڈ سینٹر کے بم دھماکے سے حاصل کرنا مقصود تھے۔"

(مقالہ جناب عبدالغنی شیخ صاحب' بحوالہ ماہنامہ "الفاروق" کراچی جمادی الاولی ۱۴۱۶ھ)

دہشت گرد کون؟

"یہ بیت المقدس نہیں تھا' یہ بغداد نہیں تھا' یہ سرائیوو نہیں تھا' یہ گروزنی نہیں تھا' یہ چرار شریف بھی نہیں تھا' یہ امریکہ کے عین قلب میں واقع اوکلوہاما کا شہر تھا' مگر ۱۹ اپریل ۱۹۹۵ء کو شہر کے وسط میں ایک کار میں ہزاروں پونڈ کا ٹائم بم' اس کا قیامت خیز دھماکہ جس سے تیس میل تک کی عمارتیں ہل گئیں۔ سرکاری دفاتر کی نو منزل دیو ہیکل عمارت جو آناً فاناً ملبہ بن گئی' جلی ہوئی مسخ شدہ لاشوں کا انبار' (۱۳۷ نکالی جا سکیں' ۶۰ سے زیادہ راکھ بن گئیں) معصوم بچوں کے بکھرے ہوئے اعضاء' ان کے خون آلود جسم اور ان کی دل دوز چیخ و پکار۔ یہ سارا منظر ایسا لگتا تھا گویا انہی شہروں میں سے کسی شہر سے لا کر یہاں رکھ دیا گیا ہو۔

"میں نے سرائیوو میں یہ سب کچھ ہوتے دیکھا تھا۔ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ کبھی یہاں امریکہ میں بھی کچھ تباہی دیکھوں گا۔" ایک دیکھنے والے نے کہا' حالانکہ سرائیوو اور بوسنیا میں ایک عرصے سے جس بربریت اور سفاکی کا مظاہرہ ہو رہا ہے۔ گروزنی اور چیچنیا میں جو قیامت بیت چکی ہے اور بیت رہی ہے' اور جس کو امریکہ اور یورپ خاموشی اور شاید اطمینان سے دیکھ رہے ہیں۔ اس کے مقابلے میں بیسیوں اوکلوہوما بھی کچھ نہیں۔

امریکہ جہاں کے شہری آپس میں آتشیں اسلحے کے بے جا استعمال سے ہر سال ۲۲ ہزار بے گناہوں کا خون بہاتے ہیں' جہاں کوئی سرپھرا اٹھتا ہے اور بلا کسی محرک کے تڑتڑ درجنوں ان جانے انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیتا ہے۔ جہاں حکومت اسلحے کے اس بے روک ٹوک استعمال پر کوئی برائے نام پابندی لگانے سے بھی عاجز ہے' لیکن اسی امریکہ کی حکومت دنیا بھر کی پولیس مین بنی پھرتی ہے' اگرچہ اس پولیس مین کا سارا زور صرف مسلمان ملکوں کو نہ صرف نیوکلیر بلکہ ہر قسم کے اسلحہ سے محروم کرنے پر لگا ہوا ہے۔

اہل امریکہ اور مغرب' بڑے اہتمام سے' عرصے سے' خود کو یہ باور کرائے بیٹھے ہیں کہ "ہم" اتنے مہذب اور انسانی حقوق کے اتنے بڑے محافظ ہیں کہ درندگی کی ایسی حرکات "ہم" تو کر ہی نہیں سکتے' یہ "وہ" ہی کر سکتے ہیں جو باہر کے ہیں۔ باہر کے بھی کون لوگ؟ خبر سنتے ہی عام امریکنوں کو اس کے علاوہ کچھ نہ سوجھی اس لیے کہ ان کے حکمران اور میڈیا ان کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہی باور کرا چکے ہیں' کہ یہ دہشت گردی "مڈل ایسٹ میں پیدا ہونے والے" لوگوں (یعنی عرب مسلمانوں) اور اسلامی بنیاد پرستوں کے علاوہ کوئی اور کر ہی نہیں سکتا' چنانچہ ذمہ دار لیڈروں نے فوراً ٹی وی' ریڈیو اور اخباروں سے "فتوے" جاری کر دیئے' کسی ادنیٰ سے بھی ثبوت کے بغیر گم نام چشم دید گواہوں کے حوالے سے ملزمین کی "ڈاڑھیوں" اور "کالے بالوں" کا ذکر نشر ہونے لگا' ایک بے گناہ مسلمان عرب امریکن کو لندن ایئرپورٹ سے گرفتار کرکے امریکہ واپس بھی لے آیا گیا۔

نتیجتاً مسلمانوں کے خلاف پارہ چڑھنے لگا' نفرت کا لاوا ابلنے لگا' ٹیلی فون بجنے لگے' مسجدوں اور گھروں پر خوفناک دھمکیوں کا تانتا بندھ گیا' دوستوں نے آنکھیں پھیر لیں' سڑکوں پر گالیاں دی گئیں اور "بچوں کے قاتل" کے لقب سے نوازا گیا۔ یہ سب کچھ دہشت گردی کی اس تعریف میں تو آ نہیں سکتا' جو امریکہ تسلیم کرتا ہے' لیکن نتیجہ وہی نکلا جو دہشت گردی کا نکلتا ہے' یعنی تمام مسلمان' امریکن ہوں یا باہر سے آئے ہوئے' اس وقت تک شدید خوف و ہراس کا شکار رہے جب تک اصل مجرم پکڑ نہ لیا گیا۔ یہ مجرم کون نکلا؟ ایک بالکل سفید فام' اصلی اور نسلی امریکن' سابق فوجی جو عراق میں داد شجاعت دے چکا ہے اور سینکڑوں عراقیوں کو ہتھیار ڈالنے کے باوجود موت کے گھاٹ اتار چکا ہے۔

میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

پتا چلا کہ یہ دہشت گردی نہ کسی "شیخ عبدالرحمٰن" کے آتشیں وعظ و نصیحت کا نتیجہ ہے نہ کسی "یوسف رمزی" کی شہ کار منصوبہ بندی کا' نہ یہ مڈل ایسٹ سے آنے والے کسی براؤن آدمی کا کام ہے' نہ کسی اسلامی بنیاد پرست کا' نہ یہ مسلمانوں کے سروں پر جابر و مستبد حکمرانوں کو مسلط رکھنے' قلب اسلام میں اسرائیل کا خنجر گھونپنے' فلسطینیوں کو بے گھر کر کے تتر بتر کرنے اور دربدر کی ٹھوکریں کھلانے' عراق میں ہزاروں فوجیوں کو زندہ جلا دینے اور زمین میں دفن کر دینے' ایرانی طیارے کو میزائل سے مار گرانے' الجیریا میں جمہوری تبدیلی کو سبوتاژ کرنے' مسلمان معاشروں میں اسلام کے مطابق جینے سے روکنے کے خلاف کسی بے بس و مجبور کا ردعمل یا احتجاج ہے' اور نہ غربت اور معاشی پس ماندگی کا نتیجہ۔ یہ نہ اس ایران کی شہ پر ہوا ہے جو امریکہ کو شیطان عظیم کہتا ہے اور جس کو امریکہ دنیا کا سب سے بڑا دہشت گرد ملک قرار دے چکا ہے' نہ ان باقی ماندہ چار مسلمان ممالک' سوڈان' لیبیا' عراق یا شام میں سے کسی کی شہ پر' جن کو امریکہ ہر سال دہشت گرد قرار دینے کی رسم ادا کرتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ بھی پتہ چلا کہ مجرم نہ تنہا ہے' نہ دماغی مریض۔ چند لوگ نہیں' لاکھوں لوگ ہیں' تمیں ریاستوں میں ان کا جال بچھا ہوا ہے' منظم ہیں' مسلح ہیں' کیل کانٹے سے لیس ہیں' جاہل نہیں' تعلیم یافتہ' مہذب ہیں' کالے اور براؤن نہیں بلکہ سفید فام ہیں' عرصے سے کتابچوں اور کمپیوٹر کے انٹرنیٹ کے ذریعے بم سازی اور دہشت گردی کے نسخوں کی اشاعت کر رہے ہیں۔ یہ ہیں جو اپنی حکومت کو شیطان عظیم کہتے ہیں اپنی آزادیوں اور حقوق کا "دشمن نمبر ایک" سمجھتے ہیں اس کے جبر و ظلم کی وجہ سے اسے "درندہ صفت" قرار دیتے ہیں اور وہ حکومت جو دنیا بھر سے "یوسف رمزیوں" کو پکڑ پکڑ کر امریکہ لا رہی ہے' ان سے غافل ہے یا صرف نظر کیے ہوئے ہے۔

یہ حقیقت نکلی اس واقعے کی جسے امریکہ اپنی سرزمین پر دہشت گردی کا سب سے بڑا واقعہ قرار دے رہا ہے۔ سب سے بڑا واقعہ تو یہ اسی صورت میں کہا جا سکتا ہے جب ہم کولمبس کی آمد سے لے کر اوکلاہوما تک کی تاریخ کے وہ باب نہ کھولیں جن میں اس تشدد کی داستان رقم ہے' جس نے ریڈ انڈینوں کا نسلی استیصال کیا' امریکہ کی سرزمین کو ان سے "پاک" کیا' انہیں "محفوظ علاقوں" کے اندر دھکیل دیا اور کلکس کلین جیسی تنظیموں نے کالوں کو زندہ جلا دیا' لیکن بہرحال اس بہت بڑے واقعے سے یہ ظاہر ہو گیا کہ امریکہ' جو دنیا بھر میں مسلمانوں اور مسلمان ملکوں کو دہشت گرد ٹھہرانے کی مہم میں پیش پیش ہے' خود اپنی گود میں امریکن دہشت گردوں کا کتنا بڑا گروہ پال رہا ہے۔ مجرموں کی شناخت کے بعد چاہیے تو یہ تھا کہ یہ دوسری غلط خیالی بھی اوکلوہاما میں دفن ہو جاتی کہ ایسے کام "وہ" یعنی مسلمان ہی کر سکتے ہیں "ہم" نہیں' لیکن ایسا ہو گا نہیں' حکومت اور میڈیا اس غبارے میں برابر ہوا بھرتے رہیں گے جس پر "دہشت گرد" اسلام کی تصویر پینٹ کر دی گئی ہے۔

انکشاف حقیقت کے بعد یہ بھی چاہیے تھا کہ مسلمانوں کے خلاف "فتوے" واپس لے جاتے' دنیا بھر کے مسلمانوں سے بالخصوص امریکن مسلمانوں سے معافی مانگی جاتی یا کم سے کم ان سے معذرت کی جاتی' لیکن اس غبارے کو اڑتا رکھنے کی سیاسی ضرورت کے وجہ سے یہ سب کچھ کرنے کا کیا سوال تھا' ضرورت ہی نہیں محسوس کی گئی۔

بلکہ صورت حال اب بھی وہی ہے۔ اب بھی اس بات کا تصور تک خوف ناک ہے کہ اگر مجرم واقعی کوئی مسلمان ہی نکل آتا یا کوئی مسلمان اگر ایک دوسرا "اوکلاہوما" کر دے تو!! تو غالباً وہی ہو گا جو ہندوستان میں اندرا گاندھی کے قتل کے بعد سکھوں کے ساتھ ہوا' مسلمانوں

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ برابر ہوتا رہتا ہے' وہی بیتی جو بوسنیا میں بیت رہی ہے' وہی کیا جاتا جو صدیوں تک یورپ میں یہودیوں کے ساتھ کیا جاتا رہا یا وہ جو روانڈا میں ہو رہا ہے۔

حقیقت کیا ہے؟ یہی سب سے اہم سوال ہے۔ رومن حکمرانوں پونٹیس پائلٹ نے سیدنا مسیحؑ کے بارے میں یہی سوال پوچھتے پوچھتے بالاخر انہیں صلیب پر چڑھانے کا حکم دے دیا تھا' ان رومن حکمرانوں کے آج کے جانشین بھی شاید اسی طرح مسلمانوں اور اسلام کو دہشت گردی کے الزام میں صلیب پر چڑھانے کا فیصلہ کر چکے ہیں۔

مشکل یہ ہے' اور طاقت وروں کے لیے آسان بھی' کہ دہشت گردی کیا ہے' یہی سرے سے مبہم اور غیر متعین ہے۔ توہین رسالت کے قانون میں ابہام کے بارے میں تو اتنا شور و غوغا ہے کہ جرمنی کے صدر نے بہ نفس نفیس اس مسئلہ کو پاکستان کے حکمرانوں کے سامنے اٹھایا' جبکہ اس جرم کے تحت آج تک کسی کو سزا نہیں ملی ہے' مگر دہشت گردی کا "جرم" بھی بڑا عجیب جرم ہے۔ ایک طرف اس جرم میں افراد ہی کو نہیں' پوری کی پوری قوموں' بلکہ پورے مذہب و ملت کو تختہ دار پر چڑھایا جا رہا ہے۔ مبینہ ملزموں کو دھوکہ اور فریب سے ہائی جیک کر کے گرفتار کیا جا رہا ہے۔ (جو خود ایک دہشت گردی ہے) دوسری طرف کسی قانون کے تحت اس کی کوئی تعریف موجود نہیں۔ کسی بین الاقوامی قانون کے تحت یہ کوئی جرم نہیں ہے نہ اس کی کوئی سزا ہے۔ (شکری' ۱۹۹۱ء) بلکہ اس موضوع پر سب سے مستند کتاب کے مصنف کا کہنا ہے کہ دہشت گردی کی تعریف مبہم ہی نہیں مفقود بھی ہے۔ مفقود ہی نہیں' ناممکن ہے (Lacguer- 1977- p-5) جو بھی تعریف ہے وہ تحت متنازع ہے' کیونکہ یہ قانون کا مسئلہ ہی نہیں سیاست کا مسئلہ ہے ہر تعریف سیاسی تعریف ہوتی ہے' جس کا مقصد جرم کے تعین سے زیادہ ملزم کی مذمت ہوتا ہے' تاکہ اپنے مخالفین کی ناپسندیدہ حرکات کے خلاف کارروائی کا جواز ملے' اور ان کے خلاف اپنے تعصب اور اپنے سیاسی مفاد کے تقاضوں کی تکمیل ہو سکے۔ (Rubenstein-1977)

نتیجہ یہ ہے کہ جو تشدد اپنے مفاد میں ہو وہ برحق ہوتا ہے جو اپنے خلاف ہو وہ ناحق ہے۔ دہشت گردی ہے' آج کا مجاہد حریت کل کا دہشت گرد ہے اور آج کا دہشت گرد' کل کا وزیراعظم (جیسے افغان مجاہدین' اسرائیلی وزیراعظم بن گوریان' کینیا کے صدر جوموکین یاٹا) اگر تشدد کرنے والے اپنے ہیں تو ہمدردی کے ساتھ ان کے محرکات اور ان کی حرکات کے جواز اور ان کے علاج کا تجزیہ ہوگا۔ ان پر غور و خوض ہوگا' ان کا جرم ان کا انفرادی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فعل شمار ہوگا۔ پوری قوم مجرم نہیں ٹھہرے گی۔ جسے امریکی دہشت گردی' اگر ان کے تشدد سے اپنے مفاد پر زد پڑتی ہو وہ سیاسی یا تہذیبی دشمن ہوں تو وہ سخت دہشت گرد قرار پائیں گے۔ قابل تعزیر ٹھہریں گے۔ ان کا کلچر بھی مجرم' ان کا مذہب بھی مجرم' اور ان کا پورا ملک بھی مجرم' جیسے مسلمان دہشت گرد۔

جو ملک طاقت ور ہیں' وہ دھڑلے سے اپنے مفادات کے حصول کے لیے جس کے خلاف چاہیں' جہاں چاہیں' جس قسم کی فوجی' اقتصادی' سیاسی کارروائی چاہیں' وہ کرتے ہیں' وہ پورے پورے ملکوں کو اپنے تشدد کا نشانہ بناتے ہیں' جیسے امریکہ نے عراق' پانامہ اور ہیٹی کو بنایا۔ جب چاہیں' جہاں چاہیں' جتنے چاہیں' بم گرا دیتے ہیں۔ جیسے اسرائیل لبنان پر گراتا ہے' تیونس تک پہنچ کر پی ایل او کے ہیڈ کوارٹر پر گرائے' عراق کے نیوکلیر پلانٹ کو تباہ کیا' امریکہ نے کمبوڈیا کے چھوٹے سے علاقے پر اتنے بم گرائے کہ دوسری جنگ عظیم کی مہیب بمباری ماند پڑ گی۔ طرابلس اور بن غازی کے شہری علاقوں اور کرنل قذافی کے گھر کو نشانہ بنایا' وہ اپنے ایجنٹ باہر بھیج کر حکومتوں کے تختے الٹ دیتے ہیں' جیسے سی آئی اے نے ایران میں ڈاکٹر مصدق کا تختہ الٹا' وہ بیرونی سربراہان حکومت اور لیڈروں کو قتل کرا سکتے ہیں ان پر قاتلانہ حملے کر سکتے ہیں' جیسے چلی کے منتخب وزیراعظم ایلی اینڈے' کیوبا کے کاسترو' لیبیا کے قذافی' ایران کے صدر بہشتی اور وزیراعظم نوبہار' لبنان کے شیخ فضل اللہ سعودی عرب کے شاہ فیصل' پاکستان کے جنرل ضیاء الحق' وغیرہ کے ساتھ کیا گیا' وہ ایک ملک کی پوری آبادی کو بشمول عورتوں اور بچوں کے طویل بھوک اور بیماری میں مبتلا کر سکتے ہیں' جیسے عراق ہیں۔

کیونکہ ان طاقت ور ملکوں ہی کے پاس دہشت گردی کی تعریف متعین کرنے کی طاقت اور اختیار بھی ہے' اس لیے وہ اپنے ان سارے افعال کو' اس ریاستی دہشت گردی کو' دہشت گردی کی تعریف سے باہر رکھتے ہیں' بلکہ انہیں حق و انصاف اور انسانیت کی فلاح کے زمرہ میں شمار کرتے ہیں' مگر جن بے طاقت و بے بس لوگوں کے پاس اپنے اوپر مظالم کے خلاف احتجاج رجسٹر کرانے اور اپنی طرف توجہ مبذول کرانے کے لیے ہائی جیکنگ' اکا دکا بم پھینکنے اور قتل کے علاوہ اور کوئی ہتھیار نہیں ہوتا' ان کے افعال کو یہ طاقتیں بڑے شدومد سے بدترین دہشت گردی قرار دیتی ہیں' اور سارے عالم کو ان کے خلاف کھڑا کرنے کے لیے بھاگ دوڑ کرتی رہتی ہیں۔ اسی لیے لاکھوں کی بھارتی فوج کشمیر میں' روسی فوج چیچنیا میں' اسرائیلی فوج بیروت میں جتنا بھی قتل عام کرے' گھر جلائے' یہ جائز کارروائیاں ہیں۔ دہشت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گرد کشمیری ہیں' فلسطینی ہیں' چیچن ہیں' اور پاکستان ہے' اگر وہ مظلوم کشمیریوں کی مدد کرے!

تصویر کے بجائے حقیقت کی تلاش ہو تو یہ دیکھنا بھی ضروری ہے کہ خود ان مغربی ممالک میں رہنے والے مسلمانوں کے جان و مال' ان کا مذہب اور ان کی عبادت گاہیں' دہشت گردی سے کس حد تک محفوظ ہیں۔

عبادت گاہوں اور قبرستانوں کے خلاف تشدد اور بے حرمتی کی کارروائیوں کو بدترین دہشت گردی قرار دیا جانا چاہیے۔ برطانیہ' جرمنی اور یورپ میں مساجد اور قبرستانوں پر حملوں اور وہاں سور کے ٹکڑے پھینکنے کے ان گنت واقعات ہوئے ہیں' لیکن امریکہ اس لحاظ سے بازی لے گیا' کیلیفورنیا میں' سان فرانسکو سے ۱۵۰ میل دور' یوبا شہر میں ۱۰ لاکھ ڈالر کے خرچ سے تین سال میں ایک خوب صورت مسجد تیار ہوئی' جس کی تعمیر کی اجازت دینے میں ہی دو سال لگائے گئے۔ تیار ہوتے ہی یکم ستمبر ۱۹۹۴ء کو آتش گیر کیمیائی مادوں کی مدد سے راتوں رات پوری مسجد کو جلا کر راکھ کر دیا گیا۔ امریکہ ہر ملک میں تشدد کی ہر کارروائی کو خوب اچھالتا ہے' پھر اس میں مذمت کے لیے بھی دباؤ ڈالتا ہے' لیکن امریکن اخبارات' ٹی وی اور ریڈیو نے اس حادثے کی خبر تک دینا گوارا نہ کیا۔ مسلمان خود کوشش نہ کرتے تو دنیا میں کسی کو اس کا علم بھی نہ ہوتا۔ گورنر پیٹروِلسن کی طرف سے اس بہیمانہ جرم کے خلاف ایک لفظ بھی سننے میں نہ آیا' نہ کسی اور حکومتی عہدے دار نے کچھ کہا' مسلمانوں کا بین الملکی پارلیمانی وفد' فارن افیرز کے ۵ عہدے داروں سے ملا تو انہوں نے اس واقعہ کا نوٹس لینے سے بھی انکار کر دیا' بلکہ الٹا مسلم ممالک میں "انتہا پسند مسلمانوں" کی زیادتیوں کا شکوہ کرتے رہے۔ (اگر پاکستان میں یا کسی مسلمان ملک میں کوئی چرچ جلا دیا جاتا تو) اس سے پہلے بیت المقدس میں مسجد الخلیل میں یہودی دہشت گرد نے جو خون ریزی کی اس پر بھی یہی کچھ ہوا۔

اسلام کے نزدیک انسانی جان' عبادت گاہ سے بھی زیادہ محترم ہے۔ برطانیہ' جرمنی' فرانس' بلجیم وغیرہ میں سڑکوں پر اور گھروں میں مسلمانوں پر جو حملے مسلسل ہو رہے ہیں ان کا ذکر جانے دیجئے' لیکن کسی کو پانی میں ڈبو دینے یا گھر میں جلا کر راکھ بنا دینے کی بہیمانہ دہشت گردی کیا کسی مسلمان "دہشت گرد" نے بھی کبھی کی ہے؟ لیکن دہشت گردی کے خلاف مہم چلانے والے ممالک میں رہنے والے مسلمان اس درندگی کا شکار بنتے رہتے ہیں۔ بس اس کے لیے میڈیا کا عنوان "نسلی تعصب" (Racism) ہے' دہشت گردی نہیں۔ شکار ترک' مراکشی ہوتا ہے' مسلمان نہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۹ مئی ۱۹۹۳ء کو کولون کے نزدیک واقع جرمنی کے شہر سولنجن (Soligen) میں دہشت گردوں نے ایک مسلمان گھر کو آگ لگادی' دو مسلمان عورتیں اور دو لڑکیاں گھر کے اندر جل کر مرگئیں' ایک کھڑکی سے کودی' وہ بھی جان سے ہاتھ دھو بیٹھی۔ یہ خاندان جرمنی میں ۲۰ سال سے مقیم تھا۔ اس نوعیت کا یہ پہلا واقعہ نہ تھا۔ (نہ آخری ہو گا!) نومبر ۱۹۹۲ء میں ہمبرگ کے قریب مولن (Molin) شہر میں دو مسلمان گھروں پر آتشیں بم پھینکے گئے اور ایک عورت اور دو لڑکیاں اپنے بستروں میں زندہ جل گئیں' ۱۹ افراد شدید زخمی حالت میں بچ پائے۔ پیرس میں دو ہفتے قبل یکم مئی کو انتہاپسند صدارتی امیدوار لی پین کی ریلی کے موقع پر تین "سرمنڈوں" (Skinheads) نے ایک مراکشی مسلمان ابراہیم کو اٹھا کر دریائے سین میں غرق کر دیا اور خود مجمع میں گم ہو گئے (پاکستان میں کسی کرسچین گھر کو جلا دیا جاتا تو.....)

تین مسلمان عورتوں اور پانچ لڑکیوں کو زندہ جلا دیا گیا تو جرمنی کے صدر کوہل نے کیا کیا؟ انہوں نے سولنجن میں جل کر مرنے والے مسلمانوں کے جنازے میں شرکت سے انکار کر دیا' نہ ان کے گھر گئے بلکہ وہ آج تک کسی بھی ایسے گھر میں اظہار ہمدردی کے لیے نہیں گئے ہیں جہاں مسلمانوں پر حملہ ہوا ہو' وہ ان حرکتوں کی زوردار مذمت کرنا بھی ناپسند کرتے ہیں۔

(اس کے باوجود بنیاد پرست صرف مسلمان ہیں)

کراچی میں دو امریکی سفارت کار مارے جائیں تو امریکہ اچھل پڑتا ہے۔ ایف بی آئی کراچی آ اترتی ہے اور "ٹائمز" بغیر کسی ثبوت کے یہ سرخی جمانے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کرتا کہ "اسلامی تشدد نے دو جانیں لے لیں۔" لیکن یورپ کے طول و عرض میں عرصے سے ترک سفارت کاروں اور ترک مراکز کے خلاف جو دہشت گردی آرمینین اور کرد کر رہے ہیں' ان کے خلاف یورپ کی حکومتیں تحفظ فراہم کرنے میں کیوں بالکل ناکام ہیں؟ جون اور نومبر ۱۹۹۳ء کے دو دنوں میں کردستان ورکرز پارٹی نے ترکوں کے خلاف روز ۷۵' ۷۵ دہشت گردی کی کارروائیاں کیں۔ اسی طرح کی کارروائیاں آرمینن بھی کرتے رہے ہیں' مگر حکومت اور میڈیا کا غصہ اور نفرت ان دونوں کے خلاف نہیں ہے' کیونکہ آرمینن بھی مظلوم ہیں' کرد بھی مظلوم ہیں' کیا فلسطینی کشمیری اور الجیرین مظلوم نہیں ہیں؟

اے بی سی کے نائٹ لائن پروگرام میں ۴۰ ماہ (۱۹۸۵ء تا ۱۹۸۸ء) میں ۵۲ پروگرام دہشت گردی کے بارے میں دکھائے جاتے ہیں تو ان میں سے ۴۸ کا ارتکاز مشرق وسطیٰ پر ہوتا ہے' لیکن نیوز ویک اوکلاہوما سے قبل سات دن کے واقعات کا جائزہ پیش کرتا ہے تو ۱۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سے صرف ۳ کا تعلق مسلمانوں سے نکلتا ہے۔

اگر امریکہ اور مغرب اپنی روش اور اسلام اور مسلمان کے خلاف اپنی دشمنی اور نفرت انگیزی پر اڑے رہے تو ہمیں خطرہ ہے کہ کف افسوس ملنے کے علاوہ کچھ حاصل نہ ہوگا۔ حال میں ہی کینیڈی' جانسن دور میں ویت نام کے معمار' سابق وزیر دفاع رابرٹ میکنا مارا نے اپنا "اعتراف گناہ" شائع کیا ہے۔ اس جنگ میں ٦٠ ہزار امریکن جانوں' ۳۲ لاکھ ویت نامی جانوں اور اربہا ارب ڈالروں کی قیمت ادا کرنے کے بعد وہ کہتے ہیں۔ ہائے افسوس ہم نے جو کچھ کیا تھا غلط کیا تھا' بہت غلط' ایک عظیم الشان غلطی..... غلطی کی وجہ یہ تھی کہ ہم وہاں کے لوگوں کی تاریخ' کلچر اور سیاست سے بالکل ناواقف تھے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وقت گزرنے کے بعد اس سے زیادہ گراں قیمت ادا کرنے کے بعد کسی میکنا مارا کو یہی کچھ نہ کہنے پڑے۔

ہماری تمنا ہے کہ امریکہ اور مغرب اپنی غلط روش کا احساس کریں اور مسلم دنیا سے اپنے تعلقات کو ایک نئے سانچے میں ڈھال کر نئے سرے سے ان کا آغاز کریں۔

(از خرم مراد صاحب' نائب امیر جماعت اسلامی پاکستان' بحوالہ ماہنامہ "ترجمان القرآن" جون ۱۹۹۵ء)

اوکلاہاما بم دھماکہ کے بعد مسلمانوں کی زندگی.....؟

"اوکلاہاما میں ایک سرکاری عمارت میں بم کے دھماکے کے بعد سے امریکی مسلمانوں کے خلاف دھمکیوں' حملوں اور دیگر طریقوں سے انہیں ہراساں کرنے کی ایک لہر آئی ہوئی ہے' حالانکہ اس دھماکے سے مسلمانوں کا کوئی تعلق نہیں۔ امریکہ اسلامی تعلقات کونسل واشنگٹن نے بتایا کہ ایک شخص نے ایک مسجد کو آگ لگائی' اسلامی مراکز پر چلتی گاڑیوں سے فائرنگ کی گئی اور مسلم طلبا کو زدوکوب کرنے کے تقریباً دو سو واقعات ہوئے۔ اوکلوہاما میں ایک مسلمان عورت جو امید سے ہے تقریباً پورے دنوں سے تھی اپنے گھر پر حملے سے اس قدر خوفزدہ ہوئی کہ اسقاط ہوگیا۔ امریکی مسلمانوں نے اس مسلم دشمن ہسٹریا کا ذمہ دار بے بنیاد اور بلاثبوت سے میڈیا رپورٹوں کو قرار دیا ہے۔ جس میں اوکلاہاما بم دھماکے کا تعلق مسلمانوں اور عربوں سے جوڑا گیا تھا۔ سروے رپورٹ ١٩ اپریل کے واقعہ کے ایک ماہ بعد منظر عام پر آئی ہے' جس میں بتایا گیا کہ ان دھمکیوں اور حملوں سے خوف و ہراس کی فضا پھیل گئی ہے۔ مسلمان عورتیں پبلک میں اسلامی لباس پہننے سے خوفزدہ ہیں۔ مسلمان والدین اپنے بچوں کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلامتی کی خاطر انہیں بعض اوقات اسکول نہیں بھیجتے۔ مسلمان رہنماؤں کو یہ بھی خدشہ ہے کہ نماز باجماعت میں شرکت بھی خطرناک ہو گئی ہے۔"

(بحوالہ "بیدار" ڈائجسٹ' لاہور' جون ۱۹۹۵ء' ص ۳۶)

امریکہ' موت کا سوداگر' دہشت گردی والے آلات کا خالق اور تاجر

"امریکہ اور اس کے ہم نوا یورپی' ممالک گزشتہ کئی سالوں سے مسلمانوں پر دہشت گرد ہونے کا مسلسل الزام لگا رہے ہیں' اور ان کے ذرائع ابلاغ نے تو لفظ "دہشت گرد" کو مسلمانوں کے ساتھ مخصوص کر دیا ہے' حالانکہ اگر معمولی سا بھی غور کیا جائے تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے کہ امریکہ سے بڑا اس وقت دنیا میں کوئی دہشت گرد نہیں۔ اپنے مخالف حکمرانوں کو قتل کروانا' جہازوں کو تباہ کر دینا' دھماکے کرانا وغیرہ تو امریکہ کی سی آئی اے کی پالیسی کا لازمی جزو ہے۔ فلپائن میں مسلمانوں کی نسل کشی' بوسنیا میں سربوں کے مظالم' صومالیہ اور افغانستان کی خانہ جنگی وغیرہ امریکہ کی سی آئی اے کی حرکتیں ہی تو ہیں۔ عراق کے چھ لاکھ سے زیادہ معصوم بچوں کا قتل کیا کوئی معمولی دہشت گردی ہے۔ امریکہ اور یورپی ذرائع ابلاغ کو ہیروشیما پر گرنے والے اٹیم بم تو نظر نہیں آتے' لیکن اگر کسی جگہ کوئی مسلمان بچہ یا نوجوان چاقو لہرا دیتا ہے یا کوئی پٹاخہ چلا دیتا ہے یا اللہ اکبر کا نعرہ لگا دیتا ہے تو یہ ان ذرائع ابلاغ کو اٹیم بم سے زیادہ خطرناک دکھائی دیتے ہیں۔

۵ جولائی کو روزنامہ "جسارت" میں شائع ہونے والی ایک خبر کے مطابق دنیا بھر میں ۹۴ء میں اسلحہ کی مجموعی فروخت میں امریکہ کا حصہ ۵۷ فیصد تھا۔ اس طرح موت کے سرفہرست بیوپاری کی حیثیت سے اس نے اپنا اعزاز برقرار رکھا۔ گو قطعی اعداد و شمار ہنوز دستیاب نہیں ہیں' لیکن ان کا ۹۳ء سے کمتر ہونے کا کوئی امکان نہیں ہے' جبکہ ۱۰۰ درجہ اول کے اسلحہ سازوں نے پوری دنیا میں ۱۵۶ ارب ڈالر کا اسلحہ فروخت کیا۔ اسلحہ کی فروخت کی دیگر تفصیلات کی توثیق اسٹاک ہوم انٹرنیشنل پیس ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کی ۹۵ء کی سالانہ رپورٹ سے ہوتی ہے جو گزشتہ دنوں جاری کی گئی ہے۔

اونٹاریو کینیڈا سے شائع ہونے والے پندرہ روزہ جریدے "کرینٹ انٹرنیشنل" نے اپنے تجزیے میں لکھا ہے کہ کمیونزم کے خاتمہ اور سوویت یونین کے ٹوٹ جانے کا امریکہ کی اسلحہ سازی اور فروخت پر کم ہی اثر پڑا۔ عراق کے خلاف خلیجی جنگ کے چند ہفتوں بعد ہی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مارچ ۹۱ء میں اس وقت کے امریکی صدر جارج بش نے کینیڈا کے دورے میں اعلان کیا تھا کہ آج کے بعد سے امریکہ، مشرق وسطیٰ کے خطہ کو اسلحہ کی فروخت محدود کردے گا۔ بش کو مغربی میڈیا نے فوراً ہی "مدبر" کہہ کر بے حد سراہا۔ اپنے تمام پیش روؤں کی مانند بش بھی جھوٹ بولنے پر مجبور تھے۔ امریکہ نہ صرف باقی دنیا کے لیے بلکہ مشرق وسطیٰ کے لیے بھی اسلحہ کا سب سے بڑا سپلائر رہا ہے۔ سوویت یونین کے خاتمہ کے بعد سے امریکی اسلحہ مارکیٹ کا حصہ اور بھی بڑھ گیا ہے۔ ۹۳ء میں امریکہ نے ۳۳.۲ ارب ڈالر مالیت کا اسلحہ فروخت کیا اور اس کا بیشتر حصہ مشرق وسطیٰ کو بیچا گیا، جس کے بارے میں بش نے وعدہ کیا تھا کہ اسے اتنا اسلحہ نہیں دیا جائے گا امریکہ کا ڈیفنس بجٹ آج سرد جنگ کے مقابلہ میں ۸۵ فیصد ہے اور یہ کوئی خاص تخفیف نہیں ہے۔ اس کا اصل سبب یہ ہے کہ امریکی معیشت کی بنیاد اسلحہ سازی اور فروخت ہی ہے۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد سے یہ امریکہ کی سوچی سمجھی پالیسی رہی ہے کہ اسلحہ "شیلف میں اسٹور" کرنے کے لیے تیار نہیں کیا جاتا بلکہ امر واقعہ یہ ہے کہ بیشتر اسلحہ کی زندگی قلیل ہوتی ہے۔ اس لیے ان کا استعمال کیا جانا ضروری ہوتا ہے۔ یہ بات امریکہ کو مجبور کرتی ہے کہ وہ دنیا بھر میں خود یا اپنے حاشیہ بردار ایجنٹوں کے ذریعہ فساد اور جنگیں برپا کرے۔ جنگیں امریکی معیشت کے لیے ایندھن ہیں۔ اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ کیوں اسرائیل کی صیہونی مملکت امریکہ کی قریبی حلیف ہے۔ مشرق وسطیٰ میں امریکی اسلحہ کی فروخت کو آگے بڑھانے میں منظم صیہونی غنڈہ گردی ایک اہم عنصر ہے۔"

(بحوالہ "بیدار" ڈائجسٹ، ستمبر ۱۹۹۵ء ص ۳۶)

فلپائن کے صدر کا بیان

۲۰۰۰ء تک منڈاناؤ کو مسلمانوں سے پاک کرنے کے عزم ؟

"فلپائن میں سیکورٹی کے نام پر مسلمانوں کی زندگی اجیرن بنا دی گئی ہے۔ مسلم ممالک کے طلباء اور شہریوں کو ہراساں کیا جاتا ہے اور انہیں مختلف الزامات کے تحت گرفتار کرنے کے واقعات عام ہیں۔ فلپائنی صدر فیڈل راموس نے کہا ہے کہ ۲۰۰۰ء تک منڈاناؤ صوبہ مسلمانوں سے "پاک" کر دیا جائے گا۔ منڈاناؤ کے خطے میں ہسپانوی باشندوں کے آنے سے قبل یہ مسلمانوں کا اکثریتی علاقہ رہا ہے، لیکن اب وہاں بڑی تعداد میں عیسائیوں کو بسایا جا رہا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور مسلمانوں کو جو فلپائن کے شہری ہیں اور دیگر شہریوں کے برابر حقوق رکھتے ہیں' ملک کے مختلف حصوں میں جانے پر مجبور کیا جا رہا ہے۔ ایک باقاعدہ پروگرام کے تحت مسلم آبادی کو مختلف شہروں میں بکھیرا جا رہا ہے۔ اس سال کے اوائل میں پوپ جان پال کے دورہ سے قبل مسلمانوں کے خلاف زور دار مہم چلائی گی اور کہا گیا کہ وہ پوپ کو قتل کرنا چاہتے ہیں' حالانکہ بعد میں یہ بات ثابت ہو گئی کہ دراصل ہسپانوی باشندے جو عیسائی ہیں' بعض ملکی اختلافات کی بناء پر پوپ کے قتل کا ارادہ رکھتے تھے اور وہ پکڑے بھی گئے' لیکن اس خبر کو دبا دیا گیا اور صرف مسلمانوں کے خلاف مہم میں پیش پیش ہیں۔ مسلمانوں کو دہشت گرد کے روپ میں پیش کیا جا رہا ہے۔ ایک مسلم باشندہ کسی بھی جرم میں پکڑا جائے تو ذرائع ابلاغ اسے "اسلامی دہشت گرد" قرار دیتے ہیں' لیکن اسی جرم میں اگر کوئی عیسائی یا یہودی گرفتار ہو تو اسے اس کا ذاتی فعل قرار دیا جاتا ہے' اور جرم کو مذہب سے منسلک کر کے مذہب کی شناخت نہیں بگاڑی جاتی۔ فلپائن میں مسلمانوں کے خلاف مہم امریکہ کے کہنے پر چلائی جا رہی ہے۔ ابھی حال ہی میں اس نے دھمکی دی کہ اگر سیکورٹی سخت نہ کی گئی تو وہ منیلا کے لیے پروازیں بند کر دے گا۔ اس کے بعد سے منیلا کے ایئرپورٹ پر آنے جانے والے مسلمان مسافروں کو تنگ کیا جا رہا ہے اور ان کی ہتک کی جاتی ہے۔ صدر فیڈل راموس نے یہ بھی کہا کہ منڈاناؤ دوسرا بوسنیا بن جائے گا' اس پر "عرب نیوز" نے لکھا ہے کہ جنگ کے بعد کچھ بھی نہیں بچے گا' کوئی بھی فاتح نہیں ہو گا۔ "امن ہی بہتر ہے اور اسے قائم کرنے کے لیے مسلمانوں کو باعزت مقام دیا جانا چاہیے.... انہیں برابر کا شہری سمجھا جائے۔"

(بحوالہ "بیدار" ڈائجسٹ' جولائی ۹۵' ص ۳۸)

مسلمانوں کو قتل کرنا ہمارے لیے ایک قدرتی عمل ہے۔ اسرائیل کے ایک لیڈر کا بیان

"بین الاقوامی ہفتہ وار جریدہ "نیوز ویک" اپنے ہر شمارے میں OVERHEARD عنوان سے کچھ کارٹون اور خاص دلچسپ' معنی خیز' پر لطف بیانات یا تقریروں کے اقتباسات شائع کرتا ہے۔ "نیوز ویک" (۳۰ نومبر) میں OVERHEARD کے کالم میں کارٹونوں کے علاوہ دلچسپ اقتباسات بھی حسب معمول شامل ہیں۔

ایک بیان آپ بھی پڑھئے:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"I don,t think I have to encourage someone to kill the Arabs. It is natural."

اس کا سادہ سادہ لفظی ترجمہ یوں ہو گا۔

"میرا خیال نہیں ہے کہ میں نے عربوں کو قتل کرنے کے لیے کسی کی حوصلہ افزائی کی ہو۔ یہ تو قدرتی چیز ہے۔"

اب اس بیان میں جو خوفناک حقیقت مضمر ہے' اس پر بات کرنے سے پہلے اس بیان کا پس منظر واضح کرنا بھی ضروری ہے' اور یہ بھی کہ یہ بات لکھنے والا کون ہے۔ اسرائیل کا ایک دہشت گرد مسلم دشمن تنظیم KACH ہے۔ اس کا بانی کاہن فکر کا یہودی تھا۔ یہ بیان جو اوپر نقل کیا گیا ہے' KACH پارٹی کے بانی کے بیٹے بنیامین کاہن کا ہے۔

ان صاحب بنیامین کاہن پر یہ الزام ہے کہ یروشلم میں عربوں پر دستی بموں کے ذریعے جو حملہ کیا گیا' اس میں یہ صاحب بھی ملوث تھے۔ اس حملے میں ایک عرب ہلاک اور بارہ شدید زخمی ہوئے تھے۔ یہ معاملہ عدالت میں ہے اور اس مقدمے اور الزام کے حوالے سے بنیامین کاہن نے اپنی صفائی دیتے ہوئے وہ جملے کہے' جنہیں اسرائیل یہودیوں کے سرپرست "نیوز ویک" نے بھی اتنا اہم' دلچسپ اور معنی خیز سمجھا کہ اسے اپنے مستقل کالم "OVERHEARD" میں شامل کر لیا۔

بنیامین کاہن کا یہ "بیان صفائی" بہت معنی خیز ہے۔ اس میں ڈپلومیسی کا اظہار بڑے ہی بلیغ اور معنی خیز انداز میں ہوا ہے' اور پھر جملے کے تیور ملاحظہ ہوں۔

"میرا خیال نہیں ہے کہ....."

یعنی کس مہارت سے' کس محتاط انداز میں اپنے آپ پر کوئی حرف نہیں آنے دیا اور سچ کے بھی پرخچے اڑا دیے گئے ہیں۔ کل کو کہا جا سکتا ہے کہ میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ مجھے یقین ہے.... یا میں نے واقعی.... بلکہ یہ کہ میں نے تو یہ کہا تھا کہ میرا خیال نہیں ہے کہ.... "یعنی آدمی بھول بھی سکتا ہے۔ اس کا حافظہ بھی جواب دے سکتا ہے۔ اس لیے میں یقین سے تو نہیں کہہ سکتا' لیکن میرا خیال نہیں ہے کہ میں نے کسی کی حوصلہ افزائی کی ہو' ترغیب دی ہو کہ تم عربوں کو قتل کرو.....

دو جملوں پر مشتمل اس بیان کی روح تو دوسرے اور مختصر جملے میں ہے جو ان الفاظ میں ہے: "It is Natural."

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس جملے کو پہلے جملے سے ملا کر پڑھیں اور تھوڑا سا غور کریں تو پوری یہودی اور اسرائیلی ذہنیت عیاں ہو جاتی ہے۔ اس پورے جملے کو اب ذرا اپنے انداز میں کہیں تو اردو محاورے کے مطابق جملہ یوں بنتا ہے۔

"بھلا مجھے کیا ضرورت ہے کہ میں کسی کو عربوں کو قتل کرنے کے لیے اکساؤں' عربوں کو قتل کرنے کا جذبہ تو قدرتی طور پر ہم میں موجود ہے۔"

یوں بنیامین کاہن صاحب اپنی صفائی میں یہ کہہ رہے ہیں کہ عربوں کو قتل کرنا تو ایک قدرتی عمل ہے' اس لیے مجھے بھلا کسی کو ایسی ترغیب دینے کی کیا ضرورت ہے' جو جذبہ اور ارادہ تو ذہن قدرتی طور پر موجود ہو' اس کی حوصلہ افزائی کرنا چہ معنی دارد.... ایسے شخص کو کسی طور پر مورد الزام نہیں ٹھہرایا جا سکتا کہ کسی قسم کی قتل و غارت گری یا حملے میں اس کا کسی قسم کا ہاتھ ہے۔ نہ صاحب ناں.... اس کی کیا ضرورت' عربوں کو موت کے گھاٹ اتارنا ایک قدرتی اور فطری چیز ہے۔ اس لیے جہاں قدرت یہ چاہتی ہو' وہاں کسی آدمی کا ملوث ہونا' کیا معنی رکھتا ہے.... بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ ایسا شخص جو عربوں کو قتل کرتا ہے' وہ تو اس میں قدرت کے تقاضوں کو پورا کرتا ہے' وہ تو قابل فخر ہے کہ فطرت کے احکام کی تعمیل کرتا ہے۔

ان گنت تحریریں اور تصویریں اور باتیں ایسی ہوتی ہیں' جنہیں ہم پڑھتے دیکھتے اور سنتے ہیں' لیکن سرسری انداز میں پڑھ کر آگے نکل جاتے ہیں۔ ہم ان پر توجہ ہی نہیں دیتے' حالانکہ ان میں معنی کا ایک جہان چھپا ہوتا ہے۔ ایک پوری قوم کی ذہنیت مزاج اور ارادہ ان جملوں میں اپنا اظہار کرتا ہے۔ جس طرح بنیامین کاہن کا یہ بیان صفائی دو جملوں پر مشتمل ہے' لیکن پوری اسرائیلی قوم کے جذبات کی ترجمانی کرتا ہے۔ چیخ چیخ کر اعلان کرتا ہے کہ یہودیوں اور اسرائیلیوں کے نزدیک عربوں کو قتل کرنا جائز ہے' فطری ہے' عبادت کا عمل ہے۔

میں اس جملے کو ایک اور طرح سے بھی پڑھنے اور سمجھنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اس میں آپ صرف ایک لفظ "ARABS" کی جگہ "MUSLIMS" کر دیں تو اس جملے کی معنویت بھی مجروح نہیں ہوتی اور نہ ہی کوئی ایسی تبدیلی جو جملے میں ازادو اضافے کی حیثیت رکھتی ہو۔ اب یہ جملہ یوں بنتا ہے کہ

"میرا خیال نہیں ہے کہ میں نے مسلمانوں کو قتل کرنے کے لیے کسی کی حوصلہ افزائی کی ہو' یہ تو قدرتی چیز ہے۔"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسرائیل اور یہودی دراصل "عربوں" کو قتل کرنے کی پالیسی کو ہی "قدرتی پالیسی" نہیں سمجھتے' ان کے نزدیک اصل اور بڑی قدرتی پالیسی یہ ہے کہ مسلمانوں کو قتل کیا جائے۔ مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے نیست و نابود کیا جائے۔ "عربوں" کو قتل کرنا تو ان کی "قدرتی پالیسی" کا پہلا مرحلہ ہے۔ پہلے مرحلے میں تو وہ اسرائیل میں بسنے والے' فلسطین کے حقیقی باشندوں کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ دنیا بھر کے مسلمانوں کو بھی قتل کیا جاتا ہے اور جب وہ اسرائیل میں بسنے والے "عربوں" کو قتل کر دیں گے تو پھر دوسرے مرحلے میں وہ دنیا بھر میں بسنے والے مسلمانوں کے خلاف اس قدرتی پالیسی کو عمل میں لا سکیں گے' اگرچہ جزوی طور پر وہ اس پالیسی پر اب بھی عمل کر رہے ہیں۔

دنیا کے کسی بھی خطے میں بسنے والا کلمہ گو مسلمان پہلے ہے اور کچھ اور بعد میں۔۔۔۔ اسی لیے ہم مسلمانوں کو سنجیدگی سے یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ جب اسرائیل اور یہودی "عربوں کے قتل کو قدرتی عمل کا نام دیتے ہیں تو وہ حقیقت میں مسلمانوں کے قتل عام کی "قدرتی پالیسی" کا ذکر کر رہے ہوتے ہیں۔"

(بحوالہ ہفت روزہ "زندگی" لاہور ص ۴۱' ۲۶ دسمبر ۹۳)

دوھرا معیار' جمہوریت کے سرپرست اور جمہوریت کا مذاق'

اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل

"امریکہ برطانیہ اور فرانس دنیا بھر میں حق بالغ رائے دہی اور آزادی رائے کی آڑ میں جمہوری سیاسی نظام کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں۔ جس ملک میں جمہوریت نہ ہو' امریکی بلاک انسانی حقوق کی پامالی کا واویلا مچانا شروع کر دیتا ہے۔ بعض اوقات اقوام متحدہ کے ذریعے اس ملک کے خلاف اقتصادی پابندیاں تک عائد ہو جاتی ہیں' اگر کسی ملک میں جمہوریت کا مستقبل تاریک ہو جائے' تو اقوام متحدہ کی فوج کی نگرانی میں انتخابات کرائے جاتے ہیں' جبکہ خود اقوام متحدہ کے اہم ادارہ عالمی سلامتی کونسل کا ڈھانچہ جمہوری اصولوں کی نفی کرتا ہے۔

(۱) جمہوری نظام میں ہر بالغ شہری کو ووٹ دینے کا حق حاصل ہے' لیکن عالمی سلامتی جیسے اہم مسائل کے حل کے لیے اقوام متحدہ کے ۱۸۴ء ارکان میں سے سلامتی کونسل کے ۱۵ ارکان کو منتخب کر کے باقی ارکان کو کیوں محروم کیا گیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) جمہوری نظام میں عالم اور جاہل کی رائے میں کوئی فرق نہیں۔ سب کے ووٹ کی قدر و قیمت یکساں ہے' اس اصول کو مدنظر رکھ کر دنیا کے تمام ممالک کے ووٹ کی قدر و قیمت برابر نہیں' کیوں؟

(۳) جمہوری اصولوں کے مطابق کثرت رائے کی بنیاد پر فیصلے ہوتے ہیں' لیکن سلامتی کونسل کے فیصلے ان پانچ غاصبوں کی صوابدید پر ہوتے ہیں' کیوں؟

(۴) سلامتی کونسل کے پانچ ارکان کی حیثیت مستقل ہے' جبکہ باقی ۱۰ ارکان ان کی مرضی سے صرف ۲ سال کے لیے منتخب ہوتے ہیں' یہ تضاد کیوں؟

امریکہ' برطانیہ دوسرے ملکوں کو جمہوری نظام کی دعوت دیتے ہیں' لیکن اقوام متحدہ میں ان جمہوری اصولوں پر عمل کیوں نہیں کرتے؟"

(از عطا محمد جنجوعہ صاحب' بحوالہ ماہنامہ "الفاروق" کراچی' رجب ۱۴۱۶ھ)

اسرائیل کے حق میں امریکہ کے ۷۰ ویٹو مگر مسلمانوں کے لیے؟

"اقوام متحدہ' امریکہ نے اقوام متحدہ کی وہ قرارداد ویٹو کر دی ہے' جس میں مشرقی بیت المقدس میں عربوں کی زمینوں پر قبضہ کرنے پر اسرائیل کی مذمت کی گئی تھی۔ قرارداد پر ۳ دن بحث جاری رہی' جس میں عرب سفراء نے اقوام متحدہ سے اسرائیل کے خلاف کارروائی کا مطالبہ کرتے ہوئے خبردار کیا' کہ عربوں کی زمینوں پر قبضہ سے مشرق وسطیٰ میں قیام امن کا عمل خطرہ میں پڑ جائے گا۔ بحث کے بعد ۱۷ مئی کو قرارداد رائے شماری کے لیے پیش ہوئی' تو قرارداد کے حق میں ۱۴ ووٹ پڑے۔ جبکہ امریکہ نے اس کی مخالفت کی اور ویٹو کر دیا' امریکہ کے مندوب نے کہا' کہ مقبوضہ بیت المقدس کا دھماکہ خیز مسئلہ اقوام متحدہ کی مداخلت کے بغیر اسرائیل اور فلسطینیوں کو خود ہی طے کرنا ہو گا۔ عرب مندوبین نے مسلمانوں کے لیے مقبوضہ بیت المقدس کی تاریخی' ثقافتی اور مذہبی اہمیت پر زور دیتے ہوئے قرارداد کی منظوری کا مطالبہ کیا۔ قرارداد منظور ہونے کی صورت میں اسرائیل کے اس اقدام کو کالعدم قرار دے دیا جاتا' جن کے تحت اس نے مشرقی بیت المقدس میں اسرائیلوں کے لیے بستیوں کی تعمیر کی غرض سے عربوں کی ۴۰ ایکڑ اراضی پر قبضہ کر لیا ہے' اور اسرائیل سے ان اقدامات کی تنسیخ کا مطالبہ کیا جاتا۔ یہ قرارداد اومان' ہنڈوراز' انڈونیشیا' نائیجریا' بوٹوانا اور روانڈا نے مشترکہ طور پر پیش کی تھی۔ امریکہ ۴۵ء میں اقوام متحدہ کے قیام سے اب تک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۰ مرتبہ ویٹو کے اختیارات استعمال کر چکا ہے' جن کی ایک تہائی سے زائد تعداد مشرق وسطیٰ کے معاملات سے تعلق رکھتی ہے۔ عرب لیگ کے ایک عہدیدار سعید کمال نے امریکی ویٹو پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ عرب ملکوں پر لازم ہوگیا ہے کہ وہ اسرائیل کے لیے امریکی حمایت کے چیلنج کا مقابلہ کرنے کے لیے اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کریں۔ امریکی ویٹو کا حق اسرائیل کے لیے ایک موثر ہتھیار بن چکا ہے' جو کچھ ہوا ہے' عربوں کو اس سے سبق حاصل کرنا چاہیے' اور امریکی پالیسیوں سے نمٹنے کے لیے اپنے اختلافات دور کرنے چاہئیں۔"

(بحوالہ "بیدار ڈائجسٹ" جون ۱۹۹۵ء' ص ۴۲)

امریکی بچے "اسرائیل" کی دہشت گردی

ماہ ستمبر کی تلخ یادیں

ماہ ستمبر اسرائیل اور فلسطینیوں ہر دو کے لیے اہمیت رکھتا ہے مگر مختلف انداز سے۔ فلسطینیوں کے لیے ستمبر کی یادیں انتہائی تلخ اور دردناک ہیں۔ اس ماہ میں صابرہ اور شتیلہ میں فلسطینیوں کا قتل عام ہوا۔ اسی ماہ میں کیمپ ڈیوڈ سمجھوتہ ہوا جس کے بعد مصر اسرائیل کا دوست بن گیا۔ اسی ماہ میں یاسر عرفات اور اسرائیل میں تعلقات کی بنیاد رکھی گئی۔

صابرہ اور شتیلہ کا قتل عام ستمبر 1982ء میں ہوا۔ یہ کوئی قتل عام کا معمولی واقعہ نہ تھا بلکہ فلسطینیوں کی نسل کشی کے اسرائیلی منصوبے کا حصہ تھا۔ 1982ء میں 16 اور 18 ستمبر کے درمیان 3000 تا 3500 فلسطینیوں کو ذبح کر دیا گیا۔ یہ ایک ہولناک قتل عام تھا۔ برطانیہ کی ایک میڈیکل ڈاکٹر جو اس وقت بیروت میں تھی' لکھتی ہے: "گولیاں مار کر قتل کرنے سے پہلے لوگوں کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا تھا۔ انھیں وحشیانہ طریقے سے پیٹا گیا تھا' بازوؤں اور ٹانگوں کے گرد بجلی کی تاریں باندھی گئی تھیں' آنکھیں نکال دی گئی تھیں' بیشتر خواتین کی قتل سے پہلے عصمت دری کی گئی تھی' اکثر کی ایک سے زیادہ افراد نے آبرو ریزی کی تھی' بچوں کو بارود سے زندہ اڑایا گیا تھا"۔

یہ قتل عام دیریاسین (1948) اور قبیوعا (1953) میں نسل کشی ہی کا سلسلہ تھا۔ مغربی کنارہ کے گاؤں قبیوعا میں 66 مرد' عورتیں اور بچے قتل کیے گئے تھے۔

صابرہ اور شتیلہ کے قتل عام سے پہلے کے سالوں 1978ء' 1980ء اور 1981ء میں بھی

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسرائیل نے لبنان میں فلسطینیوں کے مہاجر کیمپوں پر بے شمار حملے کیے تھے۔ لبنان کے ہسپتالوں اور پولیس کے ریکارڈ کے مطابق صرف 1982ء میں 4 جون تا 31 اگست 17835 افراد اسرائیلی بمباری سے قتل ہوئے۔ ان اعداد و شمار میں وہ تعداد شامل نہیں ہے جن کی لاشیں نہیں ملی تھیں یا جن کو اجتماعی قبروں میں دفنایا گیا تھا۔ (ماہنامہ بیدار ڈائجسٹ' نومبر 98ء)

صابرہ اور شتیلہ کی دردناک یادیں

میں نے مرنا چاہا

محمد کی بہن نوحاد سرور جب اس ڈراؤنے اور خوفناک منظر کو یاد کرتی ہے تو اسے اپنے ذہن میں قاتل کا چہرہ صاف دکھائی دیتا ہے۔ وہ بتاتی ہے:

"جب میرے بڑے بھائی کہیں چھپنے کے لیے بھاگ گئے تو ہم بستر پر چلے گئے۔ ہم نے قطعا نہ سوچا تھا کہ حملہ آور فوجی ہمارے لیے آئے ہیں۔ میری دو بہنیں اور دو چھوٹے بھائی تھے۔ میں اس وقت 16 سال کی تھی۔ یہ صبح پانچ بج کر 40 منٹ کا وقت تھا کہ دروازے پر زوردار ٹھوکریں پڑیں اور اسرائیلی فوجی ہمارے گھر میں داخل ہو گئے۔ وہ بستروں سے ہمیں کھینچنے لگے۔ انھوں نے حکم دیا کہ ہم دیوار کے ساتھ کھڑے ہو جائیں۔ میں نے اپنی چھوٹی بہن کو اٹھایا اور دیکھا کہ دونوں چھوٹے بھائی غسل خانے کی طرف کھسک گئے ہیں۔ ہمیں وہشت زدہ کیا جانے لگا۔ میرے والدین اور بہنیں چیخ رہی تھیں۔ میں نہ چیخ سکی۔ میں نہیں جانتی کہ ایسا کیوں ہوا۔ ایک فوجی نے اپنی گن ہم پر تانی ہوئی تھی مگر وہ اپنے آپ کو ہمیں شوٹ کرنے کے لیے تیار نہ کر سکا۔ دوسرے فوجی نے اسے کہا "شوٹ کیوں نہیں کرتے' کس بات کا انتظار کر رہے ہو؟" مگر اس نے ایسا نہ کیا۔ دوسرے فوجی نے اس سے گن چھین لی اور میرے باپ سے کہا کہ کاغذات دکھاؤ۔ جونہی میرا باپ کاغذ نکالنے کے لیے مڑا' فوجی نے انھیں گولی مار دی اور گن کا رخ ہماری طرف کر دیا۔ وہ گولیاں چلانے لگا۔ میں نے ایک سال کی اپنی چھوٹی بہن اٹھائی ہوئی تھی' وہ چلائی "امی' امی" اور اس کے بعد کچھ بھی تو نہ تھا۔ میں نے اس پر نظر ڈالی' اس کا دماغ اس کے سر سے نکل کر میرے بازو پر پڑا ہوا تھا۔ فوجی جا چکے تھے۔ میں نے اردگرد نظر دوڑائی اور دیکھا کہ میری بڑی بہن اور ماں ابھی زندہ تھیں۔ میں اور میری ماں چل سکتی تھیں مگر میری بہن چلنے کے قابل نہ تھی۔ اس کو خون میں لت پت چھوڑ کر ہمیں وہاں سے بھاگنا پڑا۔ میں نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانی کا ایک جگ بھر کر اس کے قریب رکھ دیا۔ وہ لاشوں کے پاس تین دن تک پڑی رہی۔ دونوں بھائی بھی غسل خانے سے نکل کر کہیں بھاگ گئے۔ بعد میں ہم نے انھیں تلاش کر لیا۔ میری بہن بھی بچ گئی مگر مفلوج ہو گئی"۔ (ماہنامہ بیدار ڈائجسٹ' نومبر1998ء)

میری زندگی اس دن ختم ہو گئی

محمد ابو روضائنہ کی عمر21 سال ہے۔ اس کے بٹوے میں ایک تصویر ہے جس میں اس کا باپ اور چچا گھر کے باہر کھڑے دکھائی دیتے ہیں۔ اس نے بتایا:

"میں قتل عام کے وقت پانچ سال کا تھا مگر مجھے ہر تفصیل یاد ہے۔ ہم نے گولیوں کی آواز سنی مگر میرے باپ کا خیال تھا کہ فکر والی کوئی بات نہیں۔ ہم اپنے چچا کے ساتھ رہتے تھے۔ ہم سب پندرہ کی تعداد میں تھے۔ اچانک ایک عورت ہمارے گھر میں داخل ہوئی۔ وہ مکمل خون آلود تھی۔ وہ چیخی کہ باہر قتل عام ہو رہا ہے۔ میرے باپ نے اس کی باتوں پر یقین نہ کیا۔ میرے باپ نے اس عورت سے کہا کہ وہ ایسی باتیں نہ کرے' اس سے بچے دہشت زدہ ہو جائیں گے۔

ہم نے مزید چیخیں سنیں اور چھوٹے کمرے میں چھپنے کے لیے دوڑ پڑے۔ یہ اتنا چھوٹا تھا کہ ہمارے لیے سانس لینا بھی مشکل ہو گیا۔ ہمارا پرانا ہمسایہ باہر گیا کہ دیکھ سکے کہ وہاں کیا ہو رہا ہے۔ اسے گولی مار دی گئی۔ اس کے بعد اسے دیکھنے اس کی بیٹی باہر گئی اور وہ بھی گولی کا نشانہ بن گئی۔

ہمارے والدین نے ہمیں خاموش رہنے کے لیے کہا تا کہ فوجی ہمیں ڈھونڈ نہ سکیں۔ ہم نے کوشش کی مگر ہم بچے خاموش نہ رہ سکے۔ ایک بچے نے رونا شروع کر دیا۔ فوجیوں نے رونے کی آواز سنی اور ہم تک پہنچ گئے۔ انھوں نے ہر چیز توڑ پھوڑ دی۔ مردوں کو ایک طرف اور عورتوں بچوں کو دوسری طرف کھڑا کر دیا۔ عورتوں اور بچوں کو باہر لے گئے۔ کیمپ کے باہر ایک فوجی نے مجھے پکڑ لیا اور ایک بسکٹ دیا۔ اس نے پوچھا کہ میرا باپ کیسے کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ میں جانتا تھا کہ وہ یہ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ میرا باپ جنگجو تو نہیں۔ میں خاموش رہا۔ فوجی ہمیں سپورٹس سٹی میں لے گئے۔ انھوں نے بتایا کہ وہ ہمیں قتل کرنے والے ہیں۔ اچانک دھماکوں کی آوازیں آئیں اور فوجی ادھر بھاگ گئے۔ مجمع میں ایک عورت چیخی کہ بھاگو اور ہم بھاگ کھڑے ہوئے۔

میرے باپ اور چچاؤں کو قتل کر دیا گیا تھا۔ میری شادی شدہ بہنیں جو کیمپ میں دوسری

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جگہ رہتی تھیں وہ بھی ماری جا چکی تھیں۔ اس دن سے لے کر آج تک میرے ذہن میں ایک ہی سوال ہے کہ میرے باپ نے گھر آنے والی خون آلود عورت کا اعتبار کیوں نہ کیا' اس کی بات تسلیم کر لینے سے شاید حالات مختلف ہو جاتے۔ میں ساری زندگی اپنے باپ کی ضرورت محسوس کرتا رہا ہوں۔ میری ماں چند سال بعد مر گئی۔ جن ہولناک مناظر کو اس نے دیکھا تھا۔ وہ ان کی اذیت سے کبھی جان نہ چھڑا سکی۔ میں اور میری بہن اکیلے رہ گئے مگر میرے لیے زندگی تو اسی دن ختم ہو گئی تھی۔ بے شک میں آج بھی زندہ ہوں مگر مجھے اپنی زندگی سے نفرت ہے' مجھے اپنے آپ سے نفرت ہے' میں اس کیمپ اور ملک سے چلا جانا چاہتا ہوں۔ میں کہیں دور جا کر نئی زندگی شروع کرنا چاہتا ہوں مگر میں تو ایک فلسطینی ہوں' میری کون مدد کرے گا؟" (بحوالہ ماہنامہ بیدار ڈائجسٹ' نومبر 98ء)

اے کشتۂ ستم تیری غیرت کو کیا ہوا؟

دنیائے کفر کی دہشت گردی' بنیاد پرستی اور مسلمانوں کی اندھی رواداری کے تناظر میں تاریخی حوالوں سے مزین اک سسکتی تحریر!

شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات

"اسلامی اقدار پر حملے کی ایک جھلک اس طرح بھی مل رہی ہے کہ انگریزی اخباروں میں خصوصاً عیسائیوں کی طرف سے خطوط شائع ہو رہے ہیں جن میں اس بات کا ذکر تکرار کے ساتھ آتا ہے کہ ہم عید قربان پر جانوروں کی قربانی نہ کریں۔ اسی قسم کے خیالات پہنچتے پہنچتے حج پر پابندی کا باعث بنیں گے۔ جواز یہ دیا جائے گا کہ ملک اس زرمبادلہ کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ ازبکستان میں 1955ء میں وہاں کے سلمان رشدی' شاعر جعفر جولیام کی نظم تاشقند کے اخباروں کی زینت بنی جس کا ترجمہ یہ ہے:

"روزے رکھنا چھوڑ دو۔ یہ فریضہ محمدؐ نے اس لیے عائد کیا تھا کہ وہ عرب کے صحرا میں بھوک کا شکار تھے۔ محمدؐ کا دین بھوکوں کا دین ہے۔ ترقی یافتہ شکم سیر اور جوان ازبکی عوام کا نہیں"۔ نعوذ باللہ۔

وہاں حج پر جانے پر پابندی پہلے ہی سے لگ چکی تھی۔ روسی انقلاب سے قبل 1911ء میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سائبریا' رامگا' اورال' ترکستان' قفقاز اور وسطی ایشیا کے دوسرے اسلامی علاقوں میں 25000 ابتدائی اسلامی مکاتب تھے۔ روسی سرکاری اعداد و شمار کے مطابق بھی ان کی کم از کم تعداد 10000 تھی۔ 1085ء اعلیٰ دینی مدارس تھے۔ صرف بخارا میں 380 مدارس تھے جن میں 40000 طلبہ زیر تعلیم تھے۔ جس طرح رنجیت سنگھ نے بادشاہی مسجد لاہور کو گھوڑوں کے اصطبل میں بدل دیا تھا اسی طرح ان مدرسوں کو چوپالوں' سرخ گوشوں اور مویشیوں کے احاطوں میں بدل دیا گیا اور جس جگہ کا کوئی متبادل مصرف نظر نہیں آیا اس پر پاگل خانے کا بورڈ آویزاں کر دیا۔ پچیس سال کے اندر اندر اس علاقے میں کوئی مدرسہ نہیں رہا۔ بخارا کا قدیم مدرسہ "میرعرب" جو 1535ء میں مکمل ہوا تھا۔ 1552ء میں بند کر دیا گیا۔ 21000 مسجدوں میں سے صرف 1212 مسجدیں رہ گئیں۔ 1938ء تک کریمیا کی ایک ہزار مساجد میں سے ایک بھی نہیں بچی۔ آذربائیجان کی 13 مسجدوں کو شہید کر کے سینما گھر تعمیر کیا گیا۔ ماسکو کی جامع مسجد کو دوسری جنگ عظیم تک پبلک ہال کے طور پر استعمال کیا جاتا رہا جہاں رقص کی محفلیں جمتیں اور اسلام کے خلاف لیکچر دیے جاتے۔ قازان میں جامعہ اپزیم کے عالیشان مینار کو گرا کر عمارت کو کارخانے میں بدل دیا۔ قانون فوجداری کی دفعہ 122 کے تحت بچوں کو اسلامی تعلیم دینے پر سزا' 123 کے تحت نماز پڑھنے' 126 کے تحت مدرسوں مسجدوں کے لیے چندہ جمع کرنے' 125 کے تحت پیدائش پر بچے کے کان میں اذان یا تکبیر کہنا' عقیقہ اور ختنہ کرنا سب خلاف قانون قرار دیے گئے۔ سؤر پالنا لازمی قرار دیا گیا تاکہ اسلامی تشخص ہی جاتا رہے۔

یہ اس علاقے کی تاریخ ہے جہاں اسلام کا بول بالا تھا۔ جس راستے سے ہمارے آباؤ اجداد آئے اور پورے ہندوستان میں اسلام پھیلایا۔ آج اشتراکی عیسائی' یہودی اور ہندو مل کر اسلامی ملکوں کے خلاف سازشیں کر کے اسلام کی بنیادوں پر حملے کر رہے ہیں۔ اسلام ایک طرف اور کفر کی تمام طاقتیں دوسری طرف اکٹھی ہیں۔ کشمیر' بوسنیا' چیچنیا' فلسطین میں کفر کے اتحاد کی مثالیں ہیں۔ ہر داڑھی والا مسلمان دہشت گرد گردانا جاتا ہے۔ حال ہی تک اسے "بنیاد پرست" کہا جاتا تھا۔ اب اس کی تعریف "اسلامسٹ" ہو گئی ہے جوں جوں ان کی گرفت مضبوط ہو گی توں توں یہ اصطلاح لفظ "مسلمان" کے قریب آ جائے گی۔ اگر ہم نے ہوش نہ سنبھالا تو کل سیدھا سادھا مسلمان ہونا ہی قابل مذمت تنقید ہو کر رہ جائے گا۔ اپنے آپ کو مسلمان کہلانے والا ہر شخص بالکل اسی طرح دہشت گرد جانا جائے گا جس طرح وسط ایشیا میں آزادی کے متوالوں کی تحریک احرار کو "بسماچی" یعنی رہزن اور لٹیرے کہہ کر مارا جاتا تھا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہماری بردباری کا یہ عالم ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان سے ہم ہر سال 50 عیسائیوں کو سرکاری خرچ پر ویٹی کن بھیجتے ہیں۔ اپریل 1996ء کے جس روز کراچی سٹیل مل کے چند ہندوؤں کے لیے مندر کا افتتاح ہوا۔ اسی روز نام نہاد سیکولر بھارت کی راجدھانی دہلی کی جامع مسجد میں وضو کے لیے بنائے گئے غسل خانوں کو گرانے کا حکم ہوا۔ بابری مسجد کے ساتھ جو حشر ہوا' سب کو یاد ہے۔ فرانس میں مسلمان لڑکیوں کو پردہ کے لیے حجاب تک پہننے کی اجازت نہیں ہے۔ برطانیہ کے 20 لاکھ سے زیادہ اور امریکہ میں 30 لاکھ کے قریب مسلمانوں کو قومی سطح پر کوئی علیحدہ نمائندگی نہیں۔ ہم نے اقلیتوں کو دوھرے تہرے ووٹ کا حق دے کر ایک طرف ان کے لیے لازی سیٹوں کا بندوبست کیا ہے تو دوسری طرف مسلمان نمائندوں کو بھی کامیابی کے لیے ان کا دست نگر بنا دیا ہے۔

علمائے کرام کے گرد جو حصار کھڑا کیا جا رہا ہے اس کا احساس انھیں ہو چکا ہو گا۔ ہم انھیں یاد دلا دیں کہ 1923ء میں بحرابیض کی نہر کھودنے کا کام جن قیدیوں سے لیا گیا ان میں سے بیشتر علماء ہی تھے۔ بڑے بڑے علماء کو مروایا گیا یا پھانسی لگا دی گئی باقی جیلوں میں مرکھپ گئے۔ سویت فوجداری قانون کی دفعہ 58 کے تحت علماء' موذنین' خطیبوں' واعظوں اور آئمہ مساجد کے شہری حقوق ختم کر دیے گئے۔ انھیں غیر عامل طبقہ قرار دے کر ان پر بھاری ٹیکس عائد کر دیے جن کی ادائیگی ان کی حد استطاعت سے باہر تھی۔ ہمارے ہاں بھی یہ سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔ مساجد میں لاؤڈ سپیکر کے استعمال پر پابندی ہے۔ فحش گانے اور دوسری مکروہات پر کوئی پکڑ نہیں۔ شوکت خانم ہسپتال میں دھماکے پر شوشہ اڑایا گیا کہ وہاں دو داڑھی والے آدمی مشکوک حالت میں دیکھے گئے۔ ایک آدھ اور واقعہ ایسا آئے گا جس میں داڑھی والوں کو مورد الزام ٹھہرایا جائے گا۔ باریش لوگوں کو پولیس والے سڑکوں پر روکیں گے اور آہستہ آہستہ داڑھی رکھنے سے گریز ہونے لگے گا۔ لوگ داڑھیاں منڈوائیں گے تاکہ مشتبہ نہ لگیں۔

کلچرل شو' میلے' پاپ شو' ٹیلی ویژن پر ناچ گانا' ایک سیکولر تہذیب کو فروغ دے رہا ہے۔ دین کے داعی اگر اپنے فروعی اختلافات بھلا کر متحد نہیں ہوں گے تو بہت جلد انھیں ایک ایک کر کے ختم کر دیا جائے گا' مدرسے بند ہو جائیں گے۔ ان پر تخریب کاری فروغ دینے کے الزام پہلے ہی سے لگنے لگے ہیں۔ مسجدیں مرثیہ خواں ہوں گی کہ نمازی نہ رہے۔ ہمارے قوانین یورپ اور امریکہ سے ہم آہنگ ہوں گے۔ عورتیں مغرب کی طرح آزاد ہو کر ذلیل و خوار ہوں گی۔ ہم جنسی کو قانونی تحفظ ہو گا اور نام کے مسلمان ڈش انٹینا کی مدد سے روس کی نسبت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیادہ تیزی سے اسلام سے دور کر دیے جائیں گے۔ یہاں وسطی ایشیا سے ایک واقعہ کا بیان کر دینا بھی مناسب ہو گا۔

"18 مارچ 1927ء کو بخارا میں ایک بہت بڑی تقریب ہوئی جس میں برقعوں کا ڈھیر لگا کر برسر عام نذر آتش کر دیا گیا۔ پانچ ہزار کے لگ بھگ مسلمان عورتیں آئی تھیں جنھوں نے مزاحمت کی اور پردہ ترک کرنے سے انکار کیا۔ ان کے سروں سے برقعے نوچ کر الاؤ میں ڈال دیے گئے۔ رشتہ داروں کی منت سماجت اور ترغیب سے بالآخر ان عورتوں نے بھی بے پردگی اختیار کر لی۔ جبراً پردہ اتارنے کی یہ مہم روسی عورتوں نے انجام دی۔ یہ عورتیں ہر اس رکاوٹ کو دور کرنے کا تہیہ کر چکی تھیں جو ملاؤں اور مسلمان مردوں نے کھڑی کر رکھی تھیں اور ایشیائی عورتوں کو جدید تہذیب کی راہ پر چلنے سے روک سکتی تھی۔ 18 مارچ کو قومی دن کی حیثیت حاصل ہو گئی اور ہر سال اس رسم کو دہرا کر منایا جائے گا"۔

(از محترم منظور احمد صاحب روزنامہ نوائے وقت' ملتان' 18 اپریل 1996ء)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 5

انسانی حقوق اور رواداری

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رواداری اور انسانی حقوق

شجر رواداری کی ہی اک اور شاخ انسانی حقوق ہیں۔ اس حوالے سے بھی اہل مغرب کے نزدیک پوری امت مسلمہ مجرم ہے۔ ان کا یہ دعویٰ کہاں تک مبنی بر حقیقت ہے اور اس سلسلہ میں خود ان کا اپنا طرز عمل کہاں تک انسانی حقوق کے تقاضے پورا کرتا ہے۔ اس کا اندازہ تو آپ خود ہی آئندہ درج واقعات سے لگالیں گے' لیکن پہلے ہم مسلمانوں کی بنیاد یعنی قرآن و حدیث سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کے نزدیک انسانی حقوق کوئی رسم' روایت یا مجبوری نہیں ہیں' اور نہ ہی اس سلسلہ میں وہ اقوام متحدہ کے چارٹر کے محتاج ہیں' بلکہ انسانی حقوق تو مسلمانوں کا مذہبی فریضہ ہیں۔ اقوام متحدہ کا چارٹر جب نہ تھا' مسلمان اس وقت بھی ان کی ادائیگی اپنا دینی فرض جان کر کرتے تھے' اور آج بھی کرتے ہیں' جبکہ اہل مغرب پہلے بھی کسی ٹھوس بنیاد سے محروم تھے اور آج بھی ہیں۔ اسی لیے ان کے نزدیک انسانی حقوق تو موم کی ناک اور کمزوروں کے خلاف اک ہتھیار ہے۔ جسے جب چاہیں موڑ لیں اور جب چاہیں استعمال کرلیں۔ کمزور ملکوں اور تیسری دنیا کی اقوام پر چڑھائی کرنے کے لیے اس سے خوبصورت نام شاید اور کوئی نہ ہو۔ اس نام سے جس گھر میں مرضی گھس جاؤ' جس کی عزت چاہے پامال کردو' جس کی پگڑی چاہے اچھال دو اور جس کی عصمت چاہے نیلام کر دو۔ کیوں کہ انسانی حقوق کی پاسداری ان "بڑوں" کا فرض بنتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ خود اس عمل سے کس کے کتنے انسانی حقوق مجروح ہوتے ہیں؟ اسے کون پوچھتا ہے۔

بلکہ اب تو یہ خیال حقیقت کا روپ دھار چکا ہے کہ ان "لاٹھی والوں" کے نزدیک انسانی حقوق سے مراد صرف غیر مسلمانوں کے انسانی حقوق ہیں۔ بوسنیا' چیچنیا' کشمیر' فلسطین' فلپائن' صومالیہ' اریٹیریا' انڈیا کے سسکتے مسلمان اس بات پہ شاہد ہیں۔ عیسائی دنیا تو شاید زبان سے اس بات کا اقرار نہ کرے' لیکن یہودی تو بہرحال اسے بطور مذہبی فریضہ تسلیم کرتے ہیں کہ ان کے نزدیک انسان تو صرف یہودی ہیں۔ باقی سب لوگ ان کی خدمت کے لیے بطور غلام پیدا کیے گئے ہیں۔ اس لیے ان کے انسانی حقوق کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس سلسلہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ایک یہودی ربی (عالم) کا بیان پڑھیے اور خود فیصلہ کیجئے کہ ہم کہاں کھڑے ہیں اور کب تک ایسے کھڑے رہیں گے۔

کیا انسانی حقوق کے نام پر ہم مسلمانوں کو یوں ہی ذبح ہوتے دیکھتے رہیں گے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ آپ اینٹ کا جواب پتھر سے دیں کہ بہرحال اسلام کے نزدیک ہر انسان کی جان محترم ہے، مگر ظالم کا ہاتھ روکنا تو بہرحال ہمارا حق بنتا ہے اور آج اگر اپنا گریبان محفوظ سمجھ کر اپنے بھائیوں کے لیے نہ اٹھے تو کل یہ بھی محفوظ نہ رہے گا، اور اگر محفوظ رہا بھی تو آخر کب تک؟

"مقبوضہ مغربی کنارے کے شہر نابلس میں حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر پر متولی کے فرائض سرانجام دینے والے یہودی ربی (مذہبی راہنما) تمحساق جنیبرگ نے مقامی یہودی اخبارات کو جاری کیے گئے ایک بیان میں کہا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک ایک یہودی کی زندگی ایک مسلمان اور عرب کی زندگی سے زیادہ افضل ہے۔ یہودی ربی کا کہنا ہے کہ اس بات سے قطعی کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ مسلمان یہودی کے لیے ضرر کا باعث بنتا ہے یا نہیں، کیونکہ ہرحال میں یہودی خون زیادہ محترم اور مقدس ہے۔ یہودی ربی نے مزید کہا کہ ۲۵ فروری ۱۹۹۴ء کو الخلیل شہر کی مسجد ابراہیمی میں باروخ گولڈ شٹین نے ۷۰ سے زائد مسلمانوں کو شہید کر کے "حکم الٰہی" کی تکمیل کی تھی، جس پر وہ مبارک باد کا مستحق ہے"۔

(بحوالہ پندرہ روزہ "بیت المقدس" اسلام آباد، ۱۳ اکتوبر، ۱۹۹۴ء)

انسانی حقوق اور قرآن مجید

"آج کل عالمی سطح پر حقوق انسانیت کا بڑا چرچا ہے اور یوں دکھائی دیتا ہے کہ یہ شاید عصر حاضر ہی کا کوئی مسئلہ ہو مگر آگے بڑھنے سے قبل ہم یہ بات واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ آج سے چودہ سو سال پہلے جب دنیا کے کسی گوشے میں حقوق انسانیت کا تصور تک نہ تھا۔ اسلام نے انسانیت کو کیا کیا بنیادی حقوق انسانیت دیے۔

یہ وہ حقوق ہیں جو ہر انسان کو محض انسان ہونے کی حیثیت سے بلا تفریق جنس، رنگ، نسل، مذہب وطن قومیت یکساں طور پر حاصل ہوتے ہیں۔ اسلامی مملکت ہر فرد، معاشرہ کو ان حقوق کی ضمانت دیتی ہے اور اگر وہ اس ذمے داری سے عہدہ برآ ہونے سے قاصر رہ جائے تو افراد معاشرہ ان حقوق کو عدالت کے ذریعے بطور اپنے حق کے حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ حقوق نمایاں طور پر حسب ذیل ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) ہر انسانی بچہ پیدائش کے اعتبار سے یکساں عزت کا مستحق ہے: پیدائش کی نسبت سے انسان اور انسان میں کوئی فرق نہیں کیا جا سکتا ہے۔

ولقد کرمنا بنی ادم (۷۰ / ۱۷) ہم نے ہر انسانی بچہ کو واجب التکریم بنایا ہے۔

(۲) معاشرہ میں مدارج کا معیار جوہر ذاتی اور سیرت و کردار ہے: ولکل درجت مما عملوا (۱۹ / ۴۶) ہر ایک کے مدارج اس کے اعمال کے مطابق متعین ہوں گے۔

(۳) کوئی انسان کسی دوسرے انسان کا محکوم نہیں ہو سکتا: کسی انسان کو کسی دوسرے انسان پر حق حکومت حاصل نہیں ہو سکتا۔

ما کان لبشر ان یوتیه الله الکتب والحکم والنبوة ثم یقول للناس کونوا عبادالی من دون الله (۷۹ / ۳)

کسی انسان کو اس کا حق حاصل نہیں خواہ اسے کتاب' حکومت اور نبوت ہی کیوں نہ ملی ہو' کہ وہ لوگوں سے کہے کہ وہ اللہ کے نہیں' بلکہ اس کے محکوم بن جائیں۔

(۴) ہر کام کرنے والے کو اپنے کام کو پورا پورا معاوضہ ملے گا: ووفیت کل نفس ما عملت (۷۰ / ۳۹) ہر شخص کو اس کے کام کا پورا پورا معاوضہ ملے گا۔

(۵) ہر ایک کے ساتھ عدل ہو گا: ان الله یامر بالعدل والاحسان (۹۰/ ۱۶)

حتی کہ دشمن کے ساتھ عدل ہو گا۔

لا یجرمنکم شنان قوم علی الا تعدلوا اعدلو هو اقرب للتقوی (۸/۵)

کسی قوم کی دشمنی بھی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کر دے کہ تم اس سے عدل نہ کرو۔ ہمیشہ عدل کرو اور دوست دشمن ہر ایک سے عدل کرو یہ روش تمہیں اس معیار زندگی کے نزدیک تر لے آئے گی جس تک خدا تمہیں لانا چاہتا ہے۔

(۶) حق رزق: یعنی تمام افراد کو بنیادی ضروریات زندگی کا مہیا کرنا' اس نظام معاشرہ کے ذمہ ہے جو خدا کے نام پر قائم ہوتا ہے' وہ اعلان کرے گا کہ نحن نرزقکم وایاهم (۶/۱۵۲) "ہم تمہاری ضروریات زندگی کے بھی ذمہ دار ہیں اور تمہاری اولاد کی ضروریات کے بھی۔"

(۷) جان کی حفاظت:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۸) مال کی حفاظت: یعنی ہر وہ شے جسے قانون کی رو سے کسی کی ملک قرار دے دیا گیا ہو اس کی حفاظت (۴/۲۹)

(۹) سکونت کی حفاظت: سورہ بقرہ میں کہا گیا ہے کہ لوگوں کو ان کے گھروں اور بستیوں سے نکال دینا جرم ہے۔ (۲/۸۵)

(۱۰) عصمت کی حفاظت: (۲۴/۲)

(۱۱) حسن ذوق کا حق: یعنی قانون کے دائرے کے اندر رہتے' ذوق جمالیات کی تسکین کا حق۔ قرآن کریم نے نہایت تحدی سے کہا ہے کہ قل من حرم زینة اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبت من الرزق (۷/۳۲) "اے رسولؐ! ان سے کہو کہ وہ کون ہے جو سامان آرائش و زیبائش (زیب و زینت) اور خوشگوار اشیائے خورد و نوش کو جنہیں خدا نے بندوں کے لیے پیدا کیا ہے' حرام قرار دے دے؟"

(۱۲) مذہبی آزادی کا حق: لا اکراہ فی الدین (۲/۲۵۶) یعنی کسی کو کوئی مذہب قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔

(۱۳) مذہبی عبادت گاہوں کی حفاظت: ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لھدمت صوامع وبیع وصلوت و مسجد یذکر فیھا اسم اللہ کثیرا ○ (۲۲/۴۰)

اور اگر اللہ اس کا انتظام نہ کرتا کہ ایک گروہ کی روک تھام دوسرے گروہ کے ذریعے ہو سکے (اور وہ سرکش لوگوں کو بدلگام چھوڑ دیتا کہ جو جی میں آئے کرتے چلے جائیں تو اور چیزیں تو ایک طرف) کسی قوم کی عبادت گاہ تک بھی دنیا میں محفوظ نہ رہتی۔ خانقاہیں' گرجے' یہودیوں کے' مساجد جن میں خدا کا نام کثرت سے لیا جاتا ہے' سب کبھی کے ڈھائے جا چکے ہوتے۔

(۱۴) مظلوم کو فریاد کا حق: لا یحب اللہ الجھر بالسوء من القول الا من ظلم (۴/۱۴۸) اللہ کسی بری بات کی تشہیر پسند نہیں کرتا بجز مظلوم کے (جسے اس کا حق حاصل ہے کہ اپنے اوپر ظلم اور زیادتی کی فریاد کرے)

(۱۵) اس بات کا حق کہ کوئی کسی دوسرے کی ذمہ داری کو نہیں اٹھائے گا: ولا تکسب کل نفس الا علیھا ولا تزر وازرة وزر اخریٰ (۶/۱۶۵) "جو کرے گا وہی بھرے گا اور کوئی کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔" اس کا بنیادی اصول ہے۔

ان کے علاوہ کچھ ایسے حقوق ہیں جو قانون کے دائرے کے اندر آتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان حقوق کے معنی یہ ہیں کہ کوئی ایسا قانون جو ان حقوق کو سلب کرتا ہو' خلاف قرآن ہوگا۔ نیز اگر کوئی نظام معاشرہ ان حقوق کو پورا نہیں کرتا تو اس کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جاسکے گی۔

اور حرف آخر کے طور پر ہم یہ واضح کر دینا بھی اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ کسی انسان کو کوئی حق بھی' بھیک مانگنے سے نہیں ملا کرتا' اس کے لیے اپنے آپ کو اس قابل بنانا پڑتا ہے کہ کوئی آپ کی حق تلفی نہ کر سکے' اور اللہ تعالیٰ نے اس کا طریقہ یہ بتایا ہے۔

واعدوا لهم ما استطعتم من قوة ومن رباط الخيل

(۸/۶۰)

(از محمد عمر دراز صاحب' بحوالہ ماہنامہ "طلوع اسلام" لاہور' جولائی ۱۹۹۴ء ص ۱۶-۲۲)

انسانی حقوق اور حدیث رسولؐ

حدیث رسولؐ کے حوالہ سے خطبہ حجتہ الوداع حقوق انسانی کے عالمی منشور کی حیثیت رکھتا ہے۔ جسے جاری ہوئے ۱۴۱۶ برس گزر گئے' مگر اس سلسلہ میں اس خطبہ میں دی ہوئی ہدایات میں کوئی اضافہ نہ کیا جا سکا اور نہ آئندہ کیا جا سکے گا۔ یہ انسانی حقوق کا وہ چارٹر ہے جو قیامت تک آنے والی انسانیت کے لیے موثر اور قابل عمل ہے۔ انسانوں کے اپنے بنائے منشور زمان و مکان کے حوالوں سے اپنی اہمیت کھو دیتے ہیں۔ اسی لیے تاریخ ہر آن ان میں تبدیلیوں کا مظاہرہ دیکھتی رہتی ہے' جبکہ وحی الٰہی کی روشنی میں بیان کردہ یہ منشور جیسے آج سے چودہ صدیاں قبل کی انسانیت کے لیے موثر تھا ویسے ہی آج بھی ہے اور آئندہ بھی رہے گا۔

قدم قدم اور بات بات پر اقوام متحدہ کے چارٹر کا حوالہ دینے والوں کے لیے ہم بطور خاص اسے یہاں درج کر رہے ہیں کہ یو۔ این۔ او کو ہی حرف اول و آخر سمجھنے والے شاید کچھ روشنی پا سکیں۔

"آج پہلا دن تھا کہ اسلام اپنے جاہ و جلال کے ساتھ نمودار ہوا اور جاہلیت کے تمام بیہودہ مراسم کو مٹا دیا' اس لیے آپ نے فرمایا'

"ہاں جاہلیت کے تمام دستور میرے دونوں پاؤں کے نیچے ہیں۔" (صحیح مسلم و ابوداؤد)

تکمیل انسانی کی منزل میں سب سے بڑا سنگ راہ امتیاز مراتب تھا' جو دنیا کی تمام قومیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے' تمام مذاہب نے' تمام ممالک نے' مختلف صورتوں میں قائم کر رکھا تھا' سلاطین سایہ یزدانی تھے جن کے آگے کسی کو چون و چرا کی مجال نہ تھی۔ ائمہ مذاہب کے ساتھ کوئی شخص مسائل مذہبی میں گفتگو کا مجاز نہ تھا۔ شرفا' رذیلوں سے ایک بالاتر مخلوق تھی' غلام آقا کے ہمسر نہیں ہو سکتے تھے۔ آج یہ تمام تفرقے' یہ تمام امتیازات یہ تمام حد بندیاں دفعۃً ٹوٹ گئیں۔

"لوگو! بیشک تمہارا رب ایک ہے' اور بے شک تمہارا باپ ایک ہے۔ ہاں عربی کو عجمی پر عجمی کو عربی پر سرخ کو سیاہ پر اور سیاہ کو سرخ پر کوئی فضیلت نہیں' مگر تقویٰ کے سبب سے۔" (مسند احمد)

"ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور مسلمان باہم بھائی بھائی ہیں۔" (مستدرک حاکم)

"تمہارے غلام! تمہارے غلام! جو خود کھاؤ وہی ان کو کھلاؤ' جو خود پہنو وہی ان کو پہناؤ۔ (ابن سعد)

عرب میں کسی خاندان کا کوئی شخص کسی کے ہاتھ سے قتل ہوتا تو اس کا انتقام لینا خاندانی فرض ہو جاتا تھا' یہاں تک کہ سینکڑوں برس گزر جانے پر بھی یہ فرض باقی رہتا تھا اور اسی بناء پر لڑائیوں کا ایک غیر منقطع سلسلہ قائم ہو جاتا تھا' اور عرب کی زمین ہمیشہ خون سے رنگین رہتی تھی' آج یہ سب سے قدیم رسم' عرب کا سب سے مقدم فخر' خاندان پر فخر برباد کر دیا جاتا ہے اور اس کے لیے نبوت کا منادی سب سے پہلے اپنا نمونہ آپ پیش کرتا ہے۔

"جاہلیت کے تمام خون (یعنی انتقام خون) باطل کر دیے گئے' اور سب سے پہلے میں (اپنے خاندان کا خون) ربیعہ بن الحارث کے بیٹے کا خون باطل کر دیتا ہوں۔" (صحیح بخاری مسلم و ابوداؤد)

تمام عرب میں سودی کاروبار کا ایک جال پھیلا ہوا تھا' جس سے غربا کا ریشہ ریشہ جکڑا ہوا تھا' اور ہمیشہ کے لیے وہ اپنے قرض خواہوں کے غلام بن گئے تھے۔ آج وہ دن ہے کہ اس جال کا تار تار الگ ہوتا ہے' اس فرض کی تکمیل کے لیے بھی معلم حق سب سے پہلے اپنے خاندان کو پیش کرتا ہے۔

"جاہلیت کے تمام سود بھی باطل کر دیے گئے اور سب سے پہلے اپنے خاندان کا سود عباس بن عبدالمطلب کا سود باطل کرتا ہوں۔" (صحیح مسلم و ابوداؤد)

آج تک عورتیں ایک جائداد منقولہ تھیں' جو قمار بازی میں داؤں پر چڑھا دی جا سکتی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھیں۔ آج پہلا دن ہے کہ یہ گروہ مظلوم، یہ صنف لطیف، یہ جوہر نازک قدر دانی کا تاج پہنتا ہے۔

"عورتوں کے معاملہ میں خدا سے ڈرو۔" (صحیح مسلم وابوداؤد)

"تمہارا عورتوں پر اور عورتوں کا تم پر حق ہے۔" (طبری ابن ہشام)

عرب میں جان و مال کی کچھ قیمت نہ تھی، جو شخص چاہتا تھا، قتل کر دیتا تھا اور جس کا مال چاہتا تھا چھین لیتا تھا، آج امن و سلامتی کا بادشاہ تمام دنیا کو صلح کا پیغام سناتا ہے۔

"تمہارا خون اور تمہارا مال تا قیامت اسی طرح حرام ہے، جس طرح یہ دن اس مہینہ میں اور شہر میں حرام ہے۔" (صحیح بخاری، مسلم وابوداؤد)

اسلام سے پہلے بڑے بڑے مذاہب دنیا میں پیدا ہوئے، لیکن ان کی بنیاد خود صاحب شریعت کے تحریری اصول پر نہ تھی، ان کو خدا کی طرف سے جو ہدایتیں ملی تھیں، بندوں کی ہوس پرستیوں نے ان کی حقیقت گم کر دی تھی، ابدی مذہب کا پیغمبر اپنی زندگی کے بعد ہدایات ربانی کا مجموعہ۔ اپنے ہاتھ سے اپنی امت کو سپرد کرتا ہے اور تاکید کرتا ہے۔

"میں تم میں ایک چیز چھوڑتا ہوں، اگر تم نے اس کو مضبوط پکڑ لیا تو تم گمراہ نہ ہوگے وہ کیا چیز ہے کتاب اللہ" (صحاح)

اس کے بعد آپ نے چند اصولی احکام کا اعلان فرمایا:

"خدا نے ہر حق دار کو (از روئے وراثت) اس کا حق دے دیا، اب کسی کو وراثت کے حق میں وصیت جائز نہیں۔

لڑکا اس کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا، زناکار کے لیے پتھر ہے، اور ان کا حساب خدا کے ذمہ ہے، جو لڑکا اس باپ کے علاوہ کسی اور کے نسب سے ہونے کا دعویٰ کرے اور جو غلام اپنے مولیٰ کے سوا کسی اور طرف اپنی نسبت کرے اس پر خدا کی لعنت ہے۔ ہاں عورت کو اپنے شوہر کے مال میں اس کی اجازت کے بغیر کچھ دینا جائز نہیں، قرض ادا کیا جائے، عاریت واپس کی جائے، عطیہ لوٹایا جائے، ضامن تاوان کا ذمہ دار ہے"۔

یہ فرما کر آپ نے مجمع عام کی طرف خطاب کیا۔

"تم سے خدا کے ہاں میری نسبت پوچھا جائے گا تم کیا جواب دو گے۔ (صحیح مسلم و ابوداؤد)

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی ہم کہیں گے کہ آپ نے خدا کا پیغام پہنچا دیا، اور اپنا فرض ادا کر دیا۔ آپ ؐ نے آسمان کی طرف انگلی اٹھائی اور تین بار فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اے خدا تو گواہ رہنا۔" (صحیح مسلم و ابو داؤد)

عین اس وقت جب آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرض نبوت ادا کر رہے تھے۔ یہ آیت اتری' آج میں نے تمہارے لیے دین کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لیے مذہب اسلام کو انتخاب کر لیا۔

خطبہ منیٰ

دنیا میں عدل و انصاف اور جور و ستم کا محور صرف تین چیزیں ہیں' جان' مال اور آبرو۔ آنحضرت ؐ کل کے خطبہ میں گو ان کے متعلق ارشاد فرما چکے تھے' لیکن عرب کے صدیوں کے زنگ دور کرنے کے لیے مکرر تاکید کی ضرورت تھی' آج آپ نے اس کے لیے عجیب بلیغ انداز اختیار فرمایا' لوگوں سے مخاطب ہو کر پوچھا' کچھ معلوم ہے' آج کون سا دن ہے' لوگوں نے عرض کی کہ خدا اور اس کے رسول ؐ کو زیادہ علم ہے۔ آپ دیر تک چپ رہے' لوگ سمجھے کہ شاید آپ اس دن کا کوئی اور نام رکھیں گے' دیر تک سکوت کے بعد فرمایا' کیا آج قربانی کا دن نہیں ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں بیشک ہے' پھر ارشاد ہوا' یہ کون سا مہینہ ہے؟ لوگوں نے پھر اسی طریقہ سے جواب دیا۔ آپ نے پھر دیر تک سکوت کیا' اور فرمایا' "کیا یہ ذوالحجہ نہیں ہے؟" لوگوں نے کہا "ہاں بیشک ہے۔" پھر پوچھا' "یہ کون سا شہر ہے؟" لوگوں نے بدستور جواب دیا۔ آپ نے اسی طرح دیر تک سکوت کے بعد فرمایا' "کیا یہ بلدۃ الحرام نہیں ہے؟" لوگوں نے کہا' ہاں بیشک ہے' جب سامعین کے دل میں یہ خیال پوری طرح جاگزیں ہو چکا کہ آج کا دن بھی' مہینہ بھی اور خود شہر بھی محترم ہے' یعنی اس دن اس مقام میں جنگ اور خونریزی جائز نہیں' تب فرمایا:

"تو تمہارا خون' تمہارا مال اور تمہاری آبرو (تا قیامت) اسی طرح محترم ہے' جس طرح یہ دن' اس مہینہ میں اور اس شہر میں محترم ہے۔" (بروایت ابوبکرہ) قوموں کی بربادی ہمیشہ آپس کے جنگ و جدال اور باہمی خونریزیوں کا نتیجہ رہی ہے' وہ پیغمبر جو ایک لازوال قومیت کا بانی بن کر آیا تھا' اس نے اپنے پیروؤں سے باآواز بلند کہا:

"ہاں میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ خود ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو' تم کو خدا کے سامنے حاضر ہونا پڑے گا اور وہ تم سے تمہارے اعمال کی باز پرس کرے گا۔" بروایت ابوبکرہ)

ظلم و ستم کا ایک عالمگیر پہلو یہ تھا کہ اگر خاندان میں کسی ایک شخص سے کوئی گناہ سرزد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتا تو اس خاندان کا ہر شخص اس جرم کا قانونی مجرم سمجھا جاتا تھا' اور اکثر اصلی مجرم کے روپوش یا فرار ہو جانے کی صورت میں بادشاہ کا اس خاندان میں سے جس پر قابو چلتا تھا' اس کو سزا دیتا تھا' باپ کے جرم میں بیٹے کو سولی دی جاتی تھی' اور بیٹے کے جرم کا خمیازہ باپ کو اٹھانا پڑتا تھا۔ یہ سخت ظالمانہ قانون تھا' جو مدت سے دنیا میں حکمران تھا' اگرچہ قرآن مجید نے لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ کے وسیع قانون کے رو سے اس ظلم کی ہمیشہ کے بیخ کنی کر دی تھی' لیکن اس وقت جب دنیا کا آخری پیغمبر ایک نیا نظام سیاست ترتیب دے رہا تھا' اس اصول کو فراموش نہیں کر سکتا تھا' آپ نے فرمایا:

"ہاں' مجرم اپنے جرم کا آپ ذمہ دار ہے' ہاں باپ کے جرم کا ذمہ دار بیٹا نہیں' اور بیٹے کے جرم کا جواب دہ باپ نہیں۔" (ابن ماجہ و ترمذی)

(سیرت النبی ؐ' جلد دوم' مولفہ سید سلیمان ندوی و شبلی نعمانی' ص ۱۴۴ تا ۱۵۱ سے ماخوذ)

سیرت النبی ؐ اور انسانی حقوق

"حضور نبی کریم سرور دو عالم ؐ کا انسانی حقوق کے بارے میں سب سے بڑا کنٹری بیوشن یہ ہے کہ آپ ؐ نے انسانی حقوق کے تعین کی صحیح بنیاد فراہم فرمائی' وہ اساس فراہم فرمائی' جس کی بنیاد پر یہ فیصلہ کیا جا سکے کہ کون سے ہیومن رائٹس قابل تحفظ ہیں اور کون سے ہیومن رائٹس قابل تحفظ نہیں' اگر محمد رسول اللہ ؐ کی راہنمائی اور آپ کی ہدایت کو اساس تسلیم نہ کیا جائے تو اس دنیا کے پاس' اس کائنات کے پاس کوئی بنیاد نہیں ہے' جس کی بنیاد پر وہ کہہ سکے کہ فلاں انسانی حقوق لازماً قابل تحفظ ہیں۔

میں آپ کو ایک لطیفے کی بات سناتا ہوں' آج سے تقریباً ایک سال پہلے یا کچھ مدت زیادہ ہو گئی' ایک دن میں مغرب کی نماز پڑھ کر گھر میں بیٹھا ہوا تھا' تو باہر سے کوئی صاحب ملنے کے لیے آئے۔ کارڈ بھیجا تو دیکھا کہ اس کارڈ پر لکھا ہوا تھا ایمنسٹی انٹرنیشنل' جو سارے انسانی بنیادی حقوق کے تحفظ کا علمبردار ادارہ ہے' اس ادارے کے ایک ڈائریکٹر پیرس سے پاکستان آئے تھے وہ ملنا چاہتے تھے۔ خیر میں نے بلا لیا' پہلے سے کوئی اپائنٹ منٹ نہیں تھی' اچانک آ گئے اور پاکستان کی وزارت خارجہ کے ایک ذمہ دار افسر بھی ان کے ساتھ تھے۔ آپ کو یہ معلوم ہے کہ ایمنسٹی انٹرنیشنل وہ ادارہ ہے' جو انسانی حقوق کے تحفظ کے لیے اور آزادی تقریر کا علمبردار کہا جاتا ہے اور پاکستان میں جو بعض شرعی قوانین نافذ ہوئے یا مثلاً قادیانیوں کے سلسلے میں پابندیاں عائد کی گئیں تو ایمنسٹی انٹرنیشنل کی طرف سے اس پر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعتراضات و احتجاجات کا سلسلہ رہا' تو یہ صاحب تشریف لائے' انہوں نے آ کر مجھ سے کہا' کہ میں آپ سے اس لیے ملنا چاہتا ہوں کہ میرے ادارے نے مجھے اس بات پر مقرر کیا ہے کہ میں آزادی تحریر و تقریر اور انسانی حقوق کے سلسلے میں ساؤتھ ایسٹ ایشیا کے ممالک کی رائے عامہ کا سروے کروں' یعنی یہ معلوم کروں کہ جنوب مشرقی ایشیا کے مسلمان انسانی حقوق' آزادی تحریر و تقریر اور آزادی اظہار رائے کے بارے میں کیا خیالات رکھتے ہیں اور وہ کس حد تک اس معاملہ میں ہم سے تعاون کرنے پر آمادہ ہیں۔ اس کا سروے کرنے کے لیے میں پیرس سے آیا ہوں اور اس سلسلے میں آپ سے انٹرویو چاہتا ہوں۔ ساتھ ہی انہوں نے معذرت بھی کی کہ چونکہ میرے پاس وقت کم تھا اس لیے میں پہلے سے وقت نہیں لے سکا' لیکن میں چاہتا ہوں کہ میرے چند سوالات کا آپ جواب دیں تاکہ اس کی بنیاد پر اپنی رپورٹ مرتب کر سکوں۔

تو میں نے ان صاحب سے پوچھا' کہ آپ کب تشریف لائے؟ کہا کہ میں کل ہی پہنچا ہوں۔ میں نے کہا آئندہ کیا پروگرام ہے؟ فرمانے لگے کہ کل مجھے اسلام آباد جانا ہے' میں نے کہا وہاں کتنے دن قیام فرمائیں گے؟ کہا دو دن۔ میں نے کہا کہ پھر اس کے بعد؟ کہا کہ اس کے بعد مجھے ملائیشیا جانا ہے' تو میں نے کہا' کل آپ کراچی تشریف لائے اور آج شام کو اس وقت میرے پاس تشریف لائے' کل صبح آپ اسلام آباد چلے جائیں گے' آج کا دن آپ نے کراچی میں گزارا' تو آپ نے کیا کراچی کی رائے عامہ کا سروے کر لیا؟ تو اس سوال پر وہ بڑا سٹپٹائے۔ کہنے لگے اتنی دیر میں واقعی پورا سروے تو نہیں ہو سکتا تھا' لیکن اس مدت کے مانند میں نے کافی لوگوں سے ملاقات کی اور تھوڑا بہت اندازہ مجھے ہو گیا ہے' تو میں نے کہا' آپ نے کتنے لوگوں سے ملاقات کی؟ کہا کہ پانچ افراد سے ملاقات کر چکا ہوں' چھٹے آپ ہیں۔ میں نے کہا' چھ افراد سے ملاقات کرنے کے بعد آپ نے کراچی کا سروے مکمل کر لیا' اب اس کے بعد کل اسلام آباد تشریف لے جائیں گے اور وہاں ایک دن قیام فرمائیں گے' چھ آدمیوں سے وہاں آپ کی ملاقات ہو گی۔ چھ آدمیوں سے ملاقات کے بعد اسلام آباد کی رائے عامہ کا سروے ہو جائے گا' اس کے بعد دو دن دہلی تشریف لے جائیں گے' دو دن دہلی کے اندر چھ لوگوں سے ملاقاتیں کریں گے' تو وہاں کا سروے آپ کا ہو جائے گا' تو یہ بتایئے یہ سروے کا کیا طریقہ ہے؟ تو وہ کہنے لگے آپ کی بات معقول ہے' واقعتاً جتنا وقت مجھے دینا چاہیے تھے اتنا میں دے نہیں پا رہا' مگر کیا کروں کہ میرے پاس وقت کم تھا' تو میں نے کہا' معاف فرمایئے' اگر وقت کم تھا تو کس ڈاکٹر نے آپ کو مشورہ دیا تھا کہ آپ سروے کریں؟ اس لیے کہ اگر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سروے کرنا ہے تو پھر ایسے آدمی کو کرنا چاہیے جس کے پاس وقت ہو' جو لوگوں کے پاس جا کر مل سکے' لوگوں سے بات کر سکے' اگر وقت کم تھا پھر سروے کی ذمہ داری لینے کی ضرورت کیا تھی؟ تو کہنے لگے کہ بات تو آپ کی ٹھیک ہے' لیکن بس ہمیں اتنا ہی وقت دیا گیا تھا اس لیے میں مجبور تھا۔ میں نے کہا معاف فرمایئے مجھے آپ کے اس سروے کی سنجیدگی پر شک ہے' میں اس سروے کو سنجیدہ نہیں سمجھتا' لہٰذا میں اس سروے کے اندر کوئی پارٹی بننے کے لیے تیار نہیں ہوں اور نہ آپ کے کسی سوال کا جواب دینے کے لیے تیار ہوں' اس لیے آپ پانچ چھ آدمیوں سے گفتگو کرنے کے بعد یہ رپورٹ دیں گے کہ وہاں پر رائے عامہ یہ ہے۔ اس رپورٹ کی کیا قدر و قیمت ہو سکتی ہے؟ لہٰذا میں آپ کے کسی سوال کا جواب نہیں دے سکتا' وہ بڑا سٹپٹائے اور انہوں نے کہا' کہ آپ کی بات ویسے ٹیکنیکلی صحیح ہے' لیکن یہ کہ میں چونکہ آپ کے پاس ایک بات پوچھنے کے لیے آیا ہوں تو میرے کچھ سوالوں کے جواب آپ ضرور دے دیں۔ میں نے کہا نہیں' میں آپ کے کسی سوال کا جواب نہیں دوں گا' جب تک مجھے اس بات کا یقین نہیں ہو جائے کہ آپ کا سروے واقعۃً علمی نوعیت کا ہے' سنجیدہ ہے اور علمی شرائط پوری کرتا ہے۔ آپ مجھے معاف فرمائیں۔ میرے مہمان ہیں' میں آپ کی خاطر تواضع جو کر سکتا ہوں وہ کروں گا' باقی کسی سوال کا جواب نہیں دوں گا۔

میں نے کہا بتا دیجئے' اگر میری بات میں کوئی غیر معقولیت ہے تو مجھے سمجھا دیجئے' کہ میرا موقف غلط ہے اور فلاں بنیاد پر غلط ہے۔ کہنے لگے بات تو آپ کی معقول ہے' لیکن میں آپ سے برادرانہ طور پر چاہتا ہوں کہ آپ کچھ جواب دیں۔ میں نے کہا میں جواب نہیں دوں گا' البتہ آپ مجھے اجازت دیں تو میں آپ سے کچھ سوال کرنا چاہتا ہوں۔ کہنے لگے سوال تو میں کرنے کے لیے آیا تھا تو آپ کیا سوال کرنا چاہتے ہیں؟ میں نے کہا' میں آپ سے اجازت طلب کر رہا ہوں' اگر آپ اجازت دیں گے تو سوال کر لوں گا' اگر اجازت نہیں دیں گے تو میں بھی سوال نہیں کروں گا ہم دونوں کی ملاقات ہو گئی بات ختم ہو گئی' کہنے لگے نہیں آپ سوال کر لیجئے' تو میں نے کہا میں سوال آپ سے یہ کرنا چاہتا ہوں کہ آپ آزادی اظہار رائے اور انسانی حقوق کا علم لے کر چلے ہیں تو میں ایک بات آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ آزادی اظہار رائے جس کی آپ تبلیغ کرنا چاہتے ہیں' اور کر رہے ہیں یہ آزادی اظہار رائے Absolute یعنی مطلق ہے یعنی اس پر کوئی قید' کوئی پابندی' کوئی شرط عائد نہیں ہونی چاہئیں' یا یہ کہ آزادی اظہار رائے پر کچھ قیود و شرائط بھی عائد ہونی چاہئیں۔ کہنے لگے میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا؟ تو میں نے کہا' کہ مطلب تو الفاظ سے واضح ہے میں آپ سے پوچھنا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہتا ہوں کہ آپ جس آزادی اظہار رائے کی تبلیغ کرنا چاہتے ہیں تو کیا وہ ایسی ہے کہ جس شخص کی جو رائے ہو اس کا برملا اظہار کرے' اس کی برملا تبلیغ کرے' برملا اس کی طرف دعوت دے اور اس پر کوئی روک ٹوک کوئی پابندی عائد نہ ہو' اگر ایسا ہے تو فرمایئے کہ ایک شخص یہ کہتا ہے کہ میری رائے یہ ہے کہ یہ دولت مند افراد نے بہت پیسے کما لیے اور غریب لوگ بھوکے مر رہے ہیں' لہٰذا ان دولت مندوں کے گھروں پر ڈاکہ ڈال کر اور ان کی دوکانوں کو لوٹ کر غریبوں کو پیسہ پہنچانا چاہیے' اگر کوئی شخص دیانت دارانہ یہ رائے رکھتا اور اس کی تبلیغ کرے اور اس کا اظہار کرے' لوگوں کو دعوت دے کہ آپ آیئے اور میرے ساتھ شامل ہو جایئے اور یہ جتنے دولت مند لوگ ہیں روزانہ ان پر ڈاکہ ڈالا کریں گے' ان کا مال لوٹ کر غریبوں میں تقسیم کیا کریں گے' تو آپ ایسی اظہار رائے کی آزادی کے حامی ہوں گے یا نہیں؟ اور اس کی اجازت دیں گے یا نہیں؟ کہنے لگے اس کی اجازت نہیں دی جائے گی کہ لوگوں کا مال لوٹ کر دوسروں میں تقسیم کر دیا جائے' تو میں نے کہا یہی میرا مطلب تھا کہ اگر اس کی اجازت نہیں دی جائے گی تو اس کا معنی یہ ہے کہ آزادی اظہار رائے اتنی (Absolute) مطلق نہیں ہے' کہ اس پر کوئی قید کوئی شرط کوئی پابندی عائد نہ کی جا سکے' کچھ نہ کچھ قید' شرط لگانی پڑے گی۔ کہنے لگے ہاں کچھ نہ کچھ تو لگانی پڑے گی' تو میں نے کہا مجھے یہ بتایئے کہ وہ قید و شرط کس بنیاد پر لگائی جائے گی اور کون لگائے گا؟ کس بنیاد پر یہ طے کیا جائے کہ فلاں قسم کی رائے کا اظہار کرنا تو جائز ہے اور فلاں قسم کی رائے کا اظہار جائز نہیں ہے؟ فلاں قسم کی تبلیغ جائز ہے اور فلاں قسم کی تبلیغ جائز نہیں؟ اس کا تعین کون کرے گا اور کس بنیاد پر کرے گا' اس سلسلے میں آپ کے ادارے نے کوئی علمی سروے کیا ہو اور علمی تحقیق کی ہو تو میں اس کو جاننا چاہتا ہوں' کہنے لگے کہ اس نقطہ نظر پر اس سے پہلے ہم نے غور نہیں کیا' تو میں نے عرض کیا کہ دیکھیے! آپ اتنے بڑے مشن کو لے کر چلے ہیں' پوری انسانیت کو آزادی اظہار رائے دلانے کے لیے' ان کو حقوق دلانے کے لیے چلے ہیں' لیکن آپ نے بنیادی سوال نہیں سوچا کہ آخر آزادی اظہار رائے کس بنیاد پر طے ہونی چاہیے' کیا اصول ہونے چاہئیں؟ کیا شرطیں اور کیا قیود ہونی چاہئیں؟ تو کہنے لگے اچھا آپ ہی بتا دیجئے' تو میں نے کہا' میں تو پہلے عرض کر چکا ہوں کہ میں کسی سوال کا جواب دینے بیٹھا ہی نہیں۔ میں تو آپ سے پوچھ رہا ہوں کہ آپ مجھے بتایئے کہ کیا قیود و شرائط ہونی چاہئیں اور کیا نہیں۔ میں نے تو آپ سے سوال کیا ہے کہ آپ کے نقطہ نظر سے اور آپ کے ادارے کے نقطہ نظر سے اس کا کیا جواب ہونا چاہیے؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہنے لگے میرے علم میں ابھی تک ایسا فارمولا نہیں ہے۔ ایک فارمولا ذہن میں آتا ہے کہ ایسی آزادی اظہار رائے جس میں وائی لنس ہو' جس میں دوسرے کے ساتھ تشدد ہو تو ایسی آزادی اظہار رائے نہیں ہونی چاہیے۔ میں نے کہا یہ تو آپ کے ذہن میں آیا کہ وائی لنس کی پابندی ہونی چاہیے' کسی اور کے ذہن میں کوئی اور بات بھی آسکتی ہے کہ فلاں قسم کی پابندی بھی ہونی چاہیے۔ یہ کون طے کرے گا اور کس بنیاد پر طے کرے گا کہ کس قسم کی اظہار رائے کی کھلی چھٹی ہونی چاہیے' کس قسم کی نہیں؟ اس کا کوئی فارمولا اور کوئی معیار ہونا چاہیے۔ کہنے لگے آپ سے گفتگو کے بعد یہ اہم سوال میرے ذہن میں آیا ہے اور میں اپنے ذمہ داروں تک اس کو پہنچاؤں گا اور اس کے بعد اس پر اگر کوئی لٹریچر ملا تو آپ کو بھیجوں گا' تو میں نے کہا انشاء اللہ میں منتظر رہوں گا' کہ اگر آپ اس کے اوپر کوئی لٹریچر بھیج سکیں اور اس کا کوئی فلسفہ بتا سکیں تو میں ایک طالب علم کی حیثیت میں اس کا مشتاق ہوں۔ جب وہ چلنے لگے' تو اس وقت میں نے ان سے کہا' کہ میں سنجیدگی سے آپ سے کہہ رہا ہوں' یہ بات مذاق کی نہیں ہے' سنجیدگی سے چاہتا ہوں کہ اس مسئلے پر غور کیا جائے' اس کے بارے میں آپ اپنا نکتہ نظر بھیجیں' لیکن ایک بات میں آپ کو بتا دوں کہ جتنے آپ کے نظریات اور فلسفے ہیں' ان سب کو مد نظر رکھ لیجئے' کوئی ایسا متفقہ فارمولا آپ پیش کر نہیں سکیں گے' جس پر ساری دنیا متفق ہو جائے کہ فلاں بنیاد پر اظہار رائے کی آزادی ہونی چاہیے اور فلاں بنیاد پر نہیں ہونی چاہیے' تو یہ میں آپ کو بتا دیتا ہوں اور اگر پیش کر سکیں تو میں منتظر ہوں۔ آج ڈیڑھ سال ہو گیا ہے کہ کوئی جواب نہیں آیا' حقیقت یہ ہے کہ یہ نعرے کہ جناب ہیومن رائٹس ہونے چاہئیں' آزادی اظہار رائے ہونی چاہیے' تحریر و تقریر کی آزادی ہونی چاہیے' ان کی ایسی کوئی بنیاد جس پر ساری دنیا متفق ہو سکے یہ کسی کے پاس نہیں ہے اور نہ ہو سکتی ہے کیوں؟ اس واسطے کہ جو کوئی بھی یہ بنیادیں طے کرے گا' وہ اپنی سوچ اور اپنی عقل کی بنیاد پر طے کرے گا اور کبھی دو انسانوں کی عقل یکساں نہیں ہوتی' دو گروہوں کی عقلیں یکساں نہیں ہوتیں' دو زمانوں کی عقلیں یکساں نہیں ہوتیں' لہٰذا ان کے درمیان اختلاف رہا ہے' رہے گا اور اس اختلاف کو ختم کرنے کا کوئی راستہ نہیں ہے' وجہ اس کی یہ ہے کہ انسانی عقل محدود ہے' اس کی حدود میں اس سے آگے وہ تجاوز نہیں کر پاتی۔

محمد ؐ کا اس پوری انسانیت کے لیے سب سے بڑا احسان عظیم یہ ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام معاملات کو طے کرنے کی وہ بنیاد فراہم کی ہے کہ کون سا حق قابل تحفظ ہے اور کونسا حق قابل تحفظ نہیں۔ اس کی واحد بنیاد یہ ہے کہ وہ ذات جس نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس پوری کائنات کو پیدا کیا' وہ ذات جس نے انسانوں کو پیدا کیا' اسی سے پوچھو کہ کون سے انسانی حقوق قابل تحفظ ہیں اور کون سے انسانی حقوق قابل تحفظ نہیں؟ وہ بتا سکتا ہے' اس کے سوا کوئی نہیں بتا سکتا۔

اور محمد رسول اللہ ؐ یہ پیغام لے کر آئے۔ آپ ؐ نے بتایا کہ یہ حق ہے انسان کا' جس کا تحفظ ضروری ہے اور فلاں حق ہے جس کے تحفظ کی کوئی ضرورت نہیں ہے' تو اس لیے پہلے یہ سمجھ لو کہ سرکار دو عالم ؐ کا انسانی حقوق کے سلسلے میں سب سے بڑا کنٹری بیوشن یہ ہے کہ انسانی حقوق کے تعین کی بنیاد فراہم فرمائی کہ کون سا انسانی حق پابندی کے قابل ہے اور کون سا نہیں۔ یہ بات اگر سمجھ میں آ جائے' تو اب سنئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا حقوق انسان کو عطا فرمائے۔ کن حقوق کو طے کیا' کن حقوق کا تعین فرمایا' اور پھر اس کے اوپر عمل کر کے دکھایا' متعین کن حقوق کو کیا' اور آج کی دنیا میں انسانی حقوق متعین کرنے والے تو بہت اس کا اعلان کرنے والے بھی بہت' اس کے نعرے لگانے والے بھی بہت' لیکن ان نعروں پر اور ان حقوق کے اوپر جب عمل کرنے کا سوال آ جائے تو وہ ڈھنڈورچی' جو یہ کہتے ہیں کہ انسانی حقوق قابل تحفظ ہیں' جب ان کا اپنا معاملہ آ جاتا ہے' اپنے مفاد سے ٹکراؤ پیدا ہو جاتا ہے' تو دیکھیے پھر انسانی حقوق کس طرح پامال ہوتے ہیں۔

انسانی حقوق کا ایک تقاضا یہ ہے کہ اکثریت کی حکومت ہونی چاہیے۔ جمہوریت' سیکولر ڈیموکریسی۔ آج امریکہ کی کتاب دنیا بھر میں بہت مشہور ہو رہی ہے۔ "دی اینڈ آف ہسٹری اینڈ دی لاسٹ مین" آج کل کے سارے پڑھے لکھے لوگوں میں مقبول ہو رہی ہے' اس کی ساری تھیسز یہ ہے کہ انسان کی ہسٹری کا خاتمہ جمہوریت کے اوپر ہو گیا' اور اب انسانیت کے عروج اور فلاح کے لیے کوئی نیا نظریہ وجود میں نہیں آئے گا' یعنی ختم نبوت پر ہم اور آپ یقین رکھتے ہیں' اب یہ ختم نظریات ہو گیا یہ کہ ڈیموکریسی کے بعد کوئی نظریہ انسانی فلاح کا وجود میں آنے والا نہیں ہے۔

ایک طرف تو یہ نعرہ ہے کہ اکثریت جو بات کہہ دے وہ حق ہے' اس کو قبول کرو' اس کی بات مانو' لیکن وہی اکثریت اگر الجزائر میں کامیاب ہو جاتی ہے اور انتخابات میں اکثریت حاصل کر لیتی ہے تو اس کے بعد جمہوریت باقی نہیں رہتی' پھر اس کا وجود جمہوریت کے لیے خطرہ بن جاتا ہے۔ نعرے لگا لینا اور بات ہے' لیکن اس پر عمل کر کے دکھانا بہت مشکل' اور یہ کام کیا محمد ؐ نے کیا اور آپ نے جو حقوق دیے ان پر عمل کر کے بھی دکھایا اور ان میں اہم ترین پانچ بنیادی حقوق ہیں جو سیرت مصطفیٰ ؐ نے انسانیت کو عطا فرمائے۔ یعنی (۱) جان کا تحفظ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) مال کا تحفظ (۳) آبرو کا تحفظ (۴) عقیدے کا تحفظ (۵) کسب معاش کا تحفظ۔

انسان کی پانچ بنیادی ضروریات ہیں اور ان پانچ حقوق میں جو بنیادی بات غور کرنے کی ہے وہ یہ کہ کہنے والے تو اس کے بہت ہیں' لیکن اس کے اوپر عمل کر کے دکھانے والے محمد رسول اللہ ؐ اور آپ کے غلام ہیں۔

آج کہنے کے لیے ہیومن رائٹس کے بڑے شاندار چارٹر چھاپ کر دنیا بھر میں تقسیم کر دیے گئے' مگر یہ ہیومن رائٹس چارٹر بنانے والے اپنے مفادات کی خاطر مسافر بردار طیارہ جس میں بے گناہ افراد سفر کر رہے ہوں' اس کو گرا دیں اس میں ان کو کوئی باک نہیں اور مظلوموں کے اوپر مزید ظلم و ستم کے شکنجے کسے جائیں اس میں کوئی باک نہیں ہوتا۔ ہیومن رائٹس اسی جگہ پر مجروح ہوتے نظر آتے ہیں' جہاں اپنے مفادات کے اوپر کوئی زد پڑتی ہو اور جہاں اپنے مفادات کے خلاف ہو تو وہاں ہیومن رائٹس کا کوئی تصور نہیں آتا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے ہیومن رائٹس کے قائل نہیں ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی رحمت سے ہمیں اس حقیقت کو صحیح طور پر سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور یہ جو باطل پروپیگنڈہ ہے۔ اس کی حقیقت پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے۔ یاد رکھئے کہ بعض لوگ اس پروپیگنڈے سے مرعوب ہو کر' مغلوب ہو کر معذرت خواہانہ انداز میں ہاتھ جوڑ کر یہ کہتے ہیں کہ نہیں صاحب! ہمارے ہاں تو یہ بات نہیں ہے' ہمارے ہاں تو اسلام نے فلاں حق دیا ہے اور اس کام کے لیے قرآن کو سنت کو توڑ مروڑ کر کسی نہ کسی طرح ان کی مرضی کے مطابق بتانے کی کوشش کرتے ہیں' یاد رکھئے ولن ترضی عنک الیھود ولا النصاری حتی تتبع ملتھم۔ قل ان ھدی اللہ ھو الھدی (یہ یہود اور نصاریٰ آپ سے ہرگز اس وقت تک خوش نہیں ہونگے' جب تک آپ ان کے دین کی اتباع نہیں کریں گے) لہٰذا جب تک اس پر نہیں آؤ گے کہ کتنا ہی کوئی اعتراض کرے' لیکن ہدایت تو وہی ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے عطا فرمائی' جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے' اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتے' لہٰذا کبھی ان نعروں سے مرعوب اور مغلوب نہ ہوں' اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق نصیب فرمائے آمین۔"

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

(۳۱ اگست ۱۹۹۳ء کو اسلامک سینٹر' لندن' برطانیہ میں ورلڈ اسلامک فورم کے زیر اہتمام سیرت النبی ؐ کے جلسہ میں مولانا محمد تقی عثمانی کی تقریر سے ماخوذ شائع کردہ میمن اسلامک پبلشرز' کراچی' جولائی ۹۴ اور ہفت روزہ "ختم نبوت" کراچی شمارہ ۲۲ ستمبر ۲۸ ستمبر اور ۶

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دسمبر ۹۵)

الو کے "انسانی حقوق" مگر انسان کے؟

"استعماری قوتوں کو جب آزادی کی تحریکوں کے سامنے ہتھیار ڈال کر غلام ممالک سے رخصت ہونا پڑا تو اس کے ساتھ ہی انہیں جمہوری اقدار اور انسانی حقوق کا خیال آیا' چنانچہ انسانی حقوق کے دفاع کے لیے عالمی سطح پر انجمنیں بنائی گئیں۔ کل تک انسانوں کو حیوانوں سے کم تر سمجھنے والے چند ہی برسوں میں انسانی حقوق کے ٹھیکے دار بن گئے۔ گویا پرانا شکاری نیا جال لے کر آگیا۔

گزشتہ چند برسوں سے اولاد آدم کے انسانی حقوق کی حفاظت کی اجارہ داری امریکہ کے پاس ہے۔ ادھر مغربی میڈیا نے انسانی حقوق کو ایک آئیڈیالوجی بلکہ مذہب کا درجہ دے دیا ہے' جس سے امریکہ کو یہ استحقاق حاصل ہوگیا ہے کہ وہ کسی بھی ایسے ملک کے اندرونی معاملات میں دخل دے سکتا ہے بلکہ اسے دہشت گرد قرار دے کر سزا کا حقدار ٹھہرا سکتا ہے۔ جہاں انسانی حقوق پر زد پڑتی ہو' کس ملک میں انسانی حقوق پامال ہو رہے ہیں؟ اس کا فیصلہ بھی امریکہ ہی کرے گا' چنانچہ امریکہ عراق پر بمباری کر کے سینکڑوں معصوم شہریوں کو موت کی نیند سلا دے تو وہ انسانی حقوق کے حوالے سے درست اقدام قرار دیا جاتا ہے' لیکن بوسنیا میں ہزاروں معصوم مسلمان سربیائی ظلم کی بھینٹ چڑھ جائیں تو امریکہ کے ضمیر میں خلش تک نہیں ہوتی' کیونکہ بوسنیا مسلمان ملک ہے۔ اسی طرح پاکستان اگر کشمیر کے مظلوم مسلمانوں کی اخلاقی مدد کرے تو وہ سزا کا مستحق ہے' لیکن بھارت اگر ہزاروں مسلمانوں کو گولی کا نشانہ بنا دے' تو اس سے چشم پوشی برتی جائے گی۔

انسانی حقوق کے حوالے سے مجھے ایک دلچسپ واقعہ یاد آیا۔ جون ۱۹۹۱ء میں ایک بین الاقوامی سیمینار کے ضمن میں مجھے سان فرانسکو جانے کا موقعہ ملا۔ اس سیمینار میں ایشیائی ممالک کے سکالرز کے علاوہ مختلف امریکی یونیورسٹیوں سے بھی ممتاز پروفیسر صاحبان بلائے گئے تھے۔ سیمینار کے آغاز سے ایک روز قبل میں نے ٹیلی ویژن آن کیا تو ایک دلچسپ خبر بمعہ تبصرہ سننے کو ملی۔ کیلی فورنیا کی ریاست میں جنگلات کے وسیع ذخیرے پائے جاتے ہیں' کیونکہ وہاں عمارات کی تعمیر میں لکڑی بہت زیادہ استعمال ہوتی ہے اس لیے سال بھر ان جنگلوں میں کٹائی کا عمل جاری رہتا ہے۔ خبر یہ تھی کہ کٹائی کے دوران ماہرین جنگلات کو اچانک پتہ چلا کہ اس جنگل میں ایک الو صاحب نے اپنا مستقل "گھر" بنا رکھا ہے اور جب سے درختوں کی کٹائی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا سلسلہ شروع ہوا ہے الو صاحب اداس رہنے لگے ہیں۔ الو کی اداسی کی خبر سے اس علاقے میں احتجاج ہوا اور کیلی فورنیا کی حکومت نے جنگل کی کٹائی روک دی جس سے لکڑی کی قیمت میں اضافہ ہو گیا اور گھروں کی تعمیر قدرے مہنگی ہو گئی۔ میں نے یہ ساری خبر اور اس پر تبصرہ ٹیلی ویژن پر سنا اور گہری سوچ میں ڈوب گیا۔

اگلے دن سیمینار کے دوران چائے کا وقفہ ہوا تو میں نے ممتاز امریکی پروفیسر صاحبان سے اس خبر کا تذکرہ کیا' وہ پہلے ہی سے اس سے آگاہ تھے' لیکن جب میں نے ان سے ذکر کیا تو ان کے چہرے خوشی سے گلاب کی مانند کھل گئے۔ اس صورتحال سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں نے یہ سوال داغ دیا' "کہ آپ نے ایک پرندے کی اداسی کی خاطر جنگل کی کٹائی روک کر لکڑی کی قیمت میں اضافہ برداشت کر لیا' لیکن چار پانچ ماہ قبل جب عراق کے معصوم شہریوں پر بموں کی بارش کی جا رہی تھی تو آپ کیوں خاموش رہے؟ کیا آپ کو ایک جانور مسلمان کی زندگی سے زیادہ عزیز ہے؟" میرے اس سوال سے چہروں کے رنگ اڑ گئے۔ اس ایک واقعے سے آپ امریکہ کی انسانی حقوق سے کمٹ منٹ کا اندازہ لگا سکتے ہیں"۔

(از ڈاکٹر صفدر محمود صاحب' بحوالہ روزنامہ "جنگ" لاہور' ۲۲ جنوری ۱۹۹۳ء)

سلامتی کونسل اور انسانی حقوق

۱- یہودیوں پر حملے کی فوری مذمت جبکہ فلسطینوں پر حملے کی مذمت میں غیر معمولی تاخیر

۲- سوڈان میں اسلامی شریعت کا نفاذ' حقوق انسانی کے خلاف ہے

۳- جموں کشمیر میں حقوق انسانی کی پامالی کی قرارداد مگر امریکہ کا ویٹو

۴- سنگاپور میں پکڑے جانے والے امریکی مجرم کی پشت پناھی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسانی حقوق کے نام پر

"۴/ اپریل ۱۹۹۴ء کو عفولہ کی بستی میں ایک کار بم حملے میں دس یہودی آباد کار ہلاک ہوئے۔ اس بستی سے یہ نعرے بلند کیے گئے تھے۔ "عربوں کے لیے تباہی ہو۔" اور "بروش گولڈ شین' تم ہمارے دلوں میں آباد ہو" اس حملے کا الزام ایک فلسطینی پر تھا' لہٰذا سلامتی کونسل نے فوراً "دہشت گردی" کی اس کارروائی کی مذمت کر دی' مگر ۲۵ فروری/ ۱۹۹۴ء فروری کو مسجد الخلیل کے قتل عام پر غور کرنے میں اسی سلامت کونسل کو تین ہفتے لگ گئے اور ایک بے کار سی مذمت کی قرار داد جاری کر دی جس میں اسے ایک تشدد کی کارروائی پر محمول کیا گیا۔ گویا یہ واشنگٹن پر منحصر ہے کہ کسے وہ دہشت گرد قرار دیتا ہے اور کسے محض ایک شدت پسند یعنی جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز دیکھے۔

جنیوا میں حال ہی میں حقوق انسانی کمیشن کے معرکے میں امریکہ سلامتی کونسل پر بھی بازی لے گیا' جہاں اس نے گاسپر بیرو Gaspar Biro کی رپورٹ پر مبنی ایک قرارداد' پیشتر اس کے کہ کمیشن اس رپورٹ پر غور کرتا' تیار کر رکھی تھی۔ سابقہ روسی نو آبادی ہنگری کا گاسپر بیرو کو نسلی معاملات کا ماہر اور محقق ہونے کے ناطے سوڈان کے بارے میں ایک خصوصی رپورٹ تیار کرنے کا کام سونپا گیا تھا۔ بیرو نے "فرض شناسی" کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسلامی شریعت کو ہی بین الاقوامی قوانین کے تحت خلاف قانون قرار دے دیا' چنانچہ امریکی قرار داد کے ذریعے سوڈان کو مطالبات کی ایک طویل فہرست دے دی گئی ہے۔ جس میں یہ بات بھی شامل ہے کہ وہ اپنے دستور کو بین الاقوامی قوانین کے تحت لائے۔ یہ قرار داد ۹ غیر حاضر ارکان کے مقابلے میں ۳۹ ووٹوں سے منظور ہوئی۔ قرارداد کے حق میں نظر بددور' اسلامی ممالک کی تنظیم کے دو ممالک گبون اور تیونس نے بھی ووٹ ڈالنے کا شرف حاصل کیا۔ اس قرارداد میں سلامتی کونسل کو وسیع اختیارات دیے گئے ہیں' یہاں تک کہ اسے راہ راست پر لانے کے لیے ایٹمی ہتھیار بھی استعمال میں لائے جا سکتے ہیں۔ تاہم (بھارتی مقبوضہ) جموں و کشمیر میں انسانی حقوق کی پامالی کے اقرار اور اس بارے میں پاکستان کی حوصلہ افزائی کے باوجود امریکہ نے ایک بالکل مبہم' بے ضرر اور بے معنی سی قرار داد کے حق میں ووٹ دینے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ اس سے امریکہ کی مصالحتی کوششیں متاثر ہو سکتی ہیں۔

اگر چین اپنے معاشی اور سیاسی شعبے میں بہتری نہیں پیدا کرتا' امریکی نشریات کا خیر مقدم نہیں کرتا' اسے سیاسی نظربندوں کی رہائی کا کہا جاتا ہے تو نہیں مانتا' جیلوں میں تیار ہونے والی مصنوعات برآمد کرنے سے باز نہیں آتا' غیر ملکی نگرانوں سے اپنی جیلوں کا معائنہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں کراتا وغیرہ تو اسے تجارت کے شعبے میں ان مراعات سے محروم ہونا پڑے گا جو از راہ نوازش اسے عطا کی گئی ہیں۔ چین کہتا ہے کہ جناب حقوق انسانی کی سات بین الاقوامی دستاویزات ہیں۔ آپ نے صرف ایک پر دستخط کیے ہیں' باقی چھ کو آپ نے اس لیے رد کر دیا کہ ان سے آپ کی خود مختاری پر حرف آتا ہے' امریکہ کا کہنا ہے کہ اس کا دستور اور قانون حقوق انسانی سے متعلق بین الاقوامی دستاویزات سے بالاتر ہے۔

مزید بر آں اگر بھارت جیسا کوئی ملک ہو جس کی معاشی اور سیاسی اہمیت ہے تو چشم پوشی سے کام لینا عین دانش مندی ہوگی۔ صومالیہ اور اسرائیل میں مسلمان خواتین' بچوں کو گولی کا نشانہ بنایا جائے تو انسانی حقوق کی بات کرنا بنیاد پرستی ہے' لیکن سنگاپور میں ایک اٹھارہ سالہ امریکی لڑکا غل غپاڑہ اور چوری کرتا ہوا پکڑا گیا۔ قانون کے مطابق اسے چار ماہ قید' چھ کوڑوں اور ۲۲۴۴ ڈالر جرمانہ کی سزا ہوئی تو صدر کلنٹن نے اسے ایک عام غلطی قرار دیا اور سنگاپور کے صدر' انگ تنگ شیانگ سے کہا کہ وہ نرمی سے کام لے کر روشن خیالی کا مظاہرہ کرے۔ انسانی حقوق کی اس لڑائی میں حصہ لیتے ہوئے سابق امریکی صدر بش نے اسے "وحشیانہ" سزا سے تعبیر کیا اور فرمایا' کہ ملکی قانون کی اہمیت اپنی جگہ' مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ اسے جوں کا توں مان لیا جائے۔ بابائے سنگاپور' لی کوان یو نے سزا کو جائز قرار دیتے ہوئے کہا کہ کسی فرد کو پورے معاشرے پر ترجیح نہیں دی جا سکتی۔ نیویارک ٹائم نے اپنے اداریے میں اس کا مذاق اڑاتے ہوئے مشورہ دیا کہ انہیں عالمی تصورات کو اپنے دستور کی بنیاد بنانا چاہیے' گویا امریکی اقدار کی پیروی سب پر لازم ہے۔

یہ ہے کسی آزاد و خود مختار ملک کی اصل حقیقت۔ اب تک اگر کسی کو غلط فہمی تھی بھی تو اسے جان لینا چاہیے کہ انسانی حقوق کا ڈھنگ نئے سامراج کا ہتھکنڈہ ہے جو ملکوں کے اندرونی معاملات میں مداخلت کرنے اور ان پر حکم چلانے کے لیے وضع کیا گیا ہے۔ یہ محض سیاسی بلیک میلنگ کا ایک ذریعہ ہے۔

امریکہ بہادر کی نازک مزاجی کا یہ عالم ہے کہ اسلامی قوانین کا کہیں طاق میں رکھا رہنا بھی اسے گوارا نہیں' چنانچہ وہ مسلسل پاکستانی حکمرانوں کے پیچھے پڑا رہتا ہے کہ اپنے ہاں اسلام کو "رول بیک" کرو۔ اور جتنا وہ بچارے اس حکم کی بجا آوری میں مستعدی کا مظاہرہ کرتے ہیں' اتنا ہی دباؤ میں اضافہ ہو جاتا ہے' لیکن اس سے یہ نہ سمجھیں کہ دوسرے مسلمان ممالک کا اسلام امریکہ کے لیے قابل برداشت ہے' صرف وقت کا انتظار ہے اور جزیرہ نمائے عرب چونکہ سردست مغرب کے لیے سیاسی اور معاشی طور پر اہمیت کا حامل ہے' لہٰذا سعودی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام سے درگزر کرنا مصلحت کا تقاضا ہے۔"

(بحوالہ ہفت روزہ "ندائے خلافت" لاہور' ۱۰ مئی ۱۹۹۴ء ص ۱۹)

انسانی حقوق اور "امریکن کالے"

انسانی حقوق' رواداری اور جمہوریت کے سب سے بڑے خود ساختہ علمبردار کا اصل چہرہ

امریکہ اس وقت عالمی سطح پر بنیادی انسانی حقوق کا چیمپئن بنا ہوا ہے' عام طور پر تیسری دنیا کے ملکوں کے لیے امریکی امداد اس بات سے مشروط کر دی جاتی ہے کہ امداد حاصل کرنے والے ملک بنیادی انسانی حقوق کی سربلندی کا اہتمام کریں اور شہری آزادیوں کی بہتر صورت حال کی ضمانت دیں' لیکن "انکل سام" کے گھر کی یہ حالت ہے کہ "بلیک امریکی" فی الحقیقت تیسرے درجے کے شہری بن کر رہ گئے ہیں۔ دنیا بھر میں انسانی حقوق اور شہری آزادیوں کے ٹھیکے دار کی اصل تصویر کی ایک ذرا سی جھلک ملاحظہ فرمائیں۔

"بلیک امریکہ کی بغاوتیں پہلے بھی ہوتی رہی ہیں۔ نسلی فسادات بھی ہوتے رہے ہیں۔ امریکہ کی معلوم تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اپریل ۱۷۹۲ء میں نیویارک میں سیاہ فام غلاموں نے بغاوت کر دی تھی۔ گوری پولیس نے دو درجن سے زیادہ غلاموں کو گرفتار کر لیا۔ ان میں سے چھ نے خودکشی کر لی اور ۲۱ کالے غلاموں کو پھانسی دے دی گئی۔ ۱۷۴۱ء میں کالے غلاموں نے پھر بغاوت کر دی۔ کئی پکڑے گئے ان میں سے ۱۳ کو پھانسی دے دی گئی۔ ۱۳ کو زندہ جلا دیا اور ۷۱ کو ملک بدر کر دیا گیا۔ اس کے بعد بھی سیاہ باشندے گورے آقاؤں کے ظلم و تشدد سے عاجز آ کر علم بغاوت بلند کرتے رہے اور نسلی فسادات بھی رونما ہوتے رہے۔ ۱۹۶۰ء کا کم و بیش سارا عشرہ نسلی اضطراب و فسادات کی نذر ہو گیا تھا۔ ۱۹۶۰ء کے آغاز میں نسلی امتیاز کے خلاف احتجاج کے طور پر نیگرو طلباء نے دھرنا مار کر بیٹھنے کی تحریک شروع کی۔ فروری ۱۹۶۰ء میں چار نیگرو کالج سٹوڈنٹس اپنے کالج کے زینے پر دھرنا مار کر بیٹھ گئے۔ ستمبر ۱۹۶۱ء تک کالجوں میں نسلی امتیاز کے خلاف احتجاج کے طور پر دھرنا مار کر بیٹھنے والوں کی تعداد ستر ہزار تک پہنچ گئی۔ ان میں نیگروں کے ہمدرد سفید فام بھی شامل تھے۔ ۱۹۶۳ء میں نیگروز نے مساوی حقوق کا مطالبہ کیا اس سال ۲۸ اگست کو دو لاکھ سے زائد افراد نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"بلیک امریکہ" کے مطالبات کے حق میں مظاہرے کیے' اور ڈاکٹر مارٹن لوتھر کنگ جونیئر نے اپنی شہرہ آفاق تقریر میں کہا' "میرا خواب ہے..... یہ قوم اٹھے گی اور اپنے عقائد و نظریات کی صحیح ترجمانی کرے گی۔ میرا یہ خواب ایک نہ ایک دن ضرور پورا ہو گا..... خدا نے تمام انسانوں کو یکساں پیدا کیا ہے۔ انہیں مساوی حقوق بھی حاصل ہونے چاہیں.... یہ ان کا پیدائشی حق ہے...."

مارٹن لوتھر کنگ جونیئر ۳۹ سال کی عمر میں نسلی منافرت کی نذر ہو گئے۔ انہیں اپریل ۱۹۶۸ء کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا' لیکن ان کی محنت رنگ لائی اور امریکی کانگریس ۲۱ جون ۱۹۶۹ء کو شہری حقوق کا قانون منظور کرنے پر مجبور ہو گئی۔ اس قانون (Civli Rights bill) کے تحت سیاہ فام باشندوں کے لیے رائے دہندگی ملازمت۔ پبلک اکاموڈیشن وغیرہ کے سلسلے میں کسی قسم کے فرق و امتیاز کی ممانعت کر دی گئی' لیکن اس سے پہلے کئی مرتبہ بلیک امریکہ کو خون میں غلطاں ہونا پڑا ۱۱/ اگست ۱۹۶۵ء کو لاس اینجلز میں نیگروز نے نسلی امتیاز کے خلاف مظاہرے کیے۔ یہ مظاہرے ۱۱ سے ۱۶ اگست تک کے عرصہ میں بدترین فسادات کی صورت اختیار کر گئے۔ ان فسادات میں ۲۵ افراد ہلاک ہو گئے اور املاک کو دو سو ملین ڈالر سے زیادہ نقصان پہنچا۔ دو سال بعد ۱۲ تا ۱۷ جولائی نیو جرسی "بلیک سٹارم" کی لپیٹ میں رہا۔ ان فسادات میں ۲۶ افراد ہلاک ہو گئے اور ڈیڑھ ہزار سے زیادہ زخمی ہوئے' ایک ہفتہ بعد ویٹرائیٹ میں نسلی فسادات کا لاوا بہہ نکلا۔ ۲۳ تا ۳۰ جولائی ۱۹۶۷ء کے عرصے میں یہاں چالیس افراد ہلاک اور دو ہزار زخمی اور پانچ ہزار سے زیادہ بے گھر ہو گئے۔ ان فسادات پر قابو پانے کے لیے فوج طلب کر لی گئی اور ۷۰۰ فوجیوں نے آٹھ ہزار نیشنل گارڈز کے ساتھ مل کر فسادات کی آگ کو بجھایا' اسی طرح کچھ عرصہ قبل ایک سیاہ فام موٹر ڈرائیور روڈنی کنگ کو چار گورے امریکی سپاہیوں نے تعاقب کر کے گاڑی سے گھسیٹ لیا' پھر فلارنس اور نارمنڈی ایونیو کے چوارھے پر لٹا کر لاٹھیوں کی بارش کر دی۔ پاؤں کی ٹھوکروں سے تشدد کرتے رہے۔ اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی اور دماغ بھی بری طرح متاثر ہوا۔ مارنے والے گورے امریکی پولیس کے سپاہی تھے' اور پٹنے والا' ایک سیاہ فام باشندہ تھا۔ اس لیے کوئی شخص آگے بڑھ کر اس کی مدد نہ کر سکا۔

اتفاق سے ایک کیمرہ مین وہاں سے گزر رہا تھا۔ اس نے تشدد کے اس منظر کو سلولائٹر پر منتقل کر لیا۔ جب مقدمہ جیوری کے سامنے پیش ہوا تو بطور شہادت اس ویڈیو فلم کو پیش کیا گیا۔ لاس اینجلس کے سیاہ فام باشندوں کو یقین تھا کہ انصاف ہو گا اور گورے سپاہیوں کو قرار

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واقعی سزا ملے گی' لیکن ہوا کیا کہ تمام گورے سپاہیوں کو جیوری نے بری کر دیا۔ لاس اینجلس کے سیاہ فام باشندوں کے لیے بے انصافی کا یہ واقعہ اتنا بڑا تھا کہ صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔ نفرتوں کا آتش فشاں پھٹ پڑا' جس کا لاوا جس طرف بڑھتا گیا' بربادی کی داستانیں رقم کرتا گیا۔

امریکی میڈیا نے اس شرمناک جانبدارانہ فیصلہ کو امریکی "نظام انصاف کی ناکامی" کا نام دیا۔ ایک سیاہ فام سابقہ صدارتی امیدوار مسٹر جیکسن نے کہا' "ملک کا نظام انصاف شکستہ ہو چکا ہے اور یہ سیاہ فام باشندوں کے حقوق کی حفاظت کرنے کی بجائے الٹا ان کے خلاف کام کرتا ہے۔" صدر بش نے بھی اس فیصلے پر حیرانی کا اظہار کیا اور اپنی نشری تقریر میں کہا' "میں نے ویڈیو پر ایک کار کے سیاہ فام ڈرائیور کو پولیس کے ہاتھوں پٹتے دیکھا وہ بڑا کریہہ منظر تھا' اور جس طرح اس واقعہ میں ملوث پولیس افسروں کو بری کیا گیا' وہ سخت تعجب انگیز تھا۔"

اس ایک واقعہ نے امریکی مہذب معاشرے کے تضادات کو بے نقاب کر دیا' اور دنیا چونک اٹھی کہ انسانی حقوق کا چمپئین اور جمہوریت کا علمبردار امریکہ رنگ و نسل کے کتنے بڑے تعصب میں جکڑا ہوا ہے' اور اس کی تہذیب کتنی کھوکھلی اور کمزور ہو چکی ہے۔

چین کی حکومت نے برملا کہا' "امریکہ کے فسادات سے یہ بات خوب اجاگر ہو گئی ہے کہ وہاں پر انصاف کا معیار کیا ہے اور دنیا بھر میں انسانی حقوق کا شور مچانے والوں کی اپنی صورت حال کیا ہے۔

امریکہ میں سیاہ فام آبادی آج بھی بدترین نسلی منافرت کا شکار ہے۔ مقامی آبادی "ریڈ انڈینز" ہمیشہ سے غلاموں سے بدتر زندگی گزار رہی ہے۔ روڈنی کنگ کا معاملہ محض ایک چنگاری تھی جس نے نسلی ہیجان و اضطراب کے خاموش آتش فشاں کے دھانے کو کھول دیا۔

امریکی عدالتوں کا دوہرا معیار بھی امریکی معاشرہ کا ایک تلخ پہلو ہے کہ جج فیصلہ کرتے وقت دلائل اور شہادت کو دیکھنے کی بجائے رنگ و نسل کو دیکھتے ہیں' اگر رنگ گورا ہے تو گناہ معاف یا گناہ کے مقابلہ میں حقیر سزا' اور اگر سیاہ فام باشندہ ہے تو جج صاحبان تمام تر صلاحیتیں اس بات پر صرف کرتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ سزا کم سے کم جرم پر دی جائے۔ صرف روڈنی کنگ کا واقعہ ہی بطور مثال پیش نہیں کیا جا سکتا' بلکہ عدالتی تاریخ ایسے بدنما دھبوں سے بھری پڑی ہے۔ ایک ممتاز جج ٹامس اور مشہور باکسر ٹائی سن کے خلاف اس لیے کارروائی کی جاتی ہے کہ وہ سیاہ فام ہیں محمد علی (کلے) کو بھی اس لیے نامساعد حالات سے دوچار کر دیا جاتا ہے کہ وہ مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور سیاہ فام بھی"۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(پیر کرم شاہ صاحب الازہری اور محترم ہمایوں ادیب صاحب کے مضامین سے ماخوذ' بحوالہ ماہنامہ "ضیائے حرم" لاہور' جون ۱۹۹۲ء)

اسرائیل اور فلسطینیوں کے انسانی حقوق؟

۱- بغیر وارنٹ گرفتاری
۲- جائیداد بحق سرکار ضبط
۳- شہریوں کے خطوط اور ٹیلیفون پر سنسر
۴- تقریر و تحریر پر پابندی
۵- سیاسی نشانات' علامات' اجتماعات پر پابندی
۶- پریس پر پابندی
۷- یونیورسٹی کی بندش
۸- نماز پر پابندی

"اسرائیل نے اس سال فوجی حکم ۱۳۶۹ جاری کیا' جس کے مطابق کسی بھی فلسطینی کو جو خصوصی سمن کی تعمیل نہیں کرتا اسے یا اس کے خاندان کے کسی فرد کو ۷ سال قید کی سزا دی جا سکتی ہے۔ یہ خصوصی سمن صرف ان فلسطینیوں کے لیے جاری ہوتے ہیں' جو دفاع کے متعلق جرائم میں ملوث ہوتے ہیں۔

فوجی حکام کو مقبوضہ علاقے میں فلسطینیوں کے گھروں میں ہر وقت آزادانہ گھسنے کی اجازت ہے' نہ صرف گھروں میں بلکہ دفاعی بنیاد پر کسی بھی جگہ کسی بھی ادارے میں حتیٰ کہ ہسپتالوں میں بھی بغیر وارنٹ کے داخل ہو سکتے ہیں۔

۱۵ دسمبر کو سیکورٹی حکام نے فلسطینیوں کے ۱۲ گھروں کو منہدم کر دیا' ۳۳ کو تالے لگا دیئے' جبکہ دفاعی نقطہ نظر سے ۹۱ میں ۵۵ گھر گرائے گئے اور ۶۲ بحق سرکار ضبط کر لیے گئے۔

سیکورٹی سروس شہریوں کے خطوط کھول کر پڑھ سکتی ہے اور ٹیلیفون پر ہونے والی گفتگو خفیہ طور پر سن سکتی ہے۔ حکام جب چاہیں کسی علاقے میں ٹیلیفون کی سہولت کو معطل کر سکتے ہیں۔ اسرائیلی حکام نے آزادی تقریر پر پابندی لگا رکھی ہے۔ فلسطینیوں کے سیاسی نشانات اور علامات جیسے جھنڈے' قومی رنگ اور GRAFFITI کی نمائش قابل تعزیر جرم ہے۔ کسی بھی طرح فلسطین کی تنظیم آزادی کی حمایت کا اظہار کرنا سختی سے ممنوع ہے' پی ایل او کے علاوہ دوسری مسلمان انتہاپسند تنظیموں حماس اور انتفادہ پر مکمل پابندی عائد ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشرقی بیت المقدس عربی مطبوعات اور اخبارات کا ایک سرگرم مرکز ہے۔ مغربی کنارے اور غزہ میں صرف ایک ہفتہ وار اخبار شائع ہوتا ہے۔ یہاں بیت المقدس سے شائع ہونے والے اخبارات پڑھے جاتے ہیں۔ اسرائیلی حکام نے عربی پریس پر پابندی لگا رکھی ہے' اگر عربی پریس عبرانی پریس کی پہلے سے شائع شدہ خبر لگادے تو بھی سنسر کرنا ضروری سمجھا جاتا ہے۔ مشرقی بیت المقدس میں اخباروں کا متن سنسر کے لیے پہلے فوجی حکام کو بھیجا جاتا ہے۔

اسرائیل نے یروشلم میں اکتوبر میں "اصیل" کے پریس دفتر کو بند کر دیا۔ مئی میں مشرقی بیت المقدس کے جریدے "طفل العربی" کا ڈکلریشن منسوخ کر دیا' کیونکہ اس پر پی ایل او کے ساتھ تعلقات کا شبہ تھا۔ اکتوبر تک ۲۲ فلسطینی صحافی گرفتار یا نظربند کیے جا چکے تھے۔ باہر سے آنے والی مطبوعات کو بھی سنسر کیا جاتا ہے اور ممنوعہ مطبوعات جیسے بیداری کی تحریک کے پمفلٹ پاس رکھنا بھی جرم ہے' جس کی سزا قید اور جرمانہ ہے۔

فلسطینوں کی آخری یونیورسٹی "برزائت" کو جسے فوجی حکام نے ۹۲ء کے اوائل میں بند کر دیا تھا۔ اپریل میں دوبارہ کھولنے کی اجازت دی گئی۔ فلسطینیوں کو تعلیمی اعتبار سے پسماندہ رکھنے کے لیے عربی سٹڈی سوسائٹی کو ۴ سال قبل بند کر دیا گیا' یہ آج تک بند ہے۔ ثانوی اور ابتدائی سکول ۹۲ء - ۱۹۹۰ء کے تعلیمی سال کے دوران بند رہے۔ فوجی حکام کے تحت بغیر اجازت کے ۱۰ یا اس سے زائد افراد کے اکٹھا ہونے پر پابندی عائد ہے۔ سیاسی جماعتوں اور دوسری انجمنوں جن میں لیبریونین بھی شامل ہے۔ (انہیں انجمنیں تصور کیا جاتا ہے) پر مکمل پابندی ہے۔ مسجد اقصیٰ میں مخصوص عمر کے مرد نمازیوں کو جانے کی اجازت نہیں۔ مغربی کنارے غزہ کے مقبوضہ علاقوں میں کرفیو اور فوجی بندشوں کا سلسلہ سارا سال جاری رہا۔ انتفاضہ کے ابتدائی دنوں میں غزہ میں رات بھر کرفیو لگا رہتا تھا' اب بھی غزہ کے مختلف علاقوں میں ۵ سے ۹ دن تک کے وقفے میں کرفیو رہتا ہے۔ اکتوبر ۹۱ء میں قیدیوں کی ہڑتال کے دوران ۹۲ء کے پہلے ۶ ہفتوں کے دوران "رملہ" کے علاقے میں ۲۴ گھنٹے کرفیو نافذ رکھا گیا۔ اتنے طویل کرفیو کے دورانئے نے فلسطینیوں کی زندگی کو اجیرن بنا دیا ہے' کچھ حقوق انسانی کی تنظیموں نے اسے اجتماعی سزا قرار دیا ہے' تاہم کرفیو کا نفاذ اسرائیلی آباد کاروں پر نہیں ہوتا۔"

(بحوالہ روزنامہ "خبریں" لاہور' ۱۰ فروری ۱۹۹۳ء)

اسرائیل کی جیلوں میں فلسطینی سیاسی قیدیوں کے انسانی حقوق؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"حال ہی میں رہا ہونے والے فلسطینی قیدیوں نے کہا ہے' کہ اسرائیلی تفتیش کاروں کو حکام بالا کی طرف سے وسیع اختیارات مل گئے ہیں' اب وہ با آسانی قیدیوں کو تشدد کا نشانہ بنا سکتے ہیں۔ اسرائیلیوں نے تشدد کے نت نئے طریقے دریافت کیے ہیں' مثلاً اس وقت تک گلا دبانا جب تک جسم نیلا نہ پڑ جائے۔ بجلی کے جھٹکے دینا' دیواروں کے ساتھ سر ٹکرا دینا اور بری طرح جسمانی تشدد کرنا۔

اس سال کے آغاز میں ایمنسٹی انٹرنیشنل نے مقبوضہ علاقوں میں اسرائیل کی طرف سے انسانی حقوق کی سنگین خلاف ورزیوں کی شدید مذمت کی۔ انسانی حقوق کی تنظیم نے ان سزاؤں کی فہرست بھی جاری کی جو اسرائیلی عقوبت خانوں میں فلسطینیوں کو دی جاتی تھیں۔ ان میں زبانی گالم گلوچ اور دھمکیاں دینا' بھوکا رکھنا' سونے نہ دینا۔ گھنٹوں حتیٰ کہ دنوں سر کو ڈھانپ دینا' جسم کو بل دے کر بیڑیاں ڈال دینا' تابوت نما سیلوں میں بند رکھنا' سخت گرمی یا سردی میں رکھنا' سخت جسمانی مشقت کرانا' جسم کے تمام حصوں پر گھونسوں و چھڑیوں اور بندوق کے بٹوں سے تشدد کرنا' جسم کے نازک حصوں کو نشانہ بنانا' میزوں اور دیواروں کے ساتھ سر ٹکرانا' سگریٹوں سے جسم داغنا' بجلی کے جھٹکے دینا' شکنجوں میں جکڑ دینا اور مناسب طبی سہولیات فراہم نہ کرنا"۔ www.KitaboSunnat.com

باوجود اس حقیقت کے کہ بین الاقوامی ذرائع ابلاغ کا رویہ مسلمانوں کے معاملے میں انتہائی متعصبانہ ہے' اور وہ مظالم کی صحیح اور مکمل رپورٹ بیان نہیں کرتے اس کے باوجود یہ رپورٹ اتنی بھیانک ہے کہ اس میں انسانی حقوق کا شائبہ تک نظر نہیں آتا۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اگر اصل صورت حال سامنے آجائے تو وہ کیسی ہوگی۔

(بحوالہ "نوائے وقت" ٦ جولائی' ١٩٩٥ء)

اسرائیلی حکام کا ملاقاتی فلسطینی خواتین کے ساتھ غیر اخلاقی سلوک

ملاقاتی خواتین کو ننگا کر کے تلاشی لی جاتی ہے

"دارالحق و القانون (دی ہاؤس آف رائٹ اینڈ لا آرگنائزیشن) جو غزہ کی پٹی میں تشکیل شدہ ایک انسانی حقوق کی تنظیم ہے' اس نے بین الاقوامی برادری سے اپیل کی ہے کہ وہ اسرائیلی حکام کے خواتین کے ساتھ غلط رویے اور قیدیوں سے ملاقات کے راستے میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکاوٹیں پیدا کرنے پر اسرائیل کی مذمت کرے۔ تنظیم نے ایک تفصیلی رپورٹ بھی جاری کی ہے جس میں تفصیل کے ساتھ بتایا گیا ہے کہ ایک ملاقاتی کو اپنے رشتے داروں اور عزیز و اقارب سے ملاقات کرنے کے لیے کس کس کرب اور ذلت سے گزرنا پڑتا ہے۔

ملاقات کرنے کے لیے سب سے پہلے اسرائیلی حکام سے اجازت نامہ حاصل کرنا پڑتا ہے۔ اس میں بہت زیادہ وقت لگتا ہے اور اکثر اوقات درخواست مسترد کر دی جاتی ہے جن کو اجازت مل جاتی ہے' ان کے راستے میں بھی رکاوٹیں کھڑی کی جاتی ہیں۔ ۴ جون بروز جمعہ کو نافہ جیل میں قید بعض افراد کے ۱۰۰ رشتہ داروں کو ملاقات کا اجازت نامہ دیا گیا' مگر صرف گیارہ خاندان ملاقات کرنے میں کامیاب ہوئے۔ ملاقاتیوں کے ساتھ کیا گزرتی ہے اس کا اندازہ آپ ذیل کے واقعہ سے لگائیں۔

رات کو دو بجے ریڈ کراس کی بس غزہ سے ملاقاتیوں کے پہلے گروپ کو لے کر روانہ ہوئی۔ پہلے فوجی چیک پوائنٹ ایریز پر بس کو روک لیا گیا۔ چار گھنٹے تک مسافروں کو انتظار کروایا گیا اور اس کے بعد آگے جانے کی اجازت دی گئی۔ چار گھنٹوں تک روکنے کا مقصد صرف نئے حفاظتی اقدامات متعارف کروانا تھا۔

فوجیوں نے مسافروں سے کہا کہ تمام افراد کی مکمل جسمانی تلاشی لی جائے گی۔ اس کے لیے انہیں تمام کپڑے اتار کر مکمل ننگا ہونا پڑے گا۔ طویل مذاکرات کے بعد فلسطینیوں نے اسرائیلی فوجیوں کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے تاکہ وہ اپنے عزیز اور رشتے دار قیدیوں سے مل سکیں۔ اس گروپ میں فلسطینی خواتین بھی شامل تھیں جن کو تلاشی کے دوران میں اسرائیل کی فوجی خواتین سے مسلسل گندی گالیاں سننا پڑیں۔ کپڑے اتارنے کے دوران میں یہودی فوجی خواتین نہایت فحش مذاق کرتی رہیں اور فلسطینی خواتین کو چھیڑتی رہیں۔ تلاشی کے دوران میں مزید شرمناک حرکت یہ کی گئی کہ مرد فوجی بھی ننگی خواتین والے کمرے میں آتے جاتے رہے۔ اس اذیت اور شرمناک تلاشی کے بعد سفر کی اجازت دی گئی۔ جب گروپ نافہ جیل میں پہنچا تو معلوم ہوا کہ جیل حکام نے ملاقات کے نئے قواعد و ضوابط کے نفاذ کا اعلان کر رکھا ہے۔ جب قیدیوں کو بتایا گیا کہ راستے میں ان کے رشتہ داروں کے ساتھ کیسا شرمناک سلوک ہوا ہے تو قیدیوں نے بطور احتجاج ملاقات کا پروگرام کینسل کر دیا تاکہ یہاں بھی ملاقاتیوں کو دوبارہ ویسی ہی شرمناک تلاشی کے مرحلے سے نہ گزرنا پڑے۔ قیدیوں نے بھوک ہڑتال بھی شروع کر دی۔ امریکہ کی ایک تنظیم ہیومن رائٹس واچ نے بھی ۳۱۶ صفحات پر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مشتمل ایک رپورٹ پیش کی ہے جس میں اسرائیل کے وحشیانہ مظالم کا تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔"

("بیدار ڈائجسٹ" ص ۱۵' ستمبر ۹۴)

انسانی حقوق اور اسرائیل کی انسانیت کش کارروائیاں

فلسطینیوں میں ایڈز کی منتقلی

"یہودی' دنیا کی سب سے مکار اور انتہائی ظالم قوم ہے۔ اس کی انسانیت کش کارروائیوں کے بارے میں حال ہی میں عرب لیگ کے حوالے سے ایک مصری اخبار میں رپورٹ شائع ہوئی ہے۔ بدکاری کے باعث یہودیوں میں ایڈز بڑے پیمانے پر پھیل رہی ہے۔ اس بات کو سامنے رکھ کر انھوں نے منصوبہ بنایا کہ ایڈز فلسطینیوں' عرب اور دیگر مسلم ممالک میں بھی پھیلنی چاہیے تاکہ صرف یہودی ہی اس ہلاکت خیز بیماری سے ہلاک نہ ہوں۔ مصری اخبار "Roz-al-Yusuf" نے عرب لیگ کے سینئر آفیشل کے حوالے سے لکھا ہے کہ اسرائیل ایڈز اور دیگر ہلاکت خیز بیماریاں پیدا کرنے والا خون مشرق وسطی کے مسلم ممالک میں بھجوا رہا ہے۔ رپورٹ کے مطابق عرب لیگ نے ایک سرکلر کے ذریعے اپنے ممبر ممالک سے کہا ہے کہ وہ درآمد شدہ خون استعمال کرتے ہوئے احتیاط رکھیں کیونکہ اس میں ایڈز' ہیپاٹائٹس اور دیگر ہلاکت خیز بیماریوں کے وائرس ہوتے ہیں۔ اخبار نے اپنی 24 اگست کی اشاعت میں لکھا کہ آسٹریا کے ایک کمپنی کے تیار کردہ بلڈ یونٹس عرب اور تیسری دنیا کے ممالک کو برآمد کرنے سے پہلے اسرائیل نے ان میں وائرس ملا دیے۔ یہ انکشاف اس وقت ہوا جب ویانا میں عرب لیگ کے سفیر سمیر حمزہ کو آسٹرین چیمبر آف کامرس کے سیکرٹری جنرل نے بتایا کہ عرب اور ایشیائی ممالک کو بھیجے جانے والے خون اور پلازما میں ایڈز اور دوسری بیماریوں کے وائرس ملائے گئے ہیں۔ جب آسٹرین حکام کو پتہ چلا تو انھوں نے کمپنی کے مالک سے پوچھا تو اس بات کی تصدیق ہو گئی۔

ایسا کوئی پہلی بار نہیں ہوا' اسرائیل ایسی حرکتیں پہلے بھی کر چکا ہے۔ جنوری 1997ء میں جبریو (اسرائیل) کے روزنامہ "Ha'aretz" میں بھی ایک رپورٹ شائع ہوئی تھی جس میں بتایا گیا تھا کہ 350 فلسطینی بچوں کو ایڈز وائرس والے خون کے ٹیکے لگائے گئے ہیں"۔ (ماہنامہ بیدار ڈائجسٹ' نومبر 1998ء)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسانی حقوق کی خلاف ورزی کے بارے میں "امریکی تنظیموں"

ہیومن رائٹس واچ اور امریکن سول لبرٹیز یونین کی مفصل رپورٹ

گھر کا بھیدی

امریکہ کھلے عام انسانی حقوق کی خلاف ورزی کر رہا ہے

انتظامیہ شہری و سیاسی حقوق کے بین الاقوامی معاہدے کی شرطوں کو پورا کرنے میں ناکام رہی ہے

"ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں بنیادی انسانی حقوق کی کیفیت کے بارے میں امریکہ کے دو اداروں (NGOS) امریکن سول لبرٹیز یونین اور ہیومن رائٹس (Liberties Union American Civil) (Watch Human Rights) نے پہلی بار ایک رپورٹ مرتب کی ہے جس کے مطابق بنیادی انسانی حقوق سے متعلقہ ۱۹ امور ایسے ہیں، جن کے ضمن میں امریکی ریکارڈ بین الاقوامی سطح پر بہت نیچے ہے۔ سرسری نظر سے دیکھا جائے تو بنیادی انسانی حقوق کی اہمیت کے بارے میں امریکی حکمرانوں کی دلچسپی کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ ربع صدی (۲۵ سال) کی تاخیر کے بعد ۸ ستمبر ۱۹۹۲ء کو امریکہ نے انٹرنیشنل بل آف رائٹس پر دستخط کر کے اس کا فریق بننے کا اعزاز حاصل کیا ہے۔ یہ بین الاقوامی معاہدہ دوسری جنگ عظیم کے بعد شہری اور سیاسی آزادیوں کے تحفظ کے لیے معرض وجود میں آیا تھا۔ آئی سی سی پی آر میں مندرجہ بنیادی حقوق کم و بیش وہی ہیں، جن کا ذکر آئین میں موجود ہے۔ متذکرہ دونوں اداروں کی مرتب کردہ رپوٹ کے مطابق امریکہ میں بنیادی انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کا مختصر جائزہ یوں لیا گیا ہے۔

(ا) نسلی امتیاز

اگرچہ نسلی امتیاز کے ضمن میں امریکی شہریوں کو بین الاقوامی معیار کے مطابق قانونی تحفظ مناسب طور پر حاصل ہے، لیکن عمل کرتے وقت ان تحفظات کو نظر انداز کر دیا جاتا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ نسلی بنیاد پر جداگانہ تعلیم اور ہر سطح پر نسلی لحاظ سے تعلیمی اداروں کی جداگانہ کیفیت' پبلک ٹرانسپورٹ اور ہاؤسنگ میں بھی نسلی بنیادوں پر امتیازی سلوک اور جداگانہ برتاؤ غالب رہتا ہے۔ مساوی اہلیت اور تجربہ رکھنے کے باوجود سیاہ فام امریکیوں کے مقابلے میں سفید فام امریکیوں کی تعداد ملازمتوں میں تین گنا زیادہ ہے۔ نسلی امتیاز اور اقلیتوں کے ساتھ ناروا سلوک میں عدم درستگی کے باعث امریکہ آرٹیکل نمبر۲ کی خلاف ورزی کا مرتکب ہو رہا ہے۔ جس کا تقاضہ ہے کہ "کیوننٹ آف رائٹس" کی خلاف ورزی کا سدباب کیا جائے' جبکہ آرٹیکل ۲۶ اس امر کا متقاضی ہے کہ امریکیوں کو مساوی اور موثر قانونی تحفظ فراہم کیا جائے۔

(۲) جنسی امتیاز

امریکی معاشرہ میں خواتین کو منظم امتیازی سلوک کا سامنا ہے۔ اسے مخصوص مقام اور حالات میں خدمات انجام دینا پڑتی ہیں۔ خواتین کو مخصوص پیشوں تک ہی رسائی حاصل ہے۔ خواتین کے ساتھ شرائط ملازمت اور معاوضے کے معاملے میں بھی امتیازی سلوک کیا جاتا ہے۔ حکومتی امداد سے قائم کردہ میڈیکل ریسرچ پروگرام کے دروازے خواتین پر بند کر کے بھی خواتین کے ساتھ امتیازی برتاؤ کیا گیا ہے۔ پبلک اسکولوں اور جامعات میں مردوں اور لڑکوں کے مقابلے میں لڑکیوں اور خواتین کو کم وسائل حاصل ہوتے ہیں اور ان پر توجہ بھی کم دی جاتی ہے' جبکہ ٹائیٹل 1x کے مینڈیٹ کے مطابق مردوں اور خواتین کو حصول تعلیم میں مساوی مواقع کی ضمانت دی گئی ہے۔ آرٹیکل نمبر۲۶ نہ صرف امتیازی سلوک کو ممنوع قرار دیتا ہے' بلکہ ریاستی جماعتوں کو امتیازی سلوک کے خلاف مساوی اور موثر تحفظ فراہم کرنے کا پابند بھی کرتا ہے۔ مناسب تحفظ کی عدم فراہمی کے نتیجے میں دفعہ ۲۶ کی خلاف ورزی ہوتی ہے' پھر یہ کہ اس امر کا کوئی امکان نہیں کہ آئندہ برسوں میں کوئی خاتون امریکی صدارت کے عہدے پر فائز ہوگی۔

(۳) لسانی حقوق

اقلیتی زبانیں بولنے والوں کے ساتھ صحت عامہ' سوشل سروسز' ملازمت اور تعلیم کے معاملات میں امتیازی برتاؤ کیا جاتا ہے۔ اس لیے انگلش کے خلاف معاندانہ جذبات پائے جاتے ہیں۔ اس سلسلے میں اسی کی دہائی میں ایک تحریک بھی سامنے آئی تھی' جبکہ آرٹیکل ۲۶ لسانیت کی بنیاد پر امتیاز برتنے کو ممنوع قرار دیتا ہے۔ امریکہ میں تضادات کی بناء پر آئینی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دعووں اور اس قسم کے امتیازات کے ضمن میں پست درجے کا عدالتی تحفظ حاصل ہوتا ہے۔ مذکورہ تحفظ کو اس ضمانت کے ساتھ تسلیم کیا گیا کہ امتیازی سلوک کی اس وقت اجازت ہوگی' جبکہ حکومت کے مقاصد کے حصول کے لیے ایسا کرنا ضروری ہو۔ اس ضمانت کے خاتمے اور شہری و سیاسی حقوق کے نفاذ کے باعث لسانی اقلیتوں کو مطلوبہ تحفظ حاصل ہونے کے امکانات موجود ہیں۔

(۴) تارکین وطن اور مہاجرین

ہیٹی سے آمدہ کشتی کو روک کر اس میں سوار افراد کو واپس کر دینے کا امریکہ عمل آئی سی سی پی آر (انٹرنیشنل کونسٹ برائے سول اینڈ پولیٹیکل رائٹس) کی دفعہ بارہ کی کھلی خلاف ورزی ہے۔ مذکورہ دفعہ کے مطابق ہر فرد اس معاملے میں آزاد ہے کہ وہ کسی ملک کی رہائش ترک کر دے۔ بشمول اس ملک کا جس کا وہ پیدائشی طور پر شہری ہے۔ امریکیوں کے اسی عمل سے آرٹیکل ۲۶ کی بھی خلاف ورزی ہوئی جو قومیت کی بنیاد پر امتیازی سلوک روا رکھنے کی ممانعت کرتا ہے۔ امریکی بارڈر پر پیٹرول ایجنٹوں کے ہاتھوں انسانی حقوق کی پامالی سے آرٹیکل سات کی بھی خلاف ورزی ہوتی ہے' جو تشدد' ظلم' غیر انسانی اور ہتک آمیز رویے سے مبرا برتاؤ پر زور دیتا ہے۔ امیگریشن کے اہلکار عموماً جو رویہ اختیار کرتے ہیں اس سے دفعہ ۹ (۱) کی بھی خلاف ورزی ہوتی ہے' جو فرد کو آزادی کا اور تحفظ کا حق دیتی ہے۔

(۵) جیلوں کی صورتحال

امریکہ عام طور پر آئی سی سی پی آر کی دفعہ دس کی خلاف ورزی کا مرتکب ہوتا ہے۔ مذکورہ دفعہ اس امر کی طالب ہے کہ تمام قیدیوں اور زیر حراست افراد کے ساتھ ایسا برتاؤ کیا جائے جو انسانیت پر مبنی ہو اور ان کی عزت نفس و انسانی اقدار مجروح نہ ہوں۔ امریکہ جیلوں میں گنجائش سے زیادہ قیدیوں کو رکھتا ہے' جہاں انہیں پوری سہولتیں میسر نہیں ہوتیں۔ جیل میں قیدیوں کو جو ماحول میسر ہے اس سے ان کی عزت نفس مجروح' نجی زندگی پامال' صحت اور تحفظ کو خطرہ لاحق ہوتا ہے۔ آرٹیکل دس کی خلاف ورزی بعض فنی امور اور سزاؤں کے لیے اختیار کردہ طریقوں کے باعث ہوتی ہے' کئی قیدی برس ہا برس یوں ہی بیرونی فضا کے بغیر محبوس زندگی گزارنے پر مجبور کر دیے جاتے ہیں۔ بعض قیدیوں کو پشت پر بندھے ہاتھوں کے باعث بغیر ہاتھوں کے کھانا کھانے پر مجبور کر دیا جاتا ہے۔ نیز خواتین قیدیوں کے ساتھ غیر مساویانہ اور غیر انسانی سلوک کیا جاتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۶) پولیس کے مظالم

۱۹۹۱ء میں پولیس کے ہاتھوں روڈنی کنگ کی پٹائی سے امریکہ میں پولیس کے مظالم منظر عام پر آئے اور امریکہ کو انسانی حقوق کے ضمن میں دباؤ کا سامنا کرنا پڑا۔ طاقت کا مسلسل بے جا استعمال اکثر حالات کو خراب کرنے کا ذمہ دار ہوا کرتا ہے۔ اس سے آرٹیکل (۷) سات کی خلاف ورزی ہوتی ہے' جو غیر انسانی' ظالمانہ اور ہتک آمیز رویے و سزا کو ممنوعہ قرار دیتا ہے۔ اس ضمن میں امریکی حکومت کی جانب سے مناسب اقدامات نہ کیے جانے کے باعث دفعہ دو کی خلاف ورزی بھی امریکیوں سے سرزد ہوئی ہے۔

(۷) اظہار رائے کی آزادی

ہر چند کہ اظہار آزادی کے لیے امریکہ نے مثبت اقدام کیے ہیں اور امریکہ اظہار رائے کی آزادی کے ضمن میں خود کو علمبردار بھی گردانتا ہے' لیکن آئی سی سی پی آر کی دفعہ ۱۹ کی ضروریات کو امریکہ پورا کرنے سے گریزاں ہے۔ مذکورہ دفعہ ۱۹ سرحدوں کی حدود و قیود سے بالاتر ہو کر اطلاعات کی ترسیل' جستجو اور انہیں حاصل کرنے کا حق عطا کرتی ہے' جبکہ امریکہ اندرون ملک اور بیرون ملک اطلاعات کی ترسیل میں رکاوٹیں کھڑی کر کے دفعہ ۱۹ کی خلاف ورزی کا مرتکب ہوا ہے۔ امریکہ نے بعض متنازعہ مقررین کو ویزے دینے سے انکار کیا' بعض ممالک پر معاشی پابندیوں کا قانون نافذ کر کے وہاں سے آمدہ اطلاعات کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کر دیں' امریکیوں نے اپنی اہلیت کے مطابق بیرونی ملک سفر کر کے اطلاعات کے آزادانہ حصول اور جستجو کی راہیں مسدود کر دیں۔ امریکہ نے "گلف وار" کے دوران میڈیا پر غیر منصفانہ اور سخت پابندیاں عائد کر کے بھی دفعہ ۱۹ کی خلاف ورزی کی تھی۔

(۸) مذہبی آزادی

۱۹۰۰ء میں ایمپلائمنٹ ڈویژن بنام اسمتھ کے ایک مقدمے میں امریکی سپریم کورٹ نے فیصلہ دیتے ہوئے آئین میں پہلی ترمیم پر شدید نکتہ چینی کی۔ یاد رہے کہ پہلی ترمیم کے مطابق امریکہ میں مذہب کی آزادی کو آئینی تحفظ حاصل ہے۔ خوش قسمتی سے امریکی عدالت کا مذہب کی آزادی پر یہ شدید حملہ حال ہی میں کانگریس کے منظور کردہ "بحالی مذہبی آزادی کے ایکٹ" کی منظوری کے بعد روک دیا گیا' گزشتہ تین برس کے تجربات میں یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ تحفظ مذہبی آزادی کے ضمن میں امریکی معاشرہ انحطاط کا شکار ہے اور آئی سی سی پی آر مذہبی آزادی اور دیگر بنیادی حقوق کے معاملے میں ایک تحفظاتی اضافے کی حیثیت رکھتا ہے۔ متذکرہ جائزے کی روشنی میں دہشت گردی اور انسانی بنیادی حقوق کے حوالے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بیرون امریکہ اور اندرون امریکہ امریکی حکمرانوں کا گھناؤنا کردار واضح ہو جاتا ہے اور یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ دہشت گردی اور انسانی حقوق کی پامالی میں بھی امریکہ کو ہی سبقت ہے۔" (بحوالہ ماہنامہ "الفاروق" کراچی' ربیع الاول' ۱۴۱۶ھ' ص ۸ تا ۱۰)

انسانی حقوق اور اصولوں کی علمبردار فرانسیسی حکومت کا تحریک آزادی کے رہنما سے سلوک

"آج سے ۳۸ سال قبل کی بات ہے' جب الجزائر کے مسلمان حصول آزادی کے لیے سرتوڑ کوششیں کر رہے تھے اور اپنے جلاوطن رہنما بن بیلا کی قیادت میں سوئے منزل گامزن تھے' وہ قاہرہ' بلغراد اور روم میں فرانسیسی حکومت سے بھی مذاکرات کر چکے تھے کہ آزادی ان کا حق ہے جو ان کو ملنا چاہیے' مگر فرانس ان کے جائز اور قانونی حق اور مطالبے کو دبانے کی ہر ممکن کوشش کرتا رہا' حتی کہ اس کو جلاوطن راہنماؤں کی جدوجہد بھی کانٹے کی طرح کھٹکنے لگی اور تحریک آزادی کے سرکردہ مسلمان جب حسن بین بیلا کی قیادت میں شاہ حسین سے ملنے جا رہے تھے تو طیارے کو اغواء کر کے فرانسیسی فوج کے حوالے کر دیا گیا' جہاں ان راہنماؤں کو بغیر مقدمہ چلائے چھ سال تک فرانس کی جیل میں رکھا گیا یہ ہے انسانی حقوق اور اصولوں کی علمبردار فرانسیسی حکومت کی ایک مسلمان ملک کے رہنماؤں سے سلوک کی داستان!"

(بحوالہ ماہنامہ "صدائے مجاہد" مئی ۹۵' ص ۲۰)

اگر آج ایسا ہی سلوک کسی فرانسیسی رہنما سے تو کجا کسی عام فرانسیسی شہری سے بھی کیا جائے تو کیا فرانس اسے گوارا کرے گا؟ فرانس تو کیا بلکہ پوری عیسائی دنیا انسانی حقوق کے نام پر ایک طوفان کھڑا کر دے گی' اور ایسا شور مچے گا کہ الامان والحفیظ یہاں تو ہم نے دیکھا کہ مغربی دنیا اپنے مجرموں کی پشت پناہی بھی اس دھڑلے سے کرتی ہے کہ ہم اس طرح اپنے لیڈروں کی حمایت بھی نہیں کر سکتے۔ "سچ ہے کہ جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات۔" سارے قانون' سارے ضابطے' سارے بندھن اور ساری زنجیریں مسلمانوں کے لیے ہی تو ہیں' اور بڑوں کا تو ویسے بھی حق ہے نا کہ ماریں بھی اور رونے بھی نہ دیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"حقوق انسانی کی آڑ میں امریکہ کا گھناؤنا فعل' لواطت سے روکنا بھی حقوق انسانی کی خلاف ورزی ہے

"حقوق انسانی" الہ دین کا ایسا چراغ ہے جو امریکہ کے ہاتھ میں ہے' وہ چراغ دکھا کر جہاں جو چاہتا ہے شروع کر دیتا ہے' چنانچہ پچھلے دنوں ۲۶ جون کو امریکی حکومت نے خود ہی ایک مظاہرہ کروایا۔ جس میں مظاہرین نے یہ مطالبہ کیا کہ ہم جنس پرست مردوں اور عورتوں کے لیے آزادانہ جنسی اختلاط کا حق تسلیم کیا جائے اور اسے انسانی حقوق کے منشور میں شامل کیا جائے۔

مظاہرہ ہوتے ہی امریکہ کی خاتون اٹارنی جنرل نے اعلان کر دیا کہ اگر کسی ملک میں کسی فرد (مرد' عورت) کو ہم جنس پرستی کے جرم میں سزا دی جاتی ہو' تو وہ امریکہ میں پناہ حاصل کر سکتا ہے۔ اس نے بتلایا کہ میں اس سلسلہ میں امیگریشن کے قوانین میں مطلوبہ تبدیلیوں کی سفارشات پیش کرتی ہوں۔

ذرا اندازہ کیجئے' قارئین کرام! دنیا کے نام نہاد مہذب اور واحد سپرپاور کی سوچ کہ جو قوم لوط والا عمل کرتا ہے اور اسے اس سے روکا جاتا ہے' تو یہ حقوق انسانی کی خلاف ورزی ہے اور امریکہ اپنے قوانین میں تبدیلی کرکے اسے سینے سے لگائے گا۔

ایڈز کی ماری ہوئی گندی اور رذیل قوم جو اس سطح تک پہنچ جائے' اسے تو اللہ کی زمین پر ویسے ہی رہنے کا حق نہیں' چہ جائیکہ وہ سپرپاور بن کر ساری دنیا پر حکمرانی کرے' آہ! امت مسلمہ جو امت جہاد ہے' اس نے عزت کا راستہ ترک کر دیا اور آج ذلیل ترین لوگ ان کے فیصلے کرتے ہیں۔ بوسنیا کے مظلوم کہ جنھیں ظالم کا مقابلہ کرنے کے لیے اسلحہ کی ضرورت ہے' انھیں خوراک دی جاتی ہے' افریقہ کہ جہاں خوراک کی ضرورت ہے وہاں اسلحہ دیا جاتا ہے' اور پاکستان جیسے ممالک کے جہاں ٹیکنالوجی کی ضرورت ہے' وہاں منصوبہ بندی کے پروگرام دیئے جاتے ہیں اور یہ محکمہ اپنے ہی بھائی بند عیسائی کے حوالے کروایا جاتا ہے۔ جسے بے سالک کہا جاتا ہے۔ یہ ہے حقوق انسانی کا شعبہ جو اقوام متحدہ کی چھتری تلے ساری دنیا میں دندنا رہا ہے۔"

(بحوالہ ماہنامہ "محقق" اکتوبر ۱۹۹۴ء ص ۳۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ انسانی حقوق اور قیدی

۲۔ امریکہ میں قیدیوں کو ایک ساتھ زنجیروں میں باندھ کر اذیتیں دی جاتی ہیں

"لندن (ریڈیو نیوز) انسانی حقوق کی بین الاقوامی تنظیم ایمنسٹی کی جانب سے انسانی حقوق کی پامالی پر امریکہ کی بھی شدید مذمت کی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ امریکہ میں بھی حراست کے دوران قیدیوں کو اذیتیں دی جاتی ہیں اور ایذا رسانی کے دوران قیدیوں کی اموات بھی ہوتی ہیں۔ ایمنسٹی کی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ امریکہ کی متعدد ریاستوں میں کئی قیدیوں کو ایک ساتھ زنجیروں میں جکڑنے کے بعد ان سے مشقت لی جاتی ہے۔ گزشتہ برس ریاست الباما میں زنجیروں میں جکڑے ہوئے لاتعداد قیدیوں کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔"

(روزنامہ "نوائے وقت" لاہور ۱۱ جولائی ۹۶ء)

امریکی جیلوں کا ذکر چلا ہے تو اس ضمن میں ایک مسلمان نابینا قیدی جسے دنیا شیخ عمر عبدالرحمن کے نام سے جانتی ہے کی داستان الم بھی سن لیجئے اور اس آئینہ میں انسانی حقوق کے علمبردار کا اصل چہرہ دیکھیے۔

سپرنگ فیلڈ جیل سے شیخ عمر عبدالرحمٰن کا مکتوب اور حقوق انسانی

"۵۷ سالہ شیخ عبدالرحمان کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ دنیا جانتی ہے کہ وہ جامعہ الازہر کے فارغ التحصیل ایک نابینا عالم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی زبان میں ایسی تاثیر رکھ دی ہے کہ ان کے الفاظ دلوں میں اترتے چلے جاتے ہیں۔ وہ حافظ قرآن ہیں اور قرآن ہی ان کی زندگی ہے۔ جمال عبدالناصر کے عہد میں حوالہ زنداں ہوئے۔ انور سادات کے قتل کا الزام ان پر لگا لیکن جرم ثابت نہ کیا جا سکا۔ افغان جہاد کے دوران وہ نوجوانوں کو اس میں شرکت پر تیار کرتے رہے مصر میں نفاذ شریعت کا مطالبہ بھی ان کو عزیز رہا۔ حکومت نے ان کے راستے میں اس طرح دشواریاں کھڑی کیں کہ وہ امریکہ چلے گئے اور لوگوں کو اسلام کی دعوت دینے لگے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں ان پر تخریب کاری کا الزام لگایا گیا۔ مصر کے صدر حسنی مبارک کے خلاف دہشت گردی کی منصوبہ سازی بھی ان کے سر تھوپی گئی اور چند ہی ماہ پہلے انہیں اور ان کے ۹ ساتھیوں کو طویل لیکن مختلف المیعاد قید کی سزائیں سنائی گئیں۔ کم سے کم پچیس اور زیادہ سے زیادہ ستاون سال۔ شیخ نے اپنے اوپر عائد کیے جانے والے الزامات کی سختی سے تردید کی اور واضح طور کہا کہ بم بنانا اور نصب کرنا میرے لیے ممکن ہی نہیں اور نہ ہی کوئی مسلمان مبلغ اس طرح کی حرکت کر سکتا ہے۔

استغاثہ نے ان کی تقریروں کے بعض ٹکڑوں کو اس طرح کاٹ کر جوڑا اور انہیں نیا سیاق و سباق یوں دیا کہ انہیں اپنی مرضی کے معانی دینا ممکن ہو گئے۔ کہا جاتا ہے کہ ایک مصری جاسوس نے ان کے حلقہ ارادت میں شامل ہو کر ان کی تقریروں اور گفتگوؤں کے ریکارڈ تیار کیے۔ اسے دس لاکھ ڈالر معاوضہ کے طور پر ادا کیے گئے۔ اسلامی علم الکلام اور اصطلاحات سے واقف لوگ سمجھ سکتے ہیں کہ جہاد اور جدوجہد کو تشدد پر اکسانے کا نام کس آسانی سے دیا جا سکتا ہے۔

جناب شیخ اس وقت سپرنگ فیلڈ جیل میں ہیں' انہوں نے وہاں سے ایک خط دنیا بھر کے مسلمانوں کے نام لکھا ہے جس کا متن اسلامی تحریک کے ممتاز مجلّے "کریسنٹ انٹرنیشنل" میں چھپا ہے۔ خط ملاحظہ ہو:

"تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا مالک ہے۔ سردار انبیاء حضرت محمد ﷺ پر' ان کی آل اور ان کے وفادار ساتھیوں پر روز قیامت تک نزول رحمت ہو۔ اس جیل کے حالات' جہاں میں مقید ہوں بدترین اور انتہائی ناگفتہ بہ ہیں۔ اس کا اندازہ آپ مندرجہ ذیل حقائق سے کر سکتے ہیں:

۱۔ امریکی حکام مذہبی آزادی اور عبادت کرنے کی آزادی کے جو دعوے کرتے ہیں' وہ سب ایک فریب اور جھوٹ کے سوا کچھ نہیں۔ اکتوبر ۱۹۹۵ء میں اس جیل میں آنے کے بعد سے لے کر آج تک نہ تو مجھے نماز پڑھنے کی اجازت دی گئی ہے اور نہ ہی باجماعت نماز ادا کرنے کی۔

۲۔ جیل میں مجھ سے انتہائی متعصبانہ اور ناروا امتیاز برتا جاتا ہے۔ جب دوسرے قیدی محافظوں کو بلاتے ہیں تو محافظ فوراً ان کے پاس پہنچ جاتے ہیں۔ میں گھنٹوں اپنی کوٹھڑی کا دروازہ کھٹکھٹاتا رہتا ہوں۔ لیکن مجھے کوئی جواب تک نہیں ملتا اور میری ضروریات پر بھی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دھیان نہیں دیا جاتا۔

۳۔ بال اور ناخن ترشوائے بغیر مہینوں گزر جاتے ہیں اور اپنا زیر جامہ تک مجھے اپنے ہاتھوں سے دھونا پڑتا ہے۔

۴۔ مجھے قید تنہائی میں رکھا گیا ہے (یاد رہے کہ شیخ عمر عبدالرحمان نابینا ہیں' ذیابیطس کے مریض ہیں اور بڑھاپے میں قدم رکھ چکے ہیں) اس حالت میں بھی کوئی بھی میرا ساتھی اور مددگار نہیں جو اور کچھ نہیں تو کم از کم میرا سامان وغیرہ درست کرنے میں میری مدد کر دے۔ دن اور رات کے کسی بھی لمحے میرے ساتھ گفتگو کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ مجھے کسی دوسرے قیدی کے ساتھ علیک سلیک کرنے کی اجازت نہیں۔ میری کوٹھڑی کے نزدیک کسی دوسرے مسلم' غیر مسلم یا کسی ایسے شخص کی کوٹھڑی بھی نہیں ہے جو عربی بول سکتا ہو۔ میرے دن خاموش ہیں' میری راتیں خاموش ہیں۔ یہ کس قدر اذیت ناک تنہائی اور کتنا بڑا ظلم ہے۔ ایسا کر کے وہ مجھے ذہنی اور جسمانی مریض بنا دینا چاہتے ہیں تاکہ وہ مجھ سے مسلمان ہونے کا بدلہ لے سکیں۔ کیا یہ وہی انسانی حقوق ہیں' جن کے شور سے ہوا کی لہریں اور ذرائع ابلاغ بھرے پڑے ہیں۔ انسانی حقوق کی دہائی دینے والے ہمیں صرف اس لیے مشق ستم بناتے ہیں کہ ہماری آواز کمزور ہے اور ہم بات کرنے کے قابل نہیں ہیں۔

۵۔ کیا آپ نے برہنہ تلاشی اور پوشیدہ اعضاء کی پردہ دری کے بارے میں کبھی سنا ہے۔ لوگ آئیں اور اوپر سے نیچے تک کپڑے اتار کر انسان کو اس حالت میں لے آئیں جس میں وہ پیدا ہوا تھا؟ خدا کی قسم جب بھی کوئی دوست یا عزیز (حالانکہ امریکہ میں میرا کوئی رشتے دار نہیں تمام عالم اسلام میرا خاندان ہے) مجھ سے ملنے آتا ہے تو میرے ساتھ یہ نازیبا سلوک کیا جاتا ہے۔ ایک ملاقات کے بدلے میں مجھے دو مرتبہ برہنہ کیا جاتا ہے۔ جیل کے حکام مجھے کہتے ہیں کہ میں اپنے تمام کپڑے اتار دوں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ لوگ اتنی بات پر مطمئن ہو جائیں گے لیکن جیل کا چیف گارڈ "کرلنگ ڈے" نامی ایک اور شخص اور جیل کے دوسرے بہت سے محافظ مجھے حکم دیتے ہیں کہ میں رانیں کھول کر آگے کی طرف جھک جاؤں اور پھر وہ جانوروں کی طرح.... شرمندگی اور ندامت کی وجہ سے مزید کچھ کہنا مجھے زیب نہیں دیتا۔ میں اپنے ذہن کا بوجھ ہلکا کرنے کے لیے پوری مسلم امت سے یہ ضرور کہوں گا کہ وہ اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کو سمجھیں اور اپنے عقیدے کے مطابق زندگی بسر کریں۔ وہ میرے پوشیدہ اعضاء کی اچھی طرح تلاشی لیتے ہیں۔ میرے اردگرد کھڑے ہو کر قہقہے لگاتے ہیں۔ جب میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مادر زاد برہنہ حالت میں جھکا ہوا ہوتا ہوں تو محافظ میرے ارد گرد گھومتے ہوئے میرے پوشیدہ اعضاء کے اندر جھانکتے ہیں اور جو شخص میرا اس طرح معائنہ کرتے ہوئے زیادہ وقت لیتا ہے' اسے تحسین کی نظر سے دیکھا جاتا ہے کہ اس نے اپنا فرض نہایت تندہی سے انجام دیا ہے۔ وہ میرے ساتھ ایسا انسانیت سوز اور ذلت آمیز سلوک اس لیے کرتے ہیں کہ میں مسلمان ہوں اور اس طرح کے سلوک کو میرے خدا نے منع فرمایا ہے۔

وہ ایسا کیوں نہیں کریں گے؟ انہیں تو ان کا شکار ہاتھ لگ گیا ہے۔ انہوں نے اپنی منزل مراد پالی ہے۔ وہ میرے جسم کے پوشیدہ اعضاء میں کیا تلاش کرتے ہیں؟ کیا وہ میرے اعضاء میں ان ہتھیاروں' دھماکہ خیز مواد اور منشیات کو تلاش کرتے ہیں جو میں اپنی کال کوٹھڑی سے اپنے احباب تک پہنچاتا ہوں یا اپنے ملاقاتیوں سے لے کر اپنی کوٹھڑی میں لے جاتا ہوں۔ وہ ہر ملاقات کے بعد دو مرتبہ مجھ سے ناروا سلوک کرتے ہیں۔ اس مشکل گھڑی میں شرمندگی اور ندامت سے میرا وجود پانی پانی ہو جاتا ہے اور دل چاہتا ہے کہ اس سے پہلے یہ لوگ میری تذلیل کریں' زمین پھٹ جائے اور میرا وجود نگل لے۔ کیا یہ بات ان لوگوں کے لیے خوش کن ہو سکتی ہے جو اپنے دین اور اس کی عظمت کے محافظ ہیں؟

اے اخوت کے علمبردار بہادر لوگو! اے اپنے دین کی حفاظت اور احکام خدا کی تعمیل کرنے والو' اے دین کی عظمت و وقار کے لیے قربانی دینے والو' اے اللہ کے بندو اب تو گہری نیند سے بیدار ہو جاؤ۔ اپنی گرجتی ہوئی آواز کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ۔ اے اللہ کے بندو باہر نکلو تاکہ تمہاری آواز حق دنیا کے گوشے گوشے میں سنائی دے۔ اے بندگان خدا ایک ہو کر سچائی کی آواز بلند کرو برائی کا قلع قمع کر ڈالو۔ اس سے پہلے کہ کافرانہ جارحیت کی آگ تمہیں اپنی لپیٹ میں لے لے' آگ بجھا ڈالو۔

کیا جیلیں علماء کے لیے ہوتی ہیں یا مجرموں کے لیے؟ اہل کفر نے مسلمان امت کو چاروں طرف سے گھیرا ہوا ہے۔ اللہ اکبر کی صدائیں بلند کرو اور اہل کفر پر یہ ثابت کر دو کہ مسلمان موت سے نہیں ڈرتے۔

اس قوم کو خواب غفلت سے کون بیدار کرے گا جو ہواؤں میں قلعے تعمیر کرتی ہے' جس کا احساس مردہ ہو گیا ہے' جو استعماری سازشوں کے خلاف کسی قسم کا ردعمل ظاہر نہیں کرتی۔ اگر اس قوم کے علماء کو بھیڑ بکریوں کی طرح جیلوں میں ٹھونس دیا گیا تو یہ قوم وقت کے غبار میں گم ہو جائے گی۔ کیا اس قوم میں خوف خدا رکھنے والے بہادر ختم ہو گئے ہیں؟ کیا اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے پاس وہ مضبوط آواز نہیں، جس کی دہشت سے برائی کا وجود ریزہ ریزہ ہو جائے؟ اے بندگان خدا مادی نقصانات کے خوف سے دامن چھڑا کر جسد واحد بن جاؤ"۔

(بحوالہ "ہفت روزہ ختم نبوت" کراچی '۲۰' جون ۹۶)

اس خط کے ضمن میں "عالم اسلام کی بے حسی" کے عنوان سے ہفت روزہ "ختم نبوت" کراچی اپنے اداریے میں لکھتا ہے کہ:

ایک عالم دین بزرگ کے ساتھ یہ ظلم و ستم صرف اس لیے کہ وہ ایک مسلمان عالم دین ہے۔ اس نے کوئی چوری نہیں کی، کہیں ڈاکہ نہیں ڈالا، کسی کی عزت نہیں لوٹی، کسی حکمران کا تختہ نہیں الٹا۔ اس کا قصور صرف یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کو ان کا تشخص یاد دلاتا ہے۔ ایک بوڑھے انسان سے جس کی قوم اور مذہب کی غیرت اتنی مر چکی ہو، اپنے اس رہنما پر مظالم کا اظہار تک نہ کر سکتے ہوں، امریکہ بہادر کا اتنا ناراض اور خوفزدہ ہونا کہ اس کے بارے میں اخلاقی قیود کی تمام حدود کو پھلانگ دیا جائے، سمجھ سے بالاتر ہے۔ امریکہ، جس کے مہذب ہونے کا ڈھنڈورا پوری دنیا میں پیٹا جا رہا ہے، جس کے یہاں قانون کی بالادستی کے دعوے پوری دنیا میں مثال کے طور پر پیش کیے جاتے ہیں، جس ملک میں جیلوں کی سہولتوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ گھروں سے زیادہ آرام و راحت دیا جاتا ہے۔ ملک میں چوروں اور ڈاکو اور قاتلوں کے بارے میں دعویٰ کیا جاتا ہو کہ ان کے ساتھ بھی زیادتی نہیں کی جاتی، ان کے حقوق کی رعایت کی جاتی ہے، ان کے مقدمہ میں انصاف کے تقاضے پورے کیے جاتے ہیں۔ اس ملک کا دعویٰ ہے کہ یہاں قانون کی حکمرانی ہے، پولیس یا انتظامیہ کی نہیں۔ اس ملک میں ایک نابینا عالم دین کے ساتھ اتنی زیادتی اور اتنا ظلم اور ایسی غیر اخلاقی گراوٹ کا مظاہرہ! افسوس اور تف ہے ایسے ملک پر ایسے انصاف کے دعووں پر، ایسی قانون کی حکمرانی پر۔ ظلم کی یہ داستان امریکہ کے عدالتی نظام اور جیلوں کے انتظامات پر اتنا بدنما داغ ہے کہ اگر ذرا سی بھی اخلاقی جرات ہوتی تو اس کے بعد وہاں کا تمام عدالتی عملہ مستعفی ہو کر ایسی جگہ روپوش ہو جاتا، جہاں کوئی ان کا منہ نہ دیکھ سکتا یا ایسے افراد کو ایسی سزائیں دی جاتیں کہ آئندہ محافظ دستے کے کسی فرد کو اس قسم کے ظلم کی ہمت نہ ہوتی۔ اس داستان نے امریکہ کے جیلوں کے نظام کی قلعی کھول دی اور اس کے دعووں کی حقیقت دنیا پر واضح کر دی۔ قیدیوں پر ایسا ظلم تو ہندوستان اور اسرائیل کی جیلوں میں بھی نہیں سنا گیا۔ ایسی گراوٹ کا مظاہرہ تو پرانے زمانے کی نجی جیلوں میں بھی نہیں کیا گیا۔ مسلمان بزرگ کی جیل کے اندر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تلاشی کا یہ انداز سوائے اذیت پسندی کے اور کچھ نہیں۔

چوروں اور ڈاکوؤں اور بدکاروں کے حقوق کی آواز بلند کرنے والی امریکی تنظیمیں اور پاکستان اور دوسرے ممالک کی تنظیمیں آج کہاں سوگئیں؟ آج ان کو اس مسلمان رہنما پر مظالم نظر نہیں آئے؟ کیا کسی عالمی تنظیم نے اس خط پہ ردعمل کا اظہار کیا؟ کیا کسی تنظیم نے تحقیق کی کہ اس نابینا عالم دین پر یہ ظلم و ستم کیوں کیا جارہا ہے؟ انسانی حقوق کی تنظیموں کے ضمیر کہاں سو گئے؟ چلئے مان لیں کہ امریکہ اور یورپ کی انسانی حقوق کی تنظیمیں کافر ہیں' ان کو مسلمانوں کے حقوق کا کیا' انہوں نے پہلے کب آواز بلند کی' کس مسلمان کے حق کے لیے آواز اٹھائی' سرینگر اور ہندوستان کی مختلف جیلوں میں آزادی کشمیر کے مجاہدین مولانا مسعود اظہر' کمانڈر سجاد اور دیگر کئی قیدیوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے گئے' ان کا جینا دوبھر کر دیا گیا' کسی عالمی تنظیم کے کان پر جوں رینگی کہ آج جناب عبدالرحمٰن نابینا پر امریکی مظالم پر وہ آواز بلند کریں گے؟ لیکن آج افسوس اور حیرت ہے ہمیں اپنے مسلمان بھائیوں پر اور عالم اسلام کے حکمرانوں پر' مسلمانوں کی امدادی اور رفاہی تنظیموں پر کہ عبدالرحمٰن مرد مجاہد کا یہ دردناک خط ان کے ضمیروں کو جھنجھوڑنے سے قاصر رہا۔ کیا اس آواز میں اسلامی درد کی کوئی کیفیت نہیں' جس کی کسک ہر مسلمان اور عالم اسلام کے حکمران محسوس کریں اور اس ظلم کو کم از کم روکنے کے لیے صرف آواز ہی بلند کریں۔

دو چوڑوں اور جماداروں کو پاکستان میں ایک عظیم ظلم "توہین رسالت ﷺ" پر سزا ہو گئی تو امریکہ' جرمنی' برطانیہ اور دیگر ممالک مغربیہ چیخ اٹھے۔ انسانی حقوق کی تنظیمیں میدان میں آگئیں۔ ان پر ظلم کیا گیا نہ ان کو ایذائیں دی گئیں اور نہ ہی قانون کے دروازے ان پر بند کیے گئے۔

ایک ماتحت عدالت نے مقدمہ کی سماعت کی۔ قانون کے تمام تقاضے پورے کیے۔ شواہد کی روشنی میں جرم ثابت ہونے پر سزا سنائی اور عدالت عالیہ میں اپیل کا اختیار دیا۔ اپیل عدالت عالیہ نے سماعت کے لیے قبول کر لی۔ اس کے باوجود امریکی اور مغربی پریس چیخ اٹھا۔ حکومت پاکستان پر دباؤ ڈال کر راتوں رات ان دونوں کو اعزاز و اکرام کے ساتھ مغربی جرمنی منگوایا گیا' وی آئی پی مہمان کی حیثیت سے پروٹوکول دیا گیا۔ شہریت اور زندگی کی آرائشیں مہیا کر کے پاکستان کے عدالتی نظام کی دھجیاں بکھیر دی گئیں اور ایک عالم اسلام کے حکمرانوں کے ضمیر ہیں کہ ایک سیاسی مجاہد عبدالرحمٰن نابینا جدوجہد آزادی کے ہیرو مسعود اظہر اور دیگر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمان مجاہدین پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے جاتے ہیں' اخلاقی گراوٹ کی مثالیں قائم کی جاتی ہیں لیکن ان کو یہ توفیق تک نہیں ہوتی کہ کم از کم احتجاج کی آواز ہی بلند کریں۔ کیا یہ قیدی مسلمان نہیں؟ عالم اسلام کے ساتھ ان کا مذہبی رشتہ نہیں؟ کیا قرآن مجید کا حکم مسلمان آپس میں بھائی بھائی کا سبق مسلمان بھول چکے ہیں؟ کیا حضور خاتم النبیین ﷺ کی یہ حدیث کہ مسلمان جسد واحد کی طرح ہیں' اگر ایک عضو میں تکلیف ہوگی تو تمام جسم تکلیف میں مبتلا ہوگا' آج ہماری نظروں سے اوجھل ہو چکی ہے؟ عالم اسلام کی اس بے حسی اور مسلمانوں کی اس بے ہمتی کی بنا پر کب تک مظلوم مسلمان مغرب اور یہود و ہنود کی چیرہ دستیوں کا شکار رہیں گے؟ کب تک مسلمان رہنماؤں کو اس طرح بے آسرا اور بے سہارا رکھا جائے گا؟ کیا مسلمانوں کے دنیا میں کوئی حقوق نہیں' لیبیا اور سوڈان کے خلاف اس لیے اقتصادی بائیکاٹ کہ وہ امریکہ کے دعوئی کے مطابق ان کے دو مجرم دینے کے لیے تیار نہیں' کیا آج عالم اسلام کے حکمران عبدالرحمٰن مجاہد کے مظالم پر امریکہ اور کشمیری مجاہدین مسعود اظہر اور دیگر حریت پسند رہنماؤں پر ہندوستان اور حماس کے لیڈروں پر اسرائیل سے کسی قسم کا احتجاج کرنے کے بارے میں سوچ بھی سکتے ہیں' یاد رکھیں یہی روش باقی رہی تو مسلمانوں کی عزت' آبرو' جان و مال کسی ملک میں محفوظ نہیں رہے گا۔ آج عیسائی باشندہ یہودی فرد اور ہندو لالہ کسی ملک میں سر اٹھا کر عزت سے چلتا ہے تو اس کو معلوم ہے کہ اس پر زیادتی کے خلاف امریکہ' یورپ' اسرائیل اور ہندوستان خاموش نہیں بیٹھے گا اور مسلمان ہر ملک میں ذلت اور مظلومیت کی زندگی گزار رہا ہے تو اس کے علم میں ہے کہ کوئی مسلمان میرا پرسان حال نہیں۔ اس لیے

فلسطین میں بھی وہ پٹ رہا ہے' چیچنیا میں بھی موت کے گھاٹ اتارا جا رہا ہے' کشمیر و بوسنیا میں اجتماعی قتل عام اور درندگی کا شکار ہو رہا ہے۔ آج اگر مسلمانوں اور ان کے حکمرانوں نے امریکہ میں عبدالرحمٰن مجاہد کے ظلم پر خاموشی اختیار کرلی تو یاد رکھیں کہ کشمیر' فلسطین' چیچنیا' بوسنیا اور دیگر ممالک کی طرح امریکہ میں بھی مسلمان محفوظ نہیں رہیں گے"۔

(ہفت روزہ "ختم نبوت" کراچی' ۲۰ جون ۹۶)

برطانیہ میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں

"ملعون رشدی نے بدنام زمانہ کتاب "شیطانی ہفوات" لکھ کر دنیا بھر کے مسلمانوں اور منصف مزاج غیر مسلموں کے بھی دل دکھائے ہیں' لیکن شخصی آزادی اور انسانی حقوق

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے نام پر برطانوی حکومت اس کی حفاظت اور کفالت پر پانی کی طرح روپیہ بہا رہی ہے' جبکہ اس مخصوص کیس سے قطع نظر شخصی آزادی اور انسانی حقوق کے ضمن میں برطانیہ کا کردار افسوسناک ہے۔

"ایک تازہ ترین سروے کے مطابق برطانیہ میں پناہ کے ۶۵۰ سے زائد متلاشی جیلوں میں بند ہیں۔ ۶۰ سے زیادہ ۶ ماہ اور ۲۰ سے زائد ایک سال سے زیادہ عرصہ سے محبوس ہیں۔ ۵۰ فیصد پناہ گزین جیلوں میں پڑے سڑ رہے ہیں جو کہ بین الاقوامی مجالس کی خلاف ورزی ہے۔ یہ نہ صرف برطانوی بلکہ بین الاقوامی قانون کا بھی تمسخر اڑاتا ہے۔ جس کی رو سے پناہ گزینوں کو قانون شکنی کے ملزموں یا مجرموں کے ساتھ بند نہیں کیا جا سکتا۔"

پناہ کے متلاشیوں کو لندن کی مشہور پین ٹون ول جیل میں رکھا جاتا ہے۔ جہاں ہر قیدی الگ الگ حجرہ میں قید ہوتا ہے۔ پین ٹون ول کا معائنہ کرنے والی ٹیم وزارت داخلہ پر دباؤ ڈال رہی ہے کہ پناہ گیروں کو اس جیل میں نہ رکھا جائے۔ جج سٹیفن نے بھی اپنی رپورٹ میں ٹیم کے موقف کی حمایت کی۔ جواب میں وزیر داخلہ نے لکھا' "جیل حکام اور محکمہ تارکین وطن متبادل انتظامات پر غور کر رہے ہیں۔"

"یہ امر خوش آئندہ ہے کہ پناہ کے متلاشی قید تنہائی میں نہیں رکھے جائیں گے' لیکن اتنی ہی قابل افسوس یہ حقیقت ہے کہ وہ بیچارے بنیادی حقوق سے بھی محروم ہیں۔"

"فروری تا اپریل میں ۲۰۰ سے زائد متلاشیوں نے ملک بھر کے قید خانوں اور جیلوں میں بھوک ہڑتال کی۔ حال ہی میں آکسفورڈ کے قریبی قید خانہ میں ہنگامہ آرائی بھی دیکھنے میں آئی۔ جس سے پناہ گزینوں کی ناامیدی اجاگر ہوتی ہے۔ ستم بالائے ستم یہ کہ ان پر کوئی الزام عائد نہیں کیا گیا۔ ان پر مقدمہ نہیں چلایا جا رہا۔ بے چارے غیر محدود عرصہ کے لیے جیلوں میں بند ہیں اور ضمانت کرانے کے حق سے محروم ہیں۔ ان کی درخواستوں پر غور کرنے میں سستی اور غفلت سے کام لیا جا رہا ہے' وہ قانونی اور طبی سہولتوں سے بھی محروم ہیں۔"

(بحوالہ ماہنامہ "المذاہب" لاہور' جنوری ۹۵' ص ۷)

(ا) بھوک' غربت' بیماریاں اور مہاجرین' انسانی حقوق کے دعویدار کہاں ہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) کیا غریبوں، بے گھروں اور مہاجرین کے انسانی حقوق نہیں ہوتے۔

ترقی یافتہ ممالک کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے دنیا سے بھوک ختم کرنے میں انقلابی کردار انجام دیا ہے اور اس مقصد کے لیے امداد، گرانٹس اور قرضوں کی صورت میں تیسری دنیا کی جو مدد کی ہے اس کی مثال پوری انسانی تاریخ میں نہیں ملتی، لیکن اس نام نہاد دعویٰ کی حقیقت یہ ہے کہ اس وقت بھی ترقی پذیر دنیا کے چند ممالک میں ۸۶ فیصد سے زائد لوگ غربت کی بدترین سطح سے بھی نیچے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ دنیا کے تقریباً ۱۹ ملین افراد رفیوجی کیمپوں میں کسمپرسی کے شب و روز گزار رہے ہیں۔ مزید ۲۱ ملین لوگ ایسے ہیں جو اپنے ہی ملکوں میں بے گھر ہیں۔ واضح رہے کہ آج سے دس برس قبل دنیا بھر میں رفیوجیوں کی تعداد صرف ۹ ملین تھی۔ اقوام متحدہ کی ایک رپورٹ کے مطابق کرہ ارض کے ۴۰ ملین باسی اس وقت خوراک، گندے پانی، بیماریوں اور سر چھپانے کے لیے چھت سے کلیتاً محروم ہیں اور یہ ایک بے رحم حقیقت ہے کہ دنیا کے مختلف حصوں میں بھوک اور بیماریوں کے شکار ایسے لوگوں کی تعداد میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے..... اور ان لوگوں کی بڑی تعداد تیسری دنیا کے ممالک سے تعلق رکھتی ہے.... ترقی پذیر دنیا میں یہ شرح خوفناک حد تک بڑھ چکی ہے، لسانی و نسلی فسادات، جنگوں، قدرتی آفات، سیاسی عدم استحکام، خانہ جنگیوں، بیماریوں، بدترین موسمی حالات، اقتصادی اور زرعی بدحالی جیسے عوامل نے تیسری دنیا کے غریب عوام کو بھوک کے عفریت کا شکار بنا دیا ہے۔ امریکہ میں ۱۰ ملین سے زائد افراد بے روزگاری کا شکار ہیں، افریقہ کے قحط اور خانہ جنگی نے ۶۰ ملین عوام کی زندگیاں داؤ پر لگا دی ہیں، ایشیا میں صرف فلپائن کے ۷۰ فیصد لوگ بدترین غربت کا شکار ہیں، کمبوڈیا اور افغانستان میں اگرچہ جنگ ختم ہو چکی ہے، لیکن لاکھوں شہری شدید بھوک کاٹ رہے ہیں اور شاید یہ سلسلہ آنے والے برسوں میں بھی جاری رہے یہی حال بھارت کا ہے۔ جہاں سرد بازاری اور علاقائی جھگڑوں نے ملک کے مختلف حصوں میں بھوک اور بیماریوں کی شرح میں نمایاں اضافہ کیا ہے۔ سابقہ سوویت یونین کا شیرازہ بکھرنے کے بعد وسطی ایشیا کی ریاستوں کی معاشی حالت بھی اس قابل نہیں ہے کہ وہ اپنے عوام کی بنیادی ضروریات پوری کر سکیں۔ یہی وجہ ہے کہ غربت کے شکار عوام کے ایک حصے نے دوسری ریاستوں کو نقل مکانی شروع کر دی ہے۔ جہاں کے ۸۶ فیصد عوام غربت کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

شرح سے نیچے کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ چین اور مشرق بعید کے "لٹل ڈریگن" البتہ غربت کی شرح میں کمی کے لیے اپنی کوششوں میں خاصی حد تک کامیاب رہے ہیں۔ جہاں تک لاطینی امریکہ کا تعلق ہے تو افراط زر اور اقتصادی بدحالی نے عوام کو تباہی کے کنارے پر لا کھڑا کیا ہے۔ پیرو' گوئٹے مالا اور ہیٹی کے لاکھوں رفیوجی موسم کی شدت' بیماریوں اور بھوک کا شکار ہیں' البتہ ایل سلواڈور میں خانہ جنگی کے خاتمے نے بہتری کی امید پیدا کر دی ہے۔ مشرق وسطیٰ میں عراق میں' فلسطین میں عوام کی اکثریت صاف پانی اور متوازن غذا سے محروم ہے۔

اسی طرح مشرق وسطیٰ کے بعض دوسرے ممالک میں بھی لوگوں کی کچھ تعداد غربت اور بیماریوں کا شکار ہے۔ مشرقی یورپ کے ممالک بھی آزادی کے بعد سے بدترین معاشی بدحالی کا سامنا کر رہے ہیں' علاقائی' نسلی اور مذہبی تنازعے اس پر مستزاد ہیں اور خطے کے بیشتر ممالک کے عوام بدترین نسلی فسادات کا سامنا کر رہے ہیں۔ امریکی کمیٹی برائے رفیوجی کی ایک رپورٹ کے مطابق گزشتہ دس برس میں دنیا کے مختلف خطوں میں مہاجرین کی تعداد میں سب سے زیادہ اضافہ مشرق وسطیٰ اور جنوبی ایشیا میں ریکارڈ کیا گیا' جہاں یہ تعداد ۳ ملین سے بڑھ کر تقریباً ۱۷ ملین ہو گئی۔ دوسرے نمبر پر افریقہ ہے جہاں آج رفیوجیز کی تعداد ۴ ملین سے زائد ہے۔ مشرقی ایشیا' لاطینی امریکہ اور یورپ میں یہ شرح خاصی کم ہے۔ اسی رپورٹ کے مطابق دنیا کے بیشتر حصوں میں رفیوجی کیمپوں کی حالت اتنی بری ہے کہ ایسے کیمپ جانوروں کی رہائش کے لیے بھی موزوں قرار نہیں دیئے جا سکتے..... "ترکی کی سرحد کے قریب کردوں کے ایک کیمپ میں جہاں ساٹھ ہزار رفیوجی ہیں' صرف ایک بیت الخلاء ہے۔ پورا کیمپ گارے اور کیچڑ کی دلدل سے بنا ہوا ہے..... صاف پانی کا سرے سے کوئی انتظام نہیں ہے..... کیمپ کی بیشتر آبادی بھوک' بیماریوں' سردی اور پیاس کا شکار ہے۔ بہت کم لوگوں کے پاس سردی سے بچاؤ کا بندوبست ہے..... تقریباً ۱۰ فیصد لوگ ننگے پاؤں زندگی بسر کر رہے ہیں' باقی بھی اس شدید سردی میں صرف ایئر سینڈل پر گزارہ کر رہے ہیں۔"

ورلڈ پاپولیشن ریفرنس بیورو کے ایک عالمی جائزے کے مطابق دنیا بھر میں سب سے زیادہ رفیوجی اس وقت پاکستان میں ہیں' جہاں اس وقت بھی ان کی تعداد ۳ء۵ ملین سے زائد ہے۔ دوسرے نمبر پر ایران ہے جہاں تقریباً ۳ ملین رفیوجی ہیں..... اردن میں ۹۶۰۲۰۰' غزہ کی پٹی میں ۵۲۸۷۰۰' دریائے اردن کے مغربی کنارے پر ۴۳۰۱۰۰' بھارت میں ۴۰۲۶۰۰' لبنان میں ۳۱۴۲۰۰ اور شام میں ۲۹۳۹۰۰ رفیوجی ہیں۔ میکسیکو میں ۴۸۵۰۰' ملائشیا میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲۷۰۰ اور تھائی لینڈ میں ۵۱۲۷۰۰ رفیوجی ہیں۔ افریقہ میں سب سے زیادہ رفیوجی اس وقت ملاوی میں ہیں جہاں یہ تعداد اس وقت ۹۵۰۰۰۰ سے زائد ہے' جبکہ گیانا میں ۵۶۶۰۰۰' سوڈان میں ۷۱۷۲۰۰' زائر میں ۴۸۲۳۰۰ اور ایتھوپیا میں ۵۳۴۰۰۰ رفیوجی ہیں۔

واضح رہے کہ غزہ کی پٹی کی ۸۸ فیصد آبادی اس وقت مہاجرین پر مشتمل ہے' جبکہ دریائے اردن کے مغربی کنارے کی ۳۹ فیصد' اردن کی ۲۸ فیصد' جبوتی کی ۳۰ فیصد' ملاوی کی دس فیصد' لبنان کی ۹ فیصد' گیانا کی ۸ فیصد' ایران کی ۵ فیصد اور پاکستان کی ۳ فیصد آبادی رفیوجیز پر مشتمل ہے۔ رفیوجی کیمپوں میں رہنے والوں کو یو این ایچ سی آر یا دوسری ایجنسیوں کی جانب سے روزانہ جو خوراک دی جاتی ہے وہ ۴۰۰ گرام مکئی یا گندم کا آٹا' ۶۰ گرام دالیں' ۲۵ گرام گھی یا تیل اور ۱۵ گرام چینی فی کس ہوتی ہے' لیکن تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ یہ خوراک بالعموم ناکافی ثابت ہوتی ہے اور یوں رفیوجی کیمپوں کی بیشتر آبادی خصوصاً بچے اور عورتیں غذا کی قلت کے باعث بہت سی بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ دنیا بھر کے رفیوجی کیمپوں میں ۷۰ فیصد سے زائد آبادی بچوں اور عورتوں پر مشتمل ہے' حالانکہ دنیا کے کئی ممالک کی مجموعی قومی پیداوار کا ۶۰ سے ۸۰ فیصد تک حصہ خواتین پیدا کرتی ہیں۔ دنیا کی ۵۰ فیصد سے زائد آبادی اور عالمی افرادی قوت کا تیسرا حصہ خواتین پر مشتمل ہے' لیکن انہیں دنیا کی مجموعی آمدن سے صرف دسواں حصہ ملتا ہے' اور دنیا بھر کی عورتیں ورلڈ پراپرٹی کے صرف ایک فیصد حصے کی مالک ہیں۔ دنیا بھر کی خواتین "سارے اوقات کار" کے ۷۵ فیصد حصے کی ذمہ دار بھی ٹھہرائی جاتی ہیں۔

تیسری دنیا میں یہ اعداد و شمار زیادہ تکلیف دہ ہیں' جہاں کی خواتین ۵۰ فیصد سے زائد فوڈ پروڈکشن کا کام کرتی ہیں۔ افریقہ میں یہ شرح ۶۰ سے ۸۰ فیصد ہے۔ اب آئیے رفیوجی بچوں کی جانب..... دنیا بھر میں تقریباً ۹ ملین بچے رفیوجی کیمپوں میں زندگی بسر کر رہے ہیں' جبکہ ۱۳ ملین سے زائد بچے اپنے ہی ملکوں میں بے گھر ہیں۔ رفیوجی کیمپوں کے بچوں کا سب سے بڑا مسئلہ صرف پانی اور متوازن خوراک ہے اور بدقسمتی سے ان کیمپوں میں مقیم تقریباً سارے بچے ان نعمتوں سے محروم ہیں' جس کا نتیجہ یہ ہے کہ بے شمار بچے بیماریوں کے باعث موت کا شکار ہو رہے ہیں' اور صرف اسی پر ہی نہیں دنیا کے بیشتر ممالک کے بچے جنگی جرائم کا نشانہ بھی بن رہے ہیں پھر دنیا کے مختلف حصوں میں بچوں کو زبردستی ہتھیار اٹھانے پر مجبور کیا جاتا ہے' ایک اندازے کے مطابق دنیا بھر میں دو لاکھ سے زیادہ بچے (اٹھارہ سال سے کم) مختلف جنگوں یا خانہ جنگیوں میں بطور سپاہی لڑ رہے ہیں۔ ان بچوں کو جن ممالک میں اسلحہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استعمال کرنے پر مجبور کیا گیا ہے۔ ان میں افغانستان' انگولا' برما' کمبوڈیا' ایل سلواڈور' ایتھوپیا' گوئٹے مالا ھونڈراس' ایران' عراق' لبنان' فلسطین' موزمبیق' نکاراگوئے' پیرو' فلپائن' سری لنکا' سوڈان' یوگینڈا اور شمالی آئرلینڈ شامل ہیں۔ ایک اور رپورٹ کے مطابق دنیا بھر میں سب سے زیادہ رفیوجی بچوں کا تعلق افغانستان فلسطین سے ہے' جبکہ بے گھر بچوں کی زیادہ تعداد کا تعلق موزمبیق' سوڈان' جنوبی افریقہ اور افغانستان سے ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اقوام متحدہ اس کے ذیلی ادارے اور عالمی سطح پر کام کرنے والی امدادی ایجنسیاں دنیا سے بھوک' غربت اور بیماریوں کے خاتمے کے لیے جو کوششیں کر رہی ہیں وہ کس حد تک کامیاب ہیں..... کیونکہ اعداد و شمار تو یہ ثابت کر رہے ہیں کہ ان تمام کوششوں کے باوجود دنیا کے مختلف حصوں میں بھوک' غربت اور بیماریوں کے شکار بے گھر رفیوجیوں کی تعداد میں روزبروز اضافہ ہو رہا ہے۔ سپر طاقتوں کا اصرار ہے کہ وہ تخفیف اسلحہ کے پروگرام پر سختی سے عمل کر رہی ہیں' لیکن دوسری طرف بے گھر اور رفیوجی لوگوں کے لیے امدادی پروگرام کے بجٹ میں نمایاں کمی کر دی گئی ہے۔ ایک طرف دعویٰ کیا جا رہا ہے کہ نیا عالمی اقتصادی نظام دنیا سے معاشی بدحالی دور کر دے گا اور دوسری طرف تیسری دنیا پر قرضوں کا بوجھ اتنا زیادہ کر دیا گیا ہے کہ وہ شائد ہمیشہ کے لیے معاشی غلامی کا شکار ہو گئے ہیں۔ ایک طرف دعویٰ ہے' کہ دنیا بھر کے بچوں کو بیماریوں سے بچایا جائے گا' انہیں متوازن خوراک اور صاف پانی فراہم کیا جائے گا' لیکن دوسری طرف جنگی جرائم اور وحشیانہ تشدد کے شکار بچوں کی شرح میں نمایاں اضافہ سامنے آ رہا ہے۔

دنیا بھوک سے مر رہی ہے..... کروڑوں افراد اپنے گھروں سے دور کھلے آسمان تلے بھوک' سردی اور بیماریوں کے ہاتھوں موت کے منہ میں جا رہے ہیں اور اقوام متحدہ' سپر طاقتیں اور عالمی ادارے موٹی موٹی رپورٹیں شائع کر رہے ہیں اور بڑی بڑی کانفرنسیں کروا رہے ہیں.... آخر یہ دو عملی کب تک ہوگی....؟ (از محترم منذر الٰہی صاحب' بحوالہ روزنامہ جنگ "جمعہ میگزین" ۲۸' اکتوبر ۱۹۹۴ء)

ایک طرف تو تیسری دنیا کی غربت' بھوک' بیماری' بے چارگی اور بے کسی کا یہ عالم ہے دوسری طرف انسانی حقوق اور انسانیت کی محبت کے دعویداروں کا یہ عالم ہے کہ وہ گولف پر سالانہ ۴۰ بلین ڈالرز' شراب پر ۲۴۵ بلین ڈالرز سگریٹ نوشی پر ۴۰۰ بلین ڈالرز' اشتہار بازی پر ۲۵۰ بلین ڈالرز اور فوج پر ۸۰۰ بلین ڈالرز اڑا دیتے ہیں' (بحوالہ "بیدار

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈائجسٹ" اکتوبر ۱۹۹۵ء) اگر یہ "بڑے" "گولف' شراب نوشی اور سگریٹ نوشی کے حصے کی آدھی رقم بھی غریبوں کے لیے وقف کر دیں' تو ان کی حالت بدل سکتی ہے' مگر انہیں تو دعووں سے غرض ہے نہ کہ عمل سے!

انسانی حقوق کا تحفظ اور مغرب کی منافقت

کیا رواداری صرف اپنے ہم مذہب لوگوں کے لیے ہے؟

"آج کل مغربی دنیا میں انسانی حقوق کے تحفظ کا بڑا چرچا ہے اور اکثر اسلامی ممالک کو ان حقوق کی پامالی کے لیے مورد الزام ٹھہرایا جا رہا ہے۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ اقوام متحدہ کے 1948ء کے یونیورسل ڈیکلریشن آف ہیومن رائٹس کا آرٹیکل 18 اس اسلامی انقلاب کی دین ہے جو اقوام متحدہ کے قیام سے ایک ہزار برس سے بھی زیادہ پہلے ظہور میں آیا تھا۔ اس آرٹیکل کے مطابق ہر آدمی خیال' ضمیر اور مذہب کی آزادی کا حق رکھتا ہے مگر اس اظہار خیال کی آزادی کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ کوئی شخص دوسروں کی دل آزاری کرے اور ان کے مذہبی پیشواؤں کو سب و شتم کا نشانہ بنائے۔

جدید دور میں' مغربی دنیا میں' جو انسانیت کا تصور ہے اس کی رو سے مسلمان انسانوں کے زمرہ سے خارج ہیں۔ مراد ہوفمین جو ایک جرمن سفارت کار تھے اور جو دین مبین کی تعلیمات سے متاثر ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہوئے' انھوں نے اپنے ایک مضمون "دی یورپین مینٹلیٹی اینڈ اسلام" میں اس حقیقت کو آشکار کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "گرین پیس" اور "ایمنیٹی انٹرنیشنل" جیسی عالمی فلاحی تنظیمیں' جو اہل مغرب کے زیر اثر ہیں' وہ کسی ملک میں مظلوم مسلمانوں کی مدد کرنے سے' زیادہ وہیل مچھلیوں کی بقا اور چین سے سیاسی نظر بندوں کی رہائی میں دلچسپی رکھتی ہیں۔

ہوفمین کا یہ ذاتی تجربہ اور مشاہدہ ہے کہ اہل مغرب کو اسلام کے علاوہ ہر چیز گوارا ہے جب ان کا کسی مسلمان شخص کے ساتھ واسطہ پڑتا ہے تو ان کی رواداری اور بے پایاں وسیع القلبی رخصت ہو جاتی ہے غیر مسلموں کے وہی عادات و اطوار جو خوش دلی سے قبول کر لیے جاتے ہیں مسلمانوں کے لیے باعث ننگ و عار بن جاتے ہیں اور انھیں کٹر' متعصب' غیر مہذب' غیر آئینی اور پسماندہ قرار دیا جاتا ہے۔ اگرچہ کوئی یہودی داڑھی رکھتا ہے تو وہ ترقی پسند اور اگر کوئی مسلمان یہ عمل کرتا ہے تو اسے قدامت پسند کا لقب دیا جاتا ہے۔ حضرت مریمؑ کی ہر شبیہ میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کا سر ڈھکا ہوا دکھایا جاتا ہے لیکن اگر کوئی مسلمان لڑکی اپنے سر پر رومال باندھ لیتی ہے تو فرانس میں اسے سکول سے خارج کر دیا جاتا ہے۔ یہ وہی فرانس ہے جس نے انقلاب کو جنم دیا تھا اور جو اپنے آپ کو شخصی آزادی کا بڑا علم بردار تصور کرتا ہے اور جو انسانی حقوق کے تحفظ میں پیش پیش ہے۔ فرانس اور جرمنی میں مزید یہ دوغلا پن ہے کہ سوائے اسلام کے کسی مذہب کی عبادت گاہ کے قیام پر کوئی پابندی عائد نہیں ہے۔ ہوفمین کا یہ کہنا ہے کہ اگر آپ ان ممالک میں کوئی مسجد تعمیر کرنا چاہیں تو اگر آپ انتہائی خوش قسمت نہیں تو آپ کو نقشہ کی منظوری کے مختلف مراحل کے دوران عدالتوں کے بے شمار چکر کاٹنا پڑیں گے اور بالآخر آٹھ دس برس گزرنے کے بعد ممکن ہے کہ آپ کو کہیں ریل کی پٹڑی کے عقب میں یا کسی مذبح کے قرب و جوار میں مسجد بنانے کی اجازت مل جائے مگر پھر بھی مسجد کے مینار کی اونچائی پر متعلقہ محکموں کے ساتھ قدم قدم پر جھگڑے اور مناقشے ہوں گے کیونکہ وہاں کے ماحول میں کارخانوں اور تجربہ گاہوں کی اونچی اونچی چمنیاں تو سما سکتی ہیں مگر مسجد کے میناروں کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اذان کے لیے مینار کو استعمال کرنے پر اعتراض ہو گا اور یہ مشورہ بھی دیا جائے گا کہ اذان کی بجائے گرجوں کی طرح گھنٹہ بجانے پر غور کیا جائے۔

ایک اور تفریق یہ بیان کی جاتی ہے کہ گرچہ اکثر یورپی ممالک میں یہودیوں کو اپنے طریقہ پر جانور ذبح کرنے کی اجازت ہے مگر مسلمان حلال گوشت کا بندوبست کرنے سے محروم ہیں کیونکہ ان کے معاملے میں جانوروں کے ساتھ بے رحمی کا مسئلہ کھڑا ہو جاتا ہے۔

مسلمانوں کے ساتھ اس دہرے معیار کا ہی یہ مظہر ہے کہ کشمیر، فلسطین، بوسنیا، چیچنیا اور اب کوسووا میں ان کے کشت و خون پر مغربی دنیا اور اس کے زیر تسلط اقوام متحدہ کی انجمن خاموش تماشائی بنی بیٹھی رہے جبکہ دوسری جانب یہ حال ہے کہ اگر پاکستان کی کوئی عدالت قانوناً بھی کسی عیسائی کو موت کی سزا دی ہے تو دنیا بھر کی انسانی حقوق کے تحفظ کی انجمنیں واویلا مچانا شروع کر دیتی ہیں۔

عراق پر خلیج کی جنگ کے بعد سے ہنوز اقوام متحدہ کی طرف سے سخت پابندیاں عائد ہیں اور اسے ایک مقررہ مقدار سے زیادہ اپنا تیل بیچنے کی اجازت نہیں ہے جس کے سبب زرمبادلہ کی کمی کی وجہ سے وہ ملک بچوں کی جان بچانے والی ادویہ کی درآمد سے محروم ہے لہٰذا ہر سال ہزاروں معصوم بچے لقمہ اجل بن رہے ہیں مگر چونکہ یہ ہلاک شدگان مسلمان ہیں اس لیے مغربی دنیا کے ضمیر کو مطلق خلش نہیں ہوتی اور اقوام متحدہ نے اپنے حالیہ اجلاس میں آٹھ سال سے عائد اس پابندی کی توسیع کی منظوری دے دی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ انسانی حقوق کے تحفظ کے دعویداران سب منافق ہیں۔ ان حقوق کی حقیقی ضمانت صرف دین اسلام دیتا ہے جب حضورؐ سے دریافت کیا گیا کہ ایمان کا افضل درجہ کیا ہے تو آپؐ نے فرمایا "یہ کہ تم سب لوگوں کے لیے وہی چاہو اور وہی پسند کرو جو اپنے لیے چاہتے ہو اور پسند کرتے ہو اور اس چیز اور حالت کو سب لوگوں کے لیے ناپسند کرو جس کو اپنے لیے ناپسند کرتے ہو"۔ اس حکم میں مسلم اور غیر مسلم کی کوئی تفریق نہیں ہے۔ اس سے بڑھ کر انسانی حقوق کے تحفظ کا اور کون سا منشور ہو سکتا ہے"؟ (از ایم ایم حسن صاحب بحوالہ نوائے وقت' لاہور' 27 مئی 1998ء)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 6

مغربی تہذیب و تمدن

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مغربی تہذیب و تمدن

علی عزت بگووچ (صدر بوسنیا) کی وہ کتاب جس پر فرانس نے پابندی لگادی اس سے مغربی تہذیب کی اک جھلک

"امریکہ جو دنیا کا امیر ترین ملک ہے۔ ۱۹۶۵ء میں یہاں پچاس لاکھ جرائم کیے گئے' جبکہ آبادی میں اضافے کی نسبت خطرناک جرائم میں اضافے کی شرح چودہ گنا زیادہ تھی۔ جرائم میں اضافے کی شرح ایک سو اٹھتر فیصد تھی' جبکہ آبادی میں اضافے کی شرح تیرہ فیصد تھی۔

اس امیر ترین ملک میں ہر بارہ سیکنڈ کے بعد کوئی نہ کوئی جرم سرزد ہوتا ہے' ہر ایک گھنٹے بعد ایک قتل ہو جاتا ہے' ہر پچیس منٹ کے بعد زنا کا واقعہ ہو جاتا ہے' ہر پانچ منٹ کے بعد ایک ڈاکہ پڑتا ہے اور ہر ایک منٹ کے بعد ایک کار چوری ہوتی ہے۔

اس ملک میں جرائم کی رفتار اور رجحان میں خطرناک اضافہ ہو رہا ہے۔ ۱۹۵۱ء میں ایک لاکھ باشندوں میں تین اعشاریہ ایک قتل ہوتے تھے۔ ۱۹۶۰ء میں پانچ اور ۱۹۶۷ء میں نو قتل' گویا سولہ سال کے اندر اندر قتل ہونے والوں کی تعداد تین گناہ بڑھ چکی ہے۔

مغربی جرمنی میں ۱۹۶۶ء میں بیس لاکھ جرائم درج ہوئے اور ۱۹۷۰ء میں چوبیس لاکھ تیرہ ہزار۔ پچھلے دس برسوں میں عملاً قتل کیے جانے والے افراد کی تعداد میں ۳۵ فیصد اضافہ ہوا ہے' جبکہ سکاٹ لینڈ میں اس مدت کے دوران میں خوفناک جرائم کی شرح میں سو فیصد اضافہ ہوا۔ ۱۹۶۲ء سے ۱۹۷۰ء تک قتل کی وارداتوں میں ۹۸.۲ فیصد اضافہ ہوا۔

"عوام الناس کی آراء سے مرتب کیے جانے والے چند گوشواروں سے معلوم ہوا کہ اہل فرانس اپنی روزانہ مصروفیات میں دنگے فساد کو سرفہرست رکھتے ہیں۔ جرائم خصوصاً"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوجوانوں سے سرزد ہونے والے جرائم میں بے انتہا اضافہ ہو رہا ہے۔ ۱۹۵۰ء سے ۱۹۶۰ء تک فرانس میں چوریوں کی تعداد میں ایک سو ستر فیصد اضافہ ہوا۔ اس طرح بلجیم میں ۱۹۶۰ء سے ۱۹۷۸ء تک جرائم کی رفتار میں دگنا اضافہ ہو گیا۔

ستمبر ۱۹۷۳ء میں ماہرین جرائم کی ساتویں بین الاقوامی کانفرنس بلغراد میں منعقد ہوئی۔ اس میں متفقہ طور پر اعتراف کیا گیا کہ تمام علاقوں میں جرائم کی تعداد میں ناقابل فہم حد تک اضافہ ہوا ہے۔ اس صورت حال کی وضاحت کرتے ہوئے' امریکہ کے ماہرین جرائم نے یہ رائے دی کہ ہمارا معاشرہ گناہگاروں کا سمندر ہے اور ہر شخص کم یا زیادہ گناہگار اور مجرم ہے اور اس سے بچنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ (اس سے بچنے کا راستہ اسلام ہے جسے ماننے میں ان کا تعصب مانع ہے۔ (راقم)

برطانیہ کے ایک خیراتی فلاحی ادارے Offered Help نے جو اعداد و شمار شائع کیے ہیں۔ ان کے مطابق برطانیہ میں ۱۹۷۳ء میں چار لاکھ شرابی تھے اور ان میں اسی ہزار عورتیں تھیں۔ رپورٹ کے مطابق نشہ کرنے والی ہر دوسری عورت نفسیاتی ہسپتال کی مریض بن جاتی ہے اور ہر تیسری عورت کا انجام خودکشی ہوتا ہے۔ یورپ میں شراب کا سب سے زیادہ استعمال فرانس میں ہوتا ہے۔ اس کے بعد اٹلی اور روس میں شراب نوشی کے نتیجے میں واقعہ ہونے والی اموات کے گراف میں ۴۴.۳ کی موت شراب نوشی کی وجہ سے ہوتی ہے' جبکہ فرانس میں ہر لاکھ افراد میں ۳۵ شراب نوشی کی کثرت سے مرتے ہیں۔ آسٹریا میں ہر لاکھ افراد میں ۳۵ شراب نوشی سے مرجاتے ہیں۔

ہماری صدی میں شراب نوشی دولت مند اور ترقی یافتہ ممالک کے لیے ایک عظیم مسئلہ بن چکی ہے۔ پہلے لوگ شراب نوشی کا رشتہ جہالت' قدامت اور غربت سے جوڑتے تھے اور امید کی جاتی تھی کہ شاید کچھ بہتری ہو جائے' لیکن اب کچھ ایسے مسائل پیدا ہو گئے ہیں' کہ نہ جن کی شناخت ہی ممکن ہے' اور نہ ان کا ذکر ہی کیا جا سکتا ہے' اور ان سماجی برائیوں کی علامات کسی بھی دوسرے ملک کی نسبت سویڈن میں سب سے زیادہ دیکھی جا سکتی ہیں۔ یہ رائے ایک سویڈش ماہر کی ہے۔ سویڈن والوں کو یہ مسئلہ درپیش ہے کہ ہر دسواں شخص خواہ وہ مرد ہو یا عورت کثرت سے شراب نوشی کا عادی ہے۔ حکومت سویڈن نے الکحل کے استعمال پر بھاری ٹیکس اور اضافی سرچارج عائد کیے' لیکن اس کے اثرات بہت معمولی تھے۔

عریانی اور برہنگی (Pornography) کی بھی یہی بنیادیں ہیں۔ فرانس' ڈنمارک اور مغربی جرمنی جو اپنے آپ کو سب سے زیادہ مہذب کہتے ہیں..... عریانی اور برہنگی میں بھی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کا نام سرفہرست ہے۔ ۱۹۷۵ء سے فرانسیسی سینما گھروں میں جو فلمیں دکھائی جاتی ہیں ان کا نصف برہنہ فلموں پر مبنی ہوتا ہے۔ صرف پیرس شہر میں دو سو پچاس سینما گھر ان فحش فلموں کے لیے مخصوص ہیں' جو لوگ سدھار چاہتے ہیں' وہ اس صورت حال سے پریشان ہیں۔

دنیا کے جو بڑے بڑے تمدنی و ثقافتی مراکز ہیں وہ جوئے کے مراکز بھی ہیں۔ مثلاً داؤول' مونٹ کارلو' میکاؤ اور لاس ویگاس وغیرہ۔ بحرالکاہل کے جزائر کے اردگرد کسی بھی شہر میں ایک بڑے جوئے خانے (Casino) میں چھ ہزار افراد تک سما سکتے ہیں۔ سرکاری اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ ۱۹۶۵ء میں فرانسیسیوں نے ایک سو پندرہ ارب فرانک رقم اتفاقی انعام کی سکیموں پر لگائی جب کہ امریکہ میں پندرہ ارب ڈالر اس کام میں خرچ کیے گئے۔ ہنگری کا ہر تیسرا باشندہ لاٹری کے ٹکٹ خریدتا ہے۔ اتفاقی انعام اور لاٹری وغیرہ میں سب سے زیادہ دلچسپی سویڈن کے لوگ لیتے ہیں۔ اس کے بعد اسرائیل اور ڈنمارک اس کے عادی ہیں۔

دوسری جنگ عظیم کے بعد ان آباد اور خوشحال ممالک میں ایک اداس نسل ابھر آئی ہے' جن کے پاس ہر چیز موجود ہے۔ کسی چیز کی کمی نہیں۔ یہ لوگ عرف عام میں "دھتکاری ہوئی نسل" (ٹھکرائی ہوئی نسل) کہلاتے ہیں۔ جنہوں نے بے مقصدیت کے فلسفے کو پھیلایا۔ ہپی' کانوں کے ہڑتالی کارکن اور ایسے ہی دوسرے لوگوں نے تمام اصولوں اور تمام نظاموں کا مذاق اڑایا' اور ان کی سوچ اور طور طریقے دنیا کے تمام بڑے شہروں میں پھیل گئے۔

خودکشیوں کا تناسب اور نفسیاتی امراض کا گوشوارہ بھی اس ثقافت و تمدن کے ساتھ ساتھ آگے بڑھ رہا ہے۔ نفسیاتی طریقہ علاج کے مطابق یہ عجیب بات سامنے آئی ہے کہ زندگی کے معیار کے بہتر سے بہتر ہونے کے ساتھ انسان کا اطمینان قلب روبہ انحطاط ہے اور یہ شکایت ایک امریکی ماہر نفسیات نے کی ہے۔ جن ممالک نے زیادہ ترقی نہیں کی وہاں خودکشیوں اور نفسیاتی امراض کے مریض بھی کم تعداد میں ہیں۔ یہ بات ہمیں یہ سوچنے پر مجبور کر رہی ہے کہ ترقی آخر کس مرض کی دوا ہے۔

امریکہ میں ہر ہزار میں چار افراد نفسیاتی و دماغی امراض کے ہسپتالوں میں داخل ہیں۔ نیویارک سٹیٹ میں دماغی ہسپتالوں میں داخل ہونے والے مریضوں کی تعداد 5.0 فی ہزار ہے اور تمام امریکی ہسپتالوں میں نصف بستر دماغی امراض کے مریضوں کے استعمال میں ہوتے ہیں۔ ہالی وڈ میں دماغی امراض کے مریضوں کی تعداد دنیا کے کسی بھی شہر سے زیادہ ہے۔

امریکی پبلک ہیلتھ سروس نے ۱۹۷۸ء میں ایک سرکاری رپورٹ شائع کی۔ اس کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطابق ہر پانچواں امریکی شدید ذہنی و اعصابی صدمے (Break Down) کا شکار ہے یا اس کے قریب پہنچنے والا ہوتا ہے۔ اس نتیجے کی بنیاد معقول شواہد اور تجزیے ہیں۔ ۱۹ سے ۷۹ سال کی عمر کے بالغ امریکیوں کا تجزیہ کیا گیا تو ان کی تعداد لاکھوں میں تھی اور یہ گیارہ کروڑ دس لاکھ امریکیوں کے نمائندے تھے۔ ۱۹۷۷ء میں تین کروڑ انیس لاکھ مریضوں کا ذہنی علاج ہوا۔ ایک کروڑ امریکی شراب پینے کی وجہ سے مختلف بیماریوں کا شکار ہوئے۔

سویڈن میں خودکشی کرنے والے' شراب پینے والے اور ذہنی امراض کے شکار لوگ بہت بڑی تعداد میں ہیں' جبکہ قومی آمدنی شرح تعلیم' روزگار اور سماجی تحفظ کے معیار کے لحاظ سے بھی یہ ملک سب سے آگے ہے۔

۱۹۶۷ء میں سویڈن میں ایک ہزار سات سو دو خودکشیاں رجسٹرڈ ہوئیں۔ ۱۹۶۶ء کے سال سے یہ اضافہ نو فیصد زیادہ تھا اور ۱۹۶۰ء سے تیس فیصد۔

۱۹۶۸ء میں عالمی ادارہ صحت نے مختلف ممالک کے درمیان خودکشی کی شرح کے تناسب کے گوشوارے جنیوا سے شائع کیے۔ اس فہرست میں پہلی آٹھ پوزیشنیں مغربی جرمنی' آسٹریا' کینیڈا' ڈنمارک' فن لینڈ' ہنگری' سویڈن اور سوئزرلینڈ نے حاصل کیں۔

ان آٹھ ممالک میں مردوں کی فوتیدگی کی تیسری وجہ خودکشی ہے' جن کی عمر ۱۵ اور ۴۵ سال کے درمیان تھی' پہلی وجہ دل کی بیماریاں تھیں' اور دوسری وجہ کینسر کا مرض۔

یہ کہنا تو بہرحال ناانصافی ہو گا' کہ یہ مظاہر صرف مغربی ثقافت کے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جدید تمدن نے جس صورت میں جس جگہ بھی ترقی کی ہے اس کا نتیجہ بہرحال یہی برآمد ہوا ہے۔ امریکہ' جرمنی' برطانیہ یا سویڈن کے متعلق جو کچھ کہا گیا ہے وہ جاپان کے متعلق بھی صحیح ہے' اگرچہ وہ دنیا کے نقشے میں دوسری سمت پر واقع ہے اور اس کا منطقہ بالکل الگ ہے۔ جاپان کے معاملے میں اعداد و شمار اگر کچھ الگ ہیں تو اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ وہاں معاشرتی روایات اور خاندانی نظام کسی حد تک باقی ہے"۔

("اسلام اور مشرق و مغرب کی تہذیبی کشمکش" ص ۱۲۴ تا ۱۳۴ سے ماخوذ)

امریکہ میں طالبات کی عصمت دری ---- حیران کن اعداد و شمار

"واشنگٹن پوسٹ کا کالم نگار تھامس لکھتا ہے' کہ نوجوان لڑکیوں کی عصمت دری کے واقعات امریکہ میں خطرناک حد تک پہنچ چکے ہیں۔ امریکہ کی گیارہ ریاستوں میں ریسرچ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سٹڈی کی گئی۔ اس ریسرچ کے جو اعداد و شمار سامنے آئے ہیں' ان کے مطابق عصمت دری کا شکار ۵۰ فیصد خواتین کی عمر اٹھارہ سال سے کم ہے' اور ۲۵ فیصد تو ۱۲ سال سے بھی کم عمر کی بچیاں ہیں۔ ریسرچ کرنے والوں کا کہنا ہے کہ بچوں کے خلاف جنسی جرائم کی صحیح تعداد معلوم کرنا بہت مشکل ہے' کیونکہ اکثر واقعات رپورٹ نہیں ہوتے یا پھر بیشتر واقعات میں گھر کے افراد' رشتے دار یا دوست ملوث ہوتے ہیں۔

امریکہ کی تین ریاستوں میں جسٹس ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے کیے گئے سروے میں جو اعداد و شمار سامنے آئے ہیں ان کے مطابق بارہ سال سے کم عمر بچیوں میں سے ۲۰ فیصد اپنے باپوں کی ہوس کا شکار ہوئیں ۴۶ فیصد کو رشتے داروں اور ۳۰ فیصد کو دوستوں نے شکار کیا۔ صرف ۴ فیصد کی اجنبیوں نے عصمت دری کی۔"

(بحوالہ "بیدار ڈائجسٹ" ستمبر ۹۴' ص ۴۰)

صدر متراں کی ناجائز بیٹی کا انکشاف

"پیرس فرانسیسی جریدے "پیرس میچ" نے انکشاف کیا ہے' کہ صدر متراں (فرانسیسی صدر) کی ایک بیس سالہ ناجائز بیٹی ہے' اور صدر نے اسے اس کی ماں سمیت صدارتی محل میں رکھا ہوا ہے۔ جریدے نے متراں کی اپنی ناجائز بیٹی کے ساتھ ایک تصویر بھی شائع کی ہے۔ "پیرس میچ" میں چھپنے والے مضمون میں بتایا گیا کہ ۷۸ سالہ کینسر کے مریض صدر نے کافی عرصے سے اس راز کو لوگوں سے چھپائے رکھا' تاہم اب انہوں نے اس راز سے عوام کو آگاہ کرنے کا فیصلہ کر لیا ہوا ہے"۔ (روزنامہ نوائے وقت لاہور ۴ نومبر ۹۴)

یورپ میں "معصوم مجرموں" کی تعداد؟

"ٹیلی ویژن نے مغرب کے معصوم بچوں کو قتل' ڈکیتی' چوری جیسے سنگین جرائم اور منشیات کی لعنت میں مکمل طور پر جکڑ کے رکھ دیا ہے۔ صرف جرمنی میں مجرم بچوں کی عموی شرح ۱۹۹۰ء سے ۱۹۹۵ء کے درمیان بہت زیادہ بڑھ گئی ہے۔ رپورٹ کے مطابق ان بچوں کو خطرناک جرائم پر مجبور کرنے میں ٹیلی ویژن کے تشدد پروگراموں نے نمایاں کردار ادا کیا ہے' کیونکہ ایک یورپی بچہ روزانہ اوسطاً چار گھنٹے ٹی وی کے سامنے گزارتا ہے۔ اس دوران میں کم از کم پچاس مناظر قتل کی وارداتوں کے دیکھتا ہے۔ ان مناظر کا اثر بچوں میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشدد پسندی کے بڑھتے ہوئے رجحان کی صورت میں نکلا ہے۔ صرف ابتدائی تعلیم حاصل کرنے والے بچوں میں تشدد کا رجحان پندرہ فیصد تک پایا جاتا ہے۔ رپورٹ کے مطابق جرمنی کے ایک تہائی بچے اب مسلح ہو کر درس گاہوں میں آتے ہیں۔ برلن پولیس کے مطابق شہر میں ہونے والے ۴۵ فیصد تشددانہ جرائم ۱۴ سے ۱۸ سال تک کی عمر کے بچے کرتے ہیں' جبکہ پانچ فیصد جرائم ۱۴ سال سے بھی کم عمر کے بچے کرتے ہیں۔

امریکی سروے رپورٹوں کے مطابق تمام تر قوانین کے باوجود ایک امریکی بچہ تیرہ سال کی عمر تک پہنچتے پہنچتے اپنے ذہن میں ایک لاکھ مناظر کسی نہ کسی صورت میں محفوظ کر چکا ہوتا ہے۔ ان میں آٹھ ہزار مناظر قتل' خودکشی' تشدد اور جنس پر مشتمل ہوتے ہیں۔ برطانوی رپورٹ کے مطابق ٹی وی کے مادر پدر آزاد پروگرام دیکھنے کے باعث برطانوی بچے دوسرے جرائم کے علاوہ منشیات کی لپیٹ میں بھی آ چکے ہیں۔ برطانوی بچے تیرہ سال کی عمر میں شراب نوشی شروع کر دیتے ہیں' جبکہ پندرہ سال کی عمر میں ان بچوں کی ایک چوتھائی تعداد منشیات کا استعمال شروع کر دیتی ہے۔ ان منشیات میں سب سے زیادہ استعمال چرس کا ہوتا ہے۔ لڑکوں میں ۲۸.۱ فیصد چرسی ہوتے ہیں' جبکہ لڑکیوں میں چرس نوشی کی شرح ۲۱.۷ فیصد ہے۔ رپورٹ کے مطابق یہ "معصوم مجرم" والدین کی عدم توجہی کے باعث اپنا زیادہ وقت ٹی وی کے سامنے گزارنے پر مجبور ہیں۔ واضح رہے کہ اخلاقی بگاڑ کے نتیجے میں بچوں کے عادی مجرم بن جانے کے خوف سے ان بچوں کے والدین حکومت کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہیں' کہ خدارا ان جنسی اور تشدد آمیز فلمی مناظر کا ٹی وی پر دکھایا جانا بند کیا جائے۔ جرمنی کے ایک ہفت روزے نے انکشاف کیا ہے کہ اب تک دس لاکھ سے زائد افراد اس سلسلے میں ایک محضرنامے پر دستخط بھی کر چکے ہیں۔"

(بحوالہ "بیدار ڈائجسٹ" لاہور' جون ۱۹۹۵ء ص ۳۷)

سفید فام کم عمر غنڈوں نے لیڈز میں خوف و ہراس پھیلا رکھا ہے

پولیس اور عدالتیں' قانون کے ہاتھوں مجبور ہیں' پاکستانیوں کی زندگی اجیرن بنا دی گئی ہے۔

"لیڈز میں پاکستانیوں کی اکثریت چیپل ٹاؤن اور ہیرہلز کے علاقوں میں آباد ہے' جہاں افریقی نژاد ایفرو کریبین بھاری تعداد میں آباد ہیں۔ ان علاقوں میں نوعمر راہزنوں نے دہشت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھیلا رکھی ہے۔ اوسطاً روزانہ تین افراد اس گینگ کا شکار بن رہے ہیں۔ پچھلے ماہ ۶۷ افراد کو لوٹا گیا' جبکہ پچھلے سال کل ۹۵۲ افراد اس علاقے میں لوٹ لیے گئے یا ان پر حملے کیے گئے۔ پولیس اور علاقے کے مکینوں کے لیے یہ صورت حال انتہائی تشویش ناک ہے' کیونکہ راہزنوں کے گروہ ہر وقت تاک میں رہتے ہیں۔ چیپل ٹاؤن پولیس ڈویژن کے سپرنٹنڈنٹ سٹیو سمتھ کا کہنا ہے' کہ لوگ ان نو عمر ڈاکوؤں کے خوف سے ہم سے تعاون نہیں کرتے' جس سے یہ مسئلہ اس قدر پیچیدہ ہو گیا ہے' کہ کسی وقت قتل کا واقعہ رونما ہو سکتا ہے۔ چاقو چھریوں اور دوسرے آہنی ہتھیاروں کے وار سے شدید زخمی ہونے کے باوجود ابھی تک کوئی ہلاکت نہیں ہوئی۔ راہزنی کی وارداتوں میں زیادہ کم سن مجرم شریک ہوتے ہیں' جو گروہ کی شکل میں واردات کرتے ہوئے فرار ہو جاتے ہیں' ان کی کم عمری کی وجہ سے عدالتیں ان کو سخت سزائیں نہیں دے سکتیں' کیونکہ قانون اس میں رکاوٹ ہے اور یہ مجرم دوبارہ واپس آ کر وارداتیں شروع کر دیتے ہیں۔ سکولوں کے باہر بچوں سے غنڈہ ٹیکس وصول کیا جاتا ہے اور ٹیکس نہ ملنے پر انہیں بری طرح مارا پیٹا جاتا ہے' ایسے واقعات دن رات کسی بھی وقت کہیں بھی رونما ہو سکتے ہیں۔ راہزنی سکواڈ کے تحقیقاتی آفیسر مارک سیسن کا کہنا ہے' راہزنوں کے ایسے گینگز کا پسندیدہ مقام چیپل ٹاؤن روڈ پر کیٹورز فش اینڈ چپس شاپ کے باہر اور ہیڈلینڈ ہوٹل کا نزدیکی علاقہ ہے' جہاں یہ گھات لگا کر بیٹھے ہوتے ہیں' جو پولیس اور لٹنے والے زیادہ تر مجرموں کو جانتے ہیں' لیکن وہ گرفتار نہیں کیے جا سکتے' کیونکہ لوگ ان کے خوف سے ان پر انگلی تک اٹھانے کو تیار نہیں۔ ایسے واقعات بھی ہوئے ہیں کہ راہزنی کا شکار ہونے والے اکثر ان ڈاکوؤں کے اچھے بھلے شناسا ہوتے ہیں یا سکول فیلو رہ چکے ہیں' لیکن اس کے باوجود ان کو بھی لوٹ لیا جاتا ہے۔ چیپل ٹاؤن پولیس نے پچھلے سال مارچ میں راہزنی سکواڈ کی تشکیل کی تھی' جس نے پچھلے سال کے آخری ۹ ماہ کے دوران ۲۰۰۰ افراد کو حراست میں لیا۔ پولیس کا کہنا ہے' کہ جب تک لوگوں کی جانب سے تحریری سٹیٹ منٹ نہ ملے' ہم مزید کارروائی نہیں کر سکتے۔ سراغرساں سپرنٹنڈنٹ مسٹر فلپ جانسن کا کہنا ہے کہ راہزنوں کو گرفتار کر کے انہیں عدالتوں میں بھی پیش کیا جاتا ہے' اور انہیں قانون کے مطابق جو معمولی سزائیں دی جاتی ہیں وہ انہیں جرائم سے باز رکھنے میں ناکافی ہیں (اب تو انہیں اسلام کا فلسفہ سزا سمجھ آ جانا چاہیے) اور وہ دوبارہ واپس آ کر وارداتیں کرتے ہیں' ان کا مزید کہنا ہے کہ یہ حیرانگی کی بات نہیں کہ لوگ گواہی نہیں دیتے' کیونکہ انہیں دھمکی دی جاتی ہے کہ غنڈے واپس آ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر پھر حملہ کریں گے' چنانچہ پولیس اور مجسٹریٹ قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے' بعض معاملات پر مجبور ہیں۔ ان کا کہنا ہے' کہ کم سن مجرموں پر قابو پانے کے لیے قانون از حد ضروری ہے۔"

(بحوالہ "جنگ" لندن' ۹۳-۱۱-۶)

۱۲ سالہ لڑکا ۵۰۰ کاریں چوری کرنے کا ملزم

کار کی چوری میں ملوث زیادہ تر افراد کی عمریں ۱۰ سے ۲۰ سال کے درمیان ہیں۔

"لندن' برطانیہ میں کار چوری کے باعث ہر سال ۱۰۲ ارب پونڈ کا نقصان ہوتا ہے۔ چلڈرنز سوسائٹی نے "ہشنگ دی بریکس آن کار کرائم" کے عنوان سے ایک تحقیق میں بتایا ہے' کہ ہر سال ۱۹ کروڑ پونڈ مقدمات پر خرچ ہوتے ہیں۔ ۱۹۹۰ء میں ۵ میں سے ۴ افراد کی عمریں جن پر کاروں کی چوری کا جرم ثابت ہوا یا جنہیں تنبیہہ کی گئی۔ ۱۰ سے ۱۶ سال کے درمیان تھیں۔ کاروں سے متعلقہ جرائم جن میں نوعمر افراد ملوث ہوتے ہیں۔ زیادہ تر رات ۸' ۹ اور ۱۱ بجے کے آس پاس ہوتے ہیں۔ ہوم آفس کے اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ تقریباً" ۳۰ فیصد لوگ کاروں کو لاک کرنا بھول جاتے ہیں' جبکہ گلیوں میں پارک کی جانے والی ۷۰ فیصد کاروں میں کوئی حفاظتی آلہ نصب نہیں ہوتا۔ رپورٹ کے مطابق ایک ۱۲ سالہ لڑکے نے ۵۰۰ کاریں چرانے کا دعوے کیا ہے۔ کار چور گروہوں کی صورت میں کام کرتے ہیں اور انہوں نے اپنے اخلاقی ضابطے بنا رکھے ہیں۔ بعض گروہوں میں "مینجر" اور "اسٹنٹ مینجر" جیسے عہدے بھی ہیں' ایک نوعمر مجرم نے بتایا کہ بعض اوقات ہم کار روک کر پولیس کو سگنل دیتے ہیں' تاکہ وہ ہمارا تعاقب کریں۔ پولیس کا تعاقب بے حد سنسنی خیز ہوتا ہے۔"

(بحوالہ "جنگ" لندن' ۹۳-۱۱-۳)

بریڈ فورڈ میں زیادہ تر جرائم نوعمر لڑکے کرتے ہیں

نوعمر مجرموں میں کئی پہلی وارننگ کے بعد جرائم سے توبہ کر لیتے ہیں

"بریڈ فورڈ میں بڑھتے ہوئے جرائم کی زیادہ ذمہ داری ان مجرموں پر ہے' جن کی عمریں ابھی بلوغت کی حد تک نہیں پہنچیں۔ یہ بات ایک تازہ ترین رپورٹ میں بتائی گئی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رپورٹ میں ڈرٹی ڈزن کے نام سے ایک گروہ کا ذکر کرتے ہوئے بتایا گیا ہے' کہ اوڈسل پولیس سٹیشن کی تحویل میں بارہ ایسے گندے انڈے بھی ہیں' جنہوں نے مجموعی طور پر اس وقت تک دو سو سے زائد جرائم کا ارتکاب کیا ہے۔ اوڈسل پولیس سٹیشن کی طرف سے کیے جانے والے اس خصوصی سروے کے بارے میں جو رپورٹ جاری کی گئی ہے' اس میں کہا گیا ہے کہ پولیس سٹیشن میں موجود ایک سو سولہ نو عمر ملزموں کے ریکارڈ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ ملزم چار سو سے زائد جرائم میں کسی نہ کسی طور شریک رہے ہیں' جبکہ ان ایک سو سولہ ملزموں میں سے بارہ ایسے ہیں' جنہوں نے دو سو سے زائد جرائم کا ارتکاب کیا ہے۔ پولیس انسپکٹر ٹریور رابرٹس کا کہنا ہے' کہ ایک سو سولہ ملزموں میں سے اکثریت ایسے ملزموں کی ہے' جنہوں نے ایک آدھ جرم کیا' لیکن بارہ ملزم ایسے ہیں' جن کا اوڑھنا بچھونا ہی جرم ہے۔ انہوں نے کہا' کہ نو عمر مجرموں میں سے بہت سے ایسے بھی ہیں' جو ایک وارننگ مل جانے کے بعد جرائم سے توبہ کر لیتے ہیں' لیکن جو اس راہ پر چل نکلتے ہیں' وہ محکمہ پولیس کے لیے ہی نہیں پورے معاشرے کے لیے درد سر بن جاتے ہیں۔ انہوں نے بتایا' کہ پولیس باقاعدگی سے بعض ایسے سیمینار منعقد کر رہی ہے' جن کے ذریعہ نوجوان نسل کو جرائم کے تباہ کن نتائج سے باخبر کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔"

(بحوالہ "جنگ" لندن ۹۳-۱۱-۳)

۲۰۰ جرائم میں ملوث ۱۳ سالہ لڑکا رہا کر دیا گیا

"لندن برمنگھم کی ایک عدالت نے مبینہ طور پر ۲۰۰ سے زائد جرائم کے ذمہ دار ۱۳ سالہ لڑکے کو پھر رہا کر دیا۔ پولیس کے مطابق ۱۳ سالہ لڑکا پچھلے پانچ ماہ کے دوران چار بار مجسٹریٹوں کے سامنے پیش ہو چکا ہے' گزشتہ روز ہوٹل کے باہر پارک کی گئی کار میں موجود گولف بیگ سے اشیاء چرانے کا اعتراف کیا تھا۔

(بحوالہ "جنگ" لندن' ۹۳-۹-۱۹)

دس سالہ بچے کا ساتھی طالبہ پر جنسی حملہ

"گلاسگو آئر شائر کا ایک دس سالہ بچہ مقامی ایجوکیشن کونسل کے لیے درد سر بن گیا ہے۔ یہ بچہ جس کا نام قانونی وجوہات کی بناء پر صیغہ راز میں رکھا گیا ہے' اس کو سکول میں اپنی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھی طالبہ پر جنسی حملہ کرنے کے الزام میں ایک دوسرے سکول میں ٹرانسفر کر دیا گیا تھا' لیکن جب نئے سکول کے بچوں کے والدین کو اس بچے کی اپنے سکول میں آمد کا علم ہوا' تو انہوں نے اپنے اجلاس منعقد کر کے اس پر شدید احتجاج کیا' اور مقامی ممبر پارلیمنٹ اور ایجوکیشن اتھارٹی کو اس تمام مسئلے کا نئے سرے سے جائزہ لینے کے لیے خطوط لکھے ہیں۔ دریں اثناء گلاسگو کے نزدیک کلارکن پرائمری سکول کی انتظامیہ نے بچوں پر بڑھتے ہوئے جنسی حملوں کے واقعات کی بنا پر تمام طلبہ کو ہدایت کی ہے' کہ وہ سکول سے گھر کے سفر کے دوران اکیلے جانے کے بجائے گروپس کی شکل میں جائیں اور کسی بھی اجنبی شخص سے محتاط رہیں۔"

(بحوالہ "جنگ" لندن' ۹۳-۱۰-۱۱)

۱۶ سال سے کم عمر کی لڑکیوں کے بارے میں معلومات خفیہ رکھی جائیں۔

کم عمر لڑکیوں کو مانع حمل چیزیں دینے کے لیے والدین کی رضامندی ضروری نہیں۔ ڈاکٹروں کی ہدایت

"لندن ڈاکٹروں کو ہدایات کی گئی ہیں' کہ وہ ۱۶ سال سے کم عمر کی ایسی لڑکیوں کے بارے میں معلومات کو خفیہ رکھیں جو ان سے مانع حمل اشیاء لیتی ہیں۔ جس کا یہ مطلب ہے کہ کم عمر لڑکیوں کو مانع حمل چیزیں دینے کے لیے والدین کی رضامندی ضروری نہیں۔ ڈاکٹر سے کہا گیا کہ اگر انہوں نے لڑکیوں کی خواہشات کا احترام نہ کیا' اور اس کی اطلاع والدین کو دی تو ان کے خلاف ضابطہ کی کارروائی کی جائے گی۔ بتایا گیا ہے' کہ ۱۹۹۱ء میں پندرہ سال سے کم عمر کی کم از کم ۱۵ ہزار لڑکیاں جنسی طور پر سرگرم تھیں' ان میں سے ۸ ہزار نے فیملی کلینک اور باقی نے اپنے ڈاکٹروں سے رجوع کیا۔ ۱۹۹۰ء میں انگلینڈ اور ویلز میں ہر سو میں سے ایک لڑکی حاملہ ہوگئی' جو یورپ میں ایک ریکارڈ تھا۔ یہ شرح ہالینڈ کے مقابلہ میں سات گنا زیادہ ہے۔ ہالینڈ میں کم عمر لڑکیوں کو آسانی سے مانع حمل اشیاء دستیاب ہیں۔"

(بحوالہ "جنگ" لندن' ۹۳-۱۱-۶)

فحاشی کے کاروبار میں ۱۶ برس سے کم عمر لڑکیوں کی دلچسپی میں اضافہ گزشتہ برس ۳۵ فیصد اضافہ ہوا' ویسٹ یارکشائر میں یہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعداد ۸۰ فیصد تک جا پہنچی ہے

"لندن سولہ سال سے کم عمر کی لڑکیاں جنہیں فحاشی کے کاروبار پر پولیس نے وارننگ دی ہے' ان کی تعداد میں ۱۹۹۰ء کے مقابلہ میں گزشتہ سال ۳۵ فیصد اضافہ ہوا ہے۔ ہوم آفس کے مطابق بعض علاقوں میں ان لڑکیوں کی تعداد میں خوفناک اضافہ ہوا ہے۔ ویسٹ یارکشائر' مانچسٹر اور کلیولینڈ میں یہ تعداد ۸۰ فیصد بڑھی ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا' کہ سکول کی عمر کی جو لڑکیاں اپنا جسم فروخت کرتی ہیں' ان کی تعداد میں کمی ہونی چاہیے تھی' لیکن ایسا محض اس لیے نہیں ہوا کہ پولیس انہیں سوشل سروسز کے محکمہ کے پاس بھیجنے کی بجائے تنبیہہ کر کے چھوڑ دیتی ہے۔"

(بحوالہ "جنگ" لندن ۹۳-۸-۶)

پانچ ماہ کی حاملہ ۱۶ سالہ راہزن لڑکی کو ایک سال قید

"گو تمہاری عمر چھوٹی' لیکن ریکارڈ انتہائی برا ہے" جج کے ریمارکس

"بریڈ فورڈ پانچ ماہ کی حاملہ سولہ سالہ لڑکی کو راہزنی کی چھ وارداتوں میں ملوث ہونے کے الزام میں ایک سال سزائے قید کا حکم دیا گیا ہے۔ بریڈ فورڈ کراؤن کورٹ کے جج کینٹ جونز نے نو عمر حاملہ ماں کو سزا کا حکم سناتے ہوئے کہا ہے' کہ گو تمہاری عمر بہت کم ہے' لیکن تمہارا ریکارڈ انتہائی برا ہے' اور یہ بات ثابت کرتی ہے کہ تمہیں لوگوں کو لوٹنے' خوفزدہ اور ہراساں کرنے کی عادت پڑ چکی ہے۔ اس سولہ سالہ حاملہ لڑکی کو (جس کا نام بعض قانونی وجوہات کی بنا پر ظاہر نہیں کیا جا سکتا) اپنی سزا کے یہ بارہ ماہ کم عمر بچوں کے ایک سنٹر میں گزارنے پڑیں گے۔ اس سے قبل استغاثہ کی طرف سے عدالت کو بتایا گیا' کہ اس سولہ سالہ لڑکی نے اپنی ہی ہم عمر بعض دوسری لڑکیوں کی مدد سے ایک گروہ تشکیل دے رکھا تھا' جس کا کام نوجوان لڑکوں' لڑکیوں کو مارنا پیٹنا' گالی گلوچ کرنا' اور انہیں خوفزدہ کر کے لوٹنا تھا۔ عدالت کو بتایا گیا' کہ اس سولہ سالہ لڑکی کی سربراہی میں چلنے والے اس گروہ نے بہت سی ایسی لڑکیوں کو خوفزدہ کر کے لوٹا' جو یا تو اکیلے گھوم پھر رہی تھیں یا کسی بس سٹاپ پر کھڑی بس کا انتظار کر رہی تھیں۔ عدالت کو یہ بھی بتایا گیا کہ گروہ نے لڑکیوں کو لوٹنے اور خوفزدہ کرنے کے واقعات کے دوران چاقو کا آزادانہ استعمال بھی کیا۔ جج نے اپنے فیصلہ میں لکھا ہے کہ گو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راہزنی کی ان وارداتوں میں گروہ کے مختلف افراد نے حصہ لیا' تاہم اس گروہ کا مرکزی کردار یہی ملزمہ تھی۔ ملزمہ نے اپنے اوپر لگائے گئے چھ الزامات کو تسلیم کر لیا۔"

(بحوالہ ماہنامہ "المذاہب" لاہور' اگست ۹۴' ص ۶-۱۱)

برطانیہ کی جسم فروش ماڈل گرلز

"برطانیہ میں ماڈل گرلز جسم فروشی کے ذریعے سالانہ ۸۰ سے ۹۰ لاکھ پاؤنڈ کماتی ہیں۔ برطانوی مصنف مائیکل گراس نے اپنی تازہ ترین کتاب "ماڈل" میں انکشافات کیے ہیں' کہ برطانیہ میں نوخیز اور خوبصورت لڑکیوں نے ماڈلنگ کو عصمت فروشی کا ایک ذریعہ بنا رکھا ہے اور یہ دھندہ ایک مکمل صنعت کی صورت اختیار کر چکا ہے اور اس سے منسلک لڑکیوں کی آمدن کسی بھی بڑے بزنس مین کی سالانہ آمدن سے کم نہیں' اور بعض اوقات ان کی آمدنی اس سے بھی آگے نکل جاتی ہے۔ کتاب میں لکھا گیا ہے' کہ یہ ماڈل گرلز اپنے گاہکوں کو متوجہ کرنے کے لیے پورا عملہ رکھتی ہیں' اور خاص طور پر بیروزگار نوجوان لڑکے زیادہ سود مند ثابت ہوتے ہیں' جو معمولی تنخواہ کے عوض' "لین دین" کے معاملات انتہائی خوش اسلوبی سے سرانجام دیتے ہیں۔"

(بحوالہ "بیدار ڈائجسٹ" لاہور' اکتوبر ۱۹۹۵ء)

طلاق دار الخلافہ

ریاست ہائے متحدہ امریکہ کو اب دنیا میں "طلاق دار الخلافہ" کا نام دیا جا رہا ہے۔ بک آف فیکٹس ۱۹۷۷ء کے مطابق ۱۹۷۶ء کے پہلے چھ ماہ میں امریکہ میں ۹۸۷۰۰۰ شادیاں ہوئیں' جب کہ ۵۳۸۰۰۰ طلاقیں انجام پائیں' یعنی ہر منٹ میں اوسطاً دو شادیاں طلاق کی صورت میں ختم ہو گئیں۔ لاس انجلیس میں ہر سال تقریباً ۵۰۰۰۰ طلاقیں سرکاری طور پر عمل میں آئی ہیں۔ ڈلاس کا اخبار "ڈلاس سائٹ" بتلاتا ہے کہ ۱۹۷۵ء میں کل شادیاں ۶۸۰۱ ہوئیں' جب کہ طلاقوں کی کل تعداد ۲۸۷۵ تھی۔ جنگ عظیم دوم سے پہلے امریکہ میں ۱۸ شادیوں میں سے صرف ایک طلاق عمل میں آئی تھی۔ ۱۹۶۰ء تک بتدریج اضافہ ہوتا گیا' پھر ۲۵ سال میں یہ اضافہ تین گنا ہو گیا۔ اب طلاقوں کی تعداد ۱۱۶۰۰۰۰ سالانہ ہے۔ کینڈا میں ۱۹۶۰ء میں ۶۹۸۰ طلاقیں ہوئیں۔ ۱۹۷۳ء میں طلاقوں میں تعداد بڑھ کر ۳۶۷۰۴ ہو گئی اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۹۷۴ء میں طلاقوں کی تعداد ۴۵۰۱۹ ہو گئی۔

روس میں "سوویت" ڈائجسٹ کے مطابق تقریباً اڑھائی لاکھ شادیاں ہر سال انجام پاتی ہیں، جب کہ تقریباً ۲۰۰۰ طلاقیں روزانہ، یعنی تین عدد شادیوں کے مقابلہ میں ایک طلاق حاضر، ۱۹۸۰ء کے وسط سے شرح طلاق کچھ یوں ہے۔ جرمنی ۱۳۰۰۰۰ سالانہ، روس ۹۴۰۰۰۰ سالانہ، جاپان ۱۷۸۰۰۰ سالانہ، برطانیہ ۱۵۹۰۰۰ سالانہ، فرانس ۱۰۷۰۰۰ سالانہ، آسٹریلیا ۴۳۰۰۰ سالانہ، ہانگ کانگ میں ۱۷ شادیوں میں ایک طلاق، لیکن اب یہ تعداد دگنی ہو گئی ہے۔ بھارت میں گزشتہ ایک دہائی میں شرح طلاق میں ۱۰۰ فیصد سے بڑھ کر اب ۳۲۸ فیصد ہو گئی ہے۔ برطانیہ میں گزشتہ دس برسوں میں طلاقوں کی شرح تگنی ہو گئی ہے۔ سویڈن میں ہر پانچ منٹ بعد تین طلاقیں ہو جاتی ہیں۔ ڈنمارک اور جرمنی میں طلاقوں میں حیرت انگیز اضافہ ہو رہا ہے۔ افریقی ممالک بھی کسی سے پیچھے نہیں ہیں۔ زیمبیا میں ہر سال ۱۹۰۰۰ طلاقیں ہو جاتی ہیں۔ جاپان میں ہر چار منٹ بعد ایک طلاق، چائنا مارننگ پوسٹ کے مطابق چین میں شرح طلاق تیزی سے بڑھ رہی ہے۔

(بحوالہ ماہنامہ "کلام حق" گوجرانوالہ، اپریل، مئی ۱۹۹۴ء، ص ۱۲)

ناجائز بچوں کا یہ ہولناک تناسب؟

"امریکہ کے ایک دانشور CHARLES MURRAY نے امریکہ کو ایک چونکا دینے والا انتباہ کیا ہے۔ یہ انتباہ ایسا ہے جو ایک تجزیہ نگار JOHN ONICINSKY کے مطابق تلخ ہے، حکمرانوں کو ہضم نہ ہو گا۔

مرے کا کہنا ہے کہ امریکہ برائیوں کی دلدل میں پھنس چکا ہے، مثلاً بڑھتے ہوئے جرائم، منشیات، غربت، ناخواندگی، لوگوں کا بے گھر ہونا، وغیرہ، لیکن ایک اور مسئلہ ایسا ہے، جو ان سب سے زیادہ شدید اور نتائج کے لحاظ سے بڑھ کر ہے۔ اس لیے کہ اسی برائی سے دوسری برائیاں جنم لیتی ہیں، اور یہ برائی ہے، سفید فام لوگوں میں ناجائز بچوں کی بھرمار۔

۱۹۶۰ء میں یہ برائی کالی نسل کی آبادی میں آئی، تو سینیٹر موئنی ھن نے خطرے کی گھنٹی بجائی اور کہا، کہ اگر اس برائی کو روکا نہ گیا، تو سیاہ فام گھرانے اجڑ جائیں گے۔ موئنی ھن کے انتباہ پر توجہ نہ دی گئی، بلکہ اس کا مذاق اڑایا گیا، لیکن اب وقت نے ثابت کر دیا ہے، کہ وہ ٹھیک کہتا تھا، حکمرانوں نے اس کے انتباہ پر توجہ نہ دی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اب تک اربوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں کھربوں ڈالروں کا نقصان اسی وجہ سے ہو چکا ہے۔

اب یہ برائی سفید فام لوگوں میں پھیل رہی ہے۔ ۱۹۹۱ء میں ۱۲ لاکھ ناجائز بچے پیدا ہوئے۔ کل پیدا ہونے والے بچوں میں ناجائز بچوں کی تعداد ۳۰ فیصد رہی۔ سیاہ فام ناجائز بچے ۳۲ فیصد پیدا ہوئے اور سفید فام ۲۲ فیصد۔ مرے کا کہنا ہے 'امریکی معاشرہ تباہی کی طرف جا رہا ہے 'اگر اس بدی کو روکا نہ گیا تو اس میں تیزی سے اضافہ ہو گا' اور پھر رہے سہے خاندانی نظام کے پرزے اڑیں گے' جرم میں بے تحاشا اضافہ ہو گا۔ خاندان کو اگر بچایا نہ گیا' تو سب کچھ جل کر خاک ہو جائے گا' مضبوط خاندانی نظام کے بغیر کوئی معاشرہ زندہ نہیں رہ سکتا"۔

(بحوالہ "بیدار ڈائجسٹ" از محمد اسلم ترین صاحب' ص ۲۱-۲۲' مئی ۱۹۹۴ء)

جس سفر سے اب مغرب کی واپسی ہو رہی ہے' ہم اس سفر کا تیزی سے آغاز کر رہے ہیں۔ کاش کہ ہم مغرب کے انجام سے عبرت حاصل کرتے اور ہمارے دین نے ہمیں جو مضبوط خاندانی نظام عطا کیا ہے' ہم اس کی افادیت سے مغرب کو بھی آگاہ کرتے!

۱۔ دیار مغرب کے نرالے انداز' اچھائی برائی دونوں کے لیے کھلی آزادی

۲۔ مغربی تہذیب سب سے پہلے غیرت سے عاری کرتی ہے

۳۔ آٹھ سالہ بچی کو ماں پوچھتی ہے' کہ

بیٹی بستہ میں "کنڈوم" رکھ لیا ہے نا!

۴۔ چھ سالہ بچی کو استاد کہتا ہے' تمہیں **جانگیہ** پہن کر

سوئمنگ پول میں نہانا ہو گا!

۵۔ یورپ کی اس دلدل میں دولت کی آس میں جانے والے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کی حالت زار

آزادی بہت خوبصورت لفظ اور وہ عظیم نعمت ہے' کہ جس کی صحیح قدر غلام ہی بتا سکتا ہے' مگر یہ بات بہرحال مسلم ہے کہ آزادی کے ساتھ اگر ذمہ داری شامل نہ ہو' تو بعض اوقات یہی آزادی وبال جان بن جایا کرتی ہے' کچھ ایسی ہی صورت حالات سے آج کا یورپ دوچار ہے۔ یورپ کو اس بات پر بہت ناز ہے' کہ ان کا معاشرہ صحیح معنوں میں ایک آزاد معاشرہ ہے' اگر ان کا دعویٰ صد فیصد مبنی بر حقیقت بھی تسلیم کر لیا جائے' پھر بھی بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج یورپ کا معاشرہ صرف آزادی نہیں' بلکہ مطلق آزادی کے دائرے میں سفر کر رہا ہے۔ جہاں اگر اچھائی' نیکی اور حسن و خوبی کے لیے مکمل آزادی ہے' تو اسی درجہ میں برائی فحاشی' عیاشی کو بھی آزادی حاصل ہے' اور یہی وہ مقام ہے' جہاں سے کسی بھی تہذیب کا زوال شروع ہو جاتا ہے' اور اسے روکنا کسی کے بھی بس میں نہیں ہوتا' اور بہت جلد یہ تہذیب تاریخ کے صفحات کی زینت بن کے رہ جاتی ہے۔ نیکی کی افزائش و آزادی اور بدی پہ قدغن و پابندی سے ہی معاشرہ ترقی کی منازل کی طرف گامزن رہ سکتا ہے' اور یہی وہ نکتہ ہے' جسے اہل مغرب کو سمجھنے کی اشد ضرورت ہے۔ یہ تلخ حقیقت ہے کہ وہاں اچھائی اور برائی کا امتیاز ختم ہو چکا ہے۔ نیکی اور بدی کے درمیان کوئی حد فاصل قائم نہیں رہی۔ ہم یہ بات محض تحریر کی چاشنی کے لیے نہیں کہہ رہے۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ موجودہ امریکی صدر بل کلنٹن ہم جنس پرستی کا حامی ہے۔ اس کے نزدیک اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ کوئی اپنے بیٹے سے بدفعلی کرے یا اپنی بیٹی کے کنوارپن سے لطف اندوز ہو' کوئی بہن اپنے بھائی کو جنسی تلذذ سے سرشار کرے یا کوئی ماں اپنے بیٹے کی اٹھتی جوانی سے محظوظ ہو' کوئی مالک اپنی کتیا سے بدذاتی کرے یا کوئی خاتون اپنے کتے' گدھے' سور سے سرشار ہو۔

جس معاشرہ میں پرائمری سکول کی بچیوں کے بستوں سے مانع حمل گولیاں برآمد ہوں' جس سوسائٹی میں ماں اپنی سکول جاتی آٹھ سالہ بچی کو بطور یاددہانی پوچھے کہ بیٹی بستہ میں کنڈوم رکھ لیا ہے نا؟ جس دیس میں نوجوانوں کو "تفریح" کے نام پر خاص الاؤنس دیا جائے' سکولوں میں مخلوط رقص کی کلاس میں شرکت لازمی ہو' نیم برہنہ لڑکے لڑکیاں اکٹھے پیراکی کریں۔ زنا کے مواقع قدم قدم پر میسر ہوں' اور ترغیبات کا دور دورہ ہو۔ جس ملک میں محافظ انجیل' چرچ کا سپریم گورنر اور سربراہ کلیسیائے انگلستان تاج برطانیہ' مرد کے مرد سے مکروہ و مردود فعل کو بقلم خود قانوناً" جائز قرار دے' وہاں کی تہذیب کا جنازہ اٹھنے کی پیشن گوئی اگر کر دی جائے' تو کسی کو حیرت نہ ہونی چاہیے۔ ہاں البتہ حیرت تو ان مسلمانوں پر آتی ہے' جو محض

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دولت کی چاہ میں مشرقی ممالک سے جا کر امریکہ' یورپ میں جا بسے ہیں اور پھر یہ بھی چاہتے ہیں' کہ ان کی نئی نسل اسلامی تعلیمات پر عمل کرتی نظر آئے۔ ان کی اس خواہش پر تو یہی کہا جا سکتا ہے۔

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردہ ای
باز گوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش

(تختے سے باندھ کر دریا کی گہرائی میں ڈالنے کے بعد کہتے ہو' کہ دامن تر نہ ہونے پائے' یہ ممکن ہی نہیں۔)

ایسے ہی مسلمانوں کا الیہ لندن سے محمد اسماعیل صاحب یوں بیان کرتے ہیں کہ:

"میں نے برسٹل میں ایک گھر پر دستک دی' تو ایک ۱۹ سالہ خوبصورت نوجوان نکلا' جس کا نام عاصم تھا' اور وہ کالج میں پڑھ رہا تھا۔

میں نے پوچھا:

"کلمہ آتا ہے؟"

اس نے کہا:

"جب میں مسجد جاتا تھا' تو چھ کلمے سارے یاد تھے' اب تو کوئی بھی یاد نہیں۔"

پوچھا

"نماز کا کیا حال ہے؟"

بولا

"فرصت ہی نہیں ملتی۔"

میں نے کہا:

"مسلمانوں کی تاریخ پڑھی ہے؟"

جواب ملا۔

"مجھے معلوم نہیں۔"

اس تکلیف دہ صورتحال پر دل کٹ کر رہ گیا۔

کئی اور مختلف عمر کے نوجوانوں اور بچوں سے ملا۔ سبھی کا جواب یکساں۔ اکثریت اردو میں بات نہیں کر سکتی' اور بعض تو سمجھ بھی نہیں سکتے' حالانکہ ان کے والدین اردو بولنے والے تھے۔ پاکستان میں ان کے والدین کے دل میں انگریزی کی عظمت مقتدر طبقے نے پیدا کی تھی۔ بچوں نے دیکھا ہو گا' کہ والدین کے دل میں اپنی زبان کی عزت ہے' نہ اہمیت تو انہوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نے اسے قابل التفات ہی نہ سمجھا اور اس طرح وہ ان تمام روایات' واقعات' تاریخ سے یکسر محروم ہو گئے' جو ان کے اسلامی اور مشرقی تشخص کی بقا کے لیے ناگزیر تھے۔

ایک صاحب سے ملاقات ہوئی۔ اچھے خاندان اور سلجھے ہوئے خیالات کے دین دار آدمی تھے۔

کہنے لگے۔

"میرا ایک ہی بیٹا ہے۔ بہت نیک اور فرمانبردار' وہ میرے ساتھ پابندی سے مسجد جاتا' اور قرآن بھی پڑھتا تھا' مگر پھر اس نے ایک انگریز لڑکی سے شادی کر لی' وہ ایک آہ بھر کر بولے' آپ کو تو یہاں کا قانون معلوم ہے۔ اٹھارہ سال کے بعد بچے آزاد ہو جاتے ہیں' چنانچہ وہ اب مجھ سے الگ رہتا ہے۔ شاذ و نادر ہی آتا ہے۔ نماز قرآن اور روزہ تو اب دور کی بات ہے۔

ایک اور صاحب نے جو سنجیدہ' متین ہیں' اپنا نام احمد سے بدل کر آر مر کر لیا۔ بیٹوں میں کسی کا نام سٹیو ہے تو کسی کا انتھونی۔ انہوں نے اپنا دین تبدیل نہیں کیا۔ کبھی کبھی ترک وطن پر افسوس کا اظہار بھی کرتے تھے' لیکن مال اور زندگی کے عیش نے ان کی تمام قدریں پامال کر دی ہیں۔ ایک مسجد کے صحن میں چھ سات نوجوان کھڑے تھے۔

پوچھا۔

"کیوں کھڑے ہو؟"

ایک بولا۔

"میرا دادا مر گیا ہے۔ اس کا جنازہ ہے۔"

پوچھا۔

"تم نے نماز میں شرکت نہیں کی؟"

بولے

"ہم مسلمان نہیں ہیں۔"

ایک نوجوان اسپتال میں کام کر رہا تھا' اور اس کے کالر پر اس کا نام کیون اللہ لکھا تھا۔

پوچھا۔

"یہ نام کیسا؟"

ناراض ہو کر بولا۔

"میں نے یہ نام نہیں رکھا۔"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرض کیا کہ:

"بھائی اللہ تو مسلمانوں کے نام کے ساتھ ہوتا ہے۔"

شرما کر بولا۔

"میرا باپ ہندوستانی تھا۔"

ہم جو ان ملکوں میں آتے ہیں' تو ہمارے دل میں ایک چور ہے' جسے اپنے ساتھ لاتے ہیں' اور وہ ہے انگریزوں کی عظمت' ان کے طور طریقوں' لباس و خوراک' علوم و فنون کا رعب ہمارے دلوں میں ہوتا ہے' اور بچے اسے محسوس کر لیتے ہیں۔ اسی لیے یہاں پاکستانی لڑکیوں سے کوئی انگریز لڑکا ہنس کر بات کر لیتا ہے' تو وہ بہت خوش ہوتی ہے۔ ایک بالغ لڑکی اپنے انگریز عاشق کے ساتھ بھاگ گئی۔ باپ نے حیلے بہانے سے اسے اغواء کر لیا اور گھر لے آیا۔ لڑکی نے پولیس کو فون کر دیا۔ باپ پر مقدمہ چلا اور اسے ڈیڑھ سال قید کی سزا ہوئی۔ بیٹی فیصلہ سن کر غمگین ہوئی' اور پھر اس نے چیخ مار کر اپنے عاشق کی گود میں سر ڈال دیا۔

یہاں مسلمان اور مشرقی لڑکیاں کالج جاتی ہیں' لیکن والدین انہیں تنہا سیر و تفریح کے لیے شام کے وقت آزاد نہیں چھوڑتے' چنانچہ اب تو اکثر دن ہی میں اسکول سے حاملہ ہو کر گھر آتی ہیں۔ بعض دقیانوسی خیال کے والدین اس سے پریشان ہوتے ہیں ایک سکھ نے تو غیرت میں اپنی دو بیٹیوں کو بندوق سے ہلاک کر دیا' مگر غیرت کی یہ لو بھی اب بجھنے ہی والی ہے' کیونکہ اس ملک میں سب سے پہلے جس چیز سے عاری کرتے ہیں' وہ غیرت ہی تو ہے۔

چھ سال کی لڑکی اسکول جاتی ہے' تو ماسٹر کہتا ہے کہ تمہیں سوئمنگ پول میں تیرنا ہوگا' اور اس کے لیے چڈی پہننا ہوگی۔ اب ایسی بچی کو بھلا کیسے حیا آئے گی' جبکہ اسے کمسنی ہی سے ننگے ہونے کی تعلیم دی جاتی ہے۔ یہی بچی جب اسکول جاتے آتے سر بازار نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو چپٹے ہوئے بے تحاشہ بوسے لیتے دیکھتی ہے' تو اسے عفت کا علم کیا ہوگا۔ دکان میں جاتی ہے' تو دیکھتی ہے' کہ بے غیرت عورتیں اور مرد بے تکلفی سے ایک دوسرے کو ڈارلنگ یا ہنی کہہ کر پکارتے ہیں' تو اس بچی کو محبت کا جو مفہوم سمجھ میں آئے گا' اس کا تصور مشکل نہیں۔

ہم اس بات سے خوش ہوتے ہیں' کہ یہاں لوگ ایک دوسرے سے کوئی سروکار نہیں رکھتے۔

لیکن یہ زندگی ایسی خود غرضی کی زندگی ہے' جس میں جذبات کی تسکین اور نفسانی خواہشات کی پرورش نے انسانوں کو درندگی کی دہلیز پر کھڑا کر دیا ہے۔ ایک سترہ سالہ گوری

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لڑکی کے بارے میں سنا' کہ تین بار شہہ رگ کاٹ کر خودکشی کرنے کی کوشش کر چکی ہے۔ معلوم ہوا کہ وہ آٹھ ماہ کی تھی' جب باپ نے ایک دوسری عورت کی خاطر اس کی ماں کو طلاق دے دی اور ماں نے ڈیڑھ برس کی عمر میں اس بچی کو بڑی بہن کے حوالے کر دیا' اور خود کسی اور کے ساتھ روانہ ہو گئی۔ یہ تو معمولی بات ہے' یہاں ایک عورت کے نئے عاشق نے اس کی تین سالہ بچی کو اس لغزش پر کہ اس نے بغیر اجازت فرج سے چاکلیٹ کھا لیا تھا۔ کمرے میں بند کر دیا' جہاں وہ بھوک پیاس سے بلک بلک اور تڑپ تڑپ کر مر گئی۔ ماں کو بھی خیال نہ آیا کہ اپنی بچی کو بچائے۔

انہی دنوں ایک مرد کو تین ماہ کی بچی قتل کرنے کے الزام میں سزا ہوئی ہے۔ اس بچی کو یہ باپ ایک میز کی دراز میں اس طرح رکھتا تھا' کہ جب رونے لگے' تو دراز بند اور جب چپ ہو' تو دراز کھول دے۔ ایک بار ڈاکٹروں نے اس کے چہرے پر مار کے آثار پائے۔ دوسری بار اس کی تین پسلی کی ہڈیاں ٹوٹی ہوئی تھیں۔ اس کی ماں کو بھی سزا ہوئی۔ ایک اور باپ اپنی کمسن بچی کے ساتھ زیادتی کرتا ہے' اور پھر اس کا گلا گھونٹ کر اسے دریا برد کر دیتا ہے۔ چھوٹی بچیوں کے ساتھ زیادتی کے واقعات جو عوام کی نگاہوں میں آئے ہیں' وہ اتنے زیادہ ہیں کہ سوسائٹی پریشان ہے' اور اب تو قانون نے تسلیم کر لیا ہے' کہ ماں باپ بچوں کی پرورش و پرداخت کے اہل نہیں' چنانچہ سوشل ورکر بھی ان کی نگرانی کرتی ہیں۔

یہ واقعات اس خود غرضی اور نفس پرستی کی انتہا ہیں' جس کی ابتدا اپنا معیار زندگی بلند کرنے کی جستجو میں انسان کو اس پر آمادہ کرتی ہے' کہ وہ اپنے والدین گھر بار عزیز و اقارب اور تہذیب و تاریخ چھوڑ کر غیر ملک میں چلا جائے۔ یہاں آ کر ہم اپنی خود فریبی کی تسکین کے لیے بچوں کو قرآن پڑھاتے ہیں۔ نماز سکھاتے ہیں۔ عید بقر عید پر ہم مذہب اور ہم وطن لوگوں کو جمع کرتے ہیں۔ مشاعرہ ترتیب دیتے ہیں' اور ملکی فلمیں دیکھتے ہیں' حالانکہ معلوم ہے کہ ہمارے بچے اب ہمارے نہیں' اس ملک کے بچے ہیں۔ ان کی زبان' ان کے خیالات' ان کے محبوب افراد' ان کی آرزوئیں' ان کی قدریں ہم سے مختلف ہیں۔ ہمارا دل رکھنے کو شاید وہ اردو میں بات بھی کر لیں' اور اٹھارہ سال کی عمر تک سعادت مندی کا مظاہرہ بھی کریں' لیکن جب ان کی ترجیحات اور پسندیدگی اور ہماری آرزوؤں اور تمناؤں میں مقابلہ ہوا تو یہ نماز اور قرآن کا سارا ملمع اتر جائے گا۔ قلعی کھل جائے گی اور پھر ہم کف افسوس ملیں گے' کہ ہمارے بچوں کو یہ کیا ہو گیا۔

ہم لوگوں نے دو لقمے روٹی کی خاطر گھر چھوڑا' پھر پیٹ اتنا بڑا ہوا کہ اس میں کاریں'

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوٹھیاں اور اسباب آسائش و آرائش گھس گئے' مگر بھوک دہیں کی وہیں رہی' اور ہم نے کبھی حساب بھی نہیں لگایا کہ ہم نے کیا پایا اور کیا کھویا۔

اس پیٹ کے لیے ہم نے آنے والی نسلوں کی عزت' عصمت حیا' پاکیزگی' دین اور ایمان کا سودا کر لیا' اپنی دنیا بنانے کے لیے ان بچوں کی آخرت تباہ کر دی۔ اپنے آرام کے لیے دکھی روحوں کو ایسی بیماری میں مبتلا کر رہے ہیں' جس کا علاج ہیروئن میں ہے نہ شراب خانوں میں اور نہ قمار خانوں میں ہے۔ بیوی یا شوہر کیلنڈر کے ساتھ ساتھ بدلتے رہتے ہیں۔

خاندانی آبرو معاشرتی سرمایہ ہے' جو صدیوں میں بنتا ہے' اس کی حفاظت زبان اور تاریخ کرتی ہے' جب بھی اردو ندوہ اور علی گڑھ کی تاریخ لکھی جائے گی' مولانا شبلی نعمانی کا نام ضرور آئے گا۔ جب بھی مورخ خلافت اور آزادی ہند و پاک کی تاریخ لکھے گا' تو علی برادران کے نام سرفہرست ہوں گے' مگر معاشرتی سرمایہ معاشرے سے باہر منتقل نہیں ہو سکتا۔ مسلم معاشرے کا سرمایہ مسلمانوں ہی کے یہاں رہے گا۔ اردو' فارسی' عربی میں رہے گا۔ یہ سکہ یورپ اور امریکا میں نہیں چلے گا۔

ہمارے بچے کی ماں جس زبان میں بھی بات کرے' یہاں بچوں کی مادری زبان انگریزی ہے' وہ اردو' فارسی' عربی پڑھ ہی نہیں سکتے' تو تاریخ کیا پڑھیں گے۔ انہیں اپنے آباء و اجداد کا علم ہی نہیں ہو گا' تو اس پر فخر کیا کریں گے۔ ان سے اکتساب فیض کیا کریں گے' وہ تو اپنا رشتہ ابراہم لنکن' جارج واشنگٹن اور لارڈ ولنگٹن سے جوڑیں گے۔

جو قوم اپنی تاریخ کو بھلا دیتی ہے' تاریخ بھی اسے بھلا دیتی ہے۔ ہندوستان میں کول' بھیل' سنتھال قدیم ترین قومیں ہیں' لیکن آج وہ اچھوت ہیں' کہ ان کی تاریخ نہیں۔ امریکہ کے ریڈ انڈین یہاں کے قدیم باشندے ہیں' مگر ان کی بھی کوئی تاریخ نہیں۔ تاریخ بڑی چیز ہے۔ جب روٹس (Roots) شائع ہوئی' جس میں ایک سیاہ فام امریکی نے اپنے آباء و اجداد کے خاندان کی تلاش میں گیمبیا کا سفر کیا اور اپنے قدیم رشتے معلوم کیے' تو سیاہ فام آبادی میں ایک نیا جذبہ پیدا ہوا' اور فرضی تاریخ بنا کر حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے اپنا رشتہ جوڑا اور اپنی قوم کو نئے وقار اور نئے اعتماد سے شناسا کیا۔ ادھر انگلستان میں لوگ لاکھوں روپے خرچ کر کے اپنا شجرہ نسب تیار کراتے ہیں۔

ہماری خاندانی تاریخ کے علاوہ مذہب کی بھی تاریخ ہے۔ ہمارے اولوالعزم اسلاف کی تاریخ ہمیں وہ سمت عطا کرتی ہے' وہ شرف اور وقار دیتی ہے' جس کا حصول اور کسی طرح سے ممکن ہی نہیں۔ یورپ نے اس تاریخ کو مٹانے اور مسخ کرنے کی بڑی کوشش کی ہے' مگر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الحمد للہ وہ اس میں کامیاب نہیں ہو سکا' لیکن اب اس کا کام ہم خود آسان کر رہے ہیں۔ ہمارے بچوں کو معلوم ہی نہیں' کہ حضرت ابوذرؓ کون تھے۔ حضرت ابوبکرؓ کے کارنامے کیا ہیں۔ حضرت عمرؓ نے تاریخ کو کیا دیا۔ طارق بن زیاد کون تھے' اور موسیٰ بن نصیر نے کیا کارنامے انجام دیئے۔ انہیں اقبال کی خبر ہے نہ محمد علی جوہر کی' سراج الدولہ کی نہ ٹیپو سلطان کی۔ ہم ان بچوں کو روشن محلات سے نکال کر بدگمانی کے ایک ایسے جنگل میں دھکیل رہے ہیں' جہاں صرف تاریکی ہے' اور ایک بے رحم جمد بقا۔ وہ چاہیں بھی تو اپنا تشخص برقرار نہیں رکھ سکتے۔ نقاد حضرات فرمائیں گے کہ حالات پاکستان کے بھی کون سے بہتر ہیں۔ بداخلاقی اس ملک میں کیا کم ہے' اور بے دینی کا ماحول یہاں کیا کم بے رحم ہے؟ مگر اس کے جواب میں ایک صاحب نے کیا خوب کہا' کہ پاکستان میں اس کا امکان بہرحال ہے' کہ ایک ملحد اور بے دین بھی آخر عمر میں تائب ہو کر فوت ہو اور یورپ و امریکہ میں یہ اندیشہ نظرانداز نہیں کیا جا سکتا' کہ ایک دین دار مسلمان بھی آخر عمر میں کفر اور الحاد پر اپنی زندگی ختم کرے"۔

(بحوالہ ہفت روزہ "ختم نبوت" کراچی' ۲ ستمبر ۱۹۹۴ء)

یہ امریکہ ہے' امریکی معاشرہ

"ایشیا اور افریقہ کے باشندوں میں امریکہ جانے کی تڑپ اور رجحان کو دیکھتے ہوئے ایسا محسوس ہوتا ہے' کہ اگر امریکہ اپنی سرزمین کے دروازے ان ممالک کے شہریوں کے لیے مکمل طور پر کھول دے تو شاید یہ دونوں براعظم انسانوں سے مکمل طور پر خالی ہو جائیں۔ کیا امریکہ کی سرزمین واقعی خوابوں کی سرزمین ہے' جہاں ہر فرد کو چلے جانا چاہیے۔ کیا وہاں کا معاشرہ واقعی ایسا ہے کہ وہاں جا کر رہنے سے انسان کی زندگی پرلطف ہو جاتی ہے' ذہنی سکون مل جاتا ہے' اور ہر قسم کی آسائش میسر آ جاتی ہے۔ عمومی تاثر تو ایسا ہی ہے' کہ وہاں جا کر ہر مسئلہ حل' مشکل دور اور پریشانی ختم ہو جاتی ہے' لیکن امریکہ کے معاشرے کی حقیقی تصویر ایسی نہیں ہے۔ آیئے امریکہ کے معاشرے کی ایک حقیقی تصویر ان خبروں کے آئینے میں دیکھیں' جو حال ہی میں اخبارات میں شائع ہوئی ہیں۔

واشنگٹن امریکہ کا دارالحکومت ہے' جہاں نوجوانوں کے لیے ۱۶ جولائی سے رات کا کرفیو نافذ کرنے کے لیے بنائے گئے' قانون پر واشنگٹن کے میئر نے دستخط کر دیئے ہیں۔ اس قانون کے تحت سترہ سال اور اس سے کم عمر کے افراد کے لیے رات کے وقت باہر نکلنا غیر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قانونی قرار دے دیا گیا ہے۔ اس کرفیو کا مقصد نوجوانوں کو رات کے وقت گھروں تک محدود رکھنا ہے' اور ایسے والدین اور سرپرستوں کو جو اپنے بچوں سے کرفیو کی پابندی نہیں کرا سکیں گے' جرمانے اور قید کی سزا دی جائے گی۔ یہ کرفیو بڑھتے ہوئے جرائم پر قابو پانے کے لیے لگایا جا رہا ہے' کیونکہ واشنگٹن ملک کا سب سے خطرناک شہر بن گیا ہے۔

(بحوالہ روزنامہ "خبریں" ۹ جولائی ۹۵)

۱۷ جولائی کے روزنامہ "خبریں" میں بھی واشنگٹن کے بارے میں ایک اہم اور تفصیلی خبر شائع ہوئی ہے۔ خبر میں بتایا گیا ہے کہ امریکی دارالحکومت واشنگٹن جتنا پرشکوہ اور عالیشان دارالحکومت ہے' اتنا ہی بدترین شہر ہے' جو یکسر اخلاقی' سماجی اور حفظان صحت کے معاملات میں انحطاط کا شکار ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ واشنگٹن کی سیاست پر سفید فام غالب ہیں' جب کہ شہری زندگی پر سیاہ فاموں کا غلبہ ہے۔ اس طرح شہر دو مختلف نسلوں کے نرغے میں آ کر فٹ بال کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ ۲۰ برس پہلے شہر وفاقی حکومت کے ماتحت آ تا تھا' لیکن کانگریس نے شہری بجٹ کے بارے میں کبھی کوئی قابل ذکر اقدام نہیں کیا' جس کے نتیجے میں شہری زندگی کے جملہ امور بلدیاتی کنٹرول میں آ گئے۔ اس کے علاوہ ۱۹۷۰ء تک یہاں ۷۱ فیصد سیاہ فام آباد تھے' جبکہ اب یہاں سیاہ فاموں کی تعداد صرف ۶۶ فیصد ہے۔ شہر جرائم کی آماجگاہ بن چکا ہے۔ یہاں کے پولیس چیف نے محض اس لیے استعفیٰ دے دیا تھا' کہ وہ کم پولیس نفری کے ساتھ جرائم کنٹرول نہیں کر سکتے۔ شہری آبادی کے ۴۲ فیصد سیاہ فاموں کا مسکن جیل اور حوالات ہیں۔ منشیات فروش دندناتے پھرتے ہیں' گزشتہ پانچ ماہ کے دوران میں ۱۵۰۰ نوجوانوں کو ہم جنسی کے الزام میں گرفتار کیا گیا ہے۔ حتیٰ کہ شہر کے میئر میرین بھی منشیات کے الزام میں چار سالہ قید بھگت کر گزشتہ دنوں رہا ہوئے ہیں۔ زیادتی کے واقعات کا کوئی شمار ہی نہیں۔ ۲۴ گھنٹوں میں بے شمار لڑکے لڑکیاں زیادتی کا شکار ہوتے ہیں' حتیٰ کہ قانون نافذ کرنے والے ادارے مجرموں کے سامنے عاجز آ چکے ہیں۔ مالی معاملات کا حال یہ ہے کہ کروڑوں کا اسلحہ بنانے والے اور دنیا پر تھانیداری کرنے والے امریکہ کی مالی حیثیت یہ ہے کہ سٹی ہال میں ٹائلٹ پیپر کا بل متعلقہ کمپنی کو ادا نہیں کیا جا سکا۔ مختصر یہ کہ امریکہ پوری دنیا کے مسائل میں اس قدر الجھا ہوا ہے' کہ اسے اپنے دارالحکومت کی بدحالی کی خبر نہیں۔

ایک خبر امریکہ کے تعلیمی اداروں کے بارے میں بھی پڑھ لیں۔ اس خبر میں بتایا گیا ہے کہ امریکی سکولوں کے اہلکار اس بات کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ کہ چھوٹے بچوں کو ڈبہ کاٹنے والے چاقو نہ بیچے جائیں' کیونکہ یہ چاقو ہتھیار کے طور پر استعمال ہو سکتے ہیں' اور ان کی وجہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے سکولوں میں تشدد کے واقعات میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے۔ حالیہ اعداد و شمار کے مطابق امریکی سکولوں میں ہونے والے جرائم میں ۳۰ فیصد اضافہ ہوا ہے۔ نیو یارک کے سکول چانسلر رامن کورٹائن سکولوں میں چاقو لانے پر پابندی یا تحفظ فراہم کرنے کے خواہش مند ہیں۔ کارٹائن نے بتایا' کہ انہوں نے پچھلے چند سالوں میں طلبہ سے ایسے ۷۹۲ چاقو پکڑے ہیں' جبکہ ۴۵ آتشیں ہتھیار بھی طلبہ سے ملے۔ ان چاقوؤں کے بارے میں ایک خاص بات یہ ہے کہ دھات کے آلات کی نشاندہی کرنے والے آلات جو عام طور پر نیو یارک کے سکولوں میں لگائے گئے ہیں۔ یہ آلات بھی ان چاقوؤں کی نشاندہی نہیں کر سکتے' اور بچے اپنی بیلٹوں میں چھپا کر یہ چاقو سکول لے جاتے ہیں۔ تعلیمی حکام کا کہنا ہے کہ پچھلے سال کے دوران میں سکولوں میں جرائم کے ۸۳۳۳ واقعات ہوئے ہیں' اور یہ وارداتیں کنڈر گارٹن سے لے کر اعلیٰ کلاسوں تک میں ہوئیں' سکولوں میں ہونے والے جرائم میں چوری' زنا اور جسمانی تشدد کی وارداتیں شامل ہیں' اس صورتحال سے تنگ آکر ۳۸ پرنسپل احتجاجاً قبل از وقت مستعفی ہو چکے ہیں۔"

(بحوالہ "بیدار ڈائجسٹ" ستمبر ۱۹۹۵ء ص ۳۵)

امریکی معاشرہ' فحاشی + عریانی + جنسی آزادی

ٹی۔ وی اور نصاب تعلیم کا کردار

"ایک بات جسے دیکھ کر ایک مشرقی اور خاص طور پر مسلمان کا ذہن چکرا جاتا ہے' وہ ہے سرراہ لڑکے لڑکیوں کا بوس و کنار..... اگر کوئی منہ موڑ کر اور آنکھیں موند کر وہاں سے گزر بھی جائے' تو گھر کے اندر یا جہاں کوئی اقامت گزیں ہے' وہاں بھی یہ مناظر' بلکہ اس سے بڑھ کر جنسی اختلاط کے مناظر دیکھنے کو ملتے ہیں' وہ یوں کہ "الیکٹرانک میڈیا" یعنی ٹیلی ویژن گھر کے اندر موجود ہے۔ وہاں ایک نہیں سینکڑوں قومی اور مقامی یا علاقائی سطح کے ٹیلی ویژن اپنے پروگراموں سے یلغار کرتے نظر آتے ہیں' ہر چینل پر دن میں کسی نہ کسی وقت جنس کی تمام حدود و قیود کو پار کرنے والا پروگرام موجود ہوتا ہے۔ بوس و کنار اور عریاں مناظر تو بہت ہلکی قسم کی چیز ہے' جو ہر چینل پر دن بھر کسی نہ کسی رنگ میں موجود رہتا ہے۔ عریانی' فحاشی اور ہوسناکی کے یہ مناظر انسانی ذہن اور خاص طور پر نوجوان ذہن کو بری طرح متاثر کرتے ہیں۔ اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے' کہ سارے کا سارا امریکی معاشرہ اسی کام پر لگا ہوا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے' لیکن اس سب کے باوجود کچھ چینل تو ایسے ہیں' جن پر تعلیمی (خاص طور پر انگریزی کی تدریس) اور عیسائیت کا بڑی باقاعدگی سے درس دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ کم وبیش دو درجن شو ایسے ہیں' جن میں امریکی معاشرے کے مختلف طبقوں میں پائی جانے والی اچھی و بری باتوں' مذہبی زندگی اور توہمات پر سیر حاصل بحث ہوتی ہے۔ ایسے پروگراموں میں گورڈن ایلیٹ شو' ڈاکٹرول طرکا THE OTHER SIDE شو' خواتین کے پروگرام جسے لیزا اور ریکی شو کہتے ہیں' وغیرہ وغیرہ مقبول پروگرام ہیں۔ ڈاکٹرول طر کے پروگرام کو شائستہ کہا جا سکتا ہے' لیکن اس کے موضوعات توہم کی حدوں کو چھوتے ہیں' مثلاً روحوں کو بلانا' جادو ٹونہ اور اسے دور کرنا' موت کے منہ سے بچ کر زندہ ہو جانے والوں کے تجربات' بعض لوگوں کا دوبارہ پیدا ہونا۔ مرنے کے بعد بیوی یا خاوند کی روح کا آنا' اور اس کا بائبل یا عیسائی عقیدے سے رہنمائی۔ باقی پروگرام ازدواجی معاملات (جنہیں جنسی کہنا زیادہ بہتر ہوگا) مثلاً بوڑھی عورتوں کی جوان لڑکوں سے شادی کے تجربات' ماں کا سولہ سترہ سالہ بیٹی یا بیٹے کے ہم عمر دوست کے عشق میں مبتلا ہونا۔ ایک بہن کا دوسری بہن کو طلاق دلوا کر خود اس مرد سے شادی کرنا یا دونوں بہنوں کا ایک ہی مرد کے ساتھ رہنا یا ماں اور بیٹی کا بیک وقت ایک ہی آدمی سے تعلقات استوار کرنا وغیرہ۔ ان پروگراموں میں پانچ چھ جوڑوں کو بلا کر حاضرین کی موجودگی میں سوال جواب کیے جاتے ہیں' اور حاضرین کو بھی سوالات اور تبصرے کا حق ہوتا ہے۔ ان سوالات کے درمیان بعض انتہائی قابل اعتراض اخلاقی باتیں بھی عورتیں اور مرد برملا کہتے ہیں' اور تو اور گیارہ بارہ سالہ لڑکیاں اپنی بدکاری کے قصے بڑے مزے لے کر اور بڑی دیدہ دلیری سے اپنے ماں باپ کی موجودگی میں بیان کرتی ہیں' بلکہ والدین کے ٹوکنے پر احتجاج کرتی ہیں' حالانکہ امریکی قانون کے مطابق پندرہ یا سولہ سال سے کم عمر لڑکی کی شادی یا جنسی اختلاط قابل مواخذہ جرم ہے۔ اس ساری خرافات کے بیان کرنے کا مقصد صرف اس قدر ہے کہ ہمارے قارئین کو علم ہو جائے کہ امریکی معاشرہ میں کیا کچھ ہو رہا ہے' اور اس میں رہ کر یا پل بڑھ کر کسی مسلمان لڑکے اور لڑکی کا دائرہ حیا میں رہنا یا عزت و عفت کو محفوظ رکھنا کس قدر دشوار ہے' جہاں قدم قدم پر عصیاں پر مائل کرنے کے لیے نت نئی ترغیبات موجود ہیں۔

میں نے اوپر جو کچھ عرض کیا ہے' بہت ہی دبے دبے لفظوں میں کہا ہے' ورنہ جو ماحول ہے' اس میں پائی جانے والی غلاظت اس قدر زیادہ ہے کہ الفاظ و بیان اس کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ خرابی کا عالم یہاں تک ہے کہ اب تو خود امریکیوں' سفید فام اور سیاہ فام قدامت پسندوں نے کھلی فحاشی کے خلاف احتجاج کرنا شروع کر دیا ہے' اور یہ کہا ہے کہ اپنی مرضی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے اور اظہار رائے و عمل کی جو آزادی قانون و آئین کے سبب دیکھنے میں آ رہی ہے' اس نے ساری مذہبی قدروں کو پامال کر دیا ہے' اور جو کچھ ٹیلی ویژن پر دکھایا جا رہا ہے وہ ناقابل برداشت ہے۔ کیلے فورنیا کے ایک شہر اورنج میں ایک سفید فام امریکی خاتون نے تو مقامی کیبل ٹیلی ویژن کے خلاف مقدمہ دائر کر دیا ہے' کہ جنسی مناظر ٹیلی ویژن پر اس کے تین اور چار سال کے دو بچوں نے دیکھنے کے بعد عجیب و غریب غیر شریفانہ حرکات کیں۔ اس نے نہ صرف یہ کہ ایسے فحش پروگرام بند کرنے کا مطالبہ کیا ہے بلکہ اس نے عورتوں کی تنظیموں سے بھی کہا ہے' کہ وہ عورت کے تقدس کے لیے' گھر کا ماحول صاف ستھرا بنانے کے لیے ٹیلی ویژن پر پابندیوں کا مطالبہ کریں اور اگر کہیں قانون میں سقم ہے' تو اس کے دور کرنے کا مطالبہ بھی کریں۔ اس کے نتیجے میں کچھ آوازیں اٹھنے لگی ہیں' بلکہ عورت کی پاک دامنی کا تذکرہ بھی ہونے لگا ہے۔ آواز اٹھانے والے لوگوں میں عیسائی تنظیمیں بھی ہیں' جو مذہب کے حوالے سے شادی سے پہلے عورت کے "باکرہ" ہونے کی بات بھی اٹھا رہی ہے۔ قطع نظر اس کے ایک اور بات جو اس کی محرک بنی ہے' وہ ایڈز کی بیماری ہے۔

امریکی معاشرے میں جنسی اختلاط میں اضافہ کا سبب یہ بھی ہے کہ چھٹی جماعت سے تعلیمی اداروں میں جنسی امور سے متعلق باتیں شامل نصاب کر دی گئی ہیں' جنہیں پڑھ کر یا جان کر ایک ناپختہ ذہن میں تجربہ کا جذبہ ابھرتا ہے' اور وہ اپنے آپ کو کم عمری ہی میں اس پر عمل کرتا ہوا دیکھنا چاہتا ہے۔ اس تجربہ کے عملی تجربے کے لیے بھی سکولوں ہی میں ایسی باتیں بتائی جاتی ہیں' اور مانع حمل اشیاء تقسیم کی جاتی ہیں۔ ان حالات میں جب خود حکومت اور محکمہ تعلیم ہی نے بدکاری کے لیے سازگار ماحول پیدا کر رکھا ہے' تو پھر یہ جاننے کی ضرورت نہیں رہ جاتی' کہ اس پھیلتی ہوئی بے حیائی اور بدکاری کا ذمہ دار کون ہے' اور وہ کونسا ادارہ ہے' جو اس کا انسداد کر سکے۔"

(از کرامت علی خاں صاحب' بحوالہ "نوائے وقت" لاہور ۲۲ دسمبر ۱۹۹۴ء)

خدائی قوانین سے بغاوت کا فطری انجام

"لندن سکاٹ لینڈ یارڈ کے سربراہ سر پیٹر امبرٹ نے کہا ہے' کہ وہ برطانیہ میں تشدد کے جرائم سے اس قدر پریشان ہیں' کہ وہ اپنی بیوی کو اکیلے باہر جانے کی اجازت نہیں دیں گے۔ انہوں نے کہا' کہ اس سال ۱۵ جولائی کو ومبلڈن کامن میں جہاں ایک نوجوان خاتون ریچل قتل ہوئی' عین اسی جگہ ان کی اہلیہ لیڈی امبرٹ روزانہ اپنے کتے کو لے جایا کرتی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھیں' اور اس واقعہ سے چند منٹ قبل وہاں سے گزری تھیں' اور رچل کے قاتل نے اتفاقیہ اس کا انتخاب کیا تھا۔ سر پیٹر کا کہنا ہے' کہ عوام تو درکنار وہ اپنی اہلیہ کی حفاظت کرنے سے بھی بے بس ہیں۔ انہوں نے کہا' کہ گزشتہ دس سال میں جرائم میں بے پناہ اضافہ ہوا ہے' اس کی ایک وجہ قانون کی کمزوریاں ہیں' اس لیے انصاف کے حصول اور مجرموں کو مناسب سزا دینے کے لیے قانون میں تبدیلی لازمی ہو گئی ہے"۔

(بحوالہ روزنامہ "جنگ" لندن' ۲۰ دسمبر ۹۲ء)

فرانسیسیوں کا ظاہر و باطن

نظر کو خیرہ کرتی ہے چمک تہذیب حاضر کی
یہ صناعی مگر جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے

"تین ہزار فرانسیسی مردوں اور عورتوں کے بارے میں ایک سروے کے بعد مشہور فرانسیسی محقق جیکوئس ڈیونڈ نے بتایا ہے' کہ پیرس کے زیادہ تر مرد اور عورتیں ہفتے میں ایک بار بھی نہیں نہاتے۔ ڈیونڈ نے بتایا کہ کم نہانے کی وجہ سے ایک فرانسیسی سال بھر میں صابن کی دو ٹکیاں صرف کرتا ہے۔ سروے رپورٹ نے انکشاف کیا ہے' کہ ۳۰ فیصدی فرانسیسی مرد ہفتے میں ایک بار بھی اپنا انڈرویئر تبدیل نہیں کرتے۔ فرانس کو رومانس اور محبت کی سرزمین قرار دیا جاتا ہے' اور پیرس کی خوشبوئیں اور عطریات دنیا بھر میں مشہور ہیں' لیکن وہاں کی گندگی کا یہ حال ہے کہ اگر کوئی شخص مہینے میں ایک بار نہا لے تو اسے پانی کا کیڑا سمجھا جاتا ہے۔ یہ صرف فرانس ہی کا حال نہیں ہے' بلکہ پورا یورپ جس کا ظاہر اتنا حسین نظر آتا ہے' اندر سے سخت بدبودار ہے۔ یورپ میں عطریات اور خوشبویات کی فراوانی کی وجہ بھی شاید یہی ہے کہ وہ اپنی بدبو کو عطریات سے چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ عیسائی راہبوں کے نزدیک گندگی اللہ کو بہت پسند ہے۔ اس لیے وہ عمر بھر نہیں نہاتے' اور اپنی اس گندگی پر فخر کرتے ہیں۔ ان راہبوں کے سر پر اگر جوئیں پڑ جائیں' تو وہ انہیں اللہ تعالیٰ کے موتی قرار دیتے ہیں' جو لوگ نہا دھو کر صاف ستھرا بننے کی کوشش کرتے ہیں' وہ ان راہبوں کے نزدیک خدا کے گناہ گار ہوتے ہیں' اس لیے ان کے ماننے والے کیسے صاف رہ سکتے ہیں۔"

(بحوالہ "سرراہے" "نوائے وقت" ۱۸ اکتوبر ۱۹۹۵ء)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱- مغربی تہذیب----فلپائن کی صدر اکوری اکینو کی شہادت

۲- پاک باز شوہروں کی نسل ختم ہو چکی ہے۔

"منیلا (انٹرنیشنل ڈیسک) صرف بیوی کے وفادار شوہر ولی کا درجہ رکھتے ہیں لیکن سارا دکھ تو اسی بات کا ہے کہ ایسے شوہر اب دنیا میں ناپید ہوتے جا رہے ہیں۔ ہم کو دراصل حقائق سے روگردانی نہیں کرنا چاہیے۔ اس لیے کہ اس نوعیت کے شوہر اب کہاں..... یہ باتیں فلپائن کی صدر اکوری اکینو نے قومی ٹیلی ویژن پر ایک انٹرویو دیتے ہوئے کہیں۔ انہوں نے ایک سوال کے جواب میں بتایا کہ پاک باز شوہروں کی نسل دنیا سے تقریباً ختم ہو چکی ہے۔ اگر کوئی شوہر اپنی بیوی کے ساتھ وفادار اور پر خلوص ہے تو یہ بہت اچھی بات ہے۔ یاد رہے کہ صدر اکوری اکینو کے مرحوم شوہر اپنی زندگی میں اس معاملے میں بڑے بدنام رہ چکے ہیں۔ آج کل فلپائن کی صدارتی مہم میں مختلف صدارتی امیدواروں کی نجی زندگی میں بے راہ روی کے قصے فلپائنی اخبارات و جرائد میں دھڑا دھڑ چھپ رہے ہیں۔ یہ ثابت کیا جا رہا ہے کہ کوئی بھی صدارتی امیدوار اخلاقی اعتبار سے مثالی کردار کا نمونہ پیش نہیں کر سکتا اس لیے کہ سب نے ہی اپنی بیویوں سے چوری چھپے انتہائی مہنگی داشتائیں رکھی ہوئی ہیں"۔

("نوائے وقت" ۱۵ مارچ ۹۲ء)

بچوں کے ساتھ جنسی تعلقات قائم کرنا جائز ہے

نفسیات کے پروفیسر کا بیان:

"گلاسکو (طاہر انعام شیخ نمائندہ جنگ) ایڈنبرا یونیورسٹی میں نفسیات کے متنازع پروفیسر کرس برانڈ جنہوں نے اپنی کتاب "دی جی فیکٹر" میں دعویٰ کیا تھا کہ کالے افراد گوروں کی نسبت فطری طور پر کم ذہین ہوتے ہیں اور جنہیں سائنسی نسل پرست کہا جاتا ہے اپنے ایک نئے بیان کی وجہ سے پھر نزاع کا باعث بن گئے ہیں۔ انٹرنیٹ پر جاری ہونے والے ان کے ایک نیوز لیٹر میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ ۱۲ سال سے بڑی عمر کے بچوں کے ساتھ بڑی عمر کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کا باہمی رضامندی و رغبت کے ساتھ غیر متشدد جنسی تعلقات قائم کرنے میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ دونوں پارٹنرز کا تعلیم و ذہنی معیار بلند ہو۔ ڈاکٹر کرس برائنڈ نے انکشاف کیا کہ خود انہوں نے بچپن میں رقم کے لالچ میں بڑی عمر کے ایک شخص کو اپنے ساتھ اس طرح کی چند حرکات کرنے کی اجازت دے دی تھی۔ بچوں کی فلاح و بہبود کی تنظیموں نے ڈاکٹر کرس کے ان نظریات پر شدید تنقید کرتے ہوئے کہا ہے کہ ایسے شرمناک خیالات کو انٹرنیٹ کے ذریعے دنیا بھر میں پھیلانا نہایت افسوس ناک امر ہے"۔ ("جنگ لندن" ۹ نومبر ۹۶ء)

فرانسیسی صدر کی بڑی بیٹی شادی کے بغیر بچے کی ماں بن گئی

"فرانسیسی صدر شیراک گزشتہ روز نانا بن گئے۔ لندن کے روزنامہ ٹائمز کے مطابق شیراک کی بڑی بیٹی اور ان کے سیاسی مشیر کلاڈ نے شادی کیے بغیر ہی ایک صحت مند بیٹے کو جنم دیا"۔

(روزنامہ "جنگ" لاہور ۲۶ مارچ ۹۶ء)

یہ ہے مغربی تہذیب کی معراج' جس کی طرف ہم للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہے ہیں۔ کیا ہم بھی یہی حیوانی آزادی چاہتے ہیں؟ اگر واقعی ایسا ہے تو پھر خود کو مسلمان کہلوانے سے بھی آزادی حاصل کرلینا چاہیے!

مغرب اور خاندانی نظام

پہلی تصویر: بیٹی باپ کے دریہ بیٹھی رو رہی تھی

دوسری تصویر: بیٹی نے باپ کو ڈنڈے مار مار کر گھر سے نکال دیا

"امریکہ اور یورپ کے اکثر ملکوں میں خاندانی زندگی تباہ و برباد ہو چکی ہے اور خصوصاً برطانوی معاشرے کا حلیہ تیزی سے بگڑ رہا ہے۔ برطانیہ میں ۲۰ ہزار افراد سے بات چیت کر کے BBC نے جو جائزہ مرتب کیا' اس کے مطابق وہاں ایک چوتھائی گھرانوں میں روایتی کنبے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہتے ہیں' باقی دو تہائی بغیر شادی اکٹھے رہتے ہیں یا تنہا زندگی گزارتے ہیں"۔

("جنگ" لاہور' ۲۸ ستمبر ۹۱ء)

"خاندانی زندگی کی تباہی کا اندازہ اس واقعے سے بھی ہوتا ہے جو مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی نے اپنی ایک عصری محفل میں سنایا تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ پیرس میں ایک شخص کسی دوسرے شخص سے ملنے اس کے گھر گیا' اس نے دیکھا کہ مکان کی سیڑھیوں پر ایک جوان لڑکی بیٹھی زاروقطار رو رہی ہے۔ اس شخص نے رک کر لڑکی سے رونے کی وجہ معلوم کی تو اس نے جواب دیا کہ جس شخص سے آپ مل کر آرہے ہیں وہ میرا باپ ہے۔ میں اس کے پاس اس مکان کا ایک کمرہ کرائے پر لینے آئی تھی' لیکن اس نے مجھے یہ کہہ کر کمرہ کرائے پر دینے سے انکار کر دیا ہے کہ ایک دوسری جگہ سے اسے زیادہ کرایہ مل رہا ہے' اس لیے وہ مجھے کمرہ کرائے پر نہیں دے گا۔ لڑکی نے ہچکیاں لیتے ہوئے کہا' اب میں کیا کروں اور کہاں جاؤں؟"

(ماہنامہ "قافلہ حق" لاہور' نومبر ۹۱ء' ص ۳۵)

"تنظیم اساتذہ کے ایک "رفیق پروفیسر" سید بہادر شاہ پولینڈ میں اعلیٰ تعلیم کے لیے گئے ہوئے ہیں اور وہاں کے مشاہدات تنظیم کے ماہانہ مجلّہ "افکار معلم" میں لکھتے رہتے ہیں۔ ایک مرتبہ انہوں نے لکھا کہ ایک بوڑھا اپنی بیٹی کے گھر میں آیا اور وہاں ٹھہرنے کی خواہش ظاہر کی مگر بیٹی نے انکار کر دیا اور بوڑھے کے اصرار پر اسے ڈنڈے مار مار کر گھر سے باہر نکالا۔ شور سن کے لوگ جمع ہوئے تو بیٹی نے بتایا کہ کچھ عرصہ پہلے مجھے رقم کی ضرورت پڑی تو میرے باپ نے باقاعدہ شرح سود طے کر کے مجھے رقم دی اور اصل زر کے ساتھ سود بھی وصول کیا' پھر میں اسے اپنے گھر میں کیوں ٹھہراؤں"۔ ("افکار معلم" فروری ۹۲ء ص ۶۴)

برطانیہ اور بچوں میں جنسی رجحانات

"برطانیہ میں انتہائی کم عمر کے بچے اور بچیوں میں جنسی رجحانات فروغ پا رہے ہیں۔ بی بی سی کے مطابق بچوں کے تحفظ کی قومی کونسل کی سالانہ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ ۱۹۸۶ء میں کم عمر بچوں کے مابین جنسی تعلقات کے تقریباً بارہ سو واقعات رونما ہوئے۔ ان میں سے زیادہ تر تعداد ایسے بچوں کی تھی جن کی عمریں پانچ سال سے بھی کم ہیں۔ رپورٹ میں اس خطرناک رجحان کی ذمہ داری مخلوط تعلیم اور جنسی مناظر پر مبنی فلموں پر عائد کی گئی ہے"۔

("جنگ" لاہور' ۲۸ اپریل ۱۹۸۷ء)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اخلاقی گراوٹ کی گھناؤنی مثالیں

ماں بیٹے کی شادی

ماں اور بیٹیاں' ایک خاوند

"اخلاقی جرائم کی یلغار' طالب علموں اور نوجوانوں کے علاوہ بڑوں میں بھی روزافزوں ہے بلکہ ایسے ایسے اخلاقی جرائم منظرعام پر آرہے ہیں' جن کی انسانی تاریخ میں شاید ہی کوئی مثال ملے۔ اندازہ کیجئے کہ نیویارک میں ۴۳ سالہ ماں نے بیٹے سے شادی کرلی۔ ہوا یوں کہ ایک خاتون "میری" نے سترہ سال کی عمر میں ایک بچے کو جنم دیا۔ وہ سات سال کا تھا جب وہ اس سے لاتعلق ہوگئی۔ ڈیلی خیراتی اداروں میں پل بڑھ کر جوان ہوا اور جب ۲۶ سال کا ہوا تو اس کا تعارف میری سے ہوا جو جانتی تھی کہ وہ اس کا بیٹا ہے۔ اس کے باوجود اس نے ڈیلی کو ورغلایا اور اس سے شادی کرلی۔ بیٹے کو اصلیت کا پتا چلا تو وہ صدمے سے بے ہوش ہوگیا"۔ ("جنگ" یکم مئی ۸۴ء)

"اسی طرح کیا یہ تصور کیا جا سکتا ہے کہ ماں بیٹیوں کا ایک ہی خاوند ہو' لیکن امریکہ میں یہ بھی ممکن ہوگیا۔ تفصیل یوں ہے کہ ٹام گرین نے پہلے دو عورتوں سے شادیاں کیں اور بعد میں ان کی تین بیٹیوں سے بھی شادی رچالی۔ یعنی پہلے اس نے تمہ نامی ایک بیوہ سے شادی کی جس کی ایک بیٹی لنڈا بھی اس کے ساتھ آگئی۔ پھر ٹام نے ایک اور بیوہ سے شادی کی جس کی دو بیٹیاں ماں کے ساتھ آگئیں۔ دونوں بیویوں نے اپنے شوہر کے "حسن سلوک" سے متاثر ہوکر اور بیٹیوں سے اس کا عشق دیکھ کرکے بعد دیگرے اپنی بیٹیوں کی شادیاں بھی ٹام سے کردیں۔ اس طرح ماں بیٹیوں کے ایک ہی خاوند کی حیثیت سے ٹام گرین نے نئی مثال قائم کی"۔ ("جنگ جمعہ میگزین" ۲۷ دسمبر۹۱ء)

(از محترم ڈاکٹر عبدالغنی فاروق صاحب' بحوالہ "اردو ڈائجسٹ" ستمبر ۹۳ء)

یورپ میں خاندانی نظام کی تباہی و بربادی' زنا اور جنسی جرائم کی صورت حال اب اس قدر دگرگوں ہو چکی ہے کہ خود اب وہاں کے دانشور بھی چیخ اٹھے ہیں کہ ایسے جرائم کے مرتکب افراد کو سنگین نوعیت کی سزائیں دی جائیں تاکہ معاشرے کو مکمل تباہی سے بچایا جا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکے۔ یہی بات جب اسلام کہتا ہے تو نہ صرف ان کی بلکہ بعض "اپنوں" کی جبینیں بھی شکن آلود ہو جایا کرتی ہیں۔ وہ لوگ کہ مسلمان ہو کر بھی جن کا "قبلہ" یورپ ہے' وہ ذرا اپنے آقاؤں کے ارشادات پہ ہی غور فرمالیں اور اسلامی سزاؤں کو "وحشیانہ" کہنے سے توبہ کرلیں ورنہ تو عذاب الیم ان کا منتظر ہے ہی۔

غیر شادی شدہ زانی کے لیے اسلام کوڑے اور شادی شدہ کے لیے رجم کی سزا تجویز کرتا ہے۔ اور ذرا غور کیا جائے تو یہ سزا کہیں زیادہ نرم' ہلکی اور آسان ہے بنسبت اس سزا کے جو یورپی دانشور تجویز کر رہے ہیں۔ ان کے مطابق عصمت دری کے مرتکب افراد کو مردانہ صفات سے محروم کر دینا چاہیے۔ رجم سے تو انسان گناہ سے پاک ہو کر ایک ہی دفعہ دنیائے فانی سے کوچ کر کے ابدی نعمتیں حاصل کر لے گا' لیکن مردانہ صفت سے محروم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی زندگی کا ایک ایک پل اذیت ناک بنا دیا جائے۔ زندہ رہ کر بھی وہ زندگی کی تمام رعنائیوں سے محروم رہے اور ہر ہر قدم پہ موت کا مزہ چکھتا رہے۔

دین فطرت سے بغاوت، اور دوری سے عقل انسانی ایسی ہی "دانشوری" کا مظاہرہ کیا کرتی ہے' کاش کہ ہم کہیں صحیح اسلامی معاشرہ قائم کر کے انہیں مثال دکھا سکتے۔ یہاں ان مغرب زدہ مسلمانوں کے لیے بھی درس عبرت ہے جو یہ کہا کرتے ہیں کہ معاشرے کو جنسی قدغن سے آزاد کر دیا جائے تو جنسی جذبہ بھی سرد پڑ جائے گا۔ صنف مخالف کی رغبت بھی کم ہو جائے گی اور جنسی جرائم بھی عنقا ہو جائیں گے۔

کیا انہیں معلوم نہیں کہ یورپ یہ تجربہ اپنی مکمل شکل میں کر کے اب واپس لوٹنے کی صدائیں دے رہا ہے؟ وہاں مکمل آزادی کے باوجود صنف نازک کی طلب میں کتنی کمی واقع ہوئی؟ جنسی جرائم پہ کتنا قابو پایا گیا اور حضرت انسان کی [illegible]ت میں کتنی تبدیلی واقع ہوئی؟

جنسی آزادی کے علمبردار یقیناً اتنے بیوقوف نہیں وہ اس امر سے بخوبی آگاہ ہیں کہ جنسی بھوک بھی پیٹ کی بھوک کی طرح ایک بنیادی ضرورت ہے' جس طرح ایک دفعہ کھانا کھانے سے اشتہا ختم نہیں ہوتی بلکہ ایک وقفے کے بعد پھر اسی شدت سے دوبارہ لوٹ آتی ہے۔ اسی طرح ایک دفعہ کا بے قید جنسی عمل بعد میں سینکڑوں جنسی اعمال اور پھر ہزاروں جنسی جرائم کا نکتہ آغاز ثابت ہوتا ہے۔ مگر مسلم معاشرے میں جنسی آزادی پھیلانے کی ان کی یہ ساری کوشش ایک سوچی سمجھی سازش کا حصہ ہے جس کا منتہائے مقصود مسلم معاشرے اور مسلم خاندان کو بھی اسی تباہی سے دوچار کرنا ہے جس سے آج کا یورپ دوچار ہے۔ اب اسی تناظر میں درج ذیل تین خبریں ملاحظہ فرمائیے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عصمت دری کے مرتکب افراد کو مردانہ صفات سے محروم کرنے کا مطالبہ ---ڈیوڈ ایونز

غیر انسانی جرائم کرنے والوں کو ایسی سزائیں دی جائیں کہ وہ جرم کا خیال بھی دل میں نہ لائیں

اسلامی سزاؤں پہ واویلا مچانے والی انسانی حقوق کی تنظیمیں اب کیوں خاموش ہیں؟

کہیں ایسا تو نہیں کہ حقوق انسانی کے پردے میں ان کا مقصد اسلام دشمنی ہے؟

"لندن (پی اے) ہاؤس آف کامنز میں گزشتہ روز لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال پر ہونے والی بحث کے دوران ویلوین اور ہیٹ فیلڈ کے ایم پی ڈیوڈ ایونز نے ہوم سیکرٹری مائیکل ہاورڈ سے مطالبہ کیا ہے کہ زنا بالجبر کے مرتکب افراد کو زبردستی نامرد بنا دینا چاہیے تاکہ خواتین رات کے وقت گلیوں میں آتے جاتے ہر وقت خوف و ہراس کی کیفیت سے چھٹکارا حاصل کر سکیں۔ انہوں نے کہا کہ سزائے موت کی غیر موجودگی میں چوری اور قتل کی واردات میں تفریق کرنا ناممکن ہو چکا ہے۔ انہوں نے حال ہی میں پیش آنے والے ایک واقعہ کا ریفرنس دیا جس میں بس سٹاپ پر کھڑی ہوئی ایک خاتون کو تین افراد نے اغوا کرنے کے بعد قبرستان میں لے جا کر تشدد کا نشانہ بنایا اور عصمت دری کی۔ انہوں نے کہا کہ اس طرح کے غیر انسانی جرائم کے مرتکب افراد کو ایسی سزائیں دی جائیں کہ وہ جرم کرنے سے پہلے سوچیں کہ ان کا انجام کیا ہو گا۔ انہوں نے کہا کہ ان حیوان صفت مجرموں کو نہ صرف مردانہ صفات سے محروم کیا جائے بلکہ کوڑے لگائے جائیں نہیں تو یہ جانور چند سال جیل میں بند رہ کر پھر سے معاشرے میں گند

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھیلانا شروع کر دیں گے۔ ہوم منسٹری کے وزیر ڈیوڈ میکلین نے جواب میں کہا کہ ۱۹۹۰ء میں ہاؤس آف کامنز نے سزائے موت کا بل مسترد کر دیا تھا اور اب بھی میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ ہاؤس اس حق میں نہیں ہے کہ سزائے موت بحال کی جائے۔ ڈیوڈ ایونز نے ہوم آفس کے وزیر سے سوال کیا کہ آپ مجھے سیدھا جواب دیں کہ حکومت ان حیوانوں کو روکنے کے لیے کوئی ایکشن لے رہی ہے یا نہیں۔ ڈیوڈ میکلین نے کہا کہ حکومت نے ۱۹۹۰ء سے لے کر اب تک ۱۶،۵۰۰ اضافی پولیس فورس بھرتی کی ہے' نئی جیلیں تعمیر کی ہیں' جوائے رائیڈنگ کے خلاف اقدامات کیے اور گلیوں میں پولیس کا گشت بھی بڑھا دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں عام آدمی کے ذہن میں پائے جانے والے خدشات سے واقف ہوں اور ذاتی طور پر سزائے موت اور دیگر سخت سزاؤں کے حق میں ہوں لیکن پارلیمنٹ واضح طور پر اس قسم کی سزاؤں کے خلاف فیصلہ دے چکی ہے۔ انہوں نے کہا کہ جسمانی سزائیں یورپین کونشن آف ہیومن رائٹس سے بھی متصادم ہیں جس نے ان پر پابندی عائد کر رکھی ہے"۔

(روزنامہ "جنگ" لندن' ۹ جون ۱۹۹۳ء)

نوجوان لڑکیوں کو "NO" کہنے کا ڈھنگ سکھائیں

لڑکیوں کو لڑکوں کی ہوس سے بچانے کے لیے تربیتی کورس شروع کرنے کی تجویز

"لندن (کلچرل رپورٹر) برطانوی سکولوں کے نوجوان لڑکے یہ غلط بیانی کر کے بھولی بھالی لڑکیوں کو اپنی ہوس کا نشانہ بناتے ہیں کہ لڑکی "پہلی محبت" سے حاملہ نہیں ہو سکتی۔ یہ بات برطانوی سکولوں کے نوجوان لڑکے لڑکیوں کی ایک سروے رپورٹ سے سامنے آئی ہے۔ اس سروے کے لیے انٹرویو دینے والے ۱۶ سال تک کی عمر کے تقریباً آدھے لڑکے لڑکیوں نے کہا کہ وہ اس عمر تک پہنچنے تک جنسی تجربہ حاصل کر چکے ہیں جبکہ ۲۵ فیصد کا کہنا ہے کہ انہوں نے "مخصوص دوستی" کا آغاز ہونے کے بعد چوبیس گھنٹے کے اندر اندر جنسی گناہ بھی کر لیا۔ برطانیہ کے ایک ممتاز ماہر نفسیات ڈاکٹر راجر انگھم نے اس رپورٹ کا جائزہ لینے کے بعد لوگوں کو مشورہ دیا ہے کہ وہ نوجوان لڑکیوں کو "نو" (نہ) کہنے کا ڈھنگ سکھانے پر توجہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیں۔ انہوں نے کہا کہ اس کے لیے کسی مخصوص کورس کا آغاز کیا جانا چاہیے اور تمام نوجوان لڑکیوں کو اس میں حصہ لینا چاہیے۔ ڈاکٹر انگھم کا دعویٰ ہے کہ اکثر نوجوان بھولی بھالی لڑکیاں لڑکوں کی ہوس کا نشانہ صرف اس لیے بن جاتی ہیں کہ انہیں انکار کرنے کا ڈھنگ نہیں آتا اور وہ "نو" نہیں کہہ سکتیں۔ انہوں نے کہا کہ برطانیہ میں ناجائز طور پر حاملہ ہونے والی نوجوان لڑکیوں کی تعداد کم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ سکولوں میں جنسی تعلیم کو باقاعدہ لازمی مضمون کے طور پر رائج کیا جائے"۔ (روزنامہ "جنگ" لندن' ۲۵-۲۴ اکتوبر ۱۹۹۲ء)

. یہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا' والی باتیں ہیں۔ صرف NO سکھانے سے بات نہ بنے گی جب تک کہ کوئی ٹھوس بنیاد فراہم نہ کی جائے اور ایسی ٹھوس بنیاد فراہم کرنے کی صلاحیت صرف اسلام کے پاس ہے' جس کا اللہ ہر وقت' ہر جگہ' ہر ایک کو برابر دیکھتا ہے' ہر ایک کی سنتا ہے۔ حتیٰ کہ لوگ جو سوچتے ہیں وہ بھی جانتا ہے اور ایسے اللہ کے حضور جوابدہی کا تصور ہی اخلاق کو اس حد تک سنوار سکتا ہے کہ اگر کبھی لڑکی خود بھی مجبور کرے تو لڑکا اس جرم عظیم سے بچنے کے لیے اپنے جسم پہ انسانی گندگی ملنا تو گوارا کر لے مگر اس اخلاقی اور روحانی گندگی میں ملوث ہونے سے خود کو بچالے۔

(یہ اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو دارالعلوم دیوبند کے ایک طالب علم کو پیش آیا تھا' جب اس نے انسانی فضلہ اپنے جسم پہ مل لیا تو لڑکی کو مجبوراً اسے چھوڑنا پڑا۔)

یورپ کی واپسی؟ کیا ہم سبق حاصل کریں گے

لندن: یوتھ سنٹروں سے کال گرلز کے فون نمبرز صاف کردیئے گئے

"لندن (خصوصی رپورٹ) برٹش ٹیلی کوم کی طرف سے اعلان کیا گیا ہے کہ لندن شہر کے ان تمام بوتھ سنٹروں سے جہاں دعوت گناہ دینے والی لڑکیوں کے فون کارڈ چسپاں تھے' تیزی کے ساتھ صاف کیے جا رہے ہیں۔ مزید کہا ہے کہ اب تک ۴۴ ہزار ایسے ٹیلی فون فوری طور پر بند کرائے گئے ہیں"۔

(روزنامہ "خبریں" لاہور' ۲۷-۲ اکتوبر ۹۶ء)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یورپ حقوق نسواں کے نام پہ جنسی آزادی کے جس سفر پر آج سے ایک صدی قبل بڑے طمطراق سے گامزن ہوا تھا' آج اس کا تلخ انجام اس کے لیے سوہان روح بن چکا ہے' اور وہ اب واپسی کی راہوں کا متلاشی ہے۔ لڑکیوں کو NO سکھانے کا ڈھنگ' مردانہ عضو کاٹنے کی تجاویز اور کال گرلز کے فون نمبرز صاف کرنے کا عمل اسی رجوع کی غمازی کرتا ہے۔ کیا ہمارے "دانشور" "ترقی پسند" "لبرل اسلام" اور "آزادی نسواں" کے علمبردار اس سے سبق حاصل کریں گے؟ مگر شاید نہیں کیونکہ یہ سب تو اس زنجیر کی کڑیاں دکھائی دیتے ہیں جس کا مقصد مسلم خاندان اور معاشرے کو باندھ کر Sex کے اندھے قید خانے میں ایسا قید کرنا ہے کہ جہاں سے واپسی کی راہ بھی کوئی نہ ہو۔ مگر ہم بتائے دیتے ہیں کہ در کھلا ہے ابھی' اور وقت بھی کچھ باقی ہے وگرنہ

ایسا نہ ہو یہ درد بنے درد لادوا
ایسا نہ ہو کہ تم بھی مداوا نہ کر سکو

۱- امن وامان کی تشویش ناک صورت حالات:

۲- سکاٹ لینڈیارڈ کے سربراہ نے اپنی اہلیہ کو اکیلے گھر سے باہر جانے سے روک دیا:

۳- عوام تو درکنار اپنی بیوی کی حفاظت کرنے سے قاصر ہوں' قانون کی کمزوریوں کے باعث جرائم میں اضافہ ہو رہا ہے۔ سر پیٹر امبرٹ:

"لندن (نمائندہ جنگ) سکاٹ لینڈ یارڈ کے سربراہ سر پیٹر امبرٹ نے کہا ہے کہ وہ برطانیہ میں تشدد کے جرائم سے اس قدر پریشان ہیں کہ وہ اپنی بیوی کو اکیلے جانے کی اجازت نہیں دیں گے انہوں نے کہا کہ اس سال ۱۵ جولائی کو ومبلڈن کامن میں جہاں ایک نوجوان خاتون رچل قتل ہوئی عین اسی جگہ ان کی اہلیہ لیڈی امبرٹ روزانہ اپنے کتے کو لے جایا کرتی تھی اور اس واقعہ سے چند منٹ قبل ہی وہاں سے گزری تھیں اور رچل کے قاتل نے اتفاقیہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کا انتخاب کیا۔ سر پیٹر کا کہنا تھا کہ عوام تو درکنار وہ اپنی اہلیہ کی حفاظت کرنے سے بھی بے بس ہیں۔ سر پیٹر جنوری میں ریٹائرڈ ہو رہے ہیں ان کا کہنا ہے کہ گزشتہ دس سال میں جرائم میں بے پناہ اضافہ ہوا اس کی ایک وجہ قانون کی کمزوریاں ہیں اور انصاف کے حصول اور مجرموں کو سزا دینے کے لیے قانون میں تبدیلی لازمی ہو گئی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ سیاستدانوں کے لیے وقت آگیا ہے کہ وہ قانون میں ایسی تبدیلیاں بھی لائیں جن کے تحت ضمانت پر رہا افراد جو جرائم کے مرتکب ہوتے ہیں' کو بھی سخت سزائیں دی جا سکیں"۔

(روزنامہ "جنگ" لندن ۲۰ دسمبر ۱۹۹۴ء)

امن و امان کے ضمن میں یورپ کو آئیڈیل قرار دینے والے مندرجہ بالا خبر پہ غور فرمائیں۔

جہاں پولیس کا سربراہ اس حد تک مجبور ہو وہاں کے نظام کو مثالی کہنا مبالغہ آرائی نہیں تو اور کیا ہے؟ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ آج تک مسلمانوں کے کسی بھی ملک میں اسلام نافذ نہیں کیا گیا لیکن سعودی عرب میں جو تھوڑا بہت ہے اسی کا اتنا اثر ہے کہ وہاں امن و امان کی صورت حال پوری دنیا میں قابل رشک ہے۔ جرائم کی شرح سب سے کم ہے اور اکیلی خاتون رات کی تنہائیوں میں بھی بلا خوف و خطر سفر کر سکتی ہے۔

برطانیہ کی طرح امریکہ کا حال بھی کچھ بہتر نہیں۔ ۸ جنوری ۱۹۹۶ء کے نیوز ویک میں مضمون گریٹ ایکس پیکٹیشنز یعنی "بڑی توقعات" ملاحظہ فرمائیے۔ اس میں عام یہودی پراپیگنڈہ کی طرح کہا گیا ہے کہ امریکہ میں بہت ترقی ہوئی ہے۔ لوگوں کی حالت بہتر ہے لیکن افسوس کہ امریکی عوام اس ترقی پر یقین نہیں رکھتے اور شدید تکلیف اور بد حالی کا احساس رکھتے ہیں جو ان کی غلطی ہے۔

اس مضمون میں صفحہ ۱۵ پر مندرجہ ذیل اعداد و شمار دیے گئے ہیں۔ بیسویں صدی کے شروع میں قتل کے جرم کی افتاد ایک فی لاکھ آبادی تھی' جو صدی کی آخری دہائی میں بڑھ کر دس قتل فی لاکھ آبادی سالانہ ہو گئے جو اکثر اسلامی ممالک کے مقابلے میں بہت زیادہ ہے۔ یعنی اسلامی ممالک میں اگر آپ ایسا علاقہ یا قصبہ لیں جس کی آبادی ایک لاکھ کے قریب ہے تو اس میں ہر ماہ ایک قتل کی واردات ملے گی۔ قتل کی مثال ایک علامت کے طور پر لی گئی ہے' منشیات' چوری' نقب زنی' دھوکا دہی' شدید ضربات لگانے وغیرہ کی مدوں میں مغربی سوسائٹی خصوصاً یو ایس اے کے حالات ایسے ہیں کہ گویا اسی دنیا میں لوگوں کو جہنم کی سزائیں مل رہی ہیں اور ان کی روحیں انتہائی رنج و ملال' درد و کرب کی کیفیت میں تڑپ رہی ہیں۔ یہ کہنا کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان آبادیوں کو ریڈیو، ٹی وی، وی سی آر وغیرہ جیسے آلات وسیع پیمانے پر مل رہے ہیں انسانی ترقی کی دلیل نہیں ہے۔"

(بحوالہ "نوائے وقت" لاہور ۱۹ فروری ۹۶ء مقالہ پروفیسر اشفاق علی خاں صاحب)

یورپین معاشرے بچے پیدا کرنے کے لیے حیوانوں کی راہ پر

"شفاخانہ حیوانات میں بھینسوں، گائیوں اور گھوڑیوں کی بار آوری کے لیے اعلیٰ نسل کے نر جانوروں کے سپرم بذریعہ انجکشن استعمال کیے جاتے تھے۔ یورپ کا حیوانی معاشرہ جو اس سے بچا ہوا تھا، اب اس میدان میں بھی کود پڑا ہے تاکہ حیوانیت کی کسی شکل سے وہ محروم نہ رہے۔ اس سلسلے کی تازہ خبر برطانیہ سے تعلق رکھتی ہے۔ دی ٹائمز آف انڈیا کے مطابق ایک مرد جو 1995ء میں فوت ہوا۔ اس کی اجازت کے بغیر اس کے (Sperm) لے لیے گئے اور فریز کر کے محفوظ کر لیے گئے۔ برطانیہ نے 1991ء میں جو قانون بنایا، وہ یہ ہے کہ کسی مرد کے سپرم اس کی اجازت سے ہی لیے جا سکتے ہیں۔ اب یہاں بات صرف اتنی تھی کہ اس سے اجازت نہیں لی گئی مگر مذکورہ مرد جس کا نام سٹیفن ہے اس کی بیوہ "ڈیانے بلڈ" نے عدالت میں مقدمہ درج کرا دیا کہ وہ اپنے خاوند کے سپرم کی وارث ہے چنانچہ لوگوں کی ہمدردیاں اسے حاصل ہو گئیں اور عدالت نے اس کے حق میں فیصلہ کر دیا اور 30 جون کے خلیج ٹائمز کے مطابق اس عورت نے حاملہ ہونے کا اعلان کر دیا ہے۔

قارئین کرام! اب مسئلہ تو یہ ہے کہ سپرم کسی کا اور عورت کوئی اور...... پھر مرد کو فوت ہوئے کئی سال گزر گئے اور اس کی اولاد پیدا ہو رہی ہے۔ وراثت کے مسائل، ہمدردیاں، خاندان۔ غرض یہ سارے رہے سہے بندھن بھی ٹوٹ رہے ہیں اور پھر کیا ہو گا۔ لامحالہ جس طرح مویشی زندہ رہ رہے ہیں یہی حال انسانی معاشروں کا یورپ میں ہو جائے گا کہ جو پہلے ہی ہو چکا ہے۔ رہی سہی کسر بھی پوری ہو جائے گی۔ آہ! انسانوں کے معاشرے کو حیوانی معاشرے کی طرف سرپٹ دوڑایا جا رہا ہے۔ ہے کوئی جو اس رفتار کے آگے بند باندھے؟" (مجلہ الدعوۃ اگست 1998ء)

اسقاط حمل---لیبارٹری آپریٹر اور جنین کے ڈھانچے--- منجمد جنین اور بیوٹی کریم

"امریکہ کی اخلاقیات کا اندازہ اس امر سے بھی ہو سکتا ہے کہ وہاں روزانہ چار ہزار

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حمل ساقط ہوتے ہیں اور ان میں ۶۵ فیصد غیر شادی شدہ عورتیں ملوث ہیں۔ اس طرح ۱۹۷۳ء میں سپریم کورٹ کی طرف سے اسقاط حمل کو قانونی قرار دیئے جانے کے بعد سالانہ پندرہ لاکھ اسقاط ہو رہے ہیں۔ گزشتہ بیس سال میں تین کروڑ بچوں کی نسل کشی کی گئی ہے۔ اس طرح امریکہ میں ہر بیس سیکنڈ کے بعد اسقاط حمل کی ایک واردات ہوتی ہے۔ اس حوالے سے لندن کے ایک رسالے نے انکشاف کیا کہ ۱۹۸۵ء میں کیلی فورنیا کے ایک لیبارٹری آپریٹر کے گھر سے سترہ ہزار جنین کے ڈھانچے بھی ملے۔ اسی جریدہ نے لکھا کہ اپریل ۸۵ء میں کسٹم حکام نے فرانس اور سوئٹزرلینڈ کی سرحد کے قریب چھاپہ مار کر منجمد جنین سے بھرا ہوا ایک ٹرک پکڑ لیا' ان سے بیوٹی کریم بنائی جاتی تھی"۔

(جنگ" لاہور' ۷ مئی ۸۵ء)

www.KitaboSunnat.com

مکافات عمل

خاندانی زندگی کی تباہی' اخلاقی جرائم کی کثرت' بچوں' عورتوں اور بوڑھوں پر ہمہ گیر ظلم و ستم اور سب سے بڑھ کر خدا بیزاری اور مادیت پرستی نے امریکہ اور یورپ کے معاشروں کا سکون چھین لیا ہے' حالانکہ وہاں دولت کی ریل پیل ہے اور دنیا جہاں کی سہولتیں وافر ہیں' مگر سچی مسرت اور حقیقی راحت عنقا ہو چکی ہے۔ یہ معاشرے بے شمار قسم کے نفسیاتی اور عملی مسائل کا اس طرح شکار ہوتے جا رہے ہیں کہ ان سے نکلنے کی کوئی راہ انہیں سجھائی نہیں دے رہی۔ عالم اسلام اور خصوصاً اسلامی تحریکوں کے خلاف ان ملکوں کی لامتناہی سازشوں کے نتیجے میں اللہ نے ان کی دولت سے برکت بھی چھین لی ہے۔ اس سلسلے میں ذیل کی خبریں ملاحظہ ہوں:

ہر پانچ میں سے ایک امریکی پاگل ہے

"امریکہ کے تمام بالغ مردوں اور عورتوں میں ہر پانچ افراد میں سے ایک پاگل ہے۔ ایک امریکی اخبار کے مطابق امریکی وفاقی حکومت کے ایک سروے میں یہ بات کہی گئی کہ ہر پانچ امریکیوں میں سے ایک کا دماغ خراب ہونے کے سائنسی ثبوت موجود ہیں۔ نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف مینٹل ہیلتھ کے ڈائریکٹر ڈاکٹر ڈیرل اے ریگر نے کہا ہے کہ عمومی طور پر تو ذہنی مریضوں میں عورتوں اور مردوں کی تعداد برابر ہے لیکن دیکھنے میں آیا ہے کہ ڈپریشن' فوبیا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور رنجیدگی جیسی بیماریوں میں مبتلا زیادہ تعداد عورتوں کی ہے جب کہ مردوں میں سماج دشمن رویہ اور نشہ خوری جیسے امراض عام ہیں۔

اس سروے میں بتایا گیا ہے کہ امریکہ میں مرد عورت فکرمند اور پریشان رہتے ہیں۔ امریکیوں کے ذہن پر زیادہ اشیاء' دولت اور تحفظات حاصل کرنے کا جنون سوار رہتا ہے اور اس جنون میں ہر شخص مقابلے میں جتا ہوا اندھا دھند دوڑتا جا رہا ہے۔ کسی کو کسی پر اعتبار نہیں' کوئی کسی دوسرے کی پروا نہیں کرتا اور نفسا نفسی کے عالم میں جتنی زیادہ رفتار اس لالچ کی دوڑ میں اختیار کی جاتی ہے' اتنی ہی زیادہ بداعتمادی پیدا ہوتی ہے۔ ہر کوئی دوسرے سے خوف زدہ ہے اور "محبت" کا مطلب وہاں سودے بازی یا پھر "برابر کا سودا" ہے۔ اس صورت حال پر تبصرہ کرتے ہوئے جدید ماہرین نفسیات نے لکھا ہے کہ پرانی نفسیات یہ سمجھتی تھی کہ ایسے ذہن ان لوگوں کے ہوتے ہیں جن کے گھریلو ماحول نے ان پر غلط اثر ڈالے ہوں' لیکن اب یہ ثابت ہو گیا ہے کہ گھریلو ماحول بھی سماجی حالات سے متاثر ہو کر ہی بنتا ہے۔ لہذا امریکیوں کے پاگل پن اور پریشانیوں کی وجہ امریکہ کا دولت پرست معاشرہ اور "پریگمازم" کا فلسفہ ہے جس پر ہر شخص عمل کرتا ہے اور عملی مفادات کو ہی سب سے بڑی سچائی سمجھتا ہے۔ ("جنگ" لاہور' ۱۲- اکتوبر ۱۹۸۴ء)

ایک دوسری خبر کے مطابق ساڑھے چار کروڑ امریکی دماغی امراض میں مبتلا ہیں۔ ("خبریں" ۹۳-۵-۵) اور یو ایس نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف مینٹل ہیلتھ کی تازہ ترین رپورٹ کے مطابق امریکی ہسپتالوں کے ایک چوتھائی بستر شیزو فرینیا کے مریضوں کے لیے مختص ہیں جن پر امریکی حکومت ۱۲۹ بلین ڈالر کی رقم خرچ کرتی ہے۔ ان مریضوں کی وجہ سے پولیس جن مسائل سے دوچار ہوتی ہے اس پر مزید ۲۹ بلین ڈالر خرچ ہوتے ہیں"۔

("پاکستان" جمعہ ایڈیشن' ۱۰ جولائی ۱۹۹۲ء)

مغرب اور خودکشی

"انہی ذہنی امراض' غیر معمولی ڈیپریشن اور مایوسی و قنوطیت کا نتیجہ ہے کہ امریکہ کی خاصی بڑی آبادی زندگی سے بیزار ہو گئی ہے اور آخری چارہ کار کے طور پر خودکشی ہی کو سارے دکھوں کا علاج سمجھتی ہے۔ چنانچہ ۱۹۸۵ء کے اعداد و شمار کے مطابق ہر دو منٹ کے بعد ایک امریکی خودکشی کی کوشش کرتا ہے اور ہر گھنٹے کے بعد ایک کامیاب ہو جاتا ہے۔ اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح تیرہ تا تئیس سال کی عمر میں ہر سال پانچ ہزار امریکی نوجوان اپنے ہاتھوں زندگی جیسی قیمتی متاع کا گلا گھونٹ دیتے ہیں۔

۱۹۵۰ء کے مقابلے میں امریکہ میں خودکشی کی شرح تین گنا ہو چکی ہے اور ماہرین کے لیے یہ مسئلہ انتہائی پریشان کن ہے کہ دنیا کے امیر ترین ملک میں پیدا ہونے والے نوجوان اس قدر مایوس اور پریشان کیوں ہیں کہ وہ موت ہی میں پناہ لینے پر مجبور ہیں۔

("جنگ" ۲۹ مارچ ۱۹۸۵ء)

برطانیہ میں بھی صورت حال کم و بیش ایسی ہی ہے جہاں روزانہ کم از کم ۸۳ افراد خودکشی کر لیتے ہیں اور ہر اڑھائی منٹ بعد ایک آدمی خودکشی کی کوشش کرتا ہے۔

("جنگ" ۱۶ مارچ ۱۹۸۵ء)

امریکہ میں خودکشی کا چلن اس قدر عام ہے کہ وہاں ایک شخص ڈیرک همفری نے "خودکشی کے آسان طریقے" کے عنوان سے ایک کتاب لکھی جو وہاں ہاتھوں ہاتھ بک گئی اور چند ہی دنوں میں اس کی ۴۱ ہزار جلدیں فروخت ہو گئیں۔ (روزنامہ "پاکستان" ۸ اگست ۹۱ء)

روس سے موصول ہونے والی اطلاعات کے مطابق وہاں بھی خودکشی کا تناسب روز افزوں ہے اور صرف قوقاز کے روسی علاقے میں سالانہ دس لاکھ افراد خودکشی کرنے کی کوشش کرتے ہیں' جن میں سے ساٹھ ہزار کامیاب ہو جاتے ہیں۔ جب کہ شمالی قوقاز کے علاقے میں جہاں مسلمان اکثریت میں ہیں' خودکشی کا تناسب نہ ہونے کے برابر ہے۔

("دعوت" دھلی ۱۰ نومبر ۱۹۹۲ء)

جاپان ایشیا کا خوشحال ترین ملک ہے۔ اس کی صنعتی ترقی اور مادی خوشحالی پر مشرق و مغرب کی ساری دنیا رشک کرتی ہے۔ مگر قارئین کے لیے یہ حقیقت حیران کن ہوگی کہ اس انتہائی ترقی یافتہ ملک میں جہاں خواندگی کا تناسب سو فی صد ہے' وہاں خودکشی کی شرح بے پناہ ہے۔ ایک سعودی اخبار کے مطابق ۱۹۸۳ء میں ۲۵۲۰۴ جاپانیوں نے خودکشی کی جن میں ۱۷۱۱۸ مرد اور ۸۰۸۶ عورتیں تھیں۔ ("جنگ" ۳۰ اگست ۱۹۸۴ء)

اور خودکشی کا ایک بڑا سبب وہ جسمانی بیماریاں بھی ہیں جو شراب نوشی' بدکاری اور خصوصاً ہم جنس پرستی کے نتیجے میں ایک وبا کی طرح مغربی معاشرے کا مقدر بنتی جارہی ہیں۔ مثال کے طور پر ایڈز شمالی جنوبی امریکہ میں خدائی عذاب کی طرح جاری و ساری ہے۔ امریکہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے علاج پر ہر سال چار ارب ۳۰ کروڑ ڈالر خرچ کر رہا ہے (جنگ" ۱۴ دسمبر ۹۲ء) برازیل میں یہ وبا اس قدر عام ہے کہ روزانہ چار افراد ایڈز سے مر رہے ہیں ("نوائے وقت" ۱۴ دسمبر ۹۲ء) برطانیہ میں بھی یہ بیماری تیزی سے پھیلتی جا رہی ہے اور وہاں کا معاشرہ اس سے لرزاں و ترساں ہے"۔ ("جنگ" ۲۴ فروری ۱۹۸۵ء)

کینیڈا کے ایک گورے نے اپنی بیوی کو قتل کیا۔ اسے پکایا اور مزے لے لے کر اس کا گوشت کھاتا رہا

"مسقط سے شائع ہونے والے انگریزی روزنامہ "Times of Oman" 31 مئی 98ء نے بتلایا کہ کینیڈا میں ایک شخص کہ جس نے اپنی بیوی کو قتل کیا' پھر اس کو پکانے کے بعد اس کے جسم سے مختلف حصے کھاتا رہا۔ اس کا مقدمہ جب عدالت میں پیش ہوا تو جسٹس نیلمن ہیواک نے حکم دیا کہ 32 سالہ مجرم ایرک رائیڈ کا نفسیاتی علاج کیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس نے قتل کا ارتکاب کیا لیکن اسے سزا نہیں دے سکتے کیونکہ وہ نفسیاتی مریض ہے۔ عدالت نے یہ بات بھی تسلیم کی کہ مجرم نے اپنی بیوی کے گلے کو زور زور سے بار بار دبا کر قتل کیا۔ پھر اس نے اس کی لاش کو تین دن تک پانی کے ٹب میں رکھا۔ پھر اس کے ٹکڑے کیے' انھیں پکایا اور باقیماندہ کو فریج میں محفوظ کر دیا۔

ظلم تو یہ ہے کہ ظالم نفسیاتی مریض بن جاتا ہے چنانچہ اس وقت امریکہ اور یورپ ایسے نفسیاتی مریضوں کی زد میں ہے لیکن اگر ایسے مریضوں کو سزا ملنا شروع ہو جائے تو دیکھنا یہ نام نہاد نفسیاتی مریض کیسے ختم ہوتے ہیں۔ بہرحال جس رخ سے بھی دیکھیں' مغربی تہذیب درندوں سے بھی بدتر ہوتی جاتی ہے"۔ (الدعوۃ اگست 98ء)

www.KitaboSunnat.com

امریکہ کو کس تہذیب و تمدن پہ ناز ہے

"امریکہ کو آخر کس چیز پر ناز ہے؟ موجودہ حیوانی مغربی تہذیب پر جو قدیم یونانی اور رومی وحشیانہ تہذیبوں کا امتزاج ہے' اس تہذیب کا اوج کمال کیا ہے.... ایٹم بم' نیوٹران بم اور جراثیمی ہتھیار' کیا امریکہ پاکستان کو بھی عراق کی طرح جراثیمی ہتھیاروں کے استعمال سے ڈرا کر خائف کرنا چاہتا ہے؟ انکل سام کر لے پورا یہ شوق بھی...... آخر امریکہ کس بات پر اتراتا' اینٹھتا' براتا' بوراتا اور بولاتا پھر رہا ہے؟ اس کو کس شے پر فخر ہے؟ کس برتے پر یہ تتا پانی..... 20 لاکھ سالانہ حرامی بچوں پر' سالانہ 25 لاکھ بن بیاہی ماؤں پر' سالانہ 15 لاکھ مطلقہ عورتوں پر' ہائی اسکولوں کی 86 فیصد ٹین ایجر حاملہ طالبات پر' ہیروشیما کے ویرانوں پر' ناگاساکی کے کھنڈرات پر'

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ویٹو کے امتیازی حق پر' عراق میں سویلین آبادی کو بطور جنگ فاقوں میں مبتلا کرنے پر' ویت ناميوں کے اجتماعی قتل عام پر' کمزور ملکوں کی بحری اور معاشی ناکہ بندی کرنے پر لاکھوں شیرخوار بچوں کے منہ سے فیڈر چھین لینے پر' ماؤں کے پیٹوں میں پلنے والے معصوم بے گناہ بچوں کے خلاف بیالوجیکل وار شروع کرنے پر...... چلی میں رات کے سناٹے میں بندوقوں کی چھاؤں تلے جمہوریت کی دیوی کی پرورش پر...... کوریا اور ویت نام کی جنگوں میں اپنے 6 لاکھ فوجیوں کو ہلاک کروانے اور 2 لاکھ کو لولا لنگڑا بنانے پر...... لاس اینجلس میں 75 ہزار اور کیلفورنیا میں 5 لاکھ شہریوں کی اجتماعی خود کشی پر...... اگر یہی تمدن ہے' یہی تہذیب ہے' یہی روشن خیالی ہے' یہی سائنسی ترقی ہے' یہی ثقافتی عروج ہے' یہی تکنیکی مہارت ہے اور یہی جمہوریت ہے...... اگر یہ تمدن ہے تو ہم اس تمدن پر تھوکتے ہیں' اگر یہ تہذیب ہے تو اس انسانیت کش اور بے غیرت تہذیب کو ہم جوتے کی نوک پر رکھتے ہیں' اگر یہ ثقافت ہے تو ہم اس ننگی ثقافت پر لعنت بھیجتے ہیں' اگر یہ ترقی ہے تو ہم پسماندہ ہی بھلے' اگر یہ جمہوریت ہے تو تف ہے اس جمہوریت پر' اگر یہ روشن خیالی ہے تو ہماری تاریک خیالی پر ایسی کروڑوں روشن خیالیاں نثار' اگر یہی تکنیکی مہارت ہے تو نہیں چاہیے ہمیں یہ تکنیکی مہارت...... نہیں چاہیے ہمیں یہ علم' یہ سائنسی ترقی' یہ آمریت پرور جمہوریت' یہ گندی تہذیب' یہ ننگی ثقافت' یہ اندھی روشن خیالی' یہ بدلگام تمدن۔ اٹھا کر لے جاؤ اپنے گندے انڈوں کو"۔ (از حافظ شفیق الرحمن صاحب بحوالہ روزنامہ دن' لاہور' 4 اگست 98ء)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 7

تعصب و تنگ نظری۔ دل آزاری اور عدم رواداری

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعصب و تنگ نظری و دِلآزاری

اور عدم رواداری' فرانس کی جمہوری حکومت

اور مسلمان طالبات کے سر ڈھانپنے پر پابندی' ننگا ہونے کی آزادی

مگر پردے پر پابندی

جمہوریت' انسانی حقوق' آزادی رائے اور رواداری کے تمام تر دعووں کے باوجود فرانسیسی حکومت کے لیے ایک معمولی سا اسلامی طرز عمل بھی گوارا کرنا مشکل ہوگیا۔ اور ان دعوؤں کا تضاد اس وقت کھل کر سامنے آگیا' جب فرانس کی حکومت نے سکول کی ان مسلم طالبات کو جو اپنے سر پر سکارف باندھ کر پڑھنا چاہتی تھیں۔ سکول سے خارج کر دیا۔ مغربی دنیا میں اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں کیا انداز فکر رواج پا رہا ہے۔ اس کا مشاہدہ اس پابندی سے بخوبی کیا جا سکتا ہے۔ وال اسٹریٹ جرنل کے مطابق فرانس کی حکومت مسلم اقدار کے احیاء کو شدید خطرہ سمجھتی ہے۔ ایک اور فرانسیسی ہفت روزہ کے مطابق مسلم طالبات میں پردے کے فروغ کے باعث فرانس کی آزاد خیالی کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ کینیڈا سے شائع ہونے والے اسلامی میگزین "کریسنٹ انٹرنیشنل" نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے' کہ FREE TOBARE, BUT NOT TO COVER یعنی وہاں ننگا ہونے کی تو آزادی ہے' لیکن پردے پر پابندی ہے۔ اسی کی طرف قرآن حکیم کی سورۃ التین میں "پھر ہم نے انسان کو گمراہی کی اتھاہ گہرائیوں کی طرف لوٹا دیا۔" کے الفاظ میں اشارہ کیا گیا ہے۔ مغربی دنیا کے ایک اور معروف اخبار "سنڈے ٹائمز" نے لکھا ہے' کہ مغرب کے پاس ان دنوں کوئی ایسا عظیم رہنما نہیں ہے' جو مستقبل کے چیلنجوں کا مقابلہ کر سکے' اور مستقبل کا سب سے بڑا چیلنج مغرب کے مقتدر طبقوں کے نزدیک اب صرف اسلام ہے۔ اسی کا اظہار نیٹو کے حالیہ اعلیٰ سطحی اجلاس میں کیا گیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کے خلاف لڑی جانے والی میڈیا وار میں اب فرانس اور امریکہ بھی اکیلے نہیں ہیں' بلکہ جرمنی بھی ان کے ساتھ شامل ہو گیا ہے۔

فرانس میں مسلمانوں سے ان کے مذہبی معاملات میں جو شدید متعصبانہ رویہ اختیار کیا جا رہا ہے' یہ کوئی نئی بات نہیں ہے' بلکہ اٹھارہویں صدی میں بھی فرانس کا طرز عمل اس سے مختلف نہ تھا۔ منشی اعتصام الدین بن شیخ تاج الدین جو ایسٹ انڈیا کمپنی کے وفادار تھے۔ انہوں نے ۱۷۶۷ء سے لے کر ۱۷۶۹ء تک مغربی ممالک کی سیاحت کی۔ واپسی میں انہوں نے اپنے سفری روداد کو "شگرف نامہ ولایت" کے نام سے مرتب کیا۔ اسی کتاب میں وہ اٹھارہویں صدی کے فرانس کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

• "ملک فرانس میں میں نے یہ دیکھا' کہ حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کے دن ایک عورت کو حاملہ عورت کی طرح بی بی مریم بنا کر لاتے ہیں' اور جس طرح بچہ پیدا ہوتا ہے' اسی طرح ایک مورت خون آلود نکالتے ہیں' اور بڑی خوشی مناتے ہیں' اور خوب گانا بجانا' ناچنا کودنا ہوتا ہے۔ اس بت کو لا کر اس کو سجدہ کرتے ہیں۔ فرانس' پرتگال اور سپین میں بہت مورتیں ہیں' اگر ان ملکوں میں کوئی مسلمان جا کر اذان دیتا ہے' اور نماز پڑھتا ہے' تو اس کو آگ میں جلا دیتے ہیں۔"

(شگرف نامہ ولایت' بحوالہ ماہنامہ "عالم اسلام اور عیسائیت" ستمبر ۱۹۹۴ء)

فرانس کا آج کا "حال" اس کے اسی ماضی کا تسلسل ہے۔ پچھلے دنوں فرانس نے پاکستان کی تبلیغی جماعت پر بھی پابندی لگا دی تھی' کیونکہ مسلمانوں کی تعداد بڑھنے سے مساجد کی تعداد میں بھی اضافہ ہونے لگا تھا۔ تبلیغی جماعت کے اکابرین کی حالیہ روایت کے مطابق فرانس میں اس وقت ۲۰۰۰ مساجد بن چکی ہیں۔

(بحوالہ بیان محترم حشمت صاحب' بر شب جمعہ' بلال پارک لاہور' مورخہ ۱۷ اگست ۱۹۹۵ء)

اب سکارف کے حوالہ سے کچھ خبریں ملاحظہ فرمائیں۔

چار مسلمان طالبات کا اخراج

"نتوا (فرانس) چار مسلمان طالبات کو روایتی نقاب اوڑھنے پر فرانس کے سکول سے نکال دیا گیا ہے۔ نکالی جانے والی طالبات میں مراکش کی دو بہنیں گیارہ سالہ فاطمہ اور تیرہ سالہ فوزیہ اور ترکی نژاد چودہ سالہ عائشہ اور فاطمہ ہیں۔ ۵ نومبر سے انہیں عارضی طور پر سکول

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنے سے روکا گیا تھا' اب انہیں سکول سے مکمل طور پر خارج کر دیا گیا۔ وکلاء نے کہا ہے' کہ وہ فیصلہ کے خلاف اپیل کریں گے۔"

(بحوالہ ماہنامہ "المذاہب" لاہور' اکتوبر ۱۹۹۵ء)

مسلم طالبہ کی اسکارف پر پابندی کے خلاف بھوک ہڑتال

"فرانس جہاں اسلام ایک بڑی آبادی کا مذہب ہے' اور وہاں مسلمانوں کی آبادی تین لاکھ کے قریب ہے' وہاں اسکارف کا مسئلہ سنگین نوعیت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ فرانس کے مختلف اسکولوں میں مسلم طالبات کو مکمل ساتر لباس پہننے اور سر پر اسکارف باندھنے کے جرم میں تعلیمی اداروں سے خارج کیا جاتا رہا ہے' گزشتہ دنوں فرانس کے جنوب مشرق گریونبل میں مسلمان طالبہ شہرزاد نے سرکاری اسکول کے فیصلے کے خلاف احتجاجی بھوک ہڑتال کر دی' کیونکہ سرکاری اسکول کی انتظامیہ نے فزیکل ایجوکیشن کی کلاس میں اسکارف پہننے پر کلاس سے خارج کر دیا تھا۔ مسلم طالبہ نے اسکول کے فیصلے کے خلاف بھوک ہڑتال کا اعلان کر دیا' اور شہر کی تعلیمی انتظامیہ سے اسکول کے فیصلے کو بدلنے کا مطالبہ کیا۔ واضح رہے' گزشتہ ماہ پانچ مسلمان طالبات کو اسکارف پہننے پر اسکول سے خارج کیا جا چکا ہے۔"

(بحوالہ ماہنامہ "پکار" مارچ' اپریل ۱۹۹۴ء' ص ۴۶)

سکارف اوڑھنے پر پیرس کے سکول سے مزید ۸ مسلمان بچیوں کو نکال دیا گیا' مسلمان بچیوں کو سکارف کی بجائے "ہیر بینڈ" استعمال کرنے کی اجازت ہے

پیرس کے ایک سرکاری سکول سے ۸ مسلمان بچیوں کو سکارف اوڑھنے کے جرم میں نکال دیا گیا ہے' کیونکہ فرانسیسی حکومت نے ستمبر میں سکارف کو مذہبی نشان قرار دے کر سرکاری سکولوں میں اس کے استعمال پر پابندی لگا دی تھی۔ دریں اثنا فرانسیسی حکومت نے مسلمان بچیوں کو سکارف کی بجائے "ہیر بینڈ" استعمال کرنے کے معاہدے پر دستخط کیے ہیں' جس کے بعد انہیں سکولوں میں آنے کی اجازت دے دی گئی ہے' لیکن خارج کی جانے والی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آٹھ بچیوں نے سر پر سکارف نہ اوڑھنے کے حکم کو ماننے سے انکار کر دیا ہے' جس پر انہیں سکول سے نکال دیا گیا ہے"۔

(بحوالہ "نوائے وقت" یکم دسمبر' ۱۹۹۴ء)

امیگریشن کا نیا فرانسیسی قانون' اسلامی احکام حجاب سے مذاق کا نیا انداز

"فرانس سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق فرانس کی حکومت نے امیگریشن کے نئے قوانین نافذ کیے ہیں' اور ان کا مقصد فرانسیسی معاشرے پر اسلام کے بڑھتے ہوئے اثرات کو ختم کرنا ہے۔ فرانسیسی حکومت ایسے اقدامات کر رہی ہے' کہ مسلمان فرانس میں رہنے کے بجائے وہاں سے ہجرت کو ترجیح دیں۔ نئے امیگریشن قوانین اسی سلسلہ کی کڑی ہیں۔ امیگریشن کے لیے مسلمان خواتین سے ایسی تصاویر طلب کی جا رہی ہیں' جن میں نہ صرف ان کا چہرہ' بلکہ جسم کے دوسرے حصے بھی نمایاں ہوں' جبکہ ازدواجی تعلقات سے متعلق سوالنامے بھی پر کروائے جا رہے ہیں۔

(بحوالہ "بیدار ڈائجسٹ" ستمبر ۱۹۹۵ء ص ۳۹)

مسلمان طالبہ کو دوپٹہ اوڑھنے کی اجازت نہ دینے پر حکومت فرانس کو دس ہزار ڈالر کا جرمانہ فرانس کی ایک سول کورٹ کا تاریخی فیصلہ

فرانس کی عدالت کا فیصلہ اگرچہ مستحسن ہے' لیکن اس خبر کو غور سے پڑھیے' خط کشیدہ سطور پر غور کرنے سے آپ کو فرانسیسی معاشرے کا تعصب بہت نمایاں نظر آئے گا۔"

ہفت روزہ عربی جریدہ "العالم الاسلامی" مکہ مکرمہ کی رپورٹ کے مطابق:

"فرانس کے نانسی شہر کی سول کورٹ نے حکومت فرانس کو حکم دیا ہے' کہ مراکشی مہاجر مسلم طالبہ سلوی آیت احمد کو جسے سر پر دوپٹہ ڈالنے کی وجہ سے امتحان میں بیٹھنے سے روک دیا گیا' دس ہزار ڈالر جرمانہ ادا کرے۔ پندرہ سالہ سلوی احمد کے اسکول کی انتظامیہ نے گزشتہ جون میں سلوی کو محض اس جرم میں سالانہ امتحان میں شرکت کی اجازت نہیں دی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھی' کہ اس نے انتظامیہ کے اس مطالبہ کو کہ سر پر دوپٹہ نہ ڈالے' ماننے سے انکار کر دیا تھا۔ باوجود اس کے کہ عدالت کا یہ فیصلہ نہایت منصفانہ اور عقل و منطق کے عین مطابق ہے' فرانس میں اس سے ہلچل مچ گئی۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ مسلم طالبات کے سرپرستوں اور والدین کی طرف سے ۱۹۸۹ء سے اب تک اس طرح کے سینکڑوں مقدمات فرانس کی مختلف عدالتوں میں دائر کیے گئے' لیکن ابھی تک کسی فیصلہ میں دوپٹہ میں اسکول آنے کی اجازت نہ دینے کی وجہ سے حکومت فرانس پر جرمانہ عائد نہیں کیا گیا تھا۔ سلویٰ احمد جو فرانس میں پیدا ہوئی' کے والدین مراکشی ہیں۔ اس کے اسکول کے اس فیصلہ کا نفاذ فرانس اکیڈمک کمیشن کی توثیق کے بعد ہی عمل میں آیا تھا۔ انتظامیہ نے سلویٰ کے اخراج اور امتحان سے محروم کر دینے کی قرارداد منظور کرتے ہوئے کہا' وہ امن و سلامتی کے پیش نظر اس اقدام پر مجبور ہے۔ سلویٰ نے اسکارف سے سر اور بال چھپا کر اسکول کے اندرونی نظام کی خلاف ورزی کی ہے' وہ ورزش اور سائنس کے گھنٹوں میں بھی سر سے دوپٹہ نہیں ہٹاتی ہے۔ سلویٰ کے وکیل پاسکل برنارڈ نے اپنی بحث میں اس نکتہ پر خاص طور پر توجہ مرکوز کی کہ اسکول کے اس فیصلہ سے سلویٰ اور اس کے سرپرستوں کو روحانی و نفسیاتی اذیت اور مالی خسارہ ہوا۔ سابق وزیر تعلیم مسٹر فرانسو نے ستمبر ۱۹۹۴ء میں تعلیمی اداروں کے اندر مذہبی مظاہر کی نمائش و اظہار پر پابندی عائد کر دی تھی۔ اس وقت سے اب تک فرانس کی عدالتوں نے مسلم طالبات' (جنہیں سر پر دوپٹہ ڈالنے کے جرم میں تعلیم سے محروم ہونا پڑا) کے ۹۲ مقدمات کی سماعت کیا۔ ۶۷ مقدمات کی سماعت عدالت نے مکمل کر لی ہے' جن میں ۴۴ میں اسکولوں اور کالجوں کے اس فیصلہ کو غلط قرار دیا گیا ہے' جبکہ ۳۰ میں فیصلہ کو حق بجانب کہا گیا ہے"۔

(بحوالہ ماہنامہ "الشریعہ" گوجرانوالہ دسمبر ۹۵ء)

اسکارف پہننے پر نوکری سے جواب

"امپکٹ انٹرنیشنل میں لیلیٰ خان نامی خاتون کا ایک تفصیلی خط شائع ہوا ہے' اس میں وہ لکھتی ہیں "میں ۱۶ جون کو حسب معمول دفتر گئی۔ اس دن میں نے اپنے سر پر سکارف پہن رکھا تھا۔ میں نے اپنے باس "ویرنی" کو بتایا کہ میں نے اپنے مذہب کی تعلیمات کے مطابق سکارف پہننے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس نے کہا' کہ فرانس ایک سیکولر ملک ہے' اور سکارف پہننا کمپنی کے قواعد و ضوابط کے خلاف ہے۔ اس نے کہا' کہ اگر میں نے سکارف پہننا ہے' تو باہر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہنوں، مگر دفتر میں اس کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ میں نے انہیں سمجھایا، کہ سکارف سے میرے کام میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ اس نے مجھ پر خود غرضی کا الزام لگاتے ہوئے کہا، کہ تم دوسروں کے جذبات کا خیال نہیں کر رہیں۔ اس کا کہنا تھا کہ اگر میں نے سکارف پہنا تو لوگوں کے فون آنے شروع ہو جائیں گے، کہ سکارف والی لڑکی یہاں کیوں گھوم رہی ہے۔ مسٹر وریبی کی دلیل تھی کہ میں نے سکارف کے بغیر نوکری شروع کی تھی، اس لیے مجھے اب سکارف پہننے کا کوئی حق حاصل نہیں۔ میں نے اسے بتایا، کہ میں نے ایک عملی مسلمان بننے کا فیصلہ کیا ہے، لیکن اس نے کہا، کہ مجھے تمہارے مذہب سے کوئی واسطہ نہیں، اور نہ میں تمہارے مذہب کے بارے میں کچھ جاننا چاہتا ہوں۔ اس نے حکم دیا کہ سکارف اتار دو یا پھر نوکری چھوڑ کر چلی جاؤ۔ اس نے مجھے سوچنے کے لیے صرف آدھ گھنٹے کا وقت دیا۔ سٹاف کی ممبر خواتین نے بھی مجھے کہا، کہ مجھے فرانسیسی قوانین کا احترام کرنا چاہیے۔ آدھ گھنٹے بعد میں نے اپنا فیصلہ سنا دیا۔ اس نے کہا، کہ اگر تم کل بغیر سکارف کے آنا چاہو، تو ہم آج کے معاملے کو بھول جائیں گے۔

کمپنی کے اندرونی قواعد و ضوابط کا جب مطالعہ کیا گیا، تو اس میں سکارف پہننے کی کوئی پابندی نہ تھی، لیکن اس کے باوجود تعصب کا مظاہرہ کیا گیا۔ تعصب کی انتہا یہاں تک کی گئی کہ میرے طلباء کو بتایا کہ میں نے ذاتی وجوہات کی بنا پر ادارے کو چھوڑا ہے، انہیں حقیقت تک سے آگاہ نہ کیا گیا۔ " یہ ہے ان کے خط کا نہایت مختصر خلاصہ۔"

(بحوالہ "بیدار ڈائجسٹ" ستمبر ۱۹۹۴ء ص ۴۱-۴۲)

سکارف پر پابندی، فرانسیسی وزیر داخلہ کا بیان "اسلامی اقدار کو فرانسیسی معاشرے کا حصہ بنانے کو ہم برداشت نہیں کر سکتے"

"وزیر داخلہ چارلس پاسقوا کی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف شروع کی گئی جنگ میں فرانس کے دوسرے رہنما بھی شریک ہو گئے ہیں۔ وزیر تعلیم فرینکوائس بائرو (Francois Bayrou) نے تمام پبلک سکولوں میں زیر تعلیم مسلمان طالبات پر حجاب پہننے پر پابندی لگا دی۔ سکارف پہننے پر پابندی لگاتے ہوئے وزیر تعلیم نے کہا کہ پردہ کرنے سے ہمارے ملک میں سیکولر نظام تعلیم کی جو روایت ہے، اس کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۰ ستمبر کو وزیر تعلیم کا انٹرویو ایک میگزین (Weekly le point) میں شائع ہوا ہے۔ اس انٹرویو میں انہوں نے کہا کہ میں نے تمام پبلک سکولوں کے پرنسپل صاحبان کو ہدایات جاری کر دی ہیں کہ پردہ کرنے (حجاب پہننے) پر فوری طور پر پابندی لگا دی جائے۔ انٹرویو میں انہوں نے مزید کہا کہ اس (حجاب) سے طالبات مسلم اور غیر مسلم میں تقسیم ہو جاتی ہیں اور اس طرح اس سے چرچ اور مملکت کی علیحدگی کے اصول کی خلاف ورزی ہوتی ہے انہوں نے کہا:

"ہم مسلمانوں کی تہذیب اور عقیدے کا احترام کرتے ہیں مگر ہم اپنے ملک کا معاشرتی نظام سیکولر بنیادوں پر قائم رکھنا چاہتے ہیں۔"

انہوں نے حجاب کو محض نمود و نمائش قرار دیتے ہوئے کہا:

"ہم محتاط قسم کی مذہبی علامات کو تو برداشت کر لیں گے اور ہمیشہ سے کر بھی رہے ہیں مگر ایسی نمود و نمائش والی علامات جس سے ہماری نوجوان نسل گروہوں میں تقسیم ہو جائے کسی صورت برداشت نہیں کریں گے۔"

دراصل محتاط قسم کی مذہبی شناخت سے ان کی مراد عیسائیوں اور دوسرے غیر مسلموں کے لباس کے سلسلہ میں ہے جس پر کوئی پابندی نہیں لگائی گئی۔ جب انٹرویو میں وزیر تعلیم سے پوچھا گیا کہ کیا مسلمان لڑکیاں ہی سکارف پابندی کا خصوصی ہدف ہیں تو انہوں نے کہا کہ ہاں۔

فرانس کے عوامی حلقوں میں حجاب اس وقت موضوع بحث بنا جب ۱۹۸۹ء میں سکول کی چند طالبات نے سکارف پہننا شروع کیا۔ فرانسیسی حکام نے ایک حکم نامہ جاری کیا کہ سکارف پہننے والی لڑکیوں کو سکارف اتارنے کی ترغیب دی جائے مگر مجبور نہ کیا جائے۔ جب چند پرنسپلوں نے متعدد مسلمان طالبات کا سکولوں میں داخلہ معطل کر دیا تو حکومت نے اعلان کیا کہ اس معاملے کا فیصلہ مقامی سکول کے اہل کار ہی کریں گے۔ اس سے مسلمان طالبات سکول اہلکاروں کے رحم و کرم پر آگئیں اور حجاب پہننے کا رواج کسی حد تک رک گیا۔ حجاب پہننے کی تازہ لہر دوبارہ چند ماہ پہلے شروع ہوئی اور کئی سکولوں میں پھیل گئی۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق فرانس میں حجاب پہننے والی طالبات کی تعداد سات سو سے بارہ سو تک ہے۔

فرانسیسی حکام اور ذرائع ابلاغ سے وابستہ افراد کا خیال ہے کہ حجاب پہننے کی لہر کا تعلق الجزائر، مراکش اور تیونس کی اسلامی تحریک سے ہے۔ فرانس میں آباد مسلمانوں میں سے زیادہ کا تعلق انہی ممالک سے ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرانس کے ایک میگزین کا کہنا ہے کہ اسلامی سکارف دوسرے مذاہب کی چھوٹی علامات سے بالکل مختلف ہے مثلاً سکارف' صلیب' سٹار آف ڈیوڈ' یا "اللہ" کے نام سے مختلف ہے جو عموماً زنجیروں کے ساتھ پہنے جاتے ہیں' کم ہی دکھائی دیتے ہیں اور کبھی کوئی مسئلہ پیدا نہیں کرتے۔

یہ سب کچھ بیان کرنے کے بعد میگزین لکھتا ہے کہ اسلامی سکارف' سر پر اوڑھے جانے والا سادہ رومال نہیں ہے اور نہ یہ "اسلامی عقیدے" کے لیے کوئی سادہ اظہار ہے بلکہ یہ عورتوں کے لیے ایک قید ہے اور جنسی عدم مساوات کی علامت۔ اگر حجاب پہننے کے مطالبہ کو تسلیم کر لیا گیا تو پھر کئی اور مطالبات بھی سامنے آئیں گے۔ متعدد کیسوں میں حجاب پہننے والی طالبات نے مطالبہ کیا کہ انہیں فزیکل ایجوکیشن' میوزک' بیالوجی کے اسباق سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔ اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ وہ (مسلمان) مستقبل میں مخلوط تعلیم کے خاتمے کا مطالبہ نہیں کریں گے۔" (بحوالہ "بیدار ڈائجسٹ" لاہور نومبر ۱۹۹۴ء)

"فرانسیسی وزیر داخلہ چارلس پاسکا نے اپنی قومی اسمبلی کو بتایا۔"

"تشویش ناک بات یہ ہے کہ اسلامی عقائد کو ہمارے معاشرتی رسم و رواج کا حصہ بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ایسے حالات میں حکومت یہ بات ہرگز برداشت نہیں کر سکتی' کہ بعض لوگ مذہب کی آڑ میں ہمارے ملک کے بنیادی اصولوں اور باہمی ارتباط کی روایات کو ہدف بنائیں۔ جہاں تک ان سکولوں میں خالص اسلامی تعلیمات کو فروغ دینے کا تعلق ہے' ہم اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ یہ تعلیمات قومی یک جہتی کے اس عمل کے خلاف نہ پڑیں' جنہیں روبہ عمل لانا چاہتے ہیں۔ ہم اس بات کو بھی یقینی بنائیں گے کہ سروں کو ڈھانپنے کا اسلامی انداز ایسے منظم طور پر اور شعوری طریقے سے بروئے کار نہ لایا جائے' جو ہمارے سکولوں کے لادینی کردار کے لیے چیلنج بن سکے۔"

اس عزم کے نتیجے کے طور پر مسلم معلمین اس فرانسیسی پالیسی کا نشانہ بنے ہیں' اور انہیں ملک بدر کر دیا گیا ہے۔ الجزائر کے امام نفاع ظاہر عدین کو اس الزام پر ملک سے نکال دیا گیا ہے کہ وہ اپنے مواعظ میں سیکولرزم کو اپنی تنقید کا نشانہ بنا کر طلبہ کو تشدد پر اکساتے تھے۔ اب دیکھنے کی بات یہ ہے کہ اگر مسلم طالبات کی طرف سے سر پر رومال لینے جیسی معمولی سی بات ایک نہایت مربوط فرانسیسی معاشرے کے تارو پود تباہ کر سکتی ہے' تو پاکستانی سیاست کے لیے یہ بات کس قدر نقصان دہ ہوگی کہ مسلم قومیت کے بنیادی اصولوں کو ترک کر دیا جائے یا انہیں درخور اعتنا ہی نہ سمجھا جائے' حالانکہ مسلم قومیت کا یہی تصور ہے' جس نے ہمیں ایک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وجود اور ایک مقام دیا ہے۔

فرانس نے مسلمان طالبات کے سر ڈھانپنے پر پابندی محض اس وجہ سے لگا رکھی ہے کہ یہ اسلام کی ایک اہم علامت ہونے کی وجہ سے فرانس کے لادینی تشخص کے خلاف پڑتا ہے' اور معاشرے کے باہمی ارتباط میں رکاوٹ بنتا ہے۔

گویا مسلمان طالبات کی طرف سے اپنے سر کا رومال سے ڈھانپنا اسلامی بنیاد پرستی کی علامت ہے۔ اس لیے یہ اس فرانسیسی سیکولرزم کی نفی ہے۔

(بحوالہ مضمون جناب زیڈ۔ اے سلہری صاحب' روزنامہ جنگ' ۷ دسمبر ۹۴)

فرانسیسی حکومت' عوام اور وزیر داخلہ کا یہ ردعمل جہاں ایک طرف ان کی اپنے نظریہ اور اقدار سے کمٹمنٹ اور اس سے وابستہ غیرت کا اظہار ہے' وہیں ہماری غیرت و حمیت کے لیے ایک تازیانہ عبرت بھی ہے۔

حق تو یہ تھا کہ ہم فرانسیسی حکومت کے ان اقدامات کو چیلنج کرتے اور رواداری اور برداشت کے عالمی سطح پر مسلم قواعد کی رو سے اس معاملہ کو پوری دنیا کے سامنے اجاگر کرتے کہ جب فرانس کے سکولوں میں بچوں کو صلیب کا نشان لگانے اور سر پر مخصوص ٹوپی پہننے کی اجازت دی جا چکی ہے' جو عیسائیوں اور یہودیوں کی مذہبی علامت ہیں' تو آخر مسلمان بچیوں سے یہ امتیازی سلوک کیوں؟

اگر اتنی ہمت نہ تھی' تو کم از کم اس سے سبق حاصل کرتے ہوئے' ہم اپنی اقدار اور طرز زندگی کے ساتھ مزید وابستہ ہو جاتے' جو اس چیلنج کا عملی جواب ہوتا اور ہاں اگر اتنا بھی مقدور نہ تھا' تو کم از کم خاموش ہی ہو رہتے' مگر وائے بے حسی اور بے غیرتی کہ بجائے کسی عملی اقدام' زبانی احتجاج یا خاموشی کے ہم نے ان کا بھرپور ساتھ دیا۔ (سچ ہے کہ بھلا گداؤں کی بھی کوئی غیرت ہوا کرتی ہے) اور یہ ساتھ بھی اسلامی نظریہ حیات کی بنیاد پر بننے والی اسلامی جمہوریہ پاکستان کی وزیراعظم نے خود سرزمین فرانس میں جا کر دیا۔ واقعی آقاؤں کا حق نمک ادا کر دیا۔ وزیراعظم پاکستان بے نظیر بھٹو نے پیرس میں کیا فرمایا۔

یہ خبر اور اس پر "نوائے وقت" کا اداریہ ملاحظہ فرمائیے:

"وزیراعظم بے نظیر بھٹو نے پیرس میں اخباری نمائندوں سے گفتگو کرتے ہوئے فرانس کے سکولوں میں مسلمان لڑکیوں کی جانب سے سر پر سکارف اوڑھنے پر اصرار کو ہدف تنقید بنایا ہے' اور کہا ہے' کہ بہترین پردہ آنکھ کی حیا ہے۔ وزیراعظم اگرچہ خود بھی سر پر دوپٹہ پہنتی ہیں' اور ہاتھ میں تسبیح لیتی ہیں' مگر اسلامی شعائر کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احتیاط کے تقاضوں کو ملحوظ نہیں رکھ پاتیں۔

جس مغرب کو خوش کرنے کے لیے وہ یہ باتیں کرتی ہیں' اس کا اپنا یہ عالم ہے کہ وہ اپنی قرون مظلمہ کی روایت اور جاہلی عصبیتوں پر بھی اس مہذب دور میں شدت سے فخر کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر عیسائی اتوار اور یہودی ہفتہ کی چھٹی مذہبی نقطہ نظر سے کرتے ہیں' فرانس کے سکولوں میں بچیوں کو صلیب کا نشان لٹکانے اور سر پر مخصوص ٹوپی پہننے کی اجازت دی جا چکی ہے' جو عیسائیوں اور یہودیوں کی مذہبی علامات ہیں' مگر مسلمان بچیوں کو دوپٹہ یا سکارف پہننے کی اجازت نہیں دی جا رہی۔ مسلمانوں کے ساتھ اس تعصب کا کوئی جواز نہیں۔ وزیراعظم بے نظیر کے دورہ فرانس کے موقع پر وہاں کے مسلمانوں کو بجا طور پر یہ توقع ہو گی کہ ایک مسلم ریاست کی سربراہ ان کے حقوق اور مطالبات کے سلسلے میں کلمہ خیر کہیں گی' مگر انہوں نے الٹا اپنی شناخت کی تلاش میں سرگرداں مسلمانوں کو ہدف تنقید بنا کر معلوم نہیں کس کو خوش کرنے کی کوشش کی ہے۔ بوسنیا' الجزائر' کشمیر' فلسطین اور دنیا کے مختلف خطوں میں مسلمانوں پر ہونے والے مظالم اور ان کے آئینی' جمہوری' انسانی حقوق کی حق تلفی پر ایک لفظ نہ بولنے والے مغرب کو خوش کرنا اتنا بھی ضروری نہیں' کہ ہم اپنے ہی مظلوم بھائیوں اور بالخصوص دیار یورپ میں اسلام کی سربلندی کے لیے مصروف جہاد بچیوں کی دل آزاری پر اتر آئیں۔"

(بحوالہ "نوائے وقت" لاہور' ۵ نومبر' ۱۹۹۴ء)

اس حوالے سے دو اور صاحبان دل کا تبصرہ و تجزیہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

ایک ہم ہیں کہ لیا اپنی ہی صورت کو بگاڑ
ایک وہ ہیں جنہیں تصویر بنا آتی ہے

پردہ وزیراعظم پاکستان کا غیر شرعی تبصرہ

"وزیراعظم کے حالیہ دورہ فرانس کے موقع پر ان سے مسئلہ پوچھا گیا' کہ یہاں فرانس میں مقیم مسلمان طالبات اسکارف اوڑھ کر یعنی (پردہ کر کے) اسکول جانے پر مصر ہیں' جو یہاں کی تہذیب کے منافی ہے۔ لہٰذا آپ مسئلہ کی وضاحت کریں' تاکہ اس کی روشنی میں ان مسلم طالبات کے مقدر کا فیصلہ کیا جا سکے۔ آیا انہیں اپنے مذہب پر عمل پیرا رہنے کی اجازت دی جائے یا انہیں مغربی تہذیب کے تابع بنا دیا جائے' تو محترمہ نے یہ فتویٰ صادر فرمایا' کہ طالبات کا پردے پر اصرار بے معنی ہے' جبکہ اصل پردہ آنکھ کا پردہ ہے۔ فتوے کی وضاحت کچھ یوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو گی' کہ اسلام نے عورت کو پردے کا جو حکم دیا ہے' وہ اس صورت میں (نعوذ باللہ) بے اثر ہو گا' جبکہ عورت باحیا اور صالحہ ہو۔ ایسی صورت میں اسے ظاہری پردے یعنی (اسلامی پردے) کی ضرورت نہیں۔

اس فتوے کو ہم مذہبی حوالے سے زیر بحث نہیں لائیں گے' کیوں کہ جن لوگوں کا مذہب پاکستان میں کچھ' ایران سعودی عرب میں کچھ اور فرانس میں کچھ اور ہو' ان سے مذہب کے حوالے سے بات کرنا چہ معنی دارد۔ ہم اس مغربی فتوے کو مغرب کے حوالے سے ہی دیکھیں گے۔ وضاحت ہم آگے چل کر کریں گے۔ ایک دو شذرے پیش خدمت ہیں۔

سنگاپور کی ایک عدالت نے زیادتی کے مجرم کو تین سال قید اور ۲۰ کوڑوں کی سزا سنائی۔ اس سنگاپوری نوجوان پر الزام تھا' کہ اس نے آٹھ لڑکیوں اور ایک خاتون کی آبرو ریزی کی تھی۔ عدالت میں مجرم نے اپنی صفائی میں موقف پیش کیا' کہ وہ جنس مخالف کو بے لباس دیکھ کر اپنے جذبات پر قابو نہیں رکھ سکتا۔ لہٰذا اسے معاف کر دیا جائے' یہ خبر چند روز پہلے اخبارات میں آئی تھی۔

۱۹۹۳ء کے اوائل میں کینیڈا کے شہر کیمبرج میں تھا۔ وہاں ان دنوں ایک واقعہ زبان زد عام تھا۔ ایک دن ہم اپنے میزبان جناب زعفران ڈار صاحب کے ہمراہ خبرنامہ دیکھ رہے تھے' کہ اچانک پردہ سکرین پر خواتین کا ایک جلوس نمودار ہوا۔ ابھی ہم صورتحال کو پوری طرح سمجھ بھی نہ پائے تھے کہ یکایک ہماری گنہگار آنکھوں نے وہ منظر دیکھا کہ الامان والحفیظ۔ اس سے بیہودہ منظر شاید ہی ہم نے کبھی دیکھا ہو۔ خوش قسمتی سے کنٹرول زعفران صاحب کے ہاتھوں میں تھا' ورنہ خدا جانے کیا بنتا۔

منظر کچھ یوں تھا کہ جلوس میں شریک خواتین میں سے ایک خاتون نے اچانک اپنی قمیض اتار کر فضا میں اچھال دی۔ دوسری خواتین کے ہاتھ بھی دامنوں تک پہنچ چکے تھے' کہ زعفران صاحب نے ٹی وی آف کر دیا۔ اس واقعہ کا پس منظر بیان کرتے ہوئے زعفران صاحب نے بتایا' کہ چند ماہ پہلے کیمبرج کے قریبی شہر میں ایک نوجوان طالبہ نے اسکول سے واپسی پر گرمی کی شدت سے مغلوب ہو کر اپنی قمیض اتار کر پھینک دی اور بے لباس گھومنے لگی۔ پولیس نے بے لباسی کے جرم میں اسے گرفتار کر کے عدالت میں پہنچا دیا' لیکن اس طالبہ نے تو عدالت کو سر پر اٹھا لیا۔ اس کا موقف تھا' جب مرد شرٹ کے بغیر گھوم پھر سکتے ہیں' تو خواتین کیوں نہیں پھر سکتیں' اور یہ جلوس اس کے موقف کی حامی خواتین کا ہی تھا۔ ان دو واقعات کے تناظر میں دیکھا جائے تو مسئلہ بڑی حد تک واضح ہو جاتا ہے' باقی کی وضاحت ہم کر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہتے ہیں۔

محترمہ! جس طرح آنکھ کے پردے کے ساتھ آپ بے حجاب ہونے میں کوئی حرج نہیں سمجھتیں اسی طرح وہ کمبخت کینڈین دوشیزہ آنکھ کے پردے کے ساتھ بے لباس ہونے میں بھی کوئی حرج نہیں سمجھتی' کیا اہل مغرب اسے بے لباس گھومنے کی اجازت دے دیں گے' اگر نہیں تو کیوں یہ پابندی کیوں؟

دوسری طرف جب ایک سنگاپوری نوجوان جنس مخالف کو بے لباس دیکھ کر بہک جاتا ہے' تو کوئی کمزور دل جنس مخالف کو صرف بے حجاب دیکھ کر بھی بہک سکتا ہے' اور اسی معیار کو سامنے رکھتے ہوئے ہی اسلام نے پردے کا حکم دیا ہے۔ آپ کا معیار ادھورا ہے۔ (آنکھ کا پردہ) آپ کا معیار صنف نازک کی شرافت و پاک دامنی پر دلالت تو کر سکتا ہے۔ صنف قوی کی ہوس کا علاج نہیں کر سکتا۔ آپ کا معیار باحیا عورت اور بے غیرت مرد کے درمیان احترام کا رشتہ پیدا نہیں کر سکتا' آنکھ کے پردے سے آپ کا احترام مکمل نہیں ہوتا۔

محترمہ! مشرق و مغرب میں کچھ تو فرق کریں۔ آپ یہ بھی بتائیے کہ آپ کو طالبہ کے بے لباس گھومنے پر کوئی اعتراض نہیں' اگر ہے تو کیوں؟ محترمہ جس طرح آپ کو اس مغربی طالبہ کے بے لباس ہونے پر اعتراض ہے' اسی طرح ہمیں آپ کے بے حجاب ہونے پر اعتراض ہے۔ معیار ایک ہی ہے۔ آپ اپنی نظر سے دیکھتی ہیں اور ہم اپنی نظر سے' امید ہے' آپ کو مسئلہ سمجھ میں آگیا ہوگا"۔

(بحوالہ ہفت روزہ "ختم نبوت" کراچی' ۱۴ جنوری' ۱۹۹۵ء مضمون جناب خلیل الرحمن قاضی صاحب)

(۱) پردے پر پابندی مگر ننگے ہونے کی آزادی؟

(۲) آرٹ کا "زندہ اور نادر" نمونہ لندن میں ننگوں کا مارچ

"لندن آرٹ کا "زندہ اور نادر" نمونہ تشکیل دینے کے لیے لندن کی ویلے سٹریٹ میں ننگے پیروکاروں کا ایک جلوس پیدل چلا جا رہا تھا۔ کیمرے دھڑا دھڑ ا روشن ہو رہے تھے' اور آرٹ کا یہ "زندہ اور نادر" نمونہ ہمیشہ کے لیے محفوظ کیا جا رہا تھا۔ نیم اندھیرے' برف جما دینے والی سردی اور فجر کے وقت یہ جلوس دنیا و مافیہا سے بے خبر اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھا۔ "نیویارک کے فنکاروں" کی طرز پر ترتیب دیا گیا' یہ برہنہ جلوس جس میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوبصورت اور جوان عورتیں بھی تھیں' اور مکمل مرد بھی۔ اس جلوس کو رنگین سے رنگین تر بنانے کے لیے لندن کے تمام افراد کو اس میں شرکت کی دعوت دی گئی تھی' لیکن "مکمل برہنہ" ہونے کی کڑی شرط کے باعث زیادہ لوگ اس میں شرکت نہ کر سکے۔ عوامی مقام پر برہنہ لوگوں کے اس جلوس کی مختلف زاویوں سے کھینچی گئی تصاویر کی عنقریب لندن میں نمائش منعقد کی جائے گی۔"

(بحوالہ روزنامہ "خبریں" لاہور' ۱۴ فروری ۱۹۹۵ء' اس جلوس کی تصویر مذکورہ اخبار میں ملاحظہ فرمائیں)

فرانسیسی حکومت کی طرف سے مسلمان بچیوں پر سر ڈھانپنے کی پابندی کے تناظر میں اس خبر کو پھر پڑھئے' مغربی تہذیب و تمدن اور مغربی دنیا کا تضاد و نفاق اور اسلام کے بارے میں دوہرا معیار کھل کر آپ کے سامنے آ جائے گا۔ یہی وہ مادر پدر آزادی ہے' جس کے راستہ میں اسلامی قوتیں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں اسی لیے مغرب کے نزدیک یہ لوگ بنیاد پرست اور دہشت گرد ہیں۔ اسلام اعلیٰ انسانی اور اخلاقی اقدار کی آزادی اور نشوونما کا تو بلاتمیز رنگ و نسل خوب قائل ہے' مگر اگر کسی کے نزدیک آزادی سے مراد سفلی' جنسی' جسمانی' بدمعاشی' عیاشی اور بداخلاقی کی آزادی ہے' تو اس کی اجازت اسلامی نظام میں نہ پہلے تھی' نہ اب دی جا سکتی ہے۔ چاہے کسی کو کتنا ہی ناگوار گزرے۔

جس طرح پردہ نہ کرنا اور عریانی' مغربی تہذیب و تمدن کا شعار ہیں اور اس کے بارے میں وہ اتنے حساس ہیں کہ ایک طالبہ کے سر ڈھانپنے سے بھی انہیں اپنی تہذیب مجروح ہوتی نظر آتی ہے۔ بعینہٖ حجاب اور حیا اسلامی تہذیب کے ستون ہیں' اور ان کی بقا اور حفاظت ہمیں بھی ویسے ہی محترم اور مقدم ہے' جیسے انہیں عزیز ہے' اور اپنی تہذیب' اقدار اور روایات کی حفاظت۔ اقوام عالم کا نہ صرف حق ہے' بلکہ قوانین عالم کی رو سے جائز اور مستحسن بھی ہے' مگر افسوس کہ جب یہی حق مسلمان استعمال کرتے ہیں یا صرف استعمال کرنے کی اجازت بلکہ "بھیک" مانگتے ہیں' تو روشنی اور تہذیب کے دعویداروں کی جبینوں پر نہ جانے کیوں شکن آ جاتے ہیں۔ شاید اس میں ان سے زیادہ ہمارا اپنا ہی قصور ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے' کہ دنیائے شرک اور کفر سے تعلقات ہمیشہ چوکسی' خود اعتمادی اور مسلسل نفی باطل پر مبنی ہونا چاہئیں۔ کیا آج ہمارے تعلقات ان سے واقعی انہی بنیادوں پر ہیں؟ اگر نہیں تو پھر شکوہ عبث ہے!

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرانس کے صدر کی دھمکی، ہم مسلمانوں کو کچل دیں گے

"فرانس میں ہونے والے بم دھماکوں کی آڑ میں مسلمانوں کے خلاف فرانس کی صلیبی حکومت کی ظالمانہ کارروائیاں جاری ہیں۔ ۱۱ ستمبر کو فرانس کے صدر جیکوئس شیراک نے دھمکی دی تھی کہ مسلمان انتہاپسندوں کو کچل دیا جائے گا۔ اس کے فوراً بعد پولیس نے بڑی تعداد میں مسلمانوں کو گرفتار کر لیا۔ ۱۱ ستمبر کو شروع ہونے والی یہ مہم ختم نہ ہوئی، بلکہ جاری ہے۔ ۹ ستمبر کو لیون کا محاصرہ کر کے درجنوں مسلمانوں کو یہودی اسکول کے قریب بم دھماکہ میں ملوث ہونے کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا تھا۔

دریں اثنا فرانس کے سراغرسانی کے ادارے کے سابق سربراہ نے کہا ہے، کہ فرانس الجزائر میں اسلامی انقلاب کو ناکام بنانے کے لیے کوششیں جاری رکھے گا۔ پیرس سے شائع ہونے والے کثیرالاشاعت روزنامے "لا پیر سین" کے مطابق یاوس بونٹ نے کہا، کہ فرانس الجزائر کی موجودہ حکومت کی اقتصادی اور فوجی امداد جاری رکھے گا، کیونکہ وہ اسلامی انقلاب کے امکانات کو گوارا نہیں کر سکتا، اور وہ اس کے خلاف کوششیں جاری رکھے گا، خواہ اس کا خمیازہ اس کو فرانس میں دہشت گردی کی صورت میں ہی کیوں نہ بھگتنا پڑے۔ یاوس بونٹ نے فرانس کی اس پالیسی کو درست قرار دیتے ہوئے کہا، کہ اسلامی انقلاب الجزائر میں فوجی حکومت سے زیادہ خطرناک ہے، اور فرانس پسند نہ کرنے کے باوجود بھی الجزائر کی امداد کرنے پر مجبور ہے۔"

(بحوالہ ماہنامہ "بیدار ڈائجسٹ" لاہور، اکتوبر ۱۹۹۵ء، ص ۳۸)

انسانی حقوق کے چیمپئین ممالک میں آزادی اظہار پر پابندی

۱- فرانس کی حکومت نے پانچ غیر ملکی رسائل و جرائد پر پابندی لگا دی

۲- بوسنیا کے صدر، ابوالحسن علی ندوی، سید قطب شہید، محمد قطب اور احمد دیدات کی کتب پر پابندی

۳- علامہ یوسف قرضاوی کی کتاب "اسلام میں حلال و حرام کا تصور" پر پابندی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"لندن فرانسیسی حکومت نے ۵ غیر ملکی رسائل و جرائد پر پابندی عائد کر دی ہے۔ حکومت کا کہنا ہے کہ ان جرائد کا مزاج انتہائی مغرب مخالف ہے اور ان کی اشاعت سے امن عامہ کو خطرہ ہے۔ ممنوعہ جرائد میں عربی زبان کا "الانصار" بھی شامل ہے۔ جس میں فرانسیسی وزیر داخلہ کے بقول اسلام پسندی کا پرچار کیا جاتا ہے"۔

(روزنامہ "نوائے وقت" لاہور' ۱۲ اگست ۱۹۹۴ء)

"فرانسیسی سنسر کے شعبہ کو بوسنیا کے صدر عالی جاہ عزت بیگووچ ناپسند ہیں یہی وجہ ہے کہ حال ہی میں جب پیرس کے عرب ورلڈ انسٹیٹیوٹ نے کتابوں کی نمائش کا پروگرام بنایا تو مذکورہ انسٹی ٹیوٹ کو عزت بیگووچ کی مشہور عالم کتاب Islam between East and West (اس کتاب کا اردو ترجمہ حال ہی میں "اسلامی اور مشرق و مغربی کی تہذیبی کشمکش" کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔ اس کی نمائش سے بھی منع کر دیا گیا۔) انیسویں صدی کے ایک فرانسیسی قانون کے تحت فرانسیسی پولیس کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ کسی بھی ایسی کتاب کی درآمد پر پابندی عائد کر سکتی ہے جس سے اس کے خیال میں مفاد عامہ کو خطرہ ہو یا پھر اس کی وجہ سے خارجہ تعلقات متاثر ہونے کا اندیشہ ہو۔ اس پابندی سے فرانسیسی صدر متراں کی بوسنیا پالیسی کی خوب خوب وضاحت ہو جاتی ہے۔

فرانسیسی کسٹم نے حال ہی میں ابوالحسن علی ندوی' سید قطب شہید اور محمد قطب کی کتب کو دیگر بہت سی اسلامی کتب سمیت ضبط کر لیا ہے۔ بالکل حال ہی میں فرانسیسی وزیر مملکت برائے داخلہ امور بلدیات و ریاستی منصوبہ بندی نے جنوبی افریقہ کے مشہور مسلمان مناظر' جناب احمد دیدات کی اٹھارہ کتب پر بھی پابندی لگائی ہے' ممنوعہ کتب میں "کیا سلمان رشدی نے مغرب کو بے وقوف بنایا؟" "کیا بائبل کلام الٰہی ہے؟" "محمدؐ عیسٰیؑ کے فطری جانشین؟" "عیسٰیؑ اسلام کی نظر میں" اور "قرآن معجزہ عظیم" بھی شامل ہیں۔ سرکاری گزٹ ۵ جون ۱۹۹۴ء میں کہا گیا ہے کہ ان کتابوں پر ان کے تند و تیز لہجے اور مغرب مخالف ہونے کی وجہ سے پابندی لگائی جا رہی ہے اور ان کتب کی وجہ سے مفاد عامہ کو خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔

آزادی تحریر و تقریر کے دعویداروں کا یہ دوہرا معیار اسلام دشمنی پر مبنی ہے' اگر مسلمانان عالم سلمان رشدی یا تسلیمہ نسرین کی کتب پر پابندی کے حوالے سے بات کرتے ہیں' تو وہ بنیاد پرست کی گالی سے نوازے جاتے ہیں' اور سلمان رشدی اور تسلیمہ نسرین کو مکمل تحفظ اور پناہ ہی فراہم نہیں کی جاتی' بلکہ اول الذکر کو امریکی صدر سے ملایا جاتا ہے اور امریکی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صدر اسلام دشمن سلمان رشدی سے شرف ملاقات حاصل کرتے ہیں۔

صدر کلنٹن نہ صرف سلمان رشدی سے ملاقات کرتا ہے' بلکہ اس کی ہرزہ رسائی کی داد بھی دیتا ہے اور کھلے عام کہتا ہے کہ اسے وہ سب کہنے کا حق ہے جو اس نے اپنی کتاب شیطانی آیات میں کہا ہے۔ جب کہ موخرالذکر کو خفیہ طریقے سے بنگلہ دیش سے یورپی سفارت کار کلکتہ اور پھر وہاں سے یورپ لے گئے ہیں اور ساتھ ہی اس ملک میں کہ جہاں اسلامی کتب پر مفاد عامہ کے تحت پابندی لگائی گئی ہے وہاں کی خواتین تسلیمہ کے حق میں مظاہرے کرتی ہیں۔ کیا دنیا بھر کی حقوق انسانی کی تنظیموں میں سے کسی نے بھی ان کتب پر پابندی کے خلاف بیان تک دیا ہے؟ اس کا جواب ہمیں نفی میں ملتا ہے۔ گویا ثابت ہوتا ہے کہ حقوق انسانی کے نام پر قائم تنظیمیں مخصوص مقاصد کے لیے سرگرم عمل ہیں۔ کیا پاکستان میں فرانسیسی سفارتخانہ اس بات کا جواب فراہم کر سکتا ہے۔؟"

(بحوالہ "روزنامہ جنگ" لاہور' ۱۸ اگست ۱۹۹۴ء' بحوالہ "مسلمز ان یورپ" نیوز لیٹر لیسٹر' جولائی ۱۹۹۴ء)

فرانس کی جمہوریت

مسلمانوں کے حق میں کتاب ضبط کر لی

"پیرس فرانسیسی حکومت نے الجزائر کی خانہ جنگی کے بارے میں شائع ہونے والی کتاب پر پابندی عائد کر دی ہے۔ اس کتاب میں اسلامی عناصر کے کیس کی وکالت کی گئی ہے اور انسانی حقوق کی پامالی پر شدید نکتہ چینی کی گئی ہے۔ اس کتاب کا عنوان "الجزائر میں مظالم پر ایک رپورٹ" ہے۔

("نوائے وقت" لاہور' ۱۴ ستمبر ۱۹۹۵ء)

مسلمان مصنفین کی کتب اور مسلمان ممالک کے رسائل و جرائد پر یہ پابندیاں۔ کہ ان کی تحریر میں مغرب پر تنقید کا ہلکا سا عنصر بھی فرانس اور یورپ کی طبع نازک پر گراں گزرتا ہے اور خود یہ چاہتے ہیں کہ اسلام' اسلامی شعائر' اسلامی روایات' اسلامی عقائد' اسلامی کلچر' اسلامی شخصیات' حتی کہ رسول اکرم ؐ کی ذات عالی صفات غرض کہ اسلام سے منسوب ہر چیز کو نشانہ طنزو تضحیک بنایا جائے اور ہمیں کوئی روکنے والا نہ ہو' اور اگر کوئی روکے یا ٹوکے تو اسے بنیاد پرست اور دہشت گرد قرار دے دیا جائے۔ کاش کہ مغرب کا یہ دوہرا معیار ہمارے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مغرب زدہ طبقہ کو نظر آ جائے!

آزادی تحریر و تقریر پر پابندیوں کے ضمن میں روزنامہ "جسارت" کا بصیرت افروز تجزیہ

آزاد خیالی اور آزادی اظہار کے جنازے

"ایسا محسوس ہوتا ہے کہ فرانس نے، جسے مغربی ملکوں خاص طور پر مغربی یورپ میں، آزاد خیالی اور آزادی اظہار کے حوالے سے رہنما اور علامت کی حیثیت حاصل ہے، اپنی تاریخی حیثیت سے دستبردار ہونے کا فیصلہ کر لیا ہے، اس کا ثبوت وہاں سے آزاد خیالی اور آزادی اظہار کے جنازوں کے اٹھنے کا وہ عمل ہے جو مسلسل وسعت اختیار کر رہا ہے۔ سات آٹھ ماہ قبل فرانس کی حکومت نے بوسنیا ہرزیگووینا کے صدر علی عزت بیگووچ کی اسلام اور مغرب سے متعلق کتاب پر پابندی عائد کر دی تھی، پھر علی میاں ندوی اور بعض دوسرے مسلم مفکرین کی کتابوں کی اشاعت اور تقسیم پر پابندی عائد کیے جانے کی خبر آئی۔ اس کے بعد وہاں مسلم طالبات کے اسکارف اوڑھنے کے مسئلہ نے ایک طوفان برپا کر دیا، اور فرانس کے محکمہ تعلیم نے اسکارف کو فرانس کے سیکولر طرز تعلیم کی روایت کے لیے خطرہ قرار دیتے ہوئے اسکارف اوڑھنے پر پابندی عائد کر دی اور اب خبر آئی ہے کہ فرانس کی حکومت نے علامہ یوسف قرضاوی کی کتاب اسلام میں "حلال اور حرام کا تصور" کے فرانسیسی ایڈیشن پر پابندی عائد کر دی ہے۔ فرانس کی حکومت کا کہنا ہے کہ کتاب کا لب و لہجہ مغرب کے خلاف ہے اور اس سے عوام کے جذبات بھڑک سکتے ہیں اور امن عامہ کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔ دلچسپ بات یہ کہ یہ کتاب فرانس میں ۱۹۹۱ء میں شائع ہوئی تھی، لیکن فرانس کی حکومت کو اس وقت کتاب کے خطرناک مواد کا خیال نہیں آیا۔ کتاب کے ناشر نے پابندی کے سلسلہ میں یہی نکتہ اٹھاتے ہوئے عدالت سے رجوع کرنے کا فیصلہ کیا ہے، مسئلہ کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ کتاب کا فرانسیسی زبان میں ہونے والا ترجمہ صرف نو ہزار کی تعداد میں شائع ہوا ہے، لیکن اس کے باوجود بھی فرانس کی حکومت نے اسے امن عامہ کے لیے ایک خطرہ قرار دیا ہے۔

مسلم دانشوروں اور مفکرین کی کتابوں پر لگنے والی پے در پے پابندیوں کو دیکھتے ہوئے خیال آتا ہے کہ آخر وہ کون سی چیز ہے جس سے فرانس کی حکومت خوفزدہ ہے۔ ظاہر ہے کہ علامہ قرضاوی کی کتاب جو بنیادی طور پر عربی میں لکھی گئی تھی، فرانس میں آباد عرب باشندوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے فرانسیسی میں ترجمہ نہیں ہوئی ہوگی۔ علامہ قرضاوی کی بیشتر کتابیں انگریزی میں ترجمہ ہو چکی ہیں اور ہمیں یاد پڑتا ہے کہ یہ کتاب بھی انگریزی میں ترجمہ ہو چکی ہے۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ عرب دنیا سے تعلق رکھنے والے مسلمان اسے پڑھیں گے تو عربی میں پڑھیں گے اور جو مسلمان عربی سے واقف نہیں ہیں وہ اس کے انگریزی ایڈیشن سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ اس لیے کتاب کا فرانسیسی ترجمہ بنیادی طور پر مقامی لوگوں کے لیے کیا گیا ہوگا اور یہی اصل خطرے کی بات ہے۔ فرانس کی حکومت کا کہنا کہ کتاب کا لب ولہجہ مغرب کے خلاف ہے بنیادی طور پر ایک غلط دلیل ہے' اگر کتاب محض مغرب کے خلاف لب و لہجے کی حامل ہوتی تو اس میں خطرے کی کوئی بات نہ تھی' بلکہ فرانس کی حکومت اسے ایک مثال کے طور پر پیش کر کے اپنے عوام کو مسلمانوں کی مغرب دشمنی کا یقین دلا سکتی تھی' لیکن بات یہ ہے کہ کتاب میں حلال و حرام کے اسلامی تصور کے ذریعہ مغربی فکر کی گمراہیوں کو مدلل طریقے سے واضح کیا گیا ہے اور اس بات کا امکان موجود ہے کہ فرانس کا کوئی بھی غیر جانبدار شخص کتاب سے اثر قبول کیے بغیر نہیں رہ سکتا' چنانچہ فرانس کی حکومت کا اصل خوف سچائی اور اسے قبول کر لیے جانے کا خوف ہے۔ مغربی دنیا مکالمے اور گفتگو کی روایت کی علمبردار بنتی ہے اور اس کا کہنا ہے کہ ہم دلیل کی بنیاد پر بات کرتے ہیں اور مسلمانوں کو تشدد کی زبان کے سوا کوئی زبان آتی ہی نہیں۔ تاہم محسوس یہ ہو رہا ہے کہ وہ تاریخ کے ایک اہم موڑ پر جس چیز سے سب سے زیادہ خوفزدہ نظر آتے ہیں وہ مسلمانوں کے ساتھ سنجیدہ مکالمے کا امکان ہے۔ مسلم دنیا کے خلاف ان کے شدید پروپیگنڈہ کا ایک پہلو یہ ہے کہ مکالمے اور گفتگو کی فضا ہی پیدا نہ ہونے دو' بلکہ اس کے ہر امکان کو مسمار کر دو اور مسلمانوں کو اتنا بے اعتبار کر دو کہ ان کی بات کو اگر کوئی سنے بھی تو اس پر اعتبار نہ کرے۔ مغربی حکومتیں جیسی بھی ہوں' لیکن وہ رائے عامہ کو نظر انداز کر کے کچھ نہیں کر سکتیں اور یہ حقیقت ہے کہ مغربی ملکوں کی رائے عامہ کی اکثریت مسلمانوں کے خلاف ابھی تک کوئی شدید رائے نہیں رکھتی' البتہ مغربی ذرائع ابلاغ کے پروپیگنڈے کی وجہ سے مسلمانوں کے خلاف شدید یا منفی رائے رکھنے والوں کی تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے۔

فرانس کی حکومت اسلامی کتب پر جو پابندیاں عائد کر رہی ہے بظاہر وہ ایک عام اور معمولی سی بات ہے' لیکن ایسا نہیں ہے۔ یہ معاملہ بہت اہم واقعہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ آندرے ژید نے' جو فرانس کے ممتاز ناول نگاروں اور نقادوں میں سے ایک ہے اور جس نے ادیبوں' شاعروں اور عام فرانسیسی نوجوانوں کی کئی نسلوں کو متاثر کیا ہے۔ ایک جگہ لکھا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اس کتاب کو پھینک دے اور باہر آ جا' میری تمنا بس اتنی ہے کہ اس کتاب کو پڑھنے سے میرے دل میں باہر آنے کی خواہش پیدا ہو جائے کہاں سے باہر آنے کی؟ اپنے شہر سے' اپنے خاندان سے' اپنے کمرے سے' اپنے خیالوں کی دنیا سے۔"

فرانس کی حکومت کو شاید یہی خطرہ ہے کہ فرانس کے عوام اگر مسلم دانشوروں کی تحریریں پڑھ کر اپنے خیالات کی دنیا سے باہر آ گئے تو کیا ہو گا؟"

(روزنامہ "جسارت" کراچی' ۴ مئی ۱۹۹۵ء)

کیا آزادی فکر صرف یورپ کا حق ہے؟

مرتد کو سزا پر شیخ محمد غزالی کی رائے اور شاتم اسلام ترکی کے سیکولر ادیب کے احتساب پر واویلا

سلمان رشدی نے برطانوی انٹیلی جنس کی ہدایت پر شیطانی کتاب لکھی' فرانسیسی اخبار کا انکشاف

"حالیہ چند ہفتوں کے دوران میں دو واقعات ایسے ہوئے ہیں' جن کی آڑ میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نعرہ آرائی اپنی شدت پر ہے۔ انسانی حقوق کی نگہبانی کی نام نہاد تنظیمیں آزادی اظہار رائے کا ماتم کر رہی اور مسلمانوں کو مجموعی طور پر حریت فکر کا قاتل و مخالف قرار دے رہی ہیں۔ یورپ اور امریکہ میں اور خود عالم اسلام کے اندر اسلام اور صحوۂ اسلامیہ کا چہرہ مسخ کرنے کی ایک نئی مہم شروع ہو گئی ہے۔

مذکورہ دو واقعات میں پہلا واقعہ تو عالم اسلام کے عظیم اسکالر اور ممتاز دینی شخصیت شیخ محمد الغزالی کی وہ شہادت ہے جو انہوں نے ایک مصری عدالت میں دی ہے۔ معروف اسلام دشمن دانشور فرج فودہ کے قتل کیس میں عدالت نے شیخ محمد الغزالی کو بعض فقہی مباحث کی وضاحت کے لیے عدالت میں پیش ہونے کی درخواست کی تھی۔ شیخ نے عدالت میں اپنی رائے دی کہ اگر اسلامی حکومت اور اسلامی شریعت قائم و نافذ نہ ہو' کسی مرتد کو اسلام کے مطابق سزا دینے کا اہتمام نہ ہو اور کوئی مسلمان مرتد کی دلآزار باتوں کو برداشت نہ کرتے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے اسے قتل کر دے تو یہ ناجائز نہیں ہے۔ واضح رہے کہ یہ شیخ کا کوئی ایسا فتویٰ نہیں ہے، جو جذبات کی آگ بھڑکانے اور فتنوں کی جوت جگانے کے لیے نیم ملا قسم کے لوگ فٹ پاتھوں پر کھڑے ہو کر دیتے ہیں اور فساد کو ہوا ملتی ہے۔ عدالت کے استفسار پر شیخ محمد الغزالی نے اپنے علم و فہم کی بنیاد پر ایک رائے دی ہے، لیکن اس مخصوص ماحول و حالات کے تحت استفسار کے جواب میں دی گئی اس رائے پر ایک طوفان کھڑا کر دیا گیا ہے۔ انسانی حقوق کے حوالے سے سرگرم تقریباً تمام عالمی تنظیموں نے شیخ کے خلاف بیانات جاری کیے ہیں اور ان کے موقف کو آزادی رائے کو کچلنے کے لیے ایک عالمانہ سند ظاہر کر کے مذمت کی جا رہی ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ شیخ محمد الغزالی کے لیے تو عدالت کے اندر کھڑے ہو کر عدالت کے استفسار پر بھی اپنی رائے کے اظہار کی اجازت نہیں۔ پروپیگنڈہ کرنے والے اس حقیقت کو فراموش کر رہے ہیں کہ جس آزادی اظہار کے لیے وہ واویلا کر رہے ہیں، شیخ نے بھی تو محض اس کا استعمال کیا ہے۔ شیخ کو وہ حق استعمال کرنے کی اجازت نہیں دی جا رہی ہے، لیکن اسلام کے اصول و مبادی اور عقائد و روایت کا مذاق اڑانے والوں کے لیے اس حق کو خاص کیا جا رہا ہے۔ تازہ اطلاع کے مطابق، مصر کے مفتی اعظم شیخ طنطاوی نے ایک فتویٰ کی صورت میں یہ کہہ کر شیخ محمد الغزالی کی رائے کی توثیق کر دی ہے کہ فقہ اسلامی میں مرتد کے قاتل کی کوئی سزا بیان نہیں کی گئی ہے۔ اسٹیٹ زیادہ سے زیادہ جو کارروائی کر سکتی ہے، وہ ملکی قانون سے متجاوز ہو کر انارکی پھیلانے کے جرم میں مرتد کے قاتل کے خلاف کارروائی کر سکتی ہے"۔

(ہفت روزہ "تکبیر" کراچی، ۲ ستمبر ۱۹۹۳ء)

آزادی تحریر، کیا صرف گستاخان اسلام کے لیے ہے؟

"برطانیہ میں پاکستانی ڈاکٹر بشیر اختر کو سلمان رشدی کے خلاف کتاب لکھنے پر شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے، اور وہ برطانیہ چھوڑنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ اگرچہ برطانیہ آزادی اظہار کا بڑا پرچار کرتا ہے، لیکن ڈاکٹر بشیر اختر نے رشدی کے جواب میں جو کتاب لکھی ہے، اسے کوئی برطانوی پبلشر شائع کرنے پر تیار نہیں ہے۔ دوسری طرف سلمان رشدی کی زنانہ ایڈیشن ڈاکٹر تسلیمہ نسرین کی یورپ میں بڑی پذیرائی ہو رہی ہے، اور اسے نہ صرف جرات و بہادری کے ایوارڈ دیے جا رہے ہیں، بلکہ اہل یورپ نے اسے نوٹوں سے بھی لاد دیا ہے۔ اس کی یہ پذیرائی دیکھ کر مزید خواتین اور مرد حضرات کے منہ میں پانی بھر آیا ہے، اور وہ دیگر رشدی یا رشدن بننے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ یورپ کا انسانی حقوق کا معیار یہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ آپ کو اسلام کے خلاف بولنے اور لکھنے کی پوری پوری آزادی حاصل ہے' لیکن اگر آپ اسلام کے دفاع میں کچھ کہنا چاہیں' تو آپ پر بنیاد پرستی اور تنگ نظری کا لیبل چسپاں کر دیا جاتا ہے۔"

(بحوالہ ماہنامہ "المذاہب" لاہور' اکتوبر ۹۴ء ص ۲۷)

افغان دریدہ دہن' مصنفہ مریم ابنی

"اوسلو ناروے کے ادیبوں اور دانشوروں نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے' کہ افغان مصنفہ مریم ابنی کو فی الفور سیاسی پناہ دی جائے۔ وائس آف جرمنی کے مطابق مریم ابنی نے بھی اسلام کے بارے میں چند قابل گرفت باتیں کہیں ہیں' اور اس نے ناروے میں سیاسی پناہ کے لیے درخواست دی تھی' جسے مسترد کر دیا گیا تھا' نارویجین ادیبوں اور دانشوروں کا کہنا ہے' کہ مریم کا کیس بھی ویسا ہی ہے' جیسا کہ تسلیمہ نسرین کا ہے۔"

(بحوالہ "بیدار ڈائجسٹ" ستمبر ۹۴ء ص ۴۰)

مسلمانوں کے جذبات اور ایمنسٹی انٹر نیشنل کی "رواداری"

"ایمنسٹی انٹر نیشنل انسانی حقوق کی حفاظت اور دنیا میں امن و سلامتی کے قیام کی غرض سے کام کرنے والی ایک معروف عالمی تنظیم ہے' جو اپنے خفیہ اور وسیع وسائل و ذرائع سے دنیا کے مختلف ممالک میں انسانیت پر ہونے والی زیادتیوں' حق تلفیوں اور مظالم کا راز فاش کرتی اور ان کے تدارک کی کوششیں کرتی ہے۔ اس کے آہ و واویلا سے اگرچہ مظلوموں کو رہائی نہ ملے' کم از کم ان کی بدحالی سے تو واقفیت ہو جاتی ہے' مگر اس کا کیا کیا جائے' کہ دیگر بین الاقوامی اداروں کی طرح اس تنظیم کے کرتا دھرتا بھی یہودی اور عیسائی ہونے کے ناطہ سے بعض اوقات اسلام اور مسلم دشمنی کی رو میں بہہ جاتے ہیں' اور اس ضمن میں المناک اور کھلے شواہد مہیا کر دیتے ہیں۔

تازہ اطلاع کے مطابق اس عالمی تنظیم نے اپنی جانب سے امن و سلامتی کے ایوارڈ کے لیے ترکی سے ایک ایسے ملحد شخص کا انتخاب کیا ہے' جس نے بدنام زمانہ سلمان رشدی کی کتاب "شیطانی کتاب" کا ترکی زبان میں ترجمہ شائع کر کے راتوں رات ذلت و رسوائی میں اپنا نام پیدا کر لیا۔ عزیز نشین وہی شخص ہے' جس کے ترجمہ کی اشاعت کے بعد ترکی کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں نے اس کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے' اس ہوٹل کو آگ لگا دی تھی' جس میں وہ ٹھہرا تھا۔ ۳۷ سے زائد افراد آتشزدگی کے اس حادثہ کا شکار ہو گئے تھے۔

سلمان رشدی کی کتاب اس قدر بدنام ہو چکی ہے' کہ اس پر مزید تبصرہ تعارف کی ضرورت ہے' نہ کوئی گنجائش' اس کا ترجمہ بھی اتنا ہی مہمل' شرانگیز اور فتنہ و فساد کو بھڑکانے والا ہی ہو سکتا ہے۔ انسانی حقوق کی بلند پایہ تنظیم کی جانب سے یہ انعام گویا اسلام دشمن' فتنہ پرور اور مسلم آزار لوگوں کے لیے کھلی دعوت اور ترغیب ہے' اور اس امر کا اعلان ہے کہ ان کی طرف سے اسلامی شعائر و اقدار کی توہین و تضحیک قابل قدر اور مستحسن ہے۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل نے اپنی اس حرکت سے مسلمانوں اور منصف مزاج لوگوں کے دلوں سے اپنی قدر و منزلت گھٹائی ہے' اور اپنے مداحوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچائی ہے۔ اس مترجم کو امن ایوارڈ کا مستحق قرار دینا عام لوگوں کے لیے قطعی ناقابل یقین اور انتہائی حیرت و تعجب کا باعث ہے۔

اس کا صاف مطلب یہ ہے' کہ مذکورہ تنظیم ساری دنیا کے مسلمانوں کے جذبات اور احساسات سے یکسر ناواقف ہے' (جو بالکل ناقابل یقین ہے) یا پھر اس کا یہ اقدام اس بات کا کھلا ثبوت ہے' کہ دنیا میں جو بھی کام اسلام اور مسلمانوں کو بے عزت اور ان کے جذبات کو پامال کرنے کی غرض سے کیا جائے گا' اس ادارہ کی جانب سے تعریف اور انعام کا مستحق ہو گا' گویا حقوق انسانی کی اس تنظیم نے ایسے بدکرداروں کے لیے عالمی سطح کا ایک محفوظ پلیٹ فارم فراہم کر دیا ہے' جس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔

وطن عزیز پاکستان میں ایمنسٹی انٹرنیشنل کے حوالہ سے کام کرنے والے افراد کہنے کو تو مسلمان ہیں' لیکن تقریباً سبھی کے دلوں میں اسلام کی کما حقہ عزت و تکریم اور مسلمانوں کے واسطے ہمدردی نہیں ہے۔ ملکی مفادات اور وقار بھی ان کی نظروں میں ہیچ ہیں۔ اس لیے ان کے اقوال و افعال سے اسلام سے بغض و عناد کے کھلم کھلا مظاہرے دیکھنے میں آتے ہیں' قرآن کریم کی شان والا تبار پر حرف آتا ہے' اور پاکستان دشمنی ٹپکتی ہے۔ یہ سب کچھ دیکھ کر میں حیران ہوا کرتا تھا۔ یا الٰہی یہ کیا ماجرا ہے؟ اب ملعون رشدی کیس میں ایمنسٹی انٹرنیشنل کی بلی تھیلے سے باہر آئی تو پتہ چلا ہے کہ اس نام نہاد ادارے کی فکری اور نظری تعمیر ہی اسلام دشمنی پر ہوئی ہے۔

ملعون رشدی کیس میں دیار مغرب کی شدید دلچسپی' اس کی پشت پناہی اور اسے اکرام و وظائف سے نوازنا' اس کے قتل کا فتویٰ واپس لینے کے لیے ایران پر دباؤ ڈالنا اور اب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اینٹی کا ملعون عزیز نشین کو بھی امن و سلامتی کا ایوارڈ دینا' اس امر کے بین شواہد ہیں' کہ شیطانی کتاب کی تصنیف ملعون رشدی کا ذاتی فعل نہیں تھا' یہ اقوام مغرب کی اسلام کے خلاف سازش ہے۔

یہ مضمون "نوائے وقت" لاہور بابت ۲/ جنوری ۱۹۹۴ء میں چھپ چکا تھا کہ "نوائے وقت" ۱۴/ جنوری میں یہ خبر شائع ہوئی۔

سلمان رشدی برطانوی جاسوس ہے

"پیرس فرانسیسی رسالے "پیرائج" نے اپنے حالیہ شمارے میں انکشاف کیا ہے' کہ سلمان رشدی برطانیہ کا جاسوس ہے۔ اس نے اپنی کتاب شیطانی آیات برطانوی جاسوسی ادارے کے حکم پر لکھی۔ رسالہ لکھتا ہے کہ برطانیہ سلمان رشدی کے حفاظتی انتظامات پر سالانہ ۳۰ لاکھ فرانک خرچ کرتا ہے۔ رسالہ نے سوال کیا ہے' کہ انگریز قوم بڑی کنجوس ہے۔ جہاں اسے فائدہ نہ ہو' وہ ایک فرانک بھی خرچ نہیں کرتی' اس لیے اگر رشدی برطانیہ کے مفادات کی خدمت نہیں کرتا' تو پھر اس پر اتنی رقم خرچ کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا"۔

(از محترم محمد اسلم رانا صاحب' بحوالہ ماہنامہ "المذاہب" لاہور' ص ۱۱' جولائی ۹۴)

فرانسیسی حکومت سب سے زیادہ اسلام دشمن ہے مسلمانوں کے ساتھ امتیازی برتاؤ ہوتا ہے' یہاں مسجد کا قیام انتہائی مشکل ہے نو آبادیاتی پالیسیوں کی پردہ پوشی کے لیے مسلمانوں کو بنیاد پرست قرار دیا جارہا ہے اسلامی کلچر کے فروغ کے خلاف حکومتی سطح پر اقدامات کیے جاتے ہیں' اسلم یوسف

"فرانسیسی ریاکار قوم ہے۔ اپنے نو آبادیاتی ماضی پر پردہ ڈالنے کے لیے فرانس میں آباد مسلمانوں پر بنیاد پرستی کا الزام لگایا جارہا ہے۔ پورے یورپ میں مسلمان تحریکوں کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرکاری طور پر مخالفت صرف فرانسیسی حکومت کرتی ہے۔ فرانس میں مسلمانوں کو مسجد کے قیام کی اجازت بہت مشکل سے ملتی ہے۔ یہ باتیں فرانس میں ۱۵ برسوں سے مقیم پاکستانی نژاد محمد اسلم یوسف نے بتائیں۔ محمد اسلم یوسف فرانسیسی ادب میں ایم اے کرنے کے بعد حالیہ دنوں میں ڈاکٹر آف فلاسفی کی ڈگری کے حصول پر کام کر رہے ہیں۔ اسلم یوسف نے بتایا' کہ فرانس کی ۵۶ ملین آبادی میں ۵۰ لاکھ کے قریب مسلمان آبادی ہے۔

فرانس میں ۴۰ لاکھ کے قریب الجزائر' مراکش اور تیونس سے نقل مکانی کرنے والے مسلمان عرب ہیں۔ انہوں نے کہا' کہ مسلمانوں کو دوسری جنگ عظیم کے بعد فرانس نے صنعتی ترقی کے لیے نقل مکانی کی اجازت دی۔ مسلمانوں نے ۵۰' ۶۰ اور ۷۰ کی دہائیوں میں نہایت کم اجرت پر کام کرتے ہوئے' فرانس کی ترقی میں نہایت اہم کردار ادا کیا' مگر فرانسیسی بنیادی طور پر نسل پرست ریاکار قوم ہے۔

انہوں نے عربوں کو نقل مکانی کے بعد مخصوص شہروں میں آباد کیا۔ یوں مسلمانوں سے شروع ہی سے دوسرے درجے کے شہری جیسا برتاؤ کیا گیا۔ گزشتہ تین برسوں کے معاشی اور معاشرتی استحصال کے خلاف اب مسلمان اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ مسلمانوں کی فرانس میں نوجوان ہونے والی نسل پہلے سے زیادہ تعلیم یافتہ اور باخبر ہے۔ عربوں اور مسلمانوں کی نوجوان نسل اپنے حقوق کے لیے جدوجہد کر رہی ہے' جس پر فرانس اپنے نو آبادیاتی پالیسیوں کی پردہ پوشی کے لیے فرانس میں آباد مسلمانوں کو بنیاد پرست قرار دے رہا ہے۔ فرانسیسی ایک طرف انسانی حقوق اور آزادی کی باتیں کرتے ہیں۔ فرانس کے نزدیک اس قوم نے دنیا کو جمہوریت اور جدید آزادیوں کا تصور دیا ہے۔ ایسے حالات میں فرانس میں آباد مسلمانوں سے امتیازی سلوک جاری ہے۔ ان کا معاشی' سیاسی' معاشرتی اور نفسیاتی استحصال کیا جاتا ہے۔ جب مسلمان اپنے حقوق کے نہ ملنے پر احتجاج کرتے ہیں' تو اسے مسلم دہشت گردی قرار دے دیا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا' کہ یورپ میں فرانسیسی حکومت سب سے زیادہ اسلام دشمن ہے۔ فرانسیسی حکومت کھلم کھلا مسلمان تحریکوں کو دہشت گرد قرار دیتی ہے۔ مسلمانوں کی مزید نقل مکانی کو روکنے کے لیے امیگریشن کے قوانین کو نہایت سخت بنایا جا رہا ہے۔ فرانس میں مسلمانوں کی مزید نقل مکانی کی حوصلہ شکنی کی جاتی ہے۔ اسلامی کلچر کے فروغ کے خلاف حکومتی سطح پر اقدامات کیے جاتے ہیں۔ فرانس میں نئی مسجد کا قیام نہایت مشکل ہے۔ پہلے تو شہری انتظامیہ مسجد کی تعمیر کی اجازت ہی نہیں دیتی۔ اجازت ملنے پر شہری احتجاج کرتے ہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرانسیسی ادب کے موضوع پر انہوں نے بتایا' کہ ۱۵ ویں صدی کے فرانسیسی ادب میں اسلام اور مسلمان دشمنی دکھائی دیتی ہے۔ صلیبی جنگوں کے زمانے میں لکھے گئے' ادب میں عرب اور مسلمان تہذیب کے خلاف بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ انہوں نے کہا' کہ فرانس میں نوجوانوں کی بہت بڑی تعداد ریاکاری کے خلاف آواز بلند کر رہی ہے۔ مشہور زمانہ انقلاب فرانس پر تنقید عام ہو رہی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ انقلاب کے نام پر لاکھوں معصوم انسانوں کا قتل عام ہوا ہے۔ ثقافتی طور پر فرانس کو نقصان ہوا۔ آرٹ کے بہترین نمونے بے شمار گرجاگھر تباہ کر دیئے گئے۔ انہوں نے کہا' کہ فرانس کی ایک بہت بڑی آبادی انقلاب فرانس کے انقلابیوں کو دہشت گرد قرار دے رہی ہے۔ فرانس کے عیسائی بھی انقلاب فرانس پر کڑی تنقید کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک انقلاب انتہاپسندی تھی۔ مذہب اور روایت کو ختم کر کے فرانس کو اخلاقی طور پر تباہ کیا گیا۔ ماضی میں حاصل کی گئی آزادی کے نقصانات کو اب محسوس کیا جا رہا ہے۔ ایڈز جیسے مہلک مرض کے ہوتے ہوئے اخلاقی اقدار کا فقدان مسائل پیدا کر رہے ہیں۔ فرانس کو اب احساس ہوا ہے کہ جنسی آزادی پر کنٹرول ضروری ہے۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے بتایا' کہ فرانسیسی مستقل مزاج قوم نہیں ہے۔ نپولین نے انقلاب فرانس کے زمانے میں مذہب اور بادشاہت کے خلاف جنگ کی تاہم آخر میں وہ خود بھی شہنشاہ بن گیا۔ فرانسیسی قوم کی روایت ہے کہ وہ جس شے کے خلاف بغاوت کرتے ہیں' بعد میں خود ہی اسے دوبارہ قبول کر لیتے ہیں"۔

(بحوالہ "نوائے وقت" لاہور' ۱۴ دسمبر ۱۹۹۵ء)

مسلم تعصب اور امریکی ذرائع ابلاغ۔ یوبا کی مسجد

"یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ گزشتہ برسوں سے مغربی ممالک اور خاص طور پر امریکہ میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف زبردست مہم چلائی جا رہی ہے۔ مسلمانوں کے خلاف تشدد آمیز کارروائیاں عروج پر پہنچ گئی ہیں۔ ان پر تشدد کارروائیوں کی بنیادی وجہ ذرائع ابلاغ اور فلموں میں مسلمانوں کی مسلسل کردار کشی ہے' ہر ہفتہ ٹی وی کے ایک چینل پر یا کسی دکھائی جانے والی فلم یا شو میں اسلام کا تمسخر اڑایا جاتا ہے یا پھر مسلمانوں کو بھانڈ یا دہشت گرد قرار دیا جاتا ہے' اس کے ساتھ ساتھ ذرائع ابلاغ یا الیکٹرانک میڈیا پر دہشت گردوں کو پیش

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر کے مسلمانوں کے خلاف جذبات کو بھڑکایا جاتا ہے' اس کے علاوہ اسلام اور مسلمانوں کو امریکہ کی سلامتی اور قومی مفادات کے لیے ایک بہت بڑا خطرہ قرار دیا جاتا ہے۔ اس کی تازہ ترین مثال ۳ اکتوبر کو پیش کیا گیا' سی بی ایس "ایوننگ نیوز" کا ایک پروگرام "امریکہ پر ایک نظر" (Eye on America) ہے۔ اس پروگرام میں سی بی ایس کے ایک نامہ نگار انتھونی میسن کی ایک رپورٹ پیش کی گئی' جس میں اسلامی تنظیموں اور مسلمانوں کی توہین کی گئی اور ان پر دہشت گردی کی حمایت کرنے کا الزام لگایا گیا' جبکہ نامہ نگار نے اپنے اس الزام کی حمایت میں کوئی ثبوت پیش نہیں کیا' انتھونی میسن نے اپنی رپورٹ میں یہ الزام لگایا' کہ مسلمان فلاحی کاموں کے لیے جو فنڈ اکٹھا کرتے ہیں' وہ فلسطین میں حماس کی فوجی کارروائیوں کی امداد کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس طرح مسلمانوں کے خلاف جذبات کو ہوا دی گئی۔ رپورٹ میں شکاگو کے مسلمانوں کو بھی شامل کر کے ان پر یہ الزامات لگائے گئے کہ شکاگو کے مسلمانوں نے دو یہودی اداروں کو نذر آتش کیا' اور وہ منشیات کے کاروبار سے دہشت گردی کے لیے فنڈ فراہم کرتے ہیں' یہ تمام الزامات اسرائیلی انٹیلی جنس کی خام خیالی پر مبنی ہیں' کیونکہ ان الزامات کے سلسلہ میں کسی بھی مسلم تنظیم کے ذمہ داروں کا انٹرویو نہیں لیا گیا' اس جانبدارانہ اور اشتعال انگیز رپورٹ کا انتہائی تشویشناک پہلو یہ ہے' کہ اس میں شمالی ٹیکساس کی اسلامی ایسوسی ایشن کی مسجد کو دہشت گردی کی سرگرمیوں کا مرکز قرار دیا گیا' جس کے نتیجہ میں ڈلاس میں قائم کثیراللسانی قابل احترام مسجد کے خلاف بھی نفرت اور تشدد کے جذبات بھڑک سکتے ہیں۔ جس طرح کہ کیلیفورنیا کے شہر یوبا کی مسجد کو نذر آتش کیا گیا ہے۔ اس صورتحال میں امریکی مسلمانوں نے متنبہ کیا ہے' کہ اگر ڈلاس مسجد کے خلاف بھی تشدد آمیز کارروائیاں ہوئیں' تو وہ سی بی ایس کو اس کا ذمہ دار قرار دینے میں حق بجانب ہوں گے۔

یوبا شہر کی مسجد کی تعمیر گزشتہ تین سال سے جاری تھی' اور حال ہی میں یہ مکمل ہوئی تھی۔ مسلمان اس مسجد کی تعمیر کا انتظار کر رہے تھے' کیونکہ یہ خوبصورت مسجد ان کا خواب تھا' کیلیفورنیا کے شہر سان فرانسکو کے ۱۵۰ میل شمال مشرق میں ایک خوبصورت وادی سیکرانو واقع ہے' جہاں ایک چھوٹا سا قصبہ یوبالٹی ہے۔ جہاں پاکستان کے تقریباً ایک سو مسلمان خاندان آباد ہیں' اور انہوں نے اس قصبہ کو اپنا وطن بنا لیا ہے۔ تقریباً تین سو مسلمانوں کی ایک برادری یہاں ۱۹۵۰ء سے آباد ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یکم ستمبر ۱۹۹۴ء کو رات ساڑھے گیارہ بجے اطلاع ملی کہ یوبا کی مسجد میں آگ لگی ہوئی ہے' جس کی اطلاع فوراً بریگیڈ کو دی گئی۔ ۱۱ بج کر ۴۰ منٹ پر آگ بجھانے والی پہلی گاڑی موقع پر پہنچ گئی۔ اس وقت تک آگ کے شعلے پوری مسجد کو اپنی لپیٹ میں لے چکے تھے۔ اسٹیٹ فائر مارشل کے تحقیق کنندگان کے مطابق مسجد میں آگ دانستہ طور پر لگائی گئی تھی' اور پوری مسجد ۱۹ منٹ میں جل کر شہید ہو گئی۔ قومی ذرائع ابلاغ نے جو پہلے ہی سے مسلمانوں کے خلاف نفرت اور تشدد آمیز کارروائیوں کو ہوا دے رہے تھے' اس سانحہ کو بالکل نظرانداز کر دیا' حالانکہ یہی وہ ذرائع ابلاغ ہیں' جو اگر کہیں یہودی اداروں کے خلاف کوئی جنونی یا جذباتی حرکت ہو جائے' تو اس کا سختی سے نوٹس لیتے اور اس کا کسی نہ کسی پر الزام عائد کر دیتے ہیں۔

اس کے علاوہ اس صورتحال کا ایک افسوسناک پہلو یہ بھی ہے' کہ کیلیفورنیا کے گورنر پیٹی ولن سازشی انداز میں اس واقعہ پر خاموش ہیں' حالانکہ ان کا دفتر جائے حادثہ سے صرف پچاس میل پر واقع ہے۔ انہوں نے مسلمانوں سے ہمدردی کے چند الفاظ بھی نہیں کہے۔"

(بحوالہ ہفت روزہ "تکبیر" کراچی' ۱۰ نومبر ۱۹۹۴ء ص ۱۷)

امریکہ' پانچ مسجدیں جلادی گئیں

"امریکہ کے انتہائی بااثر اخبار "نیویارک ٹائمز" نے اپنی ایک اشاعت میں پہلے صفحے پر ہیڈ لائن اسٹوری میں مسلمانوں کے خلاف امریکیوں کے انتقامی جرائم کا تذکرہ کیا ہے۔ خبر میں کہا گیا ہے کہ اوکلاہوما بم دھماکے کے بعد مسلمانوں کی کم از کم ۵ مساجد کو جلایا گیا ہے' ("عرب نیوز" نے مزید دو مسجدوں کی شہادت کی خبر دی ہے۔ یہ مسجدیں جارجیا اور نیوجرسی میں شہید ہوئی ہیں) اور مسلمانوں کے خلاف دہشت گردی اور دھمکیوں کا سلسلہ جاری ہے۔ یہ پہلا موقع ہے کہ امریکہ کے ایک بااثر اور سب سے بڑے اخبار "نیویارک ٹائمز" نے امریکہ میں مسلمانوں کے خلاف امریکی نفرت انگیز جرائم کے بڑھنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ "نیویارک ٹائمز" لکھتا ہے' کہ اوکلاہوما بم دھماکے کے بعد مسلمانوں کے خلاف نفرت انگیز جرائم میں شدت پیدا ہوئی ہے۔ چند روز پہلے ہی کیلی فورنیا میں ایک نو تعمیر شدہ مسجد کو آگ لگا دی گئی' جب کہ بورکلین کی ایک مسجد کو گزشتہ ماہ جلایا گیا تھا۔ نارتھ کیرولینا میں ایک اسلامک سنٹر کو پراسرار طریقے سے آگ لگا دی گئی۔ جون کے ہفتے میں اوکلاہوما بم دھماکے کے دو ہفتے بعد ایلینوس اور الباما میں ۲ مساجد کو آگ لگا دی گئی۔ بہت سے امریکی مسلمان رہنماؤں نے اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قسم کے جرائم کا ذمہ دار امریکی پریس اور میڈیا کو قرار دیا ہے' جس نے گھسے پٹے انداز میں مسلمانوں کو دہشت گرد کے طور پر پیش کیا ہے۔ بہت سی فلموں میں مسلمانوں کو سفاک قاتلوں کے روپ میں دکھایا گیا ہے"۔

(بحوالہ ماہنامہ "بیدار ڈائجسٹ" لاہور' اکتوبر ۱۹۹۵ء' ص ۳۸)

امریکہ میں اسلامی لباس اور داڑھی سے تعصب

"ڈاکٹر رابرٹ ڈی کرین صدر نکسن کے فارن پالیسی ایڈوائزر تھے' اور مذہب پر بھی ان سے مشاورت کی جاتی تھی' وہ امریکی نیشنل سیکورٹی کونسل کے ڈپٹی ڈائریکٹر بھی تھے۔ ان دنوں وہ امریکن مسلم کونسل کے شعبہ قانونی کے ڈائریکٹر ہیں' وہ تقریباً ایک درجن کتابوں کے مصنف ہیں۔ ڈاکٹر کرین "سعودی گزٹ" کو دیے گئے ایک انٹرویو میں کہتے ہیں۔ "امریکہ میں ایک مسلمان کو ملازمت حاصل کرنے کے لیے دوگنا اچھا بننا پڑتا ہے۔ حجاب کے باعث عورتوں کو اور داڑھی بڑھانے کی بنا پر مردوں کو ملازمت سے فارغ کرنے کے واقعات بھی پیش آتے ہیں۔ ایک نو مسلمہ خاتون کو اپنے حجاب اور ڈھیلے ڈھالے لباس کے باعث کوئی مشکل پیش نہیں آتی تھی' مگر جب اس نے اپنے آجروں کے سامنے اپنے عقیدے کا اعلان کر دیا' تو وہی لوگ جو اس کے ڈھیلے ڈھالے لباس کو پیرس کا جدید ترین فیشن سمجھتے تھے' اس مسلمان عورت کا ناطقہ بند کرنے پر اتر آئے' اور آخر کار اسے ملازمت سے جواب دے دیا گیا۔"

(بحوالہ "اردو ڈائجسٹ" مئی ۱۹۹۴ء ص ۲۴۳)

مساجد میں عریاں فلموں کی عکس بندی

"فلسطین ٹائمز کے شمارہ جولائی کی ایک خبر کے مطابق اسرائیل کے شہر صفد (Safad) کی ایک مسجد میں اسرائیلی اداکاروں نے عریاں فلم کی عکس بندی کی۔ چند اداکارائیں بالکل ننگی تھیں۔ الاقصیٰ ویلفیر سوسائٹی کے جنرل سیکرٹری مسٹر احمد نے اس پر شدید احتجاج کیا' اور مطالبہ کیا کہ مسلمانوں کے مقدس مقامات کی اس طرح بے حرمتی نہ کی جائے۔ قدس پریس انٹرنیشنل نے بھی اس خبر کی تصدیق کی ہے۔ فلسطینیوں کے مطابق صفد کی چودہ مساجد پر اسرائیل نے قبضہ کر رکھا ہے۔ ان میں سے کچھ کو شہید کر دیا گیا ہے' کچھ کو عجائب گھروں اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دکانوں میں بدل دیا گیا ہے"۔

(بحوالہ "بیدار ڈائجسٹ" ص۱۶' ستمبر۹۴)

اسلامی غیرت کی علمبردار تحریکوں کے خلاف "رواداری"

امریکہ کا خوفناک منصوبہ' اسلامی عقائد و نظریات کے خلاف

مہم چلانے کے لیے لبرلزم اور رواداری کا ڈھنڈورہ پیٹا جائے

مغربی ممالک کے تعلیم یافتہ لوگوں کی سرپرستی کی جائے۔

اسلامی بنیاد پرستی کو امریکہ کے لیے عظیم خطرہ قرار دیا جائے۔

ایران کو سیاسی و اقتصادی سطح پر تنہا کر دیا جائے۔

بنیادی انسانی حقوق کے نام پر لادینی قوتوں کی سرپرستی کی جائے۔

بائیں بازوں کے نظریات رکھنے والے دانشوروں کی معاشی

سرپرستی کی جائے' علماء کی کردار کشی کی مہم کو فروغ

دیا جائے' پاکستان' ایران' ترکی اور افغانستان کے کسی

ایک قد آور رہنما کا صفایا کیا جائے' ان ممالک میں فوج

کے ذریعے اسلامی تحریکوں کا راستہ روکا جائے۔

اسلامی تحریکوں کے خلاف ایک خوفناک امریکی سازش کا انکشاف دی رانڈ کارپوریشن امریکی خارجہ پالیسی کے حوالے سے خطوط و اقدار متعین کرنے والا ایک موثر ادارہ ہے' جو امریکی مفادات کے حوالے سے اہم ایشوز پر تحقیقی مواد پیش کرتا اور سفارشات کا اہتمام و

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انصرام کرتا ہے۔ آر۔ سی رپورٹس امریکہ کی ایسی تمام بڑی یونیورسٹیوں کی لائبریریوں میں موجود ہوتی ہیں۔ جہاں خارجہ پالیسی کی حکمت عملی کے حوالے سے شعبہ جات موجود ہیں۔ مثلاً مذکورہ کارپوریشن کی مرتب کردہ سفارشات پر مبنی رپورٹس آپ کولمبیا یونیورسٹی، شکاگو یونیورسٹی اور کیلفورنیا یونیورسٹی کی لائبریریوں کے متعلقہ شعبوں میں موجود پائیں گے۔ بہت سی رپورٹس براہ راست آرڈر پر بھی بذریعہ ڈاک آپ کو فراہم کی جا سکتی ہیں۔ آر سی رپورٹس امریکی حکومتی نکتہ نظر سے اتنی اہمیت کی حامل ہوتی ہیں، کہ اکثر حکومت کارپوریشن کے واضح کردہ، متعین کردہ اور بیان کردہ حدود و دوائر میں رہ کر خارجی پالیسی کی راہیں ہموار کرتی ہے۔ اس کی بعض سفارشات پر تو حرف بحرف اور لفظ بلفظ عمل ہوتا ہے..... مثال کے طور پر کارپوریشن نے ۱۹۸۲ء میں کیوبا کے حوالے سے امریکی مفادات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک لائحہ عمل تیار کیا، جو ۸۰ کے عشرے میں حکومتی اقدامات اور ترجیحات کے لیے سفارشات پر مشتمل تھا۔ ان سفارشات میں حکومت کو لائن دی گئی کہ وہ کیوبا کے خلاف ایک طویل المعیاد اقتصادی بندش کی منظوری دے اور کیوبا کے عوام پر ان کے غیر محفوظ مستقبل اور مسائل کے حوالے سے استحصال کرے۔ رپورٹ میں اس بات پر زور دیا گیا، کہ کیوبا کے اندر نہ صرف یہ کہ ریڈیو اور ٹیلی ویژن نشریات کا سلسلہ شروع کیا جائے، اور اندرونی مسائل اور مصائب کے حوالے سے فیڈل کاسٹرو کے خلاف محاذ آرائی کی فضا ہموار کی جائے، بلکہ انتباہ کیا گیا کہ جزیرے میں آباد کیوبن آبادی کے لیے یہ پروگرام پرکشش جاذب نظر اور محسوس کن بھی ہونا چاہیں۔ ادھر رانڈ رپورٹ پیش کی گئی اور ادھر ریگن انتظامیہ نے رسوائے زمانہ "ریڈیو مارتی" کی نشریات کی باقاعدہ منظوری دی۔ اسی پر اکتفا نہ کیا گیا، جلد ہی..... "ٹیلی مارتی" کے عنوان سے ٹیلی وژن کی نشریات کا سلسلہ بھی شروع کر دیا گیا۔ نتیجہ کے طور پر انتظامیہ نے امریکی ٹیکس دہندگان کے کروڑوں ڈالرز ان نشریات کو مقبول عوام اور ہردلعزیز بنانے کے لیے جھونک دیئے۔ یہ سب کچھ اس امید پر کیا گیا، کہ اس طرح شاید وہ کیوبن حکومت کو کمزور اور عدم استحکام کا شکار کر سکیں گے۔ ریڈیو مارتی اور ٹیلی مارتی کی مشترکہ صوری اور سمعی نشریات کے طاقتور جال کے ذریعے کیوبا کے عوام کے ذہنوں کو آزاد معیشت، آزاد کاروبار، صنعتی سرمایہ کاری اور "انفرادی مصارف" کے آزادانہ اور کھلے اقتصادی پروگراموں اور نظاموں کی طرف مائل کرنے کی کوشش کی گئی۔ اس پر طرہ یہ کہ یہ تمام پروگرام کیوبن موسیقی اور ہسپانوی زبان اور ثقافت کے پردے میں لپٹے ہوئے (ملفوف) تھے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلم دنیا میں اسلامی بنیاد پرستی کو بھی رانڈ کارپوریشن نے سفید مسیحی اقوام اور امریکہ کے لیے خطرہ عظیم قرار دیا ہے۔ اس سلسلہ میں امریکی اور مسیحی نکتہ نظر سے ایک خوفناک سازش تیار کی گئی۔ یہ سازش گراہم ای فلر نے تیار کی ہے' جو کہ ایک اعلیٰ سیاسی محقق اور سائنسدان متصور کیے جاتے ہیں۔ رانڈ کارپوریشن میں شمولیت سے پہلے وہ سنٹرل انٹیلی جنس ایڈ منسٹریشن (CIA) شرق اوسط کے حوالہ سے اعلیٰ پائے کے تجزیہ نگار کے طور پر اپنی خدمات انجام دے رہے تھے۔ ۱۹۸۶ء میں انہیں امریکہ نیشنل انٹیلی جنس کونسل کا وائس چیئرمین نامزد کیا گیا۔

انہوں نے پاکستان' ایران اور افغانستان کے حوالے سے امریکی حکمت عملی کے تناظر میں بے شمار تحقیقی اور تصنیفی کام کیا۔ فلر نے اپنی تازہ ترین رپورٹ امریکی قومی دفاعی تحقیقی ادارے کے لیے تیار کی ہے۔ یہ رپورٹ دفاع کے محکمہ کے انڈر سیکرٹری کو آئندہ حکمت عملی اور مستقبل کے منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے واضح اور بین خطوط فراہم کرے گی۔

اس کے تمام مصارف اور اخراجات سیکرٹری دفاع نے اٹھائے۔ رپورٹ میں ترکی' ایران' پاکستان اور افغانستان میں چلنے والی اسلامی تحریکوں کے سدباب کے لیے منصوبہ بندی کی گئی ہے۔ مصنف کے نزدیک اس کی تجاویز وسیع پیمانے پر قابل عمل ہیں۔ فلر نے تمام معلومات امریکی انٹیلی جنس کے ذرائع سے اپنے ذاتی روابط اور تعلقات کی بنیاد پر حاصل کی ہیں۔ ان معلومات کو مزید مستند بنانے کے لیے اس نے مطبوعہ مواد سے بھی مدد حاصل کی ہے۔ اس ضمن میں "اسلام" کے موضوع پر سند مانے جانے والے معروف علماء عمانویل سائیوان اور جان اسپاژتو کے رشحات فکر سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔

فلر اور رانڈ کارپوریشن کی ایسی تمام پالیسی رپورٹس' تحقیقات اور تصنیفات کا خلاصہ یہ ہے کہ مذکورہ ممالک میں دینی اور مذہبی قوتوں کو ہر طریقے اور حربے کے ساتھ برسراقتدار آنے سے روکا جائے' اور ان ممالک کے عوام کو اسلامی بنیاد پرستی کے حوالے سے تحریک اور تنظیم کی لڑی میں پرونے والی سیاسی اور مذہبی قوتوں کے راستے میں مرئی اور غیر مرئی مزاحمتیں اور رکاوٹیں پیدا کی جائیں' فلر نے اپنی رپورٹ میں مسلسل جن باتوں اور نکات پر شدومد کے ساتھ زور دیا ہے' ان کی تفصیلات کا خلاصہ یہ ہے کہ

(۱) ایران کو سیاسی و اقتصادی سطح پر دنیا میں یکہ و تنہا کر دیا جائے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) اسلامی تحریکوں کے اثرات اور موثرات کو ناکام بنانے کے لیے کثیر الجماعتی جمہوری نظام کے تصور کو ان ممالک میں ہوا دی جائے' اور ان کے مقابلے میں بنیادی انسانی حقوق کے تحفظ کے نام پر لادینی قوتوں کو پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے ایک طاقتور گروہ کے طور پر متعارف کروایا جائے۔

(۳) مختلف اسلامی ممالک اور مکتبہ ہائے فکر کو ایک دوسرے کے خلاف تصادم اور تنازع کے محاذوں پر لڑوا کر اسلامی تحریک کی قوت کو کمزور کیا جائے۔

(۴) بائیں بازو کے نظریات رکھنے والے لوگوں' قوتوں اور جماعتوں کو اسلامی تحریکوں کے مقابلے میں صف آراء کر دیا جائے اور ان کی بھرپور خفی و جلی انداز میں مالی و معاشی سرپرستی کی جائے۔ بائیں بازو کے عناصر کو آمادہ کیا جائے' کہ اب وہ اپنی توپوں کا رخ امریکہ کی طرف کرنے کی بجائے' ان ممالک میں (دینی قوتوں) جماعتوں اور شخصیات کے خلاف موڑ دیں۔ اسلامی نظریات اور عقائد کے خلاف مہم شروع کریں' اور ان ممالک میں لبرلزم' سیکولرازم رواداری اور وسیع المشربی کا ڈھنڈورا پیٹنا شروع کر دیں' گویا بائیں بازو کے عناصر کو یقین دلا دیا گیا ہے' کہ اگر ماسکو کا مطلع سیاہ پوش ہو کر دھندلا گیا ہے' تو فکر کی کوئی بات نہیں' اب ان کا من و سلویٰ آسمان واشنگٹن سے نازل ہو گا۔

(۵) اسلامی تحریکوں کے قائد علماء کے کردار کو ہر سطح پر مسخ کرنے کی کوشش کی جائے' اور ان تحریکوں اور ان کے نظریات سے مخلص رہنماؤں اور علماء کو پیچھے کر کے ان کی جگہ "روشن خیال اور لبرل علماء" کو سامنے لایا جائے۔

(۶) دینی' اسلامی تشخص اور تناظر رکھنے والی سیاسی جماعتوں کے کسی ایک بڑے' قد آور اور نمایاں قائد کا صفایا کر دیا' تاکہ ان ممالک میں انتشار اور ابتری کی کیفیت پیدا ہو۔ مقتول قائد کے پرستار اور پیروکار جب ردعمل کے طور پر تحریک چلاتے ہوئے لادینی قوتوں کے علمبرداروں اور ایجنٹوں کے خلاف اپنے جذبات کا اظہار کریں' تو ان کی جماعت اور کارکنوں کو تشدد پسند اور دہشت گرد قرار دیا جائے' اور سرکاری سطح پر اس جماعت پر پابندی لگانے کی کوشش کی جائے۔ اس ضمن میں مغربی ذرائع ابلاغ بی بی سی' سی این این' اے بی سی اور دیگر معروف ادارے اسلامی اور مسلم تشخص رکھنے والی جماعتوں کے خلاف اپنی مہم جاری رکھیں..... اس طرح ایک تیر سے دو شکار کیے جائیں۔

(۷) فوج کو اسلامی تحریکوں کو کچلنے کے لیے استعمال کیا جائے' اور جب یہ دیکھا جائے کہ ان ممالک میں اسلامی اور مسلم تشخص رکھنے والی کوئی سیاسی جماعت اور اس کا قائد عوام کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبضوں پر ہاتھ رکھ کر ان کے دلوں کی دھڑکن اور آنکھوں کا تارا بن چکا ہے' اور عوامی حمایت اور تعاون کا سیلاب بلاخیز اسلامی تشخص اور پس منظر رکھنے والی سیاسی جماعت کے قائد کے اشاروں کا منتظر ہے..... اور..... وہ وقت آیا ہی چاہتا ہے کہ اسلام پسند عوامی قوت کا سیلاب سیکولر اور مغربیت زدہ حکمرانوں کی حکومتوں کو تنکوں کی طرح بہا لے جائے گا' تو فوجی انقلاب کے ذریعے حکومت کا دھڑن تختہ کروا دیا جائے' اور اسلام پسند قوتوں کا راستہ روک دیا جائے۔

مغربی جرائد و رسائل کے قارئین اس امر سے بخوبی آگاہ ہوں گے' کہ یہ تمام حربے الجزائر میں فرانس نے امریکی معاونت کے زور پر استعمال کیے اور فوجی آمروں کے خلاف الجزائر کی اسلام پسند قوتوں کی..... عظیم عوامی تحریک کو وحشیانہ تشدد کے ذریعے کچلنے کی کوشش اور سازش کی..... اسی طرح جنوبی لبنان میں صیہونیوں نے امریکی سفارشات کی روشنی میں اسلامی قوتوں کو فرقہ واریت کی آگ میں جھونک کر ان کی قوت اور یکجہتی کو ریزہ ریزہ کر دیا..... نیز یہ کہ اسلامی جماعتوں کے قائدین اور زعما کے اغواء اور بے دریغ قتل و غارت کے خوفناک سلسلہ بھی شروع کیا گیا۔

فلر کی تیار کردہ اس سازش میں یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ ایران' افغانستان' ترکی اور پاکستان میں کوشش کی جائے کہ اسلامی جماعتوں کی قیادت اور لیڈر شپ کسی طرح ان لوگوں کے ہاتھوں میں آ جائے' جو مغربی ممالک کے تعلیمی اداروں کے فیضیاب اور سند یافتہ ہوں۔ مغرب کے تیار کردہ ان ذہین قائدین کو اگر اپنی مقامی ضرورتوں کے مطابق امریکہ مخالف اداکاری بھی کرنا پڑے' تو اس سے بھی دریغ نہ کیا جائے..... لیکن قیادت اصل مسلمانوں کے پاس نہ جانے دی جائے۔ اس سلسلہ میں مغرب زدہ وکیلوں' ڈاکٹروں' سائنسدانوں' معیشت دانوں اور ماہرین کی بھرپور سرپرستی کی جائے' اور انہیں اسلامی تحریکوں کی قیادت پر شب خون مارنے کے لیے آمادہ کیا جائے' اور یہ کوشش اس وقت تک جاری رکھی جائے' جب تک علماء کو تمام سیاسی جماعتوں سے مکمل طور پر بے دخل نہیں کر دیا جاتا۔

فلر نے اسلامی دنیا کو دو حصوں میں منقسم کر دیا ہے..... "نیک مسلمان" اور "برے مسلمان"..... "نیک مسلمان" وہ ہیں جو امریکی مقاصد مفادات اور ترجیحات کے محافظ' علمبردار اور پرچارک ہوں اور "برے مسلمان" وہ ہیں جو امریکی مفادات اور نظریات کے چوکیدار بننے کے لیے تیار نہیں' بلکہ اس کے علی الرغم وہ اپنے ماحول' معاشرہ' ملک اور ملت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی تعمیر کے آزاد مستقبل کے خواہاں ہیں..... فلر اسلامی تحریکوں سے اس لیے بھی خوفزدہ ہے کہ وہ مذکورہ ممالک میں خود انحصاری کا پیغام دیتے ہوئے' امریکی گدائی کے کشکول کو پھوڑ دینا چاہتے ہیں۔ امریکہ کے لیے امریکہ کے اندر بم دھماکے' قتل و غارت اور اغواء کی وارداتیں اتنی تشویشناک نہیں ہے' جتنا کہ مسلم دنیا کی آزادی' خود کفالت اور خود انحصاری' اسلامی ممالک میں آزادی اور خود انحصاری کی بڑھتی اور پھیلتی ہوئی انقلابی لہروں نے واشنگٹن کے حکمرانوں کی نیندیں حرام کر رکھی ہیں۔

فلر نے اسلامی دنیا میں امریکی وقار اور بھرم بھاؤ قائم رکھنے کے لیے بھی حکومتی اعضاء وجوراح کے سامنے اپنی سفارشات پیش کی ہیں۔ ان کا موقف ہے کہ اسلامی دنیا خصوصاً عرب ممالک میں اسرائیل کی مسلسل اور کھلم کھلا حمایت اور سرپرستی کی وجہ سے امریکہ کے خلاف ایک زہریلی رائے پائی جاتی ہے۔ غم و غصہ کے اس زہر کے اثرات کو کم کرنے کے لیے اس نے مشورہ دیا ہے کہ امریکی حکومت فلسطین کے معاملہ میں عربوں کو اپنے اعتماد میں لے اور ایک ایسا معاہدہ کرے' جو اسرائیل اور یاسر عرفات کے لیے قابل قبول ہو' اور علامتی طور پر فلسطینیوں کے موقف کی غیر محسوس حمایت کی جائے' تاکہ ایک ارب مسلمانوں کو امریکی نیو ورلڈ آرڈر کا ہمنوا بنایا جا سکے..... اس سلسلہ میں دوسرا فوری قدم یہ اٹھایا گیا' کہ امریکہ کے اندر مسلمانوں کی روز افزوں آبادی اور ان کی آزادانہ تبلیغی سرگرمیوں کی وائس آف امریکہ اور سی این این کے ذریعے تشہیر کی جائے...... ادھر فلر نے "قابل عمل" اور "بے ضرر" تجویز پیش کی اور ادھر امریکی دارالحکومت میں "اچانک" "امریکن مسلم کونسل نمودار ہوئی.... اپنے دفتر.... شاف اور فنڈز کے لاؤ لشکر سمیت فلر کی ان تجاویز کو امریکی صدر بل کلنٹن نے خوشدلی کے ساتھ عملی جامہ پہنایا۔ انہوں نے عرفات اور اسرائیل کے مابین معاہدہ طے کروایا' شاہ اردن اور اسرائیلی وزیراعظم کی اپنی موجودگی میں بالمشافہ ملاقاتیں کروائیں' اور معاملات کو "خیر سگالی" کے جذبات کے تحت طے کرنے پر زور دیا.... امریکہ میں موجود امریکی مسلمانوں اور اسلامی ممالک کو متاثر کرنے کے لیے کہ امریکی حکومت مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان رابطے اور معاہدے کروانے کے لیے ایک پل کی حیثیت سے کام کر رہی ہے' انہوں نے انڈونیشیا' قطر اور اومان کے ساتھ بھی صیہونیوں کی میٹنگز کا اہتمام کیا۔"

(بحوالہ ہفت روزہ "چٹان" لاہور' ۳۱' اگست ۱۹۹۴ء ص ۴۵-۴۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) ہمیں اصل خطرہ اسلام سے ہے

(۲) مستقبل میں عالم اسلام سے کیسے نمٹا جائے

(۳) اسلامی تحریکوں کو کچلنے کے لیے امریکہ کی قومی سلامتی کونسل N.S.C کی خفیہ سکیم

اس رپورٹ میں حسب ذیل نکات پر زور دیا گیا ہے۔

(۱) مستقبل میں ہماری پالیسی یہ رہنی چاہیے' کہ ہم کسی کو بھی فوجی قوت بننے نہ دیں' جیسا کہ ایران اور عراق کے معاملہ میں سہو ہوا ہے۔

(۲) تباہ کن اسلحہ عرب / اسلامی ملکوں کو فروخت نہ کیا جائے۔

(۳) ایسے اسلحہ / ہتھیاروں کو فروخت کرنے کی صورت میں حسب ذیل نکات ذہن میں رکھنا ہوں گے۔

(الف) یہ بھاری تعداد / مقدار میں نہ ہوں۔

(ب) اس لائق نہ ہوں' کہ انہیں آسانی سے اور فوری طور پر ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جایا جا سکے۔

(ج) خاص خاص نوعیت کے اسلحہ / ہتھیار قطعی طور پر فروخت نہ کیے جائیں' بلکہ ان کو کرایہ پر دیا جائے۔

(۴) خلیج کے ملکوں کی دولت کو تقسیم کرنے کے لیے تعمیر نو کے مقصد کو پیش نظر رکھ کر ایک بنک قائم کیا جائے' اس بنک کو خلیجی ملکوں کے تحت ہی چلنے دیا جائے' تاہم اس کی ساری اہم پالیسیاں' امریکہ' برطانیہ اور فرانس میں تشکیل دی جائیں گی۔

(۵) ان تمام عرب ملکوں میں حکومت کا نظام تبدیل ہونا چاہیے' جو امریکی پالیسیوں پر کاربند نہیں ہیں۔

(۶) جہاں تک خلیجی ملکوں کا تعلق ہے' انہیں چھیڑنے کی ضرورت نہیں ہے' اس لیے کہ وہ ہمیشہ امریکی فیصلوں کو شرح صدر کے ساتھ تسلیم کرتے ہیں' کوشش یہ ہونی چاہیں کہ اتھارٹی ان لوگوں کے ہاتھ میں ہی رہے' جنہوں نے تعلیم مغرب میں پائی ہو' یہ کوشش بھی کی جائے' کہ اس خطہ کا کلچر (ثقافت" تبدیل ہو سکے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیگر ممالک

(۱) شام: حافظ الاسد ہمارے لیے ایک قابل قبول رہنما ہیں' ان کی حکمرانی کو جاری رہنے کا موقع دیا جانا چاہیے' تاکہ وہ مزید طاقتور ہو سکیں' انہوں نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ ایک وفادار اور لائق اعتماد اتحادی ہیں۔

(۲) مصر: اگرچہ موجودہ حکومت نے درست سمت میں فیصلہ کیا ہے' تاہم عبدالناصر اور سادات کے دور میں جمہوریت بری طرح متاثر ہوئی تھی۔ اس لیے اب یہاں جمہوریت کو فروغ پانے کا موقع دیا جائے' تاکہ سب کو آزادی مل سکے' یوں بنیاد پرستی کو کچلنے کے لیے حالات سازگار ہو جائیں گے۔

(۳) اسلام کے بڑھتے ہوئے اثر و نفوذ کو روکنے اور متوقع خطرہ سے بچنے کی پیش بنی کے طور پر ضروری ہے کہ حسب ذیل اقدامات کیے جائیں۔

مسلمان کو ان کے آپس کے تنازعات اور اختلافات میں الجھا دیا جائے' تاکہ ان کی طاقت یوں ہی ختم ہو جائے۔

(۴) ان خلیجی ملکوں کی حکومتوں میں تبدیلیاں لائی جائیں' جو اسلام کو نافذ کرنے کی عملاً سنجیدہ کوشش کر رہی ہیں' اگر یہ ممالک نفاذ اسلام کے اقدامات کر رہے ہوں' تو کوشش یہ کی جانی چاہیے کہ انہیں شریعت کی عائد کردہ سزاؤں پر عمل درآمد سے اور تمام دوسری اسلامی سرگرمیوں پر عمل سے باز رکھا جائے' اور شریعت کے بعض قوانین میں تبدیلیاں لائی جائیں۔

مشائخ یعنی علماء کو رائے عامہ پر اثر انداز ہونے کے لیے ذرائع ابلاغ کو استعمال کرنے کے مواقع نہ دیئے جائیں۔ خاص طور پر اسلامی اثر کو حساس سرکاری عہدوں تک ہرگز نہ پہنچنے دیا جائے۔

ان اقدامات کو صرف خلیجی ملکوں تک محدود نہیں رکھا جانا چاہیے' بلکہ یہ اقدامات سارے اسلامی ملکوں میں کیے جانے ضروری ہیں۔ تعلیمی اور ابلاغ کے ذریعوں سے اسلام پسند عناصر کو عوام پر اثر انداز ہونے کی اجازت ہرگز نہیں دی جانی چاہیے' صرف یہی واحد راستہ ہے' جس کے ذریعے اسلام پسند عناصر کو عامتہ الناس پر اثر انداز ہونے سے روکا جا سکتا ہے' مثال کے طور پر عبدالعزیز' عبدالستار اور ڈاکٹر یوسف القرضاوی کے اثرات بہت گہرے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں' اسی طرح بعض عراقیوں نے کویتی قومیت اپنالی ہے' اور وہ اسلامی عناصر کے مضبوط رہنما بن چکے ہیں۔

(۵) یہ امر بہت ضروری اور انتہائی اہم ہے 'کہ خلیجی ملکوں میں عرب اور مسلمان ملکوں کی افرادی قوت کو در آنے سے روکا جائے۔ کارکن ' فلپائن ' سری لنکا اور تھائی لینڈ سے لائے جائیں' ان کارکنوں کے ذریعے بھی اسلامی اقدار اور اسلام کی حقیقی روح کو ختم کرنے میں مدد ملے گی' اور اگر دوسرے ملکوں سے کارکن منگوانا ضروری ہو بھی تو پاکستان اور بنگلہ دیش سے نہ لائے جائیں' اور اس مقصد کے لیے دوسرے ملکوں سے رابطے قائم کیے جائیں۔

(۶) نظام تعلیم اور ثقافت میں ہمہ گیر تبدیلیاں کی جائیں' اور ریڈیو' ٹی وی پروگراموں میں اضافہ اور توسیع کی جائے۔

(۷) "سلفی" اور "اخوانی" جیسے اسلامی عناصر پر کڑی نظر رکھی جائے۔

(۸) پاکستان اور سوڈان جیسے ملکوں میں جہاں اسلامی سوچ اور فکر پائی جاتی ہے۔ اختلافات کو ابھارا جائے' اور ان ملکوں کو اختلافات اور مسائل میں الجھا دیا جائے۔"

(بحوالہ عربی روزنامہ "الرایہ" ۳ جنوری ۱۹۹۲ء بحوالہ ہفت روزہ "تکبیر" کراچی' ۱۰ نومبر' ۱۹۹۳ء ص ۱۶)

لندن کے اسکول میں مسلمان لڑکے کے ساتھ تعصب انگیز رویہ

"ویسے بھی مغربی ملکوں کا یہ عام دعویٰ ہے' اور خود ہماری ذہنی مرعوبیت کا یہ عالم ہے 'کہ ہم مغربی ملکوں اور اس کی حکومتوں کو نہایت غیر متعصب' کھلے دل والے اور صاحب الظرف سمجھتے ہیں' مگر گزشتہ دنوں برطانیہ کے معروف اخبار "آبزرور" میں دی گئی' ایک خبر ان مغربی ملکوں کی وسعت ذہنی کا پول کھول دیتی ہے۔ خبر کے مطابق جورج گرین اسکول لندن کے ۱۵ سالہ مسلمان طالب علم کو محض اس جرم کی پاداش میں اسکول سے خارج کر دیا گیا' کہ اس نے اپنی ہیڈ مسٹریس کے کہنے کے باوجود اپنی داڑھی مونڈھنے سے انکار کر دیا تھا۔ بعد ازاں طلباء کے والدین طلباء اور مقامی مسلم کمیونٹی کے سرکردہ افراد کے سخت احتجاج اور مداخلت کے بعد اس لڑکے کو کلاس میں بیٹھنے کی اجازت تو نہ ملی' ہاں اسکول میں اس کو دوبارہ لے لیا گیا' اور کلاس میں بٹھانے کے بجائے اس کو ایک کوٹھڑی میں تنہا اور وقفہ کے بغیر بیٹھنے پر مجبور کیا گیا' جہاں عام طور پر سزا یافتہ بچوں کو بٹھایا جاتا ہے' اور مقامی وکیل کے قانونی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجازت نامہ دکھلانے پر اس کو باقاعدہ اجازت مل گئی۔ اس انداز میں کہ ہیڈ مسٹریس اس پر احسان کر رہی تھی۔ قابل ذکر امر یہ ہے کہ مذکورہ اسکول لندن کے اس علاقے میں ہے' جہاں کی ۵۰ فیصد آبادی مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ مسلم علاقے کے اسکول سے ایک مسلمان طالب علم کو اپنی داڑھی کاٹنے پر مجبور کرنا یقیناً مسلمانوں کے دینی شعائر کی توہین اور ان کے خلاف ایک نفرت انگیز تعصب پر مبنی رویہ ہے۔"

(بحوالہ ہفت روزہ "ختم نبوت" ۷ مئی' ۱۹۹۳ء ص ۲۴)

"گوروں کی رواداری" نے انہیں اسلامیہ سکول کی امداد سے روک دیا' سکول نے دیگر عیسائی سکولوں کی طرح سرکاری امداد کی دو مرتبہ درخواست دی' جو وزیر تعلیم نے مسترد کر دی

"لندن حکومت برطانیہ نے سرکاری امداد کے خواہاں پہلے مسلمان سکول کی درخواست دوسری مرتبہ مسترد کر دی ہے' حالانکہ ہائی کورٹ کہہ چکا ہے کہ حکومت شمالی لندن میں قائم اسلامیہ پرائمری سکول کو مالی مدد دینے پر غور کرے۔ یہ سکول چاہتا ہے کہ اسے بھی دیگر عیسائی اور یہودی سکولوں کی طرح سرکاری مدد ملے۔ تاہم برطانوی وزیر تعلیم کا کہنا ہے' کہ مذکورہ سکول کو سرکاری امداد دینے کا اس لیے کوئی جواز نہیں' کیونکہ اس علاقے کے دیگر سرکاری سکولوں میں طلباء کے لیے بہت سی نشستیں خالی پڑی ہیں۔ اسلامیہ پرائمری سکول کے بانی یوسف اسلام نے حکومت کے اس موقف کو مسلمانوں کے خلاف امتیازی رویہ قرار دیا ہے۔"

(بحوالہ "روزنامہ پاکستان" لاہور' ۲۰ اگست ۱۹۹۳)

ملاحظہ فرمایا' آپ نے رواداری کے علمبرداروں کے اپنے گھر کا حال۔ کیا رواداری کا سارا نزلہ مسلمانوں پر ہی گرنے کے لیے ہے۔ ہمارے ہاں تو رواداری کا یہ عالم ہے' کہ پاکستان کے ہر اہم چوک' ہر بڑی شاہراہ' ہر بڑے مرکز کے عین وسط میں عیسائی مشنری سکول بڑے طمطراق سے قائم ہیں۔ نہ صرف قائم ہیں' بلکہ انہیں ہر قسم کی سہولتیں اور سرپرستی حاصل ہے۔ وہاں تعلیم کے پردے میں عیسائیت کی تبلیغ بڑے زور و شور سے جاری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہاں سے فارغ التحصیل ہمارے نوجوان اگر عیسائی نہیں بھی ہوتے' تو مسلمان بھی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں رہتے۔ ہمارے ہاں تو ایسی مثالیں بھی موجود ہیں' کہ مسلمان حاکموں نے مسجد کے مقابلے میں گرجا کو ترجیح دی۔

"مسٹر عباس علی خاں سابق رکن قومی اسمبلی نے کہا' کہ ایک دفعہ ہم نے ایک ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سے درخواست کی کہ وہ ایک مسجد کے لیے کچھ مدد کریں' یہ نامنظور ہو گئی' اس دوران اسی قسم کی ایک درخواست عیسائیوں کی جانب سے پیش ہوئی' جس پر غور ہوا اور ان کو تمام سہولتیں مہیا کر دی گئیں۔"

National Assembly Of Paksitan Debates)

(Vol I, No 15, 30th June 1962, p846)

عیسائیت کی تعلیم: برطانیہ میں مسلمان طالب علموں نے مذہبی تعلیم کی جماعتوں کا بائیکاٹ کر دیا

"لندن شمالی برطانیہ کے ۴۰ سکولوں میں مسلم طالب علموں نے مذہبی تعلیم کی جماعتوں کا بائیکاٹ کر دیا ہے۔ بی بی سی کے مطابق یارک شائر کے علاقے کا کلیس میں والدین نے اپنے بچوں کو ہدایت کی ہے' کہ مذہبی تعلیم کی جماعتوں میں نہ جائیں' کیونکہ اس تعلیم میں عیسائیت کی طرف بہت زیادہ جھکاؤ ہے۔"

(بحوالہ "نوائے وقت" لاہور' ۲۳ جنوری ۱۹۹۶ء)

ناروے' عدم رواداری' اسلامی سکول کے قیام کی درخواست مسترد

"ناروے میں حکومت نے دو سال غور و فکر کے بعد اسلامی سکول کے قیام کے لیے درخواست مسترد کر دی ہے۔ یہ درخواست نومسلم ڈاکٹر علی لستاد جو کہ اوسلو اسلامی کلچر ہاؤس کے بانی سربراہ اور مسلم میگزین کے مدیر اعلیٰ ہیں نے ۱۹۹۳ء میں ناروے کے وزیر تعلیم کے پاس دائر کی تھی' مگر فروری ۱۹۹۵ء میں وزیر تعلیم ہیرنس نے تفصیلی غور و فکر کے بعد اس کو مسترد کر دیا' جس پر ناروے کے مسلم اور غیر مسلم ماہرین تعلیم اور دانشوروں نے اس فیصلہ کی سخت مذمت کی' اور اسے مسلمانوں سے تعصب کی بدترین مثال قرار دیا۔ یہ فیصلہ اقوام متحدہ کے چارٹر کی بھی صریحاً نفی ہے۔ جس میں والدین کو بچوں کے سکول منتخب کرنے کا حق دیا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا ہے' اور اس چارٹر پر ناروے حکومت نے بھی دستخط کیے ہیں۔ یہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف تعصب کی انتہا ہے' اور مسلمانوں کے بنیادی حقوق پر ڈاکہ ہے۔ ڈاکٹر علی کا موقف ہے کہ ناروے میں ۸۰ سے زائد عیسائی پرائیویٹ سکول قائم ہیں' اور ناروے کا آئین مذہبی بنیادوں پر سکول قائم کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ اس وقت اس ملک میں مراکش' ترکی' پاکستان سمیت ۱۵ مختلف ممالک سے ۴۰ ہزار کے قریب مسلمان آباد ہیں' مگر مسلمانوں کا ایک بھی اسلامی سکول قائم نہیں ہے۔ وزیر تعلیم کے فیصلہ سے یہ بات واضح ہو گئی ہے' کہ ناروے میں صرف عیسائی سکولوں کو یہ حق دیا گیا ہے' اور کسی کو نہیں۔ عیسائی ملک میں ایک اسلامی سکول کے قیام کی اجازت نہ دینا' جدید یورپی جمہوریت کے ساتھ سراسر مذاق نہیں' تو اور کیا کہا جا سکتا ہے؟ یہ انسانی بنیادی حقوق کی کھلی خلاف ورزی ہے' اور اسلامی سکول کا قیام مسلمان بچوں کی بنیادی ضرورت ہے۔"

(بحوالہ "نوائے وقت" لاہور' ۴ مئی ۱۹۹۵ء)

بریڈ فورڈ کے قریب مسلمانوں کی درجنوں قبروں کے کتبے اکھاڑ دیئے گئے' نامعلوم شرپسندوں نے ۷۴ قبروں کے تقدس کو مجروح کیا' اور ان پر رنگوں کا سپرے کر دیا علاقہ کے مسلمانوں کا واقعہ پر اظہار رنج و غم' ذمہ دار افراد کے خلاف فوری کارروائی کا مطالبہ

"لندن نامعلوم شرپسندوں نے بریڈ فورڈ کے قصبہ باٹلی میں مسلمانوں کی ۴۰ سے زائد قبروں کے تقدس کو مجروح کیا' ان کے کتبے اتار دیئے اور ان پر رنگوں کا سپرے کر دیا' جبکہ بعض قبروں کو نقصان پہنچایا' اس واقعہ کے بعد بریڈ فورڈ اور قریبی علاقوں میں رہنے والے مسلمانوں میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی' انہوں نے مطالبہ کیا ہے' کہ قبروں کے احترام کو مجروح کرنے والے افراد کے خلاف سخت کارروائی کی جائے' ویسٹ یارک شائر پولیس کے مطابق تقریباً ۷۴ قبروں کو جزوی نقصان پہنچا ہے' پولیس نے باٹلی کے قبرستان میں گشت شروع کر دیا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے' اور واقعہ کی تحقیقات کی جا رہی ہے' ادھر مقامی کونسل نے ان قبروں کی مرمت کے اخراجات برداشت کرنے کا اعلان کیا ہے۔ علاقہ کے مسلمانوں کا خیال ہے' کہ اس واقعہ کے پیچھے بعض انتہا پسندوں کا ہاتھ ہے۔

("روزنامہ جنگ" لاہور' ۲۸ جولائی ۱۹۹۵ء)

اگر کسی مسلمان ملک میں مسیحی قبرستان میں ایسا کیا جاتا تو....؟

صلیبی تعصب کا اک تاریخی آئینہ' اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں مغربی مفکرین' مصنفین' دانشوروں' جرنیلوں' صحافیوں اور صاحبان اقتدار کے خیالات

مسلمانوں سے یہود و نصاریٰ کا بغض و عناد' تعصب و حسد نہ صرف قرآن و حدیث کی رو سے بلکہ تاریخی لحاظ سے بھی ایک حقیقت ہے۔ عالم اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ نے ایسے بے شمار مناظر اپنے دامن میں محفوظ کر رکھے ہیں' مگر ان کی تصویر کشی اس وقت ہمارے پیش نظر نہیں' کیونکہ یہ مناظر تو امت کے سرد جسد حمیت میں حرارت پیدا کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ خیال آیا کہ کیوں نہ "رواداری" سے سرشار اس اُمت کے سامنے ماضی قریب اور حال ہی میں منظر عام پر آنے والے ایسے بیانات رکھ کے دیکھ لیا جائے' کہ شاید انہیں کی دستک سے خوابیدہ غیرت و حمیت کچھ انگڑائی لے اٹھے۔

(۱) سر چارلس ٹریولین سابق گورنر مدراس یورپی تعلیم سے مسلمانوں کے نظریات کو نیا رخ دے دو

"سر چارلس ٹریولین جو کہ مدراس کا گورنر تھا' اس نے ۱۹۳۸ء میں ایجوکیشن انکوائری کمیٹی کے کنوینر کی حیثیت سے اپنی رپورٹ میں کہا تھا کہ "مسلمانوں کا نظام تعلیم طاقت' فخر و مباہات اور جوش عزائم پر مبنی ہے۔ ان کا یقین ہے کہ یہ کرہ ارض مومنین کی میراث ہے' ان کے علاوہ سب کافر اور غاصب ہیں۔ تمام ملک با اختیار خداوندی مسلمانوں کے ملک ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوش بختی سے تعلیم کے یہ میلانات بہت مشکل زبان عربی میں لکھی ہوئی کتابوں اور چند علماء کے ذہنوں میں بند ہیں' جو شاذ و نادر ہی نہایت مہمل انداز میں لوگوں کے جذبات میں جھلکتے ہیں۔ یورپی تعلیمی مراکز کے ذریعے صرف یورپی تصورات سے ان کو گرما کر ہی یہ ممکن ہے کہ ان کے قومی نظریات کو ایک نیا رخ دیا جا سکے۔ باوجودیکہ اسلام ایک سخت جان مذہب ہے' اور مسلم نوجوان جس نے انگریزی تعلیم پائی ہے' بہت ہی مختلف طرز کا انسان ہے' جس میں اشتعال پذیر مذہبی جذبات جہاد و شہادت عنقا ہو جاتے ہیں۔"

(بحوالہ "نوائے وقت" ۴ اکتوبر ۱۹۹۵ء)

(۲) امریکن نائب وزیر خارجہ' ہر قیمت پر صلیبی جنگ جاری رکھیں

"مسٹر آئی یوجین روستو جو امریکہ کا نائب وزیر خارجہ تھا' ساتھ ہی منصوبہ بندی کے شعبے کا صدر تھا' وہ ۱۹۶۷ء تک صدر جانسن کا مشیر خاص رہا تھا۔ اس نے اپنے ایک بیان میں کہا:

"حقیقت تو یہ ہے کہ امریکہ اسلام کے حوالے سے معاندانہ موقف کے سوا کوئی دوسرا موقف اختیار کر ہی نہیں سکتا' اور امریکہ کے لیے یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ مغربی دنیا اور صیہونی ریاست (اسرائیل) کے بارے میں غیر دوستانہ رویہ اختیار کرے۔ ہم امریکیوں کی منصوبہ بندی کی اصل بنیاد اس کے سوا کچھ نہیں کہ ہم یورپ والوں اور مسلمانوں کے مابین ہر قیمت پر صلیبی جنگیں جاری رکھیں۔"

(۳) فرانسیسی جرنیل' صلاح الدین ہم پھر لوٹ آئے ہیں

"فرانسیسی جنرل غورو شام کو فتح کرنے کے بعد جب دمشق پہنچا تو غازی اسلام صلاح الدین ایوبی کی قبر پر لات مار کر بولا: "او صلاح الدین! اٹھ اور دیکھ کہ ہم اپنی شکستوں کا بدلہ لے چکے ہیں' اور تیری سرزمین پر فاتحوں کی حیثیت سے لوٹ آئے ہیں۔"

(۴) فرانسیسی وزیر خارجہ' ہلال و صلیب کا معرکہ

"فرانسیسی پارلیمنٹ کے ایک وفد نے کہا' کہ مراکش میں ہمیں جنگ و جدل ختم کر دینی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہیے۔ اس پر فرانس کے وزیر خارجہ نے کہا' یہ معرکہ نہیں رکے گا۔ یہ معرکہ فرانس اور مراکش کے مابین نہیں چل رہا' بلکہ ہلال اور صلیب کے درمیان چل رہا ہے"۔

(۵) چرچل' بیت المقدس پر قبضہ یہود و نصاریٰ کا مشترکہ خواب تھا

۱۹۶۷ء میں جب بیت المقدس مسلمانوں کے ہاتھوں سے دوبارہ چھن گیا' تو مسٹر چرچل نے کہا:

"بیت المقدس کو مسلمانوں کے غلبے سے رہائی دلانا ہم مسیحیوں اور یہودیوں کا مشترکہ خواب تھا۔ ہمارا نصب العین تھا.... اس بیت المقدس کو اب دوبارہ کسی قیمت پر بھی مسلمانوں کو واپس نہیں کیا جائے گا۔"

صیہونیوں نے اس روز نعرے لگائے: "آج کے دن خیبر کا انتقام لیا جا چکا ہے' محمدؐ کا دین دم دبا کر بھاگ گیا۔"

(٦) کارڈنیال بور' عیسائیوں کے لیے واجب ہے کہ وہ یہود سے تعاون کریں' اسلام کے خاتمہ کے لیے

"جون ۱۹۶۷ء میں القدس پر دوبارہ یہودی قبضہ ہوا' عین اسی دن برلن میں کارڈینال بور نے یہودیوں اور عیسائیوں کی ایک مشترکہ مذہبی تقریب میں بیان دیا تھا' کہ "عیسائیوں کے لیے واجب ہے کہ وہ یہود کے ساتھ ہر حوالے سے تعاون کریں' تاکہ اس طرح ارض مقدس کو مکمل طور پر اور ہمیشہ کے لیے آزاد کرایا جاسکے' اور اس کے ساتھ ساتھ اسلام کا بھی خاتمہ کیا جاسکے۔"

(بحوالہ "نوائے وقت" لاہور' ۴ اکتوبر ۱۹۹۵)

(۷) فرانسیسی وزارت خارجہ کا ایک افسر' مسلمانوں سے خبردار رہو' مسلمان ایک جن ہے

فرانس کی وزارت خارجہ کے ایک افسر نے ۱۹۵۲ء میں بیان دیا: "مسلمانوں سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خبردار رہو' وہ عالم نو (New World) کی بنیاد رکھ سکتا ہے۔ ایک شاندار مستقبل کی بنیاد رکھ سکتا ہے۔ ہم فرانسیسیوں نے الجزائر میں اپنی حکمرانی کے دوران پوری کوشش کی' لیکن ہم مسلمان کا تشخص نہیں چھین سکے۔ مسلمان ایک جن ہے' جسے ہم یورپ والوں نے فی الحال مقید کر رکھا ہے' اگر ہم اپنے اس مقصد میں کامیاب نہ ہوئے' اسے قابو میں نہ رکھ سکے' تو وہ سارے یورپ پر مسلط ہو جائے گا۔

(نمبر ایک اور چھ کے علاوہ باقی بیانات مشہور اسکالر جناب ممتاز مفتی کے مضمون مندرجہ "قومی ڈائجسٹ" فروری ۱۹۹۵ سے ماخوذ ہیں)

(۸) روسی روزنامہ "کیزیل" کا اداریہ' اسلام کی تباہی کمیونزم کے لیے ضروری ہے

"روس کی ریاست ازبکستان کے ایک روزنامہ "کیزیل" کے ۲۲ مئی ۱۹۵۲ء کے اداریہ میں سے یہ اقتباس قابل غور ہے: "اسلام کو نیست و نابود کیے بغیر کیونزم کے لیے ازبکستان میں ہی نہیں' بلکہ عالم انسانی میں کہیں بھی جڑیں پکڑ سکنا ناممکنات میں سے ہے۔"

(۹) لارنس براؤن' ہمارے لیے واجب ہے کہ ہم مسلمانوں کو منتشر رکھیں

"مشہور یورپی دانشور لارنس براؤن نے کہا تھا: "پس ہمارے لیے واجب ہے کہ ہم عربوں اور مسلمانوں کو منتشر اور پراگندہ رکھنے کی کوششوں اور تدابیر کو جاری رکھیں' تاکہ وہ اس طریقے سے ہر طرح کی قوت و طاقت اور اثر و تاثیر کے بغیر بے کام و نامراد زندگی گزارنے میں مشغول رہیں۔"

(۱۰) گلیڈ سٹون' وزیر اعظم برطانیہ' قرآن کو ختم کرو

"گلیڈ سٹون سابق وزیر دفاع اور وزیر خارجہ اور وزیر اعظم برطانیہ نے برطانوی پارلیمنٹ سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا: "جب تک یہ قرآن مسلمانوں کے ہاتھوں یا ان کے قلوب و اذہان میں موجود رہے گا' اس وقت تک یورپ اسلامی مشرق پر اول تو اپنا غلبہ و تسلط

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قائم نہیں کر سکتا' اور اگر قائم کر لے تو وہ اسے برقرار رکھنے میں زیادہ دیر تک کامیاب نہیں رہ سکتا' حتی کہ خود یورپ کا اپنا وجود بھی اسلام کی جانب سے محفوظ یا مامون نہیں رہ سکتا۔"

(۱۱) آر بی گب' مسلمانوں کو ختم کرنے کا منصوبہ لادینی نظام تعلیم

"مستشرق آر۔بی گب کی رائے ہے کہ "اب اسلام کا اثر و نفوذ چند ایک مذہبی رسوم و تقریبات تک محدود ہو کر رہ گیا ہے' اور یہ سب کچھ اس قدر ہوشیاری و حکمت اور تدبیر سے تدریجی طور پر ہوا کہ مسلمانوں کو اس کی کانوں کان خبر تک نہیں ہوئی۔ یہ سب نتیجہ ہے' ہماری اس تعلیمی پالیسی یا جدوجہد کا جو ہم نے عالم اسلام کے اندر لادینی نظام تعلیم اور لادینی تہذیب و ثقافت کو رواج دینے کے لیے مسلسل برپا کر رکھی ہے۔"

(۱۲) مورخ' ٹائن بی' اسلام آج سویا ہوا ہے' یہ بیدار بھی ہو سکتا ہے

"اس موضوع پر مشہور مورخ ٹائن بی نے اس طرح اظہار خیال فرمایا تھا' "بیشک اسلامی اتحاد و وحدت آج سوئی ہوئی ہے' لیکن ہمیں اس امر کو نظرانداز نہیں کرنا چاہیے' کہ سویا ہوا انسان بیدار بھی ہو جایا کرتا ہے"۔

(۱۳) رسالہ "ٹائم" کا چیف ایڈیٹر' اسلامی ممالک میں فوجی ڈکٹیٹر شپ ہونی چاہیے

"امریکہ کے ایک مشہور زمانہ رسالہ "ٹائم" کا چیف ایڈیٹر اپنے مضمون سفر ایشیا میں رقم طراز ہے' امریکہ کا فرض ہے کہ وہ اسلامی ممالک میں ایسی فوجی ڈکٹیٹر شپس قائم کرے' جو کہ امت مسلمہ کے ہاں اسلامی دعوت کے راستے میں رکاوٹ بنی رہیں.... اور یورپی استعمار کا غلبہ اور تسلط برقرار رہے۔"

(نمبر ۸ تا ۱۳' یہ اقتباسات محترم ڈاکٹر عالمگیر صاحب کے مضمون مندرجہ روزنامہ "نوائے وقت" لاہور ۴ اکتوبر ۱۹۹۵ء سے ماخوذ ہیں۔ مزید تفصیلات کے لیے دیکھیے "اسلام اور مسلمانوں کے خلاف یورپی سازشیں" مصنفہ علامہ جلال العالم ترجمہ قاضی ابو سلمان محمد کفایت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ' لاہور اور ڈاکٹر عبد الغنی فاروق کی کتاب "ہم مسلمان کیوں ہوئے" جس میں تمام نو مسلموں نے گواہی دی ہے کہ مغربی ممالک میں اسلام کے خلاف حقارت بھرا تعصب پایا جاتا ہے۔)

(۱۴) کروشیائی وزیر اعظم' یورپ میں اسلام کی موجودگی پریشان کن ہے

"کروشیائی وزیر اعظم نے ۱۷ اگست ۱۹۹۲ء کو "نیوز ویک" کے ساتھ ایک انٹرویو میں کہا:۔

"ہم یورپ میں اسلام کی موجودگی سے سخت پریشان ہیں۔ ہم نہیں چاہتے کہ بوسنیا ایک مضبوط اسلامی ملک بن کر ابھرے اور ہمارے لیے خطرے کا باعث بنے۔ اس لیے بوسنیا کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم کر دینا چاہیے اور اس میں ہم سب کی بھلائی ہے۔"

(۱۵) سرب بشپ

اس طرح بوسنیائی شہر تزلہ کے ایک سرب بشپ واصل نے اگست ۱۹۹۲ء میں کہا:۔
"بوسنیا کے خلاف لڑی جانے والی جنگ جنگ مقدس ہے۔"

(۱۶) سرب پولیس آفیسر

ایک سرب پولیس آفیسر کا کہنا ہے:۔

"میں اور میری قوم یورپ کو اسلام کے خطرے سے بچانے کے لیے ایک عظیم مشن پر ہیں۔"

(۱۷) اسرائیل وزیر اعظم' پاکستان کے خلاف صیہونی عزائم کی جھلک

"۱۹۶۷ء میں اسرائیلی وزیر اعظم ڈیوڈ بن گوریان نے (جو کہ صیہونی ٹولی کا خاص رکن تھا) پاکستان کے خلاف صیہونی عزائم کی نشاندہی ایک دھمکی کی صورت میں کر دی۔ صیہونی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کارروائیاں اگرچہ ۱۹۴۷ء سے بھی پہلے کی شروع ہو چکی تھیں' امریکہ کی مدد سے عربوں کے خلاف جنگ جیتنے کے بعد بن گوریان نے پیرس میں یہودیوں کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے' پاکستان کے خلاف صیہونی جنگ کا باقاعدہ اعلان کر دیا' جو کہ لندن سے شائع ہونے والے جیوئش کرانیکل مورخہ ۹ اگست ۱۹۶۷ء کے مطابق مندرجہ ذیل الفاظ میں تھا:

"ہماری عالمی صیہونی تحریک کو فوری طور پر ان خطرات کا نوٹس لینا چاہیے' جو ہمیں مملکت پاکستان کی طرف سے ہیں' اور اب عالمی صیہونی تحریک کا ہدف اول پاکستان ہونا چاہیے' کیونکہ یہ نظریاتی ریاست اسرائیل کی سلامتی کے لیے بہت بڑا خطرہ ہے' اور یہ پاکستان' اس کا ہرباشندہ' عربوں سے لگاؤ رکھتا ہے' اور یہودیوں سے نفرت کرتا ہے۔ یہ عرب کا شیدائی ہمارے لیے عربوں سے بھی زیادہ بڑا خطرہ ہے۔ چنانچہ اب عالمی صیہونیت کے لیے اشد ضروری ہے کہ وہ پاکستان کے خلاف فوری اقدامات کرے۔"

اس کے بعد بن گوریان نے بھارت اسرائیل گٹھ جوڑ کی تائید کرتے ہوئے کہا:

"چونکہ ہندوستان میں بسنے والوں کی اکثریت ہندوؤں کی ہے' جن کے دلوں میں صدیوں سے مسلمانوں کے خلاف دشمنی اور نفرت بھری پڑی ہے' اس لیے ہندوستان ہمارے لیے اہم ترین اڈا ہے' جہاں سے ہم پاکستان کے خلاف ہر قسم کی کارروائیاں کر سکتے ہیں۔ یہ بہت ضروری ہے کہ ہم اس نہایت کارآمد اڈے سے پورا فائدہ اٹھائیں اور انتہائی چالاک اور خفیہ کارروائیوں سے یہودیوں اور صیہونیت کے ان دشمنوں' پاکستانیوں' پر زبردست وار کر کے انہیں کچل کر رکھ دیں۔"

(ریٹائرڈ کموڈور طارق مجید کا مضمون' "روزنامہ جنگ" لاہور' ۴ فروری ۱۹۹۳ء)

(۱۸) امریکی کمانڈر کا بیان' عالم اسلام بڑا دشمن

"زوال ماسکو کے بعد جب نیو ورلڈ آرڈر کا دور شروع ہوا' اور معاہدہ وارسا کے خاتمہ کے بعد جب نیٹو کو توڑنے کے لیے میڈرڈ میں اس کا اجلاس ہوا تو امریکی کمانڈر نے اس فیصلے کی مخالفت کرتے ہوئے کہا' کہ زوال روس نے ہمارے لیے خطرات کا خاتمہ نہیں کیا' اب نیا زیادہ بڑا اور پرجوش دشمن "عالم اسلام" کی صورت میں ابھر رہا ہے' اس لیے نیٹو کو برقرار رکھا جائے' چنانچہ یورپی ممالک کی یہ عسکری تنظیم محفوظ رکھی گئی اور خلیج کی جنگ میں اس نے اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۹) اخبار سنڈے ٹائمز، مسلم بنیاد پرست تحریکیں ایک عفریت

اخبار "سنڈے ٹائمز" مغربی دنیا (اپنے قارئین) کو یہ مشورہ دیتا ہے:

"مسلم بنیاد پرست تحریکوں کی صورت میں اس طاقتور "عفریت" سے نمٹنے اور اس کا خاتمہ کرنے کے لیے روس، مغربی ملکوں، ہندو بھارت اور مشرق بعید کے بدھوں (Budhists) سب کو مل جل کر اپنی پوری مشترکہ طاقتوں کو کام میں لانا چاہیے، بصورت دیگر مسلم بنیاد پرستی کا یہ عفریت نیل کے ساحل سے لے کر تابہ خاک کاشغر اور وسط ایشیا سے چین تک پورے علاقہ پر بتدریج محیط ہوتا چلا جائے گا، اور بعض اسلامی ملکوں کی جانب سے ایٹمی اسلحہ اور ان کے ڈلیوری نظاموں تک رسائی نے اس خطرہ کو سنگین تر بنا دیا ہے، لہٰذا ہمیں پوری طرح چوکس اور ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔"

(۲۰) امریکہ کا سابق صدر نکسن، مسلم بنیاد پرستی دنیا کے لیے سنگین خطرہ

اس کے بعد اخبار نے انہیں دنوں امریکہ کے سابق صدر رچرڈ نکسن کے ایک مضمون سے اقتباس نقل کیا ہے، جس میں وہ کہتے ہیں۔

"میں امریکہ، روس، یورپ، جاپان، چین اور بھارت کو ان کے اپنے مفاد میں اس امر پر یکسو ہونے کی ضرورت پر زور دیتا ہوں، کہ وہ متحدہ مسلم بنیاد پرستی کی ابھرتی ہوئی قوت کے خلاف اپنی طاقتوں کو یکجا اور مربوط کریں، مسلم ملکوں کے فوجی حکمت عملی کے اعتبار سے جائے وقوعہ، معدنی، آبی، زرعی اور صنعتی وسائل کی فراوانی، ان کی صارفین کی وسیع اور ہمہ گیر منڈیاں اور ان کی حالیہ فنی و ٹیکنالوجی کی کامیابیاں۔ سب کی سب ایک دن مشترکہ قوت میں سمو سکتی ہیں، جو باقی دنیا کے لیے ایک سنگین خطرہ بن سکتی ہیں۔"

(۱۸ تا ۲۰ یہ بیانات بحوالہ ہفت روزہ "تکبیر" کراچی، ص ۱۵، ۱۰ نومبر ۹۴ سے ماخوذ ہیں)

یورپی تعصب، نئی چال

جناب ممتاز مفتی کی تحقیق

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"یورپ اور امریکہ کے عیسائی اور صیہونی پادریوں اور راہبوں نے اسلام کے خلاف نفرت اور حقارت بھرے جذبات پھیلانے کا ایک مربوط پروگرام بنایا' انہوں نے مصنفوں' دانش وروں' عالموں اور لیڈروں سے اسلام کے خلاف تحقیر آمیز بیانات دلوائے' اور میڈیا کے ذریعے ان کی خوب تشہیر کی۔ ان کا یہ پراجیکٹ بہت کامیاب رہا' لیکن اس دوران مغربی عوام نے بھی ترقی کی۔ اب انہیں یہ بات کھلنے لگی 'کہ بغیر کسی وجہ کے 'بغیر کسی دلیل کے اسلام کے خلاف ایسے حقارت بھرے بیانات کو کیوں نشر کیا جا رہا ہے۔ ان کی توجہ اسلام کی طرف مبذول ہو گئی' اور ان کے دلوں میں اسلام کے متعلق جاننے کا جذبہ بیدار ہو گیا۔ عرصہ دراز تک مغربی اخبارات اور مصنف مسلمانوں کو محمڈن لکھتے رہے' مطلب یہ تھا کہ یہ مذہب محمد ﷺ نے تخلیق کیا ہے' اور قرآن الہامی کتاب نہیں' بلکہ محمد ﷺ نے تصنیف کی ہے۔ محمد کو Muhammad نہیں لکھا جاتا تھا بلکہ Mohammet لکھا جاتا تھا' اور یہ T تحقیر کی علامت تھی۔

تشخص بدل دو

پھر بقول نو مسلم فارنیز کے Wiser Councils prevailed صیہونی اور عیسائی علما نے سوچا' کہ اسلام کے خلاف پراپیگنڈہ کرنا بے کار ہے' بلکہ الٹے اثرات کا حامل ہے' اس لیے آسان کام یہ ہے کہ مسلمانوں کا رخ بدل دو۔

مسلمانوں کا رخ بدلنے کے دو طریقے ہیں' ایک یہ کہ مغربی تعلیم کو عام کر دو۔ مغربی تہذیب کو فیشن میں بدل دو۔ سٹیٹس سمبل بنا دو۔ مغربی خیالات کے زیر اثر مسلمانوں کی توجہ مذہب سے ہٹ جائے گی' وہ مذہب کو ایک غیر ضروری چیز سمجھنے لگیں گے' اور زندگی کی جانب ان کا رویہ مادی اور سیکولر ہو جائے گا۔

دوسرا طریقہ ہے کہ اسلام کی شکل مسخ کر دو۔ اسلام کو بھی عام مذہبوں کی طرح ریچوال میں بدل دو۔ مسلمانوں کی توجہ علم' عقل اور تحقیق سے موڑ دو اور انہیں رسمی عبادات اور پیر پرستی کی طرف متوجہ کر دو۔ اس طرح وہ ضعیف الاعتقادی اور اوہام پرستی کی جانب چل نکلیں گے۔ تعویز گنڈے کو اپنا لیں گے' اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ ان پڑھ اجارہ داروں کی ایک ایسی جماعت قائم کر دو' جو مسلمانوں کو فروعات میں پھنسائے رکھیں۔ اپنے ان منصوبوں میں مغربی اقوام کامیاب ہیں' اور انہیں اپنی کامیابی کا پورا شعور ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرانس کا بادشاہ لوئی ہشتم جب مسلمانوں کی قید سے آزاد ہوا' تو اس نے یورپی عیسائیوں کے ارباب اختیار سے مل کر ایک لائحہ عمل بنایا' جس کا مقصد اسلام کو ختم کرنا اور مسلمانوں کو یورپی تسلط میں لانا تھا۔

اس پالیسی ساز کا لائحہ عمل آج بھی پریس میں محفوظ ہے۔ اس کی شقیں مختصر طور پر یہ ہیں

(۱) مسلمانوں کے درمیان اختلاف و تفرقہ پیدا کرو۔

(۲) تفرقہ پیدا ہو جائے' تو اسے مزید گہرا کرو۔

(۳) مسلمان ممالک میں نیک اور صالح حکمرانوں کے قیام کو ناممکن العمل بناؤ۔

(۴) مسلمانوں ممالک میں Corruption کو ہوا دو۔ انتظامیہ میں رشوت اور اقربا نوازی کی رسم ڈالو۔

(۵) عورتوں کے ذریعے اہلکاروں کے اخلاق داغ دار کرو۔

(۶) مسلمانوں میں جذبہ جہاد کو کمزور کرو۔

(۷) عرب ممالک میں پھوٹ ڈالنے کی پالیسی پر عمل کرو۔

بے شک یورپی ممالک اس تخریبی پروگرام میں بہت کامیاب ہیں۔

ان کی سب سے بڑی کامیابی تعلیم کے میدان میں ہے' انہوں نے ایک ایسا نظام تعلیم چلا رکھا ہے' جس کے تحت مسلمان نوجوانوں میں سیکولر جذبات پرورش پا رہے ہیں' وہ مذہب کو تنگ دلی کا نظام سمجھنے لگے ہیں۔ اپنے مذہب اور کلچر پر شرمندگی محسوس کرتے ہیں۔ مغرب کے میس (Mass) کلچر نے ہمیں اپنی گرفت میں لے رکھا ہے۔ انگریزی زبان اور یورپی کلچر ہمارے لیے سٹیٹس سمبل بن چکے ہیں۔

۱۹۴۷ء میں جب برطانیہ ہندوستان سے گیا تھا' تو لاہور میں صرف تین انگریزی سکول تھے۔ اب تین ہزار سے زائد ہیں۔ اسلام آباد کے سکولوں میں بچے میٹریکولیشن کے لیے نہیں' بلکہ اولیول (O.level) اور اے لیول (A.level) کے لیے تیاری کر رہے ہیں۔ ان کا نصاب' آکسفورڈ اور کیمرج میں تیار ہوتا ہے۔ حالات انتہائی گھمبیر ہیں' تاریکی اور گھٹا ٹوپ اندھیرا ہے۔"

(بحوالہ "قومی ڈائجسٹ" فروری ۱۹۹۵ء ص ۸۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یورپ کی اسلام دشمنی اور خوف جہاد

"یورپی قائدین اور ارباب سیاست اپنے استعماری مقاصد کے حصول کے راستے میں اسلام کے سوا کسی دوسری تہذیب و ثقافت یا نظریہ و نظام کو رکاوٹ خیال نہیں کرتے، لیکن اسلام کو وہ ایک آہنی دیوار تصور کرتے ہیں' اور انہیں اس امر کا یقین ہو چکا ہے' کہ اسلام اپنی حقانیت اور صداقت کی وجہ سے خود مغربی ممالک کے عوام کے قلوب و اذہان میں دن بدن اثر و نفوذ کی وجہ سے ان کے لیے ایک مہیب خطرہ بنتا جا رہا ہے۔ اس دعویٰ کی صداقت کا یقین معتبر اور ذمہ دار اصحاب علم و حکمت اور رجال سیاست و حکمت کے کچھ اقتباسات سے ہو سکتا ہے۔"

یورپی مفکر لارنس براؤن لکھتا ہے۔

"ہمارے قائدین ہمارے عوام کو کئی طرح کے خطرات سے ڈرایا کرتے تھے، لیکن جب ہم نے ذرا گہرائی میں اتر کر ان خطرات کے بارے میں تحقیق و تنقید کی تو پتہ چلا کہ وہ سارے کے سارے خطرات اوہام اور وساوس کے سوا کچھ نہ تھے۔ یہ قائدین ہمیں یہود' زرد جاپانیت اور سرخ اشتراکیت کے ہودں سے ڈرایا کرتے تھے' لیکن یہ سب کچھ بھی جھوٹ ہے' کیونکہ یہودی تو ہمارے دوست ہیں' کیونسٹ بھی ہمارے سچے حلیف ہیں' البتہ جاپانیوں کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ وہ کسی حد تک ہمارے لیے خطرہ بن سکتے ہیں' لیکن ان سب موہوم خطرات کے برعکس جو چیز بالفعل ہمارے لیے خطرہ ہے' وہ صرف اسلام ہے۔ اسلام ہی صحیح معنوں میں ہمارے لیے ہمارے وجود کے لیے ہماری تہذیب و ثقافت کے لیے حقیقی طور پر خطرہ ہے' کیونکہ اسلام کے اندر آگے بڑھنے پھیلنے اور دوسری تہذیبوں' ثقافتوں' دوسری قوموں اور ان کے عوام کے قلوب و اذہان کو مسخر کرنے اور انہیں اپنے زیر سایہ لانے اور اپنے اندر جذب کرنے کی بدرجہ اتم استعداد و صلاحیت پائی جاتی ہے۔ مزید برآں یہ کہ زندہ رہنے اور دوسروں کو زندہ رکھنے کی جو قوت و صلاحیت اسلام میں پائی جاتی ہیں' وہ اپنی ذات میں بے نظیر اور اپنے اثرات کے حوالہ سے تسخیر کن ہے۔"

گارڈنر ایک بڑا یورپی مفکر ہے' جو اسلام کے بارے میں لکھتا ہے۔

"جو استعداد و صلاحیت اور جہادی قوت و طاقت اسلام کے اندر مضمر ہے' اس کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا' اور اسی کے اندر یورپ کے لیے حقیقی خطرہ پوشیدہ ہے۔"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرانس کے ایک سابق وزیر خارجہ ہانوتو ایک اجلاس میں فرماتے ہیں۔

"روئے زمین پر کوئی ایسا علاقہ نہیں ہے' جہاں کسی نہ کسی صورت میں اسلام نہ پہنچ چکا ہو' اور وہاں لوگوں کے قلوب و اذہان میں اتر کر ان کے اوپر اپنا اثر و نفوذ قائم نہ کر چکا ہو' کیونکہ تمام ادیان میں صرف اسلام ہی ہے' جسے قبول کرنے کی لوگوں کے دلوں اور دماغوں میں اس قدر کشش و جاذبیت پائی جاتی ہے' کہ اس کے حوالے سے کوئی بھی دوسرا دین اس کا ہم پلہ نہیں یا ہم پلہ ہونے کا ادنیٰ ترین دعویٰ بھی نہیں کر سکتا۔ مسلمانوں میں جہادی قوتیں زور پکڑتی جا رہی ہیں' جو ہماری بقاء کے لیے شدید خطرہ کی گھنٹی ہے۔ اب خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ' اور ان جہادی قوتوں کا راستہ روکنے کے لیے ہر وہ کام کرو' جو تمہارے آباؤ اجداد نے کیا تھا۔"

یورپی دانش ور البرمشاودر اس موضوع پر اظہار خیال کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

"کسے علم کہ مستقبل میں ایسی صورت پیدا ہو جاتی ہے یا پیدا ہو جائے کہ تمام یورپی ممالک مسلمانوں کی زد میں آ جائیں اور یوں نظر آنے لگے' جیسے مسلمان مغربی ممالک پر آسمانوں سے نازل ہو رہے ہیں' تاکہ وہ ان پر دوبارہ چڑھائی کر سکیں۔ میں کوئی نبی نہیں ہوں' کہ پیشین گوئی کر سکوں' لیکن جہادی طاقتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے میرا اندازہ کبھی غلط نہیں ہو سکتا' اور جب یہ احتمال حقیقت کا روپ دھار کر ہمارے اوپر یلغار کرے گا' تو اس کا مقابلہ کرنے یا اس یلغار کو روکنے کے لیے نہ ہمارے میزائل کامیاب ہو سکیں گے' اور نہ ہی ایٹم بم۔ میرے یورپی ہم وطنو! میری آواز توجہ سے سنو۔ مسلمان بیدار ہو چکا ہے' دیکھو اس نے چیخنا چلانا شروع کر دیا' وہ کہہ رہا ہے' میں موجود ہوں' میں زندہ ہوں' میں ہرگز نہیں مرا' میں بیدار ہو چکا ہوں' میں کٹھ پتلی نہیں ہوں' میں جہاد کروں گا۔ اب مسلمانوں کو یورپ کی استبدادی حکومتیں اور استعماری ایجنسیاں اپنے مقاصد کے لیے استعمال نہیں کر سکیں گی۔ دنیا کے ہر خطہ کا مسلمان بیدار ہو چکا ہے' اور اب یہ ہمارے گھروں تک پہنچنے والا ہے۔"

یورپی دانشور اشعیالومان لکھتا ہے۔

"یورپ کو اسلام سے شدید خطرہ ہے' یورپ کے لیے لازم ہے' کہ وہ اسلام کو خوف و خطرہ کا سبب قرار دے۔ اسلام کو خوف و خطرہ کا سبب قرار دینا بلا جواز نہیں ہے' اور نہ ہی بلا اسباب ہے۔ ان اسباب میں صرف یہی سبب کافی ہے' کہ اسلام اپنے ابتدائی ایام ظہور سے لے کر آج تک مسلسل و پیہم نہ صرف اپنا وجود باقی رکھے ہوئے ہیں' بلکہ وہ آگے بڑھنے کی کوشش کر رہا ہے' بلکہ آگے بڑھ رہا ہے' اور باقاعدگی کے ساتھ براعظموں میں پھیلتا جا رہا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ اسلام سے خوف محسوس کرنے کا ایک اور اہم ترین سبب یہ ہے کہ اسلام کے اساسی و بنیادی ارکان میں سے ایک اہم ترین جہاد ہے۔"

اسی طرح یورپ کی ایک اور علمی شخصیت مسٹر انطونی ناتنج اپنی کتاب "العرب" میں یوں رقم طراز ہے۔

"اس وقت سے کہ جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتویں صدی عیسوی میں اپنے ارد گرد اہل ایمان متبعین کو اکٹھا کیا' اور جب سے اسلام نے اپنے فروغ و اشاعت کے بالکل ابتدائی اقدامات کیے ہیں۔ اس وقت سے آج تک اہل ایمان میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ فروغ و اشاعت کے محاذ پر اسے کامیابیوں پر کامیابیاں حاصل ہو رہی ہیں۔ لہٰذا یورپ کے لیے واجب ہے کہ وہ اسلام کو ایک رواجی و ہمہ گیر قوت اور سخت و جاندار طاقت کے طور پر ایک خطرہ کی چیز تصور کرتا رہے۔ اس کی قوت و طاقت کا صحیح طور پر اندازہ لگا کر اس کے سدباب کے لیے لازمی تدابیر اختیار کرتا رہے۔

یورپ کے لیے واجب ہے کہ وہ اسلام کے بارے میں اس حقیقت پر ہمیشہ نظر رکھے' کہ یہ صرف اسلام ہی ہے' جو بحر متوسط (MEDITERANIAN SEA) کے آرپار کی اقوام کے قلوب و اذہان پر اپنی مضبوط گرفت رکھتا ہے' اور یورپ کا بڑی قوت اور جوانمردی کے ساتھ مقابلہ کر رہا ہے' اور خود یورپ کو قدم قدم پر اس کے مقابلے میں دشواریوں سے دوچار ہونا پڑ رہا ہے۔"

آیئے ذرا آپ کی ملاقات سالہ زار سے کرائیں دیکھئے وہ ایک اخباری کانفرنس کو خطاب کر رہا ہے' اور اپنے معزز سامعین کے سامنے بڑی وضاحت و بلاغت کے ساتھ کس نکتہ کی وضاحت کر رہا ہے۔

"ہماری یورپی تہذیب و ثقافت کے لیے وہ حقیقی خطرہ جس کے ظہور کا کسی وقت بھی امکان ہے' وہ اسلام ہے' جس کا مظہر مسلمان ہیں اور یہ خطرہ اس وقت حقیقت کا روپ دھار کر یورپ کے سامنے آدھمکے گا' جب مسلمان موجودہ نظام عالم کو تبدیل یا اسے تہہ و بالا کرنے کا عزم بالجزم کر لیں گے۔"

جب ایک صحافی نے اس سے یہ سوال کیا کہ ایسا کیونکر ممکن ہو سکتا ہے' کیونکہ مسلمان تو خود اپنے اختلافات اور جھگڑوں ہی کے چنگل میں بری طرح گرفتار ہیں' تو اس سوال کا جواب دیتے ہوئے' اس نے کہا کہ "آپ نے صحیح کہا ہے لیکن مجھے ڈر ہے کہ مستقبل میں مسلمانوں کے اندر کوئی ایسا شخص ظاہر نہ ہو جائے' جو مسلمانوں کو اپنے ان باہمی اختلافات کو نظر انداز

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے پر مجبور کر دے اور پھر ان باہمی اختلافات کو مسلمانوں اور یورپ کے اختلافات کی سطح پر لے آئے اور پھر ان تمام اختلافات کا رخ یورپ کی طرف پھیر دے۔"

فرانس کی وزارت خارجہ کے ایک ذمہ دار افسر نے ۱۹۵۲ء میں مسلمان اور یورپ کے اختلافات پر گفتگو کرتے ہوئے کہا تھا۔

"جہاں تک میری معلومات کا یا نقطہ نظر کا تعلق ہے' مجھے تو بادی النظر میں یورپ کے لیے مستقبل قریب یا بعید میں اشتراکیت کا کوئی خطرہ نظر نہیں آتا۔ اس کے برعکس جو چیز ہم یورپ والوں کے لیے ایک مہیب اور تباہ کن خطرے کے طور پر ہمارے سروں پر منڈلا رہی ہے' اور جو لازماً پورے یورپ کے لیے خطرہ بن کر ان کے اوپر مسلط ہونے والی ہے' وہ اسلام اور صرف اسلام ہے' کیونکہ مسلمان ہماری دنیا سے بالکل الگ تھلگ دنیا میں رہ رہے ہیں' وہ ایک آزاد خود مختار دنیا کے مالک ہیں۔ ان کے پاس ان کی اپنی ایک مخصوص و منفرد عالمی و رواجی نوعیت کی تہذیبی و ثقافتی' مادی و روحانی میراث موجود ہے' جو کہ اپنی ذات میں بالکل اصل اور حقیقی ہے۔ لہٰذا مسلمان صحیح اور جائز طور پر اس امر کے حقدار ہیں' کہ وہ عالم نو کی بنیادیں استوار کر سکیں' یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ مسلمانوں کو اس امر کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں ہے کہ وہ یورپی تہذیب و ثقافت کے اندر اپنی تہذیبی و ثقافتی یا روحانی و معنوی شخصیت کو ضم یا جذب کریں' اگر مسلمانوں کو صحیح اور وسیع طور پر صنعتی پیداوار کو پیدا کرنے کے لیے سازگار حالات اور موثر اسباب حاصل ہو جائیں' تو وہ یقیناً ایک نئی دنیا تعمیر کرنے اور اسے اپنی شاندار و قیمتی تہذیب و ثقافت منتقل کرنے پر کمربستہ ہو کر اپنے لیے ایک شاندار مستقبل تعمیر کر سکتے ہیں۔ اس کے نتیجہ میں مسلمان پوری دنیا پر چھائیں گے' اور پھر پوری دنیا پر چھا کر پوری دنیا سے یورپی تہذیب و ثقافت کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں گے۔ اس طرح یورپی تہذیب و ثقافت کو معہ اس کی اساس اور روح کے صفحہ ہستی سے مٹا دیں گے' اور اسے انجام کار آئندہ نسلوں کی عبرت کے لیے تاریخ کے عجائب گھر کی زینت بنا دیں گے۔

ہم فرانسیسیوں نے مسلمانوں کا بہت اچھی طرح تجربہ کیا ہے' ہم نے الجزائر میں ایک مدت سے اپنا قبضہ اور تسلط جما رکھا ہے۔ ہم نے اپنی اس حکمرانی کے دوران میں ہر طرح کے وسائل کو بروئے کار لا کر دن رات ہر ممکن کوشش کی کہ مسلمانوں سے ان کی اسلامی شخصیت چھین لیں' لیکن ہمیں بڑے افسوس اور ندامت کے ساتھ یہ اعتراف کرنا پڑ رہا ہے' کہ ہماری ان لمبی چوڑی اور شب و روز کی محنتوں کا انجام اور نتیجہ سوائے ناکامی کے کچھ نہیں نکلا۔ میرے ہم وطنو مسلمان بیدار ہو چکا ہے' اس نے انگڑائیاں لینی شروع کر دی ہیں' پس ہمارا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرض ہے کہ ہم اسے اس کے نصب العین تک پہنچنے سے روکیں' اور اسے ہر طرح کا سازوسامان اور تعیش کے لیے وہ سب کچھ عطا کریں' تاکہ ان کے دلوں اور دماغ سے جذبہ جہاد آئینہ کی طرح صاف ہو جائے اور صنعتی میدان میں بھی ترقی نہ کر سکے' کیونکہ اگر ہم مسلمانوں کو انحطاط و پس ماندگی کے حالات میں مبتلا رکھنے کے نصب العین کو چھوڑ دیں گے' ذرا سی سستی یا غفلت کا مظاہرہ کریں گے' تو اس طرح اگر مسلمانوں کو آپس میں مل بیٹھنے' سوچنے یا آزاد ہو جانے کا موقعہ فراہم ہوگیا' تو پھر اس کے نتیجہ میں ہماری ناکامیوں اور نامرادیوں کا بدترین دور شروع ہو جائے گا' اور پھر اس طرح عالم عرب اور اس کے بعد اسلام کی بے پناہ طاقتوں کا ایک ایسا خطرہ تاریک و سیاہ رات کے طور پر ہمارے اوپر مسلط ہو جائے گا' جس کے نتیجہ میں آخر کار یورپ کا غلبہ و تسلط بالکل ناپید ہو جائے گا' اور اس غلبہ و تسلط کا خاتمہ ہو جائے گا' جسے وہ آج پوری دنیا میں انجام دے رہا ہے۔"

یورپ کی ایک نامور شخصیت اور کئی کتابوں کے مصنف مورد برگر اپنی کتاب (العالم العربی المعاصر) میں اس موضوع پر اظہار خیال کرتے ہوئے یوں رقم طراز ہے۔

"عربوں کی جانب سے خوف و خطرہ کا احساس اور امت عربیہ کے بارے میں ہمارے خصوصی اہتمامات کا سبب عربوں کے ہاں وافر مقدار میں پائے جانے والا پیٹرول یا دیگر مادی و معنوی ذخائر نہیں ہیں' بلکہ حقیقتاً اس خطرہ کا سبب خود اسلام ہے' اور اسلام کے خلاف جنگ جاری رکھنا' اس کی ترقی کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کرنا اہل یورپ پر واجب ہے' کیونکہ اس صورت میں ہی ہم عربوں اور دیگر مسلم ممالک کی وحدت کے خواب کو شرمندہ تعبیر ہونے سے روک سکتے ہیں۔ ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ اگر عربوں اور مسلم ممالک کے اندر اسلام اور جذبہ جہاد پر وحدت پیدا ہو گئی' تو اس سے مسلمانوں کی قوت و طاقت میں کئی ہزار گنا اضافہ ہو جائے گا' اور پھر جب مسلمان ایک پلیٹ فارم پر اکٹھے ہوں گے' تو یہ نہ صرف اسلام کی قوتوں اور طاقتوں میں بے پناہ اضافے کا سبب بن جائے گا' بلکہ اس سے اسلام کی عزت و عظمت شان و شوکت اور فروغ و اشاعت کو بھی چار چاند لگ جائیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب ہم اسلام کا براعظم افریقہ کے اندر فروغ پذیر ہونا سنتے ہیں' تو اس سے یقیناً ہم سب خوف زدہ ہو جاتے ہیں۔ جب کوئی یورپی ملک یا سیاست دان' عربوں اور کسی مسلمان ملک کے کسی موقف کی حمایت کرتا ہے یا ان کے بارے میں کسی نرم رویہ کا اظہار کرتا ہے' تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ وہ عربوں یا مسلمان ملکوں کا دل سے بہی خواہ ہے' بلکہ اس کا سبب یہ خوف ہوتا ہے' کہ یورپ کی عرب اور اسلام دشمنی عربوں اور مسلم ممالک کے اندر انجام کار روح جہاد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بیدار ہو جانے کا سبب بن جائے گی' اور اس طرح یہ عرب اور مسلمان مل کر مشترکہ طور پر یورپی تہذیب و ثقافت کے خلاف اعلان جہاد کرتے ہوئے ہمارے سروں پر جنگ مسلط کر دیں گے' اور آخر کار یہ جذبہ جہاد یورپی دنیا کی تباہی اور مسلمانوں کی فتح و کامرانی کا سبب بن سکتا ہے۔"

(از محترم صغیر احمد حقانی صاحب' بحوالہ ماہنامہ "ارقم" سرگودھا' فروری ۱۹۹۶ء)

جرمن دانشوروں کے تعصب کی یہ انتہا

"جرمنی کے معروف مصنفین' ادیبوں اور پبلشروں نے ایک خط کے ذریعے جرمن صدر رومن ہرزوگ سے اپیل کی ہے کہ اس سال کا پرائز برائے امن ممتاز محقق این میری شمل کو نہ دیا جائے' کیونکہ میری شمل کا سلمان رشدی کی سزائے موت کے متعلق رویہ مشکوک ہے' اور اس کے علاوہ این میری شمل راسخ العقیدہ مسلمانوں کے لیے بھی نرم گوشہ رکھتی ہیں۔ خط پر دو سو دوسرے ادیبوں کے علاوہ جرمن پین کلب کی صدر انگرڈ باخبر اور جرمن مصنفین کی یونین کے صدر ایرج لوسٹ اور تسلیمہ نسرین کے دستخط بھی ہیں۔ واضح رہے کہ اس سال کا جرمن بک ٹریڈ کی طرف سے پچیس ہزار مارک کا پیس پرائز گیارہ ممبران پر مشتمل کمیٹی نے پروفیسر میری شمل کو دینے کا فیصلہ کیا ہے' جو پندرہ اکتوبر کو جرمنی کے صدر رومن ہرزوگ فرینکفرٹ میں دیں گے۔"

(بحوالہ ماہنامہ "بیدار ڈائجسٹ" لاہور' ص ۳۸' اکتوبر ۱۹۹۵ء)

عمران کی محبوبہ کرسٹائن کو اسلام قبول کرنے پر جرمن ٹی وی پروگرام سے ہٹا دیا گیا

"لاہور سنڈے ٹائمز کے مطابق عمران کی محبوبہ کرسٹائن بیکر کو جرمنی میں بچوں کے ٹی وی پروگرام سے ہٹا دیا گیا ہے۔ جرمنوں کو شاید یہ خدشہ ہے کہ کرسٹائن خود مشرف بہ اسلام ہونے کی وجہ سے اس پروگرام کے ذریعے پوری نئی نسل کو مسلمان بنا دے گی۔"

(بحوالہ روزنامہ "پاکستان" لاہور' ۱۴ جون' ۱۹۹۵ء)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مغربی جرمنی میں مساجد تعمیر کرنے پر دھمکیاں

"مغربی جرمنی میں آباد ہونے والے مسلمانوں کی زیادہ تر تعداد غریب ترکوں کی ہے۔ جب انہوں نے مختلف شہروں میں مساجد تعمیر کرنے کے کام کا آغاز کیا' تو انہیں دھمکیاں ملنے لگیں۔"

(بحوالہ "اردو ڈائجسٹ" مئی ۹۴' ص ۵۳)

جرمنی میں مسجد جلادی گئی

"کولون جرمنی کے شہر ہائیڈل برگ کے نواحی قصبے میں گزشتہ رات ترک مسلمانوں کی ایک مسجد کو آگ لگا دی گئی۔ پولیس رپورٹ کے مطابق نامعلوم افراد نے مسجد میں داخل ہونے والے راستے میں آتش گیر مادہ پھینکا' جس سے آگ بھڑک اٹھی۔ آگ سے صرف مالی نقصان ہوا' مسجد جل کر خاکستر ہو گئی۔ ابھی تک ملزموں کا کوئی پتہ نہیں چل سکا۔ زیادہ امکان اس بات کا ہے' کہ اس واقعہ کے پیچھے سیاسی وجوہ کار فرما ہیں۔"

(بحوالہ "نوائے وقت" یکم مارچ ۱۹۹۶ء)

جرمن ذرائع ابلاغ' اسکالرز اور سیاست دانوں کا مسلمانوں سے تعصب اور عدم رواداری

جرمنی جہاں کہ مسلمانوں کی کل آبادی ۱۶ لاکھ ۵۱ ہزار ہے' اور جہاں کا دستور (جسے بنیادی قانون کہتے ہیں) مذہب کے معاملات میں غیر جانبدار ہے اور جہاں پہ یہودی' کیتھولک اور پروٹسٹنٹ عیسائیوں کی عبادت گاہوں کو کارپوریشن کی حیثیت حاصل ہے۔ وہاں مسلمانوں سے کسی قسم کا سلوک اور ان کے خلاف کیسا پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے' اس کی چند جھلکیاں پیش خدمت ہیں۔

خلیج کی جنگ کے بعد مسلمانوں سے تعصب' ترک گھرانہ جلادیا گیا

"امت کے جزد کی حیثیت سے جرمنی کے مسلمان بھی عالمی سطح پر مسلمانوں کو پیش آنے والے مسائل و واقعات سے متاثر ہوتے ہیں' چنانچہ خلیج کی جنگ کے بعد اسلام اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈہ کا ایسا طوفان اٹھا کہ جس نے مسلمانوں سے فاصلے بڑھا دیے۔ تعصبات کو مضبوط کر دیا' اور بے اعتمادی اور دشمنی کا ماحول پیدا کر دیا۔ اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ مسلمان خصوصاً عرب' راہ چلتے جملہ بازی اور حملوں کا نشانہ بنے' پولیس تفتیش کے مراحل سے گزرے اور خفیہ پولیس کی نگرانی ہونے لگی۔ جرمنی یا یورپ میں کوئی جنگ نہ تھی' خلیج کی جنگ میں جرمن سپاہی بھی نہیں لڑ رہے تھے' لیکن پھر بھی حکومت اور عوام کے بہت بڑے طبقہ کی نظروں میں مسلمان کو دشمن کی نظر سے دیکھا جانے لگا۔ نسلی تعصب اتنا بڑھا کہ گھروں پر حملے ہوئے' ایک ترک گھرانہ جلا دیا گیا' لیکن اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے کے بجائے معاشرہ نے بحیثیت مجموعی اسے قبول کر لیا۔ پولیس نے بھی خاموش تماشائی کا کردار ادا کیا"۔

میڈیا مہم

"خلیج کی جنگ نے جیسے پورا منظر نامہ تبدیل کر دیا۔ ذرائع ابلاغ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نفرت پھیلانے اور جھوٹے الزامات کی مسلسل مہم میں مصروف ہو گئے' اور بیشتر سیاستدان اور اہل علم بھی اس کے اسیر ہو گئے۔ سیاسی اور ثقافتی قائدین' فرانس کے نقش قدم پر چلتے ہوئے' سیکولرازم کے عقیدہ کے محافظ بن گئے۔ اس سے قبل ایک عام جرمن باشندہ دلچسپی' ہمدردی اور دوستی کا رویہ رکھتا تھا' لیکن میڈیا مہم نے اسے بھی بدل کر رکھ دیا ہے۔ نشریاتی لہریں جو کبھی دوستی کے پیغام لے جاتی تھیں۔ اب نفرت اور دشمنی کی صداؤں اور مناظر سے بھری ہوتی ہیں۔ کوئی دن نہیں گزرتا کہ جرمن ذرائع ابلاغ اپنے کروڑوں ناظرین و سامعین کو یہ نہ جتاتے ہوں کہ سرخ خطرہ کے بعد اب انہیں سبز خطرے کی فکر کرنا ہے۔"

دشمن اسلام

"جرمن صحافی اور نامہ نگار Feinbild Kommnnismus (دشمن کیمونزم) کی جگہ Feinbild Islam (یعنی دشمن اسلام) کی تصویر کے نقش و نگار پیش کرنے کو سب سے اہم فریضہ تصور کرتے ہیں۔ ان کی نظروں میں اسلام ایک جامد اور قدیم مذہب ہے' جس کا آج کی دنیا میں کوئی مقام نہیں۔ یہ بتانے کا کوئی موقع جانے نہیں دیا جاتا' کہ مسلمان دحشی ہیں' کسی پولیس اسٹیٹ کی سفاک پالیسیوں کو شریعت کے مترادف قرار دیا جاتا ہے' احیائے امت کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان سب کچھ تباہ کرتے ہوئے آگے بڑھے چلے آ رہے ہیں"۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جرمنی کا نشریاتی چینل اور سوڈان

"حال ہی میں جرمنی کے سب سے بڑے نشریاتی چینل Bayern-3 پر سوڈان پر ایک رپورٹ پیش کی گئی' جس میں جنوب کے پیچیدہ مسئلے کو عیسائی مسلمان صلیبی جنگ کے طور پر پیش کیا گیا' اور رپورٹر نے کامل یقین کے ساتھ بتایا کہ یہاں اسلامی بنیاد پرست نسل کشی کر رہے ہیں' اور عیسائیوں کو غلام بنانے کے لیے زبردستی مسلمان کر رہے ہیں۔"

جرمنی ٹی وی RTL

"انہی دنوں جرمن ٹیلیویژن RTL پر ایک پروگرام Im Namen Allahs Terror پیش کیا گیا۔ اس کا موضوع تھا' دنیا کے تمام آزادی پسند لوگوں کے لیے ایک ایسے اسلامی بنیاد پرست گروہ کا خطرہ جو ساری دنیا کو فتح کرنا چاہتا ہے"۔

اسلام کی تلوار

"جرمن ٹی وی پر "اسلام کی تلوار" کے نام سے ایک سیریز چل رہی ہے' اور روس کی سابقہ مسلم ریاستوں پر ایک دستاویزی فلم پیش کی گئی ہے۔ یہ دونوں پروگرام ایک نام نہاد ماہر اسلام Peter Scholl-Latour نے تیار کیے ہیں۔ دونوں میں بار بار یہ بات پیش کی جاتی ہے کہ اسلام امن عالم کے لیے خطرہ ہے' اس کے جنونی پیروکار آزادی' عدل اور مساوات کے دشمن ہیں' اور مغرب کو پانی سر سے اونچا ہو جانے سے پہلے اسلامی طاقتوں پر حملہ کر دینا چاہیے"۔

اسلام جنونیوں اور وحشیوں کا مذہب

"Tubingen کی یونیورسٹی کے ایک حالیہ سروے میں پوچھا گیا کہ لفظ اسلام سے وہ کیا مراد لیتے ہیں؟ معلوم ہوا کہ جرمن عوام کی اکثریت کے نزدیک یہ جنونیوں اور وحشیوں کا مذہب ہے۔ یہ توسیع پسندانہ' دقیانوسی' جنونی' انقلابی اور ظالمانہ ہے۔ تشدد اور عدم رواداری کا پرچار کرتا ہے۔ استبداد کا حامی ہے' اور خواتین سے امتیازی سلوک کرتا ہے۔ صرف ایک اقلیت نے اسلام کو ایک قابل احترام تہذیب تشکیل دینے والا مذہب قرار دیا'

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس سے باطنی سکون و مسرت حاصل ہوتی ہے۔

یہ مطالعہ Der Islam in den Medien یعنی میڈیا میں اسلام کے نام سے کتابی شکل میں شائع ہو چکا ہے۔ تحقیق کاروں کی رائے میں عوام کی یہ رائے میڈیا مہم کے اثرات کی وجہ سے ہے"۔

اسلام کے ماہرین۔سکالر

"میڈیا مہم کو غذا پہنچانے والے وہ ماہرین ہیں' جو کسی مسئلہ پر پروڈیوسر کی رائے کی تائید میں اظہار خیال کرتے ہیں۔ معروف جرمن مسلمان اسکالر امان ہاہام کے الفاظ میں "اگر آپ کو کسی ایسے اسکالر کی ضرورت ہے' جو یہ بتائے کہ مسلمانوں کی کاٹنے والی جنونی کالی آنکھیں ہوتی ہیں' وہ ایک ہاتھ میں کلاشنکوف اور دوسرے ہاتھ میں قرآن لے کر چلتے ہیں' تو فکر نہ کریں۔ کوئی بھی رائے ہو' کتنی ہی بے بنیاد کیوں نہ ہو' جرمن ٹی وی ایسے ماہر کو تلاش کر لیتا ہے' جو معروضی رائے دینے کے لیے تیار ہوتا ہے۔"

جمہوریہ جرمنی کی تمام یونیورسٹیوں میں ایسے سکالر اور محققین موجود ہیں' جو احیائے اسلام کے خطرات سے آگاہ کرنے کے لیے مسلسل مقالے لکھ رہے ہیں۔ یونیورسٹی آف Gottingen کے پروفیسر بسام تیبی (Bassam Tibi) نے بنیاد پرست چیلنج کے عنوان سے ایک کتاب لکھی ہے۔ یہ سکالر اسلامی فکر کی مخالفت کرتا ہے' لیکن اسلام کی بحیثیت مجموعی مذمت نہیں کرتا۔ اس کی رائے میں بھی اسلامی فکر کا موجودہ مرکزی دھارا اور مغرب تصادم کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ یہ فکر جدید دور کے لیے ناقابل عمل اور غیر معقول ہے۔ اس کی نظر میں جو مسلمان سیکولرزم کو مسترد کرتا ہے' وہ بنیاد پرست ہے۔ ساتھ ہی وہ یہ رائے بھی پیش کرتا ہے کہ اسلام کو ۲۰ ویں صدی کے تقاضوں کے تحت سیکولرزم کے مطابق ڈھالا جا سکتا ہے"۔

اہل سیاست اور مسلمان

"سیاست دانوں نے بھی گزشتہ برسوں میں مسلمانوں کے بارے میں اپنی رائے کو تبدیل کر لیا ہے۔ گذشتہ خوشگوار باتیں' اب قصہ پارینہ ہیں۔ میڈیا مہم' خفیہ رپورٹوں اور جرمن سفارت کاروں کی ارسال کردہ معلومات کی روشنی میں حکومت جرمنی کے تمام ارکان' پالیسی ساز' مشیر' منصوبہ بندی کرنے والے سب اسلام کو ایک خطرہ تصور کرتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چانسلر ہلمٹ کوہل کی سیکیورٹی پالیسی پر کانفرنس میں ایک اہم تقریر کے متن کی بنیاد پر' جو بعد میں تبدیل بھی کر دیا گیا' سب سے بڑے اخبار Die Welt نے سرخیاں لگا دیں' کہ چانسلر بنیاد پرستی کے خطرے کو سنجیدگی سے لے رہے ہیں' اور یورپ میں اسلامی توسیع پسندی کے مقابلے کے لیے تیار ہیں۔ خفیہ رپورٹوں کے مطابق بحیرہ روم کے ساحل پر بنیاد پرست اسلحہ کے انبار لگا رہے ہیں' تاکہ یورپ کے مرکز میں مذہبی جنگ لڑی جائے۔ اس کے خلاف فرانس سے مل کر کارروائی کرنے کے بارے میں سوچا جا رہا ہے۔ ایک دوسرے اخبار کے مطابق' کلنٹن سے کوہل کی ملاقات میں اسلامی دنیا کے امور سرفہرست تھے۔ دونوں رہنما اس پر متفق تھے کہ اسلامی بنیاد پرستی سے دوہرا خطرہ ہے' شمالی افریقہ کی حکومتوں کو' اور یورپ کی سلامتی کو"۔

جرمن دستور اور اسلام

"لیکن سیاسی نقطہ نظر سے سب سے زیادہ خطرناک بات تمام سیاسی پارٹیوں کی طرف سے اس رائے کا اظہار ہے کہ اسلام اور قرآن متحدہ جرمنی کے عارضی دستور The Grundgesets کے ساتھ نہیں چل سکتے۔ جرمنی کے ماہرین دستور نے اسلام پر تفصیلی بحث میں کہا ہے کہ قرآن کا عورتوں کو صحیح مقام نہ دینا' شریعت کی قرون وسطی کی سزائیں' مرتدین کے لیے اس کی سزائے موت اور کفار کے ساتھ اس کی عدم رواداری کی بنیاد پر کہا جا سکتا ہے' کہ اسلام کو سرکاری طور پر تسلیم نہ کیا جائے' اگر یہ نقطہ نظر سرکاری پالیسی بن گیا' تو جرمنی کے ۵۰ لاکھ مسلمانوں کے لیے جرمن شہری کی حیثیت سے اپنے جائز حقوق حاصل کرنے کی کوششوں کو شدید نقصان پہنچے گا۔ اس کے اثرات ۵ لاکھ بچوں پر ہوں گے' جنہیں ان کے مذہب کی تعلیم نہ دی جا سکے گی۔ اس وقت مسلمان بچوں کو اپنے اسکول میں اپنے مذہب کی تعلیم کا استحقاق حاصل ہے' لیکن اگر ان کے نصاب' جرمنی کے آزاد جمہوری ڈھانچہ کے اصولوں کے مطابق نہ ہوں' تو یہ سہولت واپس لی جا سکتی ہے۔ اس کے دیگر اثرات بھی ہوں گے۔ مساجد اور اسلامی مراکز کی تعمیر کی اجازت ملنے میں دشواری ہوگی۔ جرمن مسلمانوں کو ملازمت کے حصول میں مسائل پیش آئیں گے۔ اس کے علاوہ مسلمان گھروں اور دوکانوں کو جلانے اور لوٹنے کے واقعات مساجد پر حملوں اور بم دھماکے جو اب بھی خبروں کا مستقل موضوع ہیں' بڑھ جائیں گے۔

سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کے ایک اہم ممبر نے مطالبہ کیا ہے کہ جرمن سفارتکار کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حیثیت سے کام کرنے والے مسلمانوں کو واپس بلایا جائے۔ ڈاکٹر ولفرڈ مراد سفیر ہیں' انہوں نے ایک کتاب اسلام ایک متبادل Der Islam as alternative لکھی ہے۔ اس ممبر نے ان پر بنیاد پرست نظریات رکھنے کا الزام لگتے ہوئے' انہیں واپس بلانے کا مطالبہ کیا۔"

یورپ کے افق پر چرچ کے Spiral ہیں' نہ کہ مسجدوں کے مینار

"یہی وجوہات ہیں' اور اس پر تعجب نہ ہونا چاہیے' کہ کئی سیاستدان مسلمانوں کو یورپی یونین سے باہر رکھنا چاہتے ہیں۔ جرمنی کے ایوان زیریں میں قائد ایوان Wolfgang Schauble نے واضح طور پر کہا ہے' کہ یونین کی ممبر شپ غیر عیسائیوں کے لیے نہیں ہے۔ یورپ کے افق پر چرچ کے Spiral ہیں نہ کہ مسجدوں کے مینار۔"

(از محترم مسلم سجاد صاحب' بحوالہ ماہنامہ "ترجمان القرآن" مارچ ۱۹۹۵ء ص ۵۴ تا ۵۸)

۹۵ء کے دوران امریکہ میں پانچ مساجد جلائی گئیں

۲۲۲ مسلمانوں پر حملے ہوئے' پردہ دار خواتین پر تھوکا گیا

مسلمانوں کو قتل کی دھمکیاں دینے کے واقعات میں

اضافہ' پتھر مارے گئے' انسانی حقوق مساوات اور برابری

کے دعویدار امریکہ میں مسلمانوں کی حالت زار

"اسلام آباد' امریکہ کے ۶۰ لاکھ مسلمانوں کو عیسائی فرقے پروٹسٹنٹ کلیسا پر ۱.۶۲ فیصد برتری ہے۔ صدی کے اختتام پر امریکہ میں اسلام عیسائیت کے بعد سب سے بڑا مذہب بن جائے گا۔ نیویارک ٹائمز کی رپورٹ کے مطابق امریکہ میں بسنے والے مسلمانوں کی تعداد میں جہاں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے' وہیں مسلمانوں کے خلاف شدید نفرت عداوت کی مہم بھی جاری ہے۔ گزشتہ سال امریکہ میں ۵ مساجد کو نذر آتش کیا گیا۔ اقلیتوں کے خلاف پھیلائی جانے والی نفرت کو روکنے والی ایک تنظیم نے کہا' کہ گزشتہ عرصے میں مسلمانوں کے خلاف

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حملوں کے ۲۲۲ واقعات درج ہوئے ہیں۔

ان میں سے کچھ کا تعلق پردہ دار خواتین پر تھوکنے اور قتل کی دھمکیاں دینے سے بھی ہے۔ امریکہ کی مجلس برائے تعلقات اسلامی کا کہنا ہے کہ ایک پمفلٹ جاری کیا جائے گا' جس میں امریکہ میں ۱۵۰ مساجد و اسلامی سینٹروں کی حفاظت کے لیے امن کارروائیاں درج ہوں گی۔

امریکی عربوں کی کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق اب تک مسلمانوں پر تشدد کے ۱۱۹ واقعات پیش آچکے ہیں۔ امریکیوں کے ذہنوں میں مسلمانوں کی تصویر یہ ہے کہ وہ ان کے دشمن اور دہشت پسند ہوتے ہیں۔ امریکہ میں یہودی زیادہ ہیں' مسلمانوں کے خلاف نفرت کا اصل ذمہ دار بھی امریکی میڈیا ہے' جس پر یہودی چھائے ہوتے ہیں۔ امریکیوں کی مسلم دشمنی کا مظاہرہ گزشتہ سال اس وقت دیکھنے میں آیا جب صوبہ ایلینائے کے شہر "زنگ فلڈ" میں واقع ایک مسجد مکمل طور پر نذر آتش کر دی گئی۔ اخبار نویسوں نے لکھا ہے کہ جلائی گئی اس مسجد کے پہلو میں ایک پردہ نشین مسلم خاتون کو دیکھا جو مسجد کے قریب واقع موٹر اسٹینڈ پر نماز ادا کرنے کا عزم کیے ہوئے تھی۔ ان کے پاس کھڑی بعض نوجوان امریکی لڑکیاں اسے زک پہنچانے اور اس پر سنگ باری کرنے میں لگی ہوئی تھیں' اور ان کے سامنے چیخ چیخ کر کہہ رہی تھیں' کہ وہ اپنا حجاب اتار دیں' اور اپنے شہر واپس جائیں۔ امریکہ کی فوجی پولیس کی ایک خاتون رکن مارکون جنہوں نے خلیج کی جنگ میں شریک ہونے کے بعد اسلام قبول کر لیا تھا' کا کہنا ہے کہ "مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میں امریکہ کے بجائے جرمنی میں ہوں' جہاں متعصب جرمن غیر ملکیوں کے منہ پر چیخ چیخ کر ان سے ملک چھوڑنے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔"

(بحوالہ "نوائے وقت" لاہور' ۸ جنوری' ۱۹۹۶ء)

دوسرے مذاہب کے خلاف خوفناک اور شرمناک سازشیں

پھر بھی دعویٰ رواداری کا

"دوران سفر ایک صاحب سے میں نے دریافت کیا' "کیا آپ نے سلمان رشدی کی لکھی ہوئی کتاب "شیطانی آیات" پڑھی ہے....؟ اس میں کیا لکھا ہے' جو اس قدر مخالفت ہو رہی ہے؟"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے کہا' "پڑھی تو میں نے بھی نہیں' مگر سنا ہے کہ اس کتاب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت توہین (خاکم بدہن) کی گئی ہے' اسی وجہ سے مسلمانوں کی طرف سے اس قدر احتجاج کیا جا رہا ہے۔"

دوران گفتگو انہوں نے کہا' کہ مجھے ایک پرانا قصہ یاد آگیا' وہ قصہ یوں ہے۔ "میرے ایک دوست جو علی گڑھ میں نواب چھتاری کے ہاں کسی اونچی ملازمت پر تعینات تھے' اور نواب صاحب ان سے کافی بے تکلف تھے' انہوں نے یہ واقعہ سنایا کہ نواب صاحب ہندوستان کی تقسیم سے پہلے انگریزوں کے بڑے ہی خواہ تھے' وہ مسلم لیگ اور کانگرس پارٹی سے بالکل لاتعلق تھے' اور سیاست میں انگریزوں کے ہر طرح مددگار تھے۔ اسی لیے انگریزی حکومت نے ان کو یوپی کا گورنر بنا دیا تھا۔"

"ایک بار برطانوی حکومت نے سب ہندوستانی صوبوں کے گورنروں کو مشورے کے

انگلستان بلایا' تو نواب صاحب بھی بحیثیت گورنر انگلستان گئے۔ یہاں علی گڑھ کا جو بھی کلکٹر نیا آتا تھا' ان سے برابر ملتا رہتا تھا' اور کبھی کبھی آگرہ کا کمشنر بھی۔ ان سب افسروں کے نواب صاحب سے عمدہ تعلقات تھے۔ جب نواب صاحب لندن پہنچے تو جو کلکٹر اور کمشنر ان کے پرانے ملاقاتی تھے' اور ریٹائر ہو کر انگلستان چلے آئے تھے' جب انہیں نواب صاحب کے آنے کی اطلاع ملی' تو وہ ملنے آئے' ان میں سے ایک کلکٹر جو نواب صاحب سے بہت مانوس تھا' اس نے کہا' "نواب صاحب....! آپ یہاں تشریف لائے ہیں' تو آئیے' میں آپ کو یہاں کے عجائب خانے دکھاؤں' جن میں ہزاروں برس پرانی ایسی ایسی چیزیں ہیں' جو آپ نے کبھی دیکھی نہ سنی ہوں گی۔"

نواب صاحب نے کہا' "عجائب خانے تو میں نے سب دیکھ لیے۔ حکومت نے دکھا دیئے' اور یہاں جو بھی آتا ہے' یہ دیکھ کر ہی جاتا ہے' البتہ اگر تم کچھ دکھانا چاہتے ہو' تو ایسی چیز دکھاؤ جو یہاں سے اور کوئی دیکھ کر نہ گیا ہو۔"

انگریز کلکٹر نے کہا' "نواب صاحب! ایسی کون سی چیز ہو سکتی ہے۔ جسے اور کوئی دیکھ کر نہ گیا ہو؟ اچھا..... میں سوچ کر پھر بتاؤں گا۔"

دو روز بعد وہ آیا' اور اس نے کہا' کہ "نواب صاحب! میں نے سوچ لیا' اور معلومات بھی حاصل کر لی ہیں۔ اب آپ کو ایسی چیز دکھاؤں گا' جو اور کوئی یہاں سے دیکھ کر نہیں گیا۔" اس پر نواب صاحب خوش ہو گئے اور کہا کہ "بس ٹھیک ہے....." کلکٹر نے نواب صاحب سے پاسپورٹ مانگا اور کہا کہ "وہ جگہ دیکھنے کے لیے حکومت سے تحریری اجازت لینی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہوتی ہے' اس لیے پاسپورٹ کی بھی ضرورت ہوگی۔" دو ایک روز بعد وہ نواب صاحب کا اور اپنا تحریری اجازت نامہ لے کر آیا اور کہا کہ "کل صبح آپ میرے ساتھ میری موٹر میں چلیں گے۔ سرکاری موٹر نہیں لے جائیگی۔" نواب صاحب اس پر راضی ہوگئے۔ اگلے روز نواب صاحب اس کے ساتھ روانہ ہوئے۔ شہر سے باہر نکل کر ایک طرف جنگل شروع ہوگیا۔ اس میں ایک چھوٹی سی سڑک تھی' جس پر جوں جوں چلتے گئے' جنگل گھنا ہوتا گیا۔ راستے میں کوئی پیدل چلتا نظر آیا' نہ کسی قسم کی سواری پر نظر پڑی۔ کسی طرح کی آمدورفت کا سلسلہ نہیں تھا۔ چلتے چلتے کوئی آدھ گھنٹہ گزرا تو نواب صاحب نے دریافت کیا' "کیا دکھانے لے جارہے ہو؟ کوئی جنگلی جانور ہے یا کوئی تالاب جس میں خاص قسم کے جانور ہیں؟ اس طرف آبادی ہے نہ آمدورفت۔ ابھی کتنا اور چلنا ہے؟"

اس نے کہا' "بس تھوڑی دور اور چلنا ہے۔ جنگلی جانور یا تالاب وغیرہ نہیں دکھانا۔"

تھوڑی دیر بعد ایک بڑا دروازہ آیا' جو ایک بڑی عمارت کے مین گیٹ کی صورت میں تھا' اس میں آگے اور پیچھے دروازے تھے' دونوں طرف فوجی پہرہ تھا۔ کلکٹر نے موٹر سے اتر کر پاسپورٹ اور تحریری اجازت نامہ دکھایا۔ اس نے دونوں رکھ لیے اور اندر آنے کی اجازت دے دی' مگر یہ کہا کہ آپ اپنی موٹر یہیں چھوڑ دیجئے اور اندر جو موٹریں کھڑی ہیں' ان میں سے کوئی لے لیجئے۔ نواب صاحب نے دیکھا' یہ دروازہ کسی عمارت کا نہیں تھا' اور اس کے دونوں طرف دیواروں کے بجائے بہت گھنی جھاڑیاں اور کانٹے دار درخت تھے' جن میں سے کسی کا گزرنا ممکن نہ تھا۔

موٹر چلتی رہی' مگر گھنے جنگل اور جنگلی درختوں کی دیوار کے سوا اور کچھ نظر نہ آتا تھا۔ نواب صاحب نے گھبرا کر پوچھا' "کب وہاں پہنچیں گے؟" اس نے کہا' بس پہنچ گئے۔ دیکھئے' وہ جو عمارت نظر آرہی ہے' وہاں جانا ہے۔" پھر اس نے خاص طور سے یہ کہا' "اس عمارت میں جب داخل ہوں گے' تو ہر چیز دیکھئے' مگر آپ کسی قسم کا کوئی سوال کسی سے نہیں کریں گے۔ بالکل خاموش رہنا ہے۔ آپ کو جو کچھ دریافت کرنا ہو' وہ مجھ سے پوچھ لیجئے گا۔ ویسے تو میں خود ہی بتاتا جاؤں گا۔ نواب صاحب نے کہا' "اچھا" ٹھیک ہے۔ عمارت سے تھوڑے فاصلے پر انہوں نے موٹر چھوڑ دی' اور پیدل عمارت کی طرف بڑھے۔ یہ ایک بڑی سی عمارت تھی۔ شروع میں دالان تھا' اس کے پیچھے متعدد کمرے تھے۔ جب دالان میں داخل ہوئے تو ایک نوجوان داڑھی مونچھوں والا' عربی کپڑے پہنے اور سر پر رومال ڈالے ایک کمرے سے نکلا۔ ایک دوسرے کمرے سے دو ایک نوجوان اور نکلے۔ ان لوگوں نے پہلے کمرے سے نکلنے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے لڑکے سے کہا' "السلام علیکم" دوسرے نے جواب دیا' "وعلیکم السلام" کیا حال ہے؟ نواب صاحب حیران رہ گئے۔ جب لڑکے ان کے قریب سے گزرے تو نواب صاحب نے کچھ دریافت کرنا چاہا' مگر کلکٹر نے فوراً اشارے سے منع کر دیا' پھر کلکٹر نے انہیں ایک کمرے کے دروازے پر لے جا کھڑا کیا۔ دیکھا کہ اندر فرش بچھا ہے' اور اس پر عربی لباس میں متعدد طلبہ بیٹھے ہیں' اور ان کے سامنے ان کے استاد بالکل اسی طرح بیٹھے سبق پڑھا رہے ہیں' جیسے اسلامی مدرسوں میں استاد پڑھاتے ہیں' طلبہ عربی میں اور کبھی انگریزی میں استاد سے سوال کرتے تھے۔

کلکٹر نے نواب صاحب کو سب کمرے دکھائے اور ہر کمرے میں جو تعلیم ہو رہی تھی' وہ بھی بتائی۔ نواب صاحب نے دیکھا' کہیں کلام مجید پڑھایا جا رہا ہے' کہیں احادیث پڑھائی جا رہی ہیں' کسی جگہ بخاری شریف کا سبق ہو رہا ہے' اور کہیں مسلم شریف کا' کہیں مسئلے مسائل سکھائے جا رہے ہیں' اور کہیں اصطلاحات کی وضاحت اور کہیں مناظرہ ہو رہا ہے۔ یہ سب دیکھ کر نواب صاحب بہت حیران ہوئے۔ ان کا جی چاہتا تھا کہ ایک آدھ طالب علم سے کمرے سے نکلتے وقت کوئی سوال کریں' مگر کلکٹر اشارے سے ان کو روک دیتا تھا۔ یہ سب دیکھ کر جب واپس ہوئے تو نواب صاحب نے کہا' کہ اتنا بڑا دینی مدرسہ ہے' جس میں اسلام کے ہر پہلو کی اس قدر عمدہ تعلیم اور باریک سے باریک باتیں سکھائی جا رہی ہیں' آخر یہ ان مسلمان طلبہ کو اس طرح علیحدہ کیوں بند کر رکھا ہے اور کیوں چھپا رکھا ہے۔ تب کلکٹر نے کہا' کہ ان میں کوئی مسلمان نہیں' یہ سب عیسائی مشنری ہیں۔

نواب صاحب کو مزید حیرت ہوئی اور انہوں نے اس کی وجہ دریافت کی' تو کلکٹر نے کہا' کہ تعلیم مکمل کرنے کے بعد' انہیں مسلمان ممالک میں خصوصاً شرق اوسط بھیج دیا جاتا ہے۔ وہاں یہ لوگ کسی بڑے شہر کی کسی بڑی مسجد میں جا کر نماز میں شریک ہوتے ہیں' اور نمازیوں سے کہتے ہیں کہ وہ انگریز ہیں' انہوں نے مصر میں ازہر یونیورسٹی میں تعلیم پائی اور مکمل عالم ہیں۔ انگلستان میں اسلامی ادارے نہیں' جہاں وہ تعلیم دے سکیں' اور نہ مسجدیں ہیں' اس لیے جلاوطنی اختیار کی ہے' وہ سردست تنخواہ نہیں چاہتے' بلکہ صرف کھانا اور سر چھپانے کا ٹھکانہ اور پہننے کے کپڑے درکار ہیں' وہ مسجد میں مؤذن یا پیش امام یا بچوں کو کلام مجید کے معلم کی حیثیت سے خدمات انجام دینے کو تیار ہیں' اگر کوئی بڑا تعلیمی ادارہ ہو تو اس میں استاد کی حیثیت سے بھی کام کر سکتے ہیں۔ ان میں سے کسی کو مسجد یا مدرسے میں رکھ لیا جاتا ہے' تو مقامی لوگ بطور امتحان ان سے مسئلہ مسائل بھی معلوم کرتے ہیں' اور وہ کافی و شافی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب دیتے ہیں' کچھ عرصہ بعد جب کوئی اختلافی مسئلہ آتا ہے' تو لوگ ان کے معتقدین ہو جاتے ہیں اور وہ اس اختلافی مسئلے پر ان کی دو پارٹیاں بنا کر خوب اختلاف پیدا کر دیتے ہیں' اور مسلمانوں کو اس طرح لڑاتے ہیں سو اس ادارے کا پہلا اصلی مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کو باہم لڑاؤ۔ چنانچہ شرق اوسط میں گرجاؤں کے پادریوں کے ایک سالانہ جلسے میں Zavyar نامی پادری نے بحیثیت صدر اپنی تقریر میں یہ کہا کہ مسلمانوں سے ہم مناظرے میں نہیں جیت سکتے۔ اس لیے ہم نے اسے چھوڑ کر یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ انہیں آپس میں لڑاؤ۔ اس میں ہم کامیاب ہیں' لہٰذا ہمیں اس پر عمل پیرا رہنا چاہیے۔ اس مدرسے کا مقصد یہ ہے کہ حضور کا درجہ جس طرح بھی ہو سکے' گھٹاؤ تاکہ مسلمانوں کے دلوں میں جو ان کی عزت اور محبت ہے' وہ کم ہو جائے' اس کے بغیر ہم مسلمانوں پر قابو نہیں پا سکتے' کیونکہ محض مسلمانوں کے سیاسی اختلاف سے اسلام ختم نہیں ہو سکتا۔

کلکٹر کی ان باتوں پر نواب صاحب حیرت کے سمندر میں غوطے کھا رہے تھے۔ عیسائیوں نے اپنے اس پروگرام پر کئی پہلوؤں سے عمل کیا۔ برصغیر میں انگریزی حکومت کے زمانے میں کتاب "رنگیلا رسول" لکھائی گئی۔ اس کے بعد غلام احمد قادیانی کو نبی بنایا گیا۔ ان سے جو کتابیں مذہب کے متعلق لکھوائی گئیں' وہ اندرون خانہ اسی مسیحی ادارے کی کاوش کا نتیجہ تھیں' ورنہ غلام احمد کی بذات خود کیا قابلیت تھی۔ اسی طرح ایک ڈیڑھ عشرہ پہلے امریکہ میں رشاد خلیفہ نے اعلان کیا کہ اس نے کمپیوٹر کے ذریعے عدد ۱۹ کی بنا پر قرآن مجید کو اللہ کا کلام ثابت کیا ہے۔ جب لوگ اس کے معتقد ہو گئے' تو اس نے قرآن میں چند آیتیں تحریف شدہ بتا دیں' پھر کہا' کہ میرا نام "خلیفہ" قرآن مجید میں موجود ہے اور پھر اپنے نبی ہونے کا اعلان کر دیا۔ جن لوگوں کو اس میں شبہ ہوا ان کے لیے مناظرے کا دن اور تاریخ مقرر کر دی۔ اس نے جب قرآن میں چند آیتوں کی تحریف کا اعلان کیا' تو لوگوں نے کمپیوٹر کے ذریعے اس کے بنائے ہوئے حسابی نقشے کی جانچ کی' جو غلط ثابت ہوا۔ مسلمان علماء مناظرے کے لیے تیار تھے' مگر مقررہ وقت مناظرہ سے پہلے' غلام احمد قادیانی کی طرح اسے موت نے آ دبوچا اور یوں اس فتنے کا خاتمہ ہو گیا رشاد خلیفہ کا خاتمہ ہو گیا' لیکن اس کا فتنہ باقی ہے' اس کا ادارہ اور سینٹر اس کے رفیق حسب سابق کام کر رہے ہیں' اس کا تحریف شدہ ترجمہ قرآن امریکہ میں عام ملتا ہے۔ (صدیقی ٹرسٹ)

اب سلمان رشدی کی کتاب بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی معلوم ہوتی ہے۔ کتاب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہے سلمان رشدی نے خود لکھی ہو' مگر مسالا غالباً اسی مسیحی ادارے کا تیار کردہ ہے۔ انگریزی حکومت نے بھی' اس کی جان کی حفاظت کے لیے پولیس کے دو آدمی مستقلاً" اس کے ساتھ لگا رکھے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی ہر طرح کے انتظامات ہیں' اور اس ملعون کی حفاظت پر لاکھوں پونڈ خرچ ہو رہے ہیں۔"

(از محمد آصف صاحب دہلوی سہانپوری' بحوالہ ماہنامہ "محقق" اگست ۱۹۹۴ء ص ۳۳-۳۸)

یہی سازش اخبار "گارڈین" بھی طشت ازبام کرتا ہے

یہودیوں اور عیسائیوں کی مشترکہ سازش' خفیہ اسلامی یونیورسٹی کا قیام' برطانیہ کے جنگل میں قائم درسگاہ میں جانے کے لیے حکومت سے باقاعدہ اجازت نامہ لینا ضروری ہے

یہودی اور عیسائی نوجوانوں کو فقہ' تفسیر' حدیث اور قرآن کی مکمل تعلیم سے بہرہ ور کیا جاتا ہے

یہ نوجوان بعد میں مشرق وسطیٰ کے ملکوں میں خود کو جامع الازہر کا فارغ التحصیل کہتے ہیں' مساجد میں بغیر تنخواہ موذن اور امام کے طور پر خدمات انجام دیتے' اور مسلمانوں کو آپس میں لڑاتے ہیں' کراچی کے فرقہ وارانہ فسادات اور لاہور کے توہین رسالت کیس کی سازش اسی جگہ تیار ہوئی

"لاہور اہل مغرب نے اسلام کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لیے مذموم سازشوں کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلسلہ تیز کر دیا۔ معروف اخبار "گارڈین" نے انکشاف کرتے ہوئے رپورٹ کی ہے کہ برطانیہ میں مسلمانوں کے درمیان پھوٹ ڈالنے کے لیے انتہائی منظم طریقہ اختیار کیا گیا ہے' جس کے تحت برطانیہ کے دور دراز جنگل میں مسلمانوں کی درسگاہ کی طرز پر ایک عمارت قائم کی گئی ہے۔ یہ عمارت ہر کسی کو دیکھنے کی اجازت نہیں۔ کسی بااعتماد شخص کو حکومت برطانیہ سے باقاعدہ اجازت نامہ حاصل کر کے عمارت دکھائی جا سکتی ہے' کیونکہ یہ عمارت مسلمانوں کے خلاف سازشوں کا گڑھ ہے۔ رپورٹ کے مطابق عمارت کے سب کمرے دیکھے جائیں تو بظاہر کسی میں قرآن شریف کی قرآت سکھائی جا رہی ہے تو کہیں معنی و تفسیر کا درس دیا جاتا ہے' کہیں احادیث سمجھائی جاتی ہیں' کسی کمرے میں مناظرہ ہو رہا ہے۔ عمارت دیکھنے والے شخص کو طلبہ سے بات کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ اخبار کے مطابق اس درسگاہ میں تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ مسلمان نہیں' بلکہ عیسائی اور یہودی ہوتے ہیں۔ تعلیم مکمل کرنے والے طلبہ کو مسلمان ممالک خصوصاً مشرق وسطی بھیج دیا جاتا ہے۔ جہاں وہ کسی بڑے شہر کی مسجد میں جا کر نماز میں شریک ہو جاتے ہیں' اور نمازیوں سے کہتے ہیں' وہ الازہر یونیورسٹی کے فارغ التحصیل علماء ہیں۔ برطانیہ میں اسلامی ادارے نہ ہونے کی وجہ سے یہاں آگئے ہیں۔ یہ طلبہ تنخواہ کے بغیر مساجد میں بطور موذن یا امام کے خدمات سرانجام دینے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ یہ معلم اسلامی مسائل کا جواب اتنے شافی انداز میں دیتے ہیں کہ کسی کو ان پر شک نہیں گزرتا کہ یہ بہروپیے ہیں' کچھ عرصہ بعد کسی اختلافی مسئلہ پر مسلمانوں کی دو پارٹیاں بنا کر اختلافات پیدا کر دیئے جاتے ہیں' کیونکہ اس ادارہ کا مقصد ہی مسلمانوں کو باہمی دست و گریبان کر کے خون خرابہ کرانا ہے۔ اخبار نے مشرق وسطی میں گرجاؤں کے پادریوں کے ایک سالانہ اجلاس میں ایک پادری کی تقریر کا حوالہ دیا ہے' جس میں پادری نے کہا ہے کہ ہم مسلمانوں سے مناظرے میں نہیں جیت سکتے' اس لیے مناظرے کو چھوڑ کر مسلمانوں کو آپس میں لڑانے کا سلسلہ شروع کر دیا ہے' اور اس میں ہم پوری طرح کامیاب ہیں۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ اس مدرسے کا مقصد حضور پاک کا درجہ مسلمانوں کے دلوں سے کم کر کے اسلام کو دھیرے دھیرے ختم کرنا ہے' کیونکہ محض مسلمانوں کے اختلافات سے اسلام ختم نہیں ہو سکتا۔ ایک رپورٹ کے مطابق پاکستان میں توہین رسالت کیس میں مسلمانوں کو ایک دوسرے کے سامنے لا کھڑا کرنا' کراچی میں فرقہ واریت کے نام پر مسلمانوں کا خون بہانا اس برطانوی ادارے کی گھناؤنی سازش کی ہی ایک کڑی ہے۔"

(بحوالہ روزنامہ "خبریں" لاہور' ۳ اپریل ۱۹۹۵ء)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ختنہ' اسلامی' شعائر' اس کے خلاف سویڈن کا تعصب

"۲۷ اپریل ۱۹۹۵ء میں شائع ہونے والی اس خبر نے تمام پاکستانیوں کو حیران و ششدر کر دیا کہ:

سویڈن میں ختنہ کرنا جرم ہے اور حال ہی میں ایک مصری ڈاکٹر جس نے اپنے دو بچوں کا ختنہ کیا تھا' پر مقدمہ چلایا گیا۔"

(بحوالہ ماہنامہ "المذاہب" لاہور' جولائی ۱۹۹۵ء)

حالانکہ اس ڈاکٹر نے ذاتی طور پر اپنے مذہب کی ایک رسم پر عمل کیا تھا۔ اس سے نہ کسی کا حق مجروح ہوا نہ کسی کے جذبات کو ٹھیس پہنچی۔ اس کے باوجود بھی حکومت سویڈن اپنے قوانین کے خلاف اس کو گوارانہ کر سکی اور نہ ہی رواداری کا ادنیٰ سا مظاہرہ کر سکی۔ اس کے برعکس کروڑوں مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچانے والی بنگلہ دیشی مصنفہ تسلیمہ نسرین کی جو آؤ بھگت سویڈن نے کی وہ سب پر عیاں ہے۔ اس حوالے سے اخبارات میں بہت سی خبریں شائع ہو چکی ہیں۔ حتیٰ کہ نوبت یہاں تک پہنچی کہ مسلمانوں کی اس مجرم کو سویڈن میں پناہ لینے پر وزیراعظم سویڈن نے ائیرپورٹ پر نہ صرف خود اس کا استقبال کیا' بلکہ اسے ادبی خدمات پر ایوارڈ سے بھی نوازا گیا۔

(بحوالہ ہفت روزہ "تصویر پاکستان" ۲۸ اکتوبر ۹۴ء)

اب اسے مسلمانوں کے خلاف بغض و عناد اور تعصب سے تعبیر نہ کریں تو اور کیا کریں؟

حالانکہ دوسری طرف خود مغربی ادارے اور محققین ختنہ کی افادیت کو تسلیم کر رہے ہیں۔ مثلاً:

"بی بی سی نے فرانس کے طبی ماہرین کے حوالے سے بتایا ہے کہ جن لوگوں کا بچپن میں ختنہ ہو جاتا ہے' انہیں ایڈز کی بیماری لاحق نہیں ہوتی۔"

(بحوالہ "بیدار ڈائجسٹ" لاہور' اکتوبر ۹۵ء)

"نیوز ایجنسی (اف پ) کی خبر کے مطابق ختنہ کرانے والے کو ایڈز انفیکشن کا خطرہ کم ہوتا ہے۔ افریقہ میں ایڈز ریسرچ پروگرام کے سلسلے میں کی گئی نئی تحقیق کے مطابق ختنہ نہ کرانے والوں کو ایڈز کا خطرہ' ختنہ کرانے والے بچوں کی نسبت ۱۵ گنا زیادہ ہوتا ہے۔ اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ٹیم میں بلجیم کے پروفیسر پیٹرپیاٹ' جو اقوام متحدہ کے ایڈز پروگرام کے سربراہ ہیں بھی شامل ہیں۔ اس کے علاوہ امریکن پیٹریاٹرک اکیڈمی نے جو ختنے کے خلاف تھی نے بھی ختنے کے بارے میں اس تحقیق کو سراہا ہے۔ دہلی اور سری نگر کے تحقیقاتی اداروں نے بھی کینسر کے سلسلہ میں ختنہ کے بارے میں ایسی ہی رپورٹ دی ہے۔"

(بحوالہ "بیدار ڈائجسٹ" لاہور' ستمبر۱۹۹۵ء)

اسلامی تہذیب کا اہم رکن..... ختنہ..... اس کے خلاف سویڈن کا تعصب:

"ختنہ جسے سنت ابراہیمی بھی کہا جاتا ہے ہر مسلمان اس سنت پر عمل کرتا ہے۔ بائبل کے مطابق حکم الٰہی پر عمل کرتے ہوئے جب حضرت ابراہیمؑ نے اپنے ختنے کیے تو ان کی عمر ۹۹ سال اور حضرت اسمٰعیل کی ۱۳ سال تھی۔ بائبل میں اللہ تعالٰی نے ختنہ کو اپنے اور حضرت ابراہیمؑ کے درمیان ایک عہد کا نشان قرار دیا ہے۔ بائبل میں ختنہ کو لازمی قرار دیتے ہوئے اللہ تعالٰی نے فرمایا:

"اور وہ فرزند نرینہ جس کا ختنہ نہ ہوا ہو اپنے لوگوں میں سے کاٹ ڈالا جائے کیونکہ اس نے میرا عہد توڑا۔" (پیدائش ب۔۱۷ / ۱۴)

اللہ تعالٰی علیم و خبیر ہے اور اس کا کوئی حکم اپنی مخلوق کے نقصان کے لیے نہیں ہوتا' یہ اور بات ہے کہ انسان کم علم ہوتے ہوئے اللہ کے احکام کے فائدوں کو نہیں سمجھ پاتا اور شیطان کے بہکاوے میں آکر اپنی ناقص عقل سے اس کے احکام پر تنقید کرتا رہتا ہے۔ ختنہ کے حوالے سے بھی غیر مسلموں نے بہت کچھ لکھا ہے اور اب بھی کہا جارہا ہے' باوجود کہ اب یہ حقیقت ثابت ہو چکی ہے کہ ختنہ انسان کو نہایت ہولناک بیماریوں سے بچاتا ہے۔ ۲۴۔ اپریل کو روزنامہ "ڈان" میں ایک خبر شائع ہوئی تھی۔ خبر کے مطابق سویڈن کے عدالتی حکام کا خیال ہے کہ مسلمانوں کا اپنے بچوں کا ختنہ کرنا ارتکاب جرم یا اعانت جرم کی زد میں آسکتا ہے۔ حال ہی میں سویڈن کی ایک عدالت میں ایک مقدمہ دائر ہوا ہے جس میں بغداد یونیورسٹی کے سند یافتہ ایک مصری میڈیکل ڈاکٹر کو جس نے سویڈن میں قائم ایک پناہ گزین کیمپ میں متعدد چھوٹے چھوٹے بچوں کا ختنہ کیا ہے' بچوں کے والدین سمیت اس مجرمانہ حرکت کا ملزم قرار دیا گیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرکاری وکیل کا کہنا ہے کہ مذکورہ ڈاکٹر اور ان بچوں کے والدین پر ضرر رسانی' حملہ آور ہونے اور جکڑ بندی کا جرم عائد ہوتا ہے۔ ڈاکٹر نے ان چھ بچوں کو جن کی عمریں ایک سال اور پانچ سے سات سال کے درمیان تھیں' زخم پہنچائے جب کہ بچوں کے والدین نے اس دوران انہیں ہلنے تک نہیں دیا۔ بچوں نے چیخ و پکار کر کے اپنا احتجاج درج کرایا جو شہادت کے لیے کافی ہے۔ سرکاری وکیل' نلس رکی (Nills Rekke) کا کہنا ہے کہ بعد میں ان بچوں کو جراثیم لگ سکتے تھے' اور پھر یہ کہ بچوں کا زبردستی ختنہ کیا گیا جو کہ صریحاً دست درازی اور تشدد ہے۔ بچوں کے والدین کا جرم یہ ہے کہ وہ اس سازش میں شریک تھے اور یہاں حبس بے جا اور حملہ آور ہونے کا جو قانون لاگو ہوتا ہے اس کے تحت ایسا کرنا جرم ہے۔

جن بچوں کا ختنہ کیا گیا تھا ان کے والدین کا تعلق مصر سے ہے اور وہ سویڈن میں پناہ گزین کے طور پر رہ رہے ہیں۔ ایک بچے کے والدین نے دہائی دیتے ہوئے کہا کہ ختنہ کی رسم کوئی نئی نہیں ہے۔ بائبل کے دور میں یہ رسم موجود تھی۔ حضرت ابراہیم سے پہلے ہم ایک نسل تھے' خود عیسیٰ کا بچپن میں ختنہ ہوا' اس وقت سویڈن کی طب یا انسداد بے رحمی کے قوانین تو نہیں تھے' آج یہ لوگ کیسی باتیں کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر کا تعلق بھی مصر سے ہے' اس کا جرم یہ ہے کہ وہ گھروں میں جا کر جہاں صحت و صفائی کا ماحول نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے' بچوں کو میز پر ڈال کر ختنہ کر دیتا ہے۔ ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ میں نے ہزاروں بچوں کے ختنے کیے ہیں۔ دیہاتوں اور جھگیوں میں جا جا کر' اب یہ لوگ مجھے ڈاکٹری سکھا رہے ہیں۔ انہیں اپنے "سرجن" نظر نہیں آتے جو بڑے بڑے ہسپتالوں میں آپریشن کر رہے ہیں' جنہیں کچھ پتہ نہیں ہوتا کہ وہ کیا کر رہے ہیں اور مریض جان سے جاتا رہتا ہے مگر ان کے لیے کوئی قانون نہیں ہے؟

ختنے کے بارے میں اب تک جو ریسرچ رپورٹیں سامنے آئی ہیں' ان کے مطابق ختنہ کینسر اور ایڈز کو روکنے کا ایک اہم سبب بنتا ہے۔ دی ٹائمز آف انڈیا میں ۲۷ جون ۱۹۹۴ء کو ایک رپورٹ شائع ہوئی تھی۔ اس رپورٹ کے مطابق خواتین پر سری نگر اور دہلی میں "رحم کے کینسر" پر ایک تحقیق کی گئی۔ رپورٹ کے مطابق کوئی مسلمان خاتون رحم کے کینسر میں مبتلا نہ پائی گئی۔ ڈاکٹر ایس کھنا شمالی بھارت میں قائم دھرم شالا کینسر فاؤنڈیشن اور ریسرچ کی سیکرٹری ہیں۔ سنٹر کے ساتھ ۳۰۰ بستروں کا کینسر ہسپتال بھی ہے۔ ڈاکٹر ایس کھنا نے اپنی ریسرچ رپورٹ کے بارے میں بتایا کہ بھارت میں ۱۸ لاکھ خواتین کینسر کی مریض ہیں جن میں ۴۰ فیصد سے زیادہ "رحم کی گردن" کے کینسر میں مبتلا ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ اس کینسر کی تین

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑی وجوہات میں مردوں کا ختنہ نہ کرانا بھی شامل ہے۔

(دوسری دو وجوہات میں جنسی اعضا کی صفائی نہ کرنا اور بدکاری میں ملوث ہوتا ہے) غیر مختون مرد کے عضو میں بیکٹیریا آسانی سے پرورش پاتا ہے اور مباشرت کے وقت عورت کی طرف منتقل ہو کر رحم کی گردن کا کینسر اور دوسری جنسی بیماریاں پیدا کرنے کا باعث بنتا ہے۔ مختون مرد میں ایسا ممکن نہیں ہوتا۔

کینیڈا سے شائع ہونے والے پندرہ روزہ جریدے "کریسنٹ انٹرنیشنل" نے اپنے شمارہ ستمبر (۱۶ تا ۳۰) میں مغرب کی تحقیق کے حوالے سے بھی ایک رپورٹ شائع کی ہے۔ مضمون نگار لکھتا ہے: "مغرب میں ختنہ پر بھی تنقید کی جاتی ہے۔ اسے ایک تکلیف دہ اور غیر ضروری کام سمجھا جاتا ہے۔ مسلمانوں اور یہودیوں میں ختنہ ایک مذہبی ضرورت ہے مگر جدید تحقیق نے ثابت کیا ہے کہ ختنے کا صحت کے ساتھ خصوصی تعلق ہے۔ مینی ٹوبا (Manitoba) کینیڈا میں ایڈز پر ریسرچ کرنے والے ماہرین نے تصدیق کی ہے کہ مرد کا ختنہ ایڈز کے خلاف ایک نہایت اہم قدم ہے۔ ختنے کو اگر پوری دنیا میں رواج دے دیا جائے تو اس سے ایڈز کے پھیلاؤ کی راہ میں ایک بڑی دیوار کھڑی ہو جائے گی۔ یہ بات ڈاکٹر فرینک پلمر (Frank Plummer) اور ڈاکٹر الن رونالڈ نے کہی ہے۔

ڈاکٹر فرینک (Frank plummer) ایڈز ریسرچ کرنے والے ایک عالمی Pioneer ہیں۔ ان کے ہم پیشہ ڈاکٹر الن رونالڈ یونیورسٹی آف مینی ٹوبا میں شعبہ مائیکروبیالوجی کے سربراہ ہیں۔ دونوں محققین نے تسلیم کیا ہے کہ مغرب میں ختنہ مخالف لابی کے باعث شائد ان کے خیالات کو قبول نہ کیا جائے مگر ختنہ کے بارے میں ان کی رائے افریقہ میں کی گئی تحقیق پر مبنی ہے۔ یہ تحقیق کینیا میں یونیورسٹی آف نیروبی کے اشتراک سے کی گئی۔ ڈاکٹر پلمر اور بیلجین ڈاکٹر پیٹر پیاٹ کی قیادت میں ریسرچ ٹیم نے ۱۹۷۶ء میں زائرے میں Ebola virus دریافت کیا تھا۔ اب یہ اقوام متحدہ کے ایڈز پروگرام کے سربراہ کے طور کام کر رہے ہیں۔ انہوں نے ایڈز پھیلانے والے وائرس HIV کے بارے میں کئی اہم معلومات دریافت کی ہیں مثلاً یہ ایک فرد سے دوسرے فرد میں کیسے منتقل ہوتا ہے۔ مرد اور عورت کے جنسی اعضاء سے اس کا کیا تعلق ہے اور اس کی نشو ونما کیسے ہوتی ہے۔ مردوں میں کی جانے والی ریسرچ کے نتیجے میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ کلفہ (ختنہ میں کاٹا جانے والا حصہ) HIV کی نشو ونما میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ ڈاکٹر پلمر کا کہنا ہے کہ اب یہ حقیقت تسلیم کر لی گئی ہے کہ مردوں میں HIV انفیکشن کے سلسلہ میں کلفہ ایک اہم فیکٹر ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر رونالڈ کہتے ہیں کہ پہلے یہ نظریہ تھا کہ HIV پیشاب والی نالی (Urethra) کے ذریعے داخل ہوتا ہے مگر اب یہ نظریہ غلط ثابت ہو چکا ہے۔ تازہ تحقیق کے مطابق یہ مرد کے کلفہ کی جھلی (Mucous Membrane) کے ذریعے جسم میں داخل ہوتا ہے۔

ڈاکٹر رونالڈ کا کہنا ہے کہ کلفہ کی نمی HIV کی نشو و نما کے لیے نہایت سازگار ہوتی ہے۔ اس طرح غیر مختون مردوں میں ایڈز کا تناسب بہت زیادہ ہوتا ہے اور یہ ایڈز پھیلانے میں سب سے زیادہ خطرناک ہیں۔ غیر مختون لڑکوں میں مثانے اور گردے کے انفیکشن کا خطرہ بھی ۱۵ گنا زیادہ ہوتا ہے۔ کلفہ ہر قسم کے جراثیم اور وائرس کے لیے ایک بہترین Incubator ہے اور جنسی بیماریاں پھیلانے کا ایک بڑا ذریعہ بھی۔

اس تحقیق کے باوجود بھی مغرب کے انتہاپسند مذہبی' جنونی' صلیبی اور ہندو بنیاد پرست ختنے کو بچے پر ایک ظلم اور فضول رسم خیال کرتے ہیں۔ مذہبی تعصب نے ان کی عقل پر قفل لگا رکھے ہیں اور آنکھیں رکھنے کے باوجود وہ اندھے ہیں ورنہ خالق کائنات کے احکامات کی یوں خلاف ورزیاں نہ کرتے اور ایڈز جیسے عذاب کو دعوت نہ دیتے۔ اللہ ان کو ہدایت دے۔" (آمین) (بحوالہ "بیدار ڈائجسٹ" لاہور جنوری ۱۹۹۶ء)

تعصب اور بی۔ بی۔ سی

"بی- بی- سی ٹی وی کے بارے میں یا ریڈیو کے بارے میں عام تاثر پایا جاتا تھا' اور کہا جاتا ہے کہ خبروں کا سب سے بہترین ذریعہ ہے' لیکن کس طرح کی خبروں کا..... صرف انہی خبروں کا کہ جو ان کی مرضی کے مطابق اور یورپی سازشی مقاصد کو پورا کرنے والی ہوں' اگر BBC ٹی وی کو غور سے دیکھا جائے' تو اس کے یہ رجحانات کھل کر سامنے آتے ہیں۔

مثال کے طور پر گزشتہ دنوں ترکی میں ضمنی انتخابات ہوئے' جس میں نجم الدین اربکان کی رفاہ پارٹی کی فتح کے واضح آثار تھے' لیکن وہی BBC جو کہ دہلی میں "مس یونیورس" کی شہر میں چہل قدمی کو بڑے اہتمام کے ساتھ طویل رپورٹوں کے ذریعے دکھاتا ہے' وہ ترکی کے ان ضمنی انتخابات کو غائب کر گیا۔

اسی طرح سے ہیٹی میں امریکہ کی پیدا کردہ صورتحال کو تو وہ ہر گھنٹے دہرا دہرا کر نہیں تھکتا' لیکن کشمیر کو جہاں پر روزانہ درجنوں مسلمانوں کو لاشوں میں تبدیل کیا جا رہا ہے' اس کے بارے میں شاید مہینے بھر میں ایک رپورٹ بھی مشکل سے پیش کی جاتی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روس سے آزادی کا مطالبہ کرنے والی مسلم ریاست چیچنیا کے بارے میں گزشتہ دنوں خوب رپورٹنگ رہی' لیکن جیسے ہی روس کی فوج کشی اور حملے کے بعد نئی صورتحال سامنے آئی' تو چیچنیا خبروں سے غائب ہو گیا۔

الجزائر کی تحریک اپنے عروج پر ہے' لیکن ایک زمانے سے صرف اکا دکا تصویری خبروں کی علاوہ الجزائر BBC پر بلیک آؤٹ کا شکار تھا۔ پچھلے ہفتے الجزائر پر ایک دستاویزی فلم THE HIDDEN WAR کا اشتہار آیا تو سوچا کہ شاید کچھ ڈھنگ کی اور POSITIVE فلم ہو گی' لیکن اس پوری دستاویزی فلم کو دیکھ کر ایک عام آدمی صرف اور صرف یہی تاثر لے گا' کہ الجزائر میں وحشی جنونی اور قاتل صفت لوگوں کا ایک گروہ ہے کہ جو اسلام کے نام پر قتل و غارت گری کو ثواب سمجھ کر اپنا نصب العین بنائے ہوئے ہے۔

اسی طرح فلسطین کا معاملہ ہے' کہ یاسر عرفات' شاہ حسین اور حافظ الاسد جیسے غداران امت کو مسلمانوں کا ہیرو بنا کر پیش کیا جاتا ہے' جبکہ حماس و انتفاضہ کو ہمیشہ تاثر جلاتے اور پتھراؤ کرتے دکھایا جاتا ہے۔

تسلیمہ نسرین نے اپنی کتاب لکھ کر کون سا ایسا ادبی کارنامہ سرانجام دیا ہے کہ جس کے بارے میں بی بی سی' یورپی ٹی وی اور یورپی حکومتیں تعریفیں کرتے اور ایوارڈ دیتے نہیں تھکتے۔ صرف یہی نا کہ قرآن کی تعلیمات اور اسلامی ذہن کے خلاف لکھا ہے۔ افغانستان میں یورپی عناصر کے سازشی ذہن سے پیدا کردہ موجودہ صورتحال کو صرف مسلمانوں کے فسادی ذہن کا سبب بتاتے ہوئے ہمیشہ WAR AMONG THE BROTHERS کے عنوان سے گفتگو پیش کی جاتی ہے۔

مسلمانوں کے عقائد و جذبات کو بالکل نظرانداز کرتے ہوئے حج و عید اور رمضان کے ایام کو غائب کر دیا جاتا ہے' لیکن دوسری طرف۔ دیوالی و ہولی کو اتنے اہتمام اور دھوم دھام سے دکھایا جاتا ہے کہ لگتا ہے' جیسے دنیا بھر میں صرف ہندو ہی رہتے ہیں۔ اس لیے یہ بہت اہم تہوار ہیں۔ پچھلے سال حج کے موقع پر BBC نے صرف اس خبر کو جاری کیا کہ جب حج کے دوران افراتفری سے چند حجاج کرام جاں بحق ہوئے۔"

(از محترم عبید اللہ کبیر صاحب' بحوالہ ماہنامہ "الفاروق" کراچی' ص ۶۲' ذی قعدہ ۱۴۱۵ھ)

"ریڈرز ڈائجسٹ" کی اسلام دشمن مہم میں شمولیت

"امریکہ سے شائع ہونے والا دنیا کا سب سے کثیر الاشاعت ماہنامہ "ریڈرز ڈائجسٹ"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی امریکی ذرائع ابلاغ کی اسلام دشمن مہم میں شامل ہو گیا ہے۔ دسمبر (۱۹۹۳ء) کے شمارے میں اسلام دشمنی پر مبنی ایک رپورٹ شامل کی گئی ہے اس کے مندرجات میں تو کوئی نئی بات نہیں' لیکن اہمیت اس وجہ سے ہے کہ "ریڈرز ڈائجسٹ" بہت سارے امریکی روزناموں اور ہفت روزوں سے زیادہ تقسیم ہوتا ہے' اور طویل عرصے تک محفوظ بھی رکھا جاتا ہے۔ اس شمارہ میں امریکی شہریوں کو مسلمانوں سے خبردار کیا گیا ہے۔"

(بحوالہ ماہنامہ "پکار" مارچ' اپریل ۹۴ء ص ۴۶-۴۷)

پاکستان کے دینی حلقے اور بی۔بی۔سی ۲ سے نشر کیے جانے والے ایک پروگرام کی تفصیل اور اس کے اندر چھپے تعصب کی جھلکیاں

"مغربی ذرائع ابلاغ ان دنوں عالم اسلام اور مسلمانوں کی جو تصویر دنیا کے سامنے پیش کر رہے ہیں' وہ ملت اسلامیہ کے اہل علم و دانش کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ بالخصوص پاکستان کے دینی حلقوں کو جس انداز میں عالمی رائے عامہ کے سامنے متعارف کرایا جا رہا ہے' اس کا پوری سنجیدگی کے ساتھ جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ اس سلسلہ میں ہم قارئین کی خدمت میں معروف برطانوی نشریاتی ادارے بی۔بی۔سی ۲ کے نشر کردہ ایک پروگرام کا خاکہ پیش کر رہے ہیں' جس میں مختلف مذہبی پہلوؤں کے حوالے سے پاکستان کے دینی حلقوں کی تصویر کشی کی گئی ہے۔ پروگرام کے پہلے حصہ کے نشر ہونے کی تاریخ ریکارڈ میں نہیں آ سکی' البتہ دوسرے حصہ کے نشر ہونے کی تاریخ ۱۸ اپریل ریکارڈ پر موجود ہے۔ پروگرام کا آغاز جھنگ سے کیا گیا ہے' جس میں بعض عورتوں کو گندم کی کٹائی اور چھٹائی کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے' اور یہ بتایا گیا ہے کہ جھنگ ایک پسماندہ علاقہ ہے' جہاں شیعہ سنی کشیدگی کا ایک طویل پس منظر موجود ہے۔ اس کے بعد بی بی سی کا کیمرہ من ہمیں سیدھا مولانا حق نواز شہید" اور مولانا ایثار القاسمی شہید" کی قبروں پر لے جاتا ہے' ان کی قبروں کی تختیوں کو نمایاں کر کے دکھایا گیا ہے'

پھر اچانک ایک جلسہ کا منظر سامنے آ جاتا ہے' جس سے مولانا اعظم طارق خطاب کر رہے ہیں' پروگرام پیش کرنے والا مولانا موصوف کا بحیثیت ایم۔این۔اے تعارف کراتا ہے' اور مولانا کے خطاب کے بعض حصے سنائے جاتے ہیں' جن میں آیت اللہ خمینی کی بعض عبارات کا حوالہ دے کر شیعہ کی تکفیر پر زور دیا گیا ہے اور "کافر کافر شیعہ کافر" کے پرجوش نعرے سنائے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتے ہیں۔ اس کے بعد کیمرہ مین ہمیں ایک دینی درسگاہ میں لے گیا ہے' جو اپنی عمارت اور گردوپیش کے پس منظر میں کسی پسماندہ علاقے کی درسگاہ نظر آرہی ہے۔ درسگاہ کے ایک کمرے میں بہت سے چھوٹے بڑے طالب علم سوئے ہوئے ہیں' جو اذان کی آواز سن کر اٹھ کھڑے ہوئے ہیں' اور وضو خانہ کی طرف بھاگ رہے ہیں۔ ان میں سے متعدد طلبہ کے پاؤں میں زنجیریں ہیں' اور وہ اسی حالت میں زنجیریں سنبھالتے ہوئے وضو کر رہے ہیں' پھر انہیں نماز پڑھتے ہوئے دکھایا گیا ہے' اتنے میں ایک غریب خاتون کیمرے کے سامنے آجاتی ہے' جو اس مدرسہ میں پڑھنے والے بچے کو ملنے آئی ہے۔ اس بچے کو اپنی ماں سے مدرسہ سے باہر ایک کھلی جگہ میں ملتے ہوئے دکھایا گیا ہے' ماں سے پوچھا گیا ہے کہ اس نے اپنے بچے کو اس مدرسہ میں کیوں بھیجا ہے؟ وہ جواب دیتی ہے کہ قرآن کریم حفظ کرانے کے لیے' دوسرا سوال ہوتا ہے؟ بچے کو کسی سکول میں کیوں نہیں بھیجا۔ ماں حسرت سے جواب دیتی ہے' کہ مجبوری ہے' کیونکہ اس کا باپ بیکار ہے۔ ۱۱ سال سے بیمار ہے' اس لیے مجبوراً بچے کو اس درسگاہ میں بھیجا گیا ہے۔ اب کیمرہ مین ہمیں پھر درسگاہ کے اندر لے جاتا ہے' جہاں بچے استاد کے سامنے بیٹھے سبق یاد کر رہے ہیں' اور ایک بچہ بلند آواز سے سورۃ الرحمٰن کی تلاوت کر رہا ہے' پروگرام کرنے والا بی بی سی کا نمائندہ مدرسہ کے منتظم سے انٹرویو کر رہا ہے' اور اس بات کی وضاحت چاہتا ہے کہ بچوں کو زنجیروں سے کیوں باندھا گیا ہے؟ مدرسہ کے منتظم کا جواب یہ ہے کہ درجہ کتب میں تو ہمارے ہاں اس طرح کی سختی نہیں ہے۔ وہاں طلبہ آزادی کے ساتھ پڑھتے ہیں' لیکن حفظ قرآن کے شعبہ میں ہمیں سختی کرنا پڑتی ہے' کیونکہ سختی کے بغیر بچے قرآن کریم یاد نہیں کر سکتے' زنجیروں سے باندھنے کے بارے میں درسگاہ کے منتظم کا کہنا ہے کہ ہم نے گزشتہ سال اساتذہ کی میٹنگ میں طے کیا تھا' کہ کسی طالب علم کو زنجیر سے نہیں باندھا جائے گا' لیکن جو بچے بھاگ جاتے ہیں' اور والدین انہیں زبردستی پڑھانا چاہتے ہیں' وہ اپنے بچوں کو زنجیروں کے ساتھ باندھنے پر مجبور کرتے ہیں' مدرسہ کے منتظم سے اس انٹرویو کے بعد درسگاہ کے طلبہ کو ایک ساتھ زمین پر بیٹھے کھانا کھاتے دکھایا گیا ہے' اور وہ منظر بلاشبہ ایسا ہے جسے دیکھ کر مغربی دنیا کا کوئی شخص نفرت سے منہ پھیر لینے کے سوا کچھ نہیں کر سکتا۔

اب یہاں سے اچانک ہم ایسی جگہ پہنچ جاتے ہیں' جہاں دینی مدرسہ کے طلبہ کو اسلحہ کی ٹریننگ لیتے دکھایا گیا ہے۔ ایک طالب علم کے ہاتھ میں رائفل ہے' جسے وہ صاف کر رہا ہے' پروگرام پیش کرنے والا بتاتا ہے کہ ان طلبہ نے افغانستان میں اسلحہ کی ٹریننگ حاصل کی ہے۔

پروگرام کے دوسرے حصے کا آغاز سلامت مسیح اور رحمت مسیح سے ہوتا ہے' جو ضلع

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گوجرانوالہ کے مشہور زمانہ توہین رسالت ﷺ کیس کے ملزم ہیں۔ انہیں حوالات میں دکھایا گیا ہے اور وہیں ان سے انٹرویو ہوتا ہے۔ رحمت مسیح کہتا ہے کہ عدالت میں گواہوں نے اس کے بارے میں جھوٹ بولا ہے۔ سلامت مسیح کا کہنا یہ ہے کہ میں ان پڑھ ہوں' اس لیے اتنی بڑی غلطی کیسے کر سکتا ہوں؟ اس کے نزدیک اصل کہانی یہ ہے کہ ہم گاؤں کے چودھریوں کے ماتحت نہیں رہتے تھے' اور ان کے لڑکوں کے کام نہیں کرتے تھے' اس لیے ہمیں اس جھوٹے کیس میں پھنسایا گیا ہے۔ اس انٹرویو کے بعد تحریک تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے کارکنوں کو سروں پر پٹیاں باندھے مظاہرے کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ اسی دوران سلامت مسیح اور رحمت مسیح کو سیشن کورٹ میں پیش ہونے کے لیے جاتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ عاصمہ جہانگیر ایڈووکیٹ مسلح پولیس کے پہرے میں ان ملزموں کو عدالت کی طرف لے جا رہی ہیں۔ دونوں ملزم ایک دوسرے کو صبر اور حوصلہ کی تلقین کر رہے ہیں' دوسرے منظر میں سیشن کورٹ سے سزائے موت کا فیصلہ سن کر ملزم باہر آ رہے ہیں۔ ایک دوسرے سے گلے لگ کر رو رہے ہیں اور پھر انہیں پولیس کی بند گاڑی پر سوار کروا کے روانہ کر دیا گیا ہے۔

اب بی بی سی کا نمائندہ ہمیں ہیومن رائٹس کمیشن پاکستان کے چیئرمین ریٹائرڈ جسٹس دراب پٹیل کے ہاں لے گیا ہے' جنہوں نے اپنے مخصوص انداز میں توہین رسالت ﷺ پر موت کی سزا کے قانون کو ہدف تنقید بنایا ہے۔ اس کے بعد جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم کو ایک طیارے سے اترتے دکھایا گیا ہے' اور تبصرہ کرنے والا کہتا ہے کہ پاکستان میں مذہبی قوانین کا سلسلہ جنرل محمد ضیاء الحق نے شروع کیا تھا' پھر ہم ہیومن رائٹس کمیشن کی سیکرٹری جنرل عاصمہ جہانگیر ایڈووکیٹ کے دفتر میں پہنچ جاتے ہیں' جو عملہ سمیت سلامت مسیح کیس میں سیشن کورٹ کے فیصلے کے خلاف ہائی کورٹ میں اپیل دائر کرنے کے لیے تیاری میں لگی ہوئی ہیں۔ اسی دوران ان سے انٹرویو بھی ہوتا ہے' اور وہ توہین رسالت ﷺ کی سزا کے قانون کے خلاف اپنے نقطہ نظر کا اظہار کرتی ہیں۔ اس کے بعد محترمہ بے نظیر بھٹو کے پہلے دور حکومت میں اسلام آباد میں سلمان رشدی کے خلاف ہونے والے مظاہرہ کی جھلکیاں سامنے آ جاتی ہیں۔ پھر وفاقی شرعی عدالت کا صدر دروازہ اور اس کے باہر لگا ہوا بورڈ دکھایا جاتا ہے۔ اس تبصرہ کے ساتھ کہ توہین رسالت ﷺ پر موت کی سزا کے قانون کے نفاذ کا فیصلہ اسی شرعی عدالت نے کیا تھا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور پھر پروگرام پیش کرنے والے صاحب ہمیں یہ کہتے ہوئے ربوہ لے جاتے ہیں کہ توہین رسالت ﷺ کے سلسلہ میں زیادہ مقدمات احمدیوں کے خلاف ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی تصویر دکھائی جاتی ہے' اور اس کے ایک قول کا بینر سامنے آتا ہے' جس میں اس نے اس جملہ کو الہام قرار دیا ہے کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچا دوں گا" ربوہ کی ایک عبادت گاہ میں ان کا مربی تقریر کر رہا ہے' اور بتا رہا ہے کہ مسیح بن مریم ﷺ فوت ہو چکے ہیں' پھر ۷۴ء کی آئینی ترمیم کا حوالہ دیا جاتا ہے' جس میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا ہے اور ۸۴ء کے صدارتی آرڈی نینس کا ذکر ہوتا ہے' جس کے تحت اسلام کا نام اور اس کے شعائر کے استعمال سے قادیانیوں کو قانوناً روک دیا گیا ہے' پھر ہمیں قادیانیوں کے آرگن "الفضل" کے دفتر لے جایا گیا ہے' جہاں اس کے ایڈیٹر نسیم سیفی "الفضل" کی کاپیاں جوڑتے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں۔ پھر وہ انٹرویو دیتے نظر آتے ہیں اور ان کا کہنا یہ ہے کہ ہمیں کہا جاتا ہے کہ تم مسلمان نہیں ہو' ہم اگر مسلمان نہیں تو پھر اور کیا ہیں؟ اب قادیانیوں کو ایک عبادت گاہ میں نماز پڑھتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ اس کے بعد ہم تحریک تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے ایک اجلاس میں پہنچ جاتے ہیں' جس میں مختلف مکاتب فکر کے علماء بیٹھے ہیں۔ پھر ایک قادیانی وکیل دکھایا جاتا ہے' اور چند قادیانیوں کو کیمرہ کے سامنے لایا جاتا ہے' جن کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ ان کے خلاف مقدمات درج ہیں۔ اب ہم سیدھے سندھ پہنچتے ہیں' جہاں ایک بستی میں قادیانیوں کے خلاف کام کرنے والے مقامی علماء سے سوال و جواب ہوتے ہیں۔ اس کے بعد مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا احمد میاں حمادی سے ایک مجلس میں انٹرویو ہوتا ہے' جو بتاتے ہیں کہ ہم قادیانیوں کو آئین و قانون کا پابند دیکھنا چاہتے ہیں' اور اسی کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں' اگر وہ آئین و قانون کے مطابق رہیں' تو ہمارا ان سے کوئی جھگڑا نہیں۔ اب پھر ایک دفعہ ہم ربوہ میں ہیں۔ وہی نسیم سیفی صاحب کا دفتر ہے' وہ الفضل کی کاپی جوڑ رہے ہیں' اور الفضل پر حکومت کی طرف سے پابندی کا ذکر کرتے ہوئے امتناع قادیانیت کے صدارتی آرڈی نینس کا حوالہ دیتے ہیں۔ ربوہ کا ایک بازار دکھایا جاتا ہے' جہاں لوگوں کی آمد و رفت ہے' تانگے چل رہے ہیں اور ایک مسجد سے باہر نسیم سیفی اپنے ہاتھ میں ایک ایف آئی آر لہرا کر بتا رہے ہیں کہ اس میں ربوہ کی پوری آبادی کو ملزم ٹھہرایا گیا ہے' اور اس کے تحت پولیس ربوہ کے کسی بھی شخص کو کسی بھی وقت گرفتار کر سکتی ہے۔ اس کے بعد ربوہ کے قبرستان میں ہمیں لے جایا جاتا ہے'

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس میں قادیانی امت کے تیسرے سربراہ مرزا بشیرالدین محمود کی قبر کی لوح دکھائی جاتی ہے' اور نسیم سیفی صاحب قبروں پر کچھ پڑھتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔

اب ہمیں سکرین پر پاکستان کے پاسپورٹ کے فارم کا ایک حصہ دکھایا جاتا ہے' جس میں مسلمانوں کے لیے مرزا غلام احمد قادیانی کو جھوٹا قرار دینے کو ضروری قرار دیا گیا ہے۔ ربوہ سے ہم گوجرانوالہ پہنچتے ہیں' جہاں کے ایک محلہ کھیالی میں گزشتہ سال ایک حافظ قرآن فاروق کو چند شرپسندوں کی شرارت پر قرآن کریم کا گستاخ قرار دے کر شہید کر دیا گیا تھا۔

اب ہم لاہور ہائی کورٹ کے سامنے ہیں' جہاں رحمت مسیح اور سلامت مسیح کو سیشن کورٹ کی طرف سے دی جانے والی سزائے موت کے فیصلہ کے خلاف اپیل کی سماعت ہو رہی ہے۔ کورٹ سے باہر نوجوانوں کا مشتعل ہجوم ہے' جو "عشق رسول ﷺ میں موت بھی قبول ہے" کے پرجوش نعروں کے ساتھ اپنے جذبات کا اظہار کر رہا ہے' ان نوجوانوں کو کھلے روڈ پر جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے بھی دکھایا گیا ہے' اور جناب رشید مرتضیٰ ایڈووکیٹ کو نوجوانوں سے خطاب کرتے ہوئے سامنے لایا گیا ہے۔ اتنے میں کورٹ کا فیصلہ سامنے آ جاتا ہے۔ رحمت مسیح اور سلامت مسیح کو بری کر دیا گیا ہے' اور کورٹ سے باہر نوجوانوں کا مشتعل ہجوم فیصلہ کے خلاف احتجاج کر رہا ہے' پھر ہم لاہور کے مرکز ختم نبوت مسجد عائشہ مسلم ٹاؤن میں پہنچ جاتے ہیں' جہاں ایک اجلاس کا منظر دکھایا گیا ہے' اور صوبائی اسمبلی کے رکن پیر سید عارف حسین شاہ آف حافظ آباد بی بی سی کی ٹیم کو انٹرویو دیتے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ ہم ناموس رسالت ﷺ پر حملہ کسی صورت میں برداشت نہیں کر سکتے' اور نہ ہی گستاخی کو انسانی حقوق میں شمار کرتے ہیں' اس کے بعد احتجاجی جلوس کی ایک جھلک دیکھ کر ہم پھر عاصمہ جہانگیر ایڈووکیٹ کا انٹرویو سن رہے ہیں' جو مظاہرہ کرنے والوں کو بنیاد پرست اور دہشت گرد قرار دے کر بتا رہی ہیں کہ ان کی طرف سے اسلام کے نام پر ہمیں دھمکایا جا رہا ہے' پھر سلامت مسیح اور رحمت مسیح کو ایک گاڑی میں لے جایا جا رہا ہے' اس کیفیت کے ساتھ کہ وہ گاڑی کے شیشوں کے پردے آگے کر کے اپنے اور اپنے چہروں پر پردہ ڈال کر باہر کے لوگوں سے چھپنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ پروگرام پیش کرنے والا بتا رہا ہے کہ ان کے قتل کا فتویٰ صادر ہو چکا ہے' اس لیے انہیں چھپا کر لے جایا جا رہا ہے' اور پھر یہ کہہ کر پروگرام کا یہ حصہ مکمل کر دیا جاتا ہے کہ:

"اور قانون میں ابھی تک کوئی تبدیلی نہیں ہوئی"

قارئین محترم! یہ ہے اس سال بی بی سی ۲ سے "ایسٹ" کے عنوان سے نشر ہونے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے پروگرام کے پہلے دو حصوں کا خاکہ جس میں پاکستان کے دینی حلقوں' مدارس اور جماعتوں کی تصویر عالمی رائے عامہ کے سامنے پیش کی گئی ہے۔ اس میں حقیقت اور افسانے کا تناسب کیا ہے؟ اور مختلف واقعات کے حصے بخرے کر کے انہیں از سر نو ایک خاص ترتیب کے ساتھ سامنے لانے کے پیچھے کیا مقاصد اور کتنا تعصب کار فرما ہے؟ اس کا فیصلہ آپ خود کر لیں۔

(بحوالہ ماہنامہ "الشریعہ" گوجرانوالہ اگست ۱۹۹۵ء ص ۱۳-۲۰)

آسٹریلیا میں مسلمانوں سے تعصب

"سڈنی آسٹریلیا کی ایک سرکاری رپورٹ میں یہ اعتراف کیا گیا ہے کہ ملک میں آباد ڈیڑھ لاکھ مسلمانوں میں سے بہت سے تعصب اور خوف و ہراس کا نشانہ بنے ہوئے ہیں' اور آسٹریلیا میں اپنے قیام کے بارے میں شبہات کا شکار ہیں۔ بیورو آف امیگریشن اینڈ پاپولیشن ریسرچ کینبرا کی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ مسلمانوں کو لاحق خوف و ہراس کی متعدد شکلیں ہیں۔ خوف و ہراس کا یہ سلسلہ خلیجی جنگ کے بعد خاص طور پر بڑھا ہے۔ مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ کے ساتھ انہیں ہراساں کیے جانے کے واقعات میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ روایتی پردہ کرنے والی مسلمان خواتین زیادہ پریشان ہیں۔ ملبورن کی موناش یونیورسٹی کے سوشیالوجی کے پروفیسر گیری بوما کی تحریر کردہ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ کچھ مسلمان عورتوں نے یہ شکایت بھی کی ہے کہ پردہ کی وجہ سے ان کے لیے ملازمت کا حصول مشکل ہو گیا ہے۔ ایک مسلمان خاتون نے بتایا' کہ وہ مشکل زندگی گزار رہی ہے' لوگ اسے ایسے دیکھتے ہیں' جیسے وہ پردیسی ہو۔ سرکاری رپورٹ ایسے وقت میں جاری کی گئی ہے جبکہ نسلی تعصب اور منافرت بھڑکانے پر قید کی سزاؤں پر نئے قوانین کا اعلان کیا گیا ہے۔ آسٹریلیا میں مسلمانوں کی آبادی گزشتہ ۲۵ برس کے دوران بڑھ کر ملک کی مجموعی آبادی کا ایک فیصد ہو چکی ہے۔ زیادہ تر مسلمانوں کا تعلق ترکی اور لبنان سے ہے' سروے کے دوران جن مسلمانوں سے انٹرویو لیے گئے ان میں ہر ۸۱ افراد میں سے ۳۸ نے یہ شکایت کی کہ انہیں خوف و ہراس' تعصب اور مذہبی عدم برداشت کا سامنا ہے۔"

(بحوالہ "نوائے وقت" ۹۴-۱۱-۵)

مذہب کو ذاتی مسئلہ اور ہر ایک کو اپنے اپنے مذہب پر عمل پیرا ہونے کی آزادی کا نعرہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لگانے والے آسٹریلیا کے معاملے میں کیوں خاموش ہیں' کیا یہ صرف نعرے ہی ہیں؟ یا ان کا اطلاق صرف مسلمان ملکوں میں موجود غیر مسلم اقلیتوں کے لیے ہے' اگر ایسا ہے اور یقیناً ایسا ہی ہے' تو پھر جو لوگ ان معاملات کو صلیبی تعصب اور مسلمانوں سے تاریخی حسد و عناد کے تناظر میں دیکھتے ہیں' تو ان کا ایسا دیکھنے کو بے محل اور بے جا یا غلط کہنا تاریخی سچائی سے چشم پوشی کے مترادف ہو گا۔

مسلمانوں کے مذہبی جذبات کے لیے تازیانہ عبرت

اسرائیلی شہر اشدود میں یہودیوں کے قائم کردہ ڈسکو ڈانس کلب کا نام "مکہ" رکھ دیا گیا

"یہودیوں کی اسلام اور مسلم دشمنی کی تاریخ رقم کرنے والا مورخ ۱۹۹۴ء کے سال کو مسلم تاریخ کا سیاہ ترین دور قرار دے تو بے جا نہ ہوگا' کیونکہ اسی سال کے اوائل میں "امریکہ برانڈ امن معاہدات" کے ذریعے بیت المقدس کو یہودیوں کے ہاتھ فروخت کرنے کی مذموم کوشش عمل میں آئی تھی۔ نتیجتاً مسلمانوں کو گزند پہنچانے کی پالیسی پر عمل کرتے ہوئے متعصب دہشت گرد یہودیوں نے ۲۵ فروری ۱۹۹۴ء مقبوضہ مغربی کنارے کے شہر الخلیل میں ۷۰ سے زائد روزہ دار نمازیوں کو مسجد ابراہیمی کے صحن میں اندھا دھند فائرنگ کر کے خون میں نہلا دیا گیا......اور آج مسلمانوں کے مذہبی لحاظ سے سب سے زیادہ محترم مقدس اور بابرکت شہر "مکۃ المکرمہ" کے تقدس کو پامال کرتے ہوئے یہودیوں نے اسرائیل کے شہر اشدود میں اپنے ایک ڈسکو کلب کا نام "مکہ" رکھ کر ایک بار پھر مسلمانوں کی مذہبی اور ملی حمیت کو للکارا ہے۔

اردن کے دارالحکومت عمان سے شائع ہونے والے معروف عربی ہفت روزہ "السبیل" اپنی ۱۰ اکتوبر ۹۴ء کی اشاعت میں اس روح فرسا خبر کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ تل ابیب کے جنوب میں واقع اسرائیل کے اہم شہر اشدود میں ایک ڈسکو کلب جسے یہودی انتظامیہ نے مکہ ڈسکو کلب کا نام دیا ہے' کی افتتاحی تقریب منعقد ہوئی۔ افتتاح کی تقریب کی تشہیر کے لیے چھاپے گئے پوسٹرز میں اس کلب کی عمارت جو کہ مسجد کے گنبد سے مشابہت رکھتی ہے کی تصویر کے نیچے عبرانی زبان میں کلب کا نام "مکہ ڈسکو کلب" جلی حروف

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں تحریر ہے۔"

(بحوالہ پندرہ روزہ "بیت المقدس" ۳۱ اکتوبر ۱۹۹۴ء، ص ۱۲)

اس کی مثال تو ایسے ہی ہے جیسے ہم گٹر سے ابلنے والے نالے کا نام گنگا و جمنا رکھ دیں، یا عریاں فلمیں دکھانے والے سینما کا نام "ویٹیکن سٹی" رکھ دیں یا لاہور شہر کی گندگی جمع کرنے والا مرکزی فلتھ ڈپو کا نام قادیان رکھ دیں، لیکن ظاہر ہے کہ ہم ایسا نہیں کریں گے، کیونکہ مسلمانوں کی رواداری کی حقیقی روایات ایسا کرنے کی اجازت نہیں دیتیں، لیکن بہرحال مسلمانوں کو غیرت کا مظاہرہ کرنے میں تو کوئی رکاوٹ نہیں! لیکن غیرت کا مظاہرہ تو جب ہی ممکن ہے، جب کہ جوہر غیرت باقی ہو، مگر اب تو یہ حال ہے کہ مسلمان نہیں خاک کا ڈھیر ہے۔

برطانوی خفیہ اداروں نے عرب طلبہ کی فہرست طلب کر لی

"برطانوی دارالحکومت کے باخبر ذرائع نے اس بات کی تصدیق کی ہے کہ برطانوی خفیہ اداروں نے مختلف برطانوی جامعات سے ان غیر ملکی طالب علموں کی فہرست طلب کی ہے کہ جو سائنس کے میدان میں اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ حکومت برطانیہ کی طرف سے اپنے خفیہ اداروں کو جاری کی جانے والی ان ہدایات کے بموجب فزکس، کیمسٹری اور بائیولوجی کے میدان میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے والے عرب طلباء کو "خفیہ والوں" کی طرف سے تیار کردہ ایک سوالنامے کے جواب دینے ہوں گے، تاکہ اس کی روشنی میں علوم و فنون کے میدان میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے والے طالب علموں کے عزائم کو جانا جا سکے۔

اس فیصلے کی روشنی میں پاکستان، عراق، لیبیا اور ایران کے طلباء کی فہرست بھی حاصل کی جائے گی۔ برطانوی حکام کا کہنا ہے کہ اس فیصلے کا مقصد خطرناک اسلحے کی تیاری سے متعلق ٹیکنالوجی کے فروغ کو روکنا ہے۔ یاد رہے کہ صیہونی ریاست اسرائیل کے طالب علموں کو اس فیصلے کے اطلاق سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے۔

اس وقت تقریباً ۱۵۰ اسرائیلی طلباء برطانیہ کی مختلف یونیورسٹیوں میں حساس نوعیت کی ٹیکنالوجی سے متعلق سائنسی علوم میں اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ برطانیہ میں سائنس کی تعلیم حاصل کرنے والے غیر ملکی طلبہ کی مجموعی تعداد ۲۴ ہزار کے قریب ہے۔ ان طلباء میں ۴۳۴ سعودی، ۱۵۶ کویتی، ۶۶۳ پاکستانی، ۴۴۸ لیبیائی اور ۱۵۸ ایرانی طلباء شامل ہیں۔ ان ذرائع کا کہنا ہے کہ برطانوی جامعات کے وائس چانسلرز پر مشتمل کمیٹی نے ان نئی ہدایات

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر عمل در آمد کے فیصلے کو یقینی بنانے میں اپنی ہر ممکن مدد کا یقین دلایا ہے۔"
(پندرہ روزہ "بیت المقدس" اسلام آباد' ۱۳۱ اکتوبر ۱۹۹۴ء' ص ۱۹)

برطانیہ میں مسلمان اور جمعہ کی نماز کے لیے تعطیل؟

"برطانیہ میں پانچ سال کے دوران مسلمانوں کی تعداد بڑھ کر دو ملین سے تجاویز کر گئی ہے' یہاں مسلمانوں کی تعداد میتھوڈسٹ اور بپٹسٹ کلیسا کے ارکان کی مشترکہ تعداد سے بھی زیادہ ہے۔ جبکہ جمعہ کی تعطیل کے لیے مسلمانوں کی مہم ہنوز جاری ہے۔ برطانوی مسلمانوں سے سوتیلی ماں جیسا سلوک کرنے کا اعتراف لیبر پائی نے بھی کیا ہے"۔
(بحوالہ اردو ڈائجسٹ' مئی ۹۴' ص ۵۲)

روم میں مسجد کے افتتاح کے موقع پر اطالوی صدر پوپ جان پال دوم' دیگر راہنماؤں اور اخبارات کے تعصب انگیز بیانات

"۲۱ جون کو جب مسجد کا افتتاح کیا گیا' تو دنیا بھر کے عیسائیوں کے رہنماؤں کا غم و غصہ تو رہا ایک طرف' خود پوپ جان پال دوم بھی اپنے غصے اور طیش کو قابو میں نہ رکھ سکے۔ انہوں نے مسجد کے خلاف اور بین السطور عالم اسلام کے جملہ مسلمانوں کے خلاف اپنے ایک بیان میں کہا۔ "اب وقت آ گیا ہے کہ مسلمان ممالک میں بسنے والے عیسائی بھی کیتھولک چرچوں کی تعمیر کرنے پر زور ڈالیں (کیا پہلے کم ہیں) اور یہ کہ مسلمان ممالک میں بسنے والے اقلیتی عیسایوں کو ان کے تمام حقوق دینا پڑیں گے۔" مغرب کا عیسائی اور یہودی میڈیا جسے بظاہر اپنے روادار' وسیع الظرف اور سیکولر ہونے پر بڑا ناز ہے' بھی اس موقع پر مسلمانوں کے خلاف اپنی نفرت اور ناپسندیدگی کے جذبے کو دبا نہ سکا۔ مغرب کے عیسائی لیڈروں اور اخبارات و جرائد نے دانستہ مسجد کے افتتاحی دن اسلام کو ایک ایسے مذہب کے روپ میں پیش کرنے کی مفسدانہ جسارت کی کہ جس میں رواداری نام کی کوئی شئے نہیں ملتی۔ ان اداروں اور افراد نے نمایاں طور پر اسلام کو مغرب کے لیے ایک خطرہ قرار دینے کے ساتھ ساتھ ملعون رشدی اور بنگلہ دیش کی ڈاکٹر تسلیمہ نسرین کے ناموں کو اچھالا اور کہا گیا کہ وہ مذہب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

جس کے اندر سلمان رشدی (ملعون) اور تسلیمہ نسرین (گستاخ قرآن) ایسے لکھاریوں کو جذب کرنے کی استطاعت نہیں ' وہ مذہب (یعنی اسلام) عالم انسانیت کے لیے فلاح اور امن کا پیامبر کیسے ہو سکتا ہے؟

مسجد کی افتتاحی تقریب میں پوپ جان پال دوم کو بھی مدعو کیا گیا تھا' مگر انہوں نے دانستہ اس میں شرکت نہ کی۔ اس کے بجائے وہ اسی روز روم میں ہی واقع سینٹ پیٹرز سکوائر میں کیتھولک عیسائیوں کے ایک بڑے اجتماع سے خطاب کرنے چلے گئے۔ انہوں نے اپنے خطاب میں مسلم ممالک کے اندر پائی جانے والی عیسائی اقلیتوں سے عدم رواداری کا خصوصی ذکر کیا اور ان ممالک میں عیسائیوں پر ڈھائے جانے والے (نام نہاد) مظالم کا بھی ذکر کیا۔ خطاب کے وسط میں انہوں نے روم کی پہلی مسجد کے قیام پر مسلمانوں کو بادل نخواستہ مبارک باد دیتے ہوئے کہا' "خوشی کی بات ہے کہ اب مسلمان اپنی اس نئی مسجد کے اندر عبادت کر سکیں گے۔ ہم عیسائیوں کے دل کھلے ہیں۔ اپنے تمام عیسائی ممالک میں بسنے والے تمام مسلمانوں کے تمام مذہبی حقوق تسلیم کرتے ہیں اور ان کی عمل داری کے لیے انہیں تمام ضروری سہولتوں سے بھی مزین کرتے ہیں' مگر بدقسمتی کی بات ہے کہ ساری دنیا میں جہاں جہاں مسلمان ممالک آزادی کے ساتھ بروئے کار ہیں' وہاں وہاں عیسائیوں کے تمام بنیادی حقوق غصب اور سلب کیے جاتے ہیں۔ عبادت جو ہر انسان کا بنیادی حق ہے' کے فرائض آزادی سے ادا کرنے کی راہ میں نہ صرف مختلف رکاوٹوں اور مزاحمتوں کا سامنا ہے' بلکہ وہ عیسائیوں کو غیرانسانوں اور اچھوتوں کے درجے پر رکھنے پر اصرار بھی کرتے ہیں۔ انہیں برابر کا شہری ماننے پر کوئی بھی مسلمان اور مسلم ممالک تیار نہیں۔"

(کس قدر سفید جھوٹ ہے۔ صرف ایک اسلامی ملک یعنی پاکستان کے حالات ہی پوپ کے اس بیان کی قلعی کھولنے کے لیے کافی ہیں۔ جہاں چیف جسٹس سے لے کر وزراء تک اور وزراء سے لے کر جرنل تک عیسائی اہم عہدوں پر فائز ہیں اور رہے ہیں اور جہاں ہر بڑے شہر کے ہر اہم چوک میں چرچ صلیب سمیت پورے طمطراق سے موجود ہیں۔ اس قدر آزادی کے باوجود روم میں صرف ایک مسجد بننے پر پوپ سمیت عیسائی ذرائع ابلاغ کے یہ تعصب بھرے بیانات کیا رواداری کی علامت ہیں؟)

پیرس سے شائع ہونے والے سب سے بڑے فرانسیسی اخبار روزنامہ "لی مونڈ" نے روم میں بننے والی عظیم الشان مسجد اور اسی روز پوپ جان کے خطاب پر تبصرہ کرتے ہوئے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے اداریے میں لکھا۔ "کیتھولک عیسائیوں کے مرکزی اور عظیم روحانی رہنما پوپ جان جب یہ کہتے ہیں کہ عالم اسلام کے مسلمان ممالک عیسائیوں کو اپنے ہاں عبادت گاہیں تعمیر کرنے کی اجازت نہیں دیتے' اس ضمن میں اگرچہ انہوں نے واضح طور پر کسی بھی مسلمان ملک کا نام نہیں لیا' مگر یہ اندازہ لگانا قطعی مشکل نہیں کہ ان کا اشارہ سعودی عرب کی طرف تھا۔ یہ سعودی عرب ہی ہے' جس نے روم کی مذکورہ بالا نو تعمیر شدہ اور پہلی مسجد کے بنانے اور اس کی تزئین و آرائش میں بنیادی نہیں مرکزی کردار ادا کیا' اور یہ بتانا اب کوئی انکشاف نہیں رہا کہ عیسائی دنیا میں دھڑا دھڑ مسجدیں بنانے کے لیے سعودی عرب بنیادی سرمایہ فراہم کر رہا ہے۔" مذکورہ اخبار نے اپنے اس اداریے میں باطنی طور پر جس ماہرانہ انداز میں فساد اور تباہی کے بیج بوئے ہیں' وہ ہر صاحب فکر کے لیے اظہر من الشمس ہے۔

مسجد کی افتتاحی تقریب میں مدعو اطالوی صدر آسکر نے اپنی تقریر میں اسی غم و غصہ کا بڑے سفارتی انداز میں اظہار کرتے ہوئے کہا' "ہم تہذیب کے اصولوں کو تسلیم کرتے ہیں۔ مذہبی نقطہ نگاہ سے بھی ہم رواداری کا دوسرے لوگوں کی نسبت زیادہ مظاہرہ کرتے ہیں' جس کا واضح اور بین ثبوت یہ مسجد ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ساری دنیا میں یہ اصول نہ صرف تسلیم کیا جائے بلکہ اسے لاگو کرنے والی قوتیں بھی حرکت میں آنی چاہیں۔ رواداری کے اصول کو صرف مغربی اور عیسائی ممالک کی حدود میں محدود نہیں رہنا چاہیے۔

(نام نہاد رواداری کا یہی وہ تاج ہے' جسے مغربی ممالک نے خود ہی اپنے سر پر سجا رکھا ہے' اس میں حقیقت کتنی ہے' اور پروپیگنڈہ کتنا' اس کی وضاحت اور قلعی کھولنے کے لیے ہی یہ کتاب آپ کی خدمت میں پیش کی گئی ہے۔ تمام مسلمان ممالک میں بالعموم اور پاکستان میں بالخصوص غیر مسلم اقلیتیں جس آزادی اور سکون سے محفوظ زندگی گزار رہی ہیں' اور ان سے جو غیر معمولی روادارنہ سلوک کیا جاتا ہے' اگر وہ ہمارے بھائیوں کو مغربی ممالک میں بھی حاصل ہوتا تو یقیناً ہمیں یہ سطور ترتیب دینے کی زحمت نہ اٹھانا پڑتی)

مسجد کی تعمیر سے قبل اور بعد میں بھی اٹلی کی بعض سیاسی اور مذہبی تنظیموں کا منفی اور شرانگیز پروپیگنڈہ جاری رہا' اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ سب کی کوشش تھی کہ مسجد تعمیر کے انجام کو نہ پہنچنے پائے۔ مخالفت کرنے والی تمام قوتوں کی رہنمائی کا "فریضہ" اٹلی کی ایک نیم مذہبی مگر موثر سیاسی جماعت ادا کر رہی تھی۔ اس جماعت کا نام "کیتھولک کونسل آف ناردرن لیگ" ہے' جو سارے ملک میں "ناردرن لیگ" کے نام سے جانی پہچانی جاتی ہے۔ یہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جماعت اٹلی بھر میں اپنے نسل پرستانہ نظریات اور افکار کے حوالے سے مشہور ہے۔ ۲۳ جون کو اس جماعت کے صدر نے اطالوی پارلیمینٹ کے ایوان زیریں کے سپیکر مسٹر آئرن پاوٹی کے ہمراہ مسلمانوں کے خلاف زبردست مظاہرہ کیا۔ مظاہرہ کرنے والوں کے ساتھ لیانو کلچرل سنٹر کے ارکان بھی شامل تھے۔ واضح رہے یہ لوگ ہر سال ۲۳ جون کو ایک زبردست تقریب کا انعقاد کرتے ہیں' جس میں یورپ میں مقیم مسلمانوں کو دیس نکالا دیا جانے پر زور دیا جاتا ہے۔ ۲۳ جون ہی کو وہ اس دن کی یاد بھی مناتے ہیں' جب سلطنت عثمانیہ کے سب سے بڑے بحری بیڑے کو روم کے عیسائی بحری افسر نے زبردست شکست سے دوچار کیا تھا۔ لیانو کلچرل سنٹر کے صدر نے اپنے خطاب میں دو مطالبات رکھے۔ (۱) نئی تعمیر ہونے والی مسجد میں جب اذان دی جائے تو اس کی آواز باہر نہیں سنائی دینی چاہیے۔ (ہمارے ہاں تو چرچ کی گھنٹیاں علی الاعلان بجائی جاتی ہیں اور ان کی آواز پر کوئی پابندی نہیں) (۲) آئندہ روم میں کوئی دوسری مسجد تعمیر نہیں ہونے دیں گے۔

یورپ خصوصاً اٹلی میں بسنے والے مسلمانوں نے مسٹر آئرن پاوٹی کے بنفس نفیس ایک شرپسند اور نسل پرست جماعت کے جلسے میں شریک ہونے پر افسوس کا اظہار کیا' کہ مسٹر آئرن کو صدر اور سینٹ کے سپیکر کے بعد ملک بھر میں سرکاری سطح پر تیسرا اہم ترین مقام حاصل ہے' جو دراصل عوام کا عطا کردہ ہے۔ مسجد اور اس سے متصل تعمیر شدہ اسلامک کلچرل سنٹر کے افتتاح کو ابھی پانچ دن بھی نہیں گزرے تھے' کہ روم کے ایک شمالی قصبے میں اٹلی کی پولیس نے مسلمانوں کے گھروں اور ایک اسلامک کلچرل انسٹی ٹیوٹ پر دھاوا بول دیا۔ مسلمانوں کی گھر گھر تلاشی لی گئی اور پھر گیارہ مسلمانوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ گرفتار شدہ ان نوجوانوں کو تمام ٹیلی ویژنوں پر دکھایا' اور کہا گیا' کہ یہ "اسلامی انتہا پسند" اور "بنیاد پرست" لوگ ہیں' جو بنیاد پرست گروپوں کے لیے فنڈز اکٹھا کرنے پر مامور کیے گئے ہیں۔ لندن سے شائع ہونے والے معروف اخبار روزنامہ "گارڈین" نے اس دھاوے پر تبصرہ کرتے ہوئے اپنے اداریے میں لکھا۔ "روم میں تعمیر ہونے والی پرشکوہ مسجد اور اس سے متصلہ اسلامک کلچرل سنٹر کے دوسرے بہت سے مقاصد میں سے ایک واضح اور نمایاں مقصد یہ ہے کہ یورپ اور اٹلی میں مسلمان آبادکاروں کے مفادات کا نہ صرف تحفظ کیا جائے' بلکہ وہاں اسلامی بنیاد پرستی کے جذبات کو بھی فروغ دیا جائے۔" اس جانبدارانہ اور متعصبانہ اخباری تبصرہ کی پشت پر سارے مغربی عیسائی ممالک کے مجموعی اسلام دشمن رویے کو محسوس کیا جا سکتا ہے' اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آئندہ کے مقاصد کیا ہیں۔"

(از جناب تنویر قیصر شاہد صاحب' بحوالہ "نوائے وقت" ۲۲ اگست ۱۹۹۵ء)

برطانوی معاشرے کا نسلی اور مذہبی تعصب بوسنیا کے مسلم مہاجرین پر برطانیہ کی سرزمین تنگ ہو گئی

"برطانیہ کے کثیر الاشاعت اخبار دی "سنڈے ٹائمز" میں حال ہی میں "ایسکس میں نسلی تطہیر" کے عنوان سے ایک چونکا دینے والی رپورٹ شائع ہوئی ہے۔ جس میں بتایا گیا ہے کہ بوسنیا سے لٹ کر برطانیہ آنے والے تباہ حال بوسنیائی مہاجروں کو مقامی آبادی کے ہاتھوں سخت نسلی منافرت کا سامنا ہے۔ بوسنیا کہ جہاں سرب حملہ آوروں نے آتش و آہن کی بارش میں مسلمانوں پر اپنی ہی سرزمین تنگ کر دی ہے۔ لاکھوں کی تعداد میں افراد قتل کر دیئے گئے ہیں' اور غالب آبادی کو مہاجرت پر مجبور کر دیا ہے۔ بہت سے یورپی ممالک جن میں جرمنی اور سویڈن سرفہرست ہیں' نے انسانی ہمدردی کے خوشنما بینر تلے ان مہاجروں کے لیے اپنے دروازے وا کیے ہیں۔ تقریباً دو ہزار مہاجر برطانیہ میں پناہ گزین ہیں' لیکن مقامی آبادی کے اندر ان بے خانماں مہاجرین کے لیے نفرت کے جذبات چھپے نہیں رہ سکے۔ "سنڈے ٹائمز" کے نامہ نگار لوئی راجرز کے الفاظ میں۔

"سربوں کے اذیتی کیمپوں سے بچ نکل کر برطانیہ میں پناہ حاصل کرنے والے بوسنیائی مہاجرین واپس اپنے جنگ زدہ وطن میں لوٹ جانا چاہتے ہیں' کیونکہ یہاں انہیں مقامی سفید فام غنڈوں کی دہشت گردی کے ہاتھوں ایک اور قسم کی نسلی تطہیر کا سامنا ہے۔ انہیں باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت ہراساں کیا جا رہا ہے' تاکہ وہ یہاں سے نکلنے پر مجبور ہو جائیں۔ ان پر سنگ باری کی جاتی ہے۔ بارہا ان کے گھر لوٹے گئے ہیں' اور دروازوں اور کھڑکیوں پر گندگی لیپ دی جاتی ہے' ایسکس کے اس علاقے میں جب بوسنیائی بچے اور بوڑھے گھروں سے نکلتے ہیں تو مقامی آبادی ان پر طنزیہ آوازے کستی ہے اور ان پر بیئر کے خالی ڈبے پھینکے جاتے ہیں۔

۵۶ سالہ کامل کلاپچ جسے سربوں نے صابن کھانے پر مجبور کیا' وہ کسی طرح بچ کر برطانیہ آگیا۔ کہتا ہے کہ ہمارے ساتھ دھوکہ ہوا ہے' ہمارا خیال تھا کہ برطانیہ میں کسی قسم کی نسلی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منافرت نہیں ہوگی' لیکن یہاں آکر ہمیں سخت مایوسی ہوئی ہے۔ کامل جو کہ لندن کے قریب آکنڈن میں رہائش پذیر ہے۔ اس کے برطانوی پڑوسی نے اینٹ سے اس پر حملہ کر کے ٹانگ میں گہرا زخم لگایا۔

خوف اور دہشت کا یہ عالم ہے کہ متاثرہ خاندان اپنے بچاؤ کی ہمت نہیں کرپاتے۔ پڑوسیوں کے بچے ان کے گھروں میں گھستے ہیں۔ ان کا سامان اور رقم اچک لے جاتے ہیں اور یہ بے چارے بے بسی کے عالم میں دیکھتے رہ جاتے ہیں۔

ایک ۲۷ سالہ کار مکینک جو کہ شمالی مغربی بوسنیا کے قصبے کوزارک کا رہنے والا ہے۔ وہاں ۲۸۰۰۰ بوسنیائی مسلمانوں کو قتل اور تتر بتر کر کے شہر کی "تطہیر" کر دی گئی۔

یہاں برطانیہ میں اسے مقامی ٹھگوں نے لوٹ لیا' اور خوف کے مارے اپنا نام نہیں بتا رہا تھا' اور نہ ہی رپورٹ درج کرانے کے لیے تیار تھا' کہ مبادا اس پر دوبارہ حملہ کر کے مزا چکھایا جائے۔ اس کا خیال تھا کہ مقامی حکام اس کی مدد نہیں کریں گے۔

گزشتہ ہفتے ہائڈوکانیر اور اس کے بیٹے ثاقب پر چند مقامی لڑکوں نے حملہ کر دیا۔ جب انہوں نے ان کو بھگانے کی کوشش کی تو ایک مقامی لڑکے کا باپ چھری لے کر آگیا اور انہیں جان بچا کر بھاگنا پڑا۔ اس طرح کے ان گنت واقعات ہوئے ہیں' لیکن بوسنیائی ڈر کے مارے رپورٹ تک نہیں دیتے۔ برطانوی پولیس ان واقعات کی تحقیق میں مصروف ہے' اور مقامی پولیس کے ایک انسپکٹر کو اس کام پر مامور کیا گیا ہے۔ اس نے بتایا کہ دہشت گردی اور زیادتی کے واقعات اس حد تک پہنچ گئے ہیں کہ ہم نے مہاجرین کو خصوصی موبائل ٹیلی فون مہیا کیے ہیں' تاکہ وہ فوری طور پر ایمرجنسی پولیس سے رابطہ کر سکیں۔ مقامی لوکل کونسل کے عہدیدار بھی ان معاملات پر تشویش کا اظہار کر رہے ہیں۔ بوسنیائی مہاجروں کے رہنما یہ خیال کرتے ہیں کہ ان کے ساتھ دھوکہ ہوا ہے' وہ نسلی منافرت کی اس فضا سے نکل کر فوراً واپس پلٹنا چاہتے ہیں کہ وہاں ان کے گھر بمباری سے تباہ ہو چکے ہیں' اور علاقہ سربوں کے قبضے میں ہے۔

برطانوی حکمران ٹوری پارٹی کے ایک مقامی کونسلر نے ان واقعات پر اظہار خیال کرتے ہوئے کھلم کھلا کہا' کہ تمام غیر ملکیوں کی طرح بوسنیائی مہاجرین کو فی الفور برطانیہ کی سر زمین سے بے دخل کر کے واپس وہاں بھیج دینا چاہیے جہاں سے یہ آئے ہیں۔

امت مسلمہ کے اکثر دانشوروں کا یہ خیال تھا کہ وسیع پیمانے پر بوسنیائی مسلمانوں کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انخلاء اور یورپی ممالک کی خوش آمدید پالیسی دراصل نسلی تطہیر کی ایک بہت ماہرانہ چال ہے' کیونکہ یورپی النسل ہونے کے ناطے بوسنیائی مسلمان آسانی سے ان معاشروں میں جذب ہو جائیں گے اور اگلی نسلوں تک اپنا تشخص کھو دیں گے' لیکن مندرجہ بالا رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یورپی ممالک کے عام شہری نسلی منافرت کے جذبات سے خالی نہیں اور اس قسم کے حالات بوسنیائی مسلمانوں کی اذیت میں مزید اضافہ کریں گے۔"

(از ڈاکٹر مناظر احسن صاحب' بحوالہ ہفت روزہ "ندائے ملت" لاہور' ۴ نومبر ۱۹۹۴ء)

مسلم لیگ (ن) کے جلسہ میں پرچم نذر آتش کرنے پر امریکہ کا احتجاج اور ہمیں توہین رسالت پہ بھی یہ حق نہیں؟

"اسلام آباد امریکی سفارت خانے نے مسلم لیگ (ن) کی طرف سے راولپنڈی میں دو دسمبر کے جلسہ میں امریکی پرچم نذر آتش کیے جانے پر احتجاج کیا ہے' معلوم ہوا کہ امریکی سفارت خانہ شعبہ سیاسی امور نے مسلم لیگ کے کئی مرکزی رہنماؤں اور مسلم لیگ سیکرٹریٹ سے احتجاج کرتے ہوئے کہا ہے کہ ان کے نزدیک مسلم لیگ کوئی مذہبی انتہاپسند جماعت نہیں' لیکن اس کے جلسہ میں مذہبی انتہا پسند جماعتوں کا طرز عمل اختیار کرنا ہمارے لیے اچنبھے کی بات ہے۔"

(بحوالہ روزنامہ "پاکستان" لاہور' ٦ جنوری ۱۹۹۵ء)

یہ ہوتا ہے باوقار اور باعزت قوموں کا طرز عمل

پرچم کسی قوم کا مقدس شعار سمجھا جاتا ہے' اس کی تعظیم و حرمت کو وہ قوم جس طرح عزیز رکھتی ہے' دوسری اقوام سے بھی وہ اسی رویہ کی توقع رکھتی ہے' اور ہر قوم کا یہ حق واقعی تسلیم بھی کیا جانا چاہیے' مگر افسوس تو وہاں پر ہوتا ہے کہ جب مسلمانوں کو جرم ضعیفی کی سزا کچھ اس انداز سے دی جاتی ہے کہ ان کی طرف سے کسی ایسے حق کے محض احترام کا مطالبہ بھی بنیاد پرستی' دقیانوسیت اور رجعت پسندی کہہ کر نظرانداز کر دیا جاتا ہے۔ ہمیں تو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہماری عزیز ترین ہستی یعنی نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والوں کو سزا کا بلکہ ان کے خلاف احتجاج کا حق بھی نہیں دیا جاتا' بلکہ سلمان رشدی اور تسلیمہ نسرین جیسے کرداروں کو اس "کارنامے" پر اعزازات سے نواز کر مسلمانوں کے کٹے دل پر مزید نمک چھڑکا جاتا ہے' اور ساتھ ہی یہ بھی کہا جاتا ہے' کہ وہ مذہب جس کے اندر سلمان رشدی اور تسلیمہ نسرین ایسے لکھاریوں کو جذب کرنے کی استطاعت نہیں' وہ مذہب عالم انسانیت کے لیے فلاح اور امن کا پیامبر کیسے ہو سکتا ہے۔

اگر اسی کے جواب میں ہم یہ کہیں کہ وہ قوم جو اپنے پرچم کی معمولی توہین بھی برداشت کرنے کی اہلیت نہیں رکھتی' وہ روشن خیال' روادار' وسیع الظرف اور حقوق انسانی کی پاسدار کیسے ہو سکتی ہے؟ اور پھر یہ کہ جس شخص یا اشخاص نے پرچم جلایا' تو کیا اظہار رائے کی آزادی کے انسانی حق کی رو سے اپنے جذبات کے اظہار کے اس مخصوص طریقے کو استعمال کرنے کا حق انہیں حاصل نہ تھا؟ اگر کہا جائے کہ نہیں! تو یہی تو ہم کہتے ہیں کہ اظہار رائے کی آزادی یا کسی بھی انسانی حق کی آزادی غیر مشروط نہیں' بلکہ حالات' اقوام' مذاہب اور روایات کے ساتھ مشروط ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہی انسانی حق ایک جگہ مستحسن سمجھا جائے' تو دوسری جگہ دوسری قوم کی روایت و تہذیب اس کو ناپسندیدہ قرار دیتی ہو۔ مثلاً شادی کے موقع پر دلہن کا ہاتھ پکڑنا' اگر یورپ میں پسندیدہ ہے' تو یہی حق افریقہ کے بعض ممالک' بلکہ ایشیا کے بعض علاقوں میں بھی معیوب سمجھا جاتا ہے۔ پچھلے دنوں مصر سے یہ خبر آئی کہ وہاں رخصتی کے وقت دولہا نے دلہن کا ہاتھ پکڑ لیا' تو دلہن کے بھائی کو اس "غیر مہذب" حرکت پر اس قدر اشتعال آیا کہ اس نے گولی چلا دی' جس سے ایک آدمی قتل ہو گیا۔ اس لیے انسانی حقوق کا تعین کرتے وقت اقوام اور ان کی تہذیبی' اخلاقی' جغرافیائی اور مذہبی روایات کو مد نظر رکھنا لازمی ہے' کوئی بھی حق ہر جگہ' ہر علاقے اور ہر قوم میں ہر وقت یکساں طور پر نافذ نہیں کیا جا سکتا۔ بعینہٖ مسلمان قوم کی یہ مذہبی اور تہذیبی روایت ہے کہ وہ اپنے پیارے نبی ﷺ کے خلاف کوئی بھی بات سننا برداشت نہیں کرتے۔ کجا کہ ان کے پیغمبر کی شان میں گستاخی ہو' اور گستاخوں کو ہیرو بھی بنا دیا جائے؟ اگر جواباً امریکہ کے چوروں' ڈاکوؤں اور قاتلوں کو تو چھوڑیئے' اگر ہم صرف پرچم جلانے کے معمولی جرم کے حامل افراد کو ہی ہیرو بنا کے پیش کریں' اور امریکہ کے اس احتجاج پر اسے تنگ نظری' رجعت پسندی' تعصب اور عدم رواداری کے طعنے دینے لگیں' تو کیا امریکہ بہادر کی طبع نازک پر یہ گراں نہ گزرے گا؟ جس طرح امریکہ کا پرچم امریکہ کا ہی ہے' کوئی اور اسے اگر اپنے نام سے استعمال کرے' تو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یقیناً یہ بھی امریکہ کے لیے ناقابل برداشت ہوگا' اور پرچم جلانے کی طرح اسے بھی امریکہ توہین ہی کے زمرے میں خیال کرے گا' اسی طرح اسلام اور مسلمانوں کی مقدس اصطلاحات مثلاً صحابہ' اہل بیت' امہات المومنین' سیدۃ النساء بھی صرف مسلمانوں کی ہی ہیں' مگر جب قادیانی حضرات مرزا غلام احمد کے ساتھیوں کو صحابہ' اس کے خاندان کو اہل بیت اس کی بیویوں کو امہات المومنین اور اس کی بیٹی کو سیدۃ النساء کہتے ہیں' تو اسی طرح مسلمانوں کے قلوب زخمی اور جذبات مجروح ہوتے ہیں' اور جب مسلمان اس پر احتجاج کرتے ہیں' تو قادیانیوں کے ساتھ ساتھ امریکہ بھی انسانی حقوق اور رواداری کے نام پر مسلمانوں کے لب پر تالے لگانے کے لیے کوشاں ہو جاتا ہے' اگر اپنے قومی شعار یعنی پرچم کی بے حرمتی پر احتجاج کا حق آپ کو حاصل ہے' تو یقیناً اس سے کئی درجے زیادہ حق مسلمان اپنے مذہبی اور دینی شعار کی بے حرمتی پر رکھتے ہیں' لیکن یہ بات تو اسے ہی سمجھ آ سکتی ہے' جو دوسروں کے لیے وہی چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہو' مگر اس سنہری اصول کا سمجھنا اور اس پر عمل پیرا ہونا وحی الٰہی کی روشنی کے بغیر مشکل ہی نہیں ناممکن نظر آتا ہے' اور قادیانی و امریکہ دونوں اس مقدس و مبارک روشنی اور راہنمائی سے محروم ہیں' قادیانیوں نے تو تاریکی کا نام روشنی رکھ لیا' اور امریکیوں نے حاصل شدہ روشنی کو ویسے ہی گنوا ڈالا' ایسے میں انہیں جس روشنی کی ضرورت تھی' وہ آج صرف امت مسلمہ کے پاس اپنی اجلی' نکھری اور آخری شکل میں مکمل طور پر محفوظ ہے' مگر اس طرف چلنے کی سکت ان میں ہے نہیں کہ دل و دماغ تو تعصب نے مفلوج کر رکھے ہیں' اور پاؤں جھوٹی انا نے باندھ رکھے ہیں' ہے کوئی جو انہیں آزاد کرائے؟

کرکٹ کی دنیا' یورپ کا تعصب' بال ٹمپرنگ' دوہرا معیار

"گزشتہ ماہ عمران خان نے ایک غیر ملکی جریدہ کے ساتھ ایک انٹرویو میں انکشاف کیا تھا کہ انہوں نے غالباً ۱۹۸۰ء میں ایک میچ کے دوران بال ٹمپرنگ کی تھی اور میں اپنی اس پہلی اور آخری غلطی کو مانتا ہوں.... عمران خان کا یہ انٹرویو جب شائع ہوا تو پوری عالمی کرکٹ میں ایک ہنگامہ ایک طوفان برپا ہو گیا' عالمی کرکٹ کے سوئے ہوئے قوانین جاگ اٹھے' کیونکہ عمران خاں ایک مسلمان تھا' آئیے دیکھتے ہیں کہ کیا اس سے پہلے بھی بال ٹمپرنگ کے واقعات ہوئے ہیں' اگر ہوئے ہیں تو ان کے خلاف بھی ایسا ہی شور بپا ہوا تھا' کہ نہیں' اگر نہیں تو پھر اسے مسلم دشمنی اور تعصب کہنا بے جا نہ ہوگا۔ عمران خان کے مطابق کرکٹ کی دنیا کا قانون جو ۱۹۸۷ء میں منظور ہوا' اس کے تحت بال پر صرف امپائر اعتراض کر سکتا ہے' اس کے علاوہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی اور کو اس کا اختیار نہیں ہے کہ وہ بال کے بارے میں جائز اور ناجائز بات کرے' کرکٹ کی تاریخ میں بال ٹمپرنگ کرتے ہوئے اب تک تین گورے پکڑے جا چکے ہیں' مگر افسوس کہ رنگے ہاتھوں پکڑے جانے والے یہ کھلاڑی نہ تو چیٹر قرار دیئے گئے' اور نہ ان کے بارے میں کرکٹ کا کوئی قانون حرکت میں آیا' ان تینوں کھلاڑیوں کے گیند امپائروں نے تبدیل کر دیئے تھے۔ گیند کو ریورس سوئنگ ہم کریں' تو چیٹر قرار دے دیا جاتا ہے' جبکہ ہمارے کھلاڑی پرانے گیند کو سوئنگ کرنے کا فن جانتے ہیں۔ گورے کہتے ہیں کہ یہ چیٹنگ ہے' جبکہ ٹرومین نے اپنی کتاب میں اس کو جائز قرار دیا ہے' اس کے مطابق ڈینس للی نے بھی ریورس سوئنگ کی ویسٹ انڈیز کے مارشل نے بھی ایسا ہی کیا' یہ کہاں کا انصاف ہے کہ ایلن لیمب بولے' تو وہ سچ...... اور عمران خان بولے' تو وہ چیٹنگ اور برائی..... بال ٹمپرنگ کا مقصد گیند کی حالت تبدیل نہ ہونا ہے۔ نئی گیند کو ناخن مارا جائے تو ٹمپرنگ ہے پرانے بال کو ناخن مارنا ٹمپرنگ نہیں ہے۔

قانون کے مطابق پرانی گیند کی حالت تبدیلی نہیں ہوتی' گورے زمین پر گیند رگڑتے ہیں' اس وقت ان کو بال ٹمپرنگ کے مجرم کیوں قرار نہیں دیا جاتا' ناخن سے گیند کی لفٹنگ کرتے ہیں تو یہ بال ٹمپرنگ نہیں ہے۔ "سیم لفٹنگ" کو گوروں نے خود بھی مانا' لیکن ہم نے ناخن مارنے کا کہہ دیا' تو طوفان برپا ہو گیا' آسٹریلیا انگلینڈ اور نیوزی لینڈ کے کھلاڑی منہ پر کریم لگا کر کھیلتے ہیں' اور اپنا پسینہ گیند پر لگاتے ہیں' جس کے ساتھ کریم بھی لگ جاتی ہے' حیرانگی کی بات ہے کہ جیب سے نکال کر کریم لگا دی جائے تو ٹمپرنگ ہے' اور منہ سے اتار کر لگائی جائے تو وہ بال ٹمپرنگ نہیں۔"

(بحوالہ روزنامہ "جنگ" لاہور' جمعہ میگزین' ۱۵ جولائی' ۱۹۹۴ء)

مغربی اقوام وہ چاہے کھلاڑی ہوں یا دانشور' عوام ہوں یا خواص' ارباب سیاست ہوں یا صحافت وہ سب اس دوہرے معیار اور تضاد کا شکار ہیں۔ اسی تضاد کو ملائیشیا کے وزیراعظم جناب مہاتر محمد نے ایک اور حوالے سے اپنے انداز میں بیان کیا ہے' وہ کہتے ہیں کہ:

> "مغربی اقوام ہم سے زیادہ گندی ہیں' ناک نیچی کر کے دوسری اقوام کے کیڑے نکالنے والے آئینے میں اپنا چہرہ دیکھیں"۔

"کوالالمپور ملائیشیا کے وزیراعظم مہاتر محمد نے ایک امریکی جریدے "فارچون" میں شائع ہونے والے ان مندرجات میں جن میں کہا گیا تھا کہ ایشیائی ممالک کے لیڈر بدعنوان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ سخت تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے کہا کہ مغربی اقوام اور امریکی کانگریس کے ارکان کو اپنے چہرے آئینے میں دیکھنے چاہئیں' انہیں پتہ چل جائے گا کہ وہ زیادہ گندے ہیں۔ انہوں نے کہا' کہ مغربی اقوام اپنے آپ کو دوسری اقوام سے بلند و بالا اور بے داغ سمجھتی ہیں' انہیں صرف دوسری اقوام گندی نظر آتی ہیں' لیکن انہیں چاہیے آئینہ دیکھیں' تاکہ پتہ چل جائے کہ وہ ہم سے بھی زیادہ گندی ہیں۔ نجی شعبے اور لابی گروپ کے نظام میں رقوم کی خورد برد کرتے ہیں۔ کوالالمپور کے جریدے "بزنس ٹائمز" کے مطابق مہاتر محمد نے کہا کہ یہ لوگ (مغربی) ہر وقت ناک نیچی کیے دوسرے لوگوں کے کیڑے نکالنے کے لیے غور و فکر کرتے رہتے ہیں' انہوں نے کہا کہ فارچون نے ایشیائی ممالک میں بدعنوانیوں کی جو شرح دی ہے میں اسے چیلنج کرتا ہوں اور ثابت کر سکتا ہوں کہ شمالی امریکہ یا آسٹریلیا اور یورپ میں بدعنوانی کی یہ شرح کہیں زیادہ ہے۔ فرانسیسی' برطانوی اور اطالوی اور بھی زیادہ بدعنوان ہیں' لیکن انہیں اپنی برائیاں محض اس لیے نظر نہیں آتیں' کیونکہ وہ خود کو دوسروں سے بلند و برتر سمجھتے ہیں۔ جریدے فارچون نے اپنی ایک حالیہ اشاعت میں لکھا تھا کہ ایشیا کے ۱۱ ممالک میں بدعنوانی کا تناسب بہت زیادہ ہے' جس میں چین اور انڈونیشیا پہلے نمبر پر ہیں' اس کے بعد بھارت' فلپائن' تھائی لینڈ اور ملائیشیا کا نمبر آتا ہے۔"

("جنگ" لاہور' ۱۴ اگست ۱۹۹۵ء)

یہودی ذرائع ابلاغ' مسلمانوں کے خلاف سازش کا اک اور رخ

"یہودی ذرائع ابلاغ دن رات اس پراپیگنڈے میں مصروف ہیں کہ اسلام تیزی سے پھیل رہا ہے۔ مسلمانوں کی آبادی بڑھ رہی ہے' اور اگر یہی صورت حال جاری رہی تو ہر جگہ سفید فام عیسائی اور لادین اکثریت اقلیت میں تبدیل ہو جائے گی' اور مسلمان ان پر چھا جائیں گے۔ یوں یہودی ابلاغ مغربی عوام میں خوف اور اضطراب ابھارتا رہتا ہے' چنانچہ جہاں کہیں کسی مجرم فرد یا گروہ کی طرف سے کوئی تخریب کاری کا واقع سرزد ہوتا ہے' تو یہ باطل ابلاغ بغیر کسی ٹھوس ثبوت کے یہ شبہ پیدا کرتا ہے کہ یہ مسلمانوں کا کام ہے۔ مثلاً چند ہفتے قبل ملک فرانس کے دارالحکومت پیرس میں ایک زیر زمین چلنے والی ٹرین میں ایک مصروف وقت میں ایک دھماکہ ہوا' جس میں چھ سات افراد مارے گئے' اور نوے کے قریب زخمی ہوئے۔ یہ دھماکہ کوئی بھی ناراض یا مظلوم گروپ کر سکتا تھا' مثلاً فرانس سے علیحدگی مانگنے والی باسک قومیت جو اپنے ایک چھوٹے سے علاقے میں آباد ہے۔ بوسنیا ہرزیگووینا کی مسلم قوم جن کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ختم کرنے اور مٹانے پر تمام یورپین طاقتیں متفق ہیں' اور اقوام متحدہ پر مغربی خصوصاً امریکی بالادستی کو استعمال کر رہی ہیں۔ الجیریا کے مظلوم عرب مسلمان جن پر ڈیما کرسی کے دعوؤں کے باوجود ایک مغرب پرست فوجی آمریت مسلط کر دی گئی ہے۔ بلقان' افریقہ اور خلیج فارس میں فرانسیسی حکومت کے ایجنٹوں کے پر تشدد کارروائیوں کے خلاف احتجاج کرنے والے گروپ (کیونکہ موجودہ "مہذب" نیو ورلڈ آرڈر میں' اگر کوئی مظلوم گروپ اپنی فریاد دنیا کے سامنے لانا چاہتا ہے' تو مغربی ابلاغ اسے تب ہی رپورٹ کرے گا' اگر وہ مظلوم گروہ کوئی ایسا بڑا جرم کرے کہ جو سنسنی خیزی پر انحصار کرنے والے مغربی میڈیا زور شور سے ابلاغی منڈی میں لائیں) ان حالات میں پیرس میں ہونے والا دھماکہ کوئی سر پھرا کر سکتا تھا' لیکن امریکی اخبارات میں اس طرح کا فقرہ جڑ دیا گیا کہ یہ بھی کہا جاتا ہے 'کہ ساں مائیکل کے علاقے کے نیچے ہونے والے دھماکے کے بعد ایک ایسا شخص بھاگتا ہوا دیکھا گیا' جو مشرق وسطی کے رہنے والوں سے مشابہت رکھتا تھا' اور ہوا میں مکا لہرا رہا اور گالیاں دے رہا تھا۔ (اور کوئی ٹھوس بات نہ ملے تو ایسی قیاس آرائی کرنے کے لیے تو کسی ثبوت کی ضرورت نہیں) ظاہر ہے کہ وہ لوگ جن کے اذہان پر سالہا سال سے اسلام اور مسلمانوں کی مذمت اور منافرت انگیزی سے مخالفت اور عناد کے نقش کندہ کر دیئے گئے ہیں۔ اس قسم کی قیاس آرائی سے بلا تامل یہ نتیجہ نکالیں گے 'کہ یہ تخریب کاری مسلمانوں کے انتہا پسند افراد نے سازش کے بعد کی ہے' اور وہ ہر مسلمان سے بدظنی کا رخ اختیار کریں گے۔"

(از جناب اشفاق علی خاں صاحب' بحوالہ "نوائے وقت" ۱۹ ستمبر ۱۹۹۵ء)

آبادی کا بم --- امریکی ذرائع ابلاغ کی مسلم دشمنی کا ایک اور ہتھیار

"وال اسٹریٹ جرنل" جب دنیا کی آبادی اور ہر ملک میں آبادی میں اضافے کی شرح کا جائزہ لیتا ہے' تو اس کی نظر صرف انڈونیشیا پر ہی کیوں ٹکتی ہے؟

"اس وقت دنیا کی آبادی پونے چھ بلین (پانچ اعشاریہ سات بلین) ہے۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ آئندہ پینتیس برسوں میں آبادی کی یہ تعداد بڑھ کر ساڑھے آٹھ بلین (آٹھ اعشاریہ پانچ بلین) ہو جائے گی۔ امریکی اخبارات' جرائد اور الیکٹرانک میڈیا نے اس بات کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اچھالا کہ آبادی میں آئندہ جو اضافہ ہو گا' اس کا نوے فیصد ایشیائی اور مغربی افریقہ کے ممالک (خصوصاً مسلمان ممالک) میں ہو گا۔ امریکہ میں ان سوالات کو خوب نمایاں کر کے شائع اور نشر کیا گیا کہ یہ زمین کتنے انسانوں کو پناہ دے سکتی ہے' اور اس دھرتی پر کتنے انسان با آسانی چل پھر سکتے ہیں' اور دنیا کی کل قابل کاشت زمین کتنے انسانوں کا پیٹ بھر سکتی ہے؟ ان سوالات کے دوران ورلڈ بینک کے صدر لیوائس ٹی پریسٹن نے بڑے متکبرانہ انداز میں سی بی ایس ٹیلی ویژن پر آئی سی پی ڈی کانفرنس کو کامیاب کرانے کی اپیل کے ساتھ کہا' "اگر آبادی کو کنٹرول نہ کیا گیا' تو اتنے انسانوں کا پیٹ کون اور کہاں سے بھرے گا؟ ان انسانوں کو رہنے کے لیے مکان کون فراہم کرے گا؟ اور ان کی تعلیم کا بندوبست کیسے ہو گا؟ ناممکن ناممکن!" اس لیے مالی امداد وصول کرنے والے ممالک کو امداد دیتے وقت مغربی ممالک اور امریکہ کو یہ شرط عائد کرنا ہو گی کہ وہ اپنے اپنے ممالک میں ہماری طے کردہ پالیسی کے مطابق آبادی کو کنٹرول کریں گے' اور جو ممالک اس شرط کو تسلیم نہ کریں' ان کی ہر قسم کی امداد روک دی جائے۔

آبادی کے لحاظ سے اس وقت دنیا کے جن بڑے دس ممالک کا نام لیا جا رہا ہے۔ (چین' بھارت' انڈونیشیا' پاکستان' جاپان اور بنگلہ دیش) بقیہ چار ممالک میں امریکہ' برازیل' روس اور نائجیریا شامل ہیں آئندہ پینتیس برسوں میں یعنی ۲۰۳۰ء تک چین (جس کی موجودہ آبادی ایک اعشاریہ دو بلین ہے) کی آبادی ایک اعشاریہ پانچ بلین (انتہائی سخت فیملی پلاننگ کنٹرول کے ساتھ) ہو جائے گی۔

آبادی کے لحاظ سے دنیا کا دوسرا بڑا ملک بھارت ہے۔ جس کی آبادی ۹۳۴ ملین ہے' جو ۲۰۳۰ء میں ایک اعشاریہ چار بلین ہو جائے گی۔ امریکہ کی موجودہ لمحوں میں آبادی ۲۶۳ ملین ہے' جو ۲۰۳۰ء میں بڑھ کر ۳۲۸ ملین ہو جائے گی۔ برازیل کو آبادی کے اعتبار سے دنیا کا پانچواں بڑا ملک قرار دیا جاتا ہے' جس کی آبادی ۲۰۳۰ء میں ۲۳۲ ملین ہو جائے گی۔ مسلمان ممالک میں صرف انڈونیشیا واحد ایسا ملک ہے' جہاں آبادی بین الاقوامی نمبرداروں کے نزدیک حدود سے تجاوز کر رہی ہے۔ انڈونیشیا کی آبادی آئندہ پینتیس برسوں میں ۲۷۵ ملین ہو جائے گی' اور یہ دنیا میں چوتھے نمبر پر شمار ہو گا۔ ستم ظریفی ملاحظہ ہو کہ نیویارک سے شائع ہونے والا اخبار "وال اسٹریٹ جرنل" جب دنیا کی آبادی اور ہر ملک میں آبادی میں اضافے کی شرح کا جائزہ لیتا ہے' تو اس کی نظر انڈونیشیا پر جا ٹکتی ہے۔

"وال اسٹریٹ" چار ستمبر کی اشاعت میں لکھتا ہے۔ تسلیم کہ ایشیا میں چین اور بھارت کی آبادی زیادہ ہے' مگر انڈونیشیا جس تیزی کے ساتھ آبادی کے بم کو مہلک سے مہلک تر بناتا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جا رہا ہے' اس پر عالمی قدغن لگانے کی اشد ضرورت ہے۔ "وال اسٹریٹ نے آگے چل کر مزید لکھا' کہ مسلمان ممالک میں آبادی کی شرح میں اضافہ مغربی لاطینی امریکہ اور شمالی امریکہ کے ممالک سے چھپن فیصد سالانہ زائد ہے' اور مصیبت یہ ہے کہ بقول مذکورہ اخبار "مسلمان ممالک ہی سے زیادہ افراد غیر قانونی طور پر امریکہ آ رہے ہیں' جو یہاں کی زوال پذیر معیشت کو مزید بربادی کی طرف دھکیل رہے ہیں۔"

سات ستمبر کو "نیویارک پوسٹ" نے اپنے اداریئے کا عنوان جو باندھا' وہ ملت اسلامیہ کی دل آزاری کا باعث ہی بنا۔ اس اداریئے کا عنوان "اور اب آبادی کا بم" تھا۔ جس میں بار بار اسلامی بم کا ذکر کرتے ہوئے آخر میں کہا گیا۔ "عراق کے جوہری ری ایکٹر کو اسرائیل نے تباہ کر کے دنیا پر ایک احسان کیا' مگر یہ خطرہ پاکستان اور ایران کی ایٹمی قوت بننے کی خواہشوں کی شکل میں ہنوز موجود ہے۔ تازہ تحقیقات کی روشنی میں جو اعداد و شمار سامنے آئے ہیں' اس کے پیش نظر یہ کہا جا سکتا ہے کہ مسلم دنیا کی انتہائی تیزی کے ساتھ بڑھتی ہوئی آبادی اسلامی بم سے کہیں زیادہ ہلاکت خیز اور کرہ ارض کی تباہی کا باعث بن سکتی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ امریکہ اسلامی ممالک کی طرف نظر التفات کم کرے' جہاں ملا اقوام متحدہ کے مشن کی راہ میں روڑے اٹکا رہے ہیں۔" ان اخبارات نے دانستہ کوشش کی کہ مسلم ممالک کو جہلاء کے ایک گروہ کی شکل میں اپنی عوام کے سامنے پیش کرے۔"

(از محترم تنویر قیصر شاہد صاحب' بحوالہ ماہنامہ "الفاروق" کراچی' رجب / شعبان ۱۴۱۵ھ ص ۷۶)

مغربی معاشرہ اور سیکولر تعلیم' کیا واقعی ایسا ہے؟

"مغربی معاشرے میں جہاں ایک طرف یہ کہا جاتا ہے کہ تعلیم سیکولر ہے' یعنی تعلیمی اداروں میں مذہبی تعلیم نہیں دی جا سکتی' تو دوسری طرف یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ مغربی معاشرے میں ہر شخص کو اپنی زبان اور کلچر کے تحفظ کا حق حاصل ہے۔ یہ دونوں دعاوی محض فریب ہیں' اور جھوٹ ہیں۔ میں نے برطانیہ کے لاتعداد گرجا گھروں میں دیکھا ہے کہ وہاں تین چار برس کے بچوں کو کنڈر گارٹن کلاسوں کے لیے داخل کیا جاتا ہے۔ گرجا گھروں کے در و دیوار پر عیسائی عقیدے کے مطابق تصاویر بنی ہوتی ہیں' جو بائبل میں تحریر کسی نہ کسی واقع کی جانب اشارہ کرتی ہیں۔ پھر پڑھانے والے اکثر و بیشتر پادری ہوتے ہیں یا عبادت گاہ سے وابستہ کارکن یہ فریضہ انجام دیتے ہیں۔ جہاں تک سیکولر ازم اور غیر سیکولر ازم کی بحث

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا تعلق ہے نہ جانے یہ کیوں سمجھ لیا گیا ہے کہ سیکولرازم سے مراد لامذہبیت ہے۔ پھر جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے' سیکولرازم غیر متعلق ہے۔ یہ مسئلہ عیسائی اقوام یا ممالک کے کلیسا کی ریاست سے علیحدگی کا مسئلہ ہے۔ مسلمانوں کے ہاں کوئی کلیسائی نظام نہیں' جو حکمرانوں یا حکومت کو حکم نامے جاری کرے۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ اسلام ایک کلچر کی حیثیت رکھتا ہے' اور اسلامی قوانین اور ضابطے ہی اس کے ماننے والوں کے عام سماجی قانون کا درجہ رکھتے ہیں' عیسائی مفکر اور صحافی اس قسم کی تفریق روا رکھتے ہیں۔ یہ غالباً اس وجہ سے کیا جا رہا ہے کہ اگر اسلام کو ایک کلچر تسلیم کر لیا جائے' تو کلچر کو تحفظ دینا ان کے قانون کے مطابق مسلمانوں کا حق بن جائے گا۔ یہ ان کی بدنیتی اور منافقت کی کھلی مثال ہے۔"

(از جناب کرامت علی خاں صاحب' بحوالہ "نوائے وقت" لاہور' ۲۲ دسمبر' ۱۹۹۴ء)

سپین میں نماز پر پابندی

"سپین میں مزید مسلمانوں کے آنے اور سڑکوں پر نماز پڑھنے پر روک لگائی جا رہی ہے۔ برطانیہ کے سابق پاپ سنگر کیٹ سٹون (یوسف اسلام) نے یہاں اپنے خرچ پر مسلمان بچیوں کی اسلامی تربیت کا ایک سکول قائم کیا ہے۔"

(بحوالہ "اردو ڈائجسٹ" مئی ۹۴' ص ۷۵)

ذرائع ابلاغ مسلمانوں کی کس قسم کی تصویر بناتے ہیں' ایک جھلک امریکن ٹی۔وی سے

"ماہ نومبر میں ایک امریکی ٹیلی ویژن چینل پر ایک نوجوان سفید فام صحافی ایمرسن کی تیار کردہ وہ ویڈیو فلم دکھائی گئی' جس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی کہ مشرق وسطیٰ میں جو لوگ مسلمانوں کے طرز فکر سے مطمئن نہیں' مسلمان ان کے خلاف دہشت گردی کرتے ہیں' جسے وہ کفار کے خلاف جہاد کا نام دیتے ہیں۔ فلم میں بہت ہی خون آلود نعشیں دکھائی گئیں۔ اس کے ساتھ ہی بڑا اشتعال انگیز تبصرہ بھی تھا۔ صحافی ایمرسن نے یہاں تک کہا' کہ امریکہ میں رہنے والے مسلمان بھی اسی قسم کی سوچ رکھتے ہیں۔

جب اس پروگرام کا اعلان ہوا' تو امریکہ میں رہنے والے مسلمانوں نے بہت احتجاج کیا' اور مناظرے کی دعوت دی' چنانچہ ٹیلی ویژن انتظامیہ میں ویڈیو فلم دکھانے کے ساتھ تین مسلمانوں (دو مرد اور ایک سیاہ فام خاتون) کو مذکورہ صحافی سے سوال جواب کرنے کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دعوت دی۔ برقع پوش نوجوان سیاہ فام مسلمان خاتون نے جو پی ایچ ڈی تھی' بڑی مدلل گفتگو کی اور صحافی مذکور کو مدافعتی انداز اختیار کرنے پر مجبور کر دیا۔ اس مسلمان خاتون نے یہاں تک کہا' کہ آپ کی اس قسم کی گفتگو اور فلموں کا نتیجہ یہ ہو گا' کہ میں اپنے اسلامی لباس میں گھر سے باہر نہیں نکل سکوں گی۔ آپ کی اشتعال انگیزی کے سبب لوگ مجھے قتل کر دیں گے۔ مختصراً امریکی ذرائع ابلاغ کا ایک طبقہ مسلمانوں اور اسلام کے خلاف لوگوں کو ابھارنے میں مشغول ہے۔ یہ بات امریکی دستور میں دی ہوئی آزادیوں اور تحفظات کے بالکل خلاف ہے' لیکن ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوتی۔"

(از جناب کرامت علی خاں صاحب' بحوالہ "نوائے وقت" لاہور' ۲۲ دسمبر ۱۹۹۴ء)

(۱) سویڈن میں اعلیٰ نسل کے تین پاکستانی گھوڑوں کو گولی مار کر جلا دیا گیا

(۲) گھوڑے پاک فوج کے سربراہ نے سویڈش آرمی چیف کو تحفتہً دیئے تھے

(۳) الو کی اداسی پر پریشان ہونے والے کیا پاکستانی گھوڑوں کی ظالمانہ موت پہ احتجاج کریں گے؟

(۴) "انسداد بے رحمی" اور "تحفظ حیوانات" کیا محض نعرے ہیں؟

(۵) کیا تحفہ کی ایسی ناقدری بھی انسانی حقوق میں شامل ہے؟

"پاکستان کی طرف سے سویڈن کی فوج کے سربراہ کو تحفہ میں دیئے گئے اعلیٰ نسل کے تین گھوڑوں کو گولی مارنے کے بعد جلا دیا گیا۔ اعلیٰ نسل کے یہ تینوں گھوڑے سویڈش رائل ماؤنٹڈ باڈی گارڈ کا حصہ بننے تھے اور انہیں خصوصی طور پر سویڈن کی فضائیہ کے ہرکولیس طیارے میں لایا گیا تھا' لیکن محکمہ زراعت کے حکام نے کہا' کہ پاکستان سے گھوڑوں کی درآمد کی ممانعت ہے' چنانچہ انہیں مارنے کے بعد جلا دیا گیا۔ سویڈن کے اخبار "ایکسپرسن" نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنرل سیگرن کی ایک تصویر شائع کی ہے جس میں وہ تینوں مردہ گھوڑوں' تیز' سردار اور شیر دل کی تصویر اٹھائے ہوئے ہیں' جنرل سیگرن کا کہنا ہے کہ انہوں نے یہ تحفہ اس لیے قبول کیا تھا کہ اسے مسترد کرنا جنرل وحید کی توہین کے مترادف ہوتا۔

جنرل وحید نے گزشتہ سال جب سویڈن کا دورہ کیا تو وہ ماؤنٹڈ رائل گارڈ سے کافی متاثر ہوئے تھے۔ نومبر میں انہوں نے جنرل سیگرن کو خط لکھا اور گھوڑوں کا تحفہ دینے کے بارے میں کہا' گھوڑوں کی درآمد پر پابندی کے بارے میں جانتے ہوئے جنرل سیگرن نے اسلامی ثقافت کے ماہرین اور وزارت خارجہ سے مشورہ کیا' تو انہیں بتایا گیا کہ تحفہ قبول کرنے سے انکار سخت نامناسب ہے۔ (تحفہ سے انکار سخت نامناسب ہے' لیکن اسے قبول کر کے اس کی ایسی ظالمانہ ناقدری عین مناسب ہے۔) ان گھوڑوں کو دسمبر میں اس لیے گولی مار دی گئی تھی کہ ان سے انفیکشن کا خطرہ تھا' حالانکہ انہیں کسی قسم کی انفیکشن نہیں تھی۔"

(روزنامہ "جنگ" لاہور' ۱۶ جنوری' ۱۹۹۵ء)

گھوڑوں کو تو انفیکشن نہ تھی۔ ہاں البتہ سویڈش حکام کے ذہنوں میں مسلم دشمنی کی انفیکشن ضرور موجود ہے۔ جس کا مظاہرہ گھوڑوں کو گولی مار کر کیا گیا۔ اس کا مناسب طریقہ گھوڑوں کی واپسی تھی نہ کہ ان کو مار کر جلا دینا۔ سویڈش حکام کی مسلم دشمنی کی یہ انفیکشن اس وقت بھی منظر عام پر آئی تھی' جبکہ مسلمانوں کی مجرم گستاخ تسلیمہ نسرین کو سویڈن نے نہ صرف پناہ دی' بلکہ ایئرپورٹ پر وزیراعظم نے اس کا استقبال بھی کیا' اور اسے اعلیٰ ادبی اعزاز سے بھی نوازا گیا۔ سویڈن کو تو ختنہ جیسا معمولی مسلم عمل بھی اپنی سرزمین پر گوارا نہیں' تو "مسلم گھوڑے" کیسے برداشت ہو سکتے تھے۔ گھوڑوں کی اس ہلاکت پر روزنامہ "نوائے وقت" لاہور کا اداریہ ملاحظہ فرمایئے۔

"سویڈن کی فوج کے کمانڈر انچیف جنرل سیگرن نے پاکستان تشریف لا کر اس بات پر تاسف اور معذرت کا اظہار کیا ہے کہ پاکستان کے چیف آف سٹاف جنرل وحید کی طرف سے تحفے میں دیے گئے گھوڑوں کو سویڈن میں گولی مار دی گئی اور بعد میں جلا دیا گیا۔ انہوں نے اسلام آباد میں جنرل وحید سے ملاقات میں معذرت کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ اپنے ملکی قانون کے سامنے بے بس تھے جہاں تک گھوڑوں کو گولی مارنے کا تعلق ہے' تو حکومتی سطح پر دیئے گئے تحفے کی اس طرح ناقدری کر کے بلاشبہ شائستگی کا مظاہرہ نہیں کیا گیا تھا۔ مغربی ممالک کے معاشرے تو مہذب اور تعلیم یافتہ شمار ہوتے ہیں اور سیکنڈے نیویا کے ممالک کو سب پر برتری کا دعویٰ ہے۔ البتہ اس واقعہ کے حوالے سے دوسری شکل سامنے آئی ہے' اور مغربی دنیا کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تہذیب یا سولائزیشن کی وائلڈ لائف سے دلچسپی کی قلعی بھی کھل گئی ہے' اگر سویڈن میں قرنطینہ کے قوانین کی مجبوری درپیش تھی' تو پاکستانی تحفے کو مجبوری کی وضاحت کر کے واپس کیا جا سکتا تھا' اگرچہ سویڈن کی فوج کے سربراہ نے خود پاکستان آ کر معذرت کر لی ہے اور گھر آئے مہمان کی معذرت قبول کر لینا بھی ہماری روایات کا ایک حصہ ہے' تاہم اس پیش بندی کے لیے کہ مستقبل میں ایسا واقعہ پیش نہ آئے' ملکی سطح پر آئندہ ایسا تحفہ دیتے وقت یہ خیال رکھا جانا چاہیے کہ دوسرے ملکوں کے قرنطینہ کی پابندیاں تو آڑے نہیں آئیں گی۔ دیگر اشیاء کے حوالے سے بھی اطمینان کر لینا چاہیے' کہ تحفہ وصول کرنے والے ملک کو کسی طرح کا اعتراض تو نہیں ہو سکتا۔ سویڈن نے تحفہ کی ناقدری کر کے پورے ملک کے حوالے سے آداب' تمیز و شائستگی کا مظاہرہ نہیں کیا' اس لیے آئندہ اسی طرح کے جذبہ خیر سگالی کے موقعہ پر ہر طرح کی احتیاط ملحوظ خاطر رہنی چاہیے۔ پاکستان اتنا امیر ملک نہیں ہے کہ وہ اپنے قیمتی تحفہ کا اس طرح حشر کروائے۔"

("نوائے وقت" ۲۶ جنوری' ۱۹۹۵ء)

مسلم دشمنی اور تعصب کی ایک جھلک امریکی فلموں سے

مسلمان دہشت گرد ہوتے ہیں

فحاشی کے مرکز کا نام مکہ رکھ دیا

مسجد کے بارے میں واہیات کہانی

"امریکہ میں یہودیوں کا غلبہ اور یہودیوں کی اسلام اور مسلم دشمنی ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ دنیا بھر میں ہالی وڈ کی فلموں کا غلبہ ہے اور ہالی وڈ پر یہودیوں کی اجارہ داری ہے۔ مثلاً ہالی وڈ کی ۵۰ اعلیٰ ترین فلمیں بنانے والے ڈائریکٹرز' پروڈیوسرز اور مصنفین میں سے تقریباً ۶۰ فیصد یہودی ہیں۔ اسی طرح دنیائے صحافت میں رپورٹروں' ایڈیٹروں اور بڑے اخبارات کے اعلیٰ ترین مناصب پر فائز لوگوں میں سے ۲۵ فیصد یہودی برادری سے تعلق رکھتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

("امپیکٹ"، مئی ۱۹۹۶ء، ص ۲۴)

مسلمانوں کے خلاف یوں تو دنیا بھر میں مختلف قوتیں سرگرم عمل ہیں مگر امریکہ ان کا ایک لحاظ سے ہیڈ کوارٹر ہے کیونکہ یہاں کے یہودی ہی امریکہ میں قوت و اقتدار پر درپردہ قابض ہیں۔ مسلمانوں کے خلاف تعصب پھیلانا اور انہیں نقصان پہنچانے کا کوئی موقع یہ لابی ہاتھ سے جانے نہیں دیتی۔ اس ضمن میں جہاں پر ننگ میڈیا کے ذریعے اس مقصد کے حصول کے لیے کاوشیں جاری ہیں، وہیں اس کے ساتھ ساتھ دور جدید کے مؤثر ہتھیار فلم کو بھی استعمال کیا جا رہا ہے اس کی ایک مثال JIHAD IN AMERICA نامی فلم ہے۔

سٹیو ایمرسن نے ۱۹۹۴ء میں یہ فلم بنائی جو اسلام دشمنی کا ثبوت ہے۔ سٹیو ایمرسن ایک معروف صیہونی ہے۔ موصوف کے سابق اسرائیلی وزیراعظم اسحاق شامیر کے مشیر یگال کارمون کے ساتھ نہایت گہرے تعلقات رہے ہیں۔ اس فلم کی تکمیل میں سب سے اہم کردار ادا کرنے والا فرد کارمون ہے جو امریکہ میں اسرائیلی سفارت خانے میں اہم منصب پر فائز رہا ہے۔ بنیادی طور پر اس فلم میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ نیویارک شہر کے ورلڈ ٹریڈ سنٹر میں بم دھماکے کے اصل ذمہ دار مسلمان ہیں اور مسلمان صرف دہشت گردی کرنا جانتے ہیں۔ حالانکہ یہ ایک طے شدہ حقیقت ہے کہ یہ صیہونی لابی کی سازش تھی کیونکہ اس ٹریڈ سنٹر کی سیکورٹی نہایت سخت تھی اور اس کے زیر زمین گراج میں آنے جانے والی گاڑیوں کی مکمل وڈیو سیکورٹی موجود تھی۔ امریکہ کی سب سے اہم عمارات میں سے یہ ایک اہم عمارت ہے جس کی الیکٹرانک آلات کے ذریعے مکمل دیکھ بھال اور جانچ پڑتال رکھی جاتی ہے لیکن دھماکے کے بعد (فلم کہانی میں) سیکورٹی ممبران میں سے کسی سے بھی انٹرویو نہیں لیا گیا، کیوں؟

مسلمانوں کی تصویر مسخ طریقے سے پیش کرنے کے لیے بعض مسلم مقررین کو جہاد کرنے اور خونریزی پھیلانے کے لیے تقریریں کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ ان میں سے ایک صاحب کا نام عزام ہے، یہ وہی عزام ہے جو عبداللہ عزام شہید کا کزن ہے۔ عبداللہ عزام کا تعلق فلسطین سے تھا۔ (جہاد افغانستان میں ان کا کردار ناقابل فراموش ہے۔ موصوف اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد میں استاد بھی رہے۔ ستمبر ۱۹۸۸ء میں روسی ایجنٹوں کی تخریب کاری کے نتیجے میں وہ پشاور میں شہید ہو گئے)

اسی فلم میں دکھایا گیا ہے کہ امریکہ میں ایک جگہ فائرنگ ہو رہی ہے۔ یہ مسلمانوں کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تربیتی مرکز ہے جہاں مسلمانوں کو بھاری ہتھیار چلانے کی مشقیں کرائی جاتی ہیں اور بعد ازاں دہشت گردانہ کارروائیوں کے لیے اسلحہ یہیں سے لے جایا جاتا ہے۔

امریکہ میں قومی رائفل ایسو سی ایشن کے ۷۰ لاکھ ارکان ہیں اور انہیں قانوناً اسلحہ رکھنے اور مختلف جگہ لے جانے کی اجازت ہے۔ کیا ایسے کسی منظر کو فلمانا اس صورت میں کوئی مشکل بات ہے۔ اس فلم میں فراڈ کے لیے یہ بات بھی کافی ہے کہ فلمساز یہودی نے تربیتی مشقوں میں مشغول کسی بھی فرد کا چہرہ تک نہیں دکھایا اور نہ ہی گولیوں کا نشانہ بنتے ہوئے کسی کو دکھایا گیا ہے۔ ایسے میں یہ دعویٰ کیونکر کیا جا سکتا ہے کہ یہ مسلمان ہی ہیں۔ کیا فلمساز کبھی ان یہودیوں کی بھی منظر کشی کرے گا جو نیویارک کی پہاڑیوں Castkill میں واقع ٹریننگ کیمپوں میں مشغول رہتے ہیں؟ اسی فلم میں تیونس سے تعلق رکھنے والے عظیم مسلم راہنما راشد الغنوشی جو لندن میں مقیم ہیں' کو دہشت گرد کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ اسی طرح مصری نژاد شیخ یوسف القرضاوی (جو قطر میں مقیم ہیں) کو بھی دہشت گرد بتایا گیا ہے' حالانکہ وہ ایک معروف قانون دان ہیں جو قانون کے بارے میں لکھتے رہتے ہیں جبکہ ان کا تعلق ہتھیاروں سے جوڑ دیا گیا۔

اسی فلم میں بچوں کو کسی جگہ کسی کیمپ میں دکھایا گیا ہے اور یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ وہ فوجی تربیت حاصل کر رہے ہیں۔ حالانکہ وہ عام صحت مند بچے کسی کھیل کود میں مشغول نظر آتے ہیں۔ اس متعصبانہ فلم کے ذریعے حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کیا گیا ہے تاکہ مسلمانوں کو دہشت گرد قوم کے طور پر پیش کیا جا سکے۔

مسلمانوں کو بدنام کرنے کے لیے ایک اور فلم حال ہی میں ٹائم وارنر نے EXECUTIVE DECISION کے نام سے ریلیز کی ہے جو مسلمانوں کو بدنام کرنے کی ایک بدترین کوشش ہے۔ اس فلم کے ذریعے اسلام کو بطور عقیدہ دہشت گردی سے جوڑنے کے لیے چیچن مسلمانوں کو جو گزشتہ تین صدیوں سے اپنی آزادی کے لیے روسیوں سے نبرد آزما ہیں' دہشت گردوں کے روپ میں پیش کیا گیا ہے۔ ایک ۷۴۷ جہاز میں مہلک اعصابی گیس ہے جو واشنگٹن تباہی کے لیے لائی جا رہی ہے۔ زمین سے پانچ میل بلند جہاز میں ۴۰۰ جانوں اور زمین پر ۴۰ ملین سے زائد انسانوں کو بچانے کے لیے ۶ افراد پر مشتمل ایک ٹیم روانہ ہوتی ہے اس کے کچھ مناظر یوں ہیں:

۱۔ ایک شخص ہاتھ میں قرآن اٹھائے ہوئے دہشت گردانہ کارروائی کر رہا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲- دہشت گردانہ کارروائی کرنے والا ولن اس کارروائی کا جواز قرآن سے بیان کر رہا ہے۔

۳- دہشت گرد اللہ اکبر، ماشاء اللہ اور انشاء اللہ جیسے الفاظ ادا کر رہے ہیں۔ جب ایک دہشت گرد کو ہلاک کیا جاتا ہے تو وہ اللہ اکبر کہتا ہے جبکہ جہاز میں سوار مسافر اس کارروائی (ہلاک کیے جانے) پر خوشی سے تالیاں بجاتے ہیں۔

۴- دہشت گردوں کا سرغنہ نماز پڑھنے میں مشغول ہے۔

۵- دہشت گرد اپنے آپ کو "اللہ کی تلوار" اور "اللہ کے سپاہی" کہتے ہیں۔

۶- دہشت گرد، امریکہ کو کافروں کا دل اور مرکز کہتے ہیں۔

۷- جہاز میں سہمے ماحول میں دہشت گرد لیڈر قرآن کی تلاوت کرتا ہے۔

۸- چیچن لوگوں کو مافیا کے طور پر پیش کیا گیا ہے (جبکہ وہ روسی نسل کشی کا شکار ہیں)

امریکہ میں ہالی وڈ جس طرح سے یہودیوں کے زیر قبضہ ہے، اس کا اظہار مشہور امریکی فلم ایکٹر مارلن برانڈو نے حال ہی میں کیا ہے کہ "خود غرضی، استحصال، دوسروں کی حق تلفی، لوٹ مار اور گمراہی پھیلانا یہودیوں کا شیوہ ہے۔ یہودیوں کو تو دیگر اقوام کے تحفظ کا علمبردار ہونا چاہیے، کیونکہ انہوں نے ہٹلر جیسے نازی کے مظالم برداشت کیے ہیں مگر اس کے باوجود وہ دوسری قوموں کی تذلیل اور تحقیر کرتے ہیں اور اس مقصد کے لیے فلموں کا استعمال بھی کرتے ہیں"۔ مارلن برانڈو نے یہ تبصرہ اپریل ۱۹۹۶ء میں سی این این کے ایک پروگرام "لیری کنگ کیو" میں کیا ہے۔

یہاں اس فلم کے ضمن میں یہ تذکرہ مناسب رہے گا کہ ہالی وڈ کی مختلف فلموں میں آئرش اور اطالوی ولن میں سے کتنوں کو جرائم کا ارتکاب کرنے کے دوران ہاتھوں میں بائبل اٹھائے ہوئے دکھایا گیا ہے؟ کیا فلم انڈسٹری میں آج تک کسی نے یہ تصور تک کیا کہ توریت اٹھائے ہوئے کوئی یہودی، نمازیوں کو گولیاں مار کر ہلاک کر رہا ہے۔ کیا کوئی عیسائی یہ منظر برداشت کر سکتا ہے کہ بائبل سے تعلق جوڑنے والے سرب عیسائی عیسائیت کے نام پر عصمت دری اور نسل کشی میں مشغول ہیں؟

۳- امریکہ میں ذرائع ابلاغ کے محاذ پر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جنگ جاری ہے۔ اپریل ۱۹۹۶ء کو EYE WITNESS میں پاٹ ڈاسن نے ایک گلی کا ذکر کیا جہاں فحش پروگرام پیش کیے جاتے ہیں، نیوز کاسٹر نے اس گلی کا نام مکہ بیان کیا۔ مکہ مسلمانوں کا سب سے متبرک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور محترم مقام ہے' اسے قحبہ خانہ سے موسوم کرنا مسلمانوں کی انتہائی رسوائی ہے۔ مسلمانوں نے اس پر ABC ٹی وی کو فون کر کے اپنا احتجاج کیا اور مطالبہ کیا کہ اس واقعہ پر معذرت کی جائے مگر ٹی وی انتظامیہ نے احتجاج پر کان دھرنے کے بجائے مکہ کے لفظ (نام) پر اصرار جاری رکھا۔ قبل ازیں مارچ کے مہینے میں فاکس ٹی وی نے نیویارک کی ایک مسجد کے بارے میں نہایت واہیات کہانی نشر کی۔ مسلمانوں کے پرزور احتجاج پر ٹی وی نے معذرت کر لی مگر ABC کی انتظامیہ مسلمانوں کو رسوا اور گھٹیا ثابت کرنے پر مصر ہے' جبکہ یہودیوں اور سیاہ فام باشندوں کے خلاف رائج محاورے اور الفاظ تک ڈکشنریوں سے نکال دیئے گئے ہیں"۔
(بحوالہ "ہفت روزہ ایشیا" لاہور ۱۵۔ اگست ۹۶ء)

"امریکی مسلمانوں کے شدید احتجاج اور مدلل مباحثہ کے باعث وارنر برادرز مجبور ہوگئے اور انہیں اس فلم سے نہ صرف وہ تمام الفاظ' نعرے اور جملے حذف کرنا پڑے جو براہ راست اسلام اور مسلمانوں کی شدید منفی عکاسی کا سبب بن رہے تھے' بلکہ فلم کا نام تک تبدیل کرنا پڑا۔ اب اس فلم کا نام "CRITICACL DECISION" رکھا گیا ہے جو ایک امید افزاء بات ہے' لیکن اسی دوران میں ایک اور بات پریس میں سامنے آئی ہے اور وہ ہے ڈزنی فلمز کے حوالے سے عربوں کے خلاف مخاصمانہ رویہ۔

ڈزنی فلمز زیادہ تر بچوں کے لیے فلمیں اور ڈرامے بنانے والا ادارہ ہے لیکن اسلام اور مسلم دشمنی کے جذبات اس ادارے میں بھی شدت سے موجود ہیں۔ حال ہی میں مذکورہ ادارے نے "KAZAAM" کے نام سے فلم بنائی ہے جس میں بدمعاشوں کا کردار عربوں کے حوالے سے دکھایا گیا ہے۔ اس فلم میں بدمعاش کا نام شکیل ہے جب کہ گزشتہ برس کی ایک فلم FATHER OF THE BRIDE کے حصہ دوم میں ایک بدمعاش پڑوسی کا کردار ایک شخص ادا کر رہا ہے جس کا نام حبیب ہے۔

ہم نے ۱۵۔ اگست کے "ایشیا" کے شمارے میں دو فلموں "IN AMERCA JIHAD" اور "EXECUTIVE DECISION" کی بابت ذکر کیا تھا۔ متوخرالذکر فلم وارنر برادرز کی تیار شدہ ہے جس نے پاکستان میں اپنی فلموں کی ناجائز کاپی روکنے کے لیے ایک پاکستانی کمپنی کو کاپی رائٹ کی ذمہ داری سنبھالی ہے جس پر تیزی سے عمل درآمد جاری ہے۔ "KAZAAM" میں ایک بلیک مارکیٹیے کے کردار کے لیے بھی عرب فرد کا انتخاب کیا گیا' جس کا نام ملک ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈزنی فلمز کی ایسی ہی روش کے خلاف عرب امریکن کونسل کے رہنماؤں نے ڈزنی فلمز سے شدید احتجاج کیا تھا اور ۱۹۹۳ء میں عرب امریکن کونسل اور ڈزنی فلمز کے درمیان ایک معاہدہ طے پایا تھا جس کی رو سے ڈزنی فلمز عربوں کے حوالے سے کسی بھی کردار کے معاملے کو پہلے عرب امریکن کونسل سے مل کر طے کرے گی' لیکن ڈزنی فلمز نے اس معاہدے کو توڑ ڈالا ہے۔ ماضی میں عربوں نے مسلم دنیا سے بھی اپیل کی تھی کہ وہ اس نوعیت کی فلموں پر اپنے ممالک میں بھی پابندی لگائیں اور امریکی مسلمان بھی ایسی فلمیں خریدنے سے گریز کریں جس کے نتیجے میں ۱۹۹۳ء میں مذکورہ ادارے اور کونسل کے درمیان معاہدہ طے پایا تھا۔

بچوں کے لیے مشہور فلم الہ دین میں موسیقی بھی عرب موسیقی تھی جس پر مذکورہ کونسل نے بھرپور احتجاج کیا تھا' نتیجتہً ٹیلی ویژن پر اس فلم کی سیریل کونسل کی سفارشات کے مطابق پیش کی گئی۔ اب جب کہ یہ فلم سامنے آئی ہے تو ۲۲ اگست کو کونسل نے ڈزنی فلمز کے والٹ ڈزنی فلم سٹوڈیوز کے باہر مظاہرہ کیا لیکن ڈزنی فلمز نے کونسل کے احتجاج کو سردست کوئی اہمیت نہیں دی ہے۔ مگر توقع ہے کہ مسلمانوں کا احتجاج اگر جاری رہا اور بائیکاٹ کا ہتھیار مؤثر طریقے سے استعمال کیا گیا تو یہ ادارے مسلمانوں کی کردار کشی کی روش کو ترک کرنے پر مجبور ضرور ہو جائیں گے۔ ایسا ہی احتجاج ہمارے ہاں بھی ہوتے رہنا چاہیے"۔

(بحوالہ "ہفت روزہ ایشیا" لاہور' ۱۲ ستمبر ۹۶ء)

ملبوسات اور قرآنی آیات

جاپانی فرم کی دریدہ دھنی

"ابھی کچھ دن ہوئے' بعض اخبارات میں ایسی تصاویر شائع ہوئی تھیں' جن میں ایک عورت کو فرانسیسی ملبوسات تیار کرنے والی ایک فرم کے تیار کردہ ملبوسات پہنے دکھایا گیا جن پر کلمہ طیبہ اور قرآنی آیات تحریر تھیں۔ یہ کوئی پہلا اور آخری واقعہ نہیں ہے' اس سے پہلے بھی اس قسم کے انکشافات ہوتے رہے ہیں اور اس قسم کی تصاویر اور خبریں اخبارات کی زینت بنتی رہی ہیں مگر جس تسلسل کے ساتھ یہ واقعات ہو رہے ہیں' اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ نادانستگی میں نہیں ہو رہا' بلکہ ایک جانے بوجھے منصوبے کے تحت کیا جا رہا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ تصویر میں ایک ماڈل کو ایسا ٹراؤزر پہنے دکھایا گیا جس پر کلمہ طیبہ درج ہے۔ یہ ٹراؤزر جاپانی ملبوسات تیار کرنے والی ایک فرم نے تیار کیے ہیں اور یہ تصویر اس رسالے کا ایک صفحہ ہے جس میں اس فرم کے دیگر اور ملبوسات کی تصاویر بھی شائع کی گئی تھیں۔ مثلاً تصاویر میں زیر جاموں کے انڈر ویئرز' قمیض اور بنیان وغیرہ' یہ تصویر ہم تک کچھ پاکستانی نوجوانوں کے ذریعے پہنچی ہے جو جاپان میں تلاش معاش کے سلسلے میں مقیم تھے اور جنہیں حکومت جاپان نے اس مذموم اور قبیح حرکت کے خلاف آواز اٹھانے پر ملک سے نکال دیا۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جاپان میں مقیم کراچی کے بعض نوجوانوں کے سامنے سے مذکورہ تصاویر کا رسالہ گزرا تو انہوں نے وہاں اس سلسلے میں ایک احتجاجی کانفرنس کر ڈالی اور اس پر شدید احتجاج کیا کہ حکومت جاپان فی الفور اس مسئلے پر توجہ دے' جس سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات مجروح ہو رہے ہیں۔ بجائے اس کے کہ جاپانی حکومت توجہ دیتی۔ اس نے ان نوجوانوں کو ملک سے فوراً باہر نکل جانے کا حکم دیا جب کہ ان میں سے کچھ نوجوان قانونی طور پر وہاں مقیم تھے اور کچھ غیر قانونی طور پر' یعنی ویزے کی مدت سے زائد دیر تک رکے ہوئے تھے۔ پریس کانفرنس ختم ہوئی تو جاپانی حکام نے ان لڑکوں کو گرفتار کر کے ان کی سفری دستاویزات اور پاسپورٹ اپنے قبضے میں لیے اور انہیں ہتھکڑی لگا کر پی آئی اے کی پرواز میں سوار کرا دیا۔ جاپانی حکام نے سفری دستاویزات اور پاسپورٹ بھی جہاز کے کپتان کو دیئے اور اسے بتایا کہ ان افراد پر مختلف الزامات ہیں' لہٰذا وہ انہیں جا کر پاکستانی امیگریشن اور ایف آئی اے کے حوالے کر دے اور یہ کہ یہ ملزمان ہیں۔ دوران پرواز مذکورہ نوجوانوں نے ساری صورتحال ایک ایئر ہوسٹس کو بتائی اور اس سے درخواست کی کہ انہیں کپتان سے ملوا دے۔ ایئر ہوسٹس نے اصل صورتحال معلوم ہونے کے بعد ان کی مدد کا وعدہ کیا اور جہاز کے کپتان کو بھی مذکورہ میگزین کی کاپی دی"۔

(ماہنامہ "ساحل" کراچی' جنوری ۹۲ء)

فرانس میں کپڑوں کے ڈیزائن میں قرآنی آیات کا استعمال

"جدہ (این این آئی) فرانس میں فیشن کے نام پر مسلمانوں کے مذہبی جذبات مجروح کرنے پر دنیا بھر کے مسلمانوں میں تشویش کی لہر دوڑ گئی ہے۔ سعودی گزٹ کی ایک رپورٹ کے مطابق پیرس کے ایک معروف ادارے "چینل فیشن ہاؤس" نے اپنے ایسے ملبوسات کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمائش کی جس میں کپڑوں کے ڈیزائن میں قرآنی آیات کو استعمال کیا گیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق جرمنی کے ایک فیشن شو میں اس ادارے کے تیار کردہ لباس کی نمائش کی گئی۔ ماڈل نے ایک سیاہ رنگ کا اسکرٹ پہنا ہوا تھا جس میں چھاتی اور کمر کے حصوں پر قرآنی آیات کا ایک ڈیزائن موتیوں سے بنایا گیا تھا۔ اس لباس کے ساتھ جرمن ماڈل گرل کی تصویر ایک بھارتی کتاب میں بھی شائع کی گئی ہے' جس کی اشاعت پر مسلمانوں نے سخت احتجاج کیا"۔

("بیدار ڈائجسٹ" لاہور' فروری ۹۴ء)

ہالینڈ میں فروخت ہونے والے کپڑے پر قرآنی آیات

"ہالینڈ میں دکانوں پر آج کل ایسا کپڑا فروخت ہو رہا ہے جس پر سورۂ فاتحہ چھپی ہوئی ہے اور مختلف نقش و نگار کے ساتھ شیخ سعدیؒ کے فارسی اشعار بھی درج ہیں۔ اس کپڑے کا بھاؤ پانچ ڈچ گلڈر فی میٹر ہے۔ قرآنی آیات کی اس بے حرمتی سے ہالینڈ میں مقیم مسلمانوں میں غم و غصے کی لہر دوڑ گئی ہے اور مخیر حضرات اس کپڑے کے تھانوں کے تھان خرید کر محفوظ کر رہے ہیں تاکہ اسے بے حرمتی سے بچایا جا سکے۔ روٹر ڈیم کی متعدد اسلامی تنظیموں نے ہیگ میں ۳۷ اسلامی ممالک کے سفار تخانوں کو یادداشتیں بھیجی ہیں جن میں زور دیا گیا ہے کہ وہ اس کپڑے کی دکانوں پر فروخت روکنے کے لیے ہالینڈ کی حکومت پر دباؤ ڈالیں"۔

(روزنامہ "پاکستان" لاہور' ۱۸ اکتوبر ۹۳ء)

امریکہ میں مسلمانوں کے تہواروں اور دینی سرگرمیوں کے بارے میں امریکی ذرائع ابلاغ کا تعصب

"ریاست نیویارک' نیوجرسی اور کنکٹی کٹ کے علاقوں میں اس وقت سوا سو کے لگ بھگ مساجد ہیں۔ ان مساجد میں پنجگانہ نماز ادا ہوتی ہے۔ بعض مساجد میں بچوں کو قرآن کریم پڑھانے اور اسلام سے متعلق ابتدائی معلومات فراہم کرنے کا انتظام بھی ہے۔ کچھ مساجد میں دینی تعلیم کے علاوہ دوسرے مضامین کی تدریس کا بھی انتظام ہے' ہر مسجد اپنے اپنے علاقہ کے لوگوں کے انتظامی بورڈ کے تحت کام کر رہی ہے۔ عیدین کے موقعہ پر نیویارک میں پانچ چھ جگہوں پر نماز عید ادا کرنے کے لیے اجتماعات ہوتے ہیں۔ یہ بڑا روح پرور سماں ہوتا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ بلا امتیاز رنگ و نسل ہزاروں مسلمان اکٹھے نماز ادا کرتے ہیں' اور پھر آپس میں گلے ملتے ہیں۔

امریکی میڈیا نے شاذ ہی ان اجتماعات کو خبروں میں کوریج دی ہو' حالانکہ عیسائیوں اور یہودیوں کے چھوٹے سے چھوٹے تہوار کو بہت بڑھا چڑھا کر نشر کیا جاتا ہے' اور تو اور یورپین ممالک سے آنے والے عیسائیوں کے کھانوں کے تہواروں اور میلوں سے متعلق نہ صرف عام خبروں میں تشہیر ہوتی ہے' بلکہ الگ پروگرام بھی نشر کیا جاتا ہے۔"

(از جناب کرامت علی خاں صاحب' بحوالہ "نوائے وقت" لاہور' ۲۲ دسمبر ۱۹۹۴ء)

امریکہ کا صلیبی تعصب' نصاب تعلیم کے حوالے سے

"جہاں تک اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی کا تعلق ہے' اس نام نہاد سیکولر ملک اور سابق کمیونسٹ روس کے طور طریقوں میں بہت کم فرق ہے۔ سکولوں کے نصاب میں بعض کتب ایسی بھی شامل ہیں' جن میں مسلمانوں کے بارے میں' ان کے عقائد کے بارے میں' قرآن کریم اور رسول اقدس ﷺ کے متعلق بعض غلط اور ناواجب باتیں بھی لکھی گئی ہیں۔ جنہیں پڑھ کر ایک عام آدمی کا ذہن مسموم ہو جاتا ہے۔ اس طرز عمل کو دیکھ کر بعض اوقات تو یوں لگتا ہے کہ عیسائیت اسلام کے خلاف ابھی تک صلیبی جنگ میں برسرپیکار ہے۔ اس میں کچھ حقیقت بھی ہے۔ مسلمانوں کی جانب سے صلیبی جنگ کا خاتمہ تو سقوط غرناطہ اور سپین سے مسلمانوں کے انخلا اور عیسائیت کو قبول نہ کرنے والوں کے قتل کے بعد سے ہو گیا تھا' لیکن عیسائی دنیا نے آتش انتقام تیز سے تیز تر کرنے کی روش ابھی ترک نہیں کی۔ برطانیہ ہو یا امریکہ آپ کو ہر سال صلیبی جنگوں کے بارے میں شائع کی جانے والی کوئی نہ کوئی کتاب بک شالوں پر ضرور مل جائے گی' جس میں مسلمانوں کو وحشی اور درندہ کہا جاتا ہے۔ چنانچہ ایسی کتابیں پڑھ کر اخبار نویس بننے والا عیسائی ہر مسلمان کو اپنا دشمن جانتا ہے' اور اسے تہس نہس کرنا اس کا مذہبی فریضہ ہے۔ اس سلسلے میں ایک ملاقات میں امریکی "بلالی مسلمان" (سیاہ فام) نے بڑے پتے کی بات کہی۔ اس نے کہا' کہ ۱۴۹۲ء میں جب عیسائیوں نے مسلمانوں کو سپین سے نکال باہر کیا' تو وہ مسلمانوں کی سرکوبی کے لیے ان کا پیچھا کرنے لگے' سمندری بیڑے تیار کر کے وہ افریقہ' مشرق وسطیٰ اور ہندوستان پر چڑھ دوڑے۔ انہیں جہاں کہیں مسلمان (Muslim) ملے انہیں قتل کر دیا' اور کچھ کو غلام بنا کر امریکہ لے آئے۔ اس کا کہنا تھا' کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دراصل امریکہ لائے جانے والے تمام سیاہ فام باشندے "بلالی مسلمان" تھے۔ جنہیں نسل در نسل ان کے اصل مذہب سے انتقاماً دور رکھا گیا' اور ان کو عیسائی بنا لیا گیا۔ اس کے باوجود انہیں دوسرے درجہ کا شہری خیال کیا جاتا ہے۔ اس خیال سے کہ سیاہ فام باشندے ان سے سبقت نہ لے جائیں' انہیں کھیل تماشے میں لگا رکھا ہے۔ گویا حاکم گورے لوگ اور کھلاڑی اور ناچنے اور گانے والے کالے لوگ۔"

(از جناب کرامت علی خاں صاحب' بحوالہ "نوائے وقت" لاہور' ۲۲ دسمبر' ۱۹۹۴ء)

برطانوی اداکارہ (نعوذباللہ) خدا کا کردار ادا کرے گی

"برطانیہ کے شہر یارک میں چودھویں صدی سے مسیح کے مرکزی اٹھنے کو ڈراموں میں پیش کیا جا رہا ہے۔ اب ان ڈراموں میں خدا کا کردار ادا کرنے کے لیے پہلی مرتبہ ایک عورت منتخب کی گئی ہے۔ ڈائریکٹر جان ڈوئیل نے ایک موسیقار کی پوتی کو اس کی روحانی قوت' حاضر دماغی اور چال ڈھال کے اعتبار سے چنا ہے۔ یہ ڈرامے ہر چار سال بعد کھیلے جاتے ہیں۔ پیشتر ازیں مسز فورڈ نے رومی حاکم پیلاطس کی بیوی اور مسیح کی مریدنی مریم مگدلینی کا کردار ادا کیا تھا۔ یارک کے ایک ممتاز مذہبی رہنما آرچڈیکن وین جارج نے اس فیصلہ کو پاگل پن قرار دیا اور کہا کہ نسوانیت کی علمبرداروں میں خدا کو بھی عورت ظاہر کرنے کی زبردست تحریک چل رہی ہے۔ بائبل خدا کا ذکر صیغہ مذکر میں کرتی ہے۔ مسز فورڈ کا کہنا ہے کہ وہ خدا کے وجود کی قائل ہے اس کی تذکیر و تانیث کی نہیں!" (روزنامہ "نوائے وقت" لاہور" ۸ اپریل ۹۶ء)

۱۔ امریکی معاشرہ کی منافقت: دوغلی پالیسی

۲۔ اپنے معاشرہ میں جعلی صدر بش بھی برداشت نہیں اور ہمارے لیے جعلی نبی بھی قبول ہے

www.KitaboSunnat.com

"لندن سے شائع ہونے والے روزنامہ "جنگ" ۸ جولائی ۱۹۹۱ء کی ایک خبر کے مطابق

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ومبلڈن میں اتوار کے روز پولیس اور سیکورٹی اسٹاف نے ایک شخص کو صدر بش ہونے کا دعوی کرتے ہوئے گرفتار کر لیا وہ شور مچا رہا تھا کہ میں صدر بش ہوں۔ یہ شخص بورس بائیکل اور مائیکل شیخ کے درمیان ہونے والے مقابلے کے درمیان سینٹر کورٹ کے سکور بورڈ پر چڑھ گیا اور چند تصاویر اور کاغذ کا ایک ٹکڑا شائقین میچ کو دکھاتے ہوئے چلایا اور پھر کہنا شروع کر دیا کہ وہ صدر بش ہے۔ لوگوں نے اسے پکڑ کر پولیس کے حوالے کر دیا۔"

(بحوالہ ہفت روزہ "ختم نبوت" ۱۶-۲۲ اگست ۱۹۹۱ء)

یہ ہے وہ تضاد جو مغربی معاشرے کا جزو لاینفک بن چکا ہے۔ انہیں اپنے لیے اتنا بھی گوارا نہیں کہ کوئی مسخرہ ان کے صدر کا نام استعمال کرے' اس کا روپ بنائے یا خود کو صدر کہہ کر اپنے دل کو تسلی دے لے۔

اور ہمارے لیے درس یہ ہے کہ قادیان کی گندی بستی میں پیدا ہونے والا مکروہ و ملعون اپنے ناپاک ساتھیوں کو صحابہ' اپنی ذریت کو سیدۃ النساء اور اپنی بیویوں کو امہات المومنین اور خود کو محمد ﷺ بلکہ ان سے بھی افضل و اکمل قرار دے ڈالے تو رواداری کے نام پر خاموش رہو کہ ایسا کہنا اس کا "انسانی حق" ہے اور ایسا کہنے پہ اس کے چیلوں کو حوالہ پولیس کرنا تو دور کی بات ہے انہیں زبانی فہمائش کرنا بھی بہت گراں گزرتا ہے' مگر خود اپنے دامن میں اتنی بھی رواداری نہیں کہ چند لمحے اک شخص کو خود کو صدر کہہ کر جی خوش کر لے اور پھر شدت پسندی اتنی کہ صرف زبان سے منع کرنا کافی نہیں بلکہ اسے حوالہ پولیس کرنا بھی ضروری سمجھا۔ کاش کہ ہم سمجھیں!

بی بی سی ٹیلی ویژن کی ناپاک جسارت

"بی بی سی ٹیلی ویژن نے سفارت خانہ پاکستان اور برطانیہ کے پاکستانیوں کے احتجاج پر فلم "محمدؐ کی صاحبزادی" کی ٹرانس مشن منسوخ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ پاکستانی سفارت خانے کے نام ایک خط میں بی بی سی کے مینجنگ ڈائریکٹر نے کہا کہ ادارہ اس نام سے کوئی فلم پیش نہیں کرے گا۔" (روزنامہ "نوائے وقت" لاہور ۲۶ جون ۱۹۸۶ء)

"نیوز ویک" میں حضرت آدم علیہ السلام اور دوسرے انبیائے کرام کی خیالی تصویروں کی اشاعت پر مذہبی رہنماؤں کا احتجاج

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"انسان کی ابتدائی زندگی اور آرٹ کے نام پر ہفت روزہ نیوز ویک نے اپنی ایک رپورٹ میں مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو بھڑکانے کی مذموم کوشش کی ہے۔ جریدہ نے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہما السلام کی برہنہ خیالی تصاویر سرورق پر چھاپ دی ہیں۔ مضمون میں اسلام کے ابتدائی دور کو انتہائی بھونڈے انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام جو کہ اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر پیغمبروں میں سے ہیں کو اپنے بیٹے حضرت اسحاق علیہ السلام کی قربانی کرتے دکھایا ہے اور یہ بھی ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کس طرح فرشتہ ان کے بیٹے کی قربانی سے روک رہا ہے۔ مضمون کے رائٹر کیتھل ایل وڈورڈ نے ابتدائی دور کی برائیوں کا خاص ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ لوگ ان سے کس طرح نبرد آزما ہوتے تھے۔ مذہبی جماعتوں کے کارکنوں اور مسلمانوں نے اس شرانگیز مضمون کی اشاعت اور تصاویر پر شدید احتجاج کیا ہے اور کہا ہے کہ جریدہ کو ضبط کیا جائے۔" (روزنامہ "خبریں" ۱۸ اکتوبر ۱۹۹۶ء)

امریکی جریدے کی ناپاک جسارت

"" نیوز ویک " نے انجیل مقدس کے ایک نئے ترجمے پر تبصرہ شائع کیا ہے۔ اس تبصرہ کے ساتھ حضرت آدم اور اماں حوا کی انتہائی قابل اعتراض حالت میں خیالی تصویر بھی شائع کی گئی ہے۔"

(روزنامہ "خبریں" لاہور ۱۸ جنوری ۹۶ء)

قرآنی آیات کے فریم میں برہنہ تصاویر

"اسلام کے خلاف مغرب کی تہذیبی جنگ تیز تر ہوتی جا رہی ہے۔ امریکہ و مغربی ممالک ایک طرف تو اسلامی اقدار کا مذاق اڑانے والے سلمان رشدی اور تسلیمہ نسرین جیسے نام نہاد افراد کی پشت پناہی کر رہے ہیں اور دوسری جانب خود بھی دل آزار حرکات میں ملوث ہیں۔ ریڈیو خرطوم کے مطابق حال ہی میں امریکہ میں ایک امریکی کمپنی نے ایسے کارڈز جاری کیے، جن میں قرآنی آیات کے فریم میں برہنہ عورت کی تصویر شائع کی گئی ہے۔ کچھ عرصہ قبل ہالی وڈ سے ایک بلیو فلم ریلیز کی گئی جس کے تمام قابل اعتراض مناظر مسجد میں فلمبند کیے گئے اور یہ فلم دنیا بھر میں نمائش کے لیے پیش کی گئی۔"

("بیدار" ڈائجسٹ مارچ ۹۵ء)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چین میں بھی دل آزار کتاب کی اشاعت

"شمال مغربی چین میں مسلمانوں کے زبردست احتجاج پر مسلمانوں کے خلاف دل آزار کتاب شائع کرنے والے ادارے شی شون پبلشنگ ہاؤس کے ڈائریکٹرز کو برطرف کر کے ایڈیٹر کے خلاف قانونی کارروائی کی جا رہی ہے۔ بچوں کے لیے کارٹون اور پہیلیوں پر کتابیں شائع کرنے والے اس ادارے نے ایک کتاب میں ایسا کارٹون شائع کیا جس میں ایک مسجد میں نماز پڑھتے ہوئے مسلمانوں کے آگے سور دکھائے گئے تھے۔ اس کے نیچے لکھا تھا "وہ جنہوں نے کبھی سور کا گوشت نہیں کھایا مگر سور ان کے ساتھ ہوتے ہیں۔" اس کے خلاف مسلمانوں نے زبردست مظاہرے کیے اور کتاب کی اشاعت کے ذمہ دار کو سزائے موت دینے کا مطالبہ کیا۔ "چائنا مسلم آرگنائزیشن" جو ۲ کروڑ مسلمانوں کی نمائندہ تنظیم ہے' نے کہا ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ ایسا پہلی بار نہیں ہوا۔ اگر پہلے مجرموں کو عبرتناک سزا دی ہوتی تو بار بار مسلمانوں کے دل نہ دکھائے جاتے اور مسلمانوں کو احتجاجی مظاہروں کے لیے مجبور نہ کیا جاتا۔" ("بیدار" ڈائجسٹ لاہور' نومبر ۱۹۹۳ء)

انگلینڈ میں جوتوں پر کلمہ

"انگلینڈ کے تین شہروں میں کلمہ طیبہ کی عبارت والے جوتوں کی فروخت پر شدید احتجاج ہوا۔ مسلمانوں نے کہا کہ وہ ایسے جوتے فروخت کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ یہ جوتے اٹلی میں تیار کیے گئے تھے اور ان پر کلمہ طیبہ کی مکمل عبارت موجود تھی۔ ایک سٹور کی مالکہ نے کہا کہ وہ اس بارے میں کوئی پرواہ نہیں کرتی کیونکہ یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ اس نے کہا کہ اگر کوئی شخص اپنی قمیض پر حضرت عیسیٰ کی تصویر بنا لے تو اسے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ اس نے کہا کہ جوتے نوجوانوں میں بہت مقبول ہیں لیکن ہنگامے کے خطرے کے پیش نظر اس نے اگلے ہی روز اعلان کیا کہ تمام جوتے فروخت ہو چکے ہیں اور آئندہ وہ ایسے جوتے فروخت نہیں کرے گی۔" ("بیدار" ڈائجسٹ لاہور مئی جون ۱۹۹۲ء)

بی۔بی۔سی کی ناپاک جسارت:

"بی بی سی نے اپنے رسالے "لندن کالنگ" کے جنوری ۹۶ء کے شمارے کے سرورق

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر حضور اکرمؐ کی معہ فرشتوں کے تصویر شائع کی اور اس طرح واقعہ معراج کو ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے۔" اس تصویر کے ساتھ ہی مغرب کے اس مسلم متعصبانہ رویے میں ایک اور شہادت کا اضافہ ہو گیا ہے' جو ہمیشہ سے اس کا وطیرہ رہا ہے۔

(روزنامہ "خبریں" لاہور ۱۲ جنوری ۹۶ء)

مائیکل ایچ ہارٹ ("دی ہنڈرڈ" کا مولف) کا تعصب اور گستاخی:

مائیکل ایچ ہارٹ مغرب کا مشہور مصنف ہے اور دی ہنڈرڈ اس کی معروف کتاب ہے جس میں اس نے دنیا کی ۱۰۰ بہترین شخصیات کی تاریخی حیثیت بیان کی ہے۔ اپنی اس کتاب میں اس نے آنحضرت ﷺ کو تاریخ کے با اثر ترین افراد میں سرفہرست رکھا ہے۔ دوسرے نمبر پر نیوٹن' تیسرے پہ حضرت عیسیٰ' چوتھے پہ مہاتما گاندھی کو جگہ دی ہے۔

حضرت عمر فاروق کا ۵۱ واں نمبر ہے جبکہ ہٹلر ۳۵ ویں نمبر پر ہے اسی طرح نپولین کا ۳۴ واں نمبر ہے اور چنگیز خان کا ۲۱ واں' بہرحال یہ ایک ناقابل فہم اور عجیب و غریب ترتیب ہے۔

لیکن مسلمانوں نے نبیؐ کا اسم گرامی پہلے نمبر پہ دیکھتے ہی جوش عقیدت سے اس کتاب کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور پاکستان میں بھی یہ کتاب درآمد شدہ غیر ملکی کتابوں میں شہرت اور فروخت کے لحاظ سے دیگر تمام کتابوں پر سبقت لے گئی' مگر جب اس کتاب کو غور سے پڑھا گیا تو پتہ چلا کہ مائیکل بھی مغربی مصنفین اور مستشرقین کے اس مخصوص تعصب سے خالی نہیں جو ان کا حصہ ہے بلکہ اپنے پیشرووں سے چند قدم آگے ہی ہے۔

نقل کفر کفر نباشد' مائیکل کی دریدہ دھنی اور زہر افشانی کا نمونہ دیکھیے۔

"۶۲۲ء میں ذاتی عدم تحفظ کے خوف سے (محمد ﷺ) مدینے کی طرف فرار ہو گئے"

صفحہ نمبر ۴۳ "فرار جسے ہجرت کہا جاتا ہے" اس نے ہجرت جیسے عظیم الشان اور تاریخ ساز واقعہ کے لیے فرار جیسے گھٹیا لفظ کا استعمال کیا ہے جو اس کی گستاخانہ ذہنیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

"آپؐ مسلمانوں کی مقدس کتاب قرآن کے مصنف تھے۔"

وہی گھسا پٹا الزام جو صدیوں کی دھول میں بہت دور گم ہو چکا ہے۔ مائیکل پھر اسی کو دھرا رہا ہے گویا کہ صدیوں قبل کے کافر اور آج کے کافر کی ذہنی اپروچ میں کوئی فرق نہیں۔

(روزنامہ "جنگ" لاہور ۱۱ اپریل ۱۹۹۱ء میں شائع شدہ جناب اقبال شاہد صاحب کے مضمون سے ماخوذ)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارے جائے نماز اور یورپ کا تعصب:

"جن جائے نمازوں کو ہم روزمرہ استعمال کرتے ہیں' ان پر دو تصویریں بنی ہوتی ہیں۔ ایک تو بیت اللہ شریف کی ہے' جسے تمام مسلمان خوب جانتے ہیں دوسری تصویر کس چیز کی ہے؟ کیا قبلہ اول بیت المقدس ہے..... جی نہیں کوئی مسجد؟ جی نہیں۔ مسجد نبوی ؐ تو یقیناً نہیں ہے' جس کی شکل ہر مسلمان کے دل و جان پر نقش ہے۔ اگر یہ کوئی اور مسجد ہے تو بیت اللہ کے دوش بدوش کیوں بنائی جاتی ہے۔ اس کی اہمیت کیا ہے' جو یہ ہماری عبادات میں' رکوع سجود میں' ہمہ وقت ہمارے پیش نظر رکھی جاتی ہے۔

واضح ہو کہ یہ کوئی مسجد نہیں بلکہ قسطنطین اعظم کا استنبول میں تعمیر کردہ کلیسا "سینٹ صوفیا" ہے جسے سلطان محمد فاتح نے قسطنطنیہ کی فتح کے بعد مسجد میں تبدیل کر دیا تھا۔ اور جسے "مغرب سے رواداری کی شریعت" کے امام اعظم مصطفیٰ کمال پاشا نے کمال مسرت سے دوبارہ کلیسا میں تبدیل کر دیا تھا۔ عالم اسلام میں ہنگامہ برپا ہونے کے باعث اسے بعد میں قومی عجائب خانہ بنا دیا لیکن مسجد کا درجہ اسے آج تک دوبارہ نہیں دیا گیا۔

قالین سازی اٹلی کی بڑی صنعت ہے۔ یہ ملک زمانہ دراز سے اسلامی دنیا کو جائے نمازیں بھی فراہم کر رہا ہے۔ اس کے باشندے اپنے مذہب عیسائیت کے بارے میں بڑے مخلص اور پرجوش ہیں۔ فتح قسطنطنیہ ان کے لیے بڑا حساس مسئلہ تھا اور کلیسائے اباصوفیہ تو ان کی جان تھا۔

انہوں نے جائے نمازیں ڈیزائن کیں تو یہ مفتوح کلیسا بیت اللہ شریف کے دوش بدوش بنا دیا۔ ہماری بے حسی' بے بصری اور بے خبری پر اس سے بڑا طنز ممکن نہیں۔

اب آپ اپنے گھروں میں موجود جائے نمازیں دوبارہ دیکھیے۔ بعض پرانی جائے نمازوں میں یہ کلیسا بائیں طرف اور بیت اللہ شریف داہنی طرف ملے گا۔ سالہا سال تک یہ ڈیزائن چلتا رہا۔ آپ کی بے خبری کی انتہا ناپی جاتی رہی۔ پھر خاموشی سے بیت اللہ بائیں طرف اور کلیسا دائیں طرف کر دیا گیا۔ اب کثرت سے جائے نمازوں میں یہی ڈیزائن ملے گا۔ دیکھیے ذرا اپنی جائے نماز۔

جب عیسائی اور یہودی قالین سازوں کو یقین ہو گیا کہ اس بے خبر ملت اسلامیہ نے اس تبدیلی کا کوئی نوٹس نہیں لیا تو پھر وہ ایک قدم اور آگے بڑھ گئے۔ اب بعض جائے نمازیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کو ایسی ملیں گی' جس میں بیت اللہ شریف غائب اور کلیسائے قسطنطین اعظم آپ کے روبرو ہو گا!

ساری قالینیں اٹلی سے تو نہیں آتیں۔ ہم بھی بناتے ہیں مگر پاکستانی جائے نمازیں بنانے والے بھی اتنے ہی "بے خبر" مسلمان ہیں جتنے مقتدی اور امام اور علماء اور مشائخ اور مبلغ' دانشور اور پوری قوم۔ مقام عبرت ہے کہ نہیں؟

اس سے زیادہ عبرت کا مقام یہ ہے کہ اس کا انکشاف ایک صدی سے زیادہ زمانہ گزرنے کے بعد پہلی بار کیا جا رہا ہے۔ آخر یہ بدیہی منظر ہمارے دیدہ وروں کی نگاہوں سے اوجھل کیوں رہا؟

اب مسئلہ کا حل کیا ہے؟ یہی کہ اول آپ اپنی دینی اور قومی غیرت کو ذرا بیدار کریں۔ سرسری انداز فکر و نظر ترک کر دیں۔ کھول آنکھ زمیں دیکھ' فلک دیکھ' فضا دیکھ اور یہ بھی دیکھ کہ دشمن کتنا بڑا منصوبہ ساز' کتنا صابر اور کیسا مستقل مزاج ہے۔

ہمارے قالین ساز اپنے اسٹاک ضائع کرنے کا نقصان نہ کریں۔ اسے نکالتے رہیں لیکن اب جو نئی جائے نمازیں بنائی جائیں ان میں کلیسا کو ڈیزائن نہ کریں۔ نئے خریدار جائے نمازیں دیکھ کر خریدیں۔ خصوصاً وہ جائے نماز جن میں صرف کلیسا کا نقشہ بنا ہوا ہے' قطعی نہ خریدیں۔ آئمہ مساجد مقتدیوں میں اس کا اعلان کریں۔ مسجدوں میں ایسے جائے نمازوں کو رخصت کریں۔

(روزنامہ "جسارت" کراچی ۲ فروری ۱۹۸۳ء)

مولانا محمد تقی عثمانی نے اس خبر کے رد عمل میں فرمایا:

"اٹلی کی قالین ساز کمپنی کی جائے نمازوں پر بیت اللہ کی شبیہ کے بالمقابل کلیسا صوفیا کی شبیہ بنانا بلاشبہ ایک ناپاک جسارت اور حرکت ہے۔ دینی حمیت کے تحت اٹلی کی قالین ساز کمپنی کے تیار کردہ ان جائے نمازوں کا بائیکاٹ کرنا چاہیے۔ بلکہ اگر ممکن ہو تو سفارتی ذرائع سے اٹلی کو اس شرارت پر مطلع کرنا چاہیے تاکہ وہ اس قالین ساز کمپنی کو اس ناشائستہ حرکت سے باز رکھنے کے لیے کچھ مناسب تنبیہ کرے۔

یہ یاد رہے کہ یہاں اصل مسئلہ ان جائے نمازوں پر نماز کا نہیں بلکہ یہاں اصل مسئلہ کلیسا کو کعبہ کے مقابل لانے کا ہے' جو کہ ناقابل برداشت گستاخی ہے۔"

(ماہنامہ "البلاغ" کراچی' اگست ۱۴۰۳ھ)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱- رشدی اور برطانوی تعصب کی تفصیل:

۲- رشدی پر بننے والی فلم پر پابندی لگا دی گئی:

"رشدی" اور اس کی کتاب پر بننے والی فلم جس نے نہ صرف پاکستانی عوام کے جذبات کی عکاسی کی ہے بلکہ برطانوی معاشرے کے تضادات کو بھی طشت ازبام کر دیا ہے۔

"انٹرنیشنل گوریلے" کے نام سے یہ فلم بنی جس میں رشدی کو آسمانی عذاب سے جل کر راکھ ہوتے ہوئے دکھایا گیا ہے تو برطانیہ میں رشدی کے سرپرست حلقوں میں کھلبلی مچ گئی' بی بی سی ٹیلی ویژن کی ایک ٹیم پاکستان پہنچی اور اس نے سینما گھروں میں جاکر لوگوں کے رش کو فلمایا' فلم کے بعض سین اپنے ہاں ٹی وی پر دکھانے کے لیے کیمرے کی آنکھ سے محفوظ کیے۔ فلم دیکھنے والے بعض تماشائیوں کے تاثرات ریکارڈ کیے اور جب یہ ٹیم میرے پاس میرا انٹرویو لینے آئی تو اس کے سبھی ارکان اس بات پر حیران اور پریشان تھے کہ فلم کی ٹکٹیں بلیک ہو رہی ہیں اور لوگ فلم کے دوران جوش و جذبے سے نعرے لگاتے ہیں۔ ہم نے جس سے پوچھا اس نے یہی جواب دیا کہ میرا بس چلے تو "رشدی" کو زندہ نہ چھوڑوں۔ میں نے کہا "آپ کا پریس' آپ کی حکومت اور آپ کے ادیب اور دانشور تو اب تک یہی پراپیگنڈہ کرتے رہے ہیں کہ یہ مسئلہ "بنیاد پرستوں" کا اٹھایا ہوا ہے کیا سینما گھروں میں اپنی آنکھوں سے یہ صورت حال دیکھ کر بھی آپ لوگوں کو یقین نہیں آیا کہ یہ کسی مخصوص طبقے کا مسئلہ نہیں' عام مسلمان کا مسئلہ ہے۔ آپ لوگ اول تو "بنیاد پرست" کی اصطلاح گھڑ کر ہی ایک غیر علمی حرکت کر چکے ہیں لیکن اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ اس طرح کا کوئی طبقہ عالم اسلام میں پایا جاتا ہے تو کم سے کم اس سے تو آپ بھی اتفاق کریں گے کہ وہ سینما گھروں نہیں پایا جاتا اس کے نزدیک تو سینما جانا ہی گناہ کا کام ہے۔ یہ ہزاروں لوگ جو آپ قطار در قطار اس فلم کے لیے سینما گھروں کے باہر دیکھ رہے ہیں' عام گنہگار مسلمان ہیں حقیقت میں یہ مسئلہ "بنیاد پرستوں" کا نہیں ان عام گنہگار مسلمانوں کا ہے جو پیغمبر ﷺ کو اپنے دلوں کی دھڑکن اور خدا کے بعد اپنا پہلا اور آخری سہارا سمجھتے ہیں' یہی وجہ ہے کہ جس سعودی عرب کو آپ "بنیاد پرست" معاشرہ سمجھتے ہیں یہ تحریک وہاں نہیں اٹھی اس کا آغاز پاکستان سے ہوا ہے جس میں علمائے کرام نے ہی اپنا خون نذر نہیں کیا سات نوجوانوں نے بھی ناموس رسالت ﷺ پر اپنی جانیں قربان کی ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعد میں' لندن گیا تو دوستوں سے معلوم ہوا کہ برطانوی ٹیلی ویژن نے "انٹرنیشنل گوریلے" فلم پر جو پروگرام پیش کیا اس میں میرا انٹرویو بھی شامل تھا۔ اس پروگرام کا انگریزوں پر کیا اثر ہوا' اس کا تو اندازہ نہیں ہو سکا لیکن پاکستانی فلم کو برطانیہ کے لاکھوں پنجابی بولنے والے لوگوں میں بڑی پبلسٹی ملی پھر چونکہ اسے انگریزی میں ڈب کیا جا رہا تھا اس لیے انگریزی دان طبقہ بھی یکساں اس کے دیکھنے کا مشتاق تھا' شوٹنگ ڈویو سنٹر لندن کے مالک مسٹر محمد فیاض نے فلم کے حقوق خرید کر اسے "برٹش بورڈ آف فلم کلاسیفیکیشن" کے سامنے پیش

کیا تو اس نے اس پر پابندی لگا دی۔ یہ الگ بات ہے کہ بعد میں "وڈیو اپیلز کمیٹی" نے مسٹر فیاض کی اپیل پر ان کے حق میں فیصلہ دے دیا مگر برطانوی قانون اور معاشرے کا جو تضاد آزادی رائے کے حسین پردوں میں چھپا ہوا تھا ایک دفعہ تو کھل کر سامنے آ گیا۔

"رشدی" کی کتاب پر پابندی نہیں لگ سکتی خواہ اس سے کروڑوں دل زخمی اور روحیں فگار ہوئی ہوں مگر ایک فلم پر پابندی لگ سکتی ہے کیونکہ اس میں ایک شخص کو عذاب الٰہی کا نشانہ بنتے دکھایا گیا ہے' بد قسمتی سے ہمارے معاشرے میں ایک مٹھی بھر نام نہاد دانشور اور روشن خیال طبقہ مغرب کی آزادی اظہار رائے کے نعروں سے بری طرح مرعوب ہے مگر بنیادی طور پر ان پڑھ اور سطح بین ہونے کی وجہ سے وہ مغرب کے ان لاتعداد واقعات سے نابلد ہے جن سے اس کے دہرے معیار کا ثبوت ملتا ہے۔

امریکی روزنامہ "سان فرانسسکو ایگزامیز" نے اپنی ۱۰ مارچ ۸۸ء کی اشاعت میں ایک رپورٹ شائع کی تھی جس میں کہا گیا ہے کہ ایک برطانوی انٹیلی جنس آفیسر کی ایک کتاب پر برطانوی حکومت نے اس لیے پابندی عائد کر دی ہے کیونکہ اس میں مصنف نے یہ ثابت کیا ہے کہ جنگ عظیم دوم کے موقع پر برطانیہ کو اس بات کا پیشگی علم تھا کہ جاپان امریکہ کی پرل بندرگاہ پر ایک تباہ کن حملہ کرنے والا ہے لیکن اس نے اس راز کو صرف اس لیے چھپائے رکھا تاکہ امریکہ کو بھی جنگ عظیم میں ملوث کیا جا سکے۔

اور امریکی سی آئی اے کے ایک سابق ایجنٹ اور کیمبرج یونیورسٹی کے فارغ التحصیل فلپ ریجی کا یہ واقعہ تو مغرب کے احوال پر نظر رکھنے والے سبھی اہل نظر کو یاد ہے کہ جب اس نے سی آئی اے کو چھوڑنے کے بعد اس ادارے کے معاملات سے متعلق انکشافات پر مبنی کتاب لکھنی شروع کی تو اس پر بے حد دباؤ ڈالا گیا اسے دھمکیاں دی گئیں یہاں تک کہا گیا کہ سی آئی اے انہیں قتل کرا دے گی' اس دباؤ سے مجبور ہو کر مسٹر فلپ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انگلستان سے چلے گئے اور یورپ کے ایک گمنام گوشے میں سر چھپا کر بیٹھ گئے۔

مصنفین اور اہل قلم کی بات تو رہنے دیجئے کہ وہ پھر کچھ وزن رکھتے ہیں مغرب کے اس رویے کا شکار وہ فنکار اور موسیقار بھی بنتے رہتے ہیں جو اکثریت کے عقیدے اور نظریات کا احترام نہیں کرتے۔ "میڈونا" امریکہ کی مشہور گلوکارہ ہے جسے نئی نسل میں بے پناہ مقبولیت حاصل ہے مگر جب سے اس نے ایک گانا "لائک اے پریئر" پکچرائز کرایا ہے جس میں چرچ' سیلیج اور صلیب کا استخفاف ہے اسے طرح طرح سے عوامی اداروں کی سطح پر قہر و غضب کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ مشروبات کی ایک کمپنی میڈونا کو اپنے ٹی وی اشتہارات میں دکھایا کرتی تھی اس پر دباؤ ڈالا گیا کہ وہ میڈونا کے گانوں کو اپنے "ایڈز" میں دکھانا بند کر دے۔ کسی نے نہیں کہا کہ یہ کمپنی کی آزادی میں مداخلت کے مترادف ہے۔

جولائی ۹۰ میں میڈونا کو روم میں اپنا ایک شو کرنا تھا مگر عیسائیوں کے دباؤ اور یورپ کے اشارے پر عوام نے اس کے شو ناکام بنا دیے' اچھی خاصی گڑبڑ ہوئی مگر "رشدی" کا دفاع کرنے والے کسی بھی حلقے نے اس پر احتجاج نہیں کیا کہ میڈونا کی آزادی اظہار رائے پر یہ حملہ کیوں کیا جا رہا ہے۔

آسٹریا کے صدر والڈ ہائم کسی زمانے میں نازی ازم میں ملوث رہے ہوں گے ایک ملک کا صدر ہونے کے باوجود امریکہ میں ان کے داخلہ پر پابندی لگا دی گئی۔ یاسر عرفات اسرائیل کے دشمن ہیں اس لیے انہیں بھی امریکہ کا ویزا دینے سے انکار کر دیا۔ میں ایک ذرہ ناچیز ہوں مگر چونکہ پاکستان میں رشدی کے خلاف تحریک چلانے میں میں بھی شامل تھا میرے پاسپورٹ پر پانچ سال کے لیے لگا ہوا امریکی ویزا منسوخ کر دیا گیا۔ ہمارے ہاں کے مغرب نواز حلقوں میں کسی نے بھی نہیں کہا کہ یہ ایک آزاد ملک کے شہری کے جمہوری حق کا اتلاف ہے؟

مغرب کی ایک اور تازہ ترین حریت پسندی کا مظاہرہ "کورٹنگ ڈزآسٹر" کے نام سے اس کتاب کے خلاف اٹھنے والا طوفان ہے جس میں انگلستان کے شاہی خاندان کے چند اسرار سربستہ پر سے پردہ اٹھایا گیا ہے۔ کتاب کے مصنف میلکم بارکر ۸۰ء سے ۸۳ء تک شاہی خاندان کے محل سرا میں ایک کلرک کی حیثیت سے کام کرتے رہے ہیں۔ اس کتاب میں انہوں نے برطانیہ کے شاہی محلات میں کثرت مے خواری اور ناجائز جنسی تعلقات کی داستانیں قلمبند کی ہیں ایک تصویر میں بستر پر ملکہ معظمہ جس انداز میں استراحت فرما رہی ہیں اس کی اشاعت بھی ملکہ کے غیض و غضب کا باعث بنی۔ اس کتاب کے بعض اجزا فرانس کے ایک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسالہ "پیرس میچ" میں بھی شائع ہوئے ہیں لیکن اب برطانوی ایڈیشن میں ان کو خارج کر دیا گیا ہے۔

خود رشدی نے اپنی ایک اور کتاب "مڈ نائٹ چلڈرن" میں اندرا گاندھی پر جو کیچڑ اچھالی تھی بھارتی حکومت نے اس پر احتجاج کیا تو وہ حصے کتاب سے حذف کر دیے گئے مگر پیغمبر اسلامؐ 'ازواج مطہرات ؓ اور صحابہ کرام ؓ کو ننگی گالیاں دینے پر دنیا بھر کے مسلمانوں کے سینے چھد گئے اور ان ناپاک حملوں کے خلاف جانی قربانیاں تک دی گئیں تو بھی نہ مصنف اور ناشر کو کتاب میں سے یہ قابل اعتراض حصے حذف کرنے کی توفیق ہوئی اور نہ ہمارے کفر نواز حلقوں کو یہ مطالبہ کرنے کا حوصلہ ہوا' الٹا تنقید ہوئی تو شمع رسالتؐ کے پروانوں پر' زبان طعن دراز ہوئی تو تحریک تحفظ ناموس رسالتؐ کے کارکنوں پر' یہ تھرڈ لے ہیں جمہوریت اور آزادی اظہار رائے کا احترام نہیں کرتے' علم اور سائنس کی نعمتوں سے محروم ہیں مگر اے مغرب کے زلہ خوار و اے غیروں کے خوان علم و ادب کی ریزہ چینی کرنے والو! اے مغربی اہل قلم کے چبائے ہوئے مضمون کی جگالی کرنے والو! تھرڈ لے ہم ہیں یا تم جنہیں بدبخت مصنف کو یہ نصیحت کرنے کی بھی توفیق نہیں کہ کتاب سے وہ حصے کیوں نہیں نکال دیتے جس سے کروڑوں دل زخمی ہوئے ہیں؟

اب رشدی برطانوی حکومت کو اپنے حقوق کی دہائی دے رہا ہے' لندن کے مشہور روزنامہ "انڈی پینڈینٹ" کی ۴ فروری ۹۰ء کی اشاعت پر اس کا جو مضمون چھپا ہے اس میں وہ کہتا ہے:

"مجھے افسوس ہے کہ میں ایک عام آدمی کی طرح اپنی مرضی سے نہ سڑکوں پر چہل قدمی کر سکتا ہوں اور نہ ہی کسی کتاب کی دکان میں جا کر ورق گردانی۔"

("مشاہدات و تأثرات۔ از کوثر نیازی صفحہ ۴۹۹ تا ۵۰۲)

۱- کھیلوں کی دنیا اور امریکی تعصب۔ اٹلانٹا اولمپکس ۱۹۹۶ء:

۲- کمنٹیٹر کا زہریلا پروپیگنڈہ۔ امریکہ مخالف ملکوں کا مذاق اڑاتا رہا:

"اٹلانٹا (این این آئی) اٹلانٹا اولمپکس کے آغاز پر امریکہ کے بعض ٹیلی ویژن سٹیشنوں سے اولمپکس میں حصہ لینے والے بعض ممالک جن کے امریکہ سے اختلافات ہیں کے بارے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں زہریلا پروپیگنڈہ کیا جاتا رہا' امریکی ٹیلی ویژن این بی اے نے افتتاحی تقریب کے موقع پر اولمپک کھیلوں میں شریک کئی ممالک کا اولمپک ریکارڈ پیش کرنے کی بجائے ان کے بارے میں عجیب و غریب ریمارکس دیے' جب چینی کھلاڑیوں کا دستہ گزرا تو کمنٹیٹر نے چین کے اولمپک ریکارڈ کے بارے میں کچھ بتانے کی بجائے کہا کہ چین انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے لیے پوری دنیا میں مقبول ہے' کیوبا کا دستہ گزرا تو اس نے کہا کہ کیوبا کے ۷۷ کھلاڑی اولمپک میں حصہ لینے کے لیے آئے ہیں جن میں سے کئی واپس جانے کی بجائے امریکہ میں غائب ہو جائیں گے' ہانگ کانگ کا دستہ گزرا تو کمنٹیٹر نے کہا کہ یہ ہانگ کانگ کا آخری اولمپک ہے۔ ایرانی دستہ گزرا تو کمنٹیٹر نے کہا کہ ۱۹۷۹ء کے انقلاب کے بعد یہ پہلا موقع ہے کہ کوئی ایرانی خاتون کھلاڑی اولمپک میں شریک ہوئی ہے' لیبیا کا دستہ گزرا تو اس نے کہا کہ یہ ایسا ملک ہے جہاں پر امریکی پاسپورٹ کو تسلیم نہیں کیا جاتا۔" ("نوائے وقت" لاہور ۲۱ جولائی ۹۶ء)

۱- امن کے لیے ہونے والے اولمپک کھیل اور امریکی میڈیا کی پاکستان دشمنی:

۲- امریکی میڈیا کا "سپورٹس مین شپ" کا "انوکھا" مظاہرہ:

"نیویارک (این این آئی) دنیا میں امن کے لیے ہونے والے اولمپک کھیلوں کے دوران بھی امریکی میڈیا "پاکستان دشمنی" سے باز نہیں آ رہا اور جہاں بھی اسے موقع مل رہا ہے وہ پاکستان پر وار کرنے سے نہیں چوک رہے۔ امریکی ٹیلی ویژن "این بی سی" جس نے امریکہ میں اولمپک کھیلوں کو ٹیلی کاسٹ کرنے کے حقوق حاصل کیے ہیں اولمپک کھیلوں کی افتتاحی تقریب سے پاکستان کو سرے سے ہی غائب کر دیا اور پاکستانی دستے کو افتتاحی تقریب میں مارچ کرتے ہوئے نہیں دکھایا گیا' جس پر امریکہ کے مختلف حصوں میں مقیم لاکھوں پاکستانی واشنگٹن میں پاکستانی سفارت خانے اور نیویارک میں قونصل خانے فون کر کے اس بارے میں دریافت کرتے رہے۔ علاوہ ازیں اولمپک مقابلوں میں پاکستانی ہاکی ٹیم کے امریکہ کے ساتھ افتتاحی مقابلے کو امریکہ میں براہ راست نہیں دکھایا گیا جس کے باعث امریکہ میں مقیم ہزاروں پاکستانی یہ مقابلہ دیکھنے سے محروم رہے' تاہم امریکی اخبارات میں اس مقابلے کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرسری سا ذکر موجود ہے۔ امریکی اخبارات ہاکی کو کوئی خاص کوریج بھی نہیں دے رہے۔ اگر کسی نے ذکر کیا بھی ہے تو یوں کہ یہ کھیل صرف پاکستان اور بھارت میں ایسے ہی مقبول ہے جس طرح امریکہ میں باسکٹ بال مقبول ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اخبارات نے ایشیائی ہاکی پر یہ پھبتی بھی کسی ہے کہ امریکہ میں تو فیلڈ ہاکی کھیلی جاتی ہے جو کہ مردوں کا نہیں خواتین کا کھیل ہے۔ اٹلانٹا اولمپک مقابلوں کی افتتاحی تقریب میں امریکہ کے مخالف ممالک کے خلاف زہریلا پروپیگنڈہ اور طنزیہ کمنٹس دینے والے این بی سی ٹیلی ویژن کے کمنٹیٹر باب کی رواں کمنٹری کی "نیویارک ٹائمز" نے تعریف کی ہے۔ اخبار نے کہا ہے کہ باب کی چاشنی پیدا کرنے والی کمنٹری نے سننے اور دیکھنے والوں کو بہت لطف اندوز کیا۔" (روزنامہ "خبریں" لاہور ۲۳ جولائی ۹۶ء)

۱- امریکہ کی "ڈریم ٹیم" کا اعلان --- ہمارے لیے درس عبرت:

۲- کیا یہ بنیاد پرستی نہیں؟

"امریکہ کی "ڈریم ٹیم" نے اعلان کیا ہے کہ اسے اولمپک میڈل جیتنے کی خوشی میں جو رقم ملے گی وہ اس میں سے ایک لاکھ ۶۵ ہزار ڈالر گرجوں کے تحفظ کے لیے بطور امداد عطیہ دے گی۔ گرجوں کی ترقی اور ان کے تحفظ کے لیے رقوم دینا کوئی بری بات نہیں ہے لیکن اسی قسم کا اعلان اگر کسی اسلامی ملک کی کوئی مسلمان ٹیم کر دے تو امریکہ کی طرف سے فوراً اس پر بنیاد پرستی کا الزام لگا دیا جائے گا حالانکہ جس طرح عیسائی کھلاڑیوں کو چرچ جانے کا حق حاصل ہے اسی طرح مسلمان کھلاڑیوں کی مذہب دوستی پر کسی کو اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔ لیکن عملی صورت حال یہ ہے کہ کسی مسلمان ملک کے بارے میں اگر ذرا سی بھی مذہبی سرگرمی کی خبر چھپ جائے تو عیسائی دنیا میں تشویش کی لہر پیدا ہو جاتی ہے کہ مسلمانوں میں بنیاد پرستی فروغ پا رہی ہے۔

چرچ کی مختلف تنظیموں نے غیر عیسائی ملکوں میں عیسائیت کی تبلیغ کا جال بچھا رکھا ہے۔ پاکستان، بھارت اور بنگلہ دیش میں پادریوں کی کتنی ہی تنظیمیں کام کر رہی ہیں اور غریب لوگوں کی امداد کے بہانے ان کے ایمان پر ڈاکہ ڈالا جا رہا ہے۔ ان ممالک میں جتنے بھی مشن سکول ہیں وہ سب گرجوں میں قائم ہیں ان میں عیسائیوں سے زیادہ مسلمانوں کے بچے پڑھتے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور عیسائی مشن انہیں عیسائیت کی تبلیغ کرنے میں مصروف ہیں۔ ان تمام تعلیمی تبلیغی اداروں کو یورپ اور امریکہ سے امدادی رقوم وصول ہوتی ہیں۔ امریکی سینٹ اور کانگریس کی کارروائی بائبل کی تلاوت سے شروع ہوتی ہے لیکن کسی اسلامی ملک نے امریکہ پر بنیاد پرستی کا الزام نہیں لگایا۔ اس کے برعکس امریکہ والے اسلامی ممالک کی معمول کی مذہبی سرگرمی کو بھی بنیاد پرستی کی عینک سے دیکھنے لگتے ہیں اور امریکی ذرائع ابلاغ اسے ہوا بنا کر دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ دراصل امریکی اور یورپی سیکولرازم انٹی اسلام ہے اور مسلمانوں کو دبانے اور اپنی اقتدار ترک کرنے کے لیے استعمال ہو رہا ہے۔ جس طرح اہل امریکہ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی مرضی کی زندگی گزاریں اسی طرح مسلمان ممالک کو بھی یہ حق حاصل ہے کہ وہ اسلامی تعلیمات پر عمل کریں۔ کسی کو ان کی مذہب دوستی پر معترض ہونے کا حق حاصل نہیں ہے۔" (اداریہ روزنامہ "نوائے وقت" لاہور ۲۲ جولائی ۱۹۹۶ء)

اسلامی تحاریک کو کچلنے کے لیے تمام حربے استعمال ہوں گے۔ فرانسیسی صدر کا اعلان

"فرانس کے صدر جیکو شراک نے ۱۴ جولائی بروز جمعہ کو اس عزم کا اظہار کیا کہ میں فرانس سے اسلامی بنیاد پرستی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ میں ان تمام بنیاد پرست عناصر کو ختم کر دوں گا جو فرانس کو اپنا بیس کیمپ بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ایک قومی تقریب یوم باستے کے موقع پر پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ میں اس بات کی قطعی اجازت نہیں دے سکتا کہ بنیاد پرست عناصر فرانس کو اپنے بیس کیمپ کے طور پر استعمال کریں۔ انہوں نے زور دے کر کہا کہ ہم ان سے چھٹکارا پانے

کے تمام طریقے استعمال کریں گے۔ واضح رہے کہ فرانس گزشتہ چند برسوں سے الجزائر میں ملک دشمن کٹھ پتلی حکومت کو سہارا دیتا آ رہا ہے جہاں فوجی حکومت اسلامی انقلاب کا بزور طاقت راستہ روکنے کی پالیسی پر عمل پیرا ہے۔ تاہم فرانسیسی حکام کو اندیشہ ہے کہ الجزائر میں اسلامی انقلاب کی لہر فرانس کی سرحد بھی عبور کر سکتی ہے۔"

(بحوالہ "بیدار ڈائجسٹ" لاہور اگست ۱۹۹۵ء صفحہ ۴۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امریکی معاشرے کا اسلامی شعائر سے تعصب...... نقاب اوڑھے دو مسلم خواتین گرفتار..... جنسی زیادتی بھی کی گئی

"لندن (ریڈیو رپورٹ) امریکی ریاست ورجینا میں دو مسلمان خواتین کو نقاب پہننے کی وجہ سے پولیس نے حراست میں لے لیا۔ بی بی سی کے مطابق دونوں خواتین روایتی اسلامی نقاب اوڑھے ایک عمارت میں داخل ہو رہی تھیں کہ ڈیوٹی پر موجود پولیس والے نے ان سے نقاب اتارنے کو کہا خواتین نے نقاب اتارنے سے انکار کر دیا تو پولیس والے نے انہیں ہتھکڑی لگائی' دونوں خواتین نے الزام لگایا کہ پولیس نے ان سے جنسی زیادتی بھی کی۔ انہوں نے پولیس والے کے خلاف مقدمہ درج کرایا۔" (بحوالہ روزنامہ "جنگ" لاہور ۲۰ ستمبر ۹۶ء)

اسم محمد ﷺ اور عیسائی تعصب

محترم پروفیسر کریم بخش نظامانی لکھتے ہیں کہ:

"عیسائیوں نے اپنے زمانہ تسلط میں اسم مبارک ﷺ کو بری طرح مسخ کر دیا۔ مثلاً انگریزی زبان میں "محمد" (ﷺ) کو بگاڑ کر Mohomet بنا دیا۔ اس سے بھی بڑھ کر ان خبیثوں (خبیث کوئی گالی نہیں ہے' ایک شرعی اصطلاح ہے) نے Muhammad (محمد ﷺ) کو Mahound (ماہاؤنڈ) بنا دیا۔ ماہاؤنڈ کا اشتقاق ہے۔ Me-Hound ہی ہاؤنڈ کے معنے ہیں' شکاری کتا اور می کے معنے ہیں میرا۔ فخر موجودات ﷺ کی شان میں عیسائی حضرات یہ گستاخی صدیوں سے جاری رکھے ہوئے ہیں۔ "Mahound" کا لفظ اب بھی انگریزی زبان کی بڑی بڑی لغات میں موجود ہے۔ میں تمام مسلمان ممالک کے سربراہوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں یہ احتجاج کریں کہ انگریزی اور فرانسیسی زبانوں میں حضور ﷺ کے اسم گرامی کے جو بھی گستاخانہ ہجے موجود ہیں' ان کو ان زبانوں کی لغات سے نکال دیا جائے۔

سولہویں صدی کے ڈرامہ نویس کرسٹافر مارلوو (۱۵۹۳ء-۱۵۶۴ء) کا ڈرامہ "تمرلین" انگریزی ادب میں بڑا مقام رکھتا ہے۔ خود مارلوو کو بھی شیکسپیئر کے بعد دوسرا بڑا ڈرامہ نگار سمجھا جاتا ہے۔ "تمرلین" میں حضور ﷺ کی شان میں انتہائی گستاخانہ کلمات موجود ہیں۔ لیکن یہ ڈرامہ ہماری جامعات کی لائبریری میں موجود ہے اور مجھے بھی یہ ڈرامہ نہ صرف پڑھنا' بلکہ اس پر تنقید بھی لکھنا پڑی۔ سر والٹر اسکاٹ کے ناول ٹیلسمان یا آئی ون ہو اب یاد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں رہا کہ کس ناول میں ہے) میں بھی رسالت مآب ﷺ کی شان مبارک میں انتہائی گستاخانہ کلمات موجود ہیں اور دکھ کی بات یہ ہے کہ ٹیلسمان ناول ہمارے ایم اے فائنل انگریزی ادب) کے نصاب میں شامل تھا۔ سید مودودی" کی تحریریں پڑھنے سے ہماری دینی غیرت جاگ اٹھی تھی۔ اس لیے ایسے خرافات پر کلاس روم ہی میں تنقید کر دیتے۔ ورنہ طلبہ و طالبات کے کانوں پر جوں تک نہ رینگتی اور وہ "ادب میں سب چلتا ہے" کہہ کر گستاخیوں کو نظرانداز کر دیتے۔ مگر ادب (لٹریچر) میں بے ادبی تو نہیں چلنی چاہیے"۔

(بحوالہ "ناپاک سازش" از سیف الاعظم' ص ۲۷۰)

نام نبی ﷺ سے وابستہ وہ انداز وفا جو کبھی اس امت کا خاصہ تھا' وہ بہت حد تک ماند پڑ چکا۔ سرفروشی و جانبازی کے سارے فسانے قصہ پارینہ بن چکے اور غیرت و حمیت کی ساری کہانیاں بھی تاریخ کی زینت بن چکیں۔ اب تو اک ادائے بے نیازی ہے' اک انداز بے وفائی ہے بلکہ بے حسی اور بے غیرتی ہے۔ یہ تو غنیمت ہے کہ ابھی تاریکی میں کہیں کوئی کرن حمیت چمک اٹھتی ہے وگرنہ جس دن یہ بھی نہ رہی تو ہماری داستان بھی نہ ہوگی داستانوں میں۔

یورپ کا خبث باطن' مسلمانوں کی مقدس شخصیات پہ رکیک حملے

علمی تحقیق کے نام پہ تعصب و تنگ نظری کا بدترین مظاہرہ

مسلمانوں کے لیے درس رواداری اور خود مسلمانوں کی دلآزاری کے ہردم درپے

جناب تنویر قیصر شاہد صاحب کی تحقیق--- مسلمانوں میں سرفروشوں کی ضرورت ہے

"روزنامہ "نوائے وقت" نے بیس مارچ ۱۹۹۶ء بروز بدھ اپنے ایک شذرے میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لکھا ہے: "اوریول پبلشنگ لیمٹڈ 'گریفن ہاؤس' ۱۶۱ ہمر سمتھ روڈ' لندن کے زیر اہتمام شائع ہونے والے نیو جوائے آف نولج انسائیکلو پیڈیا کی چوبیسویں جلد میں صفحہ ۱۴۰۶ پر اسلام کے بارے میں درج باب میں حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی فرضی شبیہہ شائع کی گئی ہے جو اسلامیان عالم کی دل آزاری کا باعث ہے۔ برطانیہ میں شائع ہونے والے انسائیکلو پیڈیا میں رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی فرضی شبیہہ شائع کر کے عالم اسلام کو مشتعل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس پبلشنگ ادارے کی اس ناپاک جسارت پر حکومت پاکستان کو فوری قدم اٹھانا چاہیے اور برطانوی حکومت سے مطالبہ کرنا چاہیے کہ وہ اس ادارے کی دل آزار انسائیکلو پیڈیا کی تمام متعلقہ جلدیں ضبط کرے اور آئندہ کے لیے بھی اس بات کی ضمانت مہیا کی جائے کہ برطانیہ کے اسلام دشمن ادارے ایسی ناپاک جسارت نہ کریں کہ جس سے مسلمان مشتعل ہو کر بزور طاقت اسلام دشمنی کی کوششوں کو روکنے پر مجبور ہو جائیں"۔

دین موسوی اور دین عیسوی کے ماننے والوں کی صدیوں سے یہ کوشش اور خواہش رہی ہے کہ وہ کس طرح اسلام اور اسلامیان عالم کو زک پہنچا سکتے ہیں اور کن کن ہتھکنڈوں کو بروئے کار لا کر وہ مسلمانوں کی دل آزاری کا باعث بن سکتے ہیں۔ اس قابل مذمت خواہش کو عملی جامہ پہنانے کے لیے وہ کبھی براہ راست مسلمانوں کی فکری اور روحانی دنیا پر حملہ آور ہوتے ہیں اور کبھی پردے کے پیچھے بیٹھ کر 'ایک ہدایت کار کی شکل میں' اپنے چیلوں چانٹوں کو مختلف ترغیبات کے تحت اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ جدید دنیا میں' جبکہ سائنسی اور تکنیکی علوم و فنون انہی نصرانی اور یہودی اقوام کے ہاتھ میں ہیں' ان کے ہتھکنڈے مختلف شکلوں میں سامنے آ رہے ہیں۔ مجھے معروف دانش ور سید سبط الحسن ضیغم کے ساتھ نیو یارک سے بذریعہ فون اسی موضوع پر بات چیت کرنے کا اعزاز حاصل ہوا تو انہوں نے کہا کہ مغربی اقوام نے یہ راز پالیا ہے کہ انہیں اپنی حریف جس کسی بھی قوم کو برباد کرنا ہو' اسے شکست دینی ہو تو وہ سب سے پہلے اس قوم کے دینی' روحانی اور فکری راہنماؤں کو نشانہ بناتی ہیں تاکہ مقابلے پر کھڑی قوم کو اس کے سب سے بڑے سرمائے سے محروم کر دیا جائے۔ "نوائے وقت" نے اپنے جس شذرے میں برطانوی انسائیکلو پیڈیا کا ذکر کیا ہے' یہ بھی ایسی ہی ناپاک نیت کا شاخسانہ ہے۔

مذکورہ بالا شذرے کی اشاعت کے چند روز بعد مجھے نیو یارک کے سب سے بڑے کتابوں کے سٹور "بارنس اینڈ نوبل" جانے کا اتفاق ہوا' جہاں دنیا بھر میں شائع ہونے والی نئی کتابوں (۱۹۹۶ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران) کی نمائش کا اہتمام کیا گیا تھا۔ اس نمائش کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذہبی سیکشن میں دنیا کے مختلف مذاہب اور ادیان کے بارے میں نئی تحقیقی کتابیں رکھی گئی تھی۔ اسلام پر بھی چند کتابیں نظر آئیں جن میں ایک بڑے سائز کی کتاب نمایاں طور پر سجائی گئی تھی۔ یہ تقابل ادیان کے موضوع پر تھی اور اس کتاب کا نام تھا "دی السٹرٹیڈ ورلڈز ریلیجنز' اے گائیڈ ٹو آور وزڈم ٹریڈیشن"!! اور اس کے مصنف کا نام ہوسٹن اسمتھ درج تھا۔ اس کتاب میں ہندوازم' بدھ مت' کنفیوشین' تاؤازم' اسلام' یہودیت اور نصرانیت کا تعارف اور بعد ازاں مباحث شامل کیے گئے ہیں۔ اڑھائی سو سے زائد صفحات پر مشتمل اس مہنگی کتاب کو میں نے بڑے شوق سے خریدا۔ خیال تھا کہ دنیا کے تین بڑے مذاہب (اسلام' نصرانیت اور یہودیت) کے علاوہ رواں لمحوں میں جتنے بھی بقیہ مذاہب رواجی طور پر جاری ہیں' ان کا مطالعہ کرنے کو ملے گا۔ گھر آکر مذکورہ کتاب کا مطالعہ کرنے کے لیے اسلام پر مبنی باب کو کھولا تو شدید کوفت اور دکھ ہوا اور سچی بات یہ ہے کہ ذہنی صدمہ پہنچا۔ اسلام پر مبنی باب صفحہ ۱۴۵ سے ۱۷۸ تک محیط ہے۔ جگہ جگہ اسلام کے بارے میں رنگین قلمی تصویریں شائع کی گئی ہیں۔ ان تصویروں میں پیغمبر آخرالزماں نبی کریم ﷺ کی پانچ فرضی شبیہیں بھی شامل کی گئی ہیں۔ ان فرضی شبیہوں میں حضور نبی کریم ﷺ پیدائش کے بعد اپنی والدہ محترمہ کی گود میں' غار حرا میں حضرت جبرائیلؑ کے سامنے' خانہ کعبہ کے سامنے صحابہ کرامؓ کو تبلیغ کرتے ہوئے' کعبہ کی تعمیر نو کے دوران عرب قبائل کو ایک چادر کے چاروں کونے پکڑا کر اور خود حجر اسود چادر کے درمیان رکھتے ہوئے اور معراج شریف کی رات براق پر سوار آسمان کی طرف پرواز کرتے ہوئے دکھائے گئے ہیں۔

اس کتاب کا مصنف ہوسٹن اسمتھ امریکہ میں مذہبی تاریخ کا نامور عالم گردانا جاتا ہے۔ اسے مذہبی فلسفے اور تقابل ادیان پر اتھارٹی سمجھا جاتا ہے۔ وہ ماضی میں واشنگٹن یونیورسٹی' ایم آئی ٹی یونیورسٹی اور سائیراکیوز یونیورسٹی میں پڑھا چکا ہے' آج کل وہ برکلے (کیلی فورنیا) یونیورسٹی سے وابستہ ہے۔ چند برس قبل اس نے یہی کتاب بغیر تصویروں کے شائع کی تھی۔ اگرچہ اس وقت بھی (کتاب کے فلیپ کے مطابق) اسے خاصی مقبولیت ملی اور اس کی دو لاکھ کاپیاں ہاتھوں ہاتھ نکل گئیں مگر اس بار مغرب اور امریکہ نے اپنے اصل خبث باطن کا مظاہرہ کرتے ہوئے اور مسلمانوں کے ذہنوں اور روحوں کو کچوکے دینے اور زک پہنچانے کے لیے یہ مکروہ حرکت کی ہے کہ دانستہ نبی کریم ﷺ کی فرضی رنگین شبیہیں شائع کی گئی ہیں۔ میں نے یہ کتاب نیویارک میں بروئے کار پاکستانی' بنگلہ دیشی' عربی کمیونٹی کی مساجد کے اماموں اور خطیبوں کو دکھائی اور ان سے گزارش کی کہ وہ اپنے خطبوں میں لوگوں کو اس سے آگاہ کریں

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور کوشش کریں کہ الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا میں اس کے خلاف احتجاج کریں اور ساتھ ہی اس امریکی پبلشر کے خلاف قانونی چارہ جوئی کریں جس نے یہ کتاب شائع کی ہے۔ مگر افسوس کہ کسی عالم دین اور امام نے اس ضمن میں حامی نہ بھری' صرف کف افسوس مل کر رہ گئے۔ (یہ مسلمانوں کی بے حسی' بے غیرتی بلکہ ذلت و رسوائی کی شاید آخری حد ہے کہ وہ توہین رسالت مآب ﷺ پہ بھی بس زبانی افسوس پہ اکتفا کرنے لگے ہیں)

امریکہ اور مغربی ممالک کی اخلاقیات' اسلامی اقدار اور روایات سے شدید ٹکراؤ رکھتی ہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ اسلامی ممالک کی اخلاقیات کے مقابلے میں مغرب بے حیا' بے شرم اور اخلاق سے عاری ہے تو شاید یہ کہنا بے جا نہ ہو' مغرب کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ اسلام کے پیغمبر اور خاتم نبوت ﷺ کے بارے میں ایسی زبان استعمال کی جائے جو اہل اسلام کو روحانی طور پر تکلیف پہنچا سکے۔ یہ سلسلہ مستشرقین نے اپنی نام نہاد تحقیق کے پردے میں بڑی مہارت سے جاری رکھا۔ خوش قسمتی سے مستشرقین کا دندان شکن جواب دینے کے لیے سید امیر علی' سرسید احمد خان' شبلی نعمانی ایسے صاحبان ایمان اور صاحبان علم موجود تھے جنھوں نے اپنے علم' ایمان اور دلیل کی طاقت سے بدباطن مغربیوں کا جواب دیا مگر جدید دور میں احتجاج کرنے والے (یہ کیسی بدقسمتی ہے!) مسلمان اور علماء تو ان گنت ہیں مگر دلیل اور تحقیق کے میدان میں کوئی بھی سرفروش سامنے نہیں آسکا۔ ۱۹۹۴ء میں امریکہ کے ایک اشاعتی ادارے "لٹل براؤن" نے جین گڈون نامی ایک صحافیہ کی کتاب شائع کی جسے "پرائس آف آنر" کا عنوان دیا گیا۔ مصنفہ جین گدون نے پاکستان سمیت مشرق اوسط کے تمام ممالک میں چار برس قیام کے دوران یہ کتاب لکھی جس میں اس نے جگہ جگہ مسلمان خواتین کے انٹرویو کے پردے میں اسلامی اقدار' شریعت اسلامیہ اور قرآن و حدیث کا مذاق اڑایا ہے۔ اسی کتاب کے صفحہ ۱۸۹ پر اس نے قرآن شریف کا مذاق اڑاتے ہوئے دریدہ ذہنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ قرآن تضادات کا مجموعہ ہے (نعوذ باللہ) اس کے لیے وہ دلیل دیتے ہوئے کہتی ہے کہ "قرآن ایک جگہ عورت کو حکم دیتا ہے کہ وہ اپنے بچے کو دو سال تک دودھ پلائے اور دوسری جگہ حکم دیتا ہے کہ عورت پر لازم ہے کہ وہ تیس مہینے تک بچے کو دودھ پلائے"۔ اس طرح کی بھونڈی اور انتہائی سطحی حرکتیں کرکے کیا مسیحی دنیا کے تعلیم یافتہ افراد اس خجالت پر پردہ ڈالنے کی جسارت کر رہے ہیں کہ انجیل کو کئی مرتبہ تبدیل کیا جاچکا ہے؟ اگرچہ قرآن کی حفاظت کا ذمہ خدا نے اپنے ذمے لے رکھا ہے' مگر اہل اسلام کے اہل علم کا بھی فرض ہے کہ وہ بھی آگے بڑھ کر جین گڈون ایسے قابل مذمت افراد کی نام نہاد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحقیق کا پردہ چاک کریں۔

حضور نبی کریم ﷺ سے محبت اور اتباع رسول ﷺ مسلمان کا سب سے بڑا سرمایہ ہے۔ یہی اصل ایمان اور سرمایہ جان ہے۔ ایک مسلمان عملی اعتبار سے خواہ کتنا ہی گیا گزرا کیوں نہ ہو مگر اپنی بے عملی اور مبادیات اسلام پر عمل نہ کرنے کے باوجود وہ کبھی یہ برداشت نہیں کرے گا کہ کوئی شخص، گروہ یا ادارہ اس کے محبوب رسول ﷺ کے خلاف زبان دراز کرے۔ عشق مصطفوی ﷺ کے اس جذبے نے تاریخ اسلام میں ان گنت قربانیوں کو رقم کیا ہے، مغرب اور اسلام دشمن طاقتیں، ادارے اور افراد بھی مسلمانوں کی اس وابستگی سے آگاہ ہیں۔ اس لیے ان کی کوشش ہے کہ اس جذبے پر کاری ضرب لگائی جائے تاکہ مزاحمت کی اصل کا خاتمہ کیا جا سکے۔ اسی نیت ہی کا ایک شاخسانہ ہے کہ نیویارک کے ایک اور اشاعتی ادارے "اینکر بکس" نے ۱۹۹۶ء کی پہلی سہ ماہی میں ایک کتاب شائع کی ہے کہ جو سلمان رشدی کے ناول "شیطانی آیات" کی طرح براہ راست حضور نبی کریم ﷺ کے حرم شریف یعنی ام المؤمنین پر حملہ آور ہوئی ہے۔ اس نئی کتاب کا نام ہے، "نائن پارٹس آف ڈیزائر" اس کی مصنفہ کا نام جیرالڈین بروکس ہے جو تقریباً سات برس تک مشرق وسطی میں امریکہ کے ممتاز اخبار "وال اسٹریٹ جرنل" کی نمائندہ رہی ہے۔ اس کتاب کا چوتھا باب "پروفٹس ویمن" ہے جو صفحہ ۷۷ سے لے کر صفحہ ۹۰ تک پھیلا ہوا ہے۔ اس باب میں حضرت خدیجہ، حضرت سودہ، حضرت عائشہ، حضرت حفصہ، حضرت زینب، حضرت ام سلمیٰ اور حضرت مریم کا ذکر کیا گیا ہے۔ حضرت ام سلمیٰ جب نبی کریم ﷺ کے نکاح میں آئیں، ان لمحوں کو بنیاد بنا کر مصنفہ جیرالڈین بروکس نے جو زبان استعمال کی ہے، وہ کسی بھی مسلمان کو مشتعل کرنے کے لیے کافی ہے۔ حضرت عائشہ اور حضرت فاطمہ کے باہمی تعلق اور حضرت عائشہ پر جب منافقوں اور یہودیوں نے الزام لگایا (جس کی بعد میں قرآن میں اللہ نے حضرت عائشہ کی برات ظاہر کر دی) اس قصے کی بنیاد پر مصنفہ نے جس طرح حضرت علی کو بریکٹ کیا ہے، وہ انتہائی قابل مذمت اور قابل نفرین ہے۔ اسی باب میں حضور ﷺ کی متاہلانہ زندگی پر بھی رکیک حملے کیے گئے ہیں۔

اسلام اور حضور ﷺ سے مغرب اور یہودیوں اور عیسائیوں کی مخاصمت اور دشمنی ہی کا یہ ثبوت ہے کہ جب برطانیہ کا سلمان رشدی اور انور شیخ، بنگلہ دیش کی ڈاکٹر تسلیمہ نسرین، مصر کا نجیب محفوظ اور فواد فواد اور مراکش کا احمد غسان اسلام اور رسول ﷺ کی شان میں گستاخی کرتے ہیں تو یہ لوگ مغرب کے نزدیک محبوب قرار پاتے ہیں۔ جس عمل سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمان کا دل دکھے' وہی عمل مسیحی اور یہودی دنیا کے لیے قابل تعریف اور قابل کشش ہے۔ سلمان رشدی نے "شیطانی آیات" نامی ناول لکھ کر سارے عالم اسلام کا دل دکھایا تو مغرب اور امریکہ نے خوشی سے تالیاں بجائیں۔ اور جب ایک اسلامی ملک (ایران) نے حرمت رسول ﷺ کے جذبے سے مغلوب ہو کر شیطان رشدی کے قتل کا فتویٰ صادر کیا تو پوری عیسائی اور یہودی دنیا اس کے دفاع اور بچاؤ کے لیے خم ٹھونک کر میدان میں آگئی اور اپنے اس عمل بد کو ان ممالک نے "بنیادی انسانی حقوق" اور "تحریر و تقریر کی آزادی" کی پاسداری کا نام دیا۔ اگرچہ یہ افسوس ہی کے ساتھ تاریخ میں بات لکھی جائے گی کہ جب ایران سلمان رشدی کے خبث باطن کے خلاف ساری دنیا کے ساتھ برسرپیکار تھا' اس وقت کوئی بھی اسلامی ملک اس کی حمایت کو آگے نہ بڑھا۔ راقم کو یہ آرٹیکل لکھنے کے دوران اٹلانٹا (امریکی ریاست جارجیا کا دارالحکومت) سے شائع ہونے والے ادبی جریدے "ہارپر" کو دیکھنے کا بھی موقع ملا۔ اس کے اپریل ۱۹۹۶ء کے شمارے میں سلمان رشدی کا تازہ ترین انٹرویو شائع ہوا ہے۔ یہ انٹرویو دراصل امریکہ کے ایک غلیظ رسالے "پلے بوائے" میں شائع ہونے والے سلمان رشدی کے انٹرویو کے اقتباسات پر مشتمل ہے۔ سلمان رشدی نے اس میں بڑے فخر کے ساتھ کہا ہے کہ "ایران اور عالم اسلام نے میرے سر کی قیمت لگا کر کیا حاصل کر لیا ہے؟ وہی ایران جو کل تک میرے قتل کے فتوے کے حوالے سے ہیرو بنا ہوا تھا' آج ہر عالمی پلیٹ فارم پر پسپائی اختیار کر رہا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ جلد ہی تحریری طور پر بھی لکھ کر دے دے گا کہ ہم باز آئے اس فتوے سے!!" آگے چل کر سلمان رشدی نے اسلامی ممالک کا بین السطور تمسخر اڑاتے ہوئے کہا ہے: "میں نے جب امریکی صدر بل کلنٹن سے واشنگٹن میں وہائٹ ہاؤس میں ملاقات کی تو حیرت انگیز بات یہ ہے کہ فوراً بعد اسلامی ممالک کے رویئے میں نرمی آگئی"۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمان نوجوانوں کا ایک ایسا سرفروش دستہ معرض عمل میں لایا جائے' جس میں تمام اسلامی ممالک کے چنیدہ افراد شامل ہوں۔ اس دستے کی فقط یہی ذمہ داری ہو کہ وہ گستاخان رسول ﷺ اور قرآن و حدیث اور شریعت اسلامیہ کا مذاق اڑانے والوں کی سرکوبی کرے اور علمی سطح پر محققین اور علماء کا ایک ایسا ادارہ تشکیل دیا جائے جو دلیل اور منطق اور علم کے میدان میں مغربیوں کی دریدہ دہنی اور مفسد پروپیگنڈے کا جواب دینے کے لیے ہمہ وقت تیار رہے"۔ (روزنامہ "نوائے وقت" لاہور' ۳۰ مارچ ۱۹۹۶ء)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱- "پستی کا کوئی حد سے گزرنا دیکھے":

۲- واشنگٹن میں سلمان رشدی کے خلاف مظاہرے کے پروگرام پر ایک مسلمان ملک کے مسلمان سفیر کا اظہار ناراضگی:

اس مضمون کے تسلسل میں جناب تنویر قیصر شاہد صاحب کی زبانی یہ واقعہ بھی سن لیجئے اور اندازہ لگائیے کہ ہم ذلت و پستی اور بے حسی و بے غیرتی میں کس مقام تک پہنچ چکے ہیں۔

"حافظ صابر صاحب بیان کرتے ہیں کہ گزشتہ سے پیوستہ سال بدنام زمانہ شاتم رسول ملعون رشدی امریکہ آنے والا تھا۔ اس کی آمد کا اعلان مقامی اخبارات میں شائع ہوا تو ہم لوگوں نے فیصلہ کیا کہ شیطانی کتاب کا مصنف شیطان جب نیویارک میں قدم رکھے تو اس کے خلاف ایک زبردست جلوس نکالا جائے۔ اس مقصد کے لیے نیویارک اور نیوجرسی کی تمام مساجد کے تمام آئمہ اور خطباء کرام اکٹھے ہوئے۔ فیصلہ کیا گیا کہ ہر مسجد کا امام' عاشقان رسول کے جلوس میں یو این او کی عمارت کے سامنے اس روز آئے جس دن سلمان رشدی کو نیویارک آنا تھا۔ یہ خبر نیویارک اور نیوجرسی کے ان اخبارات اور نیوز لیٹرز میں بھی شائع کرائی گئی جن کے مالکان مسلمان ہیں۔ اس خبر کے شائع ہونے کے تیسرے روز خلیج کے ایک دولت مند ملک کے سفیر (متعینہ واشنگٹن) کی طرف سے ہمیں فرداً فرداً دعوت دی گئی جس میں کہا گیا تھا کہ آپ لوگ واشنگٹن آئیں (ان کے سفارت خانے میں) تاکہ سلمان رشدی کے خلاف آپ لوگوں کے مجوزہ جلوس کے بارے میں صلاح مشورہ کیا جا سکے۔ مذکورہ سفیر صاحب نے واشنگٹن ڈی سی آنے جانے کے لیے ہمارے لیے سواری کا بندوبست بھی کیا۔ ہم ان کے سفارت خانے میں پہنچے تو سفیر صاحب کروفر کے ساتھ برآمد ہوئے۔ چند لمحے ادھر ادھر کی گفتگو کے بعد انہوں نے ہم سب کو مخاطب کر کے کہا کہ آپ لوگ سلمان رشدی کی آمد پر اس کے خلاف ایک بڑا احتجاجی جلوس نکالنے کا پروگرام بنا رہے ہیں' یہ احتجاج کا مناسب اظہار اور طریقہ نہیں ہے۔

ہم سب ان کے طرز کلام اور موضوع گفتگو سے ششدر رہ گئے۔ ایک توقف کے بعد مذکورہ سفیر نے کہنا شروع کیا کہ اگر آپ جلوس کا پروگرام موقوف اور معطل کر دیں تو ہم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کی بڑے پیمانے پر مالی اعانت بھی کریں گے۔ اتنا کہہ کر سفیر نے ایک کونے میں کھڑے اپنے ایک مودب خادم کو اشارہ کیا جس نے پلک جھپکتے میں قریب پڑی میز کی دراز سے چھوٹے چھوٹے پیکٹ نکالنے شروع کر دیے جو ڈالروں سے بھرے ہوئے تھے۔ ہم سب اس منظر کو حیرت اور استعجاب کے عالم میں دیکھ رہے تھے۔ ایسے میں الجزائر کے ایک امام نے جرات سے کھڑے ہو کر سفیر صاحب سے کہا کہ جناب والا! آپ کے خاندان کے ایک فرد پر برطانیہ نے فلم بنائی تو آپ لوگوں نے حرمت کے منافی گردانا اور آپ کے ملک نے برطانیہ سے مطالبہ کیا کہ مذکورہ فلم کو نشر ہونے سے روکا جائے۔ جب برطانیہ نے آپ لوگوں کا مطالبہ مسترد کر دیا تو آپ کے ملک نے برطانیہ سے اپنے سفارتی تعلقات منقطع کر لیے۔ مذکورہ امام نے سوال کرتے ہوئے کہا کہ جناب سفیر! آپ ہمیں صرف اتنا بتا دیجئے کہ کیا حرمت رسول ؐ آپ کے خاندان کی حرمت کے برابر کا درجہ بھی نہیں رکھتی؟ اس سوال پر سفیر سخت برافروختہ ہوئے اور عالم طیش میں تیز تیز قدموں سے سفارت خانے کے اندرونی کمرے کی طرف چلے گئے۔"

("ناپاک سازش" از سیف الاعظم، ص ۲۷۶، بحوالہ "نوائے وقت" لاہور ۳۰ جون ۹۵ء)

اس ضمن میں جناب تنویر قیصر صاحب لکھتے ہیں کہ

"حب رسول ﷺ ملت اسلامیہ میں روح کا درجہ رکھتی ہے۔ مغرب اور امریکہ کی مفسد اور شیطانی قوتیں چاہتی ہیں کہ اس جذبے کو مٹا ڈالا جائے تاکہ روح کا خاتمہ ہو جائے اور یوں مسلمانان عالم کو بے منزل کر دیا جائے۔ اس مقصد کے لیے امریکی اور مغربی الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا پوری طرح اپنی قوت صرف تو کر ہی رہا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ اس کوشش میں بھی مشغول ہے کہ اسلامی ممالک کے اندر بھی ایسے لوگ ڈھونڈے جائیں جن کا تعلق سماج کے ہر گروہ سے ہو۔ ایسے وقت میں جب کہ پورا مغرب عالم اسلام پر نظریاتی طور پر حملہ آور ہے، کیا یہ ضروری ہے کہ بعض علماء اپنے دینی جرائد میں ایسے مباحث کا آغاز کر دیں؟ مجھے یاد پڑتا ہے کہ جب سلمان رشدی کی "شیطانی کتاب" نامی قابل مذمت کتاب منصہ شہود پر آئی تو جہاں پورے عالم اسلام میں اس کے خلاف غم و غصے کی ایک زبردست لہر دوڑ گئی، وہاں بھارت کے ممتاز عالم دین مولانا وحید الدین خان نے اپنے جریدے "الرسالہ" میں ایک طویل مضمون سپرد قلم کیا جس میں عہد نبوی ؐ کی چند مثالیں پیش کرتے ہوئے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی تھی کہ شاتمان رسول ؐ کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے اور ایسے لوگوں کو نظرانداز کرنا ہی بہتر ہے۔ موصوف نے یہ بھی لکھا کہ سلمان رشدی کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاف مسلمانان عالم نے جو "شور" مچا رکھا ہے' وہ بے معنی ہے۔

ایسے علمائے دین' دانشوروں اور انسانی حقوق کمیشن کے وابستگان سے ہمارا ایک ہی سوال ہے کہ وہ مسلمانوں کے دلوں سے عشق مصطفویؐ نکال دینے میں کامیاب ہو جائیں گے تو پھر ملت اسلامیہ کے دامن میں باقی کیا رہ جائے گا؟"

(بحوالہ "نوائے وقت" لاہور ۳۰ جون ۹۵)

مولانا وحید الدین خان صاحب شاتمان رسولؐ کو بھی آزادی تحریر و تقریر کا حق دے کر خود کو امن و شانتی اور انسانی حقوق کا چیمپئن ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ اس ضمن میں مولانا محسن عثمان ندوی نے ان سے بڑا خوبصورت سوال کیا ہے لکھتے ہیں کہ

"وحید الدین خاں اس بات کو نہیں سمجھتے اور وہ آزادی تقریر کا پیدائشی حق ایسے شخص کو دینا چاہتے ہیں جو دوسروں کی آزادی پر حملہ آور ہے' ان سے کہئے کہ آزادی تقریر سے فائدہ اٹھا کر وہ لال قلعہ کی چھت پر کھڑے ہو کر گاندھی جی' نہرو جی' اندرا جی کو مغلظات سنائیں' پھر پولیس ان کو بتا دے گی کہ آزادی تقریر اور آزادی تحریر کے حدود کیا ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ لندن کے ہائیڈ پارک میں اسپیکر کارنر میں آزادی تقریر کا مظاہرہ ہوتا ہے۔ جو چاہے' جس کو بھی چاہے' گالیاں دے مگر وہاں بھی شرط ہے کہ حضرت عیسیٰ' حضرت مریم اور ملکہ وقت کے خلاف ایک حرف زبان سے نہ نکالے۔"

(از ڈاکٹر سید عبداللہ عباس ندوی بحوالہ "ناپاک سازش" صفحہ ۳۹۲)

رسول کریمؐ اور حضرت عمرؓ کی خیالی تصویریں

"سلمان رشدی کی کتاب شیطانی آیات کے بعد بریکن بکس نے "انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن" کے عنوان سے ایک اور کتاب چھاپی ہے۔ اس کتاب کے مصنف جی ٹی بیٹی ہیں جنہوں نے مذکورہ کتاب میں مقدس ہستیوں کی شان میں گستاخی کی ہے۔ اس کتاب کے صفحہ نمبر ۵۰۹ پر رسول کریمؐ اور صفحہ نمبر ۵۳۱ پر حضرت عمر فاروقؓ کی خیالی تصاویر شائع کی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ کتاب میں جگہ جگہ اسلام اور پیغمبروں کو زیر بحث لا کر رسول کریمؐ اور صحابہ کرامؓ کی شان میں گستاخی کی گئی ہے اور اسلام کو ایک فرسودہ نظام بنا کر پیش کیا گیا ہے۔ اسلام آباد کی سپر مارکیٹ میں مسٹر بکس نامی بک ڈپو پر یہ کتاب ۱۱۷۵ روپے میں کھلے عام فروخت کی جا رہی ہے۔ ورلڈ جیورسٹ کونسل نے حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ پاکستان میں اس کتاب کی فروخت پر فوراً پابندی لگائی جائے اور اسلامی کانفرنس کی تنظیم انگلینڈ پر اس کتاب کی اشاعت پر پابندی لگانے کے لیے دباؤ ڈالے"۔ (روزنامہ "خبریں" لاہور' ۱۵ر دسمبر ۱۹۹۳ء)

شراب کی بوتلوں کے ڈھکن پر "کلمہ طیبہ"

"ہالینڈ کی ایک عالمی شہرت یافتہ شراب کشید کرنے والی کمپنی نے اپنی تیار کردہ شراب کی بوتلوں کے ڈھکن پر مخصوص سیزن کے لیے "کلمہ طیبہ" پرنٹ کرنے کی ناپاک جسارت کی ہے' جس کی وجہ سے ہالینڈ اور دیگر قریبی یورپی ملکوں میں بسنے والے مسلمانوں میں اشتعال پیدا ہوگیا ہے۔ مذکورہ کمپنی کے مالک کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ وہ یہودی ہے۔ شراب کی بوتلوں کے ڈھکن پر کلمہ طیبہ کی طباعت کے لیے یہ بہانہ تلاش کیا گیا ہے کہ فٹ بال کے ورلڈ کپ کے موقع پر شراب کے بوتل کے ڈھکن پر ساری دنیا کے ممالک کے قومی پرچم کی تصویر پرنٹ کی جائے' جس کی آڑ میں سعودی عرب کے قومی پرچم کو بوتل کے ڈھکن پر پرنٹ کر دیا گیا' جس پر کلمہ طیبہ لکھا ہوتا ہے۔ اس ناپاک حرکت پر مسلمانوں نے شدید غم و غصے کا اظہار کیا اور کمپنی کے خلاف اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے۔ یہاں ملنے والی اطلاعات میں بتایا گیا ہے کہ مذکورہ کمپنی کا ہیڈ آفس ہالینڈ کے مشہور شہر "ہیگ" میں ہے' جہاں سے سارے یورپی و دیگر ممالک کو شراب اور بیئر سپلائی کی جاتی ہے۔ اس سے کچھ عرصہ قبل فرانس کی ایک ڈریس کمپنی نے ایک فیشن شو کے لیے ایسا لباس تیار کیا تھا جس پر قرآنی آیات کندہ تھیں جبکہ کچھ عرصہ قبل خلیج کی ایک ریاست نے جوتے تیار کرنے والی ایک ایشیائی کمپنی پر ہمیشہ کے لیے پابندی لگا دی تھی' جس نے جوتوں پر مسلمانوں کی بعض مقدس شخصیات کے نام لکھ دیئے تھے۔ ہالینڈ کی شراب تیار کرنے والی کمپنی کے بارے میں یورپ کے مسلمانوں نے مطالبہ کیا ہے کہ اس کے خلاف راست اقدام کیا جائے"۔ (روزنامہ "نوائے وقت" لاہور' ۱۷ر مئی ۱۹۹۴ء)

کوکا کولا کے کین پر کلمہ طیبہ

"ورلڈ کپ فٹ بال ۹۴ء کے سلسلے میں سپین کی کوکا کولا کمپنی نے کین تیار کیا ہے جس پر کلمہ طیبہ والا سعودی عرب کا پرچم پرنٹ کیا گیا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما ... نے کوکا کولا کے کین دکھاتے ہوئے بتایا کہ اس کین پر کلمہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طیبہ والا سعودی عرب کا پرچم چھپا ہوا ہے اور ایک کتا' جو کارٹون کی شکل میں بنا ہے' اس پرچم کو ہاتھ میں اٹھائے چل رہا ہے۔ نعوذ باللہ یہ کین ان کو سپین سے آنے والے مسلمانوں نے دیا اور بتایا کہ اس قسم کے ہزاروں خالی کین سڑکوں پر بکھرے لوگوں کے پیروں تلے روندے جا رہے ہیں۔ مولانا عبدالرحمٰن باوا نے کلمہ طیبہ کی بے حرمتی کی شدید مذمت کی اور کہا کہ یہ پہلا واقعہ نہیں ہے۔ چند سال پہلے ہوائی چپل بنانے والی کمپنی نے بھی کلمہ طیبہ لکھی ہوئی ہوائی چپل تیار کی تھی اور اس قسم کے متعدد واقعات حالیہ دنوں میں ہوئے۔ انہوں نے یورپ کے مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ ایسے واقعات کا نوٹس لیں۔ انہوں نے کہا کہ سعودی عرب کے قومی پرچم کو استعمال کرنے میں احتیاط ضروری ہے۔ بے موقع بے محل استعمال کرنے سے کلمہ طیبہ کا تقدس مجروح ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ اس سلسلہ میں اپنی تجاویز سعودی عرب سفارت خانہ کو پیش کریں گے"۔ (روزنامہ "جنگ" لاہور۔ ۳۰ جون ۱۹۹۴ء)

لندن آبزرور کی گستاخی —— رسول کریمؐ کی شبیہ

"لندن آبزرور نے انتہائی گستاخی کا ثبوت دیتے ہوئے ایک بار پھر مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو اشتعال دینے کے لیے اپنے میگزین میں حضرت محمدؐ کی خیالی تصویر شائع کرنے کی جسارت کی ہے جس میں بلاشبہ مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوئے ہیں۔ یہ جریدہ اس سے پہلے بھی متعدد بار ایسی جسارت کر چکا ہے' جس کا مقصد صرف اور صرف یہ رہا ہے کہ وہ مسلمانانِ عالم کے مذہبی تشخص کو مجروح کرے۔ For fulfillment the quest کے عنوان سے شائع ہونے والے مضمون میں سب سے پہلے حضرت محمدؐ کی ایک خیالی تصویر شائع کی گئی ہے۔ اس کے بعد دنیا کی نامور شخصیات اٹیلا' نپولین' مارس کوری' گاندھی' انشٹین' بارج' سوسٹلی' سردارنف' سیلے گوونیل' ڈومی جان' ویسٹ وڈر اور رچرڈ برانینس کی تصاویر شائع کی گئی ہیں۔ اس خاکے میں مس بارسلونا ۱۹۹۲ء کی ایک نیم عریاں تصویر بھی شائع ہوئی ہے"۔ (روزنامہ "خبریں" لاہور' ۲۵ اگست ۹۳ء)

ڈاڑھی منڈوانے کا حکم

"ایک ایسے عالم میں کہ مختلف مسلمان ملکوں میں اسلامی تحریک کی موثر پیش رفت جاری ہے بعض ملکوں میں امریکہ کے زیرِ اثر مسلمان حکمران اسلامی شعائر اور مذہبی اقدام کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذاق اڑا رہے ہیں۔ اس کی ایک تازہ مثال بحرین میں سامنے آئی ہے جہاں نیول ہیڈ کوارٹر سے جاری ہونے والے مراسلے میں بحرین نیوی میں ملازم غیر ملکیوں کو جن میں پاکستانی بھی شامل ہیں' داڑھی منڈوانے کا حکم دیا گیا ہے۔ بحرین کینیول کمانڈر جاسم محمدؐ جاسم کے دستخط سے جاری ہونے والے اس حکم نامے میں مزید کہا گیا ہے کہ جو لوگ داڑھی رکھنے پر مصر ہوں' انہیں سول (غیر فوجی) شعبے میں منتقل کر دیا جائے اور ان تمام مراعات سے بھی محروم کر دیا جائے جو فوجی ملازمت میں انہیں حاصل ہیں"۔ (روزنامہ "جسارت" کراچی' ۱۲ نومبر ۹۳ء)

یہودی عزائم ناولوں کے رنگ میں

"صیہونیت کے طرز عمل سے گہری واقفیت رکھنے والے لوگ بخوبی جانتے ہیں کہ اس کے قائدین اپنے بعض منصوبوں کی کچھ جھلک پہلے ناولوں اور فلموں وغیرہ کے ذریعے پیش کرتے ہیں۔ اس سے ان کے پیش نظر کئی مصلحتیں ہوتی ہیں۔ ۷۷ء میں جبکہ شاہ ایران اپنے دور حکومت کے نقطۂ عروج پر تھا' اچانک مغربی بازاروں میں ایک ناول "دی کرپشن ۷۹ء" کے نام سے آیا۔ اس میں یہ دکھایا تھا کہ عراق نے شط العرب پر مکمل کنٹرول حاصل کرنے کے لیے اہواز اور آبادان وغیرہ پر حملہ کر دیا ہے۔ سعودی عرب اور دوسرے عرب ممالک عراق کی امداد پر کمربستہ ہوگئے ہیں۔

ایران نے عراق پر جوابی حملہ کر کے اس کے جنوب مشرقی علاقے پر قبضہ جما لیا ہے اور پھر خلیج کی دوسری ریاستوں اور سعودی عرب پر بھی حملے شروع کر دیئے ہیں۔ یہاں تک کہ پورے خلیجی علاقے میں ایٹمی تابکاری پھیلنے سے زبردست جانی اور مالی تباہی پھیل جاتی ہے۔ یہ کتاب ۷۷ء میں چھپی تھی' اس کے تین سال بعد خلیج کی جنگ ایسی چھڑی کہ ۱۰' ۱۱ سال تک جاری رہی۔ اس کتاب کے بارے میں ڈیلی "ٹیلیگراف" نے اپنے تبصرہ میں لکھا تھا کہ "یہ ہے تو ناول ہی' مگر کل کلاں یہ کمر توڑ دینے والی حقیقت کا روپ دھار سکتا ہے"۔

اس کے بعد ایک اور ناول (دی مہدی) کے نام سے منظرعام پر آگیا' جس میں دکھایا گیا کہ امریکہ' روس اور برطانیہ کی مشترکہ منصوبہ بندی سے ایک ایجنٹ "ابو قادر" اور دوسرا عیسائی ایجنٹ چند جہازوں کو حرم کعبہ کی طرف گائیڈ کرتے ہیں اور پھر مسجد حرام پر چکر لگاتے ہوئے ہر طیارہ باری باری عربی میں ریکارڈ شدہ اعلان حجاج کو سناتا ہے۔ اعلان کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضمون یہ ہے---

"اللہ اکبر! اللہ اکبر! میں علی ہوں اور حضور پیغمبرؐ کے پرتو کے طور پر نازل ہوا ہوں۔ میں ہی مہدی موعود ہوں۔ اے دنیا کے گنہگار بندو! اللہ تم سے سخت ناراض ہے کیونکہ تم نے اسلام کو بگاڑ دیا ہے اور اسلام اور اللہ کو مذاق بنا دیا ہے۔ لہٰذا اللہ نے تمہیں سزا دینے کا فیصلہ صادر کر دیا ہے"۔

اس کے بعد کتاب میں جو کچھ ہے' اسے سنانا آسان نہیں۔ بس دل پر جبر کر کے اتنا اشارہ سنائے دیتا ہوں کہ کتاب کے پلاٹ کے مطابق ہوتا یہ ہے کہ پانچوں طیاروں سے خفیہ جوہری بم پھٹتے ہیں اور قیامت کی سی تباہی آ جاتی ہے' حرم کعبہ اور مکہ مکرمہ کا پورا شہر گیس میں تحلیل ہو جاتا ہے' وہاں موجود ۳۰ لاکھ حجاج میں سے پانچ لاکھ فوری طور پر لقمہ اجل بن جاتے ہیں۔

حال ہی میں ایک ناول "Holy of the Holies" (مقدس ترین) کے نام سے سامنے آیا ہے۔ اسے برطانیہ کی مشہور گراناڈا ببلشنگ کمپنی نے شائع کیا ہے۔ اس میں اسلام کو کینسر کا نام دیا گیا ہے' جس کے وجود سے کرۂ ارض کو نجات دلانے کے لیے ایک مہیب آپریشن کا منصوبہ بنایا جاتا ہے۔ اس مشن میں روس' فرانس' برطانیہ' امریکہ اور اسرائیل کی خفیہ تنظیموں کے افراد شامل ہوتے ہیں۔ پانچ دیوقامت ہرکولیس جہاز جزیرہ قبرص میں جمع کیے جاتے ہیں' جن میں جوہری بموں کے علاوہ ایک خاص اعلان کا ٹیپ فٹ کیا جاتا ہے۔

اڑان سے پہلے مشن کے ارکان کو بتایا ہے کہ وہ ایسے خوش قسمت افراد ہیں' جو مغرب کی مہذب تہذیب کے دفاع کی خاطر اور ایک غیر مہذب جاہل اور ظالم طاقت (اسلام) کو تباہ کرنے جا رہے ہیں اور یہ کہ تاریخ میں وہ مغرب کے ہیرو قرار پائیں گے۔ پھر عین حج کے دنوں میں جمعہ کے دن پانچوں جہاز قبرص سے اڑتے ہیں۔ وہاں انہیں سپیشل آٹو پائیلٹ کے نظام سے آراستہ کیا جاتا ہے' پھر جہاز دوبارہ اڑان بھرتے ہیں۔ سب ہوا باز پیراشوٹ کے ذریعے کود کر بحرۂ قلزم میں موجود برطانوی بحری جہاز پر جا اترتے ہیں۔ جہاز مکہ کی جانب اڑان جاری رکھتے ہیں۔

ان تینوں کتابوں میں جو کچھ افسانوی انداز میں لکھا گیا ہے' کسی کا جی چاہے تو اسے محض ناولانہ تخیل اور خیالی دنیا کی باتیں قرار دے دے اور کسی کو توفیق ہو تو اس افسانوی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرز بیان ہی کے ذریعے سے صیہونی اور ان کے ایجنٹوں کے دماغوں میں ابلنے والے منحوس ارادوں اور تمناؤں کو جھانک کر دیکھ سکتا ہے' جنہیں حج کے موقع پر مہدی بنا کر پیش کیا جاتا ہے"۔ (مولانا منظور احمد نعمانی کا مضمون' ماہنامہ "بیت المقدس" اسلام آباد' ۱۵ر جنوری ۱۹۹۵ء)

انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا میں آنحضرتؐ کی تصویر ایک شرمناک جسارت

"انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا ہمارے ملک کی ہر بڑی لائبریری کی زینت بنی ہوئی ہے۔ اس کی ضرورت' افادیت ایک مسلمہ امر ہے مگر یہ دیکھ کر انتہائی افسوس ہوا کہ اس بین الاقوامی حیثیت کی حامل انسائیکلوپیڈیا کی تیاری کے وقت ایک ارب مسلمانوں کے عقائد اور جذبات کا قطعاً خیال نہیں رکھا گیا۔ جہاں جہاں نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تذکرہ آیا ہے' وہاں وہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرضی تصویر کشی کرنے کی ناپاک جسارت کی گئی ہے۔ مثلاً بلیک اسٹون کے زیر عنوان خانہ کعبہ میں حجر اسود کی تنصیب کے واقعہ کو بیان کیا گیا ہے تو اس کی تصویر کشی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی واضح تصویر بنائی گئی ہے۔ اسی طرح ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زیر عنوان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصویر بھی نظر سے گزری۔

فی زمانہ تعلیم و تربیت اور ابلاغ کے لیے تصویر کا استعمال اور اس کی افادیت سے انکار نہیں لیکن چونکہ ان تصویر کشی سے ہی بت پرستی کو فروغ ملا جو بنی نوع انسان کے ہر مذہب میں عقائد اور اخلاق کی خرابی کا موجب بنی۔ لہٰذا ابتدا اسلام ہی سے جاندار خاص طور پر نبی آخر زمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصویر نہیں بنائی گئی۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصویر کا معاملہ مسلمانوں کے بنیادی عقائد کا مسئلہ ہے لہٰذا ہر دور میں مستشرقین نے مسلمانوں کے جذبات سے کھیلنے کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرضی تصویر بنا کر مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرنے کی جسارت کی۔

اب جب کہ انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا جیسی کتاب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وسلم کی فرضی تصویر چھاپی گئی ہے' یہ ایک ایسی جسارت ہے جس کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ ہم انسائیکلوپیڈیا کے ادارے تک اپنی یہ آواز پہنچانا چاہیں گے کہ اس سے قبل کہ پاکستان اور دیگر اسلامی ممالک میں انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا کی اس ناپاک جسارت کی بنیاد پر پابندی کا مطالبہ کیا جائے بہتر ہے کہ اسے فوری طور پر اس طرح کی مقدس شخصیات جس

میں آپ کے اور ہمارے حضرت یسوع مسیح علیہ السلام بھی شامل ہیں' کی تصاویر آئندہ ایڈیشن میں چھاپنے سے احتراز کیا جائے۔ ہم حکومت پاکستان بالخصوص وزیر مذہبی امور کی توجہ بھی اس معاملہ کی طرف مبذول کرائیں گے کہ وہ اس بات کا نوٹس لیتے ہوئے انسائیکلوپیڈیا کے ادارے سے سرکاری طور پر احتجاج کریں۔ اس طرح اسلام کے نام پر کام کرنے والے ادارے موتمر عالم اسلامی' رابطہ عالم اسلامی' اسلامی کانفرنس کے ارباب بھی اپنی سطح پر اس واقعہ کا نوٹس لیں اور اپنے احتجاجی خطوط کے ذریعے انسائیکلوپیڈیا کی انتظامیہ کو مسلمانوں کے مجروح جذبات سے آگاہ کریں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس طرح کے پرامن احتجاج کا نوٹس لیا جائے گا اور نئے ایڈیشن میں ان تصاویر کو نکال دیا جائے گا"۔

(ماہنامہ "ساحل" کراچی' جنوری ۱۹۹۳ء)

روسی ناول "ایڈیٹ" کا ترجمہ ضبط

"معلوم ہوا ہے کہ وفاقی حکومت نے سوویت یونین کے ایک مصنف دستووسکی کے تحریر کردہ "ایڈیٹ" نامی ناول کے اردو اور انگریزی ایڈیشن کو فوری طور پر ضبط کرنے کے احکامات جاری کیے ہیں۔ اس ناول کے ایڈیشن کا اردو ترجمہ بھارتی مصنف زویا انصاری نے کیا تھا اور اسے سٹینڈرڈ بک پبلشنگ کراچی نے شائع کیا تھا۔ بتایا جاتا ہے کہ اس ناول کے صفحہ ۳۴۹ پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں دل آزار مواد موجود تھا۔ وفاقی حکومت نے ناول کے پرنٹر اور پبلشر کو گرفتار کرنے کے احکامات بھی جاری کر دیئے ہیں"۔ (روزنامہ "جنگ" لاہور' ۱۵ اکتوبر ۹۲ء)

امریکی سپریم کورٹ میں حضورؐ کا خاکہ اسلام کو انسان کا بنایا ہوا مذہب ثابت کرنے کی کوشش ہے

"امریکہ کی سپریم کورٹ میں ججز کے چیمبر میں دنیا کے معروف قانون دانوں کے تصویری خاکے آویزاں کیے گئے جس میں حضرت محمدؐ کا تصویری خاکہ بھی شامل ہے۔ واشنگٹن سے نیر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیدی کی رپورٹ کے مطابق یہ خاکے 1920ء میں ایڈاف وائن نامی ایک شخص نے بنائے تھے۔ کل آٹھ شکلیں بنائی گئیں ہیں جن میں کچھ حقیقی اور کچھ خیالی ہیں۔ مثال کے طور پر فرانس کے لوئی واثائن اور انگلینڈ کے کنگ جان کے ساتھ ساتھ ترازو لیے ہوئے مساوات کی دیوی' آزادی اور امن کی خیالی شخصیات بھی ہیں۔ حضور اکرمؐ کے خیالی خاکے کے بارے میں مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ سنگ مرمر میں کندہ اس تصویر کو مٹا دینا چاہیے۔ جسٹس چیمبر کوئی عوامی مقام نہیں ہے اور نہ ہی اس کے نیچے کوئی کیپشن ہے جس پر رسولؐ خدا کا نام لکھا گیا ہو۔ البتہ سپریم کورٹ کے بروشر میں رسولؐ خدا کو اسلام کا بانی بتایا گیا ہے اور تنظیموں کے احتجاج کے بعد سپریم کورٹ نے یہ وعدہ کیا ہے کہ بانی کے بجائے پیغمبر کا لفظ لکھا جائے گا لیکن اس کندہ تصویر کے مٹنے کا امکان بہت کم ہے۔ بی بی سی کے مطابق جو اہم نکتہ اس احتجاج میں نظرانداز کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ رسولؐ خدا کو "لاء میکرز" یعنی قانون سازوں کی صف میں رکھا گیا ہے جبکہ یہودیوں اور عیسائیوں کے لیے مقدس انبیاء یعنی حضرت ابراہیمؑ اور حضرت موسیٰؑ موجود نہیں ہیں کیونکہ یہودی اور عیسائی ان کو "لاء گیورز" کہتے ہیں یعنی قانون انہوں نے نہیں بنایا تھا بلکہ اللہ کا بنایا ہوا قانون دیا تھا۔ قانون سازی کا مطلب یہ ہوا کہ اسلام انسان کا بنایا ہوا نظام ہے اور اس کا مقصد اسلام کو مذاہب کی صف سے نکالنا ہے"۔ (روزنامہ خبریں' لاہور' 10 مارچ 97ء)

مسلمانوں کے خلاف بننے والی اک اور فلم

"یہودی اسلام دشمنی کو اپنے مذہب کا حصہ گردانتے ہیں اور نہ صرف یہ کہ وہ زبانی کلامی اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ کرتے رہتے ہیں بلکہ اس کام میں عملی طور پر بھی پیش پیش رہتے ہیں۔ عالمی ذرائع ابلاغ پر بھی چونکہ یہودیوں کا قبضہ ہے لہٰذا ذرائع ابلاغ کی مدد سے بھی وہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف زہریلا پروپیگنڈا کرنے میں مصروف رہتے ہیں۔ اس کی ایک تازہ ترین مثال ہالی وڈ میں بننے والی فلم "سیج" ہے جو آئندہ ماہ ریلیز ہو رہی ہے۔ اس فلم میں دکھایا گیا ہے کہ مسلمان امریکہ کے لیے سب سے بڑا خطرہ ہیں۔ لہٰذا ان سے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ امریکہ میں مقیم مسلمانوں میں اس فلم کی وجہ سے بہت بے چینی پائی جاتی ہے۔ اور وہ اس کے خلاف احتجاج کرنے کا پروگرام بھی بنا رہے ہیں۔ کونسل آف امریکن اسلامک ریلیشن کے ترجمان کا کہنا ہے کہ امریکی سفارت خانوں میں دھماکوں کے تناظر میں اس فلم کی ریلیز مسلمانوں کے خلاف نفرت میں اضافہ کر سکتی ہے"۔ (ہفت روزہ فیملی لاہور' 11 تا 17 اکتوبر 98ء)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وائٹ ہاؤس نے اسلامی نشان توڑنے کی فوری مذمت کرنے سے انکار کر دیا

"واشنگٹن (نمائندہ جنگ سے) وائٹ ہاؤس نے سبزہ زار میں نصب چاند تارے کو توڑنے کے واقعہ کی فوری مذمت سے انکار کیا ہے۔ تاہم امریکی پارک پولیس نے توڑ پھوڑ کی رپورٹ درج کرتے ہوئے اسے "قابل نفرت جرم" قرار دیا ہے۔ ادھر پارک میں اسلامی نشان نصب کرنے والی تنظیم نیشنل کونسل آف اسلامک افیئرز کے صدر ایم ٹی مہدی نے اسے بنیاد پرست یہودیوں یا عیسائیوں کا کام قرار دیا ہے"۔ (روزنامہ جنگ' لاہور 23 جولائی 98ء)

مسلمانوں کے احتجاج پر گوروں نے کلب کا نام تبدیل کر لیا

"لاہور (انٹرنیشنل ڈیسک) لندن میں مسلمانوں کے شدید احتجاج اور غم و غصے کے بعد ناچ گانے کے ایک کلب کا نام تبدیل کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ بتایا گیا ہے برطانیہ کے ایک گروپ نے مسلمانوں کے خلاف مکروہ سازش کرتے ہوئی لوٹن کے ایک کلب کا نام "ٹاپ رینک" سے تبدیل کر کے "مکہ" رکھ دیا۔ اس مکروہ عمل پر لوٹن کے مسلمانوں میں غم و غصے کی لہر دوڑ گئی۔ شدید ہنگامہ آرائی کے بعد کلب کی انتظامیہ نے اس ناپاک جسارت پر مسلمانوں سے معافی مانگی اور نام تبدیل کرنے کا اعلان کیا"۔ (روزنامہ دن' لاہور' 17 جنوری 98ء)

مسلمانوں کا مذاق اڑانے والے ناول نویس کو برطانیہ کا سب سے بڑا ادب ایوارڈ ملے گا

"لاہور (نیوز ڈیسک) برطانیہ کے سب سے بڑے ادبی ایوارڈ بکر پرائز کے جج حضرات اس سال ایک مزاحیہ ناول کے حق میں خلاف توقع مثبت رائے رکھتے ہیں حالانکہ بیشتر قارئین نے اسے مسترد کر دیا۔ تاریخ دان اور سوانح نویس ڈیوڈ کوئے نے 13 ہزار پاؤنڈ خرچ کر کے "Fatimas Scarf" کو خود ہی شائع کیا تھا کیونکہ سلمان رشدی والے معاملے کا مذاق اڑانے کے باعث پبلشرز اسے شائع کرنے پر تیار نہیں تھے۔ ڈیوڈ کوئے نے اپنے ناول کی فروخت کے لیے بک شاپس کو بھی بڑی مشکل سے راضی کیا۔ دو ناقدین نے اسے 21 ہزار ڈالر کے بکر پرائز کا اہل قرار دیا ہے۔ مختلف اخبارات نے اپنے تبصروں میں ڈیوڈ کوئے کے ناول کو اعلیٰ ادبی کارنامہ قرار دیا جبکہ ایک تبصرہ نگار کے مطابق (فاطمہ زسکارف) رشدی کی نقل ہے۔ قابل اعتراض حصوں کا مقصد واضح طور پر یہ نظر آتا ہے کہ انھیں مسلمانوں کو مشتعل کرنے کے لیے تحریر کیا گیا"۔ (روزنامہ خبریں' لاہور' 11 مئی 98ء)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برطانوی مسلمانوں کا حضورؐ کی زندگی پر فلم کے خلاف شدید احتجاج

"لندن (اے این این) برطانوی اسکولوں کے بچوں کے لیے حضورؐ کی زندگی پر بنائی جانے والی گستاخانہ کارٹون فلم کے خلاف برطانوی مسلم تنظیمیں سراپا احتجاج بن گئی ہیں۔ برطانوی مسلم تنظیموں نے اس کارٹون فلم کی فوراً پابندی اور خاتمہ کا مطالبہ کیا ہے۔ برطانیہ کے چینل S4C نے گذشتہ بدھ کو حضورؐ کی زندگی اور صحابہ کرامؓ سے متعلق ایک گستاخانہ فلم نشر کی۔ اس فلم کے ملعون ڈائریکٹر نے اس فلم میں حضورؐ اور صحابہ کرامؓ کے مصنوعی کرداروں کے طریقہ زندگی کو پیش کرنے کی شرمناک کوشش کی"۔ (روزنامہ دن' لاہور' 28 دسمبر 97ء)

کلمہ طیبہ کے اوپر کار کی تصویر

"لاہور (سیدہ فرح ہاشمی) کاریں بنانے والی ایک جاپانی کمپنی ہنڈا نے انٹرنیشنل ہفت روزہ "بزنس ویک" کو دیئے جانے والے ٹائٹل اشتہار میں کلمہ طیبہ کی بے حرمتی کی ہے جو دنیا بھر کے مسلمانوں کی دل آزاری اور ان کے جذبات کو مجروح کرنے کی ناپاک جسارت ہے۔ جس سے دنیا بھر کے مسلمانوں میں شدید غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے۔ تفصیلات کے مطابق ہنڈا کمپنی نے ہفت روزہ انگریزی میگزین "بزنس ویک" کے سرورق پر ایک اشتہار دیا ہے جس پر ایک کار کے نیچے دنیا بھر کے ممالک کے جھنڈے دکھائے گئے ہیں جن پر سے ہنڈا کار گزر کر آ رہی ہے۔ تصویر میں گاڑی کا اگلا ٹائر سعودی عرب کے جھنڈے پر دکھایا گیا ہے جس پر کلمہ طیبہ واضح نظر آ رہا ہے"۔ (روزنامہ جنگ' لاہور' 14 دسمبر 97ء)

کمپیوٹر ڈسک میں حضور اکرمؐ کی تصاویر دکھانے کی ناپاک جسارت

انسائیکلوپیڈیا میں بتایا گیا ہے کہ حضرت محمدؐ نے اسلامی حکومت قائم کی' وہ سیاستدان اور فوجی سربراہ تھے

اسلام کو دنیا کا سب سے بڑا مذہب تسلیم کیا گیا' حضرت علیؓ کو مسجد میں خطبہ دیتے دکھایا گیا

"لاہور (دن نیوز نیٹ) کرونیکل نامی کمپیوٹر سافٹ ویئر کمپنی نے انسائیکلوپیڈیا آف ہسٹری کے نام سے ایک ڈسک جاری کی ہے جس میں تاریخ عالم کی اہم شخصیات کی بائیو گرافی میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تعارف کے ساتھ ان کی تصویریں دکھانے کی جسارت بھی کی گئی ہے۔ انھیں سیاست دان اور فوجی سربراہ کے نام سے متعارف کراتے ہوئے کہا گیا ہے کہ وہ مسلمانوں کے مذہب یا اسلام کے بانی ہیں' تعارف میں مزید بتایا گیا ہے کہ مکہ اور مدینہ دونوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شہروں کی 5 سال تک لڑائی چلتی رہی' اس دوران حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے میں خود کو مذہبی' سیاسی اور فوجی سردار تسلیم کروا لیا اور فتح مکہ کے بعد انھوں نے پورے مکہ میں اسلامی حکومت قائم کر دی' اس کے بعد اسلام شمالی افریقہ سے لے کر انڈیا تک پھیل گیا اور دنیا کے سب سے بڑے مذہب کی شکل اختیار کر گیا' انسائیکلوپیڈیا میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سر پر عمامہ باندھے 'کندھوں پر سرخ کپڑا ڈالے' اور ہاتھ میں پرچم تھامے دکھایا گیا ہے۔ علاوہ ازیں سی ڈی میں مسلم دور حکومت کو بیان کرتے ہوئے حضرت علیؓ کو مسجد میں آخری خطبہ دیتے ہوئے بھی دکھایا گیا ہے"۔ (روزنامہ دن' لاہور' 24 اپریل 98ء)

امریکہ میں مسلمان پولیس افسر داڑھی رکھنے پر برطرف

"امریکی ریاست نیو جرسی کے شہر نیویارک کے دو مسلمان پولیس افسروں نے داڑھی رکھنے پر اپنی برطرفی کو عدالت میں چیلنج کرتے ہوئے کہا ہے کہ ان کی مذہبی آزادی سے انکار کر کے امریکی آئین کی خلاف ورزی کی جا رہی ہے۔ عدالت نے پولیس افسروں کے حق میں حکم امتناعی جاری کرتے ہوئے مقدمہ کو سماعت کے لیے منظور کر لیا ہے۔ تفصیلات کے مطابق نیویارک پولیس کے دو سیاہ فام امریکی پولیس افسر کچھ عرصہ قبل اسلام قبول کر کے مسلمان ہو گئے اور انھوں نے داڑھیاں رکھ لیں۔ نیویارک پولیس کے ضوابط کے تحت مونچھ رکھنے کی تو اجازت ہے مگر داڑھی رکھنے کی اجازت صرف اسی صورت میں ہے جب کسی افسر کی جلد اتنی حساس ہو کہ شیو کرنے سے متاثر ہوتی ہو اور ڈاکٹر اس کی تصدیق کر دیں۔ مسلمان پولیس افسر فاروق اور اس کے ساتھی نے ایسے کسی عذر کی آڑ لینے کے بجائے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ وہ مسلمان ہیں اور داڑھی رکھنا ان کی مذہبی ضرورت اور آزادی ہے"۔ (ہفت روزہ تکبیر' 23 اپریل 98ء)

نیوزی لینڈ میں مسجد نذر آتش

"ہملٹن (ریڈیو نیوز) نیوزی لینڈ میں نسل پرستوں نے ایک مسجد کو آگ لگا کر شہید کر دیا۔

ویکالڈ کی اسلامی ایسوسی ایشن کے سیکرٹری انور غنی نے بتایا کہ کئی ماہ سے مسجد اور اس کے ساتھ منسلک اسلامی مرکز کو نسل پرستوں نے اپنے حملوں کا نشانہ بنا رکھا تھا۔ مسجد اور اسلامی مرکز کا سات ماہ پہلے افتتاح ہوا تھا۔ مسجد اور اسلامی مرکز کی عمارت پر کئی ماہ سے نسل پرست نازیوں کا نشان "سواستیکا" بنانے کے علاوہ متعصبانہ نعرے لکھے جا رہے تھے۔ دوسری جانب پولیس نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دعویٰ کیا ہے کہ اسے اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ملا کہ مسجد اور اسلامی مرکز کو کسی نے نسلی یا مذہبی تعصب کے باعث آگ لگائی ہے۔ تاہم فائر بریگیڈ کے افسروں نے یہ تصدیق کی کہ پوری عمارت پر پٹرول چھڑک کر آگ لگائی گئی۔ کار پارک تک پٹرول کے نشانات بھی ملے ہیں۔ سراغ رساں سارجنٹ راس آرڈیرن نے کہا کہ نسلی اور مذہبی تعصب سمیت واردات کے تمام ممکنہ محرکات کا جائزہ لیا جا رہا ہے۔ مذہبی تنظیموں کی فیڈریشن کی جانب سے کہا گیا ہے کہ نیوزی لینڈ کے مسلمانوں کو مسجد اور اسلامی مرکز پر حملے کا سن کر شدید صدمہ اور دکھ ہوا ہے۔ مسلمانوں کی قومی تنظیم کے سربراہ اشرف چودھری نے حملہ پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ اگر مختلف مذاہب کے ماننے والوں کی عبادت گاہیں محفوظ نہ رہیں تو پھر نیوزی لینڈ کے معاشرہ کو مہذب اور روادار معاشرہ نہیں کہا جا سکتا"۔ (بیدار ڈائجسٹ' ستمبر98ء)

برطانیہ کا مسلمان ممبر پارلیمنٹ اور برطانوی معاشرے و پریس کا تعصب

"گلاسگو سے ایک دوست نے فون کیا' بری خبر ہے' سرور کے خلاف پولیس نے چارج شیٹ عائد کر دی ہے۔ میں یہ بری خبر سننے کے لیے ذہنی طور پر تیار تھا۔ سرور نے مجھے قیام گلاسگو کے دوران خود بتایا تھا کہ وہ جن لوگوں کے ہتھے چڑھ گیا ہے' وہ اسے چھوڑیں گے نہیں۔ اس لیے کہ انھیں محمد سرور نام کے کسی شخص کا ممبر پارلیمنٹ ہونا قبول نہیں۔ کسی نہ کسی بہانے اسے مسلسل تنگ کیا جائے گا۔ سرور تو الیکشن مہم کے دوران بھی بدترین حالات کے لیے تیار تھا۔ کسی مسلمان اور پاکستانی کو ٹکٹ مل جانا ہی ایک دھماکے سے کم نہ تھا۔ اس نے اپنے آپ کو اس کاروبار سے الگ تھلگ کر لیا تھا جسے اس نے برسوں کی محنت سے پروان چڑھایا تھا۔ اس نے اپنی بیگم کو بتا دیا تھا کہ اسے جیل میں ڈالا جا سکتا ہے۔ کاروبار' گھربار سب کچھ چھن سکتا ہے۔ سوشل سیکورٹی کی خیرات پر زندگی بسر کرنے پر مجبور کیا جا سکتا ہے۔ سرور جانتا تھا کہ کچھ لوگ اس کے تعاقب میں ہیں اور یہ کسی سے خفیہ نہیں تھے۔ پورے اسکاٹ لینڈ میں بھارتی باشندوں کی تعداد چند ہزار سے زیادہ نہیں' اسی لیے بھارت نے آج تک گلاسگو یا ایڈنبرا میں اپنا قونصل خانہ کھولنے کے بارے میں سوچا تک نہیں تھا۔ لیکن جونہی سرور کو ٹکٹ دینے کا فیصلہ سامنے آیا۔ گلاسگو میں بھارت نے قونصل جنرل کا دفتر کھول دیا اور اس میں ایک درجن کے لگ بھگ سٹاف بھی متعین کر دیا گیا۔ اسکاٹ لینڈ میں پاکستانیوں کی تعداد انڈین کے مقابلے میں بیس گنا زیادہ ہے لیکن پاکستان نے صرف وائس قونصل مقرر کر رکھا ہے اور اس کے پاس صرف دو افراد پر مشتمل اسٹاف ہے۔ بھارت کو قونصل جنرل اور درجن بھر افراد کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

یکایک ضرورت کیوں پڑ گئی۔ اس کا اندازہ سرور کو انتخابی مہم کے دوران اچھی طرح ہو گیا۔ جب ہر گلی کے موڑ پر اس کا پیچھا کیا جا رہا تھا۔ انتخابی جلسوں میں مخصوص لوگ اس کو تیکھے سوال کر رہے تھے۔ لندن میں مقیم ایک بھارتی شہری پوری انتخابی مہم کے دوران گلاسگو میں ڈیرے ڈالے پڑا رہا۔ اس نے علی الاعلان کہا کہ جو لڑکی یہ دعویٰ کرے کہ سرور نے کبھی اس سے معاشقہ لڑایا ہے' اسے لاکھوں پاؤنڈ انعام دیا جائے گا۔ اس بھارتی شہری کو اپنی رقم سمیت مایوس لندن لوٹنا پڑا' اس کے ہاتھ کچھ نہ آیا۔ محمد سرور خدا کے فضل سے کامیاب ہو گیا۔ وہ برطانیہ میں پہلا پاکستانی اور مسلمان رکن پارلیمنٹ تھا۔ پوری غیر مسلم دنیا میں بھی وہ پہلا منتخب رکن پارلیمنٹ تھا۔ بس یہی بات بھونچال کے نئے جھٹکوں کا باعث بنی۔ محمد سرور ایک طرف پاکستان اور پوری امت مسلمہ کا ہیرو تھا' عزت اور وقار تھا' سرمایۂ افتخار تھا تو دوسری طرف اس کی کامیابی کچھ حلقوں کے لیے ناقابل برداشت تھی۔ محمد سرور کے اصل گناہ وہ نہیں جن کے لیے وہ موردِ الزام ٹھہرایا گیا ہے بلکہ اس کا اصل قصور یہ ہے کہ وہ چار مرتبہ "فلسطینی مسلمانوں کے دوستوں کے گروپ" کو لے کر اسرائیل گیا تھا۔ اس گروپ میں برطانوی ارکان پارلیمنٹ شامل تھے' اس نے فلسطینی مسلمانوں کے بنیادی حقوق کی پامالی پر بلند آہنگ لہجے میں احتجاج کیا تھا اور ہر کوئی جانتا ہے کہ اس کی یہ حرکتیں کسے ناپسند تھیں۔

مغربی پریس نے شور و غوغا بلند کیا کہ سرور ایک "مسلمان" ایم پی ہے۔ اسے "کروڑ پتی" مسلمان ایم پی بھی کہا گیا۔ کس قدر ستم ظریفی ہے کہ اس مغربی پریس نے آج تک یہ نہیں لکھا کہ فلاں شخص "بھارتی" ایم پی ہے' "ہندو" ایم پی ہے' "سکھ" ایم پی ہے یا "یہودی" ایم پی ہے۔ نہ کسی دوسرے ایم پی کو کروڑ پتی ہونے کا طعنہ دیا گیا۔ حالانکہ برطانوی پارلیمنٹ میں ایسے ایسے کھرب پتی ہیں کہ سرور ان کے پاسنگ میں نہیں لیکن واویلا صرف سرور کے خلاف مچایا گیا"۔ (از اسد اللہ غالب صاحب' روزنامہ جنگ' لاہور 25 دسمبر 97ء)

آزادیٔ اظہار اور مغرب کا دوہرا معیار

اسلامی ثقافت' معاشرت' تہذیب و تمدن کی برکات

مسلمانوں کی تاریخی رواداری کی چند جھلکیاں اور مغربی تعصب کی چند مثالیں

"آزادیٔ اظہار کے حوالے سے بھی مغرب نے مسلم دنیا کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضمن میں سلمان رشدی اور اس کی رسوائے زمانہ تصنیف کے خلاف مسلم ممالک کا شدید ردعمل بالخصوص "مسلم تنگ نظری" کی مثال کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ رشدی کی "شیطانی آیات" نے مغربی معاشرے کی منافقانہ روش کو اجاگر کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ مغرب کے اس منافقانہ طرز عمل کی وضاحت کے لیے وہ تصانیف اور تحریری مواد ہمارے سامنے ہے' جسے انھوں نے اپنی تہذیب و ثقافت سے متصادم ہونے کے بناء پر ہدف تنقید بنایا۔ ایک طرف مغربی دانشور رشدی کے آزادی اظہار کے حق کا شد و مد سے دفاع کر رہے ہیں تو دوسری جانب اسی برطانیہ نے 1960ء کی دہائی تک "Chatterleys Lover Lady" کو اخلاق باختگی کے پہلو سے ناپسند قرار دیا تھا۔ آسکر وائلڈ کے ہم جنس پرستی کے جرم میں ماخوذ ہونے کے بعد ایک طویل عرصے تک اس کی تصنیف The Picture of Dorian Gray قابل مواخذہ تھی۔ ہم جنس پرست قلمکاروں کو آج بھی شدید تنقید کا سامنا ہے۔

رشدی کی تصنیف کا ایک پہلو یہ بھی تھا کہ اس نے مختلف ممالک میں امن و امان کا مسئلہ کھڑا کر دیا۔ بھارت نے اس کتاب پر پابندی فساد خلق اور ہنگامہ آرائی کے خوف سے ہی عائد کی۔ وہ کتاب برطانیہ جیسے دور افتادہ ملک میں چھپی تھی مگر اس نے بمبئی' اسلام آباد اور کراچی میں جس ردعمل کو جنم دیا اس کے نتیجے میں پندرہ قیمتی انسانی جانیں ضائع ہوئیں جبکہ درجنوں افراد زخمی ہوئے۔ مگر رشدی کے ناشر جوناتھن کیپ نے اس کی اشاعت پر پابندی عائد کرنے سے انکار کر دیا۔ دوسری طرف مغرب کے ممتاز ناشرین ان مسودوں کو چھاپنے سے انکاری رہے ہیں جن کے بارے میں انھیں شبہ تھا کہ ان کی طباعت سے ان کے اپنے یہاں' امن عامہ کا مسئلہ پیدا ہو سکتا ہے۔ گذشتہ سال کیمبرج یونیورسٹی پریس نے اناستیساکر اکاسیدو کی تجزیاتی رپورٹ "Fields of Wheat, Rivers of Bood" کی اشاعت سے معذرت کر لی اس لیے کہ اس کے خیال میں یونان کے صوبے مقدونیہ کی نسلی صورت حال کے اس عمرانی جائزے کی اشاعت سے یونان میں کیمبرج یونیورسٹی پریس کے ملازمین کی جانوں کو خطرہ لاحق ہو سکتا تھا۔

کاش جوناتھن کیپ نے بھی جنوبی ایشیا میں انسانی جانوں کو لاحق خطرات کا خیال کیا ہوتا۔

یہاں یہ بات بہرحال تسلیم کرنی ہوگی کہ مسلم دنیا میں سنسرشپ کا انداز نسبتاً بھونڈا اور اصلاح طلب ہے۔ یہاں یہ کام بالعموم حکومتی اداروں' ائمہ مساجد یا بلند آہنگ اسلامی تحریکات کے ذریعے عمل میں آتا ہے جبکہ مغرب میں سنسرشپ کا عمل وسیع البنیاد اور زیادہ سلجھا ہوا ہے۔ اس کے لیے وہاں جذباتی نعروں سے کام نہیں لیا جاتا بلکہ وہ افراد اور ادارے جو معاشرے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی ثقافتی اور تفریحی سرگرمیوں کی مالی طور پر سرپرستی کرتے ہیں۔ یہ کام ان کے ہاتھوں انجام پاتا ہے۔ مثلاً ٹی وی چینلز کو اشتہار دینے والی کمپنیاں، پبلک براڈ کاسٹنگ سسٹم کے معاونین، عوامی مفادات کی ذمہ دار تنظیمیں، اخبارات و جرائد کے مدیران، ناشرین اور ذرائع ابلاغ پر اثر انداز ہونے والی شخصیات اور ادارے۔ یہی وجہ ہے کہ امریکہ میں آزادی اظہار کو کسی حکومتی قانون یا دستور سے نہیں بلکہ غیر سرکاری تنظیمات اور اداروں سے خطرہ لاحق رہتا ہے۔

مغرب کے منافقانہ طرز عمل کی چند مثالیں میں اپنی ذات کے حوالے سے دے سکتا ہوں۔ 1986ء میں میری ایک ٹی وی سیریل "The Africans" میں میں نے کارل مارکس کو تمثیلی طور پر "عظیم یہودی پیغمبروں کے سلسلے کا آخری پیغمبر" لکھا تو WETA نے جو واشنگٹن میں پبلک براڈ کاسٹنگ سسٹم کا ایک ٹیلی وژن چینل ہے اس ٹکڑے کو بغیر میری اجازت حذف کر دیا کیونکہ ان کے خیال میں اس سے یہودیوں کی دل آزاری کا احتمال تھا۔ اسی چینل نے میرے سیریل میں لیبیا کے رہنما معمر قذافی کے حوالے سے جو تین منٹ کا ٹکڑا تھا اس پر اس لیے اظہار ناپسندیدگی کیا کہ میں نے ان کی مرضی کے برعکس قذافی کی شخصیت کے منفی پہلو بہت زیادہ اجاگر نہیں کیے تھے۔ ان کا اصرار تھا کہ میں قذافی کو دہشت گردوں کے سرپرست کے طور پر پیش کروں۔ میرے انکار پر انھوں نے تجویز پیش کی کہ سیریل میں قذافی کی ایسی تصویریں پیش نہ کی جائیں جن سے ان کے معاشرتی انسانی پہلو کی عکاسی ہوتی ہو مثلاً کسی ہسپتال کا افتتاح وغیرہ۔

اس طرح کولوروڈو کے "ویسٹ ویو پریس" نے میری کتاب "Cultural Forces in World Politics" (عالمی سیاسیات کے ثقافتی عوامل) کی طباعت کی ذمہ داری لینے کے بعد اچانک اعلان کیا کہ وہ اس کتاب کے تین ابواب حذف کرنا چاہتے ہیں۔ ان میں ایک کا تعلق رشدی اور اس کی "شیطانی آیات" سے تھا، دوسرے میں فلسطینی تحریک انتفاضہ کا 1989ء کی چینی طلبہ کی تیانن من چوک کی بغاوت سے اور تیسرے میں جنوبی افریقہ کی نسل پرستانہ تحریک apartheid کا صیہونی ریاست کی تحریک سے موازنہ کیا گیا تھا۔ امریکی ناشرین کے اس رویے سے مجبور ہو کر مجھے بالآخر 1990ء میں اپنی کتاب کو برطانوی ناشر کے حوالے کرنا پڑا۔ مغرب میں سنسر شپ کی اس عدم مرکزیت کا ایک مثبت پہلو بھی ہے کہ جو کتاب ایک ناشر کے لیے ناقابل قبول ہو وہ کبھی کسی دوسرے کے لیے قابل قبول بھی ہو جاتی ہے، مگر یہ واقعات ان کی منافقانہ طرز فکر کی عکاسی بہرحال کرتے ہیں۔

مغرب نے اپنے لادین نظام کے ذریعے اقلیتی مذاہب کو تحفظ دینے کی کوشش کی ہے جو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیشتر کامیاب نہیں ہو سکی۔ نازی جرمنی کی یہودیوں کے خلاف بربریت اس کی ایک بدترین مثال ہے۔ مشرقی یورپ میں سامی تہذیب اور فرانس میں مسلم تارکین وطن کے خلاف انداز فکر آج بھی موجود ہے۔ پچھلے دو برسوں سے امریکہ نے کلیسا اور ریاست کو دستوری لحاظ سے جدا کر دیا ہے لیکن امریکی ریاست کو بمشکل "لادین" کہا جا سکتا ہے۔ فرقہ وارانہ تعصب کی مثال یہ حقیقت ہے کہ اپنی تاریخ میں صرف ایک بار امریکی ووٹرز نے ایک غیر پروٹسٹنٹ اور رومن کیتھولک جان ایف کینڈی کو اپنا صدر منتخب کیا ہے اور وہ بھی بہت تھوڑے فرق سے۔

امریکہ میں آج ایک اندازے کے مطابق کم و بیش ساٹھ لاکھ مسلمان آباد ہیں۔ یہ تعداد یہودیوں کی وہاں تعداد سے کہیں زیادہ ہے۔ لیکن یہود کی دلجوئی اور مسلم دشمنی کے واقعات میں کسی نوعیت کی کمی واقع نہیں ہوتی اور نہ مستقبل میں کہیں دور دور تک اس کا امکان نظر آتا ہے۔ موجودہ امریکی خاتون اول ہیلری کلنٹن نے گزشتہ سال جب چند مسلم زعماء کو ایک خصوصی اسلامی تقریب میں وائٹ ہاؤس مدعو کیا تو معروف روزنامہ "وال اسٹریٹ جرنل" کے ایک مبصر نے شوشہ چھوڑا کہ وائٹ ہاؤس میں "حماس دوست" عناصر نے بار پا لیا ہے۔ اسی طرح مغربی یورپ میں بھی آج لاکھوں مسلمان آباد ہیں مگر برطانیہ' فرانس اور جرمنی میں سے کسی ملک میں اس کا امکان نہیں کہ کوئی منتخب مسلم نمائندہ ان کی کابینہ کا رکن بن سکے۔

اسلام کا رویہ اقلیتی مذاہب اور ان کے پیروکاروں کے ساتھ اس سے یکسر مختلف رہا ہے۔ تاریخ کے تمام ادوار میں اسلام نے اپنی ارفع و اعلیٰ دینی قدروں اور اخلاقی رویوں سے اقلیتوں کو تحفظ فراہم کیا۔ یہود و نصاریٰ کو اسلام نے "اہل کتاب" کہہ کر توحید پرستوں کی عالمی برادری میں شامل کیا۔ دیگر مذاہب کے پیروکار بھی اسلامی ریاست میں بطور "ذمی" محفوظ و مامون ٹھہرے' یعنی انھیں ذمی قرار دے کر یہ واضح کر دیا گیا کہ ان کے معاشرتی اور مذہبی تحفظ اور بقا کی ذمہ دار ریاست نے قبول کر لی ہے۔ اسی انداز فکر و عمل کا کرشمہ تھا کہ جس کی بدولت مسلم سپین میں یہودی دانشور ممتاز مناصب پر فائز ہوئے اور سلطنت عثمانیہ میں عیسائیوں کو کلیدی سیاسی ذمہ واریاں عطا کی گئیں۔

سلطان سلیمان اول کی حکومت میں (1520-1566) اور اس کے بعد سلطان سلیم ثالث کے دور میں بھی (1707ء-1889ء) عیسائی وزراء تھے۔ برصغیر کی مغلیہ سلطنت نے مسلمانوں اور ہندوؤں کو ایک متحدہ ریاست کے شہری کے طور پر برابر کے حقوق عطا کیے۔ شہنشاہ اکبر نے (1556ء-1605ء) ہندوؤں کو براہ راست حکومت میں شریک کیا۔ دور جدید میں نوے کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موجودہ دہائی میں آج عراق کا نائب وزیراعظم طارق عزیز ایک کلدانی عیسائی ہے۔ قبطی النسل بطروس غالی اگر مصر میں کلیدی عہدوں پر فائز نہ ہوتا تو وہ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل جیسے اہم منصب پر فائز نہیں ہو سکتا تھا۔ مغربی افریقہ کی جمہوریہ سینیگال جس کی آبادی 95 فیصد مسلمان ہے' دو دہائیوں تک (1960ء۔1980ء) اس کا صدر ایک رومن کیتھولک عیسائی تھا۔

ان حقائق کی روشنی میں صرف یہی نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ تمام دعوؤں کے باوجود مغربی دنیا اپنے سیاسی اور معاشرتی طرز عمل میں نہ تو سیکولر ہے اور نہ غیر جانب دار' جبکہ دوسری طرف تاریخی حقائق یہ ثابت کرتے ہیں کہ مسلم معاشرے زیادہ صلح جو' انسان دوست اور دین متین کے عادلانہ نظام کی بدولت انصاف پسند واقع ہوئے ہیں۔ مگر اس کا ادراک مغرب کو نہ تب تھا اور نہ اب ہے۔ مغرب نے اپنے سیکولر نظام کے زیر اثر جو تحفظ اقلیتوں کو فراہم کیا اس سے کہیں بڑھ کر اسلام نے اپنی دینی اقدار کے ذریعے امن و امان اور معاشرتی حقوق مذہبی اقلیات کو عطا کیے ہیں۔

ثقافتی پہلو سے دیکھا جائے تو اسلامی تہذیب نے کبھی کسی انسانیت کش نظریہ یا فکر کی پرورش کی نہ اسے پروان چڑھایا' جیسا کہ ہمیں عیسائی تہذیب کے زیر اثر جرمنی میں نازی تحریک' اٹلی میں فسطائیت' مشرقی یورپی ممالک میں کیمونزم' بدھ تہذیب و ثقافت کے زیر اثر جنگ عظیم دوم سے پہلے اور فوراً بعد کے جاپان' پول پوٹ کے کمبوڈیا' ویت نام' شمالی کوریا یا کنفیوشس تہذیب کے گہوارے ماؤزے تنگ کے چین میں نظر آتا ہے۔ اسلامی دنیا نے تاریخ کے کسی دور میں بھی کسی فسطائی نظام یا انسانیت سوز منظم تحریکوں کو نہ جنم دیا اور نہ ان کی آبیاری کی۔ مسلم معاشرے میں "aparthied" جیسی نسل پرستانہ تحریک کی کہیں گنجائش نہیں رہی جسے جنوبی افریقہ کے ولندیزی کلیسا کی باضابطہ منظوری حاصل تھی۔ امریکہ نے اپنی نسل پرستی پر مبنی تہذیب و ثقافت کے زیر اثر جو سلوک اپنے سیاہ فام باشندوں سے روا رکھا اس کا کسی بھی مسلم معاشرے میں تصور تک نہیں کیا جا سکتا۔ اسلام نے قرآن حکیم اور نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ حجتہ الوداع اور آپ ؐ نے اپنی سیرت و کردار کے ذریعہ جو مساوات انسانی اور عدل اجتماعی کا درس دیا اور اس پر مبنی معاشرے کا قیام اور تہذیبی قدروں کا جو فروغ ہوا اس کی نظیر عام انسانیت میں اور کہیں نظر نہیں آتی۔ "پسندیدہ" زبان عربی کا تصور تو ہمیں ملتا ہے مگر کسی "پسندیدہ" یا مراعات یافتہ نسل کا یہاں کوئی وجود نہیں۔ یہی وجہ ہے مسلم ریاستوں کی فرمانروائی کے لیے عربی النسل بھی حکمران ملتے ہیں تو' ترک' منگول' حبش' حتیٰ کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلسلہ غلاماں کے افراد بھی بڑے بڑے فرمانروا ہو گذرے ہیں۔ جبکہ رومن شہنشاہ قسطنطین اول کے عیسائی مذہب اختیار کر لینے کے بعد (1313ء) سے اب تک عیسائی دنیا کم و بیش یورپی نسل کی زیر قیادت رہی ہے۔ انفرادی طور پر صدام حسین یا حافظ الاسد جیسی شخصیات مسلم معاشروں میں کہیں کہیں ضرور ملتی ہیں مگر وہ کسی اجتماعی غیر انسانی فکر یا وحشت و بربریت پر مبنی نظام کی عکاسی نہیں کرتیں۔ ایسے افراد ہمیشہ مسلم معاشرے کی ناپسندیدہ ترین شخصیات کے طور پر تاریخ میں یاد کیے جاتے رہے۔

مغربی دنیا کا عجیب تناقض ہے کہ ایک طرف وہ مسلم معاشروں کو دہشت گردی اور سیاسی تشدد کا الزام دیتا ہے تو خود اپنے شہری کو امن و امان فراہم کرنے سے قاصر ہے۔ مغرب کے بڑے بڑے شہروں کے گلی کوچوں میں تشدد کے جو واقعات روز مرہ کا معمول ہیں وہ مسلم ممالک میں کہیں نہیں پائے جاتے۔ مغرب کی آزاد ریاست کے شہری کو ایک بہتر سیاسی فضا تو میسر ہو سکتی ہے مگر معاشرتی امن نہیں۔ اسلامی جمہوریہ ایران کا دارالخلافہ تہران جہاں ایک کروڑ افراد بستے ہیں۔ وہاں عام خاندان اپنے بال بچوں سمیت نصف شب تک باغات اور تفریحی مقامات پر گھومتے پھرتے دکھائی دیتے ہیں انھیں نہ کسی اٹھائی گیرہ کا ڈر ہوتا ہے' نہ کسی جنسی تشدد پسند یا قاتل کا خوف۔ یہ وہی معاشرہ ہے جہاں رضا شاہ کے "آزاد خیال" اور مغرب زدہ دور میں شہری بدامنی کے واقعات روز مرہ کا معمول تھے۔ سعودی عرب اور سوڈان میں بھی جہاں اسلام کا نظام عدل نافذ ہے۔ معاشرتی امن کی صورت حال قابل رشک ہے۔ مسلم معاشرہ جوں جوں اسلامی نظام حیات سے قریب تر ہوتا جاتا ہے اتنا ہی اسے امن و سکون کی دولت میسر آتی جاتی ہے۔

موجودہ صدی نے دنیا کو ایڈز کی لعنت سے روشناس کیا۔ مگر اس خوفناک مرض کا تناسب جتنا کم ان معاشروں میں ہے جو اسلام سے قریب تر ہیں اتنا ہی مغرب زدہ اور آزاد خیال معاشروں میں ان کا تناسب روز افزوں ہے۔ کیا یہ بین حقائق اس بات کا تقاضا نہیں کرتے کہ سکون قلب' ذہنی اطمینان' صحت جسمانی اور معاشرتی امن کے لیے سرگرداں عالم انسانیت کو اسلام کے نظام عدل و فلاح انسانی کی طرف رجوع کرنا ہو گا تاکہ مساوات انسانی کی اعلیٰ اسلامی قدروں پر مبنی صحت مند معاشرے کا فروغ ممکن ہو"۔ (از علی احمد صاحب مزروعی بحوالہ مغرب اور اسلام' اپریل جون 98ء)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مغربی تعصب کا جدید اور سائنسی انداز

انٹرنیٹ پر تحریف قرآن

"جو لوگ باقاعدگی کے ساتھ انٹرنیٹ کا مشاہدہ کر رہے ہیں انھیں یقیناً معلوم ہو گا کہ قرآن مجید کی چار جعلی سورتیں انٹرنیٹ پر پیش کی جا رہی ہیں۔ ہماری معلومات کی حد تک ایسا پہلی مرتبہ ہوا ہے' لیکن ہم وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ معاملہ یہاں پر رکے گا نہیں' اس طرح کی کوششیں ہوتی رہیں گی کیونکہ انٹرنیٹ پر جن لوگوں کو رسائی حاصل ہے اور جو لوگ اس پر قابض ہیں انھیں مکمل آزادی حاصل ہے کہ وہ جو چاہیں انٹرنیٹ کے ذریعے پھیلا سکتے ہیں۔ اس وقت انٹرنیٹ کے غلط استعمال کو روکنے کے لیے جتنے بھی اقدامات کیے گئے ہیں ان سب کا تعلق جرائم اور جنس وغیرہ کے ساتھ ہے۔ باقی رہے دین' مذہب' اعتقادات اور مقدسات تو ان کو کسی قسم کا کوئی تحفظ تادم تحریر حاصل نہیں ہے۔ اس پہلو سے نہ کوئی پابندی ہے اور نہ کسی قسم کی کوئی نگرانی کی جا رہی ہے بلکہ جہاں تک اسلام اور مسلمانوں کا تعلق ہے تو اس حوالے سے انٹرنیٹ کے غلط استعمال کی نہ صرف اجازت ہے بلکہ مبالغہ نہ ہو گا اگر کہا جائے کہ اس کی حوصلہ افزائی کی جا رہی ہے۔ سلمان رشدی اور اس کی بدنام زمانہ کتاب کی مثل تو موجود ہی ہے۔

جو چار سورتیں بذات خود ہم نے انٹرنیٹ پر دیکھی ہیں انھیں ہم نقل کفر' کفر نہ باشد کے طور پر ذیل میں پیش کرتے ہیں۔

(ان فرضی اور کفریہ آیات کا ترجمہ کرنا بھی تکلیف دہ ہے لیکن عربی نہ جاننے والے قارئین کو بھی معلوم ہونا چاہیے کہ اسلام اور مسلمانوں کے عقائد پر حملہ کرنے والوں کے ہتھیار کیا ہیں)

(1) سورۃ "التجسد" ..... یہ 15 آیتوں پر مشتمل ہے' یہ ساری سورت سید مسیح علیہ السلام کے بارے میں ہے۔ ملاحظہ فرمایئے:

"یعنی اللہ تعالیٰ کا انسانی جسم اختیار کرنا' وہ رب العالمین پاک ہے اس سے کہ اپنی مخلوقات میں سے کسی کو بیٹا بنائے۔ جو لوگ قبل ازیں نازل شدہ میں شک کرتے ہیں ان سے کہہ دو کہ مسیح اللہ کی مخلوق نہیں تھے' وہ آفرینش سے پہلے بھی اللہ کے ساتھ تھے اور ہمیشہ سے اللہ کے ساتھ ہیں۔ وہ اللہ میں ہیں اور اسی سے ہیں۔ جب ان کو دونوں جہانوں کے باپ نے اپنے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وعدے کے مطابق بھیجا تو وہ کلمہ سن کر کنواری کے بطن میں اتر گئے اور ایک جسد بن کر اس کے بطن سے باہر آگئے۔ انسان کے ساتھ رہے' انسان کو علم سکھایا۔ انسان کا فدیہ بن کر مر گئے۔ وہ انسان کی طرح (قبر میں) جا سوئے اور اس کے تین دن بعد اپنے آسمانی باپ کے پاس چلے گئے۔ وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا اور سخت بات کہی اللہ تعالیٰ ہرگز ان کی مہلت میں اضافہ نہ کرے گا جو لوگ اللہ اور اس کے مسیح پر ایمان لائے ان کے لیے ہے مغفرت اور نعمتوں بھری جنتیں' جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے"۔

(2) سورۃ "الایمان" .... یہ دس آیتوں پر مشتمل ہے اس میں بھی سیدنا مسیح علیہ السلام اور ان کے حواریوں کے بارے میں کلام کیا گیا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے:

"اور یاد کیجیے کتاب میں حواریوں کو جب رات کے وقت طوفانی ہوائیں چل رہی تھیں اور وہ سمندر میں تھے۔ انھوں نے پانی پر مسیح کے طیف (ہیولہ) کو چلتے دیکھا۔ تو انھوں نے کہا کہ یہ ہمارا رب ہے جو ہمارے ساتھ مذاق کر رہا ہے۔ یا ہم کو جنون لاحق ہو گیا ہے تب ان کو معلم کی آواز آئی کہ تم ڈرو نہیں! میں وہی ہوں کیا تمھیں نظر نہیں آتا؟ ان میں سے ایک نے چیخ کر کہا: میرا رب کہتا ہے میں فی الحقیقت وہی ہوں' وہ پانی پر تیرے پاس آیا۔ قریب ہے اللہ میرے شک کو یقین میں بدل دے۔ کہا پس تو میرے پاس آ اور لوگوں کے لیے ایک نشانی بن جا۔ شاید کہ وہ ہوش میں آ جائیں اور جب حواری چلنے لگا تو اس نے ہوا کی شدت دیکھی تو وہ ڈرا اور لگا ڈوبنے تو اس نے چیخ کر اپنے رب سے مدد مانگی۔ تو اس نے اپنا دایاں ہاتھ اس کی طرف دراز کیا اور اسے بچالیا اور کہا اے قلیل الایمان! یہی بدلہ ہے شک کرنے والوں کا اور جب وہ اس کے ساتھ کشتی پر سوار ہوا تو ہوائیں فوراً تھم گئیں تو حواریوں نے اس کی حمد کے ساتھ تسبیح کی اور چیخ کر اس سے کہنے لگے: بے شک تو وہی ابن اللہ ہے ہم تجھی پر ایمان لائے اور تیرے ہی حضور ہم سجدہ ریز ہوئے ہیں۔ کہا خوش خبری ہو ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے اور انھوں نے اپنے ایمان کو شک کے ساتھ گڈمڈ نہیں کیا۔ ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں"۔

(3) سورۃ "المسلمون" ..... اس میں 11 آیتیں ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے:

"کہو اے مسلمانو! تم ضلال بعید میں پڑے ہوئے ہو۔ وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا اللہ سے اور اس کے مسیح سے ان کے لیے ہے جہنم کی آگ اور عذاب شدید۔ اس دن چہرے چھوٹے ہوں گے' تاریک ہوں گے' اللہ سے فریاد کرتے ہوں گے اور اللہ وہ کرتا ہو گا جو وہ چاہے گا جس روز رحمٰن کہے گا اے میرے بندو! میں نے تم سے پہلے والوں پر تورات اور انجیل میں ہدایت نازل کر کے احسان کیا پھر تم نے میری نازل کردہ ہدایت سے انکار کیوں کیا اور سیدھا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راستہ کیوں کھو دیا؟ کہا پروردگار! ہم نے اپنے آپ کو گمراہ نہیں کیا بلکہ ہمیں تو اس نے گمراہ کیا جس نے دعویٰ کیا کہ وہ مرسلین میں سے ہے اور جب کہا اللہ نے اے محمدؐ! تم نے گمراہ کیا میرے بندوں کو؟ (نعوذ باللہ) اور انھیں کافر بنا دیا؟ (استغفراللہ) کہا میرے پروردگار! مجھے گمراہ کیا شیطان نے (استغفراللہ) وہ بنی آدم کو سب سے بڑھ کر خراب کرنے والا ہے' اللہ بخش دے گا ان لوگوں کو جنھوں نے توبہ کی ان لوگوں میں سے جنھوں نے گمراہ کیا انسان کو اور وہ بھیجے گا اس کو جو شیطان کا مددگار تھا جہنم کی طرف جو بہت برا ٹھکانہ ہے اور جب اللہ کسی بات کا فیصلہ کر دیتا ہے تو اس کو علم ہوتا ہے اپنے فیصلے کا اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے"۔

(4) سورۃ "الوصایا" .... اس میں 16 آیتیں ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے:

"ہم نے بھیجا تم کو دو جہانوں کی طرف مبشر اور نذیر بنا کر.... تم فیصلہ کرتے ہو مطابق اس کے جو میرے خیال میں آتا ہے اور تدبیر امر کرتے ہو جس نے عمل کیا مطابق تمہاری رائے کے تو وہ اسی کے لیے ہے اور جس نے نہیں کیا تو وہ چاہے گا تمہاری جانب سے تلخ بدلہ۔ ہم نے تم سے پہلے موسیٰ علیہ السلام کو دس وصایا عطا کیے تھے اور تمہیں دیتے ہیں دس اور ہم نے تم پر انبیاء کو ختم کیا اور تمہیں ان پر امیر بنایا پس تم جو چاہو منسوخ کر دو اور جو کچھ ہم نے انھیں حکم کیا تھا اسے بھی منسوخ کر دو (استغفراللہ) ہم نے تمہیں بخش دیا کیونکہ تم ہمارے فیصلوں کو تبدیل کر دیتے ہو اور کہو! میرے ان بندوں سے جو ایمان لائے کہ اگر وہ جمائی لیں تو رحمٰن سے پناہ مانگیں کہ شیطان ان پر نہ ہنسے' اور جب وہ چھینک لیں تو اللہ اکبر کہیں اور اپنے گھر میں کتا نہ رکھیں اور اپنی دیواروں پر تصویریں نہ لگائیں اور جب وہ انفعال کا ارادہ کریں تو بائیں سے پہلے دائیں سے ابتدا کریں۔ اگر وہ ایسا نہ کریں تو وہ بڑے گناہ کا ارتکاب کریں گے۔ اگر وہ رفع حاجت کریں تو اپنے پیچھے کو تین پتھروں سے مسح کریں' اور باز رہیں گوبر سے کیونکہ ہم نے اس کو بنایا ہے جنوں کے لیے غذا۔ اور مومنوں پر ممنوع۔ کہو میرے بندوں سے جو ایمان لائے حملہ کریں جن پر چاہیں اور قتل کریں اپنے رزق کے لیے اور جو کوئی ان میں سے حملہ نہ کرے اور نہ اپنے دل میں اس کا ارادہ ہی کرے تو وہ منافق ہو کر مرے گا اور جن کو ڈر ہو جادو کا' وہ کھائیں سات عجوہ' اللہ ان کو سحر سے محفوظ رکھے گا اور ان سے شر مستطیر کو دور کرے گا۔ کہو میرے بندوں سے اگر وہ ارادہ کریں قسم کھانے کا تو وہ قسم کھائیں اللہ کی اور تبذیر کا خوف نہ کریں۔ نکاح کریں دو دو' تین تین اور چار چار' عورتوں میں سے جو ان کو اچھی لگیں یا وہ جو ان کی ملکیت میں آ جائیں ہم نے دین کو ان کے لیے امر یسیر بنا دیا ہے اور جب تم اپنے سامنے کے وصایا سے فارغ ہو جاؤ تو جبریل کو اپنے حضور طلب کرو وہ آئیں گے آپ کے پاس دوڑتے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھاگتے اور اگر جبریل آپ کی طرف متوجہ نہ ہوں تو آپ ورقہ بن نوفل سے استفادہ کریں تمل اس کے کہ ہم ان کو وفات دے دیں۔ تو وحی آپ پر امر یسیر ہو گا"۔

ان ساری کفریات اور خرافات کا مقصد بالکل واضح ہے۔ اس پر کوئی تبصرہ کرنا لاحاصل ہے۔ اصل سوال یہ ہے کہ یہ بے ہودہ حرکت کی کس نے ہے؟ انٹرنیٹ پر مرسل کا نام موجود نہیں ہے۔ البتہ قرائن سے معلوم یہی ہوتا ہے کہ یہ حرکت کسی عیسائی نے کی ہے جو اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف شدید تعصب اور نفرت رکھتا ہے۔ جس نے بھی یہ حرکت کی شاید اس کا گمان یہ ہے کہ اس طرح وہ سادہ لوح مسلمانوں میں خواہ وہ عرب ہوں یا غیر عرب' جو قرآن اور اپنے دین سے کٹے ہوئے ہیں ان میں عیسائیت کی تبلیغ کر رہا ہے۔ اس نے انٹرنیٹ کو اپنی تبلیغ کا ذریعہ اس لیے بنایا ہے کہ اس کی رسائی لوگوں کے گھروں تک ہے۔ جدید ٹیکنالوجی کا یہ پہلو بڑا خطرناک ہے اس کو آسانی سے تخریبی مقاصد کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ دوسری بات قابل لحاظ یہ ہے کہ اگرچہ انھوں نے یہ حرکت کر کے قرآن مجید' اسلام اور پیغمبرؐ اسلام کی توہین کی ہے تاہم ہمارے لیے تمام ہی کتب سماوی اور انبیاء و رسل پر ایمان لانا اور ان کا احترام کرنا لازم ہے"۔ (از محترم فہمی ہویدی صاحب بحوالہ ماہنامہ الفاروق' کراچی' جمادی الاول 1419ھ)

منافقت اور دوغلے پن کا اک اور انداز

"16 ستمبر 1997ء کی دوپہر امریکی ریاست میری لینڈ کی منٹگمری کاؤنٹی میں ایک انتہائی بھیانک واقعہ رونما ہوا۔ سیموئیل شین بان اور آرن نیڈل نامی دو نوجوان یہودی لڑکوں نے اپنے ایک عیسائی دوست کلاس فیلو الفریڈ جونیئر کو انتہائی بے دردی سے قتل کر دیا۔ قتل کرنے کے بعد دونوں یہودی لڑکوں نے ایک برقی آرے کی مدد سے الفریڈ کی دونوں ٹانگیں چیر کر علیحدہ کر دیں اور بقیہ جسم کو آگ لگا کر خاکستر کر دیا۔ 22 ستمبر 97ء کو منٹگمری کاؤنٹی پولیس نے دونوں یہودی لڑکوں کے گرفتاری کے وارنٹ جاری کر دیئے.... مگر 23 ستمبر کو یہ دونوں لڑکے امریکی انتظامیہ اور قانون نافذ کرنے والے تمام امریکی اداروں کی آنکھوں میں جل دے کر اسرائیل فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ بعدازاں امریکیوں نے اسرائیلی حکومت سے دونوں قاتلوں کو امریکی انتظامیہ کے حوالے کر دینے کی "درخواست" کی تو انھیں صاف جواب دے دیا گیا۔ 29 ستمبر کو اسرائیلی حکومت نے اسرائیل میں متعین امریکی سفیر کو آگاہ کر دیا کہ اسرائیلی حکومت ہرگز ہرگز دونوں مفرور یہودی لڑکوں کو امریکیوں کے حوالے نہیں کرے گی کیونکہ دونوں لڑکے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امریکی شہری نہیں بلکہ اسرائیلی شہری ہیں' اس بنیاد پر وہ ان پر اسرائیل ہی کی سرزمین پر مقدمہ چلائے گی۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ دونوں لڑکے امریکہ میں پیدا ہوئے اور دونوں ہی اسرائیل کی قومی زبان "عبرانی" سے قطعی ناواقف ہیں.... لیکن دونوں یہودیوں کو بچانے کے لیے راتوں رات اسرائیل کی طرف سے انھیں اسرائیلی شہریت سے نواز دیا گیا۔

مذکورہ بالا دونوں یہودی قاتل لڑکوں کے اسرائیل فرار ہونے اور اسرائیلی حکومت کی طرف سے انھیں امریکیوں کے حوالے نہ کرنے کے حوالے سے ممتاز اور منصف مزاج امریکی اخبارات و جرائد نے واضح الفاظ میں لکھا کہ یہ ایک ہی واقعہ ظاہر کرتا ہے کہ امریکی یہودیوں نے امریکہ کو اپنا غلام بنا رکھا ہے اور یہ کہ جرائم پیشہ امریکی یہودیوں کے لیے اسرائیل ایک جنت بے نظیر کی حیثیت رکھتا ہے جہاں دنیا کی کوئی بھی حکومت ان پر ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہیں کر سکتی۔ شکاگو سے شائع ہونے والے ممتاز ہفت روزہ "دی فائنل کال" نے اپنے 16 اکتوبر 97ء کے شمارے میں اس بھیانک واردات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ امریکی حکومت اگر ورجینیا میں سی آئی اے کے دو ملازمین کے قتل کے الزام میں ایمل کانسی کو پاکستان سے گرفتار کر سکتی ہے (جس کے آپریشن پر لاکھوں ڈالر خرچ ہوئے) تو ان دونوں امریکی یہودیوں کو اسرائیل سے گرفتار کرنے میں کون سی شے مانع ہے؟ مذکورہ جریدہ مزید لکھتا ہے کہ اگر امریکہ اپنے ہی پروردہ جرائم پیشہ جنرل نوریگا کو زبردستی اس کے وطن سے گرفتار کر سکتا ہے تو پھر ان دونوں مفرور لڑکوں کو امریکی قانون اپنے شکنجے میں کسنے میں ناکام کیوں رہا ہے؟

1988ء میں اسکاٹ لینڈ کے شہر لاکربی (Lockerbie) کے اوپر پین ایم کا ایک طیارہ دھماکے سے اڑا دیا گیا جس میں 270 مسافر ہلاک ہو گئے۔ امریکہ نے اس حادثے میں لیبیا کو ملوث کر دیا اور ساتھ ہی وہ لیبیائی شہریوں کے نام بھی دے دیئے کہ انھوں نے اس طیارے میں بم نصب کیے تھے۔ امریکہ نے اس کے بعد لیبیا پر اقتصادی پابندیاں عائد کر دیں اور اسے دہشت گرد ممالک کی فہرست میں بھی شامل کر دیا۔ اس حادثے کے بعد سے اب تک امریکہ مسلسل یہ مطالبہ کرتا چلا آ رہا ہے کہ لیبیا پر اس وقت تک اقتصادی پابندیاں عائد رہیں گی اور وہ اس وقت تک دہشت گرد ممالک کی فہرست میں شامل رہے گا جب تک وہ ان دونوں لیبیائی شہریوں کو امریکہ کے حوالے نہ کر دے۔ اس کے برعکس لیبیا اول تو سرے سے ہی اس حادثے میں ملوث ہونے کی سختی سے تردید کرتا ہے' دوسرے لیبیا کا یہ بھی کہنا ہے کہ چلیئے ہم ان دونوں افراد کو ہیگ میں موجود بین الاقوامی عدالت میں پیش کر دیتے ہیں بشرطیکہ وہاں ان دونوں افراد پر اسکاٹ لینڈ کے قانون کے مطابق اسکاٹ لینڈ کے ججوں کی نگرانی میں مقدمہ چلایا جائے جبکہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امریکہ یہ شرط ماننے سے انکار کرتا رہا ہے۔ امریکہ کی صرف ایک ہی رٹ رہی ہے کہ ان دونوں افراد کو امریکہ کے حوالے کر دیا جائے تاکہ بعدازاں امریکی سرزمین پر امریکی قانون کے مطابق اور امریکی منشا اور مرضی کے مطابق ان دونوں افراد کو سزا دی جائے۔ اس سارے واقعہ کے پس منظر میں ایک اور سنجیدہ فکر کا حامل موثر امریکی جریدہ "دی نیشن" اپنی 10 اکتوبر 98ء کی اشاعت میں لکھتا ہے کہ ایک طرف تو پین ایم کی فلائیٹ نمبر103 کے حادثے میں مبینہ طور پر ملوث دونوں لیبیائی شہریوں کو امریکہ ہر صورت میں قابو کرنا چاہتا ہے اور اس کے لیے لیبیا کو گذشتہ 9 برس سے سنگین سزا دیتا چلا آ رہا ہے اور دوسری طرف امریکہ اور امریکی قانون نے دو نوجوان امریکی قاتل یہودیوں کے اسرائیل فرار پر چپ سادھ لی ہے"۔ (از تنویر قیصر شاہد صاحب، بحوالہ روزنامہ پاکستان، لاہور، 16 مارچ 99ء)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 8

نومسلم اور صلیبی تعصب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نومسلم اور صلیبی تعصب.....چند مثالیں

۱- عبداللہ ڈی ہوگ... قبول اسلام پر ملازمت سے برخاستگی کا خطرہ

"عبداللہ ڈی ہوگ صاحب نے اپنے ایک دوست کا ذکر بھی کیا ہے جو ہالینڈ کے ایک بڑے بینک میں اعلیٰ عہدے پر فائز تھے۔ وہ بھی کئی برس سے مسلمان ہو چکے ہیں۔ لیکن اپنی ملازمت کے دوران یہ راز افشاء کرنے کی جرات نہیں کر سکتے' کیونکہ اس سے ان کی ترقی کے امکانات ہی مسدود ہونے کا خدشہ نہیں بلکہ خود ملازمت بھی خطرہ میں پڑ سکتی ہے۔"
(بحوالہ "شہاب نامہ" از قدرت اللہ شہاب صفحہ ۵۵۳)

۲- کیٹ سٹیونز (یوسف اسلام) موسیقی کے ریکارڈ نظر آتش:

"مشہور گلوکار "کیٹ سٹیونز" جس کی مقبولیت ایک زمانے میں پورے یورپ میں پھیلی ہوئی تھی اس نے اسلام قبول کیا تعصبات کی آگ بھڑک اٹھی اور اس وقت تو قیامت ہی برپا ہو گئی جب اس نے آیت اللہ خمینی کے مشہور فتوے کے حق میں آواز بلند کر دی۔ امریکہ کے بیشتر ریڈیو سٹیشنوں نے اس کے ریکارڈ چلانے بند کر دیے' بعض جگہوں پر بر سرعام اس کی موسیقی کے ریکارڈوں کو نذر آتش کیا گیا مگر کسی اخبار کو یہ توفیق نہیں ہوئی کہ وہ اس پر اپنے کالموں میں صدائے احتجاج بلند کر سکے۔" ("مشاہدات و تاثرات" از کوثر نیازی صفحہ ۵۰۰)

۳- محترمہ آمنہ (سنتھیا)..... شراب نہ پینے پر طمانچہ:

"جب میں پہلی بار مسلمان عورتوں کا لباس پہن کر گھر سے نکلنے لگی تو میری ماں نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مجھے حیرت سے دیکھا۔

"سنتھیا! یہ کیا پہن رکھا ہے تم نے؟"

اس کے چہرے پر طنز تھا میرے والد نے بھی جو رات بھر شراب پینے کے بعد اب کرسی پر بیٹھے اونگھ رہے تھے اپنی سرخ آنکھیں کھول کر مجھے دیکھا اور قہقہہ لگایا۔

"ممی" میں نے کہا "یاد رکھیے میرا نام آمنہ ہے سنتھیا نہیں"

"آ..... منہ..... کیا نام ہوا یہ بھلا" ماں نے کہا..... "لڑکی تیرا دماغ تو نہیں چل گیا؟"

میں نے اپنی والدہ کو سمجھانے کی کوشش کی کہ میں انہیں بتا چکی ہوں اور اب میں مسلمانوں کی طرح باقاعدہ زندگی کا آغاز کر رہی ہوں۔ "تمہاری جگہ جہنم میں ہے تم نے....." جیشیوں کی اس گندی بستی میں جس کسی نے مجھے اس لباس میں دیکھا وہ پہلے تو حیران ہوا پھر مذاق اڑانے لگا مگر میں نے کسی کی ایک نہ سنی اور اپنی راہ چلتی رہی جب میں اپنے اخبار کے دفتر پہنچی تو وہاں بھی شدید رد عمل پیدا ہوا بہت سے لوگ میرے ارد گرد جمع ہو گئے جب میں نے انہیں بتایا کہ میں مسلمان ہو گئی ہوں اور مسلمان عورتیں ایسا ہی لباس پہنتی ہیں تو بعض لوگوں نے خاموشی اختیار کی اور بعض لوگ بڑبڑاتے ہوئے چلے گئے اور پھر کرسمس کا تہوار آ گیا۔ کرسمس کے روز شراب پانی کی طرح بہائی جاتی ہے۔ جب میں نے مہمانوں کے ساتھ شراب کے جام کو چھونے سے ہی انکار کر دیا تو ہمارے گھر میں قیامت برپا ہو گئی۔ والد تو صبح سے نشے میں دھت تھے والدہ بھی دو ایک بار مہمانوں کے ساتھ پی چکی تھی نشے کی حالت میں وہ مجھ پر برسنے لگے مہمان بھی نشے میں تھے وہ بھی جو ان کے منہ میں آیا بکنے لگے۔

ان سب کی حالت قابل رحم تھی میں نے سوچا کہ مجھے اس کمرے سے چلے جانا چاہیے مگر جب میں اپنی وہیل چیئر کو دھکیل کر جا رہی تھی تو ایک مہمان لڑکا اور میرے والد میرے پیچھے لپکے اور وہیل چیئر کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ "راستہ چھوڑ دیں"..... میں نے کہا..... "مجھے جانے دیں۔"

"یہ پی لو پھر چلی جانا۔" لڑکے نے میرے راستے سے ہٹے بغیر شراب کا جام میرے آگے کیا۔ "میں لعنت بھیجتی ہوں اس پر۔"

میرے منہ پر ایک زور دار طمانچہ لگا جو میرے والد نے مارا تھا میرا سر چکرا گیا' آنکھوں میں آنسو آ گئے مگر میرے والد اور اس لڑکے میں تو جیسے شیطان کی روح حلول کر گئی تھی وہ مجھے پیٹنے لگے انہوں نے مجھے روئی کے گالوں کی طرح دھنک دیا۔ میں خاموشی سے یہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظلم برداشت کرتی رہی وہ گالیاں بک رہے تھے نشے میں ان کے منہ سے جھاگ بہہ رہا تھا جب وہ تھک کر بیٹھ گئے تو میں کسی نہ کسی طرح اپنے کمرے میں پہنچ گئی اس رات میں نے فیصلہ کیا کہ مجھے کیا کرنا ہے۔" ("ہم کیوں مسلمان ہوئے" از ڈاکٹر عبدالغنی فاروق صفحہ ۲۸-۲۹)

۴۔ مسز امینہ اگر بچوں کو اپنے پاس رکھنا چاہتی ہو تو اسلام سے دستبردار ہونا پڑے گا..... امریکی عدالت کا فیصلہ:

"میرے قبول اسلام پر پورے خاندان پر گویا بجلی گر پڑی۔ ہمارے میاں بیوی کے تعلقات واقعی مثالی تھے اور میرا شوہر مجھ سے ٹوٹ کر محبت کرتا تھا' مگر میرے قبول اسلام کا سن کر اسے غیر معمولی صدمہ ہوا۔ میں اسے پہلے بھی قائل کرنے کی کوشش کرتی رہی تھی اور اب پھر سمجھانے کی بہت سعی کی' مگر اس کا غصہ کسی طرح ٹھنڈا نہ ہوا اور اس نے مجھ سے علیحدگی اختیار کر لی اور میرے خلاف عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا عارضی طور پر دونوں بچوں کی پرورش میری ذمہ داری قرار پائی۔

میرے والد بھی مجھ سے گہری قلبی وابستگی رکھتے تھے' مگر اس خبر سے وہ بھی بے حد برا فروختہ ہوئے اور غصے میں ڈبل شاٹ گن لے کر میرے گھر آ گئے تاکہ مجھے قتل کر ڈالیں..... مگر خدا کا شکر ہے کہ میں بچ گئی اور وہ ہمیشہ کے لیے قطع تعلق کر کے چلے گئے۔ میری بڑی بہن ماہر نفسیات تھی' اس نے اعلان کر دیا کہ یہ کسی دماغی عارضے میں مبتلا ہو گئی ہے اور اس نے سنجیدگی سے مجھے نفسیاتی انسٹی ٹیوٹ میں داخل کرانے کے لیے دوڑ دھوپ شروع کر دی۔ میری تعلیم مکمل ہو چکی تھی میں نے معاشی ضرورتوں کے پیش نظر ایک دفتر میں ملازمت حاصل کی' لیکن ایک روز میری گاڑی کو حادثہ پیش آگیا اور تھوڑی سی تاخیر ہو گئی' تو مجھے ملازمت سے نکال دیا گیا فرم والوں کے نزدیک میرا اصل جرم یہی تھا کہ میں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔

اس کے ساتھ ہی حالت یہ تھی کہ میرا ایک بچہ پیدائشی طور پر معذور تھا۔ وہ دماغی طور پر بھی نارمل نہ تھا اور اس کی عام صحت بھی ٹھیک نہ تھی۔ جب کہ بچوں کی تحویل اور طلاق کے مقدمے کے باعث امریکی قانون کے تحت مقدمے کے فیصلے تک میری ساری جمع پونجی منجمد کر دی گئی تھی۔ ملازمت بھی ختم ہوئی تو میں بہت گھبرائی اور بے اختیار رب جلیل کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضور سربسجود ہو گئی اور گڑگڑا کر خوب دعائیں کیں۔ اللہ کریم نے میری دعائیں قبول فرمالیں اور دوسرے ہی روز میری ایک جاننے والی خاتون کی کوشش سے مجھے ایسٹر سیل پروگرام میں ملازمت مل گئی اور میرے معذور بیٹے کا علاج بھی بلا معاوضہ ہونے لگا۔ ڈاکٹروں نے دماغ کے آپریشن کا فیصلہ کیا اور اللہ کے خاص فضل سے یہ آپریشن کامیاب رہا۔ بچہ تندرست ہو گیا اور میری جان میں جان آئی..... لیکن آہ ابھی آزمائشوں کا سلسلہ ختم نہ ہوا تھا۔ عدالت میں بچوں کی تحویل کا مقدمہ دو سال سے چل رہا تھا۔ آخر کار دنیا کے اس سب سے بڑے "جمہوری" ملک کی "آزاد" عدالت نے فیصلہ یہ کیا کہ اگر بچوں کو اپنے پاس رکھنا چاہتی ہو تو اسلام سے دستبردار ہونا پڑے گا کہ اس قدامت پرست مذہب کی وجہ سے بچوں کا اخلاق خراب ہوگا اور تہذیبی اعتبار سے انہیں نقصان پہنچے گا۔

عدالت کا یہ فیصلہ میرے دل و دماغ پر بجلی بن کر گرا۔ ایک مرتبہ تو میں چکرا کر رہ گئی۔ زمین آسمان گھومتے ہوئے نظر آئے' مگر اللہ کا شکر ہے کہ اس کی رحمت نے مجھے تھام لیا اور میں نے دو ٹوک انداز میں عدالت کو کہہ دیا کہ میں اپنے بچوں کی جدائی گوارا کر لوں گی مگر اسلام اور ایمان کی دولت سے دستبردار نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ بچی اور بچہ دونوں باپ کی تحویل میں دے دیے گئے۔" (بحوالہ "ہم کیوں مسلمان ہوئے" صفحہ ۳۹-۴۰)

۵- پروفیسر رجاء گارودی (فرانس)..... مسلمانوں سے تعصب کی وجہ سے بائبل میں تحریف کردی:

"دوسری جنگ عظیم شروع ہوئی تو ۱۹۳۹ء میں میں ملکی سالمیت کی خاطر فوج میں بھرتی ہو گیا اور ۱۹۴۰ء میں فرانس کو جرمنی کے مقابلے میں شکست ہوئی تو مجھے بھی گرفتار کر لیا گیا اور ہم وطنوں کے ساتھ الجزائر کے ایک جنگی کیمپ میں منتقل کر دیا گیا۔ یہاں ایک عجیب و غریب واقع پیش آیا جس نے مجھے مسلمانوں اور اسلام سے متعارف کرایا۔ ہوا یوں کہ کیمپ کمانڈر نے ایک روز برہم ہو کر مجھے گولی مارنے کا حکم دے دیا اور اس مقصد کی خاطر دو فوجیوں کے حوالہ کر دیا۔ یہ دونوں فوجی مسلمان تھے انہوں نے مجھے گولی مارنے سے انکار کر دیا اور جان بخشی کرانے میں کامیاب ہو گئے۔ یہ سب کچھ میرے سامنے ہوا میں عربی زبان سے نابلد تھا' اس لیے میری سمجھ میں کچھ نہ آیا تاہم زندہ بچ جانے کی خوشی سے زیادہ تجسس یہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا کہ وہ کون سے اسباب ہیں جنھوں نے اجنبی فوجیوں کے دلوں میں میرے لیے ہمدردی اور خیر خواہی کے جذبات پیدا کر دیے اس مقصد کے لیے میں نے ایک ایسے الجزائری مسلمان کی مدد حاصل کی جو عربی کے ساتھ ساتھ فرانسیسی زبان سے بھی واقف تھا اس نے بتایا کہ مسلمان فوجیوں نے یہ کہہ کر مجھ پر گولی چلانے سے انکار کر دیا تھا کہ "اسلام نہتے انسان پر ہاتھ اٹھانے کی اجازت نہیں دیتا۔"

اس واقع نے میرے ذہن کو ہلا کر رکھ دیا۔ یہ الفاظ میرے ذہن میں گونجتے رہتے اور میں سوچتا رہتا کہ وہ کیسا مذہب ہے جس نے اپنے پیروکاروں کو اس قدر اعلیٰ اخلاقی قدروں کا پابند بنا دیا ہے۔ چنانچہ جنگ ختم ہونے پر جب میں رہا ہوا تو اولین فرصت میں میں نے اسلامی تعلیمات سے واقفیت حاصل کرنے کا پروگرام بنایا اور سوربورن یونیورسٹی میں دس سال تک "اسلامی اخلاقیات" کی تعلیم حاصل کرتا رہا۔

میں اہل یورپ کے اس ظالمانہ رویے پر بھی بہت پریشان ہوا جو انہوں نے فلسطین کے بارے میں اختیار کیا۔ سکولوں کے نصاب میں بائبل کی یہ تحریف شامل کر دی گئی کہ حضرت ابراہیمؑ نے ارض فلسطین کو یہودیوں کے لیے مخصوص کر دیا ہے۔ میں نے اس رویے کے خلاف فرانس کے مشہور اخبار "لی مونڈ" میں مضامین لکھے جس کے نتیجے میں مجھے اور اخبار کے ناشر کو خوب ہدف تنقید بنایا گیا حالانکہ یہ حقیقت یورپ کے کسی اہل علم سے پوشیدہ نہیں رہی کہ یہودیت کسی مذہبی فرقہ کا نام نہیں بلکہ یہ دراصل ایک دہشت پسند، انسان دشمن اور مکروہ عزائم رکھنے والی تنظیم ہے جس کی بنیاد اٹھارویں صدی میں ایک ملحد و خبیث طالع آزما تھیوڈور ہرٹزل نے رکھی اور انسانیت کو ناقابل تلافی المیوں کے سپرد کر دیا۔ افسوس اس نے انجیل مقدس میں جو تحریف کی یورپ کے مسیحی حلقوں نے اس پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔" (بحوالہ "ہم کیوں مسلمان ہوئے" صفحہ ۲۹۲۔ ۲۹۳)

۶- میجر عبدالرحمٰن میسی (البرٹ ریمزے میسی)..... اسلام قبول کرنے پر کورٹ مارشل، جائیداد بحق سرکار ضبط، ملازمت سے سبکدوش، بینک بیلنس منجمد:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جون کا مہینہ تھا اور شدید گرمی کا موسم۔ خصوصاً خشک پہاڑیوں میں گھرے ہونے کی وجہ سے قلعہ اٹک کا درجہ حرارت ان ایام میں ۱۳۰ ڈگری تک پہنچ جاتا ہے۔ اس موسم میں ایک روز کا واقعہ ہے کہ میجر میسی پریڈ سے واپس آکر اپنے دفتر میں کام کر رہا تھا۔ اس نے کوئی خاص رپورٹ تیار کرنا تھی' اس لیے کھانے پر نہیں گیا تھا۔ دو بجے کا وقت ہو گیا اس نے دیکھا کہ سامنے والی پریڈ گراؤنڈ میں ایک ہندوستانی سپاہی کو سزا کے طور پر گراؤنڈ کے گرد دوڑایا جا رہا ہے۔ اس کی پیٹھ پر اینٹوں سے بھرا پٹھو بندھا ہے۔ اس تپتی دھوپ میں کولہو کے بیل کی طرح اسے دوڑایا جا رہا ہے۔ اگر اس کی رفتار میں تھوڑی سستی آتی ہے تو پیچھے سے سکھ سنتری اسے کوڑا مارتا ہے تاکہ وہ پوری رفتار سے دوڑے۔ یہ سلسلہ پورے ایک گھنٹے تک جاری رہا۔ میجر میسی اس ہندوستانی سپاہی کی ہمت پر حیران ہو رہا تھا۔ جب گھڑی نے اڑھائی بجائے تو سکھ سنتری نے اسے ٹھہر جانے کو کہا اور اس کو آدھ گھنٹہ آرام کرنے کا موقع دیا۔ میجر میسی یہ نظارہ دیکھتا رہا۔ جوں ہی اس نے سزا یافتہ کو چھٹی دی' وہ بڑی تیزی سے پانی کے نل پر پہنچا۔ دونوں ہاتھ دھوئے پھر تین دفعہ منہ میں پانی ڈال کر کلی کر کے پانی باہر پھینک دیا لیکن ایک گھونٹ بھی حلق سے نیچے نہ اترنے دیا اس کے بعد چہرے کو اور کہنیوں کو دھویا۔ آخر میں پاؤں دھوئے اور آگ کی طرح جلتی زمین پر قبلہ کی طرف منہ کیا اور ہاتھ باندھ کر عبادت (نماز) میں مصروف ہو گیا۔ ابھی اس نے دونوں ہاتھ دعا کے لیے اٹھائے تھے کہ سکھ سنتری پھر موت کے فرشتہ کی طرح اس کے سر پر آ نازل ہوا اور پہلے کی طرح اس کو دوڑانا شروع کر دیا۔

دفتر کی کھڑکی سے یہ منظر دیکھ کر میجر میسی کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔ اپنے دفتر سے اٹھ کر انڈین یونٹ کے دفتر پہنچا۔ وہاں اپنے ہم عہدہ میجر سے دریافت کیا کہ سامنے والی گراؤنڈ میں اس کے ایک سپاہی کو سزا دی جا رہی ہے۔ کیا اس نے کوئی بڑا جرم کیا ہے؟ اس کی بلند ہمتی قابل صد آفرین ہے کہ اس شدید گرمی میں بھی اس نے ایک گھونٹ پانی نہیں پیا۔ یہ تو کوئی سپر انسان ہے۔ میجر میسی نے اس سے سفارش کی کہ اب اس کی سزا معاف کر دی جائے اور اس کو یہاں دفتر میں بلوایا جائے' کیونکہ میجر میسی اس سے کچھ باتیں دریافت کرنا چاہتا ہے۔ اس کو بلوایا گیا۔ سب سے پہلے تو میجر میسی نے اس سے دریافت کیا کہ اس نے کون سا قصور کیا ہے جس کی بنا پر اس کو اتنی سخت سزا دی گئی ہے۔ سپاہی نے بتایا کہ وہ صبح کی پریڈ میں چند منٹ دیر سے پہنچا تھا۔ اس قصور پر اس کے سکھ کمپنی آفیسر نے یہ سزا سنائی تھی۔ (انڈین آرمی میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اکثر ایسا ہوتا تھا کہ محض مذہبی تعصب کی بناء پر سکھ' مسلمان سپاہیوں کو سخت سزا دیا کرتے تھے) اس کے بعد دوسرا سوال میجر میسی نے اس سے یہ کیا کہ کیا اس قیامت خیز گرمی میں اسے پیاس محسوس نہ ہوئی کہ اتنی زبردست ورزش کے بعد اس نے منہ میں پانی ڈال کر کلی کر دی۔ سپاہی نے جواب دیا کہ جناب وہ بھی انسان ہے اور پیاس سے اس کا برا حال ہو رہا ہے لیکن اس نے پیاس کی یہ شدت محض اس لیے برداشت کی کہ وہ مسلمان ہے اور اسلام کا تیسرا بڑا رکن یعنی ماہ رمضان کے روزے ہیں۔ یہ رمضان کا مہینہ ہے' ہر مسلمان بالغ تندرست پر روزہ فرض ہے۔ صبح سے شام تک کھانا پینا منع ہے۔ اس نے تفصیل سے روزہ کے فلسفہ پر روشنی ڈالی۔ میجر میسی نے اس سے پوچھا کہ اس قدر پیاس کی شدت تھی' اگر ایک دو گھونٹ پانی پی لیتا تو اس وقت اس کو کون دیکھ رہا تھا۔ سپاہی نے جواب دیا کوئی دیکھے یا نہ دیکھے مگر خدا تو حاضر و ناظر ہے اور اس کے حکم کی خلاف ورزی وہ نہیں کر سکتا۔ مسلمان کے لیے جان دینا کوئی بڑی بات نہیں لیکن خدائے وحدہ لاشریک کی حکم عدولی کرنا اس کے لیے درست نہیں۔ تیسری بات میجر میسی نے اس سے یہ کہی کہ جب تم کو صرف چند منٹ کا وقفہ آرام کرنے کو ملا تو تھوڑی دیر کے لیے کسی سائے میں ستا لیتے اور تازہ دم ہو جاتے۔ سپاہی نے جواب دیا کہ مسلمان کے لیے سب سے بڑا رکن نماز ہے۔ ہر نماز عین وقت پر ادا کرنا فرض ہے۔ وقت اتنا کم تھا کہ اگر وہ ستانے کے لیے بیٹھ جاتا تو نماز کا وقت گزر جاتا اور اس کی نماز قضا ہو جاتی' جس سے اس کا خدا ناراض ہو جاتا۔ اس نے ستانے کی بجائے فرض کی ادائیگی کو مقدم سمجھا۔

سپاہی کی باتیں سن کر میجر پر عجیب کیفیت طاری ہو گئی۔ وہ واپس بنگلہ پہنچا اور گہرے خیالوں میں گم رہا۔ وہ اسلام کے فلسفہ پر سوچتا رہا اور اس کے ادنیٰ پیروکار کی مذہب سے وابستگی دیکھ کر بڑا متاثر ہوا۔ شام کو کلب جانا چھوڑ دیا' اپنی فوجی ڈیوٹی میں دلچسپی لینی بھی چھوڑ دی۔ بالکل خاموش رہتا اور سب سے علیحدگی اختیار کر لی۔ اس کے ساتھی آفیسر حیران تھے کہ میجر میسی کو کیا ہو گیا۔ گہرے خیالوں میں مستغرق رہتا ہے۔ ہفتہ کے بعد اس نے چار روز کی رخصت لی' راولپنڈی پہنچا اور وہاں تمام کتب فروشوں کی دکانیں چھان ماریں اور جہاں جہاں اسے اسلام پر کوئی کتاب انگریزی میں نظر آئی' خرید لی۔ درجنوں کتابیں' قرآن پاک کے چند پارے جو انگریزی میں ترجمہ ہو چکے تھے' لے کر واپس قلعہ اٹک پہنچا۔ اب تو صبح و شام انہی کتابوں میں مصروف رہتا۔ چند دنوں کے بعد اس نے اسلام کی بابت کافی معلومات حاصل کر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیں۔ اب اس نے فیصلہ کر لیا کہ جتنی جلدی ہو سکے حلقہ اسلام میں داخل ہو کر زندگی کو نئے ڈھب پر ڈھالے اور گزشتہ گناہوں کی تلافی کرے اور جلد سے جلد باقاعدہ اسلام قبول کر کے باقی زندگی اسلام کی تبلیغ و تعلیم میں گزارے۔ ایک روز جمعہ کے دن جب قلعہ کی مسجد میں اذان ہوئی تو میجر میسی نہا دھو کر مسجد میں جا پہنچا۔ امام صاحب نے ابھی خطبہ شروع نہیں کیا تھا' نمازی مسجد میں جمع ہو رہے تھے۔ وہ سیدھا پہلی صف میں جا پہنچا اور امام صاحب سے بڑے مودبانہ اور نیاز مندانہ لہجہ میں التجا کی آپ مجھے حلقہ اسلام میں داخل کر لیں۔ امام صاحب نے میجر میسی کو کلمہ پڑھایا اور اسلام کے رکن سنائے۔ اس طرح اس کو دائرہ اسلام میں داخل کیا گیا اور اس کا نام عبدالرحمٰن رکھا گیا۔ اس پر مسجد سے نعرہ تکبیر بلند ہوا۔ خوشی سے سب نے میجر میسی کے ہاتھ چومے' باری باری ہر ایک نے گلے لگایا اور ہدیہ تبریک پیش کیا۔

یہ خبر قلعہ میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ یہ کوئی معمولی واقعہ نہ تھا۔ جب یہ خبر برٹش کیمپ میں پہنچی تو یونٹ کمانڈر نے فوراً یونٹ بگلر کو حکم دیا کہ آفیسر کال بجائی جائے۔ برٹش یونٹ کے علاوہ سارا قلعہ فالن ہو گیا۔ میجر میسی کو سب کے سامنے کھڑا کیا گیا۔ اس کی پٹی (Belt) اور بیجز آف رینک اتار دیے گئے اور کرنل کے حکم سے حراست میں لے کر اپنے بنگلہ میں نظر بند کر دیا گیا اور ایک دوسرا سینئر میجر اس پر تعینات کر دیا گیا اور فوراً رپورٹ آرمی ہیڈ کوارٹرز دہلی بھیجی گئی۔ دوسرے ہی روز دہلی سے ایک بریگیڈیئر اور کرنل وہاں پہنچے اور میجر میسی کا کورٹ مارشل ہوا' جس کے نتیجہ میں اس کو "بارہ پتھر" کی سزا دی گئی' یعنی میجر میسی کو ملازمت سے سبکدوش کر دیا گیا۔ اس کا تمام سامان بحق سرکار ضبط کیا گیا' بنک بیلنس منجمد کر دیا گیا اور گارڈ کی سپردگی میں اسے راولپنڈی سے لاہور کا ٹکٹ دے کر روانہ کر دیا گیا۔ اتفاقاً اس کی جیب میں صرف تین چار سو روپے تھے اور تن پر تین کپڑے اور بس۔"

(بحوالہ "ہم کیوں مسلمان ہوئے" صفحہ نمبر ۴۳۶ تا ۴۳۸)

۷- محمد علی کلے (کاسیس مارسلیس کلے):

امریکہ کی سرزمین اس پر تنگ کر دی گئی' عالمی چیمپئن کے اعزاز سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محروم کردیا گیااور جبری فوجی بھرتی پر مجبور کیا گیا:

"عالمی ہیوی ویٹ چیمپئن----- محمد علی کلے----- رنگ (Ring) کی دنیا کا طلسماتی کردار ہے۔ اس نے بیسیوں مقابلوں میں حصہ لیا اور ایک آدھ کے سوا ہر ایک میں سرخرو رہا۔ وہ اپنے دور میں یقیناً ناقابل تسخیر تھا اور دنیا بھر کے باکسر اس سے پنجہ آزمائی کرتے ہوئے گھبراتے تھے۔ وہ شیر کی طرح شہ زور اور چیتے کی مانند برق رفتار تھا۔ وہ ہر مقابلے سے پہلے پیش گوئی کرتا کہ اپنے حریف کو وہ اتنے راؤنڈ میں ناک آؤٹ کردے گا اور حیرت انگیز طور پر ایسا ہی کرتا۔

فروری ۶۴ء میں وہ عالمی ہیوی ویٹ چیمپئن بنا اور یہ اعزاز حاصل کرتے ہی اس نے مسلمان ہونے کا اعلان کردیا۔ اس پر اس کے ہم وطن امریکیوں نے جو رویہ اختیار کیا وہ چونکا دینے والا ہے۔ علمی فتوحات' سائنسی برتری' انصاف' مساوات اور انسانی حقوق کے علمبردار اس ملک نے تعصب' تنگ نظری اور بے اصولی و بے انصافی کا جو مظاہرہ کیا وہ چشم کشا اور عبرت ناک ہے۔ محمد علی کی زندگی اور قبول اسلام کے حوالے سے اس کی تفصیلات ملاحظہ ہوں"

"۲۵ فروری ۶۴ء کو فلوریڈا میں اس نے عالمی ہیوی ویٹ چیمپئن سونی لسٹن کو ہرا کر عالمی اعزاز جیت لیا----- اور اسی روز اس نے اپنی زندگی کا سب سے مبارک اور انقلابی فیصلہ کیا۔ اس نے اس شام کو مشہور امریکی نومسلم مالکم ایکس کے ہمراہ پریس کانفرنس سے خطاب کیا اور مسلمان ہونے کا اعلان کردیا۔

یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح امریکہ اور پوری دنیا میں پھیل گئی۔ مالکم ایکس کی تجویز پر کاسیس کلے نے اپنا اسلامی نام محمد علی اختیار کیا----- اور اس کے قبول اسلام سے جہاں ساری اسلامی دنیا میں مسرت کی لہر دوڑ گئی اور لاکھوں مسلمانوں نے اسے مبارک باد کے خطوط لکھے' وہاں امریکہ میں اس کے خلاف نفرت اور بیزاری کا اعلانیہ اظہار شروع ہوگیا۔ اخبارات میں اس کے خلاف لامتناہی مہم شروع ہوگئی اور پوری قوم نے تعصب اور تنگ نظری کا وہ مظاہرہ کیا کہ امریکیوں کی اصلیت کھل گئی۔ احترام انسانی' عدل اور اصول پسندی کے سارے دعوے بھک سے اڑ گئے۔

اس کے خلاف مضامین کا تانتا بندھ گیا اور تو اور سابق عالمی چیمپئن فلائیڈ پیٹرسن نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی اس کے خلاف مضمون لکھ مارا۔ ہر طرف ہاہا کار مچ گئی----اور جب وہ اپنے آبائی قصبے میں آیا تو اس کا استقبال بڑی ہی سرد مہری سے ہوا۔ صرف چار سو افراد اس کے خیر مقدم کے لیے جمع ہوئے۔ اس کے اعزاز میں کوئی تقریب بھی نہ ہوئی یہاں چند روز ٹھہر کر وہ نیویارک چلا گیا مگر وہاں بھی وہ برابر تنقید کی زد میں رہا۔

انہی دنوں کانگرس کے سپیکر جان میک کورمک کی طرف سے سابق ہیوی ویٹ چیمپئن جیک ڈمپس کو بے مثال کھلاڑی کا اعزاز دیا گیا اور تقریب میں سپیکر نے ڈمپس کو تاریخ کا عظیم ترین چیمپئن قرار دیا مگر محمد علی کی عظمت تسلیم کرنے کی بجائے الٹا اسے بے جواز طور پر تنقید کا نشانہ بنایا گیا۔

یہ وہ زمانہ تھا جب امریکہ ویت نام کی جنگ لڑ رہا تھا اور نوجوانوں کو فوج میں جبری بھرتی کے ذریعے محاذ جنگ پر بھیجا جا رہا تھا۔ تاہم مذہبی مبلغ اور معروف کھلاڑی اس سے مستثنٰی تھے۔ لیکن اپنے ہی اصولوں کو نظر انداز کرتے ہوئے محمد علی کو حکم دیا گیا کہ وہ فوج میں بھرتی ہو اور جنگ کے لیے ویت نام پہنچے، مگر ہوا یوں کہ دو بار اس کا ٹیسٹ ہوا اور دونوں بار ذہنی امتحان میں اسے ناکام قرار دے دیا گیا---- ایک بار عالمی چیمپئن شپ حاصل کرنے سے پہلے جب اس نے مسلمان ہونے کا اعلان نہیں کیا تھا اور دوسری بار ۲۰ مارچ کو۔ چنانچہ اس پر بھی طویل لے دے شروع ہوگئی اور بحث ہونے لگی کی یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک شاعر، مقرر اور اعلیٰ درجے کا باکسر ذہنی طور پر مطلوبہ اہلیت نہ رکھتا ہو۔ محمد علی کے پرنسپل نے شہادت دی کہ موصوف ایک طالب علم کی حیثیت سے کبھی لائق نہ تھا اور ریاضی میں تو خاصا کمزور تھا جب کہ بھرتی کے امتحان میں اسے خاصے مشکل سوال دیے گئے تھے---- لیکن کسی نے اس معتبر شہادت کو اہمیت نہ دی---- یوں لگتا تھا جیسے ساری قوم محمد علی کو دو سال کے لیے ویت نام بھجوا کر قبول اسلام کی سزا دینا چاہتی ہے۔ امریکی سینٹ اور کانگرس کو ہزاروں خطوط موصول ہوئے۔ فوجیوں کے والدین نے واویلا کیا کہ محمد علی جان بوجھ کر امتحان میں ناکام ہوا ہے۔

تعصب اور تنگ نظری کا یہ عالم تھا کہ ایک شام کو محمد علی میڈی سن سکوائر گارڈن گیا۔ وہاں ہاکی کا مقابلہ ہو رہا تھا۔ روایت ہے کہ اگر کوئی عالمی چیمپئن اس قسم کا مقابلہ دیکھنے آئے تو رنگ میں بلا کر تماشائیوں سے متعارف کرایا جاتا ہے لیکن مقابلے کے منتظم نے ڈھٹائی سے کہا کہ وہ محمد علی کو اس کے اسلامی نام سے متعارف کرانے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ محمد علی نے یہ شرط قبول کرنے سے انکار کر دیا اور ہال سے باہر آگیا۔ جب وہ باہر نکل رہا تھا تو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سینکڑوں تماشائی چیخ چیخ کر اس کا مذاق اڑا رہے تھے۔

بہرحال محمد علی نے صاف انکار کر دیا کہ وہ کسی قیمت پر فوج میں بھرتی نہیں ہو گا۔ اس نے دو ٹوک لفظوں میں کہا۔ "میری ویت ناميوں سے کوئی دشمنی نہیں اور میں اپنے عقیدے کی رو سے صرف اسی جنگ میں شامل ہو سکتا ہوں جو جہاد ہو"۔۔۔۔ اس پر عالمی باکسنگ ایسوسی ایشن کے صدر نے دھمکی دی کہ اسے عالمی اعزاز سے محروم کر دیا جائے گا اس نے کہا "کلے نے امریکی نوجوانوں کے لیے بری مثال قائم کی ہے۔"

اس کے جواب میں محمد علی نے کہا "میں نے امریکی نوجوانوں کے لیے بری مثال کیسے قائم کی ہے؟ میں تو سگریٹ تک نہیں پیتا اور صاف ستھری زندگی گزارتا ہوں۔ رہی بات اعزاز کی تو میں ہی اس کا اہل ہوں اور میں نے یہ اعزاز خدا کی مدد سے اور اپنے دست و بازو سے حاصل کیا ہے اور دوبارہ بھی جب موقع آیا میں اسے جیت لوں گا۔ میں سونی لسٹن، فلائیڈ پیٹرسن اور ڈوگ جونز یا ایڈی مجن سے ایک ہی رات میں یکے بعد دیگرے مقابلہ کرنے کو تیار ہوں۔"

مخالفت شدید تر ہوتی چلی گئی۔ عالمی باکسنگ ایسوسی ایشن کے کمشنر نے تجویز دی کہ محمد علی کو اسلام یا عالمی چیمپئن شپ میں سے کسی ایک کو منتخب کرنے کو کہا جائے۔۔۔۔ "روشن خیال" امریکی مذہبی تعصب میں ساری حدوں کو پھلانگتے جا رہے تھے۔

اکتوبر ۶۴ء میں عالمی باکسنگ ایسوسی ایشن نے محمد علی کو عالمی چیمپئن شپ کے اعزاز سے محروم کر دیا۔۔۔۔ اس کا بڑا قصور یہی تھا کہ اس نے عیسائیت ترک کر کے اسلام اختیار کر لیا تھا۔

۲۱ فروری ۱۹۶۵ء کو مالکم ایکس کو شہید کر دیا گیا اور الزام لگایا گیا کہ قاتلوں میں عالیجاہ محمد کے ساتھ ساتھ محمد علی بھی ہے۔۔۔۔ اس وقوعہ کے چند گھنٹوں کے بعد محمد علی کے فلیٹ کو آگ لگا دی گئی۔۔۔ "انسانی قدروں کے علمبردار" مہذب امریکی محمد علی کو قبول اسلام کی بھرپور سزا دے رہے تھے اور ہر نوع کا نقصان پہنچا کر ذہنی اور اعصابی طور پر اسے مفلوج کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔

سونی لسٹن سے حیرت انگیز مقابلہ:

چند ماہ کے توقف سے مئی ۶۵ء میں محمد علی اور لسٹن کے مقابلے کی نئی تاریخ طے پائی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیاریاں مکمل تھیں' مگر دو ہفتے قبل میاچوسٹس کے حکام نے اجازت منسوخ کر دی۔ تاہم میامی اتھلیٹک کمیشن نے اجازت دے دی اور طے پایا کہ ۲۵ مئی ۶۵ء کو لیوسٹن گارڈنز میں یہ تاریخی معرکہ برپا ہو گا۔ امریکیوں نے اسے واقعی ہلال و صلیب کا معرکہ بنا ڈالا اور مذہبی جوش و تعصب کے ساتھ اخبارات نے لسٹن کے حق میں اور محمد علی کی مخالفت میں زبردست مہم چلائی۔

غرض لسٹن کے حق میں اور محمد علی کی مخالفت میں پروپیگنڈا مہم اتنی منظم اور شدید تھی کہ کوئی اور ہوتا تو احساس کمتری میں مبتلا ہو کر ہمت ہار بیٹھتا' لیکن محمد علی کو اپنے اللہ پر اور لاکھوں مسلمان بھائیوں کی دعاؤں پر مکمل بھروسہ تھا۔ وہ بڑے اعتماد کے ساتھ تیاری کرتا رہا۔ اس نے کہا "جب میں رنگ میں اتروں گا تو دنیا کے ایک ارب سے زیادہ لوگ میری کامیابی کے لیے دعا کر رہے ہوں گے۔ میں اللہ کے فضل سے کامیاب ہوں گا۔" اس نے مقابلے سے پہلے نوافل ادا کیے' خود دعائیں کیں اور جب وہ رنگ میں داخل ہوا اور مقابلہ شروع ہونے لگا تو لاکھوں نہیں کروڑوں افراد کے دلوں کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔ اس مقابلے سے امریکیوں کی دلچسپی کا یہ عالم تھا کہ ایک محتاط اندازے کے مطابق پچاس لاکھ ڈالر کی آمدنی ہوئی۔ ٹیلی ویژن کے چھ لاکھ ڈالر ان کے علاوہ تھے۔ یقیناً یہ ریکارڈ آمدنی تھی۔

مقابلہ شروع ہوا۔ پہلے محمد علی اور لسٹن نے اپنی عبا اتار کر پھینکی۔ محمد علی کو اس کے اسلامی نام سے متعارف کرایا گیا تو تماشائیوں نے آوازے کسے اور مخالفانہ نعرے لگائے۔ ریفری نے اشارہ کیا اور دونوں باکسر ایک دوسرے کی طرف بڑھے ----- لیکن یہ کیا؟----- ایک عجیب' محیرالعقول اور ناقابل فہم واقعہ ہوا ----- محمد علی نے گھونسے کا وار کیا اور مقابلہ شروع ہوئے ایک منٹ اور ۴۲ سیکنڈ ہی گزرے تھے کہ لسٹن گھونسا کھا کر گر پڑا اور پھر اٹھ نہ سکا۔ اس کا اور اس کے صلیبی ہم وطنوں کا غرور خاک میں مل گیا اور جب لسٹن لڑکھڑاتا ہوا اٹھا تو گنتی پوری ہو چکی تھی۔ باکسنگ کے مشہور اور ثقہ جریدے "رنگ" کا ایڈیٹر فلیشر قریب ہی موجود تھا' وہ باکسنگ کا نامور مبصر تھا اور اس کی رائے حتمی سمجھی جاتی تھی۔ اس نے کھڑے ہو کر کہا کہ لسٹن گنتی پوری ہونے کے بعد اٹھا ہے۔ ٹائم کیپر نے بھی اس کی تصدیق کر دی اور یوں محمد علی نے اللہ تعالیٰ کی تائید اور اس کے فضل و کرم سے فتح مبین حاصل کی۔

ابھی لوگ ٹھیک طرح سے بیٹھے بھی نہ تھے کہ مقابلہ ختم ہو گیا ----- یہ سب کچھ اس قدر آناً فاناً ہوا کہ فوٹو گرافر بمشکل اس کی تین تصویریں ہی بنا سکے۔ تماشائیوں نے شور مچا دیا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ یہ سب فراڈ ہے' نورا کشتی ہے' بکواس ہے۔ دراصل کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ لسٹن اس قدر بے مثال ذلت و رسوائی سے دوچار ہوگا۔۔۔۔ چنانچہ ہال میں خوب ہنگامہ ہوا۔ لوگ غصے میں چیختے ہوئے رنگ پر حملہ آور ہوئے۔ وہ پاگلوں کی طرح محمد علی کو گالیاں دے رہے تھے۔ تعصب کے علاوہ دراصل ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ ناقابل تسخیر لسٹن محمد علی کا ایک ہی مکا کھا کر بے ہوش ہو جائے گا اور دوبارہ اٹھ نہیں سکے گا۔ ہر ذہن میں سب سے بڑا سوال یہ تھا کہ محمد علی کا پنچ بظاہر اتنا زوردار نہیں تھا پھر لسٹن کیوں چت گرا اور بے ہوش ہوگیا۔ روحانیت کے دشمن مادہ پرست امریکیوں کی سمجھ میں یہ بات آ نہیں رہی تھی کہ تعلق باللہ اور دعا میں کیا تاثیر ہوتی ہے اور حالانکہ بہت سے غیر جانبدار نقادوں اور مبصروں کے علاوہ متعدد سابق ہیوی ویٹ عالمی چیمپئن فلائیڈ پیٹرسن 'ایلکمار' جوہن سن اور جو والکاٹ نے اس مقابلے میں محمد علی کو عظیم مکا باز تسلیم کیا' مگر اکھڑ اور ہٹ دھرم متعصب امریکیوں کا غیظ و غضب اس کراماتی واقعے کے بعد مزید بڑھ گیا۔ سپورٹس کے بعض رسالوں اور اخبارات نے کارروائی کرنے کا مطالبہ کیا اور عالمی باکسنگ ایسوسی ایشن نے اسے عالمی چیمپئن تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور اس کی بجائے فلائیڈ پیٹرسن کو جو لسٹن سے دو بار شکست کھا چکا تھا' اپنا چیمپئن مقرر کر دیا۔۔۔۔ امریکیوں کی "اصول پسندی" کا ایک ایک پرت الگ ہو رہا تھا۔

فلائیڈ پیٹرسن کی پٹائی:

محمد علی نے عالمی چیمپئن شپ دوبارہ حاصل کرنے کے لیے فلائیڈ پیٹرسن کو مقابلے کی دعوت دی اور اس کے لیے ۲۲ نومبر ۶۵ء کی تاریخ بھی طے ہوگئی۔ مقابلے کا اعلان ہوتے ہی فلائیڈ پیٹرسن نے محمد علی کا مضحکہ اڑانا شروع کر دیا اور خصوصاً اس حوالے سے وہ اسلام اور اسلامی تاریخ و روایات کا مذاق اڑانے لگا۔ وہ محمد علی سے مقابلے کو باقاعدہ صلیبی جنگ قرار دینے لگا اور یوں سارے متعصب امریکیوں کی ہمدردیاں اسے حاصل ہوگئیں اور انہوں نے محمد علی کے خلاف بغض و عداوت کے اظہار کے لیے اب فلائیڈ پیٹرسن سے ساری امیدیں وابستہ کرلیں۔ وہ کہنہ مشق اور گھاگ باکسر تھا' دو مرتبہ عالمی چیمپئن شپ جیت چکا تھا۔ وہ اپنی فتح کے دعوے کرتا رہا اور اسلام کا مذاق اڑاتا رہا۔

تنگ آ کر محمد علی نے جواب دیا "مجھے پوپ اور کیتھولک مذہب پر تنقید پر مجبور کیا جا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہا ہے..... مگر میں ایسا نہیں کروں گا۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ عالمی چیمپئن کے اعزاز کا اسلام سے کیا تعلق ہے؟ بہرحال اب میں پیٹرسن کی اچھی طرح سے ٹھکائی کروں گا۔ میں مقابلے کو زیادہ سے زیادہ طول دوں گا تاکہ اس چوہے کو خوب ذلیل کر سکوں اور اس وقت تک اسے مارتا رہوں گا جب تک اس کی ٹانگیں جواب نہ دے جائیں۔ میں اسے دردناک مثال بنا دوں گا۔"..... اس بار حادثہ یہ ہوا کہ محمد علی کا قریبی دوست اور اسسٹنٹ ٹرینر بنڈینی اس سے ترک تعلق کر کے پیٹرسن سے جا ملا اور اسے محمد علی کو ہرانے کے گر بتانے میں مصروف ہو گیا۔ اخبارات اور دیگر ذرائع ابلاغ نے بھی حسب سابق محمد علی کی کردار کشی اور پیٹرسن کی تعریف و توصیف میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ مقابلے سے عین قبل محمد علی نے کہا۔ "میں اپنے ناظرین اور ٹی وی پر مقابلہ دیکھنے والوں کو بتا دوں کہ میں پیٹرسن کو ناک آؤٹ نہیں کروں گا بلکہ اسے انتہائی بے رحمی سے ماروں گا۔"

اور پھر ایسے ہی ہوا۔ مقابلہ شروع ہوا اور چوتھے راؤنڈ سے بارہویں راؤنڈ تک محمد علی نے پیٹرسن کا مار مار کر بھرکس نکال دیا۔ اس کا سر' منہ' آنکھیں سوج گئیں' اس کا چہرہ لہولہان ہو گیا حتیٰ کہ وہ بے حس ہو کر چت گر گیا اور رسوا کن شکست سے دوچار ہوا۔ اسے نیم بے ہوشی کی حالت میں اٹھا کر رنگ سے باہر لے جایا گیا..... محمد علی نے ایک بدزبان اور گستاخ باکسر سے خوب انتقام لیا..... حالانکہ سارے مقابلے کے دوران آٹھ ہزار تماشائی اسے ہوٹ کر رہے تھے اور نفرت و بیزاری کا اعلانیہ اظہار کر رہے تھے اور جب پیٹرسن کی پٹائی ہو رہی تھی تو وہ غصے سے پاگل ہو رہے تھے۔

امریکیوں کی ڈھٹائی دیکھیے کہ اس شرمناک شکست کے بعد پیٹرسن کی مقبولیت گھٹنے کی بجائے اور بڑھ گئی..... محمد علی کے مخالفین نے کہا کہ حقیقی فتح تو پیٹرسن کی ہوئی ہے جس نے اتنی دلیری سے مار کھائی اور اف تک نہ کی۔ اس مقابلے کے بعد مخالفین نے محمد علی کو قصاب اور درندہ کہہ کر دل کی بھڑاس نکالی۔

اس مقابلے پر خود محمد علی نے یوں تبصرہ کیا۔ "میری ہر ضرب' ضرب حیدری ہے اور مجھ پر میرے پیغمبرؐ کا سایہ ہے۔ میں مسلمان ہوں اور میرے نام کا ایک جزو محمدؐ اور دوسرا علی رضی اللہ عنہ ہے۔"

مقابلے جاری رہے:

اب محمد علی نے عالمی باکسنگ ایسوسی ایشن کے نامزد چیمپئن ارنی ٹیرل کو للکارا۔ ۲۹

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مارچ کی تاریخ بھی طے ہو گئی' مگر نیویارک ا۔تھلیٹک کمیشن نے میڈی سن سکوائر گارڈنز میں مقابلے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ شکاگو میں مقابلے کی بات چیت شروع ہوئی' مگر اسی دوران میں فوجی بھرتی بورڈ کی طرف سے اسے خط موصول ہوا کہ بھرتی پر دوبارہ غور ہو رہا ہے اور ایک ہی ہفتے کے بعد وزارت دفاع کی طرف سے حکم نامہ صادر ہو گیا کہ فوجی بھرتی کا معیار کم کر دیا گیا ہے اس لیے اب وہ بھرتی کا اہل ہے اور اسے کسی وقت بھی طلب کیا جا سکتا ہے۔ اس پر محمد علی نے کہا:

"کتنی حیرت کی بات ہے کہ میں حکومت کو ہزاروں ڈالر ٹیکس دیتا ہوں لیکن پھر بھی مجھے ہتھیار اٹھانے پر مجبور کیا جا رہا ہے۔ حکومت سن لے کہ میں کسی قیمت پر فوج میں نہیں جاؤں گا۔ کیونکہ ایک تو میرا مذہب اس کی اجازت نہیں دیتا' دوسرے ویت نام سے میرا کوئی جھگڑا نہیں۔ ہم مسلمان اس وقت تک جنگ نہیں کرتے جب تک وہ خدا کی راہ میں جہاد نہ ہو۔"

محمد علی کے اس بیان پر پورے ملک میں پھر ہنگامہ شروع ہو گیا اس پر ملک سے غداری کے الزامات لگائے گئے۔ اتھلیٹک کمیشن نے اسے طلب کیا اور کمیشن کا چیئرمین اس سے وضاحت طلب کرتا رہا۔ محمد علی نے احتجاج کیا کہ اس کے غیر اسلامی نام سے پکارا جا رہا ہے۔ اس نے یہاں بھی اپنا بیان دہرایا کہ وہ ہرگز فوج میں بھرتی ہو کر ویت نام نہیں جائے گا۔ نتیجتاً شکاگو میں بھی مقابلے کی ممانعت کر دی گئی۔

اخبارات میں محمد علی کے خلاف کردار کشی کی لے تیز تر ہو گئی۔ محمد علی کے اس بیان کو ملک دشمنی پر محمول کیا گیا کہ "میری ویت نام سے کوئی دشمنی نہیں" اس پر محمد علی نے ایک بیان میں کہا۔ "امریکہ ہی کے بہت سے سیاست دان اور دانشور ہیں جو ویت نام میں امریکی پالیسی کے سخت مخالف ہیں اور اس کے خلاف بیان دیتے رہتے ہیں لیکن انہیں نہ غدار قرار دیا جاتا ہے' نہ ان کے بیانات کو ملک دشمنی پر محمول کیا جاتا ہے' لیکن میں نے اپنے دفاع میں ایک صحیح بات کہہ دی تو آسمان سر پر اٹھا لیا گیا ہے۔ دراصل یہ سب تعصب اور تنگ نظری ہے اور مجھے میرے عقیدے کی سزا دی جا رہی ہے۔ یاد رکھیں میں اپنے الفاظ واپس نہیں لوں گا۔ میں بزدل نہیں ہوں' عالمی ہیوی ویٹ چیمپئن ہوں' میں اپنی بات پر قائم رہوں گا۔"

ارنی ٹیرل سے مقابلے کی بڑی مشکلوں سے کینیڈا کے شہر ٹورنٹو میں اجازت مل گئی' لیکن ارنی ٹیرل مقابلے سے بھاگ گیا۔ اس کے بجائے جارج شوالو سے مقابلہ ہوا۔ یہ باکسر غیر معمولی طاقت اور تجربے کا حامل تھا' اس لیے مقابلہ پندرھویں راؤنڈ تک جاری رہا۔ جارج

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شوالو بھی ہار گیا۔

اسی دوران میں عدالت کی طرف سے نوٹس جاری ہوا کہ محمد علی اپنی سابق بیوی سونجی کو چھبیس ہزار دو سو پچاس ڈالر کی رقم فوراً ادا کرے ورنہ توہین عدالت کے جرم میں اسے جیل بھیج دیا جائے گا۔ سونجی دوبارہ ایک نائٹ کلب کی رقاصہ بن گئی۔ وہ جان بوجھ کر محمد علی کے لیے ذہنی صدمات کا سبب بن رہی تھی۔ غالب امکان یہ ہے کہ اس میں بھی یہود نواز' اسلام دشمن حکومت ہی کی کوئی سازش کار فرما ہوگی۔

۲۱ مئی ۶۵ء کو محمد علی کا مقابلہ انگلینڈ کے چیمپئن ہنری کوپر سے ہوا یہ ساٹھ سال کے بعد پہلا موقع تھا کہ امریکہ کے ایک عالمی حیثیت کے باکسر کا مقابلہ انگلینڈ کے چیمپئن سے ہو رہا تھا۔ انگلستان اور یورپ کے لوگوں نے اس میں غیر معمولی دلچسپی لی اور یہاں بھی امریکہ کی طرح صلیبی ماحول پیدا کر دیا گیا۔۔۔۔ لندن کے فٹ بال سٹیڈیم میں ۴۲ ہزار کے مجمع نے یہ مقابلہ دیکھا۔۔۔۔ محمد علی نے خلاف معمول اس مقابلے میں اچھل کود کی' نہ کھلنڈرے پن کا مظاہرہ کیا نہ مذاق کیا وہ بڑی سنجیدگی اور وقار کے ساتھ رنگ میں آیا۔ سب سے پہلے اللہ سے کامیابی کی دعا کی اور پھر ہنری کوپر کو شکست فاش دی۔ یہاں بھی کچھ تماشائیوں نے غنڈہ گردی کی' آوازے کسے "ناپاک حبشی کو قتل کر دو۔" فتح کے اعلان پر رنگ پر حملہ بھی کیا گیا مگر پولیس نے مداخلت کر کے انہیں پیچھے ہٹا دیا۔

انگلستان اور یورپ کے دورے کے بعد محمد علی واپس امریکہ آیا تو اسے بتایا گیا کہ جبری بھرتی کے خلاف اس کی اپیل مسترد کر دی گئی ہے۔ اسی دوران میں عدالت کی طرف سے اسے حکم ملا کہ مطلقہ بیوی کے سلسلے میں پچیس ہزار ڈالر زر ضمانت جمع کرائے اور اگر اس نے آئندہ سونجی کو بروقت خرچہ نہ دیا تو یہ زر ضمانت ضبط کر لیا جائے گا۔

۱۹۶۶ء میں امریکہ کے کلیولینڈ ولیمز نے محمد علی کو للکارا۔ یہ اتنا زبردست مکا باز تھا کہ ایک بار اس نے جونی ہولیمین کو اتنے زور کا پنچ مارا کہ وہ نصف گھنٹہ تک بے ہوش پڑا رہا۔ ایک اور مکے باز کرلی لی نے اس کا ایک پنچ کھانے کے بعد مکا بازی ترک کر دی تھی۔ ولیمز نے ۱۹۶۲ء میں عالمی باکسنگ ایسوسی ایشن کے چیمپئن ارل ٹیرل کو بھی شکست دی تھی اور محمد علی کو للکارنے سے پہلے اس نے ۷۱ (اکہتر) پیشہ وارانہ مقابلوں میں حصہ لیا تھا' اور ۶۰ جیت لیے تھے۔ مگر اللہ کی مدد سے محمد علی نے ولیمز کو شکست دی اور اس کے بدترین مخالفوں کو بھی اس کی قوت اور عظمت کا لوہا ماننا پڑا۔

وزارت دفاع کی طرف سے محمد علی کو آخری اور حتمی حکم ملا کہ ۲۸ اپریل ۶۷ء کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فوجی بھرتی کے دفتر پہنچ جائے۔ اس پر اس نے شدید احتجاج کیا اور ایک پریس کانفرنس میں کہا۔

"مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں یہاں سے دس ہزار میل دور جا کر انسانوں کو قتل کروں اور ان کے گھر جلاؤں تاکہ رنگ دار عوام پر سفید فام آقاؤں کا غلبہ برقرار رہ سکے۔ یاد رکھیں میں کسی قیمت پر یہ حکم نہیں مانوں گا۔ سوال یہ ہے کہ میں خدا سے ڈروں یا اپنی حکومت سے؟ میرا جواب یہ ہے کہ میں خدا ہی سے ڈرتا ہوں۔"

محمد علی نے واشنگٹن میں مختلف عدالتوں سے رجوع کیا اور حکم امتناعی لینے کی کوشش کی' مگر کسی عدالت نے اس کی اپیل پر توجہ نہ دی۔ اس مقصد کے لیے اس نے ہوسٹن (ٹیکساس) میں بھی قسمت آزمائی کی مگر کامیابی نہ ہوئی۔ اس سلسلے میں اس نے ایک بار پھر اخبار نویسوں سے کہا۔

"میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ امریکہ کے تمام فٹ بال' بیس بال اور باسکٹ بال کے کھلاڑیوں کو چھوڑ کر میرا انتخاب کیوں کیا گیا ہے جب کہ میں امریکہ کا واحد عالمی ہیوی ویٹ چیمپئن ہوں جسے کوئی شکست نہیں دے سکا۔ یہ بات ناقابل فہم ہے کہ بھرتی بورڈ ایک ایسے آدمی کو صرف اسی (۸۰) ڈالر ماہانہ کی نوکری دینے پر کیوں مصر ہے جو کم سے کم دو لاکھ آدمیوں کی سالانہ تنخواہوں اور دو مقابلوں میں چھ نئے جیٹ طیاروں کی قیمت کے برابر ٹیکس دے سکتا ہے۔"

لیکن علم و تہذیب کی اجارہ دار امریکی حکومت کا ضمیر بیدار نہ ہوا اور وہ اسے ویت نام بھجوانے پر اصرار کرتی رہی۔ محمد علی نے آخری اپیل ۲۷ اپریل ۶۷ء کو فیڈرل ڈسٹرکٹ کورٹ میں کی۔ عدالت کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔

"مجھے دنیا کی ہر چیز سے اپنا ایمان اور دین زیادہ عزیز ہے اور میں اس کے لیے بڑی سے بڑی قربانی دے سکتا ہوں۔ اندازہ کیجئے کہ جب میں عالمی چیمپئن کا اعزاز حاصل کرنے کے لیے سونی لسٹن سے مقابلہ کرنے والا تھا تو مقابلے کے منتظم بل میکڈانلڈ کو اندازہ ہو گیا کہ میں مسلمان ہوں اور اس نے دھمکی دی کہ اگر اسلام سے انکار نہ کیا تو مقابلہ منسوخ کر دوں گا' لیکن میں نے یہ مطالبہ مسترد کر دیا اور سامان اٹھا کر جانے ہی والا تھا کہ میکڈانلڈ نے مطالبہ واپس لے لیا آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ میں نے ملک کی خوبصورت ترین نیگرو لڑکی کو اس لیے طلاق دے دی کہ وہ اسلامی نقطہ نظر سے قابل اعتراض لباس پہنتی تھی۔۔۔۔۔ اسی طرح ویت نام میں جا کر لڑنا میرے مذہب کی تعلیمات کے منافی ہے۔ میں بورڈ کو دھوکا نہیں دے رہا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقیقت یہ ہے کہ ہم مسلمان صرف اس لڑائی میں شریک ہوتے ہیں جو خدا کی راہ میں لڑی جائے۔ ہم صلیبی جنگوں یا ملحدوں کی لڑائیوں میں شریک نہیں ہوتے۔"

فیڈرل کورٹ نے یہ اپیل مسترد کر دی اور دوسرے روز بھرتی دفتر میں حاضر ہونے کی تاکید کر دی، لیکن محمد علی نے حکم ماننے سے صاف انکار کر دیا اور لکھ کر دے دیا کہ وہ فوج میں کسی قیمت پر بھرتی نہیں ہوگا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سرکاری حکم کی خلاف ورزی کے الزام میں اسے پانچ سال قید اور دس ہزار ڈالر جرمانہ کی سزا سنا دی گئی----- یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ گرفتاری اور مقدمے کی سماعت سے قبل ہی باکسنگ کے حکام نے اس کا عالمی اعزاز بھی چھین لیا۔

محمد علی نے اس فیصلے کے خلاف نیو اورلینز فیڈرل کورٹ میں اپیل دائر کی، مگر وہ بھی مسترد کر دی گئی۔ محمد علی نے ہر اپیل میں یہ وضاحت بھی کی کہ وہ اسلام کا مبلغ ہے اور جونہی اس نے اسلام قبول کیا تھا، اس کے مذہبی رہنما عالیجاہ محمد نے اس کے ذمہ تبلیغ دین کا فریضہ عائد کر دیا تھا اور جیسا کہ امریکہ کی روایت ہے کسی پادری اور مذہبی مبلغ کو فوج میں بھرتی ہونے پر مجبور نہیں کیا جاتا، اس لیے اسے بھی بھرتی سے مستثنیٰ قرار دیا جائے مگر کسی عدالت نے اس کی اس دلیل کو درخور اعتنا نہ جانا----- اس آئینے میں امریکہ کے "غیر جانبدار" عدالتی نظام کی بھی تصویر دیکھی جا سکتی ہے۔

محمد علی بحیثیت مسلمان:

قبول اسلام کے بعد امریکہ میں محمد علی کو جن جانگسل آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑا اور امریکی حکومت، وہاں کی عدالتوں، مختلف اداروں اور عامۃ الناس نے تعصب اور تنگ نظری کا جو مظاہرہ کیا، وہ بے حد افسوس ناک اور تکلیف دہ ہے وہاں اس اعتبار سے ایمان افروز اور روح پرور بھی ہے کہ محمد علی نے ایک لمحے کے لیے بھی حالات کے سامنے سپر نہ ڈالی اور رنگ کے اندر اور باہر لاکھوں افراد کی مخالفت اور نفرت و حقارت کے اعلانیہ اظہار کے باوجود اس کے اعصاب کبھی متاثر نہ ہوئے۔

بہر حال جب فوج میں بھرتی کے حوالے سے محمد علی کو سزا سنا دی گئی اور ایک فیڈرل کورٹ نے بھی اس کی اپیل مسترد کر دی، تو اسے گرفتار کر لیا گیا اور حوالہ زنداں کر دیا گیا۔ اس پر امریکہ میں اور تیسری دنیا میں وہ ہنگامہ برپا ہوا کہ باید و شاید۔ امریکہ کے سیاہ فام باشندے بلا امتیاز مذہب اٹھ کھڑے ہوئے اور انھوں نے احتجاج کی وہ لہر اٹھائی کہ امریکہ میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گویا بھونچال آگیا۔ بہت سے سفید فام انصاف پسند امریکیوں نے بھی اس اقدام کی کھل کر مذمت کی۔ ایشیا اور افریقہ اور خصوصاً اسلامی دنیا میں بھی اس پر شدید غم و غصے کا اظہار کیا گیا اور سب ملکوں میں امریکی سفارت خانوں پر زبردست مظاہرے ہوئے۔ عالمی ادارہ برائے امن (ورلڈ پیس آرگنائزیشن) نے بھی کہ مشہور برطانوی فلسفی برٹرینڈرسل اس کے کرتا دھرتا تھے' محمد علی کے خلاف امریکی رویے کی مذمت کی اور شاہ فیصل سمیت متعدد مسلمان سربراہوں نے بھی اپنی ناراضگی کا اظہار کیا----- احتجاج کی اس زبردست مہم سے امریکی حکومت بوکھلا گئی۔ وہ اس حقیقت سے بہت پریشان ہوئی کہ کل تک جو شخص باکسنگ اور اسلام کے حوالے سے اہمیت رکھتا تھا وہ اپنی گرفتاری کے ساتھ ہی عوامی ہیرو بن گیا ہے----- نتیجہ یہ کہ امریکی حکومت نے سزا معطل کر دی' اسے جیل سے رہا کر دیا گیا تاہم اس کے اعزاز پر پابندی برقرار رہی اور لائسنس منسوخ رہا جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ کسی مقابلے میں حصہ نہیں لے سکتا۔

۲۰ جون ۱۹۷۰ء کو امریکی سپریم کورٹ نے محمد علی کی سزا ختم کر دی اور چار ہی ماہ کے بعد ایک فیڈرل کورٹ نے لائسنس بحال کر دیا۔ سپریم کورٹ نے اس سزا کو غیر حقیقت پسندانہ اور "شدید" قرار دیا تھا"۔

(بحوالہ "ہم کیوں مسلمان ہوئے" صفحہ ۴۵۴ تا ۴۷۴ سے ماخوذ)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 9

عورت اور یورپ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عورت اور یورپ

امن ' محبت ' آزادی ' جمہوریت ' حقوق انسانی ' عدم تشدد اور رواداری جیسے دلفریب نعروں کی طرح یورپ کا بظاہر بہت خوبصورت مگر باطن ایک نہایت بھیانک نعرہ حقوق نسواں ' آزادی نسواں اور مرد و زن کی مساوات کا نعرہ بھی ہے۔ جسے یورپ بطور ہتھیار استعمال کرتے ہوئے اسلامی دنیا پر پوری شدت سے حملہ آور ہے۔ اسلامی معاشرے اور تہذیب کی جڑیں کھوکھلی کرنے میں جس قدر کام اس "ہتھیار" نے کیا ہے ' شاید ہی کوئی دوسرا اس کا مقابلہ کر سکا ہو۔ یہ تو ہم ابھی واضح کریں گے کہ یورپ کی آزادی نسواں کی اس تحریک نے خود یورپ کی عورت کو کیا دیا ہے ' مگر اس سے قبل اس بات کا ذکر بے محل نہ ہو گا ' کہ اسلامی تہذیب و تمدن کے دوسرے شعبوں کی طرح اس میدان میں بھی یورپ اپنے تاریخی تعصب ' تنگ نظری اور طنز و استہزاء کا مظاہرہ کرنے کے لیے ہمیشہ چوکس و مستعد رہتا ہے۔ اس قسم کا ایک مظاہرہ ۱۹۸۸ء میں اس وقت سامنے آیا ' جب بے نظیر بھٹو پاکستان کی وزارت عظمیٰ کی کرسی پر متمکن ہوئی ' تو اس خبر کو ایک خبر کی طرح شائع کرنے کی بجائے "مغربی جرمنی کے اخبار "بلڈ" (BILD) نے اپنے روایتی متعصبانہ اور طنزیہ انداز میں یوں سرخی جمائی "نازک عورت اللہ کے مقابلے میں جیت گئی" اس سرخی کے نیچے قرآن کی چوتھی سورہ ' سورۃ النساء کی ۳۴ ویں آیت الرجال قوامون علی النساء (یعنی مرد عورتوں پر قوام ہیں) کا جرمن زبان میں ترجمہ دیا گیا ہے ' خبر کے آخر میں "ان کے مقاصد کیا ہیں؟ کی ذیلی سرخی کے تحت لکھا گیا ہے کہ "وہ ضیاء الحق کی شروع کی ہوئی اسلامائزیشن کی پالیسی کا خاتمہ اور ریاست سے مذہب کی علیحدگی چاہتی ہیں۔" پھر لکھا ہے کہ "ایک نازک عورت اللہ کے مقابلے میں جیت گئی۔" اس کے بعد اس پیراگراف کی آخری تین سطروں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نقل کی گئی ہے ' جس کے الفاظ میں "وہ قوم کبھی فلاح نہیں پا سکتی ' جو اپنے معاملات ایک عورت کے سپرد کر دے۔"

(بحوالہ ہفت روزہ "تکبیر" کراچی ' ۱۵ دسمبر ۱۹۸۸ء)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن و حدیث کے الفاظ کو سیاق و سباق سے الگ کرتے ہوئے' اور ان کی مستند تفسیر و تشریح اور تاریخی و معاشرتی تناظر سے پہلو تہی کرتے ہوئے' اس خبرسے حسب روایت یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ اسلام کی نظر میں عورت مرد سے کم تر اور حقیر مخلوق ہے۔ "عورت کے بارہ میں اسلام کے نقطہ نظر کو تنزیل رتبہ Degradation سے تعبیر کرنا اصل بات کو بگاڑ کر پیش کرنا ہے۔ عورت کے بارہ میں اسلام کا کہنا یہ نہیں کہ وہ مرد سے کم تر ہے' اسلام کا کہنا' صرف یہ ہے کہ عورت مرد سے مختلف ہے' یہ ایک دوسرے کے مقابلہ میں فرق کا معاملہ ہے' جس طرح ایک ڈاکٹر اپنے مریض سے کہتا ہے' کہ آنکھ تمہارے جسم کا نہایت نازک حصہ ہے' تم اپنی آنکھ کے ساتھ وہ معاملہ نہیں کر سکتے جو تم اپنے ناخن کے ساتھ کرتے ہو۔ اپنی آنکھ کے معاملہ میں تم کو زیادہ محتاط رویہ اختیار کرنا پڑے گا۔ ڈاکٹر کی اس ہدایت کا مطلب یہ نہیں کہ وہ ناخن کے مقابلہ میں آنکھ کو کم تر درجہ دے رہا ہے' بلکہ وہ ناخن کے مقابلہ میں آنکھ کے فرق کو بتا رہا ہے۔ عورت اور مرد کے بارے میں اسلام میں جو قوانین ہیں' وہ سب اسی اصولی حقیقت پر مبنی ہیں کہ عورت اور مرد دو الگ الگ صنفیں ہیں۔ تخلیقی اعتبار سے دونوں کے اندر قطعی فرق پائے جاتے ہیں۔ اسی لیے خاندان اور سماجی زندگی میں دونوں کا دائرہ عمل ایک نہیں ہو سکتا' جب دونوں صنفوں کے درمیانی حیاتیاتی بناوٹ کے اعتبار سے فرق ہے' تو ان کے درمیان عمل کے اعتبار سے بھی لازماً فرق ہونا چاہیے۔" مگر اس اصولی سائنسی حقیقت کو عمداً نظرانداز کرتے ہوئے' آج بھی اس بات کو اسی ترنگ میں دہرایا جا رہا ہے' جس کے متعلق ۱۸۴۳ء میں انگریزی متشرق ایڈورڈ ولیم لین نے قرآن کے منتخب حصوں کا انگریزی ترجمہ شائع کرتے ہوئے لکھا تھا۔ اس نے اس ترجمے کے دیباچے میں لکھا کہ "اسلام کا تباہ کن پہلو عورت کو حقیر درجہ دینا ہے۔"

The Fatal point in Islam is the Degradation of woman.

ایڈورڈ ولیم کی یہ بات اگرچہ اسلام کے بارہ میں اس کی کم فہمی اور کم علمی کی دلیل تھی' مگر یورپ نے اس کو ایک مقدس ارشاد سمجھ کر آج تک سینے سے لگا رکھا ہے' اور ہر موقع پر اس کو بلا کم و کاست اس طرح دہرایا جاتا ہے' جس طرح یہ آسمانی صحیفہ ہو۔ مسلمانوں کے آسمانی صحیفہ نے تو عورت کو حفاظت کفالت وراثت کے حقوق دیتے ہوئے اسے ماں' بہن' بیٹی کے جس بلند مقام پر کھڑا کیا ہے' اس تک یورپی فکر کی رسائی ممکن نظر نہیں آتی' ہاں البتہ وہ آسمانی صحیفے جو آج یورپ کے پاس اپنی تحریف شدہ شکل میں موجود ہیں' ان میں عورت کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو تصویر اور تقدیر نظر آتی ہے' وہ کچھ یوں ہے کہ "باغ عدن میں عورت نے ممنوعہ پھل کھایا تھا' اور اپنے شوہر کو بھی کھلایا تھا' اس پر عورت کو بطور سزا کہا گیا تھا' کہ تیرا شوہر تجھ پر حکومت کرے گا۔" (پیدائش ۳:۱۶) "عورت مرد کے لیے پیدا ہوئی پس عورت کو چاہیے کہ اپنے سر پر محکوم ہونے کی علامت رکھے۔" (ا۔ کرنتھی ۱۱:۸-۱۱) "عورتوں کو چپ چاپ کامل تابعداری سے سیکھنا چاہیے' اور میں اجازت نہیں دیتا' کہ عورت سکھائے یا مرد پر حکم چلائے' بلکہ چپ چاپ رہے" (ا۔ یتیم ۔ ۲ ۔ ۱۰) "عورتیں کلیسا کے مجمع میں خاموش رہیں' کیونکہ انہیں بولنے کا حکم نہیں' بلکہ تابع رہیں' اور اگر کچھ سیکھنا چاہیں تو گھر میں اپنے شوہر سے پوچھیں' کیونکہ عورت کا کلیسا کے مجمعوں میں بولنا شرم کی بات ہے۔" (ا۔ کرنتھی' باب ۱۴) (بائبل سے اقتباسات' بحوالہ ماہنامہ "المذاہب" لاہور' دسمبر ۹۵) قرآنی آیات کا مذاق اڑانے والے کاش اپنی مذہبی کتاب کے ان ارشادات پر بھی غور کرتے!

مساوات مرد و زن کے نعرے نے عورت کو روزگار کے بہانے بیوی کے بلند مقام سے گرا کر اسے کیا کچھ نہیں بنا دیا۔ اس نعرے نے اس کو آفس سیکرٹری' پرنسپل سیکرٹری' ٹائپسٹ' کلرک' ٹیلی فون اٹینڈنٹ' اسسٹنٹ' سیلز گرل' ماڈل گرل' ائر ہوسٹس' گلوکارہ اور ایکٹرس تو بنا دیا' مگر اسے نہ صرف اس کی نسوانیت سے محروم کر دیا' بلکہ ان سارے مقدس رشتوں اور واسطوں سے بھی محروم کر دیا جو اسے عزت' عظمت' محبت' حفاظت' کفالت اور وراثت عطا کرتے ہیں۔

اس کے سارے روپ بس "گرل فرینڈ" بن کر رہ گئے۔ اب اس کے دامن میں سکوں کی جھنکار تو آئی' مگر پائل کی جھنکار کے بدلے۔ محبت تو ملی' مگر جوانی کے بدلے اور عزت و شہرت تو آئی' مگر جنس کے بدلے یوں زندگی تباہ اور انسانی تعلقات کاروباری تعلقات بن کر رہ گئے۔ کاش کبھی یورپ اور یورپ سے متاثرہ مشرقی عورت تنہائی میں بیٹھ کر حساب لگائے کہ اس نے کیا کھویا کیا پایا۔

یورپ کی عورت کو اپنے ہی مفکر شیکسپیئر کا نکتہ بھی سمجھ نہ آیا' جو اس نے اپنے اک کردار لیڈی میکبتھ میں بڑی چابکدستی سے پیش کیا ہے کہ عورت اگر مرد کے برابر اور خالص مردانہ کام کرے گی' تو وہ ٹوٹ جائے گی۔ Frailty Thy Name Is Woman. جو اونٹ سات من وزن اٹھا سکتا ہے' اس پر دس من لاد دو گے' تو بیٹھ جائے گا۔ مغرب کی عورت پر تو سات کی بجائے گیارہ من لادے گئے ہیں' وہ ہانپ رہی ہے' اور عنقریب چکرا کر گرنے والی ہے' اور اس گرنے والی عورت کا سہارا اسلام اور صرف اسلام ہے۔ جیسا کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایس۔ پی۔ سکاٹ نے لکھا' کہ "مسلمانوں کے طفیل فرقہ نسواں کا احترام اتنا بڑھ گیا کہ ان کی پرستش ہونے لگی۔" (اخبار "الاندلس" ج ۳' ص ۵۹) ورنہ تو یورپ کے ماضی میں عورت کو ایک غلام اور جانور سے زیادہ حیثیت حاصل نہ تھی۔ موسیو لبیاں لکھتے ہیں کہ "قدیم یونان میں عورت وارث نہیں بن سکتی تھی' اگر اس کے بطن سے لنگڑا یا کانا بچہ پیدا ہوتا' تو شوہر اسے قتل کر سکتا تھا۔ سپارٹا میں ایسی عورت کہ جس میں طاقتور سپاہی جنم دینے کی صلاحیت نہ ہوتی تھی' اسے مار ڈالتے تھے۔ اطالویوں میں کہاوت ہے کہ گھوڑے کو مہمیز کی اور عورت کو مار کی ضرورت ہے' جبکہ روم میں عورت پر مرد کی حکومت جابرانہ تھی' اور وہ اسے قتل بھی کر سکتا تھا۔" ("تمدن عرب" ص ۳۷۲) ماضی کے یورپ میں اگر عورت کا جسمانی قتل روا تھا' تو آج کے یورپ میں عورت کا ہر لمحے روحانی اور جنسی قتل جاری ہے' جسے حقوق نسواں اور آزادی نسواں کا خوبصورت نام دے رکھا ہے۔ الفاظ کے بدلنے سے حقیقت بھی کبھی بدلا کرتی ہے۔ قتل تو بہرحال قتل ہے' جسم کا ہو یا عزت کا' بدن کا ہو یا روح کا' بلکہ اصحاب دانش کے نزدیک تو یہ روحانی و جنسی قتل جسمانی قتل سے بھی شدید تر ہے۔

یورپ نے آزادی اور مساوات مرد و زن کا یہ نظریہ اسلامی دنیا میں برآمد کرنے کے لیے سر دھڑ کی بازی لگا رکھی ہے' اور اگر کہیں انہیں مطلوبہ کامیابی مل جائے' تو خوشی سے پھولے نہیں سماتے' ایسی ہی کامیابی انہیں اس وقت نصیب ہوئی تھی' جب پاکستان بنگلہ دیش اور ترکی کی وزارئے اعظم خواتین تھیں۔ اس "خوش گوار" تبدیلی پر یورپ مسلمانوں کی تعریف میں رطب للسان ہو گیا' مگر کیا اہل مغرب یہ بتانا پسند کریں گے' کہ "خود انہوں نے اپنے ملک کا سب سے بڑا انتظامی عہدہ کتنی خواتین کو دیا ہے۔ امریکہ والوں نے کوئی خاتون صدر کبھی منتخب کی ہے؟ روس کی صدر کوئی عورت بنی ہے؟ خود برطانیہ میں مسز تھیچر کے بعد کوئی اور خاتون کیوں نہیں وزیراعظم کے طور پر لائی گئی؟ فرانس' جرمنی اور دوسرے کئی مغربی ممالک مردوں کی حکمرانی کے نیچے Male Dominated ہیں۔ مغرب کی تمام جنگیں مرد کمانڈرز اور جرنلوں ہی نے لڑیں۔ دونوں جانب کرنل' میجر' کیپٹن اور سپاہی مرد ہی تھے۔ برطانیہ نے کسی بھی عورت کو کبھی بھی برصغیر کا یا اپنی کسی دوسری کالونی کا وائسرائے کیوں نہیں بنایا؟ اس بڑے اعزاز سے عورت کو "محروم" کر کے مہارانی وکٹوریہ اور برطانیہ کی دوسری رانیوں نے "مساوات مرد و زن" کے فارمولے کو عملاً رد نہیں کیا؟ انگریزی شعر و ادب میں سب بڑے نام مردوں ہی کے ہیں۔ چند ناول نگار خواتین اور ایک آدھ شاعرہ کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھوڑ کر' مساوات مرد و زن کا یہ خانہ بھی خالی ہے۔ مغربی ممالک میں بڑے بڑے فلاسفر مثلاً کانٹ' ہیگل' نطشے' ڈکارتے لائبنز' سپنوزا' لاک ہیوم' برکلے' برٹنڈرسل وغیرہ سب مرد تھے۔ بڑے بڑے سائنس دان مثلاً نیوٹن' آئن سٹائن وغیرہ بھی مرد ہی تھے۔ "نوبل پرائز" کا اعزاز حاصل کرنے والوں کے نام دیکھ لیجیے۔ وہاں بھی مرد ہی چھائے ہوئے نظر آئیں گے۔"

(از پروفیسر کریم بخش نظامانی' بحوالہ ماہنامہ "فاران" نومبر ۹۴ء)

اور تو اور کسی عورت کو پادرن ہی بنا دیا ہوتا۔ عورت NUN بن سکتی ہے' تو پادری کیوں نہیں۔ یہ شعبہ بھی اس کے لیے شجر ممنوعہ ہی رکھا گیا۔ ہمیں مساوات کا درس دینے والے کیا خود جواب دیں گے کہ انہوں نے ہر میدان میں مرد و عورت کی برابری کا توازن کیوں برقرار نہیں رکھا؟ قول و فعل کا یہ تضاد حقوق نسواں کے علمبرداروں کا ہمیشہ سے خاصا رہا ہے' اس کی وجہ غالباً یہ ہو سکتی ہے کہ ان لوگوں کو عقیدے اور فکر کی یکسوئی کبھی نصیب نہیں ہوئی۔ ان کے ذاتی جذبات اور ان کی فکر میں ہمیشہ فاصلہ رہتا ہے۔ اپنی زندگی میں فکر و عمل کے تضاد کی ایسی ہی ایک خوبصورت پاکستانی مثال بیگم رعنا لیاقت علی خاں کی ہے۔ محترمہ فکری سطح پر ہمیشہ حقوق نسواں کی پرجوش علمبردار رہیں' انجمن خواتین پاکستان (اپوا) ان کی اسی فکری اپروچ کا حاصل ہے۔ مردوں کے حق تعدد ازدواج کو انہوں نے ہمیشہ ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا' اور اسے حقوق نسواں پر اک کاری ضرب قرار دیا۔ اسی پس منظر میں ایوب خاں کے غیر اسلامی عائلی قوانین کے تحفظ کو انہوں نے حرز جاں بنا رکھا تھا' مگر اپنے اس فکری تشدد کے اظہار کے وقت وہ یہ بات بھول گئیں کہ خود انہوں نے اپنے جذبات سے مغلوب ہو کر خان لیاقت علی خاں کی دوسری بیوی بننا پسند کر کے اپنی ہی فکر کے مطابق لیاقت علی خاں کی پہلی بیوی جہانگیرہ بیگم کے حقوق نسواں کا استحصال کیا تھا۔ (ماخوذ از ہفت روزہ "تکبیر" کراچی' ۲۸ جون ۱۹۹۰ء) اور اپنے فکر و عمل کے اس تضاد کی توجیہ وہ اپنی پوری زندگی میں نہ کر سکیں' اور نہ ہی ان جیسے سارے مل کر سکتے ہیں' کہ بغیر جڑوں کے شجر بھلا کب کھڑا رہ سکتا ہے۔

یورپی تہذیب اور عورت کی بے بسی' کیا یورپ نے عورت اور مرد کو برابر حقوق دے دیئے ہیں؟

"جدید تہذیب نے عورت کو برابر کا درجہ دینے کی کوشش میں یہ کیا کہ اس کو مستقل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نابرابری کے درجہ پر پہنچا دیا۔ مغربی زندگی کے جس شعبہ میں بھی عورت آج کام کر رہی ہے۔ وہاں وہ مرد کے مقابلہ میں صرف دوسرے درجہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ نیز اس نابرابری کی مزید قیمت اس کو یہ دینی پڑتی ہے کہ ہر جگہ وہ مرد کے مظالم کا شکار ہو رہی ہے۔ یہاں ہم امریکہ کی کارکن خواتین کے بارہ میں ایک رپورٹ کا خلاصہ درج کرتے ہیں۔

یہ ایک دہلی بس جیسا تجربہ ہے۔ ذلیل اشارے' جارحانہ زبان' ذاتی حملے۔ امریکہ میں کام کا مقام خاتون کارکنوں کے لیے ویسا ہی ہے' جیسا کہ دہلی کی بس خاتون مسافروں کے لیے۔ ایک بینک کے پریزیڈنٹ سڈنی ٹیلر نے اپنے بینک کی ایک خاتون کارکن مائیکل ونسن کو جسمانی اذیت پہنچائی اور اس کی عصمت دری بھی کی۔ ایسا چار سال تک ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ مذکورہ خاتون عورتوں کی ایک تنظیم کی مدد سے عدالت گئی۔ ڈسٹرکٹ کورٹ نے اس کی اپیل رد کر دی۔ زیادہ تر اس بنا پر کہ وہ چار سال تک خاموش رہی' اور اس نے بینک کے شکایتی نظام سے مدد کی درخواست نہیں کی۔ عدالت نے کہا' کہ دونوں کے درمیان جو بھی تعلق تھا' وہ رضاکارانہ تھا۔ ہائی کورٹ سے بھی یہ مسئلہ ختم نہ ہو سکا' اور آخرکار وہ سپریم کورٹ میں پہنچی۔ امریکہ کی سپریم کورٹ نے فیصلہ دیا کہ کسی کو جنسی طور پر ہراساں کرنا عورت کے روزگار کے حقوق کی براہ راست خلاف ورزی ہے۔ اس سے ایک مخاصمانہ ماحول پیدا ہوتا ہے۔ جس میں وہ اپنی ملازمت چھوڑنے پر مجبور ہو سکتی ہے یا اپنا کام پوری طرح نہیں کر سکتی۔ حتی کہ اگر اس قسم کا نامحمود جنسی مطالبہ براہ راست طور پر روزگار کے مفادات سے وابستہ نہ ہو' تب بھی عملاً اس کا مطلب ہے ---- میں جیسا کہتا ہوں' ویسے کرو' ورنہ تمہیں ملازمت سے نکال دیا جائے گا۔ عدالت نے فیصلہ دیا کہ یہ طریقہ مقام عمل پر جنسی امتیاز کی ممانعت کے بارہ میں امریکی قانون کی خلاف ورزی ہے۔

کام کرنے والی عورتوں کو دفتروں میں پریشان کیا جانا ایک وبا کی شکل اختیار کر گیا ہے۔ خواتین سے متعلق ایک تنظیم نے بتایا' پچھلے پانچ برسوں میں دفاتر میں کام کرنے والی خواتین کی تقریباً نصف تعداد نے اس قسم کی بدسلوکی کا تجربہ کیا۔ یہ واقعات صرف کارخانوں میں اور مزدوروں کے ساتھ کام کرنے والی خواتین کے ساتھ پیش نہیں آتے' بلکہ اونچی بلڈنگیں اور شاندار دفاتر بھی اپنی خاتون کارکنوں کے لیے اچھے نہیں۔ ان میں وہ عورتیں بھی شامل ہیں' جو سیکرٹری ہیں یا قانون دان ہیں یا اور کسی اونچے عہدہ پر ہیں۔ مرکزی حکومت میں کام کرنے والی خواتین کی تقریباً ۴۲ فیصد تعداد کو اپنے دفتروں میں پریشان کیا گیا۔ یہ بات ایک حالیہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سروے کے ذریعہ معلوم ہوئی ہے۔ ریاستی حکومتوں کے مختلف شعبوں میں کام کرنے والی ۶۰ فیصد خواتین نے بتایا' کہ جنسی بدسلوکی ان کے لیے ایک عام تجربہ بن چکا ہے۔ ۱۹۸۱ء اور ۱۹۸۵ء کے درمیان اس قسم کی شکایتوں کی تعداد ۷۰ فیصد تک بڑھ گئی ہے۔

خاتون کارکنوں کی شکائتیں مختلف قسم کی ہیں۔ یہ عصمت دری سے لے کر دھکا دینا' چھونا' مسلسل جنسی مطالبات' جارحانہ قسم کے جنسی تبصرے اور گندی زبان استعمال کرنا ہے۔ مرد اپنی اس قسم کی حرکتیں اکثر ایسے مواقع پر کرتے ہیں جب اُنکے آس پاس کوئی دیکھنے والا موجود نہ ہو۔ اس کو اطمینان ہوتا ہے کہ خوف اور ناامیدی عورت کو اس سے روکے رہے گی کہ وہ دوسروں سے اس کی شکایت کرے۔ حتیٰ کہ اگر عورت شکایت کرے تب بھی مرد کو اطمینان رہتا ہے کہ وہ حالات کے اعتبار سے اپنا کامیاب دفاع کر سکے گا۔ جہاں عصمت دری جیسے سنگین مسئلہ کو ثابت کرنا مشکل ہو وہاں اس سے کمتر درجہ کی بدسلوکی کو کیسے ثابت کیا جا سکتا ہے۔

اس طرح کے معاملات میں اگر ملزم وہ شخص ہو' جو خاتون کارکن کا افسر ہے' تو شکایت کرنے کی سزا خاتون کارکن کو یہ ملتی ہے کہ اس کے اوپر کام کا بوجھ بڑھا دیا جاتا ہے۔ اس کے کام کو بے قیمت کیا جاتا ہے اور طرح طرح سے پریشان کیا جاتا ہے۔ چنانچہ بہت سی عورتیں عدالت میں جانے کے بجائے ملازمت چھوڑ دیتی ہیں۔

("انڈین اکسپریس" ۴ اگست ۱۹۸۶ء)

امریکہ کے دفاتر میں خاتون کارکنوں کا یہ حال اس کے باوجود ہے کہ وہاں دونوں جنسوں کو مساوی درجہ دینے کے بارہ میں باقاعدہ قوانین بنے ہوئے ہیں۔ خاتون کارکنوں کو نہ ستانے کے بارے میں بھی قوانین موجود ہیں۔ اس کے باوجود امریکی دفاتر میں عورت مظلوم بنی ہوئی ہے۔ اس کی مجبوری یہ ہے کہ وہ شوہر اور ماں اور باپ کو پہلے ہی چھوڑ چکی ہے۔ اب اگر وہ دفتر کو بھی چھوڑ دے تو کہاں جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ مغربی عورت کی یہ مجبوری نہ ہو' تو مغربی دفاتر عورتوں سے خالی نظر آنے لگیں۔

مغربی دفاتر میں خاتون کارکنوں کا یہ حال اتفاقی نہیں' اور نہ کسی بھی قانون کے ذریعہ اس کو ختم کیا جا سکتا ہے۔ یہ مسئلہ اس سے زیادہ بڑا ہے کہ کوئی قانون اس کی روک تھام کر سکے۔ چڑیا اور بیل کو مساوی قرار دینے کے لیے آپ دونوں کو یکساں طور پر مقابلہ کے میدان میں اتار دیں' اور اس کے بعد چڑیا کچل اٹھے تو کیا اس "ظلم" کو قانون کے ذریعہ روکا جا سکتا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ کیا ایسا کوئی قانون بنانا ممکن ہے کہ چڑیا اور بیل دونوں ٹکرائیں' اس کے باوجود چڑیا کو کوئی گزند نہ پہنچے۔

حقیقت یہ ہے کہ مرد کو قدرت نے صنف قوی بنایا ہے' اور عورت کو صنف نازک۔ یہ فرق دونوں کے اس کام کی نوعیت کے اعتبار سے ہے' جو قدرت دونوں سے الگ الگ لینا چاہتی ہے۔ دونوں کے تقسیم عمل میں تبدیلی فطرت کی خلاف ورزی ہے' اور فطرت کی خلاف ورزی سے جو مسائل پیدا ہوں' ان کا حل دوبارہ فطرت سے مطابقت ہے۔"

امریکہ اور خاتون صدر مملکت؟

"خاتون صدر مملکت کا تصور اب تک امریکہ میں مذاق سمجھا جاتا رہا ہے۔ مسز روز ویلٹ نے ۱۹۳۴ء میں کہا تھا' "ابھی ہم اس نوبت کو نہیں پہنچے ہیں کہ عوام کی اکثریت ایک عورت کی صدارت پر مطمئن ہو سکے۔" کیا آج امریکی ووٹر اس نوبت کو پہنچ چکے ہیں۔ غالباً نہیں' حتیٰ کہ وہ کسی عورت کو وائس پریذیڈنٹ کی کرسی پر بھی نہیں دیکھ سکتے۔ حال میں ایک آزمائشی رائے شماری میں خود عورتوں کی بڑی تعداد نے امریکی مرد کی صدارت کے حق میں ووٹ دیا تھا۔

سرجن ایڈگر برمن نے کہا کہ عورتیں اپنی ہارمون کیمسٹری کی وجہ سے اقتدار کے مناصب کے لیے جذباتی (Emotional) ہو سکتی ہیں۔ مسز برنچ ایک عالم فلکیات ہیں' مگر انہیں شکایت ہے کہ مردوں کے تسلط والی دنیائے سائنس میں انہیں ان کی صحیح جگہ نہ مل سکی۔"

(ماخوذ از "خاتونِ اسلام"۔ از مولانا وحید الدین خاں)

مساوات مرد و زن' فطرت سے بغاوت

امریکہ والو! لڑکیاں گوشت ہی کی ہوتی ہے لوہے کی نہیں بن سکتیں

"10 جولائی کے روزنامہ "خلیج ٹائمز" کے مطابق امریکہ کی ریاست کولمبیا میں لڑکیوں کا ایک ایسا گروپ کہ جس کا نام "Girls of Steel" لوہے کی لڑکیاں ہے۔ یہ لڑکیاں "Teenagers" یعنی 13 سال سے 19 سال کی عمر کی ہیں' انھیں اس قدر مضبوط عسکری تربیت دی گئی ہے کہ ان کے بارے میں جیسا کہ نام سے ظاہر ہے' یہ گمان کیا جاتا ہے کہ یہ مضبوطی میں سٹیل جیسی دھات کی طرح ہیں لیکن ان لڑکیوں کو پچھلے دنوں مارکسزم کے علم برداروں کے ایک باغی گروپ کہ جس کا نام "نیشنل لبریشن آرمی" ہے اور اسے آرمی کی پشت پناہی بھی

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل ہے' اس گروپ نے ان لڑکیوں کو اغوا کر لیا۔ چنانچہ گورنمنٹ کی زبردست کوششوں کے بعد ان کی رہائی عمل میں آئی۔ یہ جب رہا ہوئیں تو ان میں سے کئی ایک حاملہ ہو چکی تھیں۔ یاد رہے نیشنل لبریشن آرمی رومن کیتھولک عیسائیوں کا ایک گوریلا کارروائیاں کرنے والا گروپ ہے! جو 1964ء میں عیسائیوں کے فرقے رومن کیتھولک کے کٹر پادریوں کی طرف سے بنایا گیا تھا۔

قارئین کرام! لگتا یہی ہے کہ امریکہ نے بنیاد پرست اور دہشت گرد عیسائی گروپ کی گوریلا کارروائیوں کا مقابلہ کرنے کے لیے لڑکیوں کا گروپ بنایا..... لیکن ان کو چاہے سٹیل کے نام سے یاد کیا جائے یا اس سے بھی کوئی سخت نام انھیں دے دیا جائے' وہ بہرحال لڑکیاں ہی رہیں گی۔ فطری اصولوں کے خلاف جنگ کا نتیجہ یہی نکلنا تھا کہ ان بے چاری گوشت پوست کی لڑکیوں نے اپنے عیسائیوں کے ہاتھوں کئی ماہ تک عزت لٹوا کر حاملہ ہونا تھا چنانچہ وہ ہو چکیں۔ اس واقعہ سے امریکہ کے لیے سبق یہی ہے کہ وہ اللہ کے بنائے گئے فطری اصولوں کے خلاف جنگ کرنا ترک کر دے۔ اسی میں اس کی خیر ہے اور انسانیت کے ناطے خیر خواہی کرنا ہمارا فرض ہے۔ ہم اسلام کے علم بردار آدم کی ساری اولاد کے خیر خواہ اور ہمدرد ہیں"۔ (الدعوۃ' اگست 98ء)

ہم جنس پرستوں کا نیویارک کے بازاروں میں مارچ

"بمبئی سے شائع ہونے والے 30 جون کے اخبار (The Times of India) کے مطابق 29 جون کو دنیا بھر کے ہم جنس پرستوں نے دن منایا۔ نیویارک میں اڑھائی لاکھ ہم جنس پرستوں نے مارچ کیا۔ انھوں نے مطالبہ کیا کہ ایڈز کی تحقیق کرنے پر انھیں پیسے سے مدد کی جائے اور شادی کے حق کو تسلیم کیا جائے۔ جنوبی امریکہ کے شہر برازیل میں بھی ایسا ایک جلوس نکالا گیا جس میں شرکاء کی تعداد چھ ہزار تھی۔

قارئین کرام! لوط علیہ السلام کی قوم میں یہ فعل تھا تو اللہ نے اس قوم کو صفحہ ہستی سے مٹا ڈالا۔ مگر آج یہ قوم سڑکوں پر مارچ کر رہی ہے اور غلیظ حرکتوں سے باز آنے کی بجائے الٹا ایڈز جیسے عذاب کی تحقیق پر پیسہ مانگ رہی ہے۔ تو یہ ہے وہ تعفن زدہ معاشرہ کہ جس میں رہنے کے لیے لوگ امریکہ کے سفارت خانے کے سامنے لائنیں لگائے ہوئے ہیں"۔ (الدعوۃ' اگست 98ء)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عورت اور مغرب کی منافقت

"مغرب نے مسلم معاشروں کو خواتین کے حقوق کے ذیل میں بالخصوص ہمیشہ پسماندگی اور دقیانوسیت کا شکار تصور کیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ بعض مسلم ممالک میں صنفی زیادتیوں کا معاملہ یقیناً تکلیف دہ ہے' مگر جب ہم ترقی یافتہ مغربی معاشروں میں خواتین کی معاشرتی زندگی پر نظر ڈالتے ہیں تو تصویر کا ایک یکسر دوسرا رخ ہمارے سامنے آتا ہے۔ 1870ء سے پہلے تک برطانیہ میں خواتین کو شوہروں سے الگ اپنی جائیداد کی ملکیت کا حق حاصل نہیں تھا۔ مغرب کو شاید اس کا علم نہ ہو کہ مسلم خواتین کو آزادی ملکیت کا حق ہمیشہ سے حاصل رہا ہے اور پیغمبرؐ اسلام نے اپنی عملی زندگی کا آغاز بحیثیت تاجر کیا تھا جس میں وہ اپنی شریک حیات کے ساتھ شراکت دار بھی تھے۔

اکثر مغربی معاشروں میں آج بھی نرینہ اولاد ہونے کی صورت میں بیٹیاں حق وراثت سے محروم رہتی ہیں۔ اسلام نے چودہ صدیوں سے خواتین کو یہ حق دے رکھا ہے۔ "جمہوریت" کی علم بردار مغربی دنیا نے اپنی خواتین کو ووٹ کا حق بھی کہیں اب جا کر دیا ہے۔ برطانیہ نے یہ حق دو مرحلوں میں 1918ء اور 1928ء میں عطا کیا۔ امریکہ نے ایک دستوری ترمیم کے ذریعے یہ حق 1920ء میں دیا' جبکہ فرانس نے 1944ء اور سوئٹزر لینڈ نے 1971ء میں اپنی خواتین کو اس کا مستحق سمجھا۔ اس کے برعکس افغانستان' عراق' پاکستان اور ایران جیسے ملکوں میں خواتین اپنا یہ حق کہیں پہلے سے استعمال کر رہی ہیں۔ یہ امر بھی باعث حیرت و استعجاب ہے کہ حقوق نسواں کے حوالے سے مسلم دنیا کو مطعون کرنے والے مغرب کا سرخیل امریکہ اپنے وجود سے لے کر اب تک اپنی کسی خاتون راہنما کو کرسی صدارت تفویض نہیں کر سکا۔ اس کے برعکس عالم اسلام کے دو بڑے ممالک پاکستان اور بنگلہ دیش نے زمام حکومت اپنی خواتین رہنماؤں کو سونپی۔ ایک اور مسلم ملک ترکی میں بھی وزیراعظم کے منصب پر ایک خاتون فائز رہ چکی ہیں"۔
(بحوالہ مغرب اور اسلام' اپریل جون 98ء)

(۱) مساوات مرد وزن' فطرت سے بغاوت

(۲) شادی نہ کرنے کا انجام' دنیا کی مشہور عورتوں کی داستانیں

" خدا نے انسان کو جوڑے کی صورت میں بنایا ہے۔ مرد اور عورت دونوں ایک دوسرے سے مل کر انسانیت کی تکمیل کرتے ہیں۔ پھر زندگی کی نوعیت کچھ اس قسم کی ہے' کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس ملاپ کا مستقل ہونا بھی ضروری ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے خدا نے نکاح کا طریقہ مقرر کیا ہے۔ نکاح ایک مرد اور ایک عورت کو مستقل خاندانی تعلق میں جوڑتا ہے۔ اس طرح دونوں ایک دوسرے سے جڑ کر خود اپنے تقاضوں کی تکمیل بھی کرتے ہیں' اور سماج کے تقاضوں کی بھی۔

مغربی زندگی میں آزادی کے غلط تصور کا یہ نتیجہ ہوا کہ شادی کو بندھن خیال کیا جانے لگا۔ اس کے نتیجہ میں جو آزادانہ زندگی پیدا ہوئی' اس نے بے شمار خاندانی اور سماجی مسائل پیدا کر دیے۔ انہیں میں سے ایک وہ ہے جس سے گریٹا گاربو جیسی عورتیں دو چار ہوتی ہیں۔ جوانی کی عمر میں جبکہ ان کے اندر مردوں کے لیے کوشش ہوتی ہے' وہ ہر جگہ رونق محفل بنی رہتی ہیں۔ ان کو روزانہ ایسے تفریحی پروگرام ملتے رہتے ہیں' جن میں مصروف رہ کر وہ اپنے صبح و شام گزارتی رہیں' مگر جب عمر زیادہ ہوتی ہے' اور وہ جنس مخالف کے لیے اپنی نسوانی کشش کھو دیتی ہیں' تو اچانک ان کو معلوم ہوتا ہے کہ ماضی کی تمام سرگرمیاں محض مصنوعی سرگرمیاں تھیں۔ دوستیاں اور تعلقات اس طرح چھوٹ جاتے ہیں' جیسے خزاں کے موسم میں درخت کے پتے۔ اس وقت انہیں معلوم ہوتا ہے کہ مستقل وفاداری کو بندھن سمجھنا ان کی کتنی بڑی غلطی تھی۔

ان پر یہ کھلتا ہے کہ اب تک وہ خوابوں کی دنیا میں جی رہی تھیں۔ ان کی رونقوں سے بھری زندگی اچانک ایک سونے گھر میں تبدیل ہو جاتی ہے' جہاں ان کے لیے اس کے سوا اور کوئی راہ نہیں ہوتی کہ وہ کتے اور بلی پال کر دل بہلاتی رہیں۔ ان کا کوئی رفیق حیات نہیں ہوتا' جو خوشی اور غم میں ان کا شریک ہو۔ ان کے سامنے اپنے بچوں کا وہ "باغ" نہیں ہوتا' جن کی صورت میں ایک آدمی اپنی ختم ہوتی ہوئی زندگی کے تسلسل کو دیکھ کر مطمئن ہوتا ہے۔ ان کے آس پاس کوئی "اپنا" نہیں ہوتا۔ جس کو اپنی زندگی کا اثاثہ سونپ کر وہ سمجھیں کہ انہوں نے دنیا میں بے کار محنت نہیں کی۔ ان کو گوشت پوست کی کوئی ایسی دنیا نظر نہیں آتی' جس کو وہ اپنا سمجھیں اور جو انہیں اپنا سمجھے۔ ایسے لوگ بھری ہوئی کائنات میں بالکل تنہا ہو کر رہ جاتے ہیں' اور یقیناً کسی آدمی کے لیے تنہائی سے بڑی کوئی سزا نہیں۔

گریٹا گاربو (Greta Garbo) کسی زمانہ میں ہالی ووڈ کی مشہور ترین ایکٹریس تھی' مگر اب بڑھاپے کی عمر کو پہنچنے کے بعد فلمی دنیا میں اس کی کوئی قیمت نہیں۔ اس کے پرانے دوست بھی سب کے سب اس کا ساتھ چھوڑ چکے ہیں۔ ۱۸/ ستمبر ۱۹۸۰ء کو اس نے اپنی ۷۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ویں سالگرہ تنہا منائی۔ گریٹا گاربو کے سوانح نگار نے اس سے پوچھا' کہ کیا آپ کو اس بات پر افسوس ہے کہ آپ نے شادی نہیں کی' جس کی وجہ سے آج آپ کی تنہائیوں کا کوئی ساتھی نہیں۔ گریٹا گاربو نے غمگین لہجہ میں جواب دیا۔ میرا خیال ہے کہ میرا شادی نہ کرنا' ایک غلطی تھی۔

("ہندوستان ٹائمز" ۲۱ ستمبر ۱۹۸۰ء)

ناکامی کا اعتراف

"امریکہ کی ایک ایکٹرس جین سیبر گ (Jean Seberg) نے اپنی پرکشش شخصیت کی وجہ سے غیر معمولی شہرت اور مقبولیت حاصل کی۔ امریکہ کے علاوہ یورپ میں بھی وہ ایک عرصہ تک لوگوں کی توجہ کا مرکز بنی رہی۔ اس نے قدیم انداز میں ایک "گھر" بسانے کے بجائے لاکھوں گھروں کے لیے سامان تفریح بننے کو ترجیح دیا' مگر اس کی موت کے بعد جب اس کی ڈائری پڑھی گئی تو اپنی ڈائری کی آخری سطروں میں اس نے لکھا تھا:

I wish I had stayed home

کاش میں اپنے گھر میں رہی ہوتی ("ٹائمز آف انڈیا" ۸ نومبر ۱۹۸۱ء)

لذتیت کا انجام

"جان کینڈی (۱۹۱۷ء-۱۹۶۳ء) امریکہ کا ۳۵واں صدر تھا۔ اس نے جیکولین کینڈی سے شادی کی۔ اس کے بعد جیکولین کینڈی امریکہ کی خاتون اول کی حیثیت سے کافی مشہور ہوئی۔

امریکہ کی ایک خاتون مصنف کٹی کیلی نے جیکولین کینڈی کے بارے میں ایک کتاب شائع کی ہے۔ اس کتاب کا نام ہے۔ آہ جیکی (Jackie Oh) یہ کتاب جیکولین کینڈی کے نجی حالات کے بارے میں ہے' جو کہ کسی وقت امریکہ کی خاتون اول (First Lady) تھی۔

جیکولین قدرت سے ایک پرکشش نسوانی شخصیت لے کر پیدا ہوئی۔ اس کی اس پیدائشی خصوصیت نے جان کینڈی کو متاثر کیا' جو امریکہ کی ایک اعلیٰ فیملی سے تعلق رکھتے تھے۔ اس کی شادی جان کینڈی سے ہوگئی۔ بعد کو جان کینڈی امریکہ کے صدر منتخب ہوئے۔ اس طرح جیکولین کینڈی کو امریکہ میں وہ اعلیٰ ترین مقام حاصل ہوگیا' جس کے آگے وہاں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مزید برتری کا کوئی مقام نہیں۔

جان کینڈی ۱۹۶۰ء میں امریکہ کے ۳۵ویں صدر منتخب ہوئے تھے' مگر اس کے صرف تیسرے سال ۲۳ نومبر ۱۹۶۳ء کو صدر کینڈی کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ جیکولین کینڈی جو اس وقت دنیا کی سب سے زیادہ مشہور اور معزز خاتون بن چکی تھی۔ اچانک بے حیثیت ہو کر رہ گئی۔ تاہم اس کی نسوانی کشش نے یونانی ارب پتی ارسٹائل اوناسس (۱۹۷۵ء-۱۹۰۶ء) کو متاثر کیا۔ اس کی دوسری شادی اوناسس سے ہو گئی۔ اس وقت جیکولین کی عمر تقریباً ۴۰ سال اور اوناسس کی عمر تقریباً ۶۰ سال تھی۔ یہ شادی دونوں کے لیے خوش گوار ثابت نہ ہو سکی۔ تھوڑے دنوں کے بعد ہی دونوں الگ الگ رہنے لگے۔ یہاں تک کہ ۱۹۶۵ء میں طویل بیماری کے بعد اوناسس کا انتقال ہو گیا' جب کہ جیکولین اس کے پاس موجود بھی نہ تھی۔

جیکولین کو ہر چیز ملی' مگر اس کو خوشی نہ مل سکی۔ اس کی سوانح نگار کٹی کیلی کے الفاظ میں جیکولین نے خوشی حاصل کرنے کی بابت اپنی ناقابل علاج خواہش کو خرید کر حاصل کرنا چاہا۔ خواہ اس کی قیمت ۳ ہزار ڈالر فی گھنٹہ دینی پڑے۔ اس کے باوجود وہ خوشی حاصل نہ کر سکی۔"

... an incurable desire to buy happiness. even If it meant spending as much in one hour as 3000 dollars. Jackie Oh: An Intimate Biography. By Kitty Kelley. Vikas. New Delhi. 1979.pp. 336

خودکشی کرلی

"میریلین مونرو (Marilyn Monroe) امریکہ کی انتہائی مشہور خاتون ہے۔ اس نے اولاً فوٹو گرافر کے ماڈل کی حیثیت سے اپنی زندگی کا آغاز کیا۔ اس کے بعد وہ اپنی غیر معمولی نسوانی کشش کی بنا پر فلم کی دنیا کی ہیروین بن گئی۔

اس کو جنسی دیوی (Sex goddess) کہا جانے لگا۔ اس کی فلموں کو زبردست مقبولیت حاصل ہوئی۔ جہاں کہیں اس کا کوئی "شو" ہوتا تو بے شمار تماشائی اس کو دیکھنے کے لیے جمع ہو جاتے۔

میریلین مونرو کا آخری فلم بے جوڑ (The Misfits) تھا۔ فلم کا یہ عنوان گویا خود

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی اپنی زندگی کا بھی عنوان تھا' وہ اپنے کو بے جگہ پا رہی تھی۔ انسانی سمندر کے درمیان وہ نفسیاتی طور پر تنہا ہو کر رہ گئی تھی۔ بظاہر اس کی ہنستی ہوئی تصویریں اخباروں اور رسالوں میں چھپتی تھیں' مگر اندر سے وہ اپنے آپ کو مستقل طور پر افسردگی (Depression) میں محسوس کرتی تھی۔ آخر کار وہ اس نفسیاتی عذاب کو برداشت نہ کر سکی۔ ۱۵ اگست ۱۹۶۲ء کو اس نے بیک وقت بہت سی گولیاں کھا کر خودکشی کر لی۔ موت کے وقت اس کی عمر صرف ۳۶ سال تھی۔

اس قسم کی عورتوں کا عام حال یہ ہے کہ وہ اسٹیج پر خوش دکھائی دیتی ہیں' مگر ان کا دل مستقل طور پر روتا ہے۔ ان کی زندگی بڑی مظلومی کی زندگی ہوتی ہے' وہ سب کی ہوتی ہیں' مگر کوئی ان کا نہیں ہوتا' وہ دوسروں کو خوش کرتی ہیں' مگر ان کو یہ احساس ستاتا رہتا ہے' کہ کوئی نہیں' جس کے ساتھ وہ اپنی خوشی کے لمحات گزار سکیں۔ مجلسی تقریبات میں بظاہر ان کی شخصیت ایک معمور شخصیت دکھائی دیتی ہے' مگر اپنی حقیقی دنیا میں وہ اپنے آپ کو بالکل خالی محسوس کرتی ہیں۔ ابتدائی شاندار زندگی آخر کار ایک غیر شاندار زندگی پر ختم کر رہ جاتی ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ تنہائی کی زندگی عورت کے مزاج کے سراسر خلاف ہے۔ عورت تنہائی کا تحمل نہیں کر سکتی' مگر مغربی تہذیب کا راستہ عورت کو آخر کار جہاں پہنچاتا ہے' وہ یہی تنہائی کی زندگی ہے۔ اس کے برعکس اسلام عورت کو ایک ایسی زندگی کی طرف لے جاتا ہے' جہاں وہ تنہا نہیں ہوتی' بلکہ ایک پورے خاندان کے ساتھ ہوتی ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ اسلام کا طریقہ فطری طریقہ ہے' اور مغربی تہذیب کا طریقہ غیر فطری طریقہ"۔

مجھ سے دور رہو

انڈین ایکسپرس (۱۴ مئی ۱۹۸۶ء) میں صفحہ ۱۴ پر ایک مغربی عورت کی تصویر ہے' وہ ایک میز کے پیچھے بیٹھی ہوئی ہے' اور ایسی پریشان حال دکھائی دے رہی ہے' جیسے کے اس کا سب کچھ لٹ گیا ہو' مگر یہ کوئی عام عورت نہیں۔ یہ دور جدید کی مشہور ترین ایکٹرس الیزبتھ ٹیلر ہے۔ تصویر کے نیچے حسب ذیل الفاظ لکھے ہوئے ہیں:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ASKING FOR MONEY: Testifying before a Senate sub committee Capitol Hill in Washington on Thursday actress Elizabeth Taylor pleads for more money to find a cure for the deadly AIDS disease. (Indian Express (New Delhi) May 14, 1986)

"ایڈز" کے لیے رقم۔ امریکی سینٹ کی ایک سب کمیٹی کے سامنے واشنگٹن میں ایکٹرس الزبتھ ٹیلر اپنا مسئلہ پیش کرتے ہوئے مزید رقم کا مطالبہ کر رہی ہے' تاکہ وہ ایڈز کے مہلک مرض سے نجات حاصل کر سکے۔

"ایڈز" موجودہ زمانہ کا ناقابل علاج مرض ہے' جو بے قید جنسی اختلاط کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے۔ اس مرض میں مبتلا شخص نہ صرف خود عجیب و غریب قسم کی تکلیفوں کا شکار ہو جاتا ہے' بلکہ وہ متعدی بھی ہے۔ دوسرے لوگ ایسے شخص سے دور بھاگنے لگتے ہیں۔ ڈاکٹروں نے اعلان کیا ہے کہ ایڈز کے مریض سے جو شخص چھو جائے گا' اس کو بھی ایڈز کا مرض لاحق ہو جائے گا۔ چنانچہ ٹیلر جیسی خواتین جن سے قریب ہو کر لوگ فخر محسوس کرتے تھے' اب وہ ایسی عورتوں سے دور بھاگ رہے ہیں کہ کہیں ان کو بھی یہ مہلک مرض لاحق نہ ہو جائے۔

کیسا عجیب ہے مغربی عورت کا یہ انجام' وہ مساوی درجہ حاصل کرنے کی کوشش میں غیر مساوی درجہ تک پہنچ گئی۔ آگے بڑھنے کی کوشش میں وہ انسانی قافلہ سے پیچھے چلی گئی"۔

شہرت بوجھ بن گئی

"فرانس کی سینمائی تاریخ میں جس خاتون نے سب سے زیادہ شہرت حاصل کی وہ "بی بی" (Brigitte Bardot) ہے۔ وہ ۱۹۳۴ء میں پیدا ہوئی۔ فلمی دنیا میں بعض اعتبار سے اس نے میریلین مونرو اور مارلین ڈیٹرچ سے بھی زیادہ بڑا مقام حاصل کیا۔ جون آف آرک کے بعد وہ فرانس کی سب سے زیادہ شہرت یافتہ خاتون شمار ہوتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ "بی بی" کے ذریعہ باہر کی جو دولت فرانس میں آئی' وہ اس سے بھی زیادہ ہے' جو مشہور رینالٹ (Renault) موٹر کمپنی کے ذریعہ فرانس میں آئی۔ ٹونی کرالی نے ۱۹۵۸ء کے آخر میں اندازہ لگایا تھا کہ اس کی تصویریں یورپ اور امریکہ کے جرائد کے صفحہ اول پر ۲۹۳۴۵ بار چھپ چکی ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

("ریڈرز ڈائجسٹ" مئی ۱۹۸۶ء)

"بی بی" کی فلم پر فلم بنتی رہی۔ اس کی مقبولیت اتنی بڑھی کہ بعض اوقات وہ اپنے گھر سے نکلنے میں صرف اس لیے کامیاب نہ ہو سکی کہ اس کے گھر کے باہر فوٹوگرافروں کی ناقابل عبور فوج کھڑی ہوئی تھی۔ اس کے نام روزانہ اتنے زیادہ خطوط آتے تھے کہ ان کی منتخب تعداد کو پڑھنا بھی اس کے لیے ناممکن تھا۔

ان تمام ظاہری رونقوں کے باوجود اندر سے وہ سخت غیر مطمئن تھی حتیٰ کہ اس کی شہرت اس کے لیے ایک بوجھ بن گئی۔ اس نے خودکشی کے ارادے سے ایک رات بہت زیادہ مقدار میں خواب آور گولیاں کھالیں:

Worn out by her own fame, one night Brigitte swallowed an overdose of tranquillizers.

تاہم وہ مرنہ سکی۔ اس وقت بھی جب کہ وہ نازک حالت میں پیرس کے ایک اسپتال میں لے جائی جا رہی تھی' فوٹوگرافروں نے ایمبولنس کار کو زبردستی راستہ میں روکا تاکہ وہ اس کا فوٹو لے سکیں۔ "بی بی" کے بارہ میں ایک رپورٹ میں اس کا تاثر بتایا گیا تھا کہ کیمرہ کے سامنے اس نے کبھی سکون محسوس نہیں کیا:

Sheneverreallyfeltateaseinfrontofthecamera.

۳۹ سال کی عمر میں جب کہ وہ تقریباً پچاس کامیاب فلمیں بنا چکی تھی' اس نے اچانک اپنا کیریر ختم کر دیا' وہ فلمی دنیا سے بالکل بے تعلق ہو گئی۔ اس نے اپنی شاندار رولس رائس کار فروخت کر دی' اور اپنے مکان میں تنہا رہنے لگی' جہاں وہ ایک معمولی انسان کی طرح خاموش زندگی گزار سکے:

She sold her Rolls-Royce and went to live alone in her house on the Riviera. "To cease to be considered a beautiful object and become a human being like any other, she said.

حقیقت یہ ہے کہ گھر کے باہر کی دنیا میں ہیرو بننا اور ہر طرف شہرت حاصل کرنا عورت کی فطرت کے سراسر خلاف ہے۔ عورت فطری طور پر خانہ پسند ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مصنوعی میدانوں میں شہرت پانے والی عورتیں اپنے کیریر کے درمیان میں یا اس کے آخر میں خانہ نشیں ہو جاتی ہیں۔ وقتی چمک دمک کے بعد بالآخر ان کو جہاں سکون ملتا ہے' وہ ان کا گھر ہے نہ کہ ان کا باہر۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عورت کے بارہ میں اسلام کا قانون عورت کی اسی فطرت کی رعایت ہے نہ کہ عورت کے اوپر کوئی ظلم' وہ مقام جہاں ایک عورت ناکام تجربہ کے بعد پہنچتی ہے' اسلام چاہتا ہے کہ وہ اپنے آزادارادہ کے تحت خود اپنے انتخاب کے ذریعہ وہاں پہنچے"۔

میدان عمل سے محرومی

"مرد ہو یا عورت ہر ایک اپنے عمل کے لحاظ سے قیمت پاتا ہے۔ عورت کو مرد کے مساوی قرار دے کر جب گھر سے باہر لایا گیا' تو اس کی قیمت اس میں تھی کہ وہ ان تمام شعبوں کو سنبھال لے جن کو مرد روایتی طور پر سنبھالے ہوئے تھا۔ یعنی وہ پائلٹ' ڈرائیور' انجینئر' پروفیسر' ایڈمنسٹریٹر' پولیس آفیسر' فوجی کمانڈر وغیرہ وغیرہ تمام حیثیتوں میں بالکل مرد کی طرح کام کرنے لگے' مگر حیاتیاتی اعتبار سے عورت کے اندر صلاحیت نہیں' وہ ان شعبوں کو اس طرح سنبھال نہیں سکتی جس طرح مردان کو سنبھالے ہوئے ہے۔

عورت جب مردانہ شعبوں کو سنبھال نہ سکی' تو اب سوال یہ تھا کہ وہ کیا کرے۔ چنانچہ وہ ان شعبوں میں جمع ہونے لگی' جن میں وہ اپنی نسوانیت کے اعتبار سے قیمت پا سکتی تھی' نہ کہ تمدنی کارکردگی کے اعتبار سے۔ مثلاً فلم' ٹیلی ویژن' تفریحی مجلس وہ اشتہاری صنعتیں جو عورت کی نسوانیت کو استعمال کرتی ہیں' مگر یہاں عورت کی دوسری کمزوری اس کی راہ میں حائل ہوگئی۔ ان شعبوں میں جوان عورت کی قیمت تھی' اور عورت کے لیے ممکن نہیں تھا کہ وہ ہمیشہ جوان رہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عورت باہر نکل کر ایک قسم کی ادھوری شخصیت بن گئی' وہ صرف جوانی کے چند سالوں تک اپنے کو باقیمت ثابت کر سکی۔ جوانی کی مدت ختم ہونے کے بعد باہر کی زندگی میں اس کی کوئی قیمت نہیں رہی۔

مغربی ملکوں میں آزادی نسواں کی تحریک نے پردہ کو ختم کر دیا ہے۔ عورت اور مرد کے درمیان کوئی حد بندی باقی نہ رہی۔ تمام عورتیں سڑکوں اور بازاروں میں نکل آئیں۔ اب جن عورتوں میں نسوانی کشش نسبتاً زیادہ ہو' وہ فوراً لوگوں کی نظروں کے سامنے آجاتی ہے' وہ تیزی سے لوگوں کے درمیان مقبولیت حاصل کر لیتی ہے' مگر یہ مقبولیت اس قیمت پر حاصل ہوتی ہے کہ وہ خاندانی زندگی سے دور ہو جاتی ہے' وہ شادی کو بندھن سمجھ کر اس سے بے رغبت ہو جاتی ہے' وہ گھر بنا کر اس میں رہنے کے بجائے محفل کی رونق بننا زیادہ پسند کرتی ہے' مگر پر رونق لمحات بے حد وقتی ہوتے ہیں۔ جوانی کی خاص عمر تک ان عورتوں کو استعمال کیا جاتا ہے' اس کے بعد انہیں نارنگی کے چھلکے کی طرح پھینک دیا جاتا ہے۔ مقبول شخصیت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بالآخر خود اپنے ماحول میں غیر مقبول شخصیت بن کر رہ جاتی ہے۔

مغربی تہذیب میں صرف "جوان عورت" کے لیے جگہ ہے۔ "بوڑھی عورت" کے لیے مغربی تہذیب میں کوئی جگہ نہیں۔ مغربی تہذیب میں ایک عورت اپنی نسوانی کشش کی بنیاد پر جگہ حاصل کرتی ہے۔ بڑھاپے میں یہ نسوانی کشش ختم ہو جاتی ہے۔ اس لیے مغربی عورت بوڑھی ہونے کے بعد اپنا مقام بھی کھو دیتی ہے۔ "جو شخص ذمہ داری قبول نہ کرے اس کو حقوق میں بھی حصہ نہیں ملتا۔" یہ مقولہ اپنی بدترین شکل میں مغربی عورت کے حق میں صادق آیا ہے۔

خاندان سے وابستہ ہو کر جو زندگی بنتی ہے۔ اس کا معاملہ اس سے بالکل مختلف ہے۔ خاندان میں ایک عورت "بیوی" کی حیثیت سے اپنی زندگی شروع کرتی ہے۔ یہاں اس کو اپنے عمل کا بھرپور میدان مل جاتا ہے۔ اس کا گھر ایک پوری مملکت ہوتا ہے، جس کو وہ سنبھالتی ہے، اور جس کی وہ تنہا انچارج ہوتی ہے۔ یہاں اس کی کارکردگی سے اس کی تاریخ بنتی ہے، جو آخر وقت اس کا ساتھ دیتی ہے۔ ہر اگلا دن یہاں اس کے عزت و احترام میں اضافہ کرتا چلا جاتا ہے، وہ "ماں" بنتی ہے، پھر وہ نانی اور دادی بنتی ہے۔ حتی کہ خود اپنے شوہر کی نظر میں اس کی قیمت بڑھتی چلی جاتی ہے۔ کسی نے صحیح کہا ہے کہ عورت جوانی کی عمر میں بیوی ہوتی ہے، اور بڑھاپے کی عمر میں ماں کا درجہ حاصل کر لیتی ہے۔

اس طرح عمر بڑھنے کے ساتھ گھر کے اندر اس کا وقار بڑھتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ گھر کی مالکہ کی حیثیت حاصل کر لیتی ہے۔ خاندان کسی عورت کی وہ دنیا ہے، جو اول سے آخر تک اس کا ساتھ دیتی ہے۔ جب کہ مغربی تہذیب کا حال یہ ہے کہ وہ زندگی کے چند سالوں میں عورت کی ساتھی ہے، وہ اس کی عمر کے طویل تر حصہ میں عورت کی ساتھی نہیں۔ مغربی زندگی میں عورت اپنی جوانی کے چند سال کے بقدر قیمت پاتی ہے، اور خاندانی زندگی میں اپنی پوری عمر تک۔

طلاق، نکاح اور جنسی انقلاب، مساوات مرد و زن کے آئینے میں

"طلاق کو روکنے کے لیے مغربی حکماء نے یہ تدبیر کی کہ مرد پر یہ قانونی پابندی لگادی کہ طلاق کے بعد اس پر لازم ہوگا، کہ وہ عورت کو گزارہ دیتا رہے۔ یہ گزارہ مغربی معیار کے مطابق مقرر ہوا۔ چنانچہ اکثر حالات میں طلاق کے معنی مرد کے لیے یہ ہو گئے کہ وہ اپنے سرمایہ کا بڑا حصہ اپنی مطلقہ بیوی کو دیدے اور اپنی زندگی بھر کما کما کر اس کا حصہ اسے ادا کرتا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے۔

اس غیر فطری صورت حال کی ایک مثال لارڈ برٹرینڈ رسل ہے۔

برٹرینڈ رسل (۱۹۷۰ء - ۱۸۷۲ء) ایک نہایت ذہین اور تعلیم یافتہ انگریز تھا۔ اس کو ایک ایسی عورت درکار تھی' جو اس کی ذہنی سطح کے مطابق اسکی رفیق حیات بن سکے۔ اس نے شادی کی مگر' تجربہ کے بعد اس نے محسوس کیا کہ اس کی بیوی اس کی پسند کے مطابق نہیں ہے۔ ناموافقت ظاہر ہونے کے بعد اس نے فوراً اس سے علیحدگی اختیار نہیں کی۔ سخت ذہنی اذیت کے باوجود اس کے بعد بھی وہ تقریباً دس سال تک اس کے ساتھ نباہ کرتا رہا۔ آخر کار اس نے اس کو طلاق دے کر دوسری شادی کی۔ دوسری عورت سے بھی نباہ نہ ہو سکا' اور پھر اس کو چھوڑ کر برٹرینڈ رسل کو تیسری شادی کرنی پڑی۔

یہ طلاق برٹرینڈ رسل کو بہت مہنگی پڑی۔ طلاق کے بعد اس کو ازروئے قانون اپنی بیویوں کو جو رقم ادا کرنی پڑی' اس نے برٹرینڈ رسل کی معاشیات کو برباد کر دیا۔ چنانچہ وہ اپنی سوانح عمری میں لکھتا ہے:

"مالیاتی بوجھ میرے اوپر بہت بھاری اور پریشان کن تھا۔ مجھ کو اپنے نوبل انعام کے گیارہ ہزار پاؤنڈ میں سے دس ہزار پاؤنڈ اپنی تیسری بیوی کو دے دینا پڑا' اور اب میں اس کو اور اپنی دوسری بیوی کو نان نفقہ کی رقم بھی ادا کر رہا تھا' اور اس کے ساتھ اپنے چھوٹے بچے کی تعلیم کی ادائیگی بھی میرے ذمہ تھی۔ مزید اضافہ یہ ہے کہ میرے بڑے لڑکے کی بیماری کے سلسلہ میں بھی بھاری اخراجات تھے' اور اس لڑکے کا کئی سال کا انکم ٹیکس جو وہ ادا نہیں کر سکا تھا' وہ بھی مجھ کو ہی ادا کرنا پڑا"۔

مغرب کا یہ قانون بظاہر عائلی زندگی میں اصلاح کے لیے بنایا گیا تھا' مگر وہ مغربی ممالک کے لیے الٹا پڑا۔ برٹرینڈ رسل کے مذکورہ تجربہ جیسے تجربات بے شمار لوگوں کو پیش آئے۔ لوگوں نے دیکھا کہ بیوی کو طلاق دینے کی صورت میں انہیں اس کی بہت بڑی رقم ادا کرنی پڑتی ہے۔ لوگوں کو نکاح کا طریقہ بے حد مہنگا معلوم ہوا۔ حتیٰ کہ ان کے اندر نکاح کے خلاف رجحان پیدا ہو گیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عورت اور مرد نکاح کے بغیر ایک ساتھ رہنے لگے۔ چنانچہ آج مغرب کی نئی نسل میں ۵۰ فیصد سے زیادہ لوگ ہیں' جو غیر منکوحہ بیویوں کے ساتھ زندگی گزار رہے ہیں۔ جدید مغربی عورت کے بارے میں ایک رپورٹ کا خلاصہ اخبارات میں حسب ذیل الفاظ میں شائع ہوا ہے:

فرانس میں ایسے مردوں اور عورتوں کی تعداد تیزی سے بڑھ رہی ہے' جو نکاح کے بغیر

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک ساتھ رہتے ہیں۔ سرکاری اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ فرانس میں ۱۲ ملین شادی شدہ جوڑے ہیں' اور ایک ملین سے زیادہ غیر شادی شدہ جوڑے۔ ۱۹۷۲ء سے روایتی نکاح کی تعداد میں بہت کمی واقع ہوئی ہے۔ امریکہ کے بارے میں اعداد و شمار ظاہر کرتے ہیں کہ امریکی عورتوں میں نکاح کی شرح تیزی سے کم ہو رہی ہے' کچھ ماہرین کا کہنا ہے کہ نکاح کی تعداد میں کمی کی وجہ یہ ہے کہ امریکی عورتیں شادی اور روزگار میں ٹکراؤ محسوس کرتی ہیں۔ شادی شدہ زندگی کے ساتھ کام کرنا انہیں مشکل معلوم ہوتا ہے۔ اس لیے بہت سے نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں نے میاں بیوی کی طرح ایک ساتھ رہنا شروع کر دیا ہے' بغیر اس کے کہ انہوں نے باقاعدہ نکاح کیا ہو۔

عملی شادی' ایک مرد اور ایک عورت کا ایک ساتھ رہنا بغیر اس کے کہ انہوں نے نکاح کیا ہو۔ نہ صرف یہ کہ ہیمبرگ میں تیزی سے بڑھ رہا ہے' بلکہ وہ ایک خاص جرمن انداز بنتا جا رہا ہے۔ اب یہ رجحان پیدا ہو رہا ہے کہ غیر شادی شدہ جوڑوں کے درمیان قانون دانوں کے ذریعہ زیادہ مفصل قسم کے معاہدے کیے جائیں۔ پچھلے دس برسوں میں ایسے غیر شادی شدہ جوڑوں کی تعداد چار گنا بڑھ گئی ہے' جو ایک ساتھ (میاں بیوی کی طرح) رہتے ہیں۔ یہ بات ایک حالیہ جائزہ میں بتائی گئی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ پچھلے دس برس کے دوران ۱۸ سال اور ۲۵ سال کے درمیان عمر کے لڑکوں اور لڑکیوں میں دس گنا حد تک ایسی شادیوں کی تعداد میں اضافہ ہو گیا ہے۔ اس طرح اب مغربی جرمنی میں ان جوڑوں کی تعداد بڑھ کر ایک ملین تک پہنچ جاتی ہے' جو ہر صبح ایک ساتھ اٹھتے ہیں' حالانکہ انہوں نے اپنے آپ کو نکاح کے بندھن میں نہیں باندھا ہوتا۔

امریکی معاشرہ کی ایک اور چیز بھی قابل ذکر ہے' جس کو صنفی انقلاب کہا جاتا ہے۔ نئی نسل کے لڑکے اور لڑکیاں شادی سے پہلے صنفی تعلقات کو برا سمجھنے کے بجائے اچھا خیال کرنے لگے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ دوشیزگی کا احترام ختم ہو گیا ہے۔ ۱۹۷۰ء کے ایک گیلپ پول میں چار میں تین طلبہ نے شادی کے لیے دوشیزگی کو ناقابل لحاظ قرار دیا۔ یونیورسٹی آف مِنی سوٹا کے ماہر سماجیات نے پایا کہ ۲۰ سال کی عمر تک کی عورتوں میں ۴۰ فیصد اپنی دوشیزگی کھو چکی تھیں اور شادی کے وقت ۷۰ فیصد جنسی تجربہ کر چکی تھیں۔ انگریز عالم جنسیات جان سوم کا کہنا ہے' ۱۹۵۰ء سے پہلے کا بوسہ آج کا جنسی عمل بن چکا ہے۔ یونیورسٹی آف مشی گان کے ایک پروفیسر نے گولیوں کے جائزہ میں پایا کہ وہ حمل کو روکنے میں بری طرح ناکام ثابت ہوئی ہیں اور عام خیال کے مطابق وہ عورتوں کے لیے جنسی اجازت نامہ نہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن سکیں' اکثر وہ ناجائز حمل میں مبتلا پائی گئی ہیں۔

عورت مرد کے مقابلہ میں جنسی قیدی زیادہ ہے۔ اس کو جبری مادریت اور نامطلوب حمل کا شکار ہونا پڑتا ہے' اور یہ چیز اس کی ساری آزادیوں کو بے معنی بنا دیتی ہے۔ جدید میڈیکل سائنس حیاتیاتی بندھن سے اس کو نکالنا چاہتی ہے' اور بہت کچھ کامیاب بھی ہوئی ہے' مگر مانع حمل گولیوں کے دیگر اثرات کا مسئلہ اب بھی باقی ہے۔ اس کے علاوہ اب بھی دسیوں ہزار غیر مطلوب حمل رہ جاتے ہیں' جن کے لیے اسقاط کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ امریکہ کی ۱۶ ریاستوں نے اسقاط کے معاملہ میں کسی حد تک عورت کو قانونی آزادی دے دی ہے' اگرچہ ہر ریاست کے قانون میں کچھ نہ کچھ فرق ہے۔ تاہم شخصی اختیار کا حق ہر ایک نے تسلیم کیا ہے"۔

عورت اور یورپ کے موضوع پر درج کردہ بیشتر تفصیلات مولانا وحید الدین خاں صاحب کی کتاب "خاتون اسلام" سے ماخوذ ہیں۔ مزید تفصیلات کے شائقین وہاں ملاحظہ فرمائیں)

مساوات مردوزن' عورت نے اپنا نام بھی گنوا دیا

"تحریک نسواں کے علمبرداروں کا کہنا ہے کہ وہ تمام الفاظ جو مردوں کے غلبہ کو ظاہر کرتے ہیں' وہ سب مردوں کی ایجاد ہیں' اور ان کو بالکل ختم کر دینا چاہیے' یہ لوگ زبانوں کا نیا لغت تیار کرنے کا مشورہ دیتے ہیں۔ مثلاً مرد کے لیے مسٹر نکسن اور عورت کے لیے مسز نکسن کے بجائے دونوں کا الگ الگ نام لیا جائے' اور مسٹر اور مسز ان کے ناموں کے ساتھ لگایا جائے۔ اسی طرح چیئر مین کے بجائے چیئر پرسن۔"

مگر انہیں کیا علم کہ یہ اسلام ہی ہے جس نے عورت کا علیحدہ تشخص برقرار رکھا ہے۔ خدیجہ' خدیجہ ہے۔ عائشہ' عائشہ ہے۔ فاطمہ' فاطمہ ہے' وہ مسز محمدؐ اور مسز علی کے نام سے نہیں جانی جاتیں۔ ان کا اپنا نام ہی ان کی پہچان ہے۔ ایسی پہچان' ایسا تشخص اور ایسی عزت و عظمت تو صرف اسلام سے ہی وابستہ ہے۔ اس لیے تحریک نسواں اور مساوات مردوزن کے علمبردار اگر اپنے نعروں میں واقعی مخلص ہیں اور وہ واقعی عورت کو اس کا حقیقی مقام و مرتبہ' عزت و عظمت' قدر و قیمت اور آزادی و تشخص دلوانا چاہتے ہیں تو اسلام کا دامن محبت آج بھی ان کا منتظر ہے!

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عورتوں پر ظلم و ستم:

"وطن عزیز کی بے شمار ماڈرن خواتین امریکہ اور یورپ کو آئیڈیل سمجھتی ہیں' لیکن بچوں کے ساتھ ساتھ جس مخلوق پر یورپ نے سب سے زیادہ ظلم کیا ہے وہ عورت ہے۔ مختلف وجوہ کی بنا پر جنسی بھوک نے ایسی غیر معمولی صورت اختیار کر لی ہے کہ کسی بھی عمر میں نہ عورت کی عزت محفوظ ہے نہ اسے کوئی تحفظ حاصل ہے۔ ایک سروے کے مطابق امریکہ کی ساٹھ فیصد لڑکیوں نے بتایا کہ انہیں پہلا جنسی تجربہ باپ یا بھائی سے حاصل ہوا۔ سترہ سال کی نو عمر لڑکی جب عملی زندگی میں داخل ہوتی ہے تو اسے روزگار کے ساتھ ساتھ بیک وقت کئی کئی مردوں کے ساتھ تعلقات استوار کرنے پڑتے ہیں' مگر تحفظ یا سکون نام کی کوئی چیز اسے حاصل نہیں ہوتی۔

چنانچہ "جرنل آف میڈیکل ایسوسی ایشن" کی ایک تحقیقی رپورٹ کے مطابق امریکہ کی ہر چوتھی عورت کو اپنے شوہر یا بوائے فرینڈ سے زدوکوب ہونا پڑتا ہے اور بعض اوقات پٹائی کی شدت کا یہ عالم ہوتا ہے کہ بچاری عورتیں جان سے ہاتھ دھو بیٹھتی ہیں چنانچہ امریکہ میں ایسی عورتوں کی تعداد چار کروڑ سے بھی زائد ہے جن کو نہایت بے رحمی سے پیٹا گیا ہے۔

("خبریں" لاہور ۲ اکتوبر ۱۹۹۲ء)

امریکہ میں خواتین پر ظلم و ستم کا یہ عالم ہے کہ ایک امریکی مصنفہ این جانز کی تحقیق کے مطابق امریکہ میں ہر سال ۲ ہزار بیویاں شوہروں کے ہاتھوں قتل ہو جاتی ہیں اور عجیب بات یہ ہے کہ قتل کی سزا زیادہ سے زیادہ چھ سال قید ہوتی ہے لیکن اگر مسلسل ظلم و ستم سے تنگ آ کر کوئی عورت مرد کو قتل کر دے تو عورتیں بچاری ضمانت نہ ہونے کی وجہ سے پچاس پچاس سال تک جیلوں میں سڑتی رہتی ہیں۔ ("پاکستان" ۲۹ جولائی ۱۹۹۱ئ)

اٹلی کے بارے میں ایسی ہی خبر ہے "گلف نیوز" نے نیوز ایجنسی اے ایف پی کے حوالے سے انکشاف کیا ہے کہ وہاں ہر تیسری عورت اپنے شوہر سے اس طرح پٹتی ہے کہ اسے ہسپتال میں داخل ہونا پڑتا ہے۔ ایسی عورتوں کی کم از کم تعداد آٹھ لاکھ سالانہ ہے۔

("جنگ" لاہور ۲۸ ستمبر ۱۹۹۱ء)

سویڈن' برطانیہ اور جرمنی میں بھی صورت حال اس سے مختلف نہیں ہے۔ برطانیہ میں عورتوں کی مار پیٹ کے واقعات کا اندازہ ایک انگریز خاتون ایرن پنری کی ان کوششوں سے لگایا جا سکتا ہے جو وہ بے سہارا اور خاوندوں کے ظلم و ستم کی شکار خواتین کی مدد کے لیے کر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہی ہے۔ ۱۹۷۱ء میں ایرن پنزی نے "خواتین کی امداد" کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا تھا۔ اس وقت سے اب تک وہ متعدد پناہ گاہیں قائم کر چکی ہے۔ وہ جونہی نئی پناہ گاہ کھولتی ہے دیکھتے ہی دیکھتے بھر جاتی ہے چنانچہ وہ زیادہ سے زیادہ اقوام اور اراضی کی جستجو میں لگی رہتی ہے۔ ایرن پنزی نے اپنے مشاہدات پر مبنی کئی کتابیں بھی مرتب کی ہیں جن کا عنوان ہے "آہستہ رو پڑوسی سن لیں گے"۔ ان کتابوں میں عورتوں اور بچوں کے بارے میں بیسیوں ہولناک داستانیں بیان کی گئی ہیں۔ (ہفت روزہ "تکبیر" کراچی ۲۰ جولائی ۱۹۸۴ء)

سویڈن کے مرکزی ادارہ شماریات نے ۱۹۸۲ء میں جو اعداد و شمار جاری کیے ان کے مطابق ۸۰ لاکھ کی آبادی میں عورتوں پر شدید تشدد کے ۲۸۲۰۰ واقعات تھانوں میں درج کرائے گئے۔ سویڈن کے ایک ماہر جرمیات لیف پرسن کے اندازے کے مطابق ہر سال بیویوں کی پٹائی کے اڑھائی سے تین ہزار واقعات کی رپورٹ پولیس چوکیوں پر کی جاتی ہے۔ جب کہ اس قسم کے تیس ہزار واقعات کہیں درج نہیں ہوتے۔ لیف پرسن کا خیال ہے کہ سویڈن میں بیویوں کو زدوکوب کرنے کی ہر سال اڑھائی لاکھ سے زیادہ وارداتیں ہوتی ہیں' جن کے نتیجے میں ۴۰ سے ۶۰ تک عورتیں ہلاک ہو جاتی ہیں۔ تشدد کی اس کثرت کے باوجود صرف چار سو افراد کو سزا ہوتی ہے۔ ان میں سے صرف ۲۰ فیصد مرد جیل جاتے ہیں۔

(ہفت روزہ "تکبیر" کراچی ۱۱ جولائی ۸۴ء)

یورپ میں عورت کی مظلومیت کا یہ عالم ہے کہ ۳۵ برس سے زیادہ عمر کی عورتیں شدید ڈیپریشن میں مبتلا ہیں کہ ان کے خاوند اور بوائے فرینڈ ان سے قطع تعلق کر کے نوجوان لڑکیوں کے پیچھے بھاگنے لگتے ہیں۔ چنانچہ شدید ذہنی صدمات کے نتیجے میں امریکہ میں کم از کم ستر ہزار عورتیں ہر سال حرکت قلب بند ہو جانے سے یا دماغ کی رگ پھٹ جانے سے یکایک مر جاتی ہیں۔

بوڑھی عورتوں کی حالت سب سے بدتر ہے' وہ ترستی رہتی ہیں کہ وہ اپنے بیٹوں یا بیٹیوں کی رفاقت میں زندگی کے دن پورے کریں اور ان کی منت سماجت کرتی ہیں کہ انہیں گھر کی ڈیوڑھی پر یا کسی برآمدے میں بستر جمانے کی اجازت دے دیں تاکہ وہ اپنے پوتوں' پوتیوں' نواسوں اور نواسیوں سے دل بہلا سکیں مگر بیچاریوں کی شنوائی نہیں ہوتی اور وہ "اولڈ ایج ہومز" میں نہایت کسمپرسی کی حالت میں دم توڑ جاتی ہیں۔

یورپ کے مرد کی خود غرضی دیدنی ہے۔ اس ٹھنڈے براعظم میں وہ خود تھری پیس سوٹ پہنتا ہے' مگر عورتوں کو منی سکرٹ پہننے پر مجبور کرتا ہے۔ سکینڈے نیوین ممالک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ناروے ' سویڈن ' ڈنمارک) کی ائیر لائنز کی ائر ہوسٹوں نے ایک مرتبہ کمپنی کی انتظامیہ سے استدعا کی کہ ان ملکوں میں یوں بھی شدید سردی پڑتی ہے مگر بہت بلندی پر جا کر اس میں اور اضافہ ہو جاتا ہے ' اس لیے انہیں سکرٹ کی بجائے گرم پاجامے پہننے کی اجازت دی جائے ' مگر انتظامیہ نے اس درخواست کو مسترد کر دیا۔

عورتوں کی آزادی ' احترام اور مرد و زن کی مساوات کے دعوے دار یورپی اقوام نے عورت کے ساتھ جو بہیمانہ سلوک روا رکھا ہے اس کی ایک اور دردناک تصویر "ٹائم میگزین" کی تفصیلی رپورٹ میں نظر آتی ہے۔ جس کے مطابق جرمنی ' چیکوسلواکیہ ' رومانیہ ' ہنگری اور بلغاریہ کی بڑی بڑی شاہراہوں پر فاحشہ عورتیں قطار باندھے کھڑی دکھائی دیتی ہیں۔ برلن اور پراگ کو ملانے والی بارہ سو کلو میٹر طویل شاہراہ غالباً دنیا کا ارزاں ترین اور طویل ترین جنسی اڈہ ہے جہاں سے گزرنے والوں کو نہایت سستی عیاشی کے لیے نوخیز اور حسین و جمیل لڑکیاں مل جاتی ہیں۔ ("نوائے وقت" لاہور ۲۶ جون ۱۹۹۳ء)

۱۵ ستمبر ۹۲ء کو سی این این نے ایک رپورٹ میں بتایا کہ امریکہ میں ہر دوسری عورت پر مجرمانہ حملہ ہوتا ہے۔ حالت یہ ہے کہ امریکہ کے بڑے بڑے بارونق شہروں کے پارکوں میں آئے دن صبح کے وقت نوجوان لڑکیوں کی برہنہ لاشیں پڑی ہوئی ملتی ہیں۔ '

(تبلیغی جماعت کے ایک رکن کا خط مطبوعہ ماہنامہ "الرشید" لاہور دسمبر ۹۱ء)

ہندوستان اگرچہ ایک مشرقی ملک ہے ' مگر اپنی معاشرت کے حوالے سے مغرب کے خاصا قریب ہوتا جا رہا ہے اور پاکستان کے برعکس اگرچہ وہاں ایک مضبوط و مستحکم سیاسی نظام کارفرما اور تعلیم بھی کہیں زیادہ ہے لیکن وہاں عورت کے ساتھ جو سلوک ہو رہا ہے اس کی جھلکیاں ملاحظہ کیجیے۔

نئی دہلی کے قومی تحقیق بیورو برائے جرائم کی رپورٹ کے مطابق:

بھارت میں ہر دو گھنٹے بعد ایک عورت جہیز کم لانے کی وجہ سے قتل کر دی جاتی ہے۔

ہر ۴۵ منٹ پر ایک عورت سے زیادتی ہوتی ہے۔

ہر ۲۶ منٹ بعد ایک عورت سے دست درازی ہوتی ہے۔

ہر ۳۳ منٹ کے بعد ایک عورت کو ایذا پہنچائی جاتی ہے۔"

(از محترم ڈاکٹر عبدالغنی فاروق صاحب بحوالہ ماہنامہ "بیدار ڈائجسٹ" مئی ۱۹۹۵ء)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 10

بچوں کی حالتِ زار

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بچوں کی حالت زار:

"چمنستان حیات کے گلہائے تازہ یعنی معصوم و نوخیز بچوں پر جس قدر ظلم ترقی یافتہ اور امیر کبیر ملکوں میں ہو رہا ہے وہ عہد حاضر کی تاریخ کا عجیب و غریب المیہ ہے۔ اندازہ کیجئے کہ امریکہ کے چالیس فیصد بچے والدین سے محروم ہیں اور ایسے بچوں کی تعداد کم از کم سو تین کروڑ (۳۲ ملین) ہے جن کا کوئی پرسان حال نہیں۔ بہ الفاظ دیگر یا تو یہ بچے حرامی ہیں یا ان کے والدین گھریلو جھگڑوں اور منشیات کی وجہ سے انہیں چھوڑ چکے ہیں۔

("جنگ" جمعہ میگزین یکم جنوری ۹۲ء)

امریکہ کی ایک کمیٹی نے جو بچوں کو ایذا رسانی سے بچانے کے لیے قائم کی گئی ہے' ایک جائزہ رپورٹ شائع کی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ ۱۹۹۲ء میں امریکہ کے مختلف علاقوں میں ۳۰ لاکھ بچے ایذا رسانی کا شکار ہوئے جن میں سے ۲۶۱۱ بچے جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ کمیٹی نے اپنی رپورٹ میں بچوں کو بے تحاشا مارنے پیٹنے' جنسی جارحیت کا نشانہ بنائے' کاشتکاری میں زیادہ محنت کرانے' امریکہ کے بڑے شہروں میں غیر اخلاقی ماحول اور خاندانی جھگڑوں کا ذکر کیا ہے اور بتایا ہے کہ کس کس طرح سے بچوں کو ذہنی اور جسمانی اذیتیں دی جاتی ہیں۔

("خبریں" ۱۰ اپریل ۱۹۹۳ء)

ترقی یافتہ برطانیہ میں بچوں کو سمگل کر کے ان کے اعضاء فروخت کر دیے جاتے ہیں:

برطانیہ کا نام ان چند ملکوں میں شامل ہے جن کا تعلق بچوں کی سمگلنگ سے ہے۔ یہ انکشاف برازیل میں تبدیلی قلب کے لیے بچوں کی سمگلنگ کرنے والے ایک گروہ کے منظر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عام پر آنے کے بعد ہوا جب برازیل کی پولیس نے دو ہفتے کے ایک بچے کی سمگلنگ کی کوشش ناکام بنا دی۔ اس بچے کو فرینکفرٹ کے راستے لندن لایا جا رہا تھا جہاں اسے فروخت کیا جانا تھا تاکہ اس کا دل کسی امیر شخص کے بچے کے دل کی جگہ لگایا جا سکے۔ بین الاقوامی منڈی میں سمگلر ایک صحت مند بچے کو سات ہزار پاؤنڈ میں فروخت کرتے ہیں گردے کی قیمت ۲۵ ہزار پاؤنڈ اور دل کی قیمت ۵۵ ہزار پاؤنڈ تک ہے۔ ("جنگ" لاہور ۷ ۱۲گست ۱۹۹۴)

عرب نیوز جدہ کی رپورٹ (مطبوعہ ۵ اپریل ۸۵ء) کے مطابق امریکہ میں ہر سال کم و بیش پندرہ لاکھ بچے گم ہو جاتے ہیں جن میں سے کم از کم پچاس ہزار کا تو پتہ ہی نہیں چلتا کہ انہیں آسمان کھا گیا یا زمین نگل گئی۔ اس سلسلے میں سنگدلی اور تیرہ باطنی کی ایسی مثالیں سامنے آئی ہیں جو بڑی ہی رقت انگیز اور روح فرسا ہیں۔

کوئی دو سال قبل یعنی ۱۹۹۱ء میں اخبارات میں ایک خبر شائع ہوئی تھی جس کے مطابق امریکہ میں ایک شخص گرفتار ہوا' جس نے اعتراف کیا کہ وہ اب تک گیارہ بچوں کو جنسی تشدد کے بعد ہلاک کر چکا ہے۔ جب اس سے لاشوں کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ دس ہزار ڈالر فی لاش وصول کیے بغیر وہ لاشوں کی نشاندہی نہیں کرے گا' البتہ وہ گیارہویں لاش کا کچھ نہیں لے گا اور وہ ایک لاکھ ڈالر پر اکتفا کرلے گا۔ چنانچہ پولیس نے اسے ایک لاکھ ڈالر ادا کیے اور اس نے گیارہ لاشوں کی نشاندہی کر دی۔ اہم بات یہ ہے کہ جب ان بچوں کے والدین نے مختلف طریقوں سے مطالبہ کیا کہ امریکہ میں سزائے موت بحال ہونی چاہیے تو ماہرین قانون نے اسے سنگ دلانہ اور ناقابل عمل مطالبہ قرار دیا۔ ("جنگ" ۲۰ فروری ۹۴ء)

میرے ایک عزیز دوست پروفیسر نجیب اللہ چند سال پہلے اعلیٰ تعلیم کے لیے شکاگو (امریکہ) گئے۔ انہوں نے بتایا کہ وہاں ان کی موجودگی کے دوران شکاگو کا میئر گرفتار ہوا۔ وہ بھی نو عمر لڑکوں کو ورغلا کر اپنے گھر لے جاتا اور بدفعلی کے بعد انہیں قتل کر کے لاش تہ خانے میں پھینک دیتا۔ چنانچہ گرفتاری کے بعد اس کے تہ خانے سے ۳۲ بچوں کی گلی سڑی لاشیں برآمد ہوئیں..... لیکن اس کے باوجود میئر کے وکیل نے بڑے دھڑلے سے کہا کہ میرا موکل رہا ہو جائے گا اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ امریکہ میں بڑے سے بڑا مجرم بھی جلد رہا ہو کر باہر آ جاتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بچوں کی گمشدگی کے حوالے سے "عرب نیوز" نے جو بھیانک مثالیں دی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ فلوریڈا کے ایک تاجر جان فیلش کا اکلوتا چھ سالہ بچہ ایک ڈیپارٹمنٹل سٹور سے گم ہو گیا اور دو ہفتے کے بعد اس کا سر ۱۶۰ کلومیٹر دور ایک ویرانے میں پڑا ہوا ملا۔ اسی طرح کیلی فورنیا کی ایک دو سالہ بچی اغوا کر لی گئی اور تین سال کے بعد الاکا میں ایک ۵۸ سالہ شخص سے برآمد ہوئی۔ وہ بدبخت اس معصوم بچی کو اپنی ہوس کا نشانہ بناتا رہا تھا۔

ہفت روزہ "تکبیر" کراچی میں (۷ ستمبر ۱۹۸۴ء) امریکی بچوں کے بارے میں ایک مفصل رپورٹ شائع ہوئی تھی۔ اس میں بتایا گیا تھا کہ امریکہ میں چھوٹے بچوں پر جنسی تشدد کا تناسب کہیں بڑھ گیا ہے اور ایک اندازے کے مطابق ہر سال پچاس لاکھ بچے اس تشدد کا نشانہ بنتے ہیں۔ حد تو یہ ہے کہ ایک شقی القلب سکول کلرک نے اس سلسلے میں ایک کتاب لکھ ماری جس کا عنوان ہے۔ How to have sex with a kid یعنی "ایک بچے سے جنسی تعلق کس طرح قائم کیا جا سکتا ہے۔"

"اعداد و شمار کے مطابق پورے امریکہ کی ۲۸ فیصد لڑکیاں ۱۴ برس کی عمر تک پہنچنے سے پہلے ہی درندگی کا شکار ہو جاتی ہیں جبکہ ۱۸ برس کی عمر سے پہلے ۳۸ فیصد لڑکیاں ہوس کا نشانہ بنتی ہیں۔ ان اعداد و شمار کا مکروہ ترین پہلو یہ ہے کہ یہ بدنصیب بچے زیادہ تر اپنے رشتہ داروں کے ہاتھوں مجرمانہ حملوں کا نشانہ بنتے ہیں۔ حملوں کے مرتکبین کی ۲۰ فیصد تعداد سوتیلے باپوں پر مشتمل ہوتی ہے جب کہ ۱۵ فیصد چچا یا ماموں اپنے بھائی اور بہنوں کی اولاد کو اپنی ہوس کا نشانہ بناتے ہیں۔ ساڑھے چار فیصد تعداد ایسے والدوں کی ہے جو اپنی اولاد کی عصمت دری میں مصروف ہیں۔ ڈھائی فیصد سے زیادہ افراد اپنے چھوٹے بھائی بہنوں سے بدسلوکی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ حال ہی میں ٹیکساس میں ایک شخص کو اپنی پانچ سالہ پوتی پر مجرمانہ حملہ کرتے ہوئے گرفتار کیا گیا ہے۔ ("تکبیر" ۷ ستمبر ۸۴ء)

ظاہر ہے یہ اعداد و شمار پرانے ہیں ورنہ صورت حال پہلے سے کہیں زیادہ گھمبیر ہو گئی ہے۔ چنانچہ ۱۵ ستمبر ۹۲ء کو سی این این نے اپنی ایک رپورٹ میں بتایا کہ امریکہ میں ۶۰ فیصد بچوں پر ان کے قریبی عزیز یعنی باپ یا بھائی وغیرہ جنسی تشدد کرتے ہیں۔

اس سلسلے میں روزنامہ "پاکستان" کی یہ خبر بھی چونکا دینے والی ہے کہ ایڈیسن (امریکہ کے ایک ڈے کیئر سنٹر میں سنٹر کے انچارج رابرٹ کیلی نے مختلف وقتوں میں بائیس بچوں پر مجرمانہ حملہ کیا۔ بچوں کی عمریں ۲ سے ۷ سال تک تھیں۔ ("اخبار مذکور" ۲۳ اگست ۱۹۹۱)

مغربی تہذیب کے دوسرے بڑے مرکز برطانیہ میں بھی بچوں کی صورت حال کم و بیش

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسی ہی ہے۔ وہاں سو سال قبل بچوں پر ظلم و ستم کے تدارک کے لیے ایک قومی سوسائٹی بنائی گئی تھی، جس کی شاخیں برطانیہ کے طول و عرض میں قائم ہیں، مگر اعداد و شمار سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس سوسائٹی کو اپنے مقاصد میں خاطر خواہ کامیابی نہیں ہوئی اور ۱۹۸۳ء میں اس کے پاس ۸۳۸۴۴ کیس آئے۔ ایک بڑا خوفناک واقعہ پیش آیا جب ایک عورت نے اپنی بچی پر کھولتے ہوئے پانی کی کیتلی اٹھا کر پھینک دی۔ اس عورت پر مقدمہ چلایا گیا اور عدالت نے اسے ۲ سال کے پروبیشن پر چھوڑا۔ سوسائٹی کے ایک نمائندے نے بتایا کہ ہر تیسرا کیس خود والدین بھیجتے ہیں۔ بتایا گیا ہے کہ جب بچے قابو سے باہر ہو جاتے ہیں تو والدین سوسائٹی سے رو رو کر مدد کی اپیل کرتے ہیں۔ ("جنگ" لاہور، ۱۵ جولائی ۱۹۸۴ء)

ہفت روزہ "تکبیر" (کراچی ۲۹ نومبر ۸۵ء) میں لندن کے جاوید اقبال خواجہ کا ایک طویل مکتوب شائع ہوا جس میں انہوں نے برطانیہ میں بچوں پر ظلم و ستم کی دلخراش داستان رقم کی ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ برطانیہ میں ہر ہفتے ایک بچہ اپنے والدین کے ہاتھوں ہلاک ہوتا ہے اور ہر سال چھ ہزار بچے اپنے ماں باپ کے ہاتھوں بے رحمانہ تشدد اور مار پیٹ کا نشانہ بنتے ہیں۔ یہ صرف ان بچوں کے اعداد و شمار ہیں جن کے کیس رپورٹ ہوتے ہیں ورنہ بے شمار بچے تو ایسے ہیں جن پر والدین کے تشدد کی کہانی ان کی موت کے بعد ہی دنیا کو معلوم ہوتی ہے۔

جاوید اقبال خواجہ لکھتے ہیں کہ مردم شماری کرنے والے محکمہ کے جاری شدہ اعداد و شمار کے مطابق انگلینڈ میں پیدا ہونے والے ہر ہزار بچوں میں سے ناجائز بچوں کی تعداد ۱۸۵ ہے جبکہ لندن کے بعض علاقوں میں پیدا ہونے والے ایک تہائی بچے ناجائز ہوتے ہیں۔ برطانیہ میں ہر سال دس ہزار سے زائد لڑکیاں، جن کی عمر ۱۶ سال یا اس سے کم ہوتی ہے، حاملہ ہوتی ہیں جن میں سے دو تہائی اپنے بچے ضائع کر دیتی ہیں۔ نو عمر (TEENAGER) ماؤں کی اس قدر کثیر تعداد نے بچوں کے مسئلے کو بہت سنگین بنا دیا ہے جس کے باعث تشدد کے واقعات میں اضافہ ہو رہا ہے"۔

اور یہ خبر بھی پڑھ لیجئے کہ برطانیہ کے "چلڈرن ہومز" جرائم کی نرسری بن گئے ہیں جہاں منتظمین نہ صرف خود بچوں پر جنسی تشدد کرتے ہیں بلکہ ان سے جسم فروشی بھی کراتے ہیں۔ برطانوی اخبار روزنامہ "انڈی پنڈنٹ" کے مطابق بریڈ فورڈ کے ۱۸ چلڈرن ہومز (بچوں کے اصلاحی ادارے) کے بارے میں بریڈ فورڈ سٹی کونسل کے حکم پر تحقیقات کی گئیں تو پریشان کن حقائق کا انکشاف ہوا۔ پتہ چلا کہ منتظمین نے ان اداروں کو باقاعدہ قحبہ خانوں میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تبدیل کر دیا ہے' جہاں بچوں پر نہ صرف وہ خود جنسی تشدد کرتے ہیں بلکہ انہیں جسم فروشی پر مجبور کر کے آمدنی کا ذریعہ بھی بنا لیتے ہیں۔ رپورٹ کے مطابق ان "چلڈرن ہومز" کی حالت بڑی ہی خستہ و خراب تھی' غلیظ و خستہ کمرے' شکستہ دیواریں' ٹوٹا ہوا فرنیچر' دروازوں کے تالے نہیں تھے اور کھڑکیوں کے' شیشے ناپید تھے۔ آرام دہ ماحول اور تحفظ نام کی کوئی چیز وہاں موجود نہ تھی۔ دیگر لوگوں کے علاوہ ہر بڑی عمر کا بچہ چھوٹوں پر جنسی تشدد کرتا ہے اور تشدد کا نشانہ بننے والے اکثر بچوں کی عمر دس سال سے کم تھی"۔ (روزنامہ "پاکستان" ۱۱ اکتوبر ۱۹۹۱ء)

تمام تفصیلات محترم ڈاکٹر عبدالغنی فاروق صاحب کے شکریے کے ساتھ شائع کی جا رہی ہیں۔ یہ تمام تفاصیل ان کے مقالہ "یہ ہے مغربی تہذیب" شائع کردہ ماہنامہ "بیدار ڈائجسٹ" مارچ اور مئی ۱۹۹۵ء سے ماخوذ ہے۔)

بوسنیا کے فاقہ کش اور دہشت زدہ بچے

۵۰ ہزار مسلم بچے اور اغیار کی سازش

"بوسنیا ہرزیگووینا میں جنگ سے متاثر ہونے والے معصوم بچوں کی خستہ حالی اور بربادی بادی النظر میں افسوسناک دکھائی دیتی ہے لیکن ان کے پریشان حال چہروں میلے کچیلے بالوں اور بڑھے ہوئے ناخنوں کے پیچھے دکھوں کی ان گنت داستانیں ہیں جن کا ادراک صاحب بصیرت لوگ ہی کر سکتے ہیں۔ بوسنیا کے ستم رسیدہ بچے نہ صرف گھر اور خاندان سے محروم ہیں بلکہ انہیں بنیادی حقوق بھی میسر نہیں۔ سابق یوگوسلاویہ کے ان تباہ حال بچوں کے دکھوں کے کچھ عکس ٹی وی سکرین پر دکھائے جاتے ہیں۔ ایک ایسے منظر میں ایک بچے عامر

زیبو کی وہ چیخیں کون بھول سکتا ہے جب سرجن اسے بے ہوش کیے بغیر ہی اس کی پشت سے توپ کے گولے کے ٹکڑے نکال رہا تھا۔ اس معصوم کی چیخ و پکار کو کیسے بھلایا جا سکتا ہے جو مہاجرین سے بھرے ہوئے ایک ٹرک سے گر پڑا تھا اور اس یقین کے ساتھ قافلے کے پیچھے بھاگ رہا تھا کہ وہ اسے پیچھے چھوڑ کر نہیں جائیں گے۔ سربرینکا کے ان فاقہ زدہ بچوں کو کیونکر فراموش کیا جا سکتا ہے جو بھوک کے ہاتھوں گھاس کے تنکے کھانے پر مجبور تھے۔ یہ وہ بدقسمت بچے ہیں جنہوں نے زندگی کی ابتداء میں محبت' تحفظ اور معصومیت دیکھی اور آج محرومیوں' اذیتوں اور ناقابل بیان خوف کا عذاب دیکھ رہے ہیں۔ پناہ گزینوں کے ہوسٹل میں یہ بے حس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و حرکت اور نڈھال بچے محدود دائروں میں بیٹھے دکھائی دیتے ہیں۔ یہ بچے نہ کھیلتے ہیں نہ مسکراتے ہیں۔ سہمے ہوئے رہتے ہیں' شرارت نہیں کرتے۔ حتیٰ کہ اب وہ مزید رو بھی نہیں سکتے کہ ان میں رونے کی سکت ہی باقی نہیں رہی۔ اس کی وجہ صرف یہی نہیں کہ انہوں نے ناقابل یقین حالت کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا ہے بلکہ وہ بھوک سے بے جان اور لاغر ہو چکے ہیں۔ ان کے لیے ایندھن' غذا اور کمبل کی فراہمی مایوس کن ہے۔ پاؤں کے لیے جوتے تو خواب کی سی بات ہے۔ امدادی سامان مہیا کرنے والے اداروں کی سرتوڑ کوشش کے باوجود راستوں کی مشکلات کی وجہ سے پناہ گزین ہر وقت اس تشویش میں مبتلا رہتے ہیں کہ انہیں آئندہ کھانے پینے کی چیزیں کب ملیں گی۔

سربرانیکا میں اقوام متحدہ کے خوراک کے قافلے کو پہاڑوں میں پناہ لینے والوں کے لیے ۷۵ ہزار ٹن خوراک لانے سے روک دیا گیا۔ بعض چھوٹی چھوٹی تنظیمیں جنگ زدہ قصبوں اور دیہات میں خوراک اور طبی سہولتوں کی فراہمی کی کوشش کرتی رہتی ہیں یہ وہ لوگ پہلے کروشیا اور سلووینیا میں کام کرتے رہے اور اب بوسنیا میں سرگرم عمل ہیں۔ وہ راتوں کی تاریکی اور سناٹے میں اور بعض اوقات آتش و آہن کی بارش میں چھوٹی چھوٹی گاڑیوں اور سائیکلوں کے ذریعے دیہاتوں میں پناہ لینے والے بھوکے بچوں تک خوراک پہنچاتے ہیں اور اس وعدے کے ساتھ رخصت ہو جاتے ہیں کہ وہ پھر آئیں گے۔ وہ مجبور و محصور لوگوں کو احساس دلاتے ہیں کہ انہیں بھلایا نہیں گیا۔ یہ لوگ کھانے کی خشک چیزیں لاتے ہیں تاکہ پکانے کی ضرورت نہ ہو۔ اس کے علاوہ وہ صابن اور ٹوتھ پیسٹ بھی دے جاتے ہیں تاکہ لوگوں کی پیٹ بھرنے کے ساتھ صحت و صفائی کی ضرورتیں بھی پوری ہو سکیں۔ بوسنیا کی ان دیہی پناہ گاہوں میں صرف بچے اور بوڑھے ہی دکھائی دیتے ہیں اور ان پر جنگ کے اثرات انتہائی سنگین اور تکلیف دہ ہیں۔ انسانوں کی تعداد روز بروز کم ہو رہی ہے۔ جو کچھ بچوں پر گزر رہی ہے وہ اس پر یقین کرنے سے قاصر ہیں اور وہ یہ بھی نہیں جانتے کہ انہیں کہاں جانا ہے۔ ان میں کھیلنے کی توانائی باقی نہیں رہی۔ چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں ایک دوسرے سے چمٹے ہوئے' سہمے ہوئے بھوکے اور خوفزدہ بچوں کو دیکھ کر حساس روح کانپ اٹھتی ہے۔ بعض بچے کئی ماہ سے تہہ خانوں میں زندگی گزار رہے ہیں۔ بعض کھنڈر عمارتوں میں آپ کو خاموش اور کھوئے کھوئے نوعمر دکھائی دیں گے جن کی حالت زار دیکھ کر انجانے خطرے کا احساس ہوتا ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ بوسنیا اور کروشیا میں زیادہ تر بچے بھوک سے مر رہے ہیں۔ امدادی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جماعتوں کو بھی علم ہے کہ سرحدی دیہات میں پناہ گزین بچے فاقوں کے باعث ایک ایک کر کے موت کی آغوش میں جا رہے ہیں۔ ایک امدادی ایجنسی کے سربراہ ڈیوڈ کرب نے کہا کہ ان بچوں کے مستقبل کے بارے میں سوچتے ہوئے کھلونوں اور کھیل کے میدانوں کا خیال آتا ہے لیکن امن کا وہ زمانہ ابھی بہت دور ہے جب یہ بچے بھی خوش ہو کر کھیلیں گے۔ اس وقت تک ہمیں ان بچوں کو کم از کم زندہ رکھنے کے لیے ان کی مدد کرنا ہوگی"۔

(بحوالہ ماہنامہ "بیدار ڈائجسٹ" لاہور' مئی ۱۹۹۳ء)

"سرب مظالم کے بارے میں اقوام متحدہ کے ادارہ برائے اطفال کی مرتب کردہ رپورٹ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ رپورٹ امریکہ' ناروے اور ترکی کے ماہرین نے مرتب کی ہے۔

"لڑائی کی تباہ کاریاں شکستہ اور تباہ شدہ عمارتوں سے تو واضح ہیں لیکن نفسیاتی اور غیر مرئی تباہی کہیں زیادہ رہی جس سے مسلمانوں کے تقریباً ۸۵ ہزار بچے متاثر ہوئے۔ ان ۸۵ ہزار بچوں پر جنگ کے اثرات کا اندازہ لگانے کے لیے اقوام متحدہ کے ادارہ برائے اطفال نے امریکہ' ناروے اور ترکی کے ماہرین کو زحمت دی جنہوں نے بچوں کی حالت کے بارے میں بڑی ہولناک رپورٹ دی ہے۔ مبصرین کے درمیان اس بات پر اتفاق پایا جاتا ہے کہ جیسا خون خرابہ اس جنگ کے دوران دیکھنے میں آیا' اس سے قبل ایسی مثال نہیں ملتی۔ یونیسف کے مسٹر سٹیفن لی سٹورا اس گروہ میں شامل تھے جس نے سراجیوو کا دورہ کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اس سے پہلے اتنے ہولناک مناظر نہیں دیکھے۔ مسٹر سٹیفن نے کہا کہ میں ویت نام' کمبوڈیا' لبنان اور افغانستان جیسے جنگ زدہ علاقوں کا دورہ کر چکا ہوں مگر جو کچھ میں نے سابق یوگوسلاویہ میں دیکھا وہ میری نگاہوں سے پہلے کبھی نہیں گزرا۔

میں اور میرے رفقاء کار نے خواتین اور بچوں کے خلاف اتنی جارحیت کا کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا"۔

(بحوالہ ماہنامہ "بیدار ڈائجسٹ" لاہور' جنوری ۹۳ء)

"۱۸ مئی ۹۲ء کو پندرہ ہزار سے زائد بچوں کا قافلہ کروشیا سے گزرا اور بعد میں یہ بچے یورپی ممالک بھیج دیئے گئے۔ کروشیا کے ایک سفارتکار نے بتایا کہ "سفارت اطفال" کے نام پر لائے جانے والے ان بچوں کی تعداد کا کسی کو علم نہیں ہوتا تھا۔ بعدازاں انہیں روسی ٹرانسپورٹ کے طیاروں کے ذریعے نامعلوم مقامات پر بھجوا دیا جاتا تھا اور اب ان بچوں کا کوئی سراغ نہیں مل رہا ہے۔ ان بچوں کی کل تعداد کم از کم ۲۰ ہزار ہے جب کہ دیگر ذرائع ان کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعداد پچاس ہزار تک بھی بتاتے ہیں۔ بوسنیا کے ہزاروں پریشان حال والدین ان بچوں کی تلاش میں ہیں اور بوسنیا کے نائب وزیر برائے مہاجرین سعید زیشور کے مطابق اب جب کہ اس سازش کا بھید کھل گیا ہے تو کوشش جاری ہے کہ ان بچوں کو بازیاب کرایا جا سکے تاکہ مسلمانوں کی نسل کو اپنی شناخت کھونے سے بچایا جا سکے۔

بوسنیا ہرزیگوویتا میں مسلمانوں کی موجودہ نسل کے قتل عام کے بعد آئندہ نسلوں کو بربادی سے ہمکنار کرنے کی سازش پر عمل ہو رہا ہے۔ بوسنیا ہرزیگوویتا میں منظم قتل عام کے دوران میں مختلف ذرائع سے دوسرے محفوظ مقامات پر پہنچ جانے والے کم سن بچوں کو غیر اسلامی ممالک میں فروخت کیا جا رہا ہے۔ نسل پرست سرب رہنماؤں کے اس انتقام کا پہلا مرحلہ مسلم باشندوں کا قتل عام اور دوسرا مرحلہ مسلمان خواتین کی منظم عصمت دری تھی جس کے ذریعے باقاعدہ منصوبے بنا کر مسلمانوں کی نسلوں کو آلودہ کرنے کی کوشش کی گئی۔ اسی سازش کا تیسرا مرحلہ بوسنیا کے مسلمان بچوں کی مغربی و غیر اسلامی ممالک کو ترسیل تھی تاکہ غیر مسلم گھرانوں اور معاشروں میں پرورش پانے والے مسلمان شیر خوار بچے مذہبی و ثقافتی حوالے سے اپنی شناخت کھو کر مغربی غیر اسلامی تہذیب کا حصہ بن جائیں۔ حال ہی میں ایسے شواہد اور ثبوت سامنے آئے ہیں جن سے سربوں کے ان بدترین اقدامات کی تصدیق ہو گئی ہے۔ اطلاعات کے مطابق بوسنیا میں انتہائی بدامنی کے زمانے میں یورپی باشندے "سفارت اطفال" کے نام پر بوسنیا کے بیس ہزار سے بھی زائد بچوں کو محفوظ مغربی ممالک لے گئے تھے اور خیال تھا کہ بعد میں یہ بچے اپنے گھروں کو لوٹ سکیں گے لیکن حالیہ اطلاعات کے مطابق ان بچوں کو لاولاد غیر مسلم گھرانوں کے ہاتھوں فروخت کیا جا رہا ہے۔ اس سلسلے میں جنوبی افریقہ کے ایک تاجر کا نام سرفہرست ہے جس نے باقاعدہ ایک بچے کی قیمت چھ ہزار مارک مقرر کر دی ہے۔ اس کاروبار کا سرغنہ سربیا کا ایک ۴۹ سالہ باشندہ وشکو تولیش ہے جو قبل ازیں بوسنیا کی وزارت داخلہ میں ملازم تھا لیکن بچوں کی تجارت میں ملوث ہونے پر اسے برطرف کر دیا گیا تھا"۔ (بحوالہ بیدار ڈائجسٹ دسمبر ۹۴ء)

فلسطینی نونہالوں پر اسرائیلی مظالم --- ایک جائزہ رپورٹ

سویڈش تحفظ بچگان فاؤنڈیشن (Swedish Save The Children Foundation) نے ایک جائزہ اور سروے رپورٹ مرتب کی ہے جس میں یہ الزام لگایا ہے کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقبوضہ فلسطین میں جاری تحریک جہاد اسلامی "انتفاضہ" کی بڑھتی ہوئی مقبولیت کے ساتھ ساتھ اسرائیلی فوجی دستوں نے فلسطینی بچوں پر باقاعدہ منظم انداز سے ظلم کا آغاز کر دیا ہے اور معصوم بچوں پر اس ظلم و بربریت میں روز افزوں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

بچوں کی حفاظت کے لیے ایک سویڈش تنظیم نے فلسطینی بچوں پر اسرائیلی مظالم سے متعلق ایک ہزار صفحات پر مشتمل اپنی رپورٹ میں کہا ہے کہ "انتفاضہ" کے آغاز کے پہلے دو سالوں میں ۱۶ سال سے کم عمر تقریباً ۱۵۹ بچوں کو شہید کر دیا گیا' جبکہ پچاس ہزار سے تریسٹھ ہزار کے درمیان فلسطینی بچے اسرائیلی فوج کی گولیوں' آنسو گیس کے گولوں اور ڈنڈوں کی مار پیٹ سے زخمی ہوئے۔

فلسطینی بچوں پر اسرائیلی فوج کی یہ زیادتیاں دراصل اسرائیل کی یہودی حکومت کی تحریک جہاد اسلامی (انتفاضہ) کو بالجبر دبانے کی کوششوں کا ایک حصہ ہیں۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ تحریک جہاد کو کمزور کرنے کے لیے معصوم بچوں کو تختہ مشق بنانے کی اسرائیلی حکومت کی یہ پالیسی انتہائی شدید بے رحمانہ 'کثیرالجہت اور تسلسل سے جاری ہے' جبکہ غیر جانبدار ذرائع ابلاغ جب اسرائیلی فوجیوں کی ان سفاکانہ حرکتوں کو منظر عام پر لاتے ہیں تو اسرائیلی حکومت سیخ پا ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ اسرائیل کے فوجی ذرائع نے بڑی برہمی سے ان حقائق پر مبنی واقعات کی سختی سے تردید کرتے ہوئے کہا' "ایسی کوئی کارروائی کی ہی نہیں گئی اور نہ ہی آنسو گیس سے کوئی ایک بچہ بھی جاں بحق ہوا۔" جبکہ حقیقت یہ ہے کہ "انتفاضہ" کے آغاز کے پہلے ہی سال اکتیس بچوں کو بے دردی سے موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ اسرائیلی انسانی حقوق کی تنظیموں نے از خود ۷ سال سے جاری تحریک جہاد کے دوران فلسطینی بچوں کے قتل پر شدید نکتہ چینی کی ہے..... جبکہ اسرائیلی حکومت بڑی ڈھٹائی سے غیر انسانی کارروائیوں اور فلسطینی بچوں کے اس قتل عام سے انکار کر رہی ہے۔ رپورٹ پر تحقیق کرنے والے ایک امریکی باشندے این نکسن Anne Nixon نے لکھا ہے کہ بچوں کو یہ اذیت صرف گولیوں اور ڈنڈوں سے ہی نہیں پہنچائی جاتی' بلکہ وسیع پیمانے پر اجتماعی سزاؤں کے ذریعے بھی انہیں نقصان پہنچایا جاتا ہے۔ جس میں طویل عرصے کے لیے کرفیو کا نفاذ' فلسطینی گھروں کا انہدام اور سکولوں کی بندش بھی شامل ہیں۔

بچوں سے متعلق سویڈش تنظیم کے سیکرٹری جنرل تھامس ہمربرگ ThomesHammarberg رپورٹ کے تعارفی نوٹ میں رقم طراز ہیں:۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"فلسطینی بچوں کے ساتھ اس سفاکانہ سلوک کو محض چند اسرائیلی فوجیوں کے انفرادی غلط رویے کا نام دے کر حقائق سے پہلو تہی نہیں کی جا سکتی' بلکہ یہ تو انتہائی وسیع پیمانے کی کارروائیاں ہیں جنہیں بڑے منظم انداز سے طے شدہ منصوبہ بندی کے ساتھ عمل میں لایا جاتا ہے اور اسرائیلی فوجیوں کا فلسطینی بچوں پر یہ بہیمانہ ظلم دراصل اسرائیلی حکومت کی پالیسی کا آئینہ دار ہے اور ان کی سوچی سمجھی منصوبہ بندی کا غماز ہے۔"

"دریائے اردن کے مغربی کنارے اور غزہ کی پٹی پر یہودیوں کے غاصبانہ قبضے کے خلاف فلسطینیوں کی تحریک مزاحمت کے ردعمل کے طور پر اسرائیلی فوجیوں کا فلسطینی بچوں پر ظلم و ستم اور زیادتیوں کے جرم کی ذمہ داری تمام تر اسرائیلی حکومت پر عائد ہوتی ہے... اور کسی طور پر بھی اسرائیلی حکومت کو اس مذموم فعل سے بری الذمہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔"

رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ فلسطینی بچوں کی شہادت کے واقعات کو اگر ایک ایک کر کے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ وہ شورش یا مزاحمت کے موقع پر وہاں موجود ہی نہیں تھے... اور یہ اسرائیلی فوج کے "عادلانہ نظام" کی ایک واضح جھلک ہے رپورٹ میں مزید کہا گیا ہے کہ:

فلسطینی عوام کی ان فلسطینی بچوں کی حفاظت میں درپیش مشکلات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اسرائیلی حکومت اور قانون نافذ کرنے والے فلسطینی بچوں کے قتل کی تصدیق کے بعد صرف ایک فوجی کو اس جرم میں حوالہ زنداں کیا گیا۔ رپورٹ مرتب کرنے والے امریکی شہری نکسن رقم طراز ہیں:

"اس رپورٹ کی تحقیق و تفتیش کرنے والوں نے دستاویزی ثبوت فراہم کیے ہیں' بچوں کو بلاامتیاز ان کے گھروں میں گولیوں کا نشانہ بنایا گیا۔ ان پر ڈنڈے برسائے گئے اور گھروں میں ان پر آنسو گیس کے شیل پھینکے گئے --- مزید برآں بچوں کو گلیوں میں کھیلتے ہوئے زدوکوب کیا گیا۔ سکول کے کلاس روم میں جا کر انہیں مارا پیٹا گیا اور ضروریات زندگی کی اشیاء خریدنے کے لیے دکانوں پر جاتے ہوئے روک کر ان پر تشدد کی وارداتیں کی گئیں۔"

رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے: "دستاویزی ثبوت اس بات کی کھلی شہادت پیش کرتے ہیں کہ اسرائیلی فوجیوں کی اکثریت کے نزدیک فلسطینی بچوں کی زندگی کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔"

بچوں کے تحفظ کی سویڈش فاؤنڈیشن نے اپیل کی ہے کہ بین الاقوامی سطح پر فلسطینی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بچوں کی حفاظت کی ضمانت دی جائے اور اس سلسلہ میں عالمی سطح پر حقوق انسانی کے اداروں کو اپنے فرائض انجام دینے چاہئیں۔ رپورٹ کو بیس تفتیش کرنے والے افراد نے مدون کیا ہے۔

"بیت سلیم" Bet Selem اسرائیلی حقوق انسانی کا ایک ایوارڈ یافتہ گروہ ہے جس کا کہنا ہے کہ "تحقیقات کے مطابق" ۱۰۲ اداروں کی جانبداری' ناانصافی اور نااہلی کو مدنظر رکھتے ہوئے عالمی برادری کا یہ فرض اولین ہے کہ وہ فلسطینی بچوں کے تحفظ اور انہیں اسرائیلی فوجیوں کے پنجہ استبداد سے نجات دلانے کے لیے فوری اور ہنگامی نوعیت کی کارروائی کرتے ہوئے ایک مستقل لائحہ عمل تشکیل دے۔"

سویڈش تنظیم کی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ۱۵۹ فلسطینی شہید بچوں میں سے ۹۴ فیصد بچوں کو اسرائیلی فوجیوں نے براہ راست گولی کا نشانہ بنایا' جبکہ ۳۹ فیصد بچوں کی موت علاج کی سہولیات تاخیر سے مہیا ہونے کے سبب واقع ہوئی۔ تاخیر کی وجہ یہ تھی کہ اسرائیلی فوجیوں نے زخمی بچوں کو ہسپتال پہنچانے میں رکاوٹ پیدا کی۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ صرف تین فیصد فوجیوں پر بچوں کے قتل کے مقدمات بنائے گئے۔ جن کی سزا محض "علامتی غفلت" قرار دے کر ختم کر دی گئی۔ رپورٹ کے اعداد و شمار کے مطابق انتفاضہ کے آغاز سے اب تک ۵۰,۰۰۰ زخمی فلسطینی بچوں کا علاج کیا گیا--- جن میں ۷۴ فیصد کو مار پیٹ کے ذریعے زخمی کیا گیا جبکہ ۲۱ فیصد آنسو گیس سے زخمی ہوئے اور ۲۲ فیصد گولیوں کے ذریعے زخمی کیے گئے۔

فلسطین کے ان معصوم بچوں کا قتل عام دنیا بھر کے مسلمانوں سے بالخصوص اور حقوق انسانی کے اداروں سے بالعموم تقاضا کرتا ہے کہ وہ انسانی حقوق کی اس بدترین پامالی پر ملعون اور درگاہ خداوندی سے روندی ہوئی مخلوق---- یہودی---- کا عملی محاسبہ کرتے ہوئے میدان عمل میں نکل آئیں۔ ظلم کے خلاف سینہ سپر ہو جائیں اور امریکہ' برطانیہ' فرانس اور استعماری قوتوں کی "ناجائز اولاد" سے فلسطین کی مقدس سرزمین کو پاک کر دیں اور انہیں ان کے منطقی انجام تک پہنچاتے ہوئے دربدر کی ٹھوکریں کھانے اور ذلت و مسکنت کی زندگی گزارنے پر مجبور کر دیں"۔

(پندرہ روزہ "بیت المقدس" ۱۶-۱۷ ستمبر ۹۴' ص ۳۹ تا ۴۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک لبنانی بچے کا امریکی خاتون اول کے نام خط

فلسطینی بچوں پر مظالم کی اس رپورٹ کے بعد اسی تناظر میں دل تھام کے یہ خط بھی پڑھ لیجئے کسی بھی صاحب دل کے لیے یہ بلا تبصرہ ہی کافی ہے۔ اس معصوم کو کیا معلوم تھا کہ وہ اک مسلمان بچہ ہے اور اسے ختم کرنے کے لیے یہ "جرم" ہی کافی ہے۔ اگر اس بچے کو یہ علم ہوتا کہ آج کی دنیا میں امن' پیار محبت' آزادی اور حقوق انسانی کے الفاظ مسلمانوں کے لیے "بے معنی" ہیں (کیونکہ وہ کمزور اور منتشر ہیں) تو شاید وہ یہ خط لکھنے کی زحمت گوارا کئے بغیر ہی جنت کو سدھار جاتا

"محترمہ ہیلری کلنٹن

میں بے شمار زخموں سے چور ایک ہسپتال میں پڑا موت کا انتظار کر رہا ہوں۔ میں اپنی اس چھوٹی سی عمر میں کسی بھی قسم کے جرم کرنے کے قابل ہی نہیں مگر سزا مجھے ایک بڑے جرم کی سی مل رہی ہے۔ آپ کو یہ خط اس خیال سے لکھ رہا ہوں کہ آپ بھی ایک ماں ہیں اور آپ کی بھی ایک بچی ہے اور آپ شاید ان حالات اور کیفیات کو خوب سمجھ سکیں جن سے میری ماں آج کل گزر رہی ہیں۔ وہ میرے بستر کے قریب اس وقت بیٹھی پھوٹ پھوٹ کر رو رہی ہیں۔ مگر جب میری طرف نظر کرتی ہیں تو اپنی آنسوؤں کی لڑیوں کے درمیان مسکرانے کی ناکام کوشش کرتی ہیں۔

گھر پر اگر کبھی میں گر پڑتا یا مجھے کہیں چوٹ لگ جاتی تو میری امی اس چوٹ پر پیار کرتیں تو میں درد میں بہت کمی محسوس کرتا۔ مگر یہاں یہ حال ہے کہ میری امی میرے سارے جسم کو بوسوں سے اور محبت سے ڈھانپ لیتی ہیں مگر میری تکلیف اور میرا درد میرے اس چھوٹے سے جسم کے لیے ناقابل برداشت ہوتا جاتا ہے۔ قسم قسم کے ٹیوب میرے جسم کے مختلف حصوں ناک' منہ اور پیٹ سے آگے اور جا کے مجھے اذیت میں مبتلا کیے ہوئے ہیں۔ ۱۸ اپریل کو جب جنوبی لبنان کے قانا کے قصبے میں اقوام متحدہ کی امن فوج کے مرکز پر اسرائیلی بموں کی بارش ہوئی تو مجھے قریب کے ہسپتال کے سرجری وارڈ میں بھاگم بھاگ پہنچایا گیا۔ امی کا خیال تھا کہ اقوام متحدہ کے احاطے میں ہم لوگ محفوظ رہیں گے۔ ان کا خیال غلط نکلا' بموں سے کوئی نہیں چھپ سکتا!

کچھ رضاکاروں نے مجھے ملبے سے نکالا اور دوسرے زخمیوں اور لاشوں کے ساتھ ایک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایمبولینس میں ڈال دیا۔ میری امی بھی زخمی ہوگئی تھیں اور میرے ساتھ ہی گاڑی میں بٹھا دی گئیں۔ ان کی نظر جو مجھ پر پڑی تو بے ہوش ہوتے ہوتے بچیں۔ صرف چار برس کی عمر میں موت کو سامنے کھڑے دیکھنا بڑا مشکل کام ہے مگر چار برس کی عمر میں موت کے منہ میں چلے جانا تو اور بھی کٹھن ہے۔

ہسپتال کی کھڑکی سے درختوں پر چڑیاں چہچہاتی پھر رہی ہیں' بہار کا موسم ہے۔ امی لبنان میں بہار کی آمد سے بہت خوش ہوتی تھیں۔ پھول کھلتے ہری ہری گھاس آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچاتی' خنک اور تازہ ہوا فرحت بخشتی۔ امی خوش ہو کے کہا کرتی کہ میں ان کا چہیتا لڑکا ہوں۔ میری پیدائش پر وہ خوشی سے پھولے نہیں سماتی تھیں۔ کہا کرتی تھیں "تم میرے گھر کے "چھوٹے" مرد ہو۔ تمہاری آنکھیں گہری چمکدار بادامی اور بال کالے ریشم جیسے ہیں"

اس بار موسم بہار کے لیے میرے لیے خصوصی پروگرام بنا تھا۔ میرے والد پہلی بار مجھے قصبے سے باہر اپنے ساتھ لے جانے والے تھے۔ میں اس بات پر بہت خوش تھا کہ میرے ابا اب مجھے اس قابل سمجھتے ہیں کہ اپنے ساتھ سفر پر لے جایا کریں۔ وہ اس دفعہ بیروت میرے چچا کے گھر جا رہے تھے۔ وہاں وہ میرا تعارف کراتے کہ دیکھو میرا بچہ کتنا شاندار ہے۔

مگر میرے خیال میں اب میرا واحد سفر اس دنیا سے' میری امی کے کہنے کے مطابق' خوبصورت اور درد و تکلیف سے بالکل خالی جنت کی طرف ہوگا۔ میں سوچا کرتا تھا کہ امی کے پاس رہنا ہی میری جنت ہے اور میرے لیے یہی کافی ہے۔ میں نے ہسپتال کے لوگوں سے کہا کہ مرنے سے پہلے میں اپنی چھوٹی بہن کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ مگر انہوں نے بتایا کہ وہ بم سے اس طرح جل گئی ہے کہ اس کا اپنے بستر سے ہلنا بھی مشکل ہے۔ میں بھی اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتا۔ ہم دونوں اسرائیلی بم کے برابر نشانہ بنے تھے۔ میرے ابا' ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ بے ہوش پڑے ہیں۔ کاش کہ وہ جلد ہوش میں آ جائیں کہ کم سے کم ایک بار میں ان کو پھر دیکھ لوں۔

امن اور آشتی تو ہر بچے کا پیدائشی حق ہے۔ مسز کلنٹن برائے مہربانی مجھے اس کا جواب دیں کہ آخر کیا بات ہے کہ اسرائیلی بچوں کا امن و عافیت میں رہنا بہت ضروری اور اہم ہے۔ ان کی زندگی کی بہت اہمیت ہے مگر عرب بچوں کی زندگی..... ان کو جب چاہتے ہیں نشانہ بنا لیا جاتا ہے۔ میں لبنان کا باشندہ ہونے کی وجہ سے کوئی "کمتر" اور "غیر اہم" بچہ ہوں۔ اگر میں امریکی ہوتا تو دنیا والوں کی نظر میں میری زیادہ اہمیت ہوتی۔ کیا دونوں جگہوں کے بچوں میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی خاص فرق ہے۔ کیا خداوند تعالیٰ نے سارے بچے برابر نہیں پیدا کیے؟

میرے پیروں میں سخت تکلیف ہے مگر میری امی بتاتی ہیں کہ میرے پیر ہی نہیں۔ وہ دونوں بم سے اڑ گئے تھے۔ میرے پیٹ میں بھی سخت تکلیف ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر وہ لوگ میرے جسم سے کیا نکال کر لے گئے ہیں' مگر میرا سارا جسم درد اور جلن کا ایک لوتھڑا محسوس ہوتا ہے۔ بستر پر میں نے کوئی خاص جگہ نہیں گھیری ہے۔ میری قبر بنانا آسان ہوگا۔ ایک چھوٹی سی لحد کھودنے میں کتنی دیر لگے گی۔

میں ایک ایسی دنیا چھوڑ کر جا رہا ہوں جو بچوں کے لے بہت شقی القلب ہے اور نا انصاف بھی۔ میری بقیہ زندگی اس سے کہیں بہتر جگہ بسر ہوگی۔ جہاں "نسل" اور "قومیت" کے لایعنی تصور سے دور ہر شخص کی عزت نفس اور اس کے وقار کا خیال کیا جائے گا۔

خاتون اول! مجھ سے ناراض نہ ہوں کہ میں بہشت کی طرف سفر کر رہا ہوں۔ وہاں میں اپنے ابو اور امی کا انتظار کروں گا۔ پھر ان کے ہاتھ پکڑ کر ان کو بھی جنت لے جاؤں گا۔ آپ سے ایک درخواست ہے کہ اپنے شوہر صدر بل کلنٹن سے کہیں کہ میرے جیسے دوسرے بچوں کو پر فضا بہاروں میں ہنسنے کھیلنے کا موقع فراہم کریں کہ وہ ساری دنیا میں عام بچوں کی طرح پلے بڑھیں۔ ان بموں کو صرف چھوٹے عرب بچوں پر نہ گرایا جائے۔ عرب بچوں کو بھی اسرائیلی بچوں کی طرح ہنسی خوشی زندہ رہنے دیں۔ اس صورت میں شاید ہو سکتا ہے جس امن کی آپ بات کرتے ہیں' جس نے مجھے موت سے دوچار کر دیا ہے اور میرے جیسے سینکڑوں بچے اور بھی موت کے منہ میں جا چکے ہیں' اس امن میں حقیقی معنویت ہوگی۔

میری معصوم محبت اور احترام کے ساتھ

محمد ابراہیم"

نوٹ: "دو دن بعد ۲۰ اپریل کو ۴ سالہ محمد ابراہیم سدون کے ہسپتال میں زخموں کی تاب نہ لا کر انتقال کر گیا جو اسرائیلی بمباری کے نتیجے میں اس نے سہے تھے' اور جو اقوام متحدہ کے قنا کے احاطے میں جنوبی لبنان پر کی گئی تھی۔ اقوام متحدہ کے احاطے میں پناہ گزینوں کے اس قتل عام کے نتیجے میں محمد ابراہیم کے انتقال سے مرنے والوں کی تعداد ۱۰۲ ہوگئی تھی۔"

(ترجمہ محترم سید انوار احمد بلگرامی' بحوالہ "نوائے وقت" لاہور ۴ اکتوبر ۹۶ء)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بچوں سے جبری مشقت ' حقوق نسواں اور آلودگی جیسے مسائل کے پردے میں مسلمانوں بالخصوص پاکستان کے خلاف مغربی تعصب اور سازشوں کی داستان

پاکستان اور حقوق نسواں مغرب کی ایک نئی تحقیق

پاکستان میں ہر سال ۲ ہزار عورتیں زندہ جلا دی جاتی ہیں

"چند روز قبل بی بی سی ٹیلی ویژن پر خبروں کے دوران ایک منٹ کی ایک فلم دکھائی گئی جس کا موضوع پاکستان میں خواتین پر ہونے والے مظالم تھے۔ پروگرام کے مطابق ہر سال پاکستان میں دو ہزار خواتین زندہ جلا دی جاتی ہیں۔ عمومی طور پر معاشرے میں خواتین سے غیر انسانی سلوک کیا جاتا ہے اور ایک خاتون وزیر اعظم کی حکومت کے باوجود پاکستان میں عورتوں کا مقدر ذلت و خواری' پسماندگی و کسمپرسی' عدم تحفظ اور پریشان حالی ہے۔ فلم میں ایک خاتون کو (جو حلیہ سے غیر مسلم معلوم ہو رہی تھیں) کسی باغ میں ہلکے ہلکے جھاڑو سے زمین کو سہلاتے ہوئے دکھایا گیا کہ کیسا ظلم ہے کہ عورت سے یہ کام لیا جا رہا ہے۔ پھر ایک عیسائی "مظلومہ" کی قبر دکھائی گئی۔ قبر پر کراس لگا ہوا تھا۔ تاثر دیا گیا کہ کیسا اندھیر ہے۔ ایک اور منظر میں کسی گندی بستی کے جوہڑ اور تنگ گلیاں دکھائی گئیں۔ پروگرام کے درمیان میں این جی اوز کلچر کی پیداوار "عورت نما موٹی سی ایک شے" بھی دکھائی گئی جس نے کہا کہ ہمارے ملک میں عورت کی حیثیت بھیڑ بکریوں اور مویشیوں جیسی ہے اور معاشرہ مردوں کے تحکم و بالادستی کی بنیاد پر استوار ہے۔"

بچوں سے جبری مشقت اور ماحولیاتی آلودگی

"گزشتہ ماہ بارہ سالہ ایک عیسائی لڑکا کسی مقامی تنازعہ کا شکار ہو کر قتل کر دیا گیا لیکن عالمی ذرائع ابلاغ اور اس کے زیر سایہ چلنے والی پاکستان میں ایک خاص لابی نے اس نو عمر لڑکے کو "بچوں سے جبری مشقت لینے" (BONDED CHILD LABOUR) کے خلاف

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چلنے والی تحریک کے ہیرو کے طور پر پیش کیا اور قتل کا یہی سبب بتایا۔ اس مقتول عیسائی لڑکے کو کئی عالمی ادارے مختلف ایوارڈز دے رہے ہیں۔ اسی طرح کچھ عرصہ قبل دو عیسائیوں کو ایک عدالت نے توہین رسالت کے جرم میں سزا سنائی تھی۔ اس کے خلاف احتجاج کا زبردست طوفان برپا کر دیا گیا اور پاکستان کے این جی اوز کلچر سے وابستہ شخصیات سے لے کر عالمی استعماری اداروں تک نے خوب شور و غوغا کیا کہ پاکستان میں انسانی حقوق اور آزادی اظہار کا جنازہ نکال دیا گیا ہے۔ اس پروپیگنڈے سے متاثر یا متفق حکمرانوں نے عدالتی کارروائی کا مذاق بناتے ہوئے راتوں رات انہیں باعزت بری کروایا اور جہاز میں سوار کرا کے عازم فرنگ کر دیا۔ اب وہ دونوں عیسائی حضرات بین الاقوامی استعماری اداروں سے شاباشیاں وصول کرتے پھر رہے ہیں۔ پورا مغرب دیدہ و دل فرش راہ کر رہا ہے۔ ان کے خیر مقدم کے لیے فرنگی دل سینوں سے باہر اچھلے پڑ رہے ہیں۔

پچھلے سال بنگلہ دیش کی نام نہاد ادیبہ تسلیمہ نسرین نے جو "کارنامہ" سرانجام دیا اور اس نے مسلم دنیا میں جو ردعمل پیدا کیا' اس پر اسی تناسب سے وہ اہل مغرب کی نگاہ میں محترم معزز' قابل قدر اور لائق پزیرائی قرار پائی۔ اس کا ناول ادبی لحاظ سے پست تھا مگر اسلامی اقدار پر چوٹیں لگانے کی "خوبی" نے اسے ادب پارہ بلکہ "شہ پارہ" بنا دیا۔ اب وہ آرام سے دیار مغرب میں ہاتھوں ہاتھ لی جا رہی ہے۔ اسی سے ملتا جلتا معاملہ سلمان رشدی کا تھا۔ جس نے اسلامی تصورات کا مضحکہ اڑانے کے سوا انگریزی ادب کی کوئی خدمت نہیں کی تھی۔ مگر مسلمانوں میں سے ہو کر اسلام کا مذاق اڑا کر وہ بھی اہل فرنگ کی آنکھوں کا تارہ بن گیا۔ مصر کے نوبل انعام یافتہ عربی کے ادیب محفوظ کا بھی اصل کارنامہ اسلامی اقدار و روایات سے بغاوت پر مبنی اور باغیانہ تصورات کی آبیاری کرنے والی تحریریں ہیں جو اسے نوبل انعام کا مستحق بنانے کا سبب بنیں۔ آپ دنیا بھر سے ایسے دسیوں نمونے بہ آسانی تلاش کر سکتے ہیں۔ ان سب کو باہم ملایئے ایک ہی بات نظر آئے گی کہ اہل مغرب اسلام دشمنی اور مسلمانوں سے عناد کی آگ میں جل رہے ہیں۔ وہ اسلامی عقائد و اقدار کے خلاف ہر آواز' تحریک' کوشش' پلیٹ فارم اور شخصیت کے بہی خواہ' معاون' محافظ اور مددگار ہیں۔ انسان دوستی' بنیادی حقوق' آزادی اظہار رائے' آزادی عمل اور ان جیسے سارے خوشنما عنوانات صرف اسلام مخالف جذبات کی تسکین کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔

پاکستان میں کام کرنے والے لیکن خارجی ربط رکھنے والے متعدد ادارے اور کئی بین الریاستی ادارے پاکستان میں "بچوں سے جبری مشقت" لینے کے خلاف زبردست مہم چلا رہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ اس مہم کا اثر ادنیٰ درجے میں بھی بچوں سے نام نہاد "جبری مشقت" کے خاتمہ کی صورت میں برآمد نہیں ہو رہا۔ البتہ پاکستان کی کئی اہم مصنوعات کی برآمد دشوار تر ہو گئی ہے اور اربوں روپے سالانہ کے زرمبادلہ سے حاصل ہونے والی آمدنی کم ہوتی جا رہی ہے۔ اب تک کئی کروڑ ڈالر کے بیرونی سودے منسوخ ہو چکے ہیں۔ اس مہم کا خاص ہدف قالین بانی' سرجیکل اور اسپورٹس کی صنعتیں ہیں۔ سیالکوٹ شہریوں تو ملک میں الگ تھلگ' کم اہم اور پسماندہ سا شہر ہے لیکن جو ہر سال کروڑوں ڈالر نقد کما کر دیتا ہے۔ آج کل اس عالمی سازش کا خاص شکار ہے۔ الزام ہے کہ ان صنعتوں میں بچوں سے جبری مشقت لی جاتی ہے۔ دوسرے یہ ہے کہ مغربی استعماری کاروباری اداروں نے اشیاء کے معیار کے نام پر ایک نظام بنایا ہے جس کا نام ISO-9001 اور ISO-9002 ہے۔ اب الزام ہے کہ پاکستانی سرجیکل آلات اس نظام کی پابندی نہیں کرتے۔ چنانچہ کروڑوں روپے کی برآمد کم ہو گئی ہے۔ اسی طرح پاکستان ہر سال اربوں روپے کا چمڑا اور اس کی مصنوعات بھی برآمد کرتا ہے لیکن ماحولیاتی آلودگی کے نام پر اب اس میدان میں بھی پاکستان کو شدید دباؤ کا سامنا ہے۔ اس کا طریق کار بھی اصلاح احوال والا نہیں بلکہ لگتا ہے کہ اصل ہدف چمڑے کی انڈسٹری کا بھٹہ بٹھانا ہے۔ این جی اوز کلچر کے زیر اثر حکومت اور اس کلچر کے کارندے آلودگی کے مسئلہ کو بھی پوری سوسائٹی کے عمومی مزاج' عادت و اطوار' تربیت' معاشی و سماجی ڈھانچے جیسے اہم عناصر سے الگ کر کے ISOLATION میں لے رہے ہیں۔ بس جیسا اشارہ ملتا ہے' اسی کے مطابق تمام کڑیاں اپنی حرکتیں شروع کر دیتی ہیں۔ مثلاً امسال کراچی کے کورنگی انڈسٹریل ایریا میں واقع صنعت چمڑا سازی کو نوٹس دیا گیا ہے کہ قربانی کی کھالیں خریدنے اور پراسیس کرنے میں نہ گندگی نکلنی چاہیے اور نہ بدبو پھیلنی چاہیے۔ پورا شہر گندگی سے اٹا ہوا ہے مگر ہمارے ہاں کے ماحولیاتی حکام کو یہ شوق چرایا ہے کہ کھالوں کی پراسیسنگ پاک صاف ستھرے ماحول میں ہو۔ یہ آرڈر مقامی تھانے اور اسسٹنٹ کمشنر کے ذریعے جاری کروایا گیا ہے۔

مندرجہ بالا پیراگرافوں میں جو چند مثالیں دی گئی ہیں ان میں سے بعض ایسے امور سے متعلق ہیں جن کے بارے میں بات کرنا آسان نہیں۔ مطلب ہی کچھ کا کچھ بنا دیا جائے گا۔ مثلاً اس صفائی والے مسئلہ کو لیجیے۔ کون اس کی مخالفت کر سکتا ہے۔ ماحول کو پاک صاف ہونا چاہیے لیکن جس ملک میں لاکھوں بچے ننگے پاؤں اور کتاب و مکتب سے محروم ہوں وہاں کورنگی انڈسٹریل ایریا میں کھالوں کی صفائی کا سوال اچانک اٹھانا یا دیر و مالاکنڈ کی پہاڑیوں پر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گھاس اگانے کے لیے کسی اسکینڈی نیویائی ملک کا دس ملین ڈالر کا عطیہ بجا طور پر شکوک و شبہات پیدا کرتا ہے۔ اس ضمن میں یہ مثال بھی ہے کہ کراچی کے ساحل پر سبز کچھوؤں کے تحفظ کے نام پر بعض بیرونی ایجنسیوں نے لاکھوں ڈالر ریت میں ملا دیئے۔ کچھوؤں کا تو پتہ نہیں کہ کیا بنا۔ ہاں کراچی ایٹمی پاور پلانٹ کا خارج شدہ گرم پانی ضرور مانیٹر کیا جاتا رہا۔ جس کا مقصد یہ تھا کہ اس پلانٹ میں یورینیم کی افزودگی کا پتہ لگایا جائے۔

گزشتہ ایک عرصہ سے کئی بین الاقوامی این جی اوز کا "بچوں کی جبری مشقت" پر لٹریچر کثرت سے تقسیم ہو رہا ہے۔ اس معاملہ میں ظاہری پہلو متاثر کن ہے۔ کون ہو گا جو معصوم بچوں کے ساتھ جبریہ سلوک کو روا جانتا ہو گا۔ ظاہربیں افراد یا معاملہ کو سرسری طور پر لینے والے اصحاب اور اصل کھیل پر سنہرے پردے ڈالنے میں معاون حضرات تو اس معاملہ کو بالکل سادہ انداز میں پیش کرتے ہیں اور سارے پاکستان میں دندناتے پھرتے ہیں کہ یہ ہیں "بچوں سے جبری مشقت" (BONDED CHILD LABOUR) کے خلاف جہاد کرنے والے رضاکار و مجاہد (انہی کا ہیرو آنجہانی لڑکا اقبال مسیح قرار پایا ہے۔) ذرا اس معاملے کا گہرائی سے جائزہ لیجئے۔ پاکستان کا ہر وہ باشندہ جو یہاں کی عام زندگی سے ناواقف نہیں یا مراعات یافتہ طبقہ اشرافیہ (SOCIAL-ELITE) میں سے نہیں یہ بات بخوبی جانتا ہے کہ ہمارے ہاں جو لاکھوں بچے مزدوری کرتے ہیں ان کی ۳ قسمیں ہیں۔

(الف) پورے گھرانے کی اجتماعی معاشی سرگرمیوں میں شریک بچے۔

(ب) کسی ناگہانی مصیبت کے سبب بے سہارا ہو جانے کے بعد دو وقت کی روٹی کے لیے ہاتھ پاؤں مارنے والے بچے۔

(ج) پڑھنے لکھنے کے مواقع میسر نہ ہونے یا تعلیم گاہوں کے نامناسب ماحول کے سبب وہاں سے بھاگنے پر والدین کی طرف سے کسی کام کاج میں لگا دیئے جانے والے بچے۔

ایک چوتھی قسم بھی ہوتی ہے۔ اغوا شدہ بچے جو کسی خرکار کے باڑے میں بند ہوتے ہیں اور وہ ان سے جبری مشقت لیتا ہے یا بھیک منگواتا ہے۔ اس قسم کے بچے بھی ہزاروں ہوں گے۔ لیکن میں نے جتنا لٹریچر اس موضوع پر دیکھا ہے ان میں سے کسی میں اس قسم کے بچوں کے لیے کوئی بات نہیں ہوتی۔ البتہ کارگاہوں اور کارخانوں میں' کانچ انڈسٹری اور ہوٹل و گیراج میں کام کرنے والے بچوں سے ضرور ہمدردی جتائی جاتی ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ مجھے بھی کسی چائے خانے یا گیراج میں کوئی بچہ کام کرتا نظر آتا ہے تو کلیجہ پر چھری سی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چل جاتی ہے۔ لیکن اگر ان بچوں سے انٹرویو کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اگر ان سے یہ کام چھڑا دیئے جائیں تو ان کے گھروں میں فاقے ہوں گے۔ بے شک ان کارکن بچوں کے سیٹھ اچھا سلوک نہیں کرتے۔ مناسب معاوضہ بھی نہیں دیتے۔ یہ کام ان کی ذہنی و نفسیاتی ساخت پر بھی اثرات مرتب کرتا ہے۔ مگر یہ "سیٹھ" جو کچھ بھی دیتے ہیں' اس سے لاکھوں غریب گھرانوں کی آمدنی میں چار پیسے کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ مٹی کا دیا روشن ہو جاتا ہے' رات کی روٹی میسر آ جاتی ہے۔

یہاں میں اپنے ایک دوست کا تذکرہ ضرور کروں گا جو ایک خوشحال فیملی میں پیدا ہوئے۔ حالات کے الٹ پھیر نے ان کے خاندان کو میرپور خاص سے اجڑنے اور کراچی ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا۔ جب یہ خاندان کراچی آبسا تو میرے یہ دوست دوسری جماعت میں پڑھتے تھے اور خاندان کی کفالت کے ذمہ دار تھے۔ ان کی والدہ نے بچے کو اسکول سے نہیں چھڑایا۔ جب دوسری جماعت کا یہ بچہ اسکول سے دوپہر میں گھر واپس آتا تو اس کی والدہ چنے ابال کر تیار رکھتیں۔ وہ بچہ چنوں کا ٹوکرا لے کر محلہ کے بازار میں بیٹھ جاتا اور شام تک چنے بیچتا۔ اس طرح "جبری مشقت" کر کے پرائمری کا یہ طالب علم اپنے خاندان کی کفالت کرتا۔ یہ سلسلہ برسوں جاری رہا۔ لیکن "بانڈڈ چائلڈ لیبر" کے خلاف مہم بازی کرنے والے بتائیں کہ اگر وہ یہ نہ کرتا تو اس کے گھرانے کو فاقہ اور مفلسی سے کون نکالتا؟ آج میرے وہ دوست ماشاء اللہ گریجویٹ ہیں اور سرکاری ملازمت کرتے ہیں۔ ان کے برے دن بڑی حد تک دور ہو چکے ہیں۔ وہ اپنے اس ماضی پر فخر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتے ہیں کہ جب ان کی ننھی سی جان پر برا وقت لایا تھا تو ان کے مقابلے کی توفیق بھی بخش دی تھی۔

ہمارے پیٹ بھرے طبقے' این جی اوز کلچر کے کارندے اور اس کا شکار خواتین و حضرات انسانی ہمدردی جیسے الفاظ کی جگالی کرتے ہوئے جب فرماتے ہیں کہ "پاکستان میں ۱۹۹۳ء تک اسی لاکھ بچے جبری مشقت کر رہے تھے اور اس وقت نوے لاکھ ہو چکے ہیں اور خطرہ ہے کہ بہت جلد ان بچوں کی تعداد ایک کروڑ ہو جائے گی۔" تو یہ سن اور پڑھ کر ان میں سے بعضوں کی سادگی پر افسوس ہوتا ہے اور جو لوگ استعماری لائن کی پیروی کر رہے ہیں ان کے خلاف نفرت کی ایک لہر آتی اور رگ و پے میں سرایت کر جاتی ہے۔ معلوم نہیں یہ نوے لاکھ یا ایک کروڑ کی تعداد انہیں کیسے معلوم ہوئی؟ عام مشاہدہ تو اس کی تائید نہیں کرتا۔ ہمارے ملک کی "انسان دوست" تنظیمیں یا این جی اوز کی ساری ہائے وائے اور شور و غوغا اصلاح احوال کے لیے ہے نہ درد کے درماں کے لیے۔ بلکہ سیدھی اور صاف بات یہ ہے کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اصل ہدف استعمار کا معاشی' سیاسی اور تہذیبی غلبہ و اقتدار ہے۔ اگر ہمارے قالین پٹ جائیں' ان کی برآمد بند ہو جائے' ہمارے تیار کردہ آلات جراحی پڑے رہیں' اگر چمڑے سے تیار کردہ ہماری اشیاء نہ فروخت ہو سکیں' اگر ہماری صنعتوں کا تیار مال فالتو قرار پائے تو اس سے ہماری معاشی زندگی ابتر ہو جائے گی' ملک محتاج تر ہو جائے گا' سیاسی طور پر مایوسی' بددلی' افراتفری اور انارکی پھیلے گی۔ افسوس یہ ہے کہ روشن خیالی اور روشن ضمیری کے اعلیٰ عنوانوں سے ایک مراعات یافتہ طبقہ کچھ فیشن میں' کچھ مرعوبیت سے اور کچھ استعماری ساز باز کر کے پاکستان اور یہاں بسنے والی قوم کو کھوکھلا' تنہا اور بے دست و پا کر دینے کا مشن سنبھالے ہوئے ہے۔ ضرورت ہے کہ اس کے خلاف تحریک پیدا کی جائے' محاذ بنایا جائے اور قوم میں شعور کی بیداری کے لیے جتن کیے جائیں۔ اور مسلم دنیا میں بھی بلکہ تمام پسماندہ اور نیم پسماندہ اقوام میں شعور جگانے اور عملی مزاحمت کی دیوار اٹھانے کا کام کیا جائے؟

پچھلے پیراگرافوں میں ہم نے ماحولیاتی آلودگی کے ایشو پر بات کی تھی۔ اس حوالے سے ایک اور نکتہ غور طلب ہے۔ آلودگی چاہے پانی اور کھانے کی ہو یا جائے قیام کی' بستی اور گزرگاہ کی ہو یا زمین اور فضا کی --- ان حوالوں سے بڑا شور ہے اور صفائی پر بڑا زور ہے۔ جو کسی حد تک درست ہے۔ مگر کیا انسان کے باطن کی آلودگی' اس کے نفس اور نفسیات کی آلودگی' اس کے قلب اور جذبات کی آلودگی' اس کی روح اور احساسات کی آلودگی' اس کے جسم اور اخلاق کی آلودگی --- کیا ان عنوانات سے بھی کسی صفائی ستھرائی کی فکر ہے؟ کوشش ہے؟ مہم بازی ہے؟ ---- نہیں اور یقیناً نہیں!! بس یہی وہ تفریق ہے جو اسلام او لبرل ازم کو باہم جدا اور ممتاز و ممیز ثابت کرتی ہے۔ لبرل اور اباحیت زدہ تہذیب انسان کو پستی اور غلاظت میں گرنے اور گھرنے کے لیے چھوڑ دیتی ہے۔ انسان کو ہوس کا بندہ بنا دیتی ہے' بلند مقاصد اور ایثار سے غافل کر دیتی ہے' باطن کو تیرہ و تار کر دیتی ہے۔ جبکہ اسلام جو انسان بناتا ہے وہ بلند نظری' پاک ضمیری' پاک نگاہی' طہارت نفس اور اعتدال جذبات و احساسات کا مظہر ہوتا ہے۔ لہٰذا ضرورت ہے کہ اس عالمگیر کشمکش میں جو اسلام اور لبرل ازم میں ہو رہی ہے اور جو جدید ترین ذرائع ابلاغ کی لہروں پر سوار ہو کر کوچہ و بازار' گھربار اور یہاں تک کہ ڈرائنگ اور بیڈ رومز تک آ پہنچی ہے --- پورا منظرنامہ سامنے رہے۔ کسی معاملہ کو (چاہے وہ جامعہ کراچی کی فیسیں بڑھانے اور یوٹیلٹی بلز میں اضافہ کے معاملات ہی کیوں نہ ہوں) بغیر کسی تناظر کے نمودار ہونے والے واقعہ کے طور پر نہ لیا جائے بلکہ مغرب کی لبرل تہذیب اور اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تہذیب کے چوہدری یعنی مغربی استعمار کی مکاریوں' سازشوں' گھاتوں اور وارداتوں کو مجموعی طور پر دیکھا جائے تب حالیہ دنوں میں ہونے والے واقعات اور کارفرما قوتوں اور اداروں کے اقدامات اور ان کے محرکات کو سمجھا جا سکتا ہے۔ جب سمجھنے سمجھانے کا عمل آگے بڑھے گا تب انشاء اللہ زہر کا تریاق اور درد کا مداوا بھی ہو جائے گا۔ شعور عام ہو جائے تو پھر ایک ایک کو مطلوبہ کام یا اقدام بتانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ابھی تو ہماری یہ باتیں ہی اکثر کو بے مطلب یا جانبدارانہ یا مبالغہ پر مبنی لگتی ہیں۔ لیکن اطراف عالم میں ہونے والے واقعات ان باتوں کی طرف متوجہ بھی کریں گے اور ان کا قائل بھی۔ انشاء اللہ "۔

(از محترم شاہد ہاشمی صاحب' بحوالہ فرائیڈے سپیشل "جسارت" ۱۲ مئی ۱۹۹۵ء' ص ۱۹-۲۱)

اقوام متحدہ کی پابندیوں سے ۵ لاکھ عراقی بچے موت کا شکار ہو گئے

"لندن اقوام متحدہ کی عائد کردہ پابندیوں کی وجہ سے اب تک ۵ لاکھ سے زیادہ عراقی بچے لقمہ اجل بن چکے ہیں۔ برطانوی طبی جریدے کی حالیہ رپورٹ کے مطابق دو طبی ماہرین نے پچھلے دنوں عراق کا دورہ کیا تھا۔ انہوں نے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کہ ان پابندیوں کی وجہ سے اگست ۱۹۹۰ء سے عراق کے پانچ لاکھ ۶۷ ہزار بچے ابدی نیند سو چکے ہیں"۔ (غذائی پابندیاں لگا کر لاکھوں معصوم بچوں کو موت کی نیند سلانا کیا یہ بھی رواداری ہے)

(بحوالہ "نوائے وقت" ۱۴ دسمبر' ۱۹۹۵ء)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 11

یورپ کی رواداری اور بوسنیا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یورپ کی "رواداری" اور بوسنیا

انسانی حقوق و آزادی' امن و محبت' جمہوریت و روشن خیالی' تہذیب و ترقی' بردباری و رواداری یہ سارے خوبصورت الفاظ اور حسین و خوشنما دعوے بحیرہ ایڈریاٹک میں غرق ہو کے رہ گئے۔ مسلمانوں کو بنیاد پرست کہنے والی دنیائے عیسائیت تاریخ کے صفحات پر ایک دفعہ پھر دنیا کی سب سے بڑی بنیاد پرست قوم ہونے کا ثبوت رقم کر چکی۔ گردش دوراں نے الٹی زقند لگائی اور آج کی "مہذب و جدید" دنیا نے ایک دفعہ پھر اپنی آنکھوں سے اس صلیبی جنون کو دیکھا جس نے کبھی بیت المقدس میں مسلمانوں کا خون اس طرح بہایا تھا کہ بقول عینی شاہد (ریمانڈ ڈی ایگائلز) " خون سواروں کے ٹخنوں اور گھوڑوں کی رکابوں تک پہنچ رہا تھا۔" (میکاؤ۔ بحوالہ ہسٹری آف سارسینز۔ از سید امیر علی) آج کے ترقی یافتہ یورپ اور امریکہ نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ الفاظ اور اصطلاحات تو طاقت ور کے گھر کی باندیاں ہیں۔ حقیقت صرف یہی ہے کہ ہے "جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات"۔ کمزور کو امن عالم کے نام پر ذبح کر دو یا انسانی حقوق کے نام پر' جمہوریت کی آڑ میں اس کا گلا گھونٹ دو یا تہذیب و ترقی کے پردے میں' اسے بولنے کا حق نہیں اور اگر کمزور' کمزور ہونے کے ساتھ ساتھ مسلمان بھی ہوں تو پھران پر رواداری کی گولی بھی چلا دو انہیں باور کراؤ کہ تمہارا مذہب تمہیں رواداری کے نام پر ہر جبر سہنے کا درس دیتا ہے۔ اگر پھر بھی ان کے لب آزاد رہیں تو انہیں بنیاد پرست و دہشت گرد کہہ کر صفحہ ہستی سے مٹانے کا سرٹیفکیٹ عطا کر دو۔ آج کے بوسنیا کا جرم اور اس کے سوا کیا ہے کہ وہ خود کو مسلمان کہلانے پر مصر ہے۔ رنگ و نسل کے لحاظ سے گورے اور تہذیبی طور پر بھی یورپین ہونے کے باوجود ان کا خود کو مسلمان کہلانا عین یورپ کے اندر برداشت نہیں کیا جا سکتا۔

ظہور اسلام سے لے کر آج تک کی تاریخ عیسائیت اس بات پہ شاہد ہے کہ جب بھی دنیائے عیسائیت کے سر پر قوت اور اقتدار کا تاج آیا ان کا دماغ ٹھکانے نہ رہا۔ ان کے لیے امن و محبت' پیار و آشتی اور رواداری کی ساری انجیلی تعلیمات نہ صرف بے معنی ہو کر رہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئیں بلکہ حضرت مسیحؑ جیسے راست باز نبی اور روح اللہ کا یہ مذہب "اگر کوئی دائیں گال پر تھپڑ مارے تو بایاں اس سے آگے کر دو اور اگر کوئی قبا مانگے تو نیچے والا پیرہن بھی اسے دے دو" بھی بے وقعت ہو کر رہ گیا اور مسلمانوں کا خون بہانا ان کا پسندیدہ مشغلہ قرار پایا۔ ہاں اتنا ضرور ہوا اگر کہیں دنیا میں چھپکلی کی نسل معدوم ہونے لگی تو اس قوم نے پورے عالم میں شور مچانا شروع کر دیا' اس کے لیے فنڈز مختص ہونے لگے' اگر کہیں الو اداس ہونے لگا تو جنگلوں کی کٹائی روک دی گئی۔ شیروں' چیتوں' ہاتھیوں اور بھیڑیوں کی نسلوں کے تحفظ کے لیے بڑے بڑے محکمے بنا دیئے گئے مگر تاریخ عالم گواہ ہے کہ اس قوم نے انسانیت کی نسلیں خود اپنے ہاتھوں تباہ کیں۔ آج بھی عیسیٰؑ کے ماننے والے امن کے دعویداروں کو بوسنیا' فلسطین' کشمیر' بھارت' افریقہ' برما' یونان غرض کہیں بھی انسانیت کی تذلیل اور نسل انسانی کا مستقبل خطرے میں نظر نہیں آ رہا۔ نہ صرف تاریخ جانتی ہے بلکہ ہر حقیقت پسند مؤرخ اس اعتراف پر مجبور ہے کہ شان و شوکت' حکومت و سلطنت اور قوت و اقتدار کے ہوتے ہوئے بھی اگر کسی قوم نے مذہبی رواداری اور عظمت انسانیت کو مدنظر رکھا ہے تو وہ صرف اور صرف مسلمان ہیں بلکہ بعض اوقات انہیں اپنی اس رواداری کی بڑی بھاری قیمت بھی ادا کرنا پڑی ہے۔ آج کا بوسنیا بھی شاید سلطان محمد فاتح کی "رواداری" کی قیمت ادا کر رہا ہے۔ عیسائیوں کے ساتھ سلطان کی رواداری کا عالم یہ تھا کہ پروفیسر آرنلڈ بیان کرتے ہیں کہ:

"سلطان محمد ثانی نے قسطنطنیہ پر قبضہ کرنے اور شہر میں امن قائم کر لینے کے بعد اعلان کیا کہ میں یونانی کلیسا کا محافظ اور سرپرست ہوں۔ عیسائیوں کی ایذا رسانی کی سختی سے ممانعت کر دی گئی اور سلطان نے ایک فرمان جاری کیا جس کے بموجب قسطنطنیہ کے نئے بطریرک اور اس کے جانشینوں کو اور ان تمام اساقفہ کو' جو اس کے ماتحت تھے' ان کے تمام قدیم اختیارات اور ذرائع آمدنی' جو ان کو گزشتہ حکومت میں حاصل تھے' واپس کر دیئے گئے۔ جن قواعد و ضوابط سے وہ مستثنیٰ تھے' ان سے بدستور مستثنیٰ رکھا گیا۔ ترکوں کی فتح کے بعد قسطنطنیہ کا پہلا بطریرک گناد یوس تھا جس کو سلطان نے اپنے دست خاص سے وہ عصا عطا کیا جو اس کے منصب کا خاص نشان تھا۔ ہزار اشرفیوں کی تھیلی کے علاوہ اسے ایک گھوڑا بھی عنایت کیا جس کا ساز و یراق بڑا پر تکلف تھا اور جس پر سوار ہو کر وہ اپنے خدم و حشم کے ساتھ شہر میں نکل سکتا تھا۔ کلیسا کے پیشوا کا نہ صرف پورا پورا احترام قائم رکھا گیا' جیسا کہ عیسائی قیصر ملحوظ خاطر رکھتے تھے بلکہ اسے وسیع دیوانی اختیارات بھی دے دیئے گئے۔ مثلاً اس کی عدالت ان تمام

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمات کا فیصلہ کرتی تھی جس کے دونوں فریق مسیحی ہوں۔ وہ جرمانے کی سزا دے سکتی تھی اور مجرموں کو اپنے خاص قید خانوں میں مقید کر سکتی تھی اور بعض حالات میں سزائے موت بھی دے سکتی تھی۔ سلطنت کے وزیروں اور افسروں کو ہدایت تھی کہ وہ اس عدالت کے احکام اور فیصلوں کی تعمیل کریں۔ سابقہ بیزنطینی حکومت کی روش کے برعکس ترک حکام کلیسا کے مذہبی معاملات میں دست اندازی نہیں کرتے تھے بلکہ ان معاملات کا انصرام و انتظام پورے طور پر یا بطریرک کے ہاتھ میں تھا یا اس مجلس کے اختیار میں تھا' جس کو وہ جب چاہے بلا سکتا تھا اور اس کے ذریعے سے ان مسائل کو جن کا تعلق دین یا عقائد سے تھا' بغیر حکومت کی مداخلت کے طے کر سکتا تھا اور شاہی حکومت کے ایک مسلمہ افسر کی حیثیت سے بطریرک بے انصاف حکام کے کاموں سے سلطان کو مطلع کر کے مظلوموں کی دادرسی کر سکتا تھا۔

صوبہ جات میں جو یونانی اسقف تھے' ان کی بھی بہت عزت ہوتی تھی۔ چنانچہ دیوانی معاملات میں ان کو اتنے وسیع اختیارات حاصل تھے کہ موجودہ زمانے تک وہ اپنے حلقوں میں اپنے کام اس طرح سرانجام دیتے تھے گویا کہ وہ عیسائی آبادی پر ترکی حکام کی حیثیت سے متعین ہیں"۔

("دعوت اسلام" ص ۱۵۲)

یہ تھی وہ رواداری جس کے جلو میں ترک مسلمان بوسنیا میں داخل ہوئے تھے اور یہ رواداری بوسنیا کی مسیحی دنیا کے لیے بالکل ایک نیا تجربہ تھی اسی خوشگوار تجربے نے انہیں فوری طور پر اسلام کی طرف مائل کر دیا۔ اس کی کہانی بھی پروفیسر آرنلڈ کی زبانی سنیئے:

"ترکوں کی فتوحات سے پہلے ملک بوسنیا کے جو مذہبی اور معاشرتی حالات تھے وہ خاص توجہ کے لائق ہیں۔ یہاں کے اکثر لوگ عیسائیوں کے ایک فرقے سے تعلق رکھتے تھے جس کو بوگومیل کہتے تھے۔ تیرہویں صدی عیسوی سے رومن کیتھولک لوگوں نے ان کو اپنے ظلم و ستم کا نشانہ بنا رکھا تھا اور پوپ کئی مرتبہ ان کے خلاف جہاد کا اعلان کر چکا تھا۔ چنانچہ ۱۳۲۵ء میں پوپ جان دوازدہم نے شاہ بوسنیا کو اس مضمون کا خط لکھا:

"ہمارے عزیز فرزند امیر سٹیفن' شاہ بوسنیا کے نام۔ ہم اس بات سے آگاہ ہیں کہ تم کلیسا کے ایک وفادار بیٹے ہو' اس لیے ہم حکم دیتے ہیں کہ تم اپنی قلمرو میں ملحدوں کو نیست و نابود کر دو اور ہمارے مقرر کردہ محتسب فابین کی ہر طرح امداد اور اعانت کرو کیونکہ تمام اطراف و اکناف سے ملحدوں کا ایک جم غفیر بوسنیا کی ریاست میں جمع ہو گیا ہے۔ ان کو اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بات کی امید ہے کہ وہ وہاں اپنی شرم ناک ضلالتوں کا بیج بو سکیں گے اور امن و امان میں زندگی بسر کریں گے۔ ان لوگوں پر شیطان قدیم کے دجل و فریب کا گہرا رنگ چڑھا ہوا ہے اور وہ جھوٹ اور بے ایمانی کے زہر سے مسلح ہیں اور اپنی ظاہری سادگی کی نمائش کر کے اور عیسائیوں کا نام رکھ کر رومن کیتھولک لوگوں کے عقائد کو بگاڑ رہے ہیں۔ ان کی گفتگو کیکڑے کی طرح ٹیڑھی چال چلتی ہے۔ وہ عاجزی سے خاک پر رینگتے ہیں لیکن پوشیدہ طور پر لوگوں کے ایمان کو غارت کرتے ہیں۔ وہ در حقیقت گرگ ہیں جنہوں نے گوسپند کا لباس پہن رکھا ہے اور اپنی درندہ خصلت کو چھپا کر مسیح کی بھولی بھالی بھیڑوں کو دھوکہ دے رہے ہیں"۔

"پندرہویں صدی میں فرقہ بوگومیل کی تکلیفیں اس قدر ناقابل برداشت ہو گئیں کہ انہوں نے ترکوں سے التجا کی کہ ان کو ان کی زار و زبوں حالت سے نجات دلائی جائے' کیونکہ بوسنیا کے بادشاہ اور پادریوں نے اس فرقے پر اپنے ظلم و ستم کو اس انتہا تک پہنچا دیا تھا کہ اس فرقے کے چالیس ہزار لوگ بوسنیا سے بھاگ کر آس پاس کے ملکوں میں پناہ گزیں ہو گئے تھے۔ جو لوگ فرار ہونے میں کامیاب نہ ہو سکے ان کو پابہ زنجیر کر کے رومہ بھیج دیا گیا۔ لیکن ان سختیوں کے باوجود بوسنیا میں بوگومیل کی قوت زائل نہ ہو سکی۔ چنانچہ جب سلطان محمد ثانی نے بوسنیا پر فوج کشی کی تو کیتھولک بادشاہ کی رعایا نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا اور بوبو وائز کے شاہی شہر کے قلعہ کی کنجیاں وہاں کے حاکم نے' جو فرقہ بوگومیل میں سے تھا' ترکوں کے حوالے کر دیں۔ دیگر قلعوں اور شہروں نے بھی اسی مثال کی پیروی کی۔ چنانچہ ایک ہفتے کے اندر ۷۰ شہر سلطان کے قبضے میں آ گئے اور محمد ثانی نے بوسنیا کو بھی اپنے کثیر التعداد مفتوحہ ممالک میں شامل کر لیا۔ یہ گمان غالب ہے کہ بہت سے قدیم عیسائی خاندانوں کے جائز وارثوں نے' جن کو کیتھولک فرقے نے ان کے ملحدانہ عقائد کی بناء پر اپنی جائیدادوں سے بے دخل کر دیا تھا' ترک حکمرانوں کا مذہب اختیار کر کے اپنے قدیمی رتبے اور درجے کو دوبارہ حاصل کرنے کا موقع پایا۔ بوسنیا کے مسلمانوں نے اپنی قومیت کو قائم رکھا اور وہ اب تک اکثر سربی نام رکھتے ہیں اور صرف اپنی قومی زبان بولتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی انہوں نے اپنے نئے دین کے لیے ہمیشہ پرجوش سرگرمی کا اظہار کیا ہے۔ ان کے امراء نے اپنے سپاہیانہ اوصاف' اسلام کی محبت اور اپنے اثر و رسوخ کی بدولت قسطنطنیہ کے دربار میں بڑی قدر و منزلت حاصل کر لی تھی اور ان کے اکثر افراد سلطنت کے اہم عہدوں پر متعین ہوئے تھے۔ چنانچہ ۱۵۴۴ء اور ۱۶۱۱ء کے درمیانی عرصے میں بوسنیا کی قوم کے نو مدبر ترکی کے صدر اعظم

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے منصب پر سرفراز ہوئے"۔

("دعوت اسلام" ص ۲۰۱ تا ۲۰۴)

آج بوسنیا کے ساتھ سرب قوم نے جو کیا وہ ان کی ماضی کی روایات سے کچھ مختلف نہیں۔ ۱۷۰۲ء میں ان کے آباؤ اجداد نے مسلمانوں کو جس انداز میں صفحہ ہستی سے مٹانے کی سعی کی تھی بالکل وہی انداز آج بیسویں صدی کی اخیر دہائی میں اپنایا گیا۔

پروفیسر آرنلڈ مونٹ نیگرو میں اسلام کی اشاعت کا حال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"سترہویں صدی میں مونٹ نیگرو کے سرحدی اضلاع کے بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے' اور نزدیکی علاقوں کے ترکی حکام کی ملازمت میں منسلک ہو گئے۔ لیکن ۱۷۰۲ء میں اسقف دانیال پترووچ نے جو اس وقت ان کا حکمران تھا' تمام قبیلوں کو جمع کیا کہ اگر ان کے ملک اور ان کے دین کی بقاء کی کوئی امید ہو سکتی ہے تو وہ صرف اس امر پر موقوف ہے کہ جو مسلمان ان کے درمیان رہتے ہیں' ان کو نیست و نابود کر دیا جائے۔ چنانچہ کرسمس کی شام کو مونٹ نیگرو کے وہ تمام مسلمان نہایت بے دردی سے قتل کر دیئے گئے جو اسلام کو ترک کر کے عیسائیت اختیار کرنے کے لیے تیار نہ تھے"۔

("دعوت اسلام" ص ۲۰۱)

(واضح رہے کہ مونٹ نیگرو کو ترک قراطاغ یعنی جبل اسود کہتے تھے جو ان کا لفظی ترجمہ ہے۔ یہاں کے لوگ سرب قوم سے ہیں اور اکثر مشرقی آرتھوڈکس کلیسا سے وابستہ ہیں)۔

قارئین' آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ تاریخ خود کو کیسے دہرا رہی ہے' ۱۷۰۲ء میں اگر مسیحی حکمرانوں کو اپنی بقا مسلمانوں کے خاتمے میں نظر آ رہی تھی تو آج کا پورا یورپ بھی اپنی بقا ان مٹھی بھر نہتے لوگوں کو ختم کرنے میں دیکھ رہا ہے جو خود کو مسلمان کہتے ہیں۔

"سربیا کے وزیر داخلہ نے واضح طور پر کہا ہے کہ سرب اس شکست کا بدلہ لینا چاہتے ہیں جو ۱۳۸۹ء میں عثمانی ترکوں نے انہیں دی تھی۔ سرب وزیر داخلہ نے کہا کہ ہم نے ۶۵۰ سال تک اس موقع کا انتظار کیا تب کہیں جا کر یہ موقع ملا۔ عیسائی پادریوں نے ۱۳۸۹ء میں ترک مسلمانوں کے ہاتھوں مارے جانے والے عیسائی بادشاہ لازور کی قبر کو اکھاڑا اور اس کے تابوت کو سارے یوگوسلاویہ میں گھمایا اور عیسائیوں کو غیرت دلائی کہ تم مسلمانوں کی عیسائی دشمنی بھول چکے ہو حالانکہ وہ تمہارے محسن بادشاہ کے قاتل ہیں"۔

("ماہنامہ الاشرف" فروری ۹۳ء)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مگر آج ہم کس کی قبر اکھاڑیں، کس کا تابوت اٹھائیں کہ یہاں تو حضرت مسیحؑ کی "بھولی بھالی بھیڑیوں" کے ہاتھوں سرکٹی لاشوں کے انبار ہیں، ظلم و ستم کے ایک نہیں کئی مینار ہیں اور ہاں اگر کوئی تابوت اٹھا بھی لیں تو کیا ہو گا کہ یہاں تو انڈونیشیا سے مراکش تک کا عالم اسلام ایک وسیع و عریض قبرستان میں تبدیل ہو چکا ہے جس کے باسی آنکھوں سے اندھے ہو چکے ہیں، جن کے کان سماعت سے محروم، ذہن سوچ سے خالی، ہاتھ حرکت سے عاری اور پاؤں شل ہو چکے ہیں۔ جن کے دلوں پر اب کوئی دستک نہیں ہوتی جن کی آنکھوں کو اب لہو رنگ تصویریں بھی دکھائی نہیں دیتیں اور جن کے کانوں سے اب کوئی سماعت نہیں ٹکراتی۔ حتیٰ کہ سربیا کے صدر رودوں کدات زچ کا یہ بیان بھی ان کے جذبات میں کوئی ہلچل پیدا نہ کر سکا۔

"کہ ہم مسلمانوں پر گولی ضائع نہیں کریں گے بلکہ ان کے گلے چھری سے کاٹیں گے حتیٰ کہ پورے بوسنیا، ترکی، ایران اور پاکستان تک ہمارا غلبہ ہو جائے"۔

(بحوالہ "الاشرف"، کراچی، فروری ۹۳)

اور نہ سربیا کے جنونی قائد میلوسیوک کا یہ حکم کہ بوسنیا کے ہر مسلمان کو قتل کر دو۔ ان کے جذبات کے سمندر میں کوئی مد و جزر پیدا کر سکا۔ محمد بن قاسم کے وارثوں کے کان اس مسلمان بیٹی کی فریاد بھی نہ سن سکے، جس نے منجاکے کیمپ سے ایک ارب مسلمانوں کے نام یہ پیغام بھیجا تھا:

"اگر دنیا کے ۱۰۰ کروڑ مسلمان مل کر بھی ہماری جانیں اور عزتیں نہیں بچا سکتے تو کم از کم ہمارے لیے مانع حمل گولیاں ہی بھیج دے۔ سربیائی فوجیوں کی بار بار عصمت دری کے بعد ہم نہیں چاہتیں کہ ۹ ماہ تک تذلیل انسانیت کو اپنی کوکھ میں جگہ دیں"۔

("ہفت روزہ ایشیا" لاہور" ۱۲ دسمبر ۹۲ء)

مگر کاش کہ کوئی اس بیٹی کو یہ بتا دیتا کہ بیٹی اپنی آس کے دیپ بجھا دو، امید کی شمع گل کر دو، یہاں کون آئے گا، یہاں کون ہے آنے والا، آنے والے تو کب کے جا چکے۔ اب تو یہاں سونے والے رہ گئے ہیں۔ مردوں سی نیند سونے والے اور مردے بھی بھلا جاگا کرتے ہیں؟

مگر پھر بھی کوئی چپکے سے دل میں یوں کہتا ہے کہ شاید ان سونے والوں کے جہاں میں کہیں کوئی غیرت مند آنکھیں جاگتی بھی ہوں۔ مردوں کے اس دیس میں شاید کچھ مرتے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوؤں کی آنکھیں نیم روشن بھی ہوں کہ جیون ہارتے جسم کی آنکھوں کا دیا تو آخر میں بجھا کرتا ہے۔ دل کہتا ہے کہ انہی سوتی' جاگتی' روشن' نیم روشن آنکھوں کو ایک بار پھر لہو رنگ تصویر دکھا دی جائے کہ شاید کسی جسم میں کوئی جھرجھری آ جائے' کسی کے لب سے کوئی چیخ نکل جائے' کسی کے دل سے کوئی ہوک اٹھ جائے یا ہو سکتا ہے کہ کوئی انگڑائی لے کے اٹھ ہی کھڑا ہو تو رنگ محفل بدل جائے کہ بعض لمحے بھی امر ہوتے ہیں۔ وہی بات جو پہلے اجنبی ہوتی ہے ان لمحوں میں اثر کر جاتی ہے۔ اللہ کرے کہ یہ لمحہ بھی انہیں میں سے ایک ہوا

رواداری کے علمبرداروں کے ہاتھوں بنی--- بوسنیا کی لہو رنگ تصویر

مسلمانوں کے سینوں پہ خنجروں سے صلیبیں بنائی جاتی ہیں

والدین کو بچوں کا خون پلایا جاتا ہے

مسلمانوں کے کٹے سروں سے فٹ بال کھیلا جاتا ہے

"عرب مجاہد شیخ محمود باحازق (بحوالہ مجلہ "الدعوۃ") بیان کرتے ہیں کہ ان درندوں (آرتھوڈکس صلیبی سربوں) نے اپنے مذہبی تعصب کا ثبوت اس طرح دیا ہے اور صلیبی جنگوں کا انتقام بوسنیا کے بے کس مسلمانوں سے یوں لیا ہے کہ زندہ لوگوں کے سینوں پر خنجروں سے صلیبیں بناتے ہیں اس مقصد کے لیے مسلمانوں کو باندھ دیتے ہیں اور بسا اوقات اتنی گہری صلیب بنانے کی کوشش کرتے ہیں کہ ستم رسیدہ موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں۔ وہ بچوں کو ذبح کر کے ان کے ماں باپ کو مجبور کرتے ہیں کہ وہ اپنے ان بچوں کا خون پئیں' حاملہ عورتوں کے پیٹ چاک کر کے بچے کو نکال کر ماں کا پیٹ سوئی دھاگے سے سی دیتے ہیں۔ اس تعذیب سے شاذونادر ہی کوئی عورت بچ پاتی ہے۔

"بعض سرب عیسائیوں نے مسلمانوں کو ذبح کر کے سر تن سے جدا کر دیئے اور پھر وہ سروں کو گلیوں اور سڑکوں پر ٹھوکریں مارتے ہوئے کہتے: "ہم فٹ بال کھیل رہے ہیں"۔

"ایک سربی فوجی نے باپ بیٹوں کو پکڑ لیا اور ایک بیٹے سے کہا کہ وہ اپنے باپ کو کنکریٹ بنانے والی مشین میں پھینک دے۔ بیٹے کے انکار پر فوجی نے زور سے ہتھوڑا اس کے سر پر دے مارا جس سے سر کچلا گیا اور مغز باہر جا گرا۔ اس کے دوسرے بھائی کو حکم دیا گیا کہ وہ بھیجے کو اکٹھا کرے ورنہ اس کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک کیا جائے گا"۔

(بحوالہ "اردو ڈائجسٹ" اکتوبر ۱۹۹۲ء)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ستر افراد کو زندہ جلا دیا گیا

"بوسنیا کے شہر گراڈ کے ایک مسلمان خاندان پر توڑے جانے والے مظالم یورپی اخباروں میں اس طرح بیان کیے گئے ہیں' ۲۷ جون کو زہرہ طور نامی خاتون جو ایک ٹیکسٹائل فیکٹری میں کام کرتی تھی وہ کام سے واپس گھر آئی تو دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی' اس نے دروازہ کھولا تو سامنے چھ سات پولیس والے کھڑے تھے جنہوں نے اسے اس کی دو بہنوں ان کے بچوں اور ماں کو گھر سے نکلنے کا حکم دیا۔ اس کے بھانجوں اور بھانجیوں کی عمر دو سے سات سال کے درمیان تھیں۔ ان آٹھ افراد پر مشتمل خاندان کو بندوقوں کی نوک پر ایک ایسے مکان میں بند کر دیا گیا جہاں پہلے سے ساٹھ ستر افراد قید تھے۔ گھر کے تمام دروازوں اور کھڑکیوں کو تالے لگا کر بند کر دیا گیا۔ پھر چاروں طرف سے پٹرول ڈال کر آگ لگا دی گئی۔ کرفیو کے وقت آگ اس لیے لگائی گئی تھی تاکہ کوئی شخص کسی طرح اس قید خانے میں بچ کر نکل بھی جائے تو سربی فوجیوں کی گولیوں کا نشانہ بن جائے۔ آگ بھڑکی تو بچوں اور عورتوں نے چلانا شروع کر دیا لیکن یہ سب کچھ بے سود ثابت ہوا۔ ان کے باہر نکلنے کا کوئی راستہ نہ تھا۔ آخر کار سب قیدی دھوئیں کی گھٹن اور آگ لگنے کے سبب جل کر ہلاک ہو گئے۔ صرف زہرہ جس نے حواس قابو میں رکھے تھے کسی طرح اس مکان سے نکلنے میں کامیاب ہو گئی مگر اس کے کپڑوں میں آگ لگی ہوتی تھی۔ گھر سے باہر عیسائی فوجی شراب پی کر دیوانہ وار ناچ رہے تھے۔ کچھ موسیقی سن رہے تھے' بچوں' عورتوں اور بوڑھوں کی چیخیں بھی ان کے دلوں میں ہمدردی کے جذبات پیدا کرنے میں ناکام رہیں۔

زہرہ چھپتی چھپاتی اس گھر سے نکل کر ایک قبرستان میں پہنچی پھر اٹھارہ روز کا پیدل سفر طے کرنے کے وہ عورت میڈیڈا کے علاقے میں قائم جرمنی کے اس کیمپ میں پہنچی جہاں ہزاروں بوسنی پناہ لیے ہوئے تھے۔ اس کے دونوں ہاتھ جھلسے ہوئے تھے جو ابھی تک ٹھیک نہیں ہوئے تھے"۔

(بحوالہ "ہفت روزہ ایشیا" ۱۳ اکتوبر ۹۲)

مسلم قبرستانوں کی بے حرمتی

مساجد کی بے حرمتی

"سرب فوجیوں نے مسلمانوں کے قبرستانوں سے مردوں کو اکھاڑنا شروع کر دیا ہے۔ وہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

قبروں سے لاشوں کو نکالتے ہیں اور ٹکڑے ٹکڑے کر کے باہر پھینک دیتے ہیں۔ عرب مجاہد شیخ محمود باحاذق بتاتے ہیں کہ آرتھوڈکس صلیبی اب تک ۸۰ مساجد تباہ کر چکے ہیں ان میں سراجیوو کی وہ مسجد بھی شامل ہے جو بلقان کی سب مسجدوں میں بڑی اور یورپ کی تمام مساجد سے پرانی ہے۔ یہ جنگ جو کئی مہینوں سے جاری ہے اس میں صرف پہلے مہینے میں ۲۳ ہزار مسلمان شہید کر دیئے گئے"۔

(بحوالہ "اردو ڈائجسٹ" اکتوبر ۱۹۹۲ء)

صلیبوں پہ لٹکی لاشیں اور رقص ابلیس

"بوسنیا کے شہر "بوسنکی نووی" کے ایک نواحی گاؤں میں درختوں سے دس بارہ افراد یوں باندھے گئے تھے جیسے انہیں صلیب پر چڑھایا جا رہا ہو۔ ان کے ہاتھوں پر لمبی لمبی کیلیں ٹھونک دی گئی تھیں' ان کے جسم سے خون رواں تھا۔ ان کے اردگرد عیسائی مرد اور عورتیں شیطانی ناچ ناچ رہے تھے جن کے ہاتھوں میں تیز دھار خنجر تھے۔ ان میں سے ایک ایک آدمی یا عورت ناچتے ہوئے بندھے ہوئے مسلمانوں کے قریب پہنچتا اور تیز دھار خنجر سے ان کے سینے پر ایک لمبا سا زخم بنا دیتا۔ خنجر کی کاٹ سے مسلمانوں کی چھاتی خون کا دھارا اگل دیتی اور اس کی بھیانک اور ناقابل برداشت چیخیں فضا میں پھیل جاتیں۔ اس بندھے ہوئے انسان کی چیخیں اور آہ وزاری سن کر وہاں موجود عیسائی تشدد پسندوں کے نہ رکنے والے قہقہے فضا میں پھیل جاتے۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ انسان نہیں شیطان ہیں۔

باری باری درختوں سے بندھے ہوئے تمام انسانوں کے سینے پر صلیب کے بڑے بڑے نشان بنا دیئے گئے۔ اس دوران یہ ظالمانہ کھیل کھیلنے والے برابر ہنستے اور قہقہے لگاتے رہے تھے۔ یہ کھیل اس وقت تک جاری رہا جب تک ان کے تشدد کا نشانہ بننے والے مر نہ گئے"۔

(بحوالہ "ہفت روزہ ایشیا" لاہور' ۳۱ اکتوبر ۹۲ء)

مسلمان شہداء کی آخری چیخوں کا مذاق---

"بالکل اذان یا تلاوت کی طرح"

"تاپ کیمک حریم نے بتایا کہ میں گورسک گاؤں کا واحد زندہ بچ جانے والا مسلمان

www.KitaboSunnat.com

ہوں۔ ۲۰ جون کو سربی فوجیوں نے ۵۷ مسلمان عورتوں' بچوں اور مردوں کو گرفتار کیا اور انہیں ایک تہہ خانے میں لے جا کر وہاں دستی بم چلا دیئے۔ جیسے ہی شہید ہونے والوں کی آخری چیخیں بلند ہوئیں' قاتلوں نے ان کا یہ کہہ کر مذاق اڑایا "بالکل مسجد کی طرح" یعنی اذان یا تلاوت کی آواز کی طرح"۔

(بحوالہ "اردو ڈائجسٹ" اکتوبر ۹۲ء)

مسلمان قیدیوں کا قتل صرف اس لیے کہ زخمی سرب فوجیوں کو خون کی ضرورت تھی

قیدیوں کی آنکھیں نکال دی گئیں

قیدیوں کے پنجرے

"بوسنیا کے افسروں نے نمائندہ "ٹائم" کو بتایا کہ سربی فوجی ۱۰۵ عقوبت کیمپ چلا رہے ہیں جن میں دو لاکھ ساٹھ ہزار افراد اپریل سے اب تک رکھے گئے ہیں۔ ان میں سے سترہ ہزار افراد کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ اب بھی کم از کم ایک لاکھ تیس ہزار افراد کیمپوں میں بند ہیں۔ ان کیمپوں میں کس قدر ظلم ہو رہا ہے' اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ براٹونک میں وک کیرازک کے پرائمری سکول میں قائم عقوبت کیمپ کے پانچ سو مسلمانوں کو اس لیے قتل کر دیا گیا کہ زخمی سرب فوجیوں کو خون دیا جا سکے۔ جاون ٹرنٹر کی قیادت میں سربی فوج کے ایک دستے نے قیدیوں کو الٹا لٹکا دیا اور ان کی آنکھیں خصوصی ہکیں استعمال کر کے نکال دیں۔

نیویارک کے اخبار "نیوز ڈے" کے نمائندے کو مغربی بوسنیا میں واقع عمارسکا آئرن مائننگ کمپلیکس میں ایک سابق قیدی نے بتایا کہ ایک ہزار سے زائد مسلمانوں اور کروٹ باشندوں کو چار فٹ اونچے لوہے کے پنجروں میں قید کیا گیا تھا جہاں پینے کو پانی نہ کھانے کو خوراک دی جاتی۔ ہر دوسرے تیسرے دن ۱۰ تا ۱۵ قیدیوں کو نکال کر گولی سے اڑا دیا جاتا۔ بعض کو اس قدر مارا جاتا کہ وہ جان ہار دیتے"۔

(بحوالہ "اردو ڈائجسٹ" اکتوبر ۹۲ء)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاؤ سربین بچوں کو جنم دو

بھوک' اذیت اور موت کے کیمپ

"ڈاکٹروں کا بیان ہے کہ کئی کئی ماہ تک مسلمان اور کروٹ لڑکیوں کو سربی فوجی جنسی غلام بنا کر رکھتے ہیں۔ جب حمل واضح ہو جائے تو یہ کہہ کر رہا کر دیتے ہیں: جاؤ' جا کر سربین بچوں کو جنم دو"۔

"سربی فوجیوں نے دس لاکھ سے زیادہ مسلمانوں اور کروٹوں کو ان کے اپنے گھروں سے نکال دیا ہے۔ ان میں بے شمار کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا اور کئی کو قتل کر دیا گیا۔ یہ خانہ جنگی نہیں ہے جیسے یوگوسلاویہ کہہ رہا ہے بلکہ یہ تو زمین کے ایک خطے کو اپنے مخالف لوگوں سے مکمل طور پر صاف کرنے کی مہم ہے' یعنی مسلمانوں کی نسل کشی کی مہم"۔

منجا کے عقوبت کیمپ کے بارے میں' نمائندہ لکھتا ہے:

"وہ مردوں کی طرح رہ رہے تھے' مکمل خاموش اور ہڈیوں کے ڈھانچے بنے ہوئے اور خوف زدہ چہروں کے ساتھ ۳۰ x ۲۳۰ کے کیمپ میں ۶۰۰ افراد قید تھے۔ ان میں سے بیشتر عمارسکا کے نزدیکی کیمپ سے یہاں لائے گئے تھے۔ اس کیمپ کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ وہاں کم از کم گیارہ ہزار مسلمان اور کروٹ قید ہیں۔ میڈیا نے اسے بھوک' افلاس' عقوبت اور موت کا کیمپ قرار دیا ہے"۔

(نیوزویک' بحوالہ "اردو ڈائجسٹ" اکتوبر ۹۲ء)

بوسنیا کی جنگ مسلمانوں کے خاتمے کی مہم ہے--- غیروں کی شہادت

"نیوزویک" ہی میں چارلس لین لکھتا ہے:

"عقوبت کیمپ بوسنیا میں ایسی جگہیں نہیں جہاں سربی فوجی' مسلمانوں کو قتل کر رہے یا تشدد کا نشانہ بنا رہے ہیں بلکہ یہ کیمپ تو بوسنیا سے مسلمانوں کے خاتمے کی مہم کا ایک حصہ ہیں"۔

ٹائم کا نمائندہ لکھتا ہے کہ: www.KitaboSunnat.com

"یہ وہ جنگ نہیں جہاں شہری غلطی سے مارے جاتے ہیں بلکہ یہاں تو شہری سوچا سمجھا ہدف ہیں۔ یہاں ہر وہ ہتھکنڈا استعمال کیا جا رہا ہے جس سے شہری دہشت زدہ ہوں' یا سب کچھ چھوڑ کر ہجرت کر جائیں اور اگر تمام مظالم کے باوجود ایسا نہ ہو تو پھر قتل کرنے کی پالیسی پر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمل ہوتا ہے۔ جنگ کا بنیادی مقصد بوسنیا کی سرزمین کو مسلمانوں سے صاف کرنا ہے"۔

"یوگوسلاویہ کا حال ہی میں دورہ کرنے والا ایک آسٹرین سیاستدان اینڈریس کول کہتا ہے: ظلم و تشدد اور دہشت "گریٹ سربیا" بنانے کے پلان کا ایک بنیادی حصہ ہے۔ عقوبت کیمپ تو مکمل اور حتمی انخلاء کے لیے راستے کے اسٹیشن ہیں"۔

(بحوالہ "اردو ڈائجسٹ" اکتوبر ۹۲ء)

غیروں کی گواہی

سرائیوو کے بشپ کا اعتراف

"سرائیو کے سربین آرتھوڈکس بشپ نکولائی نے بلغراد ٹیلی ویژن پر بتایا کہ بوسنیا کے تنازعہ میں ایک لاکھ ۲۰ ہزار مسلمان ہلاک کیے جا چکے ہیں۔ ۳۰ ہزار عورتوں کی عصمت دری کر کے ان کو حمل ٹھہرانے کے بعد چھوڑ گیا اور ۲ سو مساجد تباہ کی گئیں۔ دریں اثناء اقوام متحدہ کے تحت سربیائی تعذیب خانوں سے رہا کیے جانے والے مسلمانوں نے بتایا کہ ان کیمپوں میں سربیائی عیسائیوں نے مسلم علماء' ڈاکٹروں اور اساتذہ کو چھانٹ کر قتل کیا۔ کروشیا کے شہر کارلویک میں رہا ہونے والے قیدیوں نے بتایا کہ کس طرح ممتاز مسلمانوں کو پکار پکار کر لے جایا گیا اور انہیں ہلاک کر کے ان کی لاشیں قیدیوں سے جلوائی گئیں"۔

(بحوالہ "ہفت روزہ ایشیا" ۱۳ اکتوبر ۹۲ء)

مغربی ذرائع ابلاغ کا اعتراف

رائٹر ایجنسی کے جمع کردہ اعداد و شمار

"بوسنیا و ہرزی گووینا کے مسلمان گزشتہ چھ ماہ میں تقریباً دس ہزار کے قریب قتل کر دیئے گئے ہیں یا غائب کر دیئے گئے ہیں جن میں معصوم بچے بھی تھے۔

اعداد و شمار جمع کرنے والے مرکز کے مطابق ایک ہزار چار سو سنتالیس بچے قتل کیے گئے ہیں چودہ ہزار تین سو چونسٹھ (۱۴۳۶۴) افراد قتل کیے گئے ہیں۔ ستاون ہزار افراد لاپتہ ہیں۔ سینتالیس ہزار دو سو چوراسی (۴۷۲۸۴) زخمی ہیں جن میں بارہ ہزار اسی (۱۲۰۸۰) بچے شدید زخمی ہیں۔ جنگ سے متاثرہ افراد میں ۸۰ فیصد شہری ہیں"۔

(بحوالہ "ہفت روزہ ایشیا" ۱۳ اکتوبر ۹۲ء)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آگ کے الاؤ میں مسلمان تڑپ رہے تھے اور سرب فوجی مجھے کہہ رہا تھا' دیکھو وہ کیسے گیت گا رہے ہیں اور کیسا ڈانس کر رہے ہیں

"۴۵ سالہ تسمہ بتاتی ہے کہ وہ گھر کی طرف جا رہی تھی کہ ایک مسلح سرب نے بندوق کی نال پر مجھے اور میرے ساتھ ایک دوسرے مسلمان مرد کو قصبہ سے باہر چلنے کو کہا۔ اس نے بتایا میں پریشان ہو گئی۔ پورے سفر کے دوران میں اس آدمی نے بندوق کی نال میرے بیٹے کی گردن پر جمائے رکھی"۔

اس نے مزید بتایا:

"اس ظلم کی یادیں بہت ہولناک ہیں۔ پربجیڈور فٹ بال سٹیڈیم میں تمام مسلمان گرفتار کر کے رکھے گئے تھے۔ وہاں ہونے والے مظالم بیان کرنا میرے لیے بہت مشکل ہے۔ میں کیسے بتاؤں کہ مجھ پر کیسا کیسا وحشیانہ جنسی تشدد ہوا' مجھے بہت زیادہ مارا پیٹا گیا۔ انہیں جب ضرورت ہوتی' ہم میں سے جن کو چاہتے بلا لیتے۔ سب سے زیادہ ہولناک ظلم ان مظالم کا جبری نظارہ کرنا ہوتا تھا۔ ایک رات انہوں نے آگ کا الاؤ جلایا اور اس میں کئی مسلمان مردوں کو پھینک دیا۔ میری پیٹھ پر بندوق رکھ کر کہا کہ میں روزن دیوار سے اس کا نظارہ کروں۔ آگ کے الاؤ میں جلتے ہوئے مسلمان تڑپ رہے تھے اور سرب فوجی مجھے کہہ رہا تھا' "دیکھو! وہ کیسے گیت گا رہے ہیں اور کیسا ڈانس کر رہے ہیں"۔

(بحوالہ "بیدار ڈائجسٹ" اکتوبر ۹۴ء)

درندگی کا وہ کھیل جس کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی

بیٹوں کو حکم کہ وہ اپنے والد کے پوشیدہ اعضاء چباڈالیں

"۱۲ اور ۱۳ جون ۱۹۹۲ء عیدالاضحیٰ کے دن تھے۔ سرب کمانڈر ڈوسان ریپک نے ایک اسٹیڈیم کے اندر قائم کیے گئے قیدی کیمپ میں اسٹیج لگوایا۔ اس کے ہاتھ میں ایک فہرست تھی جس میں قیدی باپ بیٹوں کے نام درج تھے۔ اس نے فہرست دیکھ کر سات جوڑوں کے نام پکارے اور انہیں اسٹیج پر چڑھنے کا حکم دیا' ان تمام افراد نے حکم کی تعمیل کی تب انہیں کپڑے اتارنے کا حکم دیا گیا۔ اس کے بعد وہ کھیل شروع ہوا جسے اگر شیطان بھی دیکھتا تو شرمندہ ہو جاتا۔ ڈوسان ریپک نے حکم دیا کہ آدھے شخص گھٹنوں کے بل بیٹھ کر اپنے سامنے والوں کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نازک اعضاء دانتوں سے چبا ڈالیں۔ اس بہیمانہ کارروائی سے اکثر لوگ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے جاں بحق ہو گئے۔

اس کے بعد ایک ۱۶ سالہ نوجوان کو طلب کیا گیا' ڈوسان نے خوف سے لرزتے ہوئے لڑکے سے پوچھا: "سامنے کھڑے لوگوں میں تمہارا باپ کون ہے؟" لڑکے نے اپنے باپ کی جانب اشارہ کیا' سرب کمانڈر نے بدقسمت باپ سے پوچھا: "کیا یہ تمہارا اکلوتا بیٹا ہے؟"

"جی ہاں! اکلوتا ہی ہے"۔ باپ نے بیچارگی سے جواب دیا۔ یہ سن کر ڈوسان نے لڑکے کی گردن پر پستول رکھ کر ٹرائیگر دبا دیا۔ لڑکا بغیر آواز نکالے وہیں ڈھیر ہو گیا۔ ڈوسان نے قہقہہ لگا کر غم سے نڈھال باپ سے کہا: "لو اب تمہارا کوئی بیٹا نہیں"۔

(بحوالہ "اردو ڈائجسٹ" جنوری ۹۶ء)

اعلیٰ تعلیم یافتہ مسلمانوں کا قتل باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت

"۸ نومبر ۱۹۹۲ء کو سرب فوجی دوڑتے اور دھمکیاں دیتے ہوئے "امار سکا موت کیمپ" کے تہہ خانہ میں داخل ہوئے اور سات آدمیوں کو پکارا۔ ان میں ۱۲۰۰۰ آبادی والے شہر پر بجیڈور کا لارڈ میئر سجاجک' پر بجیڈور ہسپتال کے دو گائنا کالوجسٹ ڈاکٹر' ایک کیفے اور ایک آرٹ گیلری کا مالک' ایک سرکاری وکیل اور دو دوسرے افراد شامل تھے۔ وہ ایک ایک کر کے اٹھے اور موت کی آغوش میں چلے گئے۔

۲۶ اور ۲۷ جولائی کو سربوں نے ۵۰ مسلمانوں کو بلایا۔ ان میں بزنس مین' جج' اساتذہ' سرجن اور سول ملازمین شامل تھے۔ یہ تمام افراد پر بجیڈور کے معروف افراد تھے۔ یہ سب غائب کر دیئے گئے۔

باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت بوسنیا کے مسلمانوں کی جائیدادیں' معاشیات اور ۵۰۰ سالہ تہذیب کو تباہ کیا جا رہا ہے۔ مختلف قصبوں میں تباہی و بربادی کے اگرچہ مختلف طریقے اختیار کیے جاتے ہیں مگر مقصد ایک ہی ہے یعنی مسلمانوں کا خاتمہ ۱۹۹۱ء کی مردم شماری کے مطابق مشرقی بوسنیا کے ایک چھوٹے سے قصبے ولامینیکا میں ۱۸۶۹۹ مسلمان آباد تھے مگر اب وہاں کوئی بھی نہیں۔ کچھ کو قتل کر دیا گیا اور کچھ ہجرت پر مجبور ہو گئے۔

جنگ سے پہلے بانجالوکا میں ۳۰,۵۰,۰۰۰ مسلمان تھے' ان میں سے ۹۰ فیصد یا تو قتل کر دیئے گئے ہیں یا پھر پناہ کی تلاش دوسرے علاقوں میں جا چکے۔ ڈیوک' دریائے دریینا کے کنارے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ایک خوبصورت گاؤں تھا' اب وہاں صرف ایک کھنڈر ہے۔ زورنک میں کبھی ۴۰۰۰ مسلمان تھے مگر اب ایک بھی نہیں اور گاؤں کی مسجد کا نام و نشان تک مٹادیا گیا ہے"۔

(بحوالہ "بیدار ڈائجسٹ" اکتوبر ۹۴ء)

غیر مسلم مسلمان کا دوست نہیں ہو سکتا

"۵۹ سالہ نصیف بنجالوکا میں سالہا سال سے اپنے سرب ہمسایوں کے ساتھ خوش و خرم رہ رہا تھا۔ وہ آپس میں پکے دوست تھے' وہ ہر رات گھنٹوں اکٹھے بیٹھتے اور خوش گپیاں لگاتے۔ جنگ کے بعد صورت حال بدل گئی۔ سرب ہمسایہ فرعون بن گیا۔ نصیف نے اسے سمجھایا کہ لڑائی اس کی وجہ سے شروع نہیں ہوئی اور نہ وہ کسی لڑائی میں شریک ہے۔ نصیف نے اس سے کہا: "میرا تو کوئی بیٹا بھی نہیں جو سربوں کے خلاف لڑ رہا ہو"۔

ہمسایہ فرعون بن کر چیخا' "خاموش رہو بلیجا (مسلمانوں کے لیے تحقیر آمیز نام) میں آپ پر گولی ضائع نہیں کروں گا بلکہ میں تمہیں جلاؤں گا اور تمہارے گھر کا نام و نشان مٹادوں گا۔ میں صاف بتادوں کہ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔

دو سال تک نصیف کی فیملی گھر میں قید ہو کر رہ گئی۔ اشیائے ضروریہ لانے کے لیے وہ گھر کے پچھلی طرف کھڑکی میں سے باہر نکلتے اور ساری رات خوف اور پریشانی میں گزار دیتے۔ انہیں ہر وقت دھڑکا لگا رہتا کہ نہ معلوم سرب کب گھر پر حملہ کر دیں۔ بالاخر ۱۶ فروری کو وہ دن آ پہنچا جب دو سرب گھر میں داخل ہوئے اور پیسوں کا مطالبہ کیا۔ نصیف کے پاس انہیں دینے کے لیے کچھ نہ تھا' نصیف کی ۳۳ سالہ بیٹی ریسما نے بتایا: "انہوں نے میری ۹ سالہ بیٹی کو شدید زخمی کر دیا' اس کی ناک اور کانوں سے خون بہنے لگا۔ میں چیخی کہ میری بیٹی کو چھوڑ دو۔ میری چیخ پر وہ مجھ پر جھپٹ پڑے اور میرے خاندان کی آنکھوں کے سامنے دونوں نے باری باری میری عزت لوٹ لی"۔

اس کی ۲۷ سالہ بہن کو بھی معاف نہ کیا گیا۔ نصیف کا خاندان ہجرت کر کے کروشیا میں ایک مہاجر کیمپ میں آ گیا۔ اب وہ اپنے گھر کبھی واپس نہیں جائیں گے۔ نصیف کی بیوی کا کہنا ہے: "وہاں ہمارے لیے کوئی زندگی نہیں' وہاں کسی بھی مسلمان کے لیے کوئی زندگی نہیں"۔

(بحوالہ "بیدار ڈائجسٹ" اکتوبر ۹۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سئور کو ہلاک کرنے کا تجربہ مسلمانوں پہ کام آیا

تیس آدمیوں کو آگ کی بھٹی ڈال دیا گیا

"دو ماہ قبل بوسنیا کے فوجیوں نے چند سربین عیسائی رضاکاروں کو گرفتار کیا' ان میں ایک ۲۱ سالہ ہیرک بھی شامل تھا۔ اس کی ایک بہن ایک مسلمان کے ساتھ بیاہی ہوئی ہے لیکن آرتھوڈکس عیسائی تعصب نے اسے اس قدر اندھا کر دیا کہ وہ ظالم بھیڑیئے سے بھی زیادہ وحشی اور درندہ بن گیا۔ اس کے اعتراف جرم پر مبنی رپورٹ نیویارک ٹائمز کے جون ایف برنز نے مرتب کی جو "ہیرالڈ ٹریبون" میں شائع ہوئی"۔

"یہ اوائل جون کی بات ہے کہ ایک دن ایک ۶۵ سالہ سرب اسے اور اس کے تین ساتھیوں کو ووگوسکا کے باہر ایک گھاس کے فارم میں لے گیا اور وہاں اس نے بتایا کہ سئور کو کس طرح ہلاک کیا جاتا ہے' اس نے بتایا کہ سئور کے سر کو کانوں سمیت پیچھے کی طرف کھینچیے اور گلے پر چھری چلا کر شہ رگ کاٹ دیں۔ (دراصل ہمیں اس طریقے سے سمجھایا گیا تھا کہ گرفتار مسلمانوں کو کس طرح ہلاک کیا جانا چاہیے) چند دنوں بعد میں نے یہ تجربہ تین مسلمانوں کے گلے کاٹنے کے لیے کیا"۔

"ہیرک نے بتایا کہ دوسرا واقعہ جولائی کا ہے۔ یہ واقعہ مسلمانوں کے ایک گاؤں "ڈونجا" میں پیش آیا۔ ڈونجا بوکا ووگوسکا کے شمال مغرب میں تین میل کی مسافت پر ہے۔ وہاں تیس (۳۰) آدمیوں کو گولیوں سے بھون کر آگ کی بھٹی میں پھینک دیا گیا۔ گولیاں کھانے کے بعد کئی آدمی زندہ تھے جو آگ میں زندہ جل گئے۔

وہ بتاتا ہے!

"میں نے ان ۶۰ مسلمانوں کی لاشیں بھی دیکھی ہیں جنہیں سرب فوجیوں نے لڑائی کے دوران بطور ڈھال استعمال کیا"۔

مسلمانوں کے ساتھ تعلقات کے بارے میں ہیرک نے بتایا:

"مسلمانوں کے ساتھ میرے تعلقات بہت اچھے تھے۔ ہمارے مسلمان ہمسائے ہمیں اپنے تہواروں پر خصوصی طور پر بلاتے اور ہم بھی انہیں کرسمس پر دعوت دیتے۔ انہوں نے کئی بار میری مدد کی' وہ میرے ساتھ بہت اچھا سلوک کرتے تھے۔ میں جہاں بھی گیا' مسلمانوں نے میری مدد کی۔ وہ بالکل صحیح اور اچھے لوگ تھے مگر جب میں گزشتہ مئی میں سربین فوج میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شامل ہوا تو میرے سامنے مسلمانوں کا دوسرا رخ پیش کیا گیا۔ سربین سیاسی لیڈروں اور فوجی کمانڈروں نے بتایا:

"مسلمان بوسنیا میں ۴۴ فیصد ہیں مگر وہ بوسنیا کو اسلامی ریاست بنانے کا منصوبہ بنا رہے ہیں۔ ایک اسلامی ریاست میں سرب بچوں کو بھی اسلامی لباس پہننے ہوں گے اور مسلمانوں کی طرح رہنا ہوگا۔ اگر تم عیسائی رہنا چاہتے ہو تو پھر اپنی بستیوں کو مسلمانوں سے صاف کر دو"۔

(بحوالہ "بیدار ڈائجسٹ" جنوری ۹۳ء)

بوسنوی مسلمانوں کے سر ہتھوڑوں سے پھوڑے گئے' تندوروں میں زندہ جلایا گیا

"بوسنیا میں ظلم کے کون کون سے اور کیسے کیسے پہاڑ مسلمانوں پہ ٹوٹ گرے' ان کی ہلکی سی جھلک دنیا کو اب دکھلائی دے رہی ہے۔ اس جھلک کو دکھایا بھی مغرب کے صحافیوں نے ہے---- کسی مسلمان صحافی کو تو وہاں جانے ہی نہیں دیا گیا۔ کیوں نہیں جانے دیا گیا' وجہ صاف ظاہر ہے کہ کوئی مسلمان صحافی اقوام متحدہ کے چہرے سے نقلی سفید نقاب اتار کر کہیں اس کا اصل کالا چہرہ بے نقاب نہ کر دے۔ جہاد بوسنیا کے دوران محترم مجیب الرحمان شامی' الطاف حسن قریشی' این این آئی کے سربراہ حافظ عبدالخالق اور راقم (ایڈیٹر "الدعوۃ") کے لیے خود بوسنیا کی سفیر نے آسٹریا کے سفیر سے ویزے مانگے تاکہ ہم بوسنیا جا سکیں مگر متعصب صلیبیوں نے صاف انکار کر دیا۔

بوسنیا میں جنگ بندی کے ایک سال بعد اب ایک یورپین صحافی ٹیوڈورولا کسن نے ایک جگر پاش رپورٹ پیش کی ہے۔ آیئے ذرا اس صحافی اور دیگر صحافیوں کی رپورٹوں کی روشنی میں سرب مظالم کے دردناک اور ہولناک مناظر ملاحظہ کریں۔

جن علاقوں پر سربوں کا قبضہ ہوا وہاں مسلمانوں کو گھروں سے نکالا گیا جو سڑکوں پر چل رہے تھے' انہیں وہاں سے جمع کیا گیا اور سب کو پکڑ پکڑ کر دریاؤں کے پلوں پر لے جایا گیا' جہاں ان کی شہ رگیں کاٹی گئیں' پھر انہیں دریا میں پھینک دیا گیا۔ بعض جگہ ایسا کیا گیا کہ بڑے بڑے گڑھوں کے کناروں پر جانوروں کی طرح لٹا کر مسلمانوں کو ذبح کیا گیا۔ وہاں اوپر تلے انہیں پھینک کر تڑپتی لاشوں پر مٹی ڈال دی گئی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اقوام متحدہ کے سائے تلے کیمپوں میں پناہ گزینی کی زندگی بسر کرنے والوں میں جب سرب ظالم داخل ہوئے تو انہوں نے ہتھوڑوں سے مسلمانوں کے سر کچل دیئے۔ کھوپڑیاں توڑ ڈالیں، معصوم بچوں کی کھوپڑیوں کو گنوں کے بٹوں سے پھوڑ ڈالا۔

بعض شہروں میں بڑے بڑے تندوروں میں مسلمانوں کو زندہ جلا دیا گیا۔ بحوالہ "الدعوۃ" اگست

مسلمانوں کو قتل کرنے کے لیے سرب آپس میں لڑ پڑتے

سربوں نے جن مسلمانوں کو مارا، یہ جنگی قیدی نہیں تھے بلکہ شہروں، دیہاتوں، گھروں اور بازاروں سے پکڑے ہوئے سول قیدی تھے.... ان مظلوم قیدیوں کو سرب باشندے ہر اس چیز سے قتل کرتے جو کسی کے پاس موجود تھی۔ بعض لوگ چاقوؤں سے قتل کرتے، کچھ لوگ قینچیوں سے مارتے، نازک اعضاء کترتے، کئی ہاتھوں سے گلا گھونٹ دیتے، بعض رسیوں اور کپڑوں سے گلا دباتے، بعض ظالم ان مظلوم مسلمانوں کو لٹا کر انہیں سیمنٹ کے بلاکوں، اینٹوں اور پتھروں وغیرہ سے قتل کرتے۔ سربوں کو جب مسلمان قتل کرنے کے مواقع میسر آتے تو یہ ایک دوسرے سے بازی لے جانے کے لیے آپس میں لڑ پڑتے"۔

(بحوالہ مجلہ "الدعوۃ" اگست ۹۶ء، ص ۵۳)

برطانیہ کے وزیر اعظم جان میجر نے سربوں سے ایک لاکھ پونڈ کے عوض مسلمانوں کی لاشوں کا سودا لیا

"۲۱ مئی ۹۶ء کے "نوائے وقت" نے وائس آف جرمنی کے حوالے سے خبر دی ہے کہ سربوں کے لیڈر لارڈ اودن اور برطانوی حکومت کے درمیان خفیہ ساز باز کا انکشاف ہوا ہے۔ سرب لیڈر نے برطانوی وزیر اعظم کو ایک لاکھ پونڈ کا خفیہ تحفہ پیش کیا، ٹیوڈورلا کسن نے صاف طور پر لکھا ہے کہ سربوں کی سرپرستی کرنے والے ممالک کا سربراہ برطانیہ تھا"۔

(بحوالہ ماہنامہ "الدعوۃ" اگست ۹۶ء، ص ۵۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بوسنیا۔۔۔اجتماعی قبر سے نعشوں کی تین تین تہیں برآمد

معلوم ہوتا ہے جب انہیں گولی ماری گئی تو یہ منہ کے بل گڑھے میں گرے۔۔ماہرین

"مشرقی بوسنیا میں اجتماعی قبروں کا پتہ چلانے والی جنگی جرائم کی تحقیقاتی ٹیم نے بدھ کو مزید نعشیں نکالی ہیں۔ باور کیا جاتا ہے کہ یہ گزشتہ سال سربوں کے قاتل سکواڈ کے ہاتھوں قتل عام میں شہید ہونے والے مسلمانوں کی نعشیں ہیں۔ اس ٹیم کا کہنا ہے کہ انہوں نے قبر کا صرف ایک تہائی حصہ کھودا ہے اور اس میں بری طرح خراب ہوئی نعشوں کی قریبا تین تین تہیں دیکھیں ہیں۔ ٹیم کے ماہر ولیم پیگنڈ نے بتایا کہ قریباً ۴۰ نعشیں برآمد ہو چکی ہیں اس اجتماعی قبر کو بڑی احتیاط سے ماپا گیا ہے اور اس کی تصاویر بھی اتاری گئی ہیں۔ نعشوں کی پوزیشن اس طرح سے ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ جب انہیں گولی ماری گئی اس وقت وہ اونچی جگہ سے گڑھے میں منہ کے بل گرے ہیں' دو نعشوں کے ہاتھ ابھی تک رسی سے کمر کے ساتھ بندھے ہوئے تھے"۔

("نوائے وقت"' لاہور' ۱۱جولائی ۹۶ء)

جس روز آٹھ ہزار مسلمان قتل کیے گئے اس روز عیسائیوں نے چرچ میں عبادت کی موسیقی کا پروگرام کیا اور شراب نوشی کی

"سربرانیکا بوسنیا کا وہ شہر ہے کہ جہاں سرب ظالموں نے آٹھ ہزار مظلوم سول مسلمانوں کو قتل کیا۔ ۱۷جولائی ۹۶ء کے "نوائے وقت" کے مطابق تزلا میں ایک بہت بڑے سٹیڈیم میں اس شہر کے قتل ہو جانے والے مردوں کی بیویاں' بہنیں' مائیں اور بیٹیاں اکٹھی ہوئیں وہ مظالم کو یاد کر کے دو گھنٹے تک متواتر دھاڑیں مار کر روتی رہیں۔ ایک جانب یہ آہ وزاری تھی' دوسری جانب اسی روز اور اسی وقت سرب عیسائی اپنے چرچ میں جمع ہوئے۔ انہوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے سربرانیکا کے اس دن کو یوم آزادی کے طور پر منایا۔ موسیقی کا پروگرام منعقد کیا اور شراب کی محفل سجائی"۔

(بحوالہ "الدعوۃ" اگست ۹۶ء)

سربرانیکا مسلمانوں کا قتل عام --- باقاعدہ پلاننگ

"نیز یہ بھی ثابت ہوگیا ہے کہ بے گناہ مسلمانوں کا یہ قتل عام سرب فوج کے کمانڈر ریڈ کو مال ڈک کی اپنے فوجیوں کو واضح ہدایات کے تحت کیا گیا تھا' نیز اس میں سرب صدر مملکت کرازچک کی "آشیرباد" بھی شامل تھی۔ ملاڈک نے اپنے زیر کمان فوجیوں کو سربرنیکا کے میونسپل آفس میں بلا کر شادیوں کے اندراج کا ریکارڈ دکھاتے ہوئے کہا تھا کہ:

"آخر مسلمان کب تک اس ملک کی آبادی میں اضافہ کرتے رہیں گے؟ ان کا نام و نشان مٹا دو تاکہ یہ خطرہ ہمیشہ کے لیے دور ہو جائے"۔ چنانچہ سرب فوجیوں نے اپنی ہائی کمان کی ہدایت پر حرف بحرف عمل کرتے ہوئے سربرانیکا کو مسلمانوں سے پاک (خالی) کر دیا۔ اس "کارنامہ" پر سرب صدر مملکت کرازچک نے اپنے کمانڈر ملاڈک کو "ٹرافی" سے نوازا۔

ملاڈک ہر کسی کو یہ ٹرافی دکھا کر پھولے نہیں سماتا تھا۔ اس نے ڈچ افواج کے کمانڈر لیفٹیننٹ کرنل تھامس کرامنس کو بھی یہ ٹرافی دکھائی تھی"۔

(بحوالہ ماہنامہ "الاشرف"' کراچی)

السیشن کتے اور مسلمان

مسلمان اور سوروں کے باڑے

مسلمان قیدی اور طوائف کا رقص

"برکو نامی کیمپ میں مسلمانوں کو ہلاک کر کے ان کی لاشیں کتوں کے آگے ڈال دی گئیں جبکہ بہت سی لاشیں گاڑیوں میں بند کر کے سوروں کے باڑوں میں بھجوا دی گئیں۔ کچھ لاشیں دریا برد بھی کر دی جاتی ہیں۔ یہاں ایک طوائف کے ذمے یہ کام ہے کہ وہ منتخب قیدیوں کو شیشے کی ٹوٹی ہوئی بوتل سے ذبح کرے اور ان کے پیٹ پھاڑے۔ وہ روزانہ کئی قیدی اسی طرح ہلاک کرتی ہے اور جب قیدی جاں کنی کے عالم میں تڑپتے ہیں تو وہ خوشی سے نعرے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لگاتی اور رقص کرتی ہے۔ یہ طوائف ٹوٹے ہوئے شیشے سے قیدیوں کی آنکھیں نکالتی اور ناک اور کان کاٹتی ہے۔ اس کیمپ سے ایک پچاس سالہ مسلمان قیدی کسی نہ کسی طرح فرار ہو کر لندن پہنچ گیا جہاں اس نے کیمپوں میں آنکھوں دیکھے واقعات سنا کر لوگوں کو ناقابل یقین خوف میں مبتلا کر دیا۔ اس شخص کا نام مرساد ہے اور اس نے بتایا کہ برکو شہر کی ۸۰ فیصد آبادی مسلمان اور کروٹ تھی۔ جب سربوں نے اس پر قبضہ کیا تو ہمیں گرفتار کر کے مارا پیٹا اور پھر کیمپ میں ڈال دیا گیا۔ اس نے بتایا کہ اس کے سامنے تین قیدیوں کو اس بری طرح مارا گیا کہ وہ دم توڑ گئے۔ کیمپ میں السیشن کتے رکھے گئے ہیں جنہیں کئی دنوں تک بھوکا رکھا جاتا ہے اور پھر کچھ قیدی ہاتھ پاؤں باندھ کر ان کے آگے ڈال دیئے جاتے ہیں۔ یہ بھوکے کتے جب ان کو کاٹنا اور بھنبھوڑنا شروع کرتے ہیں تو قیدیوں کی آہ وبکا دور تک سنی جا سکتی ہے۔ بھوکے کتے بالآخر ان زندہ انسانوں کو کھا جاتے ہیں۔ اس نے ایک چشم دید واقعہ سنایا جس میں یہ کتے ۱۰ نوجوان مسلمانوں کو چیر پھاڑ کر کھا گئے۔ ایک کروٹ پولیس افسر کو قیدی بنا کر لایا گیا جو زخموں سے لہولہان تھا۔ سربوں نے قیدیوں سے کہا کہ اسے گولی مار دو۔ انہوں نے یکے بعد دیگرے ۲۰ قیدیوں کو یہ حکم دیا لیکن سب نے انکار کر دیا جس پر سربوں نے مذکورہ پولیس افسر کو گولی ماری اور پھر انکار کرنے والے قیدیوں کو بھی ہلاک کر دیا۔ کیمپ میں جونہی اطلاع ملتی کہ جنگ میں ایک سرب فوجی ہلاک ہو گیا ہے تو وہ ظالم اسی وقت ۱۰ مسلمانوں کو ہلاک کر دیتے۔ اگر دو سربوں کے مرنے کی اطلاع آتی تو ۲۰ مسلمانوں کو گولی مار دی جاتی"۔

(بحوالہ "اردو ڈائجسٹ" اکتوبر ۹۲ء)

مسلمان عورتوں کی عصمت دری'

جنسی مظالم اور وحشت و درندگی کا ننگا ناچ

ورلڈ کونسل آف چرچز اور W.E.U کی گواہی

"ورلڈ کونسل آف چرچز (W.C.C.) نے کہا ہے کہ بوسنیا کی جنگ میں سربیائی فوجوں نے عصمت دری کو بطور اسلحہ استعمال کیا ہے۔ اسے "جنگی جرم" کے زمرے میں شمار کیا جانا چاہیے اور بین الاقوامی قوانین کے تحت ملوث افراد کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سزا دی جانی چاہیے۔ ڈبلیو سی سی کی جانب سے دو تفتیش کرنے والی خواتین ابھی حال ہی میں مہاجر کیمپ کروشیا سے واپس لوٹی ہیں۔ مختلف جماعتوں کے ذریعہ یکجا کی جانے والی رپورٹوں' جن میں اقوام متحدہ کے مہاجروں کے ہائی کمشنر کی رپورٹ بھی شامل ہے' سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ سربیا نے ایک خاص منصوبے کے تحت' منظم طور پر' بوسنیا کی مسلم خواتین کی عصمت دری کی مہم شروع کر رکھی ہے۔

برنڈ فزریٹرک (BREND FITZPRATRICK) جو ڈبلیو سی سی کے تفتیش کی رکن ہیں' نے چند روز قبل اپنی ایک رپورٹ میں لکھا ہے کہ "اب ہم لوگوں کو اس بات کا یقین ہو چکا ہے کہ سربیا کے ذریعہ منظم طور پر عصمت دری کی پالیسی اختیار کی گئی ہے اور اسے بطور جنگی اسلحہ استعمال کیا گیا ہے"۔ مسز برانڈ نے مزید لکھا ہے کہ "ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت مختلف جگہوں پر کیمپوں میں عصمت دری کر کے خواتین کو حاملہ کیا گیا ہے"۔ دیگر عالمی تنظیموں مثلاً پارلیمنٹری اسمبلی آف ویسٹرن یونین (WEU) نے بھی خاصی تعداد میں شہادتیں جمع کی ہیں۔ ڈبلیو ای یو نے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کہ خواتین اور لڑکیاں عصمت دری کے کیمپوں میں رکھی جاتی ہیں جہاں انہیں آبروریزی کے علاوہ روزانہ اذیت بھی دی جاتی ہے اور پھر اکثر کو قتل کر دیا جاتا ہے۔ ڈبلیو ای یو کو یہ شہادت بھی ملی ہے کہ مرد جنگی قیدیوں کو مردانہ صلاحیتوں سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ رپورٹ کے مطابق "آبروریزی کے کیمپ" منظم نسل کشی کے نتیجے میں لگائے گئے ہیں۔ بہت سے متاثرین نے بتایا کہ انہیں یہ بات کہی گئی تھی کہ ان خواتین کے ساتھ آبروریزی کا یہ عمل اس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ وہ سربین بچے پیدا کرنے کے لائق نہیں ہو جاتیں۔ جب خواتین یقینی طور پر حاملہ ہو جاتیں تو انہیں تنہا چھوڑ دیا جاتا کیونکہ اس وقت تک اسقاط حمل کا کوئی خدشہ باقی نہیں رہتا۔ مسز برانڈ نے مزید بتایا کہ سربوں کا مقصد یہ ہے کہ "نفرت زدہ بچوں کی افزائش نسل ہو"۔

"بوسنیا اور کروشیا کے انسانی حقوق کی جماعتوں نے درجنوں ایسے مقام کی نشان دہی کی ہے جسے سربیائی فوجیوں نے "چکلے کیمپس" کے نام سے قائم کر رکھا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور جہاں ہر عمر کی خواتین مقید ہیں۔ سربیائی فوج بار بار ان خواتین کے ساتھ اجتماعی عصمت دری کرتی ہے۔ آدم نے اپنے مضمون میں ایک اور جگہ لکھا ہے کہ دوسری جنگ عظیم میں نازیوں نے عورتوں پر مشتمل "شادمانی کا شعبہ" قائم کیا تھا جبکہ جاپانی "آسائش کیمپ" کے نام سے کورین خواتین کی عصمت دری کرتے تھے' اب بوسنیا کی جنگ نے ویسا ہی رخ اختیار کیا ہے۔ انسانی حقوق کی تنظیموں کے مطابق سربیا نے مختلف مقام پر ایسی جگہوں کا انتخاب کیا ہے جہاں خواتین کو منظم طور پر قید کر کے ان کے ساتھ آبروریزی کی جائے اور بار بار یہ عمل جاری رکھا جائے جب تک کہ وہ حاملہ نہ ہو جائیں۔

ایکس سالہ عیسائی سرب فوجی بورسلیو ہیرک (BORISLAV HERAK) جسے جنگ کے دوران گرفتار کر کے سراجیو جیل میں رکھا گیا ہے' نے بوسنیا کی خواتین پر تشدد کے بارے میں کہا کہ خواتین کے ساتھ جیل خانے میں ہر قسم کا تشدد کیا جاتا ہے۔ اس نے اعتراف کیا کہ میں نے بیس سال کی عمر کی دس لڑکیوں کی عصمت دری کی ہے اور ان میں سے چھ کو قتل کر کے زک پہاڑی (ZUC HILL) پر دفن کر دیا ہے۔ اس کا کہنا تھا کہ میں نے یہ کام اعلیٰ حکام کے کہنے پر کیا' کیونکہ میں مجبور تھا"۔

(بحوالہ ہفت روزہ "ایشیا" لاہور' ۱۶جنوری ۹۳ء)

اجتماعی آبروریزی اور لاشیں آگ کے حوالے

رائٹر کے نمائندے نے لکھا: "سربیا کے فوجیوں کی طرف سے شروع کردہ "مسلمانوں کی نسل کشی کی مہم" میں سب سے زیادہ ظلم مسلمان لڑکیوں پر ہو رہا ہے۔ گزشتہ ایک ہفتے کے دوران تقریباً ۱۲۵ مسلمان بچیوں کی اجتماعی آبروریزی کی گئی۔ ادھیڑ عمر اور شادی شدہ عورتوں کے ساتھ اجتماعی زیادتیوں کے واقعات ان گنت ہیں۔ ۱۲۵ بچیوں میں سے تین لڑکیوں نے جن کی عمریں پندرہ سے بیس سال کے درمیان تھیں' بتایا کہ انہیں گھروں سے زبردستی نکال کر روگیٹا کے سکول میں قید کر دیا گیا اور پھر ایک فلیٹ میں لے جا کر سرب فوجیوں نے ان کی اجتماعی آبروریزی کی۔ مضروب لڑکیوں نے بتایا کہ عزتیں تار تار کرنے والے وہی لوگ تھے جو جنگ سے پہلے ہمارے ہمسائے اور دوست تھے"۔

"پی پی اے کے حوالے سے ۲۰ اگست کو شائع ہونے والی خبر کے مطابق بوسنیا میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کی اجتماعی قبروں کو آگ لگا دی گئی۔ سربیا کے فوجیوں نے شہید ہونے والے مسلمانوں کو ابتدا میں اجتماعی قبروں میں ڈال دیا تھا' تاہم گزشتہ روز انہوں نے ان اجتماعی قبروں کو آگ لگا دی جس سے تمام لاشیں جل گئیں۔ ملبے کے ان ڈھیروں کو بھی آگ لگائی جا رہی ہے جن کے نیچے لاشیں دبی ہوئی ہیں"۔

(بحوالہ "اردو ڈائجسٹ"' اکتوبر ۹۲ء)

حاملہ عورتوں کے پیٹ چاک کر کے کتے اور بلی کے بچے رکھ دیے

آٹھ سال سے لے کر ستر سال تک کوئی بھی عورت ظالموں سے بچ نہ سکی

"سرب درندوں نے مسلمان حاملہ عورتوں کے پیٹ چاک کیے اور وہاں کتے اور بلی کے بچے رکھ کر پیٹ سی ڈالے۔ پچاس ہزار عورتوں کی عزتیں لوٹیں جن میں آٹھ سال کی بچیوں سے لے کر ستر سال کی بوڑھیاں بھی شامل ہیں۔

واشنگٹن کا صحافی پیٹرماس کہتا ہے کہ مریسہ نامی ایک سترہ سالہ خوبصورت بوسنیائی لڑکی سے میں ملا' یہ مظلومہ کسی طرح سے بچ گئی تھی۔ اس کی چھوٹی بہن بھی اس کے ساتھ تھی مگر سرب فوجی انہیں بھی گھر سے گھسیٹ کر لے گئے۔ فوجی کمانڈر نے ایک کو ایک کمرے میں پھینک دیا اور لڑکی کو مذاق کرتے ہوئے اسے سرب درندوں کے حوالے کیا اور انہیں کہا' "اس سے سوال کرو لیکن بہت زیادہ نہیں" اور پھر شیطان نے قہقہہ لگایا۔ غرض اس پندرہ سالہ لڑکی کے ساتھ ظالموں نے نہ جانے کیا کیا ظلم کیا کہ وہ جان سے ہار بیٹھی جبکہ مریسہ کسی طرح سے بچ نکلی۔

انگریز صحافی کہتا ہے کہ بوسنیا کی بہت سی لڑکیوں پر جو بیتی اب وہ سنانے کے لیے زندہ نہیں یعنی ان ظالموں کے ہاتھوں عزتیں لٹوانے کے بعد جان سے ہاتھ دھو بیٹھیں"۔

(بحوالہ مجلّہ "الدعوۃ"' اگست ۹۶ء)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برہنہ مسلم لڑکیاں "ہر ایک کے استعمال کے لیے"

نیوز ویک کا نمائندہ لکھتا ہے کہ:

"مشرقی بوسنیا میں ترلا کے قریب ایک عینی شاہد نے دہشت ناک منظر دیکھا کہ تین مسلمان نوجوان لڑکیاں کمر تک ننگی خار دار تار لگے باڑے کے اندر "ہر ایک کے استعمال کے لیے" کھڑی تھیں۔ عینی شاہد بتاتا ہے کہ تین دن کی اجتماعی عصمت دری کے بعد ان پر مٹی کا تیل چھڑک کر انہیں زندہ جلا دیا گیا"۔

(بحوالہ "اردو ڈائجسٹ" اکتوبر ۹۲)

"دردامہ" نامی گاؤں کی داستان الم --- ایرانی نامہ نگار کی زبانی

۷۰ سالہ عورت کی عصمت دری

خنجر سے حاملہ عورت کا چیک اپ

نماز پڑھنے کے "جرم" میں ہدیہ سر

"سرب دو دنوں سے جوزک کی پہاڑیوں میں واقع دردامہ نامی گاؤں کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ اس گاؤں کی آبادی ۲۰۰۰ نفوس پر مشتمل ہے۔ سرب اس گاؤں پر ہر قسم کے اسلحے سے فائر کرتے تھے اور دوسری طرف سے گاہے گاہے سرب فوجوں پر دیہاتیوں کی فائرنگ کی آوازیں سنائی دیتی تھیں۔ اس گاؤں کے مظلوم مسلمان اپنے زیر زمین گھروں میں محبوس تھے۔ صرف ان کے رونے اور واویلا کرنے کی آوازیں سنائی دیتی تھیں۔ حتیٰ کہ وہاں کوئی پرندہ تک پر نہیں مار سکتا تھا اور ایک دو کوا نما پرندے جو وہاں باقی تھے وہ بھی دوسرے ہی دن غائب ہو گئے۔ پہلے دن زوال تک تو مویشیوں کی آوازیں سنائی دیتی تھیں۔ لیکن دوسرے دن وہ بھی خاموش ہو گئیں۔ گھر ویران 'گودام نذر آتش' دیہات کی فضا توپوں کے گولوں کے دھوئیں سے پر اور صرف لوگوں کی فریادیں تھیں جو سنائی دیتی تھیں۔ لوگ جب فرار کی کوشش کرتے تو بدلے میں گولیوں اور مارٹر توپوں سے ان کی لاشوں کے ٹکڑے ہوتے اور وہ خاک و خون میں غلطاں ہوتے۔ دوسری طرف سرب کیمپوں میں فوجی اپنے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کمانڈر میلوو کو مورد ملامت قرار دے رہے تھے کہ ہم ابھی تک اس گاؤں میں داخل کیوں نہیں ہو سکے۔ سربوں کی اس سرزنش کے بدلے میں کمانڈر میلوو قہقہہ لگاتا اور کہتا: "آپ صبر کریں' کیا ہم یہاں آتش بازی کرنے نہیں آئے ہیں؟ کیا آپ نہیں چاہتے کہ ہم تھوڑی بہت تفریح کریں؟"

کمانڈر میلوو طنزا ہنستے ہوئے کہتا کہ تم سب آرام اور اطمینان سے رہو۔ تم سب کو چھ سات مرد مار ڈالنے اور اتنی ہی تعداد میں عورتوں اور جوان لڑکیاں عیش و تفریح کے لیے دی جائیں گی۔ کمانڈر میلوو اپنا خنجر تیز کرتے ہوئے اپنے ایک سپاہی سے کہنے لگا: "ہیودان! ہم اگلے گھنٹے اس گاؤں میں داخل ہوں گے"۔ میلوو نے اسی ترنگ میں کہا کہ دیہات کے تمام مرد و زن' بچے بوڑھے حتیٰ کہ ان کے جانور دیہات کے ایک طرف اکٹھے کر لیے جائیں"۔

میلوو کے پہلو میں کھڑے سرب فوجیوں نے خوشی کا نعرہ لگایا اور چند منٹوں کے بعد ان کے دستے دس دس' پندرہ پندرہ کی تعداد میں فائرنگ کرتے ہوئے گاؤں میں داخل ہونے لگے۔ سربوں کی پہلی ٹولی جو شمال کی طرف سے گاؤں میں داخل ہوئی تھی' اس پر ایک چھوٹے اور ویران گھر سے آٹومیٹک گن کی فائرنگ ہوئی اور اسی وقت چند سربوں کو واصل جہنم کر دیا گیا۔ اس پر سرب فوجیوں کی وحشت اور بڑھ گئی۔ انہوں نے اس گھر کو گھیر لیا۔ یہ امام مسجد کے بیٹے عدنان کا گھر تھا۔ مقابلہ کئی گھنٹوں تک جاری رہا۔ اسی اثنا میں عدنان کا ایک دوست آزادی کی خاطر' جام شہادت نوش کر گیا اور جب عدنان کے پاس کارتوس ختم ہو گئے تو اسے قیدی بنا لیا گیا۔ سرب فوجی رائفلوں کے بٹ' بوٹ اور جو کچھ بھی ہاتھ آیا' عدنان پر برسانے لگے حتیٰ کہ اس مجاہد میں کھڑا ہونے کی سکت باقی نہ رہی۔ ایک سرب اسے اپنے خنجر سے ذبح کرنا چاہتا تھا۔ اس کے کمانڈر نے اسے یہ کہہ کر منع کر دیا کہ اس کی ساتھ ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے' اس لیے اسے ابھی قتل نہ کیا جائے۔ عدنان کی گرفتاری اور اس کے دوست کی شہادت کے بعد گاؤں میں کوئی فرد نہیں رہ گیا تھا جو سربوں کی مزاحمت کرتا۔ گاؤں کے باقی باسی جنہوں نے تھوڑی بہت مزاحمت کی تھی' وہ بھی قتل کر دیے گئے تھے۔

سربوں نے باقی دیہاتیوں کو گاؤں کے مرکز میں اکٹھا کیا۔ عورتوں کی فریادیں آسمان تک پہنچتی تھیں اور چھوٹے بچے' جو یہ نہیں جانتے تھے کہ کیا ہو رہا ہے' چیختے چلاتے تھے۔ ایک سرب فوجی ایک ماں کی گود سے اس کا لال کھینچتا ہے لیکن جب ماں مزاحمت کرتی ہے تو بچے کا سر تن سے جدا کر کے اس کے معصوم جسم کو عورتوں کے درمیان پھینکا جاتا ہے۔ بچے کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماں بے ہوش ہو جاتی ہے۔ زنجیروں میں جکڑے مرد ایک طرف' عورتیں اور لڑکیاں دوسری طرف واویلا کرتی ہیں۔ ہر سرب اپنی حیوانی فطرت کے ساتھ ظلم کرنے میں مصروف تھا۔

ایک سرب اپنا خنجر اٹھائے ایک بوڑھے بوسنوی' جس کی داڑھی لمبی تھی' کی طرف بڑھا اور آنکھ جھپکنے میں اس کا کان کاٹ ڈالا۔ بوڑھا آدمی چیخا اور ایک دم زمین پر گر پڑا۔ سرب فوجی نے کان عورتوں کی طرف پھینکا۔ ایک اور بوڑھا آدمی جو نماز پڑھ رہا تھا' ایک فوجی اس کی طرف لپکا اور اپنا خنجر اس کی گردن میں پیوست کر دیا۔ بوڑھے کی چیخ نکلی اور زمین پر گر پڑا۔ ظالم فوجی نے بوڑھے کو کھینچتے ہوئے بڑے افتخار کے ساتھ اپنے کمانڈر تک پہنچایا اور اس حالت میں اس وحشی کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ تھی۔ پھر اس نے اپنا خنجر اس کی گردن میں دوبارہ پیوست کیا اور آہستہ آہستہ اس کی گردن کاٹنے لگا اور اس کا سر تن سے جدا کر دیا جس سے خون کا فوارہ جاری ہوا اور چار منٹ تک تڑپنے کے بعد وہ شہید ہو گیا۔ فوجی نے بریدہ سر کو اپنے کمانڈر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا: "یہ لیں ہماری طرف سے نماز پڑھنے کے جرم میں ہدیہ!" کمانڈر نے بھی اس کی قدردانی کرتے ہوئے اسے شراب کی بوتل پیش کی۔

سرب فوجیوں نے جوان لڑکیوں کو عورتوں سے جدا کیا۔ لڑکیاں درخواستیں کرتیں' گریہ وزاری کرتیں' اللہ اللہ کی صدائیں بلند کرتی ہوئی دہائی دیتیں' لیکن ان وحشیوں نے ان کے لباس کو پارہ پارہ کر کے سب کے سامنے ان کی عزتوں سے کھیلا۔ ایک سرب فوجی نے مسلمانوں کی توہین اور ان کا مذاق اڑانے کے لیے ۷۰ سالہ بوڑھی عورت کے ساتھ ارتکاب زنا کیا۔

کمانڈر میلوو قیدیوں کی طرف آیا اور اس کے حکم پر امام مسجد کی بیوی اور بچیوں کو اس کے پاس لایا گیا۔ کمانڈر نے ذاتی طور پر امام مسجد کی بیٹی پر جارحیت کی اور اس ظلم سے اس بوڑھے امام کا چہرہ آنسوؤں اور پسینے سے شرابور ہو گیا اور اس کے بعد سرب فوجیوں نے اس کی بیوی اور دوسری بیٹی پر جارحیت کی۔ ان جانکاہ لمحوں کے بعد میلوو کے حکم پر امام مسجد کے ٹکڑے کر دیے گئے۔ امام مسجد کی بیٹی برداشت نہ کر سکی اور دیوانہ وار سرب فوجیوں پر ٹوٹ پڑی' مگر اسے بھی خنجروں سے شہید کر دیا گیا۔

اسی اثنا میں امام مسجد کے بیٹے عدنان کو کمانڈر میلوو کے سامنے لایا گیا جس کا سارا جسم خون ہی خون تھا اور اس کی معصوم اور پاک آنکھوں کے روبرو اس کی ماں اور بہن کے ساتھ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زنا کیا گیا۔ کمانڈر نے یوران نامی فوجی کو حکم دیا کہ عدنان کی خوبصورت سرجری کرے۔ اس وحشی اور درندے نے اپنے خنجر سے اس مظلوم کے چہرے اور سر کا چمڑا ادھیڑ دیا۔

سربوں کی قوت برداشت سلب ہو گئی اور آخر کار عدنان کو بھی گردن سے کاٹا گیا۔ یوں امام مسجد کے خاندان کے ۵ بے گناہوں کی لاشیں ٹکڑے ٹکڑے کر دی گئیں۔

یوران نامی ایک سرب فوجی نے ایک عورت کو' جو حاملہ تھی' میلوو کے سامنے پیش کیا۔ میلوو عورت کو دیکھ کر یوران سے کہنے لگا: "ہاں بیٹا! اب تمہارا کیا خیال ہے؟ کیا اس بار بھی شرط جیتنے کا ارادہ ہے؟" یوران ہنسنے لگا اور عورت کو کمانڈر میلوو کے قدموں میں گرا دیا اور کہنے لگا: "یہ مسجد کے تہہ خانے میں چھپی ہوئی تھی"۔ عورت کو چند دوسرے فوجیوں کی مدد سے اس نے زمین پر دے مارا اور اس کے لباس کو چیر پھاڑ دیا۔

عورت بے بس و مجبور پڑی رہی۔ یوران خنجر ہاتھ میں لیے اس کے قریب بیٹھا اور کمانڈر سے کہنے لگا: "پہلے تم ہی بتاؤ کہ اس کے شکم میں لڑکی ہوگی یا لڑکا"۔ کمانڈر کہنے لگا: "شاید لڑکی ہو"۔

یوران ظالم نے سینے کی طرف سے خنجر مارا۔ مظلوم عورت نے صرف ہونٹوں کو حرکت دی اور پھر ایک قہقہہ اٹھا۔: "یوران! معلوم ہوتا ہے لڑکا ہے اور اس مرتبہ تم جیت گئے"۔

آخر میں سرب فوجیوں نے عورتوں اور لڑکیوں کو نامعلوم مقام کی طرف روانہ کر دیا اور جاتے ہوئے تمام گھروں کو آگ لگا دی۔ انہوں نے امام مسجد کی سربریدہ اور اعضاء بریدہ لاش کو رسیوں سے مسجد کی دیوار سے لٹکا دیا اور ان کے جانے کے بعد پورا گاؤں ایک ڈراؤنی اور سنسان وادی کی طرح رہ گیا۔

اقوام متحدہ کی حفاظتی فوج میں شامل برطانوی سپاہیوں نے ایچ وی او کے مسلمان عورتوں اور بچوں کے خلاف مظالم کی ہولناک داستانیں سنائی ہیں۔ ایک برطانوی افسر کے داستان سناتے ہوئے تو آنسو نکل آئے۔ اس نے ایک واقعے کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ تین مسلمان عورتوں کو اس وقت ان کے سینوں میں گولیاں مار کر ہلاک کر دیا گیا جب وہ اپنے بچوں کو سینوں سے لگائے ہوئے تھیں۔ گولیاں بچوں اور عورتوں کے سینوں سے گزر گئیں۔

("امپیکٹ انٹرنیشنل" مئی ۹۳ء)

ایک رات کروشین ڈیفنس کونسل (HVO) کے سپاہیوں نے جنوبی بوسنیا کے قصبہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موستار میں زرجیتا تاردل جاک' اس کے تین بچوں اور اس کے درجنوں مسلمان ہمسایوں کو ان کے اپارٹمنٹس سے زبردستی نکال کر باہر اکٹھا کیا۔ اس موقع پر اچ وی او کے سپاہی نعرے لگا رہے تھے: "تمام مسلمانوں کو قتل کر دو"۔ یہ صورت حال دیکھ کر بچوں نے چیخنا شروع کر دیا۔ "ہمیں گولی مت ماریں۔ پلیز ہمیں قتل مت کریں"۔

اس کے بعد ایک کروٹ افسر نے سپاہیوں سے کہا کہ مسلمانوں کو اس طرح نہ ڈراؤ مگر اس کے ساتھ ہی اس نے مسلمانوں کو قصبے کی ان گلیوں میں' جو مسلمانوں کے جوابی حملے کی زد میں تھیں' دھکیلتے ہوئے کہا: "تم اس علاقے میں چلے جاؤ تاکہ تمہیں تمہارے اپنے ہی قتل کریں"۔

(بحوالہ "اردو ڈائجسٹ"' اگست ۱۹۹۳ء)

ہمسایوں نے مسلمان عورتوں کی عصمت دری کی

مسلمانان عالم کے دلوں پہ دستک

کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ یہ مان لیا جائے کہ اصل رشتہ صرف اسلام کا ہے

"جب صفا کونورک (Safa Konovic) نے اپنے بطن میں نومولود بچے کی حرکت محسوس کی تو اس کا ذہن گزشتہ پانچ مہینوں کی طرف گیا جہاں سربیائی فوجی چکلے میں' ناگزیر حالات کے باعث قیدی بنا کر رہنے پر مجبور کیا گیا تھا اور ہر فوجی کی بلا روک ٹوک وہاں آمد و رفت تھی۔" "یہ بچہ میرے جسم کا حصہ نہیں۔ یہ میرے جسم میں ایک پتھر کی مانند ہے" عصمت دری کا شکار ہونے والی مسلم خاتون' نے پرنم آنکھوں سے یہ بات کہی جو فی الحال کوسیوو (Kosevo) اسپتال میں داخل ہے۔

صفا اور ان کے ساتھ دیگر خواتین بوسنیا کے دس سربیائی چکلوں میں گزشتہ آٹھ مہینوں سے سربیائی فوجیوں کے ہاتھوں اپنے اوپر ہونے والے مظالم سے پردہ اٹھا رہی تھیں۔ انہوں نے بتایا کہ آٹھ مہینوں میں سربیائی فوجیوں نے تیس ہزار میں سے چودہ ہزار مسلم اور کروشیائی عورتوں سے زیادتی کی اور ان میں سے کئی خواتین کو طوائف بننے پر مجبور کر دیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفا کونودرک جن کی عمر تیس سال ہے' انہوں نے بتایا کہ ان کا ناگزیر امتحان گزشتہ مئی سے شروع ہوا' جب سربیائی فوجوں نے سوکولک (Sokolac) پر قبضہ کیا' جہاں وہ اپنے والدین کے ساتھ رہائش پذیر تھی۔ سربیائی فوجوں نے مسلمانوں کی نسل کشی کی مہم کے نتیجے میں سب سے پہلے اس قریہ کے سارے مسلمانوں کو وہاں سے نکال دیا صرف چند نوجوانوں کو جنگی قیدی بنا لیا اور تیرہ (۱۳) عورتوں کو بھی گرفتار کر لیا جس میں ایک چھ سالہ بچی بھی تھی جسے گاؤں کے اسکول میں بطور داشتہ رکھ لیا۔

صفا نے مزید تفصیل بتاتے ہوئے کہا کہ

"سربیائی فوجی عموماً روزانہ ہمارے ساتھ زیادتی کرتے تھے۔ عام طور پر فوجی شراب کے نشہ میں ڈوبے ہوتے تھے اور ہمیں مستقل زدوکوب کرتے تھے۔ میرا جسم اب ڈراؤنے خواب کی طرح ہو گیا ہے۔ اس کے لیے سب سے زیادہ اذیت ناک بات یہ تھی کہ ان میں سے اکثر سربیائی وہ تھے جو ہمارے قریب میں رہتے تھے۔ ان میں سے کچھ لڑکے ہمارے ساتھ اسکول جایا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ سربیائی فوجیوں نے زبردستی بہت سے مردوں کو قیدی اس لیے بنا لیا کہ ان کی عورتوں کے ساتھ زیادتی کر سکیں"۔

۱۴ دسمبر کے ہیرالڈ ٹریبون میں سلانکا ڈراکیولک نے اپنے (Slavenka Drankulic) نے اپنے ایک مضمون میں لکھا کہ جس منظم طور پر مسلمانوں اور کروشیائی خواتین کی عصمت دری سربیائی فوج کر رہی ہے۔ اس کی مثال جنگی جرائم کی تاریخ میں کہیں نہیں ملتی۔ منظم طور پر اس بات کی کوشش کی جا رہی ہے کہ پوری مسلم آبادی کو بوسنیا سے ختم کر دیا جائے۔ اور مسلمانوں کے مذہبی تشخص کو ملیامیٹ کر دیا جائے۔ مسٹر ڈراکیولک نے لکھا کہ اکتوبر میں بوسنیا کی وزارت داخلہ کے مطابق پچاس ہزار خواتین اور لڑکیوں کی اجتماعی طور پر آبروریزی کی گئی۔ بے آبرو کی گئی ان خواتین میں سے بہت ساری حاملہ ہو گئی ہیں۔ اب اس سے بھی زیادہ تعداد کے بڑھ جانے کا خدشہ ہے۔ عصمت دری کی تیرہ ہزار شہادتیں وزارت داخلہ نے درج کی ہیں۔

ایک چالیس سالہ خاتون کا واقعہ بیان کرتے ہوئے سلاونکا نے کہا ہے کہ جیسے ہی چیتنکس اس خاتون کے شہر میں داخل ہوئے۔ انہوں نے عورتوں بچوں اور بوڑھوں کو الگ الگ کر دیا۔ مردوں کو ایک ایسے کیمپ میں لے گئے جہاں سے ان کی نقل و حرکت دیکھی جا سکے۔ خواتین کو ایک دبوجی (Doboji) کے اسکول میں رکھا گیا' جسے بعد میں سربوں نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیمپ کی شکل دے دی۔

خاتون نے مزید بتایا کہ ہمارے سرب پڑوسیوں نے ہمیں اس میں مقفل کر دیا۔ اس میں سے بہت سوں کو میں جانتی تھی۔ بعض وہ تھے جو ہمارے گھر بھی کبھی آیا کرتے تھے۔ جیسے ہی ہم اس کیمپ میں داخل ہوئے سربیائی لیڈر میلان مارٹک (Milan Martic) کے حامی اسلحے کے ساتھ کیمپ میں داخل ہوئے اور جوان لڑکیوں اور خواتین کو الگ کر کے ایک ہال میں رکھا چیتنکس سے کہا کہ ان کے ساتھ وہ کچھ کرو جس سے تمہیں خوشی ہو۔

چند لمحے خاموشی رہی۔ پھر ایک دیوانے بدبودار چیتنکس نے خواتین پر جانوروں کی طرح چھلانگ لگا دی۔ خواتین کے کپڑے تار تار کر دیئے ان کو بالوں سے گھسیٹنا شروع کر دیا پھر اپنے چاقوؤں سے ان کی چھاتیاں کاٹ دیں۔ مسلم خواتین جنھوں نے اسلامی طرز پر لمبے کپڑے زیب تن کیے ہوئے تھے' ان کے پیٹ چاک کر دیے حتیٰ کہ ان میں سے بہت ساری خواتین وہیں پر اللہ کو پیاری ہو گئیں۔

ہزاروں مرد قیدیوں کے سامنے سربیائی فوجی مسلم خواتین کے ساتھ عصمت دری کرتے اور انہیں طرح طرح کی اذیتیں دیتے رہے۔ یہ ناقابل برداشت عمل تھا کہ باپ کے سامنے اس کی بچی کی آبروریزی کی جائے۔

شام میں چیتنکس کمرے میں روشنی لے کر داخل ہوتے اور بارہ تیرہ سال کی لڑکیوں کو تلاش کرتے۔ لڑکیاں سہم کر اپنی ماؤں سے لپٹ جاتیں۔ یہ ظالم ان معصوم کم سن لڑکیوں کو جب کھینچتے تو ماں کے کپڑوں کے ٹکڑے ان کے ہاتھوں میں آ جاتے۔ اس کے بعد چیتنکس ان کو گولی مار کر ہلاک کر دیتے۔ لڑکیوں کی نعش اس کمرے میں چھوڑ دیتے۔ خواتین رات بھر اپنی لخت جگر کی شہادت پر آنسو بہاتی رہتیں۔ صبح ان کی نعش کو دریا میں پھینک دیتے۔ روزانہ اسی طرح ہوتا۔ پہلے عصمت دری پھر سینکڑوں کے سامنے قتل۔

ایک مرتبہ ایک نوجوان خاتون اپنے بچے کے ساتھ ہال میں لائی گئی۔ یہ جون کا مہینہ تھا۔ چار چیتنکس نے اس عورت کی آبروریزی کی۔ عورت خاموش اپنے چیختے ہوئے بچے کی طرف دیکھتی رہی۔ جب اسے ظالموں نے چھوڑا تو اس نے اس بات کی اجازت مانگی کہ وہ اپنے بچے کو دودھ پلائے۔ اس پر ایک چیتنک نے چاقو سے بچے کا سر جسم سے الگ کر دیا اور ماں کو خون آلودہ سر دے دیا۔ بے بس خاتون سسکیاں بھرنے لگی۔ وہ اسے باہر لے گئے اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بعد وہ خاتون دوبارہ واپس نہیں لوٹی۔

ایک مسلمان پارٹی کے لیڈر کی بیوی نے کہا کہ سربیائی فوجی عصمت دری کے ساتھ ساتھ اذیت بھی دیتے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ہمارے پڑوسی نے ہمیں سب سے زیادہ اذیت دی۔ یہ وہ شخص تھا جسے میرا شوہر اپنے بھائیوں کی طرح عزیز رکھتا تھا۔

جون کے آخر میں چیتنکس ہمارے ایک پڑوسی کو لائے اور گن پوائنٹ پر ایک چودہ سالہ لڑکی سے زیادتی کے لیے کہا۔ وہ شخص خوف و ہراس سے کپکپاتا ہوا کھڑا ہو گیا اور ایک چیتنک کی طرف مخاطب ہو کر کہا "مجھے اس کے لیے مت کہو کیونکہ میں اس لڑکی کو اس وقت سے جانتا ہوں جب یہ پیدا ہوئی تھی اور اس کی پیدائش پر اس کے باپ اور ہم نے ایک ساتھ کھایا پیا تھا"۔ فوجیوں نے اس شخص کو ہمارے سامنے اتنا مارا کہ وہ مر گیا۔ دوسرے سربوں کے لیے یہ مثال تھی کہ ان کے یہاں رحم کی کوئی چیز نہیں۔ جو بھی لیڈر حکم دے اسے بلا چون و چرا کرنا ہے۔ اگست میں کچھ قیدیوں کی رہائی "بدلے" میں ہوئی جس میں' میں اور میرے بچے بھی تھے۔ بہت سی خواتین اور لڑکیاں جو حاملہ تھیں' کیمپ میں ہی رہ گئیں۔

ایک چودہ سالہ لڑکی نے کہا کہ ایک کمانڈر بہت موٹا' گندہ سن رسیدہ تھا۔ ہمیشہ شراب کے نشہ میں رہتا تھا۔ اپنے چہرے پر ماسک لگائے رہتا تھا۔ ایک دن میری طرف دیکھ کر سر ہلایا اور غصہ میں کہا' کھڑی ہو جاؤ۔ پھر اشارے سے ایک کمرہ کی جانب چلنے کو کہا۔ ہم ایک کمرے میں چلے گئے۔ میرے پیر کانپ رہے تھے۔ میں بالکل چل نہیں پا رہی تھی۔ اس نے مجھے دھکا دے دیا۔ میرا پورا جسم بری طرح کانپ رہا تھا۔ میں نے سوچا یہ شخص مجھے ذبح کر دے گا۔ میں عبادت بھی نہیں کر سکتی۔ "اللہ مجھے بخش دو" میں نے التجا کی۔ اس نے دوبارہ دھکا دیا' ضرب لگائی اور بستر پر ڈھیر کر دیا"۔

(بحوالہ ہفت روزہ "آواز جہاں" لاہور ۲۰ جنوری ۹۳ء)

ایمینسٹی انٹرنیشنل کی رپورٹ ۳۵۰۰۰ ہزار خواتین سرب ملیشیا کے جنسی جرائم سے حاملہ ہوئیں

جناب عرفان مرزا ڈائریکٹر اسلامک میڈیا ایسوسی ایشن کیلی فورنیا کی بوسنیا کی خواتین کے بارے میں مرتب کردہ ایک رپورٹ "ایمینسٹی انٹرنیشنل لندن" میں شائع ہوئی ہے' اس رپورٹ کی تلخیص درج ذیل دی جا رہی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سراجیو میں وزارت سماجی بہبود کی رپورٹ کے مطابق ۳۵۰۰۰ ہزار خواتین سرب ملیشیا کے جنسی جرائم کی وجہ سے حاملہ ہیں۔ اس جنگ میں بوسنیا ہرزیگوینا کی ہر تیس مسلم خواتین میں سے ایک خاتون جبری عصمت دری کا شکار ہوئی ہے' یعنی تین فیصد سے زیادہ۔ عصمت دری کا شکار خواتین میں سے کچھ تو مستقل معذور' کافی تعداد میں نفسیاتی مریض اور ان گنت موت کی دہلیز پار کر چکی ہیں۔

اقوام متحدہ کے ہائی کمیشن برائے مہاجرین نے بھی اس بات کی تصدیق کی ہے کہ سراجیو سمیت مشرقی اور شمالی بوسنیا میں ہزاروں خواتین عصمت دری اور جنسی تشدد کا نشانہ بن چکی ہیں۔ سراجیو کا ایک شہری جو اپنا تعارف گوران کے نام سے کراتا ہے دنیا والوں سے سوال کرتا ہے "کیا دنیا والے بالکل بے حس ہو چکے ہیں۔ کیا اب ان کے پاس ضمیر نام کی کوئی چیز نہیں رہی؟ ورنہ لڑکیوں کے ساتھ یہ سلوک کیسے برداشت کیا جا سکتا ہے۔ انہوں نے کون سی ایسی غلطی کی ہے جس کی انہیں یہ سزا دی جائے"۔

وائس گراڈ کی ۵۶ سالہ عورت نے اپنے قصبے کی چار لڑکیوں کی دل خراش داستان سنائی جنہیں چیتنک لے گئے تھے۔ اس نے بتایا کہ دو آدمی سرخ کار سے باہر آئے اور ان چار لڑکیوں کو زبردستی کار میں ڈال لیا جو پل کی طرف جا رہی تھیں۔ وہ انہیں پل پر لے گئے اور وحشیانہ طریقہ سے کار سے باہر نکالا۔ لڑکیاں چیخ رہی تھیں۔ انہیں بزور قوت پل کی فصیل پر لٹا دیا گیا۔ اس کے بعد دونوں آدمیوں نے انہیں دریا میں دھکیل دیا۔ اس کے ساتھ ہی ان پر فائر کھول دیا۔ تقریباً ۵۰ کلو میٹر تک ان کی لاشیں پانی کی سطح پر تیرتی نظر آئیں' اس کے بعد وہ ڈوب گئیں۔ اس واقعہ کے بعد بھی فوجی ہر آدھ گھنٹے سے ایک گھنٹے کے وقفے میں لڑکیوں کو لاتے رہے اور انہیں اسی طرح وحشیانہ طریقے سے قتل کر کے دریا میں بہاتے رہے۔

فوکا کی ایک نو عمر لڑکی نے بتایا "سرب فوجی ہمارے گاؤں میں آئے اور ہمیں ایک جگہ اکٹھا کیا اور تین گروپوں میں تقسیم کر دیا۔ آٹھ نوجوان مردوں کو فوراً چاقوؤں سے ذبح کر دیا۔ اس کے بعد انہوں نے چند لڑکیوں اور خوبصورت عورتوں کا انتخاب کر کے حکم دیا کہ کپڑے اتار کر سب کے سامنے ننگی ہو جائیں۔ لڑکیوں کے لیے اپنے والدین کے سامنے ایسا کرنا مشکل تھا۔ فوجی آگے آئے اور لڑکیوں کو تھپڑ مارنے لگے۔ اس کے ساتھ ہی تیز چاقوؤں سے ان کے کپڑے پھاڑ کر انہیں ننگا کر دیا۔ جس مرد نے رد عمل کا اظہار کیا وہ فوراً قتل کر دیا گیا۔ اس کے بعد فوجیوں نے سب کے سامنے لڑکیوں کی عزت لوٹی۔ مردوں' عورتوں اور بچوں نے منتیں کیں اور کہا کہ سب کچھ لے لو مگر ایسا نہ کرو مگر انہوں نے ایک نہ سنی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فوکا کی ایک چودہ سالہ لڑکی اپنے اوپر بیتنے والے مظالم کی داستان سناتے ہوئے بے حال ہو گئی۔ اس نے بتایا "ایک سرب کمانڈر مجھے کمرے میں لے گیا۔ اس نے مجھے دھکا دیا اور میں خوف سے کانپنے لگی۔ میں سوچ رہی تھی کہ وہ میرا گلہ کاٹ دے گا۔ اس نے مجھ سے پوچھا "کیا تم نے کبھی ------ (ناقابل بیان الفاظ)" میں نے گڑگڑا کر التجا کی کہ وہ میرے ساتھ ایسا نہ کرے۔ مگر اس نے مجھے دھکا دے کر کوچ میں گرا دیا۔ میرے کپڑے پھاڑ دیے اور مجھے مارا۔ میں چیخ چلا رہی تھی۔ میری چیخیں بند کرنے کے لیے اس نے میرا منہ بند کر دیا۔ اس کے بعد لڑکی اپنی کہانی جاری نہ رکھ سکی۔ اس کی ماں نے بتایا "میں اپنی بچی کی چیخیں سن رہی تھی۔ وہ مجھے مدد کے لیے پکار رہی تھی کہ میں اسے درندوں سے بچاؤں لیکن وہاں میں کچھ نہ کر سکتی تھی۔ اس کی اذیت ناک چیخیں مجھے پاگل کیے جا رہی تھیں۔ میں نے کمانڈر کو یہ کہتے ہوئے سنا "کتیا! کیا تمہیں مزا آ رہا ہے"۔ اس کے ساتھ وہ مزید وحشت پر اتر آتا۔ میں نے بچی کی آوازیں سنی لیکن کتا کمانڈر نہ رکا۔ ایک دوسرے کمرے میں میری بہن کی بیٹی کے ساتھ بھی یہی ہو رہا تھا۔ میں نے وہاں ایک لڑکی کو مکمل ننگا اور بے ہوش دیکھا۔ اسے بری طرح پیٹا گیا تھا۔ میں جانتی تھی کہ اس کے ساتھ ایک ہی وقت میں کئی آدمیوں نے منہ کالا کیا ہے"۔

(بحوالہ "بیدار ڈائجسٹ" جنوری ۹۳ء)

عصمت دری بھی قتل بھی

مسلمان عورتوں کی عصمت دری سے ہمارا مورال بلند ہوتا ہے

"ایک سرب کمانڈر جو مسلمان قیدی عورتوں کا انچارج ہے۔ اس نے سونجا کیفے کے موٹل میں قیدی عورتوں کی ایک جیل بنا رکھی ہے۔ وہاں عورتوں کی اجتماعی عصمت دری اور بے رحمانہ قتل کیا جاتا ہے۔ کمانڈر موٹل میں قید مسلمان عورتوں کی عصمت دری اور قتل کرنے کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اس سے فوجیوں کا مورال بلند ہوتا ہے"۔

سربین عیسائی رضاکار ھیرک بتاتا ہے۔ "ہمیں بھی موٹل ترغیب سے لے جایا گیا۔ موٹل کی جیل میں ۱۳ سال سے ۳۵ سال تک عمر کی خواتین بند تھیں۔ کمانڈر نے ہمیں ترغیب دیتے ہوئے کہا "تم ان کے ساتھ جو چاہو کرو۔ تم انہیں یہاں سے لے جا سکتے ہو۔ ہمارے پاس ان کے لیے خوراک نہیں ہے' اس لیے انہیں واپس ہرگز نہ لانا"۔ امینہ' سینہ' امیلہ اور فاطمہ بھی ان عوتوں میں شامل تھیں جنہیں عصمت دری کے بعد قتل کر دیا گیا۔ ہم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے بندوق کی نال پر فاطمہ کو کار میں بٹھایا اور ترک پہاڑ پر لے گئے۔ وہ تیس سال کی خوبصورت عورت تھی۔ ہم نے گاڑی کو ایک چھوٹے سے پل پر روکا اور اسے باہر نکلنے کو کہا۔ اس کی پشت ہماری طرف تھی۔ وہ تین چار قدم بمشکل چلی ہو گی کہ میں نے اسے پیچھے سے شوٹ کر دیا۔ میں اس کے قریب گیا تاکہ یقین کر سکوں کہ وہ مر چکی ہے۔ وہ مر چکی تھی۔

"کچھ عورتوں کی عصمت دری اور قتل کے بعد سڑک کے ساتھ ہی پھینک دیتے تھے' کچھ کی لاشوں کو جھاڑیوں میں چھپا دیتے تھے۔ ہم موٹل میں دوسرے تیسرے دن جاتے۔ عیاشی کے لیے خواتین کو لاتے اور عصمت دری کے بعد قتل کر دیتے۔ جب بھی موٹل جاتے ہر بار پہلے سے زیادہ خواتین وہاں موجود پاتے۔ عورت کا حصول وہاں کوئی مسئلہ نہ تھا۔ چابی لیجئے اور کمرے میں داخل ہو جائیے پھر جو چاہے عورتوں سے کیجئے"۔

(بحوالہ "بیدار ڈائجسٹ" جنوری ۹۳ء)

اقوام متحدہ کی امن فوج اور عصمت دری

۲۶۰ سپاہی اور بیس ہزار کنڈومز

"محمد حامد جو ایک سوڈانی طالب علم ہے وہ سراجیو یونیورسٹی ہوسٹل میں رہتا ہے' وہ بتاتا ہے کہ فرانسیسی ہروقت مسلمان لڑکیوں کو اغوا اور ورغلانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ میں نے ان میں سے کئی کو یہ کہتے سنا ہے کہ انہوں نے اس مہم کے لیے رضاکارانہ شرکت کی حامی اس لیے بھری تھی کہ وہ مسلمان عورتوں سے جنسی لطف اٹھا سکیں"۔

نکاس ظہیر دوک کیلی فورنیا کا ایک میڈیکل پوسٹ گریجوایٹ کا طالب علم ہے وہ بتاتا ہے کہ اس نے بوسونیا میں ۲۰۰۰۰ کنڈومز (Condoms) کا کھوج لگایا جو اقوام متحدہ کے ولندیزیوں نے سپلائی کیے ہیں۔ مجھے اس پر شدید غصہ آیا کہ ولندیزی فوجیوں کی تعداد صرف ۲۶۰ ہے اور کنڈومز کی تعداد بیس ہزار۔ وہ ہماری مدد کے بہانے یہاں آئے ہیں مگر اپنی ناپاک خواہشات کو مسلمان عورتوں سے پوری کرنے کی توقعات لگائے ہوئے ہیں"۔

(بحوالہ "بیدار ڈائجسٹ" فروری ۹۳ء)

۱۲ سالہ لڑکی کی مسلسل ۹ دن تک اجتماعی عصمت دری

"آبروریزی کے جرم کا اندوہناک واقعہ ایک معصوم ۱۲ سالہ مسلمان بچی وسویجا کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ بھی پیش آیا جسے اس کے گاؤں جیلیک سے بے دخل کر کے مشرقی بوسنیا کے قصبے فوکا کے ایک کیمپ میں ۷۰ دوسرے افراد بشمول عورتوں' بچوں اور بوڑھے مردوں کے ساتھ رکھا گیا اور بعد ازاں شیطانی ہوس کا نشانہ بنایا گیا۔ اس معصوم بچی نے اپنی داستان بیان کرتے ہوئے کہا کہ اسے ایک روز اس کیمپ سے دور ایک خالی فلیٹ میں لے جایا گیا اور دو سربوں نے اس نازک اور معصوم بچی کو درندگی کا نشانہ بنایا۔ اس کرب ناک واقعے کی یاد نے اس کی آنکھوں میں آنسو دے دیئے اور بلبلاتے ہوئے اس نے کہا کہ میری عصمت کو داغ لگانے کے بعد مجھے مختلف سربوں نے مسلسل ۹ راتوں تک اس تشدد کا نشانہ بنایا اور اس کے بعد ایک روز میری ماں' مجھے اور دوسری عورتوں کو بھی مجموعی طور پر ہوس کا نشانہ بنایا گیا۔ اس کے بعد ۱۷ ستمبر کو اسے سربیائی فوجیوں کے تبادلے میں سراجیو کے ایک کیمپ میں بھیج دیا گیا جہاں وہ اپنی ماں اور ایک چھوٹی بہن کے ہمراہ رہ رہی ہے"۔

(بحوالہ "بیدار ڈائجسٹ" فروری ۹۳ء)

مردہ ماں سے بدفعلی کرو' معصوم بیٹے کو حکم

"عالمی خبر رساں ایجنسی رائٹر کی خبر کے مطابق ایک ۳۰ سالہ مسلم بوسنین خاتون ٹرولج کے نظر بندی میں محصور اپنے کم عمر لڑکے کو کھانا پہنچانے گئی تو اسے روک کر اس کے شوہر کے بارے میں پوچھ گچھ شروع کر دی گئی اور جب وہ کیمپ کے نگران سرب کمانڈر کے حسب منشا معلومات فراہم کرنے سے قاصر رہی تو اسے زدوکوب کیا گیا اور اس کا لباس تار تار کر دیا گیا۔ جب وہ اپنی ننگے جسم کو چھپانے کے لیے دوہری ہوئی تو اس کے سر میں گولی مار کر اسے زمین پر ڈھیر کر دیا گیا۔ جب خاتون کا بیٹا اپنی ماں کی مدد کے لیے آگے بڑھا تو سرب فوجیوں نے اسے دبوچ لیا۔ نشہ میں دھت ایک سرب فوجی افسر نے بندوق کی نوک پر بدنصیب لڑکے سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنے کپڑے اتار دے اور اپنی مردہ ماں کے ساتھ بدفعلی کا ارتکاب کرے۔ جب لڑکے نے ایسا کرنے سے انکار کیا تو اسے بھی گولیوں کی باڑھ مار کر ہمیشہ ہمیشہ کی نیند سلا دیا گیا"۔

(بحوالہ "ماہنامہ الاشرف" کراچی)

بوڑھا دادا اور مردہ پوتے کا کلیجہ

"سرب درندوں نے ایک ضعیف العمر شخص کو مجبور کیا کہ وہ اپنے مردہ پوتے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا سینہ چیر کر اس کا کلیجہ "جگر" چبائے"۔

(بحوالہ "ماہنامہ الاشرف" کراچی)

یہ ہے درندگی کی وہ انتہا اور تاریخ عالم کا وہ سیاہ باب جس پہ اپنے پرائے سب خاموش ہیں۔

واشنگٹن کا ہولو کاسٹ میوزیم امریکہ کے صدر کلنٹن سے اک سوال

"امریکہ کے صدر جناب بل کلنٹن نے کچھ دن پہلے واشنگٹن میں ایک عجائب گھر کو منسوب کرنے کی تقریب میں شرکت کی۔ بظاہر یہ کوئی ایسی بات نہیں کیونکہ دنیا میں ہر ملک کا سربراہ ایسی تقریبات میں شرکت کرتا ہے۔ تاہم کسی بھی ان پڑھ شخص کو اتنا علم ضرور ہوتا ہے کہ ملک کا آئینی اور انتظامی سربراہ کم از کم چھوٹی تقریبات میں شرکت نہیں کرتا۔ یہ تقریب "ہولو کاسٹ" نامی عجائب گھر کے سلسلے میں تھی اس عجائب گھر کی تعمیر اگرچہ پرائیوٹ فنڈ سے ہوئی ہے مگر اس کے لیے تمام تر قطعہ اراضی حکومت امریکہ نے عطیہ کے طور پر فراہم کی ہے۔ یہ برسوں کی محنت، تحقیق، منصوبہ بندی اور تعاون کے نتیجے میں وجود میں آیا ہے ایک طرف اگر یہ انسان کی انسان کے خلاف درندگی کا منہ بولتا ثبوت ہے تو دوسری طرف اس عزم کی علامت بھی کہ انسان کا قتل عام کوئی معمولی اور نظر انداز کر دینے والی بات نہیں۔

یہ ہولو کاسٹ میوزیم ان دو ہزار یہودیوں کی یاد میں قائم کیا گیا ہے۔ جنہیں ۱۹۳۳ء سے دوسری جنگ عظیم تک نازیوں کے ہاتھوں قتل عام کا شکار ہونا پڑا۔ لگ بھگ گیارہ سال کے اندر اندر ۲ ہزار یہودیوں کے قتل عام کے تقریباً نصف صدی بعد اس "ہولو کاسٹ" عجائب گھر کا افتتاح ہوا ہے۔ اصطلاحاً "ہولو کاسٹ" سے مراد "جرمنی میں نازیوں کے ہاتھوں یہودیوں کا قتل عام" ہے۔ لہٰذا اسی کی یاد میں صدر کلنٹن نے اپنے خطاب میں فرمایا۔

"صحیح راستہ صرف ہے کہ ہم ان برائیوں پر قابو پائیں جن کی وجہ سے "ہولو کاسٹ" جیسی ہولناکیوں اور تباہیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اور اس کا درست طریقہ یہ ہے کہ ہم سب اس حقیقت کو دل سے تسلیم کر لیں کہ اپنے تمام تر اختلافات کے باوجود ہم ایک ہیں۔ نیز اپنی الگ الگ شناخت کے باوجود "انسانیت" ہم سب کی قدر مشترک ہے اور سب کو اس عہد کی تجدید کرنی چاہیے کہ شدید ترین اختلافات کے باوجود ہم سب ایک ہیں یہ یادگاری عجائب گھر ہم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب ایسے لوگوں کے لیے ہے جو وہاں موجود نہیں تھے۔ اس عجائب گھر کے قیام کا مقصد اس ہولناک واقعہ سے سبق حاصل کرنا اور عبرت پکڑ کے اپنے اندر اعلیٰ انسانی اوصاف پیدا کر کے اسی سبق کو نسل در نسل منتقل کرنا ہے"۔

قارئین اس سے اس بات کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ امریکی صدر کے نزدیک ۵۰ سال پہلے قتل ہونے والے دو ہزار یہودیوں کے خون کی قیمت کتنی ہے۔ اس عجائب گھر کا افتتاح عین اس وقت کیا گیا جب کہ کشمیر میں ساٹھ ہزار ایک سو اٹھارہ' بوسنیا میں لگ بھگ چالیس ہزار' یونان میں تقریباً ۵ ہزار' البانیہ میں اندازاً دو ہزار اور ارض فلسطین میں اب تک لاکھوں کی تعداد میں خون مسلم پانی کی طرح بہہ رہا ہے۔ اقوام متحدہ کے صرف کیمرے کام کر رہے ہیں۔ کوئی قانون' اصول' ضابطہ' اور اخلاقی تقاضہ اقوام عالم اور خود صدر امریکہ کو اس بات پر مجبور نہیں کرتا کہ وہ آگے بڑھ کر مسلمان نہ سہی انسان سمجھ کر ہی اس خون تازہ کو بہنے سے روک دیں کوئی ایسا ہاتھ آگے نہیں بڑھ رہا جو معصوم اور لاچار مسلمان عورتوں کی عصمتوں کو لٹنے سے بچا سکے۔ جناب کلنٹن! آپ کس کو بے وقوف بنا رہے ہیں آپ کے منہ سے انسانیت کا لفظ آپ کے طرز عمل کی بناء پر اچھا نہیں لگتا۔ آپ اپنے خطاب پر ایک نظر دوبارہ ڈالیں اور موجودہ دور پر نظر دوڑائیں اور پھر اس پر لب کشائی فرمائیں کہ اب تک دنیا میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کا نشانہ بننے والے چار لاکھ مسلمان آپ سے کیا پوچھ رہے ہیں آخر وہ کون سا سبق ہے جو آپ نسل در نسل منتقل کرانا چاہتے ہیں انسان کو بچانے کا یا مذہب کی بناء پر مار دینے کا۔

آپ نے دو ہزار یہودیوں کے قتل عام کی یاد میں قائم ہونے والے عجائب گھر کے حصار سے نکل کر کشمیر' بوسنیا' یونان' البانیہ' فلسطین' اور دیگر مسلمان ممالک میں ان عبرت کدوں کی سیر کریں جنہیں آپ کے حمایت یافتہ ممالک نے عبرت کا نمونہ بنا رکھا ہے۔ اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کی پالیسیاں تمام لوگوں کے لیے یکساں نہیں ہیں بلکہ یہ مذہب کی بنیاد پر تشکیل دی جاتی ہیں۔ اور ان کے نتیجہ میں مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی جاتی ہے

(بحوالہ "ماہنامہ النبویہ" کراچی شوال ۱۴۱۴ھ)

وہ کتابیں اپنے آباء کی

"انسانی حرمتوں کی بے دردانہ تضحیک کے ساتھ ساتھ علمی خزانوں کو جس طرح تاراج کیا گیا اس کی مثال ملنا مشکل ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سراجیو کاانسٹی ٹیوٹ آف اسلامک ریسرچ جس میں سترہ ہزار مخطوطات تھے جو مسلمانوں کی ۵۰۰ سال کی تاریخ کا نچوڑ تھے سب کو آگ لگا دی گئی۔ سراجیو یونیورسٹی جس میں پندرہ لاکھ کتابیں اور ڈاکومینٹس تھے تباہ کردی گئی"۔
(بحوالہ "ہفت روزہ ختم نبوت" کراچی ۲۸ اکتوبر ۹۳ء ص ۱۸)

ایک غیر مسلم کی مسلمانوں کے ضمیر پر دستک!

"مسلم دشمنی اور تعصب کے اس عالمی تاریکی کے ماحول میں کینیڈا کے ممتاز ترین اور معتبر اخبار نویس ایرک مارگولس مغربی دنیا اور کینیڈا اور امریکہ میں آباد مسلمانوں کے لیے غنیمت کا درجہ رکھتے ہیں۔ ایرک مارگولس "ٹورانٹو سٹار" اور "دی ٹورانٹو سن" میں طویل تجزیہ نما کالم لکھتے ہیں اور اپنی تحقیقی تحریروں کی بدولت مسلم دشمن لابیوں کے دل میں کانٹے کی طرح کھٹکتے ہیں۔

۲۷ جولائی ۹۵ء بروز جمعرات ایرک مارگولس نے ایک طویل کالم سپرد قلم کیا۔ اس کا موضوع بوسنیا کے مظلوم اور جبرو استبداد کے مارے مسلمان ہیں۔ ایرک لکھتا ہے: "بوسنیا کے مقہور مسلمان عالمی ضمیر کے لیے ایک طمانچہ ہیں عالمی ذرائع ابلاغ نے بوسنیا کے بحران کے بارے میں جو کردار ادا کیا ہے' وہ انتہائی شرمناک' مکروہ اور منافقانہ ہے' بوسنیا کے مسلمانوں کی بھیڑیا صفت سربوں کے ہاتھوں نسل کشی کو روکنے کے لیے گزشتہ دنوں نیٹو نے جو اعلان کیا اسے برطانیہ کینیڈا اور کلنٹن انتظامیہ نے جان بوجھ کر سبوتاژ کر دیا اور اپنے ہی اعلان کی کالک اپنے منہ پر مل لی۔ سربوں کے مظالم کو روکنے والے ہاتھ نہ جانے اچانک کیوں رک سے گئے' تصور کیجئے اگر بوسنیا میں یہودیوں کے خلاف سربوں کے ہاتھوں مظالم کی یہی تصویر ہوتی تو مجھے یقین ہے کہ اب تک اسرائیل کی فضائیہ بوسنیا پہنچ کر سربوں کی جارحیت اور وجود کا خاتمہ کر چکی ہوتی اور اسرائیل کمانڈر پیراشوٹوں کے ذریعے اتر کر ظالم سربوں کو گرفتار کر کے اسی طرح جیلوں میں قید کر دیتے اور بعد ازاں انہیں پھانسی کے تختوں پر لٹکا چکے ہوتے جس طرح انہوں نے جنگ عظیم دوم کے نازیوں کو ان کے ظلم کی قرار واقعی سزا دی تھی....."۔

رواں لمحوں میں یورپی دنیا میں ایک ارب سے زائد مسلمان بس رہے ہیں مگر وہ سب کے سب تماشائی بنے بوسنیا کے مسلمانوں پر ڈھائے جانے والے مظالم اور غیر مسلموں کے ہاتھوں ان کی نسل کشی کے مظاہرے دیکھ رہے ہیں۔ ایرک مارگولس عالم اسلام کے حکمرانوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو شرم دلاتے ہوئے لکھتا ہے: "جب بوسنیا کے دو لاکھ مسلمانوں کو سربوں نے شہید کر ڈالا' پچیس ہزار کنواری مسلمان خواتین کو جنسی درندگی کا نشانہ بنا ڈالا گیا اور بیس لاکھ کے قریب بوسنیائی مسلمان ہجرت کر کے دوسرے ممالک میں پناہ گزین ہو گئے۔ تب اسلامی ممالک "ارجنٹ" کانفرنس بلانے پر تیار ہوئے جو عملی اعتبار سے احتجاج کا ایک کمزور مظاہرہ ثابت ہوئی۔ ۲۱ جولائی کو دنیا کے آٹھ مسلم ممالک (ترکی' ایران' پاکستان' مصر' مراکش' سعودی عرب' سینیگال اور ملائیشیا) صرف اس قابل ہوئے کہ تھوڑی سی جرات کر کے صرف یہ کمزور سا بیان دیا کہ بوسنیا پر ہتھیاروں کی پابندی ناجائز اور بے جا ہے۔ اس دوران جب یہ مسلمان ممالک تقریریں کرنے میں مشغول تھے' جارحیت پسند سربوں نے زیپا میں محصور بوسنیائی مسلمانوں پر آتشیں یلغار کر دی اور سینکڑوں انسانوں کو مار ڈالا ان کا جرم صرف یہ تھا کہ اسلام کے نام لیوا تھے" مسلمان ممالک بھی بزدلی کا مظاہرہ کرنے میں پیش پیش رہے۔ انہوں نے مکمل طور پر بانجھ ہونے کا ثبوت فراہم کیا اور یہ بھی کہ وہ سب کے سب واشنگٹن کے اشارہ ابرو کے منتظر رہتے ہیں۔

امریکہ نے بوسنیا کے ستم زدگان مسلمانوں کے خلاف جو شرمناک کردار ادا کیا ہے' درد مند ایرک مارگولس اس پر تبصرہ کرتے ہوئے اپنے مذکورہ بالا کالم میں لکھتا ہے: "بش اور کلنٹن ہر دو انتظامیہ نے سختی سے ترکی' مصر' مراکش' سعودی عرب اور خلیجی ریاستوں کو حکم دیا کہ خبردار بوسنیا کے مسلمانوں کی فوجی مدد نہ کرنا.... ہاں تم لوگ انہیں تھوڑی سی مالی امداد فراہم کر سکتے ہو۔ اس بحران میں پاکستان نے سب سے پہلے بوسنیائی مسلمانوں کو جدید اسلحہ فراہم کرنے کی کوشش کی مگر یہ کوشش بھی امریکہ نے یہ کہہ کر ناکام بنا دی کہ بوسنیائی مسلمانوں کو اسلحہ فراہم کرنے کے جرم میں پاکستان پر مزید اقتصادی پابندیاں نہ صرف عائد کر دی جائیں گی بلکہ اسے دہشت گرد ممالک کی فہرست میں بھی شامل کر لیا جائے گا صرف ایران بوسنیا کو ہتھیار پہنچانے میں کامیاب رہا ہے مگر یہ ہتھیار ایک تو تھوڑی مقدار میں تھے' دوسرے کوالٹی کے اعتبار سے وہ اعلیٰ پیمانے کے بھی نہ تھے۔

ترکی کے پاس اس وقت پانچ لاکھ سے زائد مسلح فوجی ہیں وہ باآسانی اپنی فوج کا ایک قلیل حصہ بوسنیا کے مسلمانوں کی امداد کے لیے ارسال کر سکتا ہے ایرک مارگولس تاسف کے ساتھ لکھتا ہے کہ یورپی عیسائی انتہائی سفاکی کے ساتھ بوسنیا کے مسلمانوں کو ذبح کرتے جا رہے ہیں اور ترکی خاموش تماشائی بنا بیٹھا ہے وہ خطرے اور لالچ کی وادی میں سرگشتہ ہے اسے ایک طرف خطرہ ہے کہ بوسنیا کی مدد کی صورت میں ہو سکتا ہے یونان کے ساتھ اس کی جنگ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھڑ جائے اور اسے یہ بھی لالچ ہے کہ اگر اس نے بوسنیا کے مسلمانوں کی مدد کی تو یورپین یونین میں شامل ہونے کی اس کی ساری کوششیں اکارت جائیں گی ایرک طنزیہ طور پر لکھتا ہے کہ ترکی کس قدر احمقوں کی جنت میں رہتا ہے کہ عیسائی یورپ جب بوسنیا کے مسلمانوں پر مظالم ڈھانے میں سربوں کو مدد فراہم کر رہا ہے ایسے میں وہ مسلم ترکی کو کیسے اپنی رکنیت دے گا.....؟

ایرک مارگولس لکھتا ہے: "اس وقت مصر کے پاس چار لاکھ چالیس ہزار کی تعداد میں فوج ہے وہ آسانی کے ساتھ البانیہ کے راستے اپنے بوسنیائی بھائیوں کی مدد کو پہنچ سکتا ہے اور وہاں کی کم از کم سول آبادی کو اپنے فوجیوں کے تعاون سے سربوں کے جرائم سے نجات دلا سکتا ہے..... مگر وہ بوجوہ ایسا نہیں کر رہا۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ ملائیشیا روس سے مگ ۲۹ طیارے خرید رہا ہے جب کہ ملائیشیا بخوبی علم رکھتا ہے کہ روس ہی وہ بڑا ملک ہے جو سربوں کو جدید ہتھیار فراہم کر رہا ہے مراکش اور اردن کے بادشاہ جو خود کو "اسلام کے سپاہی" قرار دیتے نہیں تھکتے' کیسی بے حسی کے ساتھ اسلام کے لیے جان دینے والے بوسنیا کے مجاہدین کی بے یارومددگاری اور مجبوری پر خاموشی کی چادر اوڑھے بیٹھے ہیں!! شرم کا مقام ہے کہ مسلمان ممالک کے تمام شہری جانتے ہیں کہ بوسنیا کی مسلمان خواتین کے ساتھ سرب فوجوں نے زنا بالجبر کا ارتکاب کیا اور انہیں اس وقت تک نہ چھوڑا جب تک ان کی اکثریت حاملہ نہ ہو گئی مگر اس ظلم عظیم کے باوجود عالم اسلام کا حکمران طبقہ خاموش ہے" بوسنیا کے حوالے سے لکھے گئے اپنے کالم کے آخر میں ایرک مارگولس ملت اسلامیہ پر طعن کا طمانچہ لگاتے ہوئے لکھتا ہے: "شاید کسی روز اسلامی ممالک کے تمام حکمران اجتماعی حیثیت میں باجماعت اسرائیل کی خدمت میں پیش ہوں اور اسرائیل سے گڑگڑا کر درخواست کریں کہ حضور ہمارے مسلمان بھائیوں کو بچالو....."۔

(بحوالہ مضمون جناب تنویر قیصر شاہد صاحب نوائے وقت ۲۱ ستمبر ۹۵ء)

یہ تھی وہ لہو رنگ تصویر جو ہم نے اپنوں کی زبان سے کم اور غیروں کے حوالے سے زیادہ بیان کی ہے۔ اب اس سارے قصے میں خود کو مہذب ترین اور انصاف پسند حقوق انسانی کا چیمپئن' جمہوری اقدار کا پاسبان اور امن عالم کا سرپرست اعلیٰ کہلانے والے ملک امریکہ بہادر کی مکروہ جھلک خود ان کی اپنی زبان سے ملاحظہ فرمائیں تاکہ یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے کہ امریکہ اپنے دعوؤں کو وہیں سچ کر دکھاتا ہے جہاں اس کا کوئی نہ کوئی مفاد وابستہ ہو ورنہ اس کی بلا سے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بوسنیا کے بارے میں منافقانہ پالیسی اختیار کرنے پر امریکی وزارت خارجہ کے بوسنیا ڈیسک کے انچارج کا استعفیٰ

"امریکہ کے صدر بل کلنٹن سے صحافیوں نے سوال کیا کہ بوسنیا ہرزیگووینا کے لیے آپ نے کیا کیا تو انہوں نے جواب دیا "امریکیوں نے مجھے امریکہ کے مسائل کے حل کے لیے صدر چنا ہے' یورپ کے بکھیڑوں کے لیے نہیں" امریکی وزارت خارجہ کے یوگوسلاویہ ڈیسک کے انچارج جارج کین نے منافقانہ طرز عمل دیکھتے ہوئے ۱۹۹۲ء میں احتجاجاً استعفیٰ دے دیا تھا اور اگست ۱۹۹۳ء میں وزارت خارجہ کے بوسنیا ڈیسک کے انچارج بتیس سالہ ھیریز نے بھی وزیر خارجہ وارن کرسٹوفر کو استعفیٰ پیش کر دیا ہے۔ مارشل نے قانون کی تعلیم حاصل کی ہے امریکی وزارت میں فارن سروسز آفیسر کے طور پر اس نے برطانیہ' بلغاریہ' اور مقدونیہ میں خدمات سرانجام دی ہیں علاوہ ازیں صدر جارج بش کے زمانہ صدارت میں اس وقت کے وزیر خارجہ بیکر کے دست راست بھی رہے ہیں۔ اپنے استعفیٰ میں مارشل ھیریز نے وارن کرسٹوفر کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا ہے۔

> "میں ایک ایسے ادارے (وزارت خارجہ) میں خدمات سرانجام نہیں دے سکتا جس نے طے کر لیا ہے کہ یورپی ریاست (بوسنیا ہرزیگووینا) کو ہر صورت میں ختم ہونا چاہیے اور جہاں یہ ہدایت دی جا رہی ہے کہ قتل عام کو جاری رہنے دو' سربیا کا ہاتھ مت روکو"۔ (مسٹر مارشل ھیریز کے بیان اور انٹرویو کی مکمل تفصیلات کے لیے دیکھیے ماہنامہ "الفاروق" کراچی' ص ۱۱-۱۲ ذیقعد ۱۴۱۴ھ)

۱- سرب درندوں کی ذلالت کا اک اور گھناؤنا طریقہ:

۲- اب ٹیسیں اتنی ہو گئی ہیں کہ آنسوؤں کی قدر و قیمت جاتی رہی ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۔ جناب فضل یزدانی کی رپورٹ:

"۱۹ دسمبر ۱۹۹۲ء کو جرمن ٹیلی ویژن نے خبروں کے دوران اپنے ایک تبصرے میں کہا: "بوسنیا میں روزانہ صرف ہتھیاروں ہی سے جنگ نہیں لڑی جاتی بلکہ غیر انسانی سلوک سے بھی۔ وہاں ہر روز ہزارہا مسلمان عورتوں اور لڑکیوں کی ایک خاص مقصد کے تحت عصمت دری کی جاتی ہے کیونکہ عورتوں کی عصمت دری کرنے اور انہیں حاملہ کرنے کا مقصد انہیں لاانتہا ذلیل کرنے کے ساتھ ساتھ مخالف مردوں کو بھی ذلیل کرنا ہوتا ہے۔ جرمن ٹی وی پر اپنا تبصرہ جاری رکھتے ہوئے نامہ نگار نے مزید کہا کہ اس کے ساتھی کو تشدد کا شکار ہونے والی ایک عورت نے جو داستان سنائی ہے' اسے سننے کے لیے بڑے دل گردے کی ضرورت ہے۔

"سات سربوں نے مجھے گھیرے میں لے لیا' میرے کپڑے پھاڑ دیے۔ ایک نے اپنے ساتھی سے کہا: اس کے بم دیکھیے؟ اس کا اشارہ میری چھاتیوں کی طرف تھا۔ وہ پوچھنے لگا: پہلے کون سی چھاتی کاٹیں؟ دائیں یا بائیں؟ پھر بولا: پہلے اس کا مزہ چکھ لیں پھر کاٹ لیں گے۔ چھ سرب مجھ پر پل پڑے' ایک علیحدہ کھڑا رہا۔ پہلے ایک سرب نے اپنا عضو مخصوص میرے منہ میں ٹھونس دیا' پھر دوسرے نے کہا: اسے چوسو' اسے چوسو۔ پھر وہ کہنے لگے میرے نچلے حصے کو چاقو سے چیرنا ہوگا کیونکہ وہ خشک ہے۔ پھر انہوں نے میری عصمت دری شروع کر دی۔ مجھے سب کچھ نگلنا پڑا۔ پیشاب اور منی! یہ ناقابل برداشت تھا۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے نگلنے کا یہ عمل کبھی ختم نہ ہوگا۔ ایک ماہ بعد بھی یہی احساس مجھے گھیرے ہوئے تھا۔ مجھے ہر لمحہ آوازیں سنائی دیتی تھیں' نگلو نگلو۔ ایسے لگتا تھا جیسے میرا دم گھٹ جائے گا۔ میں نے ایک شال اپنی آنکھوں اور اپنی ناک پر پھیلا لی۔ دو مردوں نے مل کر اپنے عضو مخصوص میرے جسم میں ٹھونس دیے"۔

ایک چودہ سالہ بچی نے اپنی داستان غم ایک جرمن اخبار کو سناتے ہوئے کہا کہ جس عورت نے سبز رنگ کے کپڑے پہنے' وہ مصیبت میں مبتلا ہوگئی۔ کیونکہ سبز رنگ مسلمانوں کا رنگ سمجھا جاتا ہے۔ اسے جنسی تشدد کا سب سے پہلے سامنا کرنا پڑا۔ سربوں نے بندے اور انگوٹھیاں اتارنے کی زحمت گوارا نہیں کی۔ انہوں نے کان اور انگلیاں کاٹ ڈالیں۔ اس بچی نے اپنے آنسو خشک کرتے ہوئے کہا کہ عصمت دری کرنے والے اس کے پڑوسی سرب مجھے اس کے نگاہوں سے۔ پھر اس نے اپنا آخری جملہ دہرایا جسے لکھتے وقت قلم کا کلیجہ پھٹتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اب فیس اتنی ہو گئی ہیں کہ آنسوؤں کی قدر و قیمت جاتی رہی ہے۔"

(بحوالہ ماہنامہ "المذاہب" لاہور' مارچ ۹۳ء)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 12

کلیسا کے معصوم پردے کے پیچھے سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"کلیسا کے معصوم"۔۔۔۔پردے کے پیچھے سے

اتنی نہ بڑھا پاکی داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

گلے میں صلیب لٹکائے' اک خاص ڈھب کے سفید لباس میں ملبوس مردوں اور عورتوں کو آپ نے بھی چلتی راہوں پہ گامزن دیکھا ہوگا اور یہ سمجھنے میں بھی آپ کو کوئی مشکل پیش نہ آئی ہوگی کہ یہ دنیائے عیسائیت کے راہب اور راہبائیں ہیں۔ جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ لوگ ابدی نجات اور خوشیاں حاصل کرنے کے لیے دنیاوی شہوتیں اور لذتیں خود پہ حرام ٹھہرا لیتے ہیں اور پردے کے پیچھے بیٹھ کر "اعتراف گناہ" سننے والے اور "معافی نامے" عطا کرنے والے صاحبان ذی وقار سے بھی آپ واقف ہوں گے' جنہیں پادری بلکہ فادر کہا جاتا ہے اور کلیساؤں کے اندر پھیلی ہوئی روحانی فضاؤں اور مراقبوں کے بارے میں بھی آپ نے سن رکھا ہوگا' جن کے بارے میں مشہور ہے کہ ان سے خدا خوفی' دنیا سے بے غرضی اور انسانیت سے محبت پیدا ہوتی ہے۔ کچھ ایسی ہی معلومات پہ اکتفا کیے' ہم بھی بیٹھے تھے کہ اک دن شوق تحقیق نے اسپ مشاہدہ کو مہمیز لگائی اور ہم یہ دیکھنے کے لیے پردے کے پیچھے جا پہنچے کہ تن پہ بکھری' نکھری نکھری پوشاکوں والے کیا من کے بھی اتنے ہی نکھرے اور اجلے ہیں۔ مگر صاحبو! وہاں تو منظر ہی اور تھا' زمیں اور تھی' فضا اور تھی' آسماں اور تھا "اڑی اڑی سی رنگت تھی" "کھلے کھلے سے گیسو تھے"۔

میں نے پوچھا یہ کیا؟ جواب ملا آپ نہیں جانتے؟ ان کی "صبح کہہ رہی ہے ان کی رات کا فسانہ" یہ سنتے ہی ہم لوٹ آنا چاہتے تھے کہ آواز آئی اب آئے ہو تو آگے بھی چلے آؤ۔ یہاں کی دنیا میں تم سے لوگوں کا گزر بہت کم ہوتا ہے' اسی لیے شاید پریشان ہو گئے۔ ابھی تو بہت سے پردے باقی ہیں۔ ایک پردہ اور اٹھا دو۔ ہم نے بھی ہمت کر لی تو صاحبو! وہاں کیا دیکھا بس یوں سمجھیے کہ قبائیں تار تار' عبائیں داغدار' مقدس چہروں پہ شہوتوں کے آثار' نیچی نگاہوں میں لالچ کے انبار' "روحانی تہہ خانوں" میں عصمت کے بیوپار' پرسکون راہداریوں میں ٹوٹی ہوئی اقدار' عبادت کے ہال اور کمروں میں بھی دنیا سے پیار' اک واضح انتشار' منافقت کا کھلا کاروبار غرض کہ گلوں کا رنگ ہی بدلا ہوا تھا اور "اک خاک سی اڑی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئی سارے چمن میں تھی"

اب ہم میں مزید آگے بڑھنے کی ہمت نہ تھی ہم تو وہیں سے انگشت بدنداں لوٹ آئے اور سوچا کہ اڑتی خاک اور نہ اڑائی جائے' کچھ رواداری کی لاج بھی نبھائی جائے یعنی کہ "داستان شب" یوں نہ سرعام سنائی جائے۔ حالانکہ لوگوں نے بہت اصرار کیا کہ کچھ حال تو سناتے جاؤ کیا دیکھا ہے' ہمیں بھی بتاتے جاؤ مگر ہم نے انکار کیا۔ کچھ تو ہماری رواداری بھی ہمارے گلے کا ہار بنی' جو ان کے عیبوں کو عیاں کرنے میں آڑے بنی اور کچھ روح اللہؑ کی شرم نے بھی راہیں روکیں کہ آخر ان سے ہمارا بھی اک رشتہ ہے۔ اگرچہ ہمارے رسولؐ اللہ سے ان (عیسائی) کو کوئی سروکار نہیں۔ مگر صاحبو! ہماری اس شرم' ہماری اس رواداری کو انہوں نے کمزوری سمجھا بلکہ نہیں' بزدلی سمجھا۔ انہوں نے سوچا چلو موقع سے فائدہ اٹھایا جائے کیوں نہ ساری باتیں جو دیکھنے والا یہاں دیکھ گیا وہ ہر داڑھی والے کو مولوی کہہ کر اس کے سر لگا دی جائیں۔

یہ سازش خوب پروان چڑھی۔ مولوی بدنام ہوا مگر ہم خاموش رہے۔ کلیسا کے حوصلے بڑھتے گئے وہ آگے بڑھے مسجد اور مسجد والوں پر الزام لگے' قرآن میں نقائص نکلے۔ مگر پھر بھی ہم خاموش رہے تو وہ آخری حد پہ آپہنچے اور خود محمد رسول اللہؐ کی عزت و ناموس پر حملہ آور ہو گئے۔ صاحبو! اب تو رواداری کی سرحد ختم ہو چکی' اب ہم خاموش رہیں تو ایمان جاتا ہے۔ اب ضروری ہو گیا ہے کہ اس ناپاک حملے کا جواب داغا جائے مگر پھر بھی ہم خود کچھ کہنے کے بجائے انہیں وہی تصویر دکھائیں گے جو خود ان کے ہاتھوں نے بنائی ہے۔ وہی گواہی دیں گے' جو انہوں نے سنائی ہے اور وہی تحریر لکھیں گے' جو انہوں نے خود بتائی ہے۔ اب چیں بجبیں نہ ہونا' چہرہ بھی نہ چھپانا اور آنکھیں بھی نہ جھکانا۔ پہلا پتھر تم نے پھینکا تھا' ہم تو بس جواب عرض کرتے ہیں۔

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریاد یوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

اخوت اور مساوات کے دعوے اور پوپ پال کی زندگی

(کاونٹ ایڈورڈ گیادا کی گواہی)

"میری پیدائش ایک کیتھولک گھر میں ہوئی تھی۔ حضرت مسیح نے اخوت انسانی کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تلقین کی تھی کہ خدا کی نظر میں سب انسان خواہ امیر ہوں یا غریب' بلا تفریق یکساں درجہ رکھتے ہیں۔ مگر کیتھولک چرچ میں قدم رکھتے ہی اخوت اور مساوات کا جو نقشہ نظر آتا ہے' وہ بڑا بھیانک اور دردناک ہے۔ امراء صف اول میں قربان گاہ کے قریب مخلیں گدوں پر جھکتے ہیں' جب کہ غریب لوگ بہت دور پیچھے کھڑے ہوتے ہیں اور ان کے لیے تخت بنچوں کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ اگر کوئی شخص کارڈینل سے کچھ کہنا چاہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ درخواست لکھ کر پیش کرے۔ بالعموم ان درخواستوں کو رد کر دیا جاتا ہے کہ کارڈینل اپنے آپ کو کلیسا کے شہزادے سمجھتے ہیں۔ ظاہر ہے یسوع مسیح نے جس سادگی اور اخوت کی تعلیم دی تھی اس ماحول سے اس کا کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ مسیحؑ کے ماننے والے سیدھے سادے غریب لوگ تھے مجھے یقین ہے کہ آج اگر جناب مسیحؑ پھر دنیا میں آ جائیں تو ان کی کے نام لیوا انکی باتیں سن کر انہیں یقیناً صلیب یا اس قسم کی کسی نئی ایجاد پر کھینچ دیں گے۔

پاپائے روم کا دعویٰ ہے کہ وہ حضرت مسیح کے جانشین ہیں حالانکہ ان کی زندگی انتہائی امارت میں بسر ہوتی ہے۔ ارغوانی مخمل' ریشم' کمخواب اور سمور میں ملبوس' سر پر جواہرات کا چمکتا ہو تاج۔ پاپائے اعظم زریں تخت پر جلوہ افروز ہوتے ہیں چمکیلی وردیاں پہنے مودب خدام اردگرد کھڑے رہتے ہیں۔ سارا ماحول خوشبو سے معطر ہے یہ منظر بلاشبہ پرشکوہ اور خوبصورت ہے لیکن ظاہر ہے دلوں پر اس کا کوئی روحانی اثر نہیں ہوتا نہ اسے مسیحؑ کی تعلیمات سے کوئی واسطہ ہے۔

پھر روما کے کلیسائے سینٹ پیٹر میں جب کسی ولی کے اعزاز میں کوئی تقریب ہوتی ہے تو اس میں شمولیت کے لیے بھاری رقم کے عوض ٹکٹ خریدنا پڑتا ہے۔ ٹکٹ پر جو نمبر درج ہے وہی نشست آپ کو دی جائے گی اور یہ آپ کی رقم اور حیثیت کے مطابق ہوگی گرجے کے اندر متعدد گیلریاں ہیں جو روساء' امراء ارباب سیاست اور دوسرے معززین کے لیے مخصوص ہوتی ہیں۔

اس کے برعکس میں بچپن ہی سے مساجد کی سادگی اور خوبصورتی سے بڑا متاثر تھا۔ اسلامی تمدن و معاشرت نے میرے ذہن پر دوررس اثرات چھوڑے تھے۔ خصوصاً مسلمانوں کی شاعری اور فن تعمیر کا بڑا مداح تھا۔ میں اکثر سوچا کرتا کہ جس قوم نے تہذیب و شائستگی کے ہر پہلو کو اس قدر ترقی اور اہمیت دی ہے اور دنیا کے سامنے حسن و جمال کا ایک وسیع منظر پیش کیا ہے' یقیناً اس کا فلسفہ اور مذہب میں بھی بہت بلند درجہ ہوگا اور یہی تجسس مجھے اسلام کے قریب لے آیا۔" (بحوالہ "ہم کیوں مسلمان ہوئے" از ڈاکٹر عبدالغنی فاروق ص ۴۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک کلیسائی عقیدہ = اعتراف گناہ (confession) کی کہانی:

جارج رچرڈز کی زبانی:

"ہوش سنبھالنے پر مجھے ایک کیتھولک بوائز سکول میں داخل کرایا گیا وہاں کی زندگی کا ایک خاص پہلو جو میرے حافظے کی لوح سے چپکا رہتا ہے اور جس نے میری زندگی کو ایک نئے رخ پر ڈالنے میں ایک اہم کردار ادا کیا وہ "اعتراف گناہ" (Confession) کی ہفتہ وار محفل تھی۔ سب لڑکوں کو قطاروں میں کھڑا کر دیا جاتا اور باقاعدہ فوجیوں کی طرح مارچ کرتے ہوئے ہم لوگ چرچ کی طرف روانہ ہو جاتے جو سکول سے تقریباً دو میل دور تھا۔ چرچ کے اندر ہم باری باری ایک ایک کر کے اعتراف والے کمرے (Confessional Chamber) میں داخل ہوئے۔ یہ مربع شکل کا ایک کمرہ تھا جس کے درمیان پردہ تھا۔ پردے کے دوسری جانب پادری صاحب بیٹھتے تھے اور اس طرح لکڑی کے ایک تخت پر طالب علم دو زانو ہو کر پردے کے سامنے بیٹھ جاتا اور اپنے ہفتے بھر کے گناہوں کا اعتراف کرنے لگتا۔ پھر وہ نادیدہ پادری طالب علم کی طرف سے مختصر سی دعا کرتا اور کفارے کے طور پر بائبل کی چند آیتیں پڑھنے کی ہدایت کرتا۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا کہ اتفاق سے ہفتہ بھر مجھ سے کوئی گناہ نہ ہوتا یا وہ میرے حافظے میں محفوظ نہ رہتے تو میں سخت فکر مند ہوتا کہ گناہ کا اعتراف نہ کرنا بذات خود گناہ شمار ہوتا تھا۔ چنانچہ مجھے زبردستی کوئی چھوٹا موٹا گناہ کرنا پڑتا۔ مثال کے طور پر میں ماں کی نظر بچا کر چینی کا چمچہ چرا لیتا یا کسی پھل فروش کا گرا ہوا آم غائب کر لیتا۔ اندازہ کریں کہ ہم سب ساتھی نئے نئے اور دلچسپ گناہوں کے ارتکاب میں ایک دوسرے پر بازی لے جانے کی کوشش کرتے تھے۔

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ بائبل کا اپنے طور پر مطالعہ کرنا اور کسی دوسرے چرچ میں جانا ہم سب کے لیے سختی سے ممنوع تھا مگر میں نے اس کی پابندی نہ کی اور جب سکول میں میرا آخری سال تھا ایک روز میں نے بائبل میں پڑھا کہ "جب دو افراد خدا کو حاظر ناظر جان کر ایک دوسرے کے سامنے اپنے اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں تو ان کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں" میری سوچ کو پر لگ گئے۔ ذہن میں سوال پیدا ہوا کہ گزشتہ کئی سالوں سے میں تو اپنے گناہوں کا اعتراف کر رہا ہوں مگر پردے کے عقب میں "فادر" نے کبھی بھی اپنے کسی گناہ کا اقرار نہیں کیا۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ میرے گناہ بھی معاف نہیں ہوئے۔ میں نے پادری کے سامنے اپنی اس خلش کو بیان کرنے کا تہیہ کر لیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور آئندہ ہفتہ کو میں نے ایسا ہی کیا اور جب میری باری آئی تو میں نے معذرت کے بعد یہ سوال دہرایا پردے کے پیچھے ایک لمبا سکوت طاری رہا پھر فادر نے کہا ابھی باہر چلے جاؤ اور صحن میں میرا انتظار کرو میں فارغ ہو کر آؤں گا اور اطمینان سے تمہارے سوال کا جواب دوں گا۔ میں باہر گیا اور Confession ختم ہونے کے بعد ایک گھنٹہ تک صحن میں فادر کا انتظار کرتا رہا مگر وہ نہ آئے میں گھر چلا گیا اور پھر کبھی اس چرچ کا رخ نہ کیا۔

میں نے عیسائیت کے بارے میں وسیع مطالعہ شروع کر دیا اور غور و فکر بھی کرتا رہا۔ جس کے نتیجے میں یہ رائے قائم کرنے پر مجبور ہو گیا کہ اس مذہب کو انسان کی انسان پر حاکمیت کے لیے آلہ کار کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔"

(وسطی امریکہ کے قریب بحراوقیانوس میں واقع جزیرہ جمیکا سے تعلق رکھنے والے محترم عبدالمجید ابراہیم صاحب (نو مسلم جن کا آبائی نام جارج رچرڈز تھا) کے انٹرویو سے اقتباس۔ بحوالہ "ہم کیوں مسلمان ہوئے" از ڈاکٹر عبدالغنی فاروق، ص ۳۰۰)

۱۔ انسان کی فطری خواہشات کو غیر فطری طریقوں سے دبانے کا انجام

۲۔ کلیسا کے اندر کی زندگی --- "مقدس" لوگوں کی کہانیاں:

۳۔ جنسی سیاہ کاریاں اور چرچ کے لیے مختص فنڈز میں خرد برد:

آئرلینڈ کی سب سے بڑی مسیحی عبادت گاہ کے سب سے بڑے بشپ ڈاکٹر ایمن کی تصویر:

روزنامہ "ایوننگ نیوز" مانچسٹر کے کیمرے سے:

"نیویارک (امریکہ) میں مقیم سترہ سالہ پیٹر اپنی ماں سے روزانہ یہ سوال کرتا رہا کہ میرا باپ کون ہے؟ اور کیوں آج تک اس کے نام اور اس کے دیدار سے محروم ہوں۔ مسٹر پیٹر کی ماں Annic Murphy (جو طلاق شدہ تھی) اپنے بیٹے کے سوالات کو حیلے بہانے کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذریعے ٹال دیا کرتی تھی اور بیٹا دل ہی دل میں کڑھ کر رہ جاتا۔ ایک مرتبہ اونچے درجے کے اسکول میں داخلے کے وقت یہ ہی سوال اٹھا کہ بیٹے کے باپ کا نام درج کیا جانا ضروری ہے۔ اب ماں کے لیے ممکن نہ رہا کہ اس سوال کو ٹالا جائے۔ چنانچہ اس نے اپنے عاشق کو بذریعہ فون ان حالات سے مطلع کیا کہ اب حالات قابو سے باہر ہو رہے ہیں۔ اس لیے مناسب ہے کہ اس راز کو فاش ہی کر دیا جائے۔ آئرلینڈ میں مقیم عاشق نے ہر ممکن کوشش کی کہ کسی طرح بھی یہ راز فاش نہ ہو سکے' مگر دوسری طرف محبوبہ کے اصرار کے ساتھ ساتھ دھمکی بھی تھی کہ اگر تم نے اس بات کا اقرار نہ کیا تو میں وہ سارے ثبوت مہیا کر دوں گی جو آج تک میرے پاس بطور امانت محفوظ ہیں۔ چنانچہ چند لمحوں کے اندر اندر عاشق نے اپنے کام سے استعفیٰ پیش کر دیا اور ادھر معشوقہ نے سارا راز فاش کر ڈالا اور بتلایا کہ میرے پیٹ سے جنم لینے والا بچہ جسے آج سترہ سال سے باپ کا دیدار نصیب نہیں ہوا وہ آئرلینڈ کی سب سے بڑی مسیحی عبادت گاہ کا سب سے بڑا پادری بشپ Dr Eamonn Casey ہے اور یہ سترہ سالہ پیٹر اس دور کی یادگار ہے جب پادری مسیحی عبادت گاہ میں بطور پیشوا کے مقرر تھا اور میں طلاق یافتہ تھی۔ ۱۹۷۰ء سے میرے اور اس پادری کے درمیان تعلقات نے نیا موڑ لیا۔ عشق و محبت پروان چڑھا' ہم آپس میں شادی کرنا چاہتے تھے لیکن مذہب آڑے آ رہا تھا۔ چنانچہ یونہی کام آگے بڑھتا رہا۔ ادھر پادری نے بھی ان تمام جرموں کا کھلے عام اعتراف کیا اور بیٹا خوش ہو کر کہنے لگا کہ آج میں دنیا والوں کو کہہ سکتا ہوں کہ میں بغیر باپ کے نہیں بلکہ میرا باپ فلاں ہے۔

روزنامہ ایوننگ نیوز مانچسٹر نے ۱۱ مئی اور اس کے بعد کی اشاعتوں میں تفصیلی خبریں فراہم کیں۔ جن میں ان کے تعلقات' پادری کا استعفیٰ دینا' ایک دوسرے کے ساتھ دھمکی آمیز لب و لہجہ میں گفتگو اور دیگر امور تحریر کیے ہیں۔ اسی رپورٹ میں اس بات کا بھی انکشاف کیا گیا ہے کہ اس پادری نے اپنے بیٹے کی کفالت اور پرورش کے لیے ۶۴ ہزار پونڈ چرچ کے اس فنڈ سے نکال لیے جو صرف چرچ کی عمارت کے لیے مخصوص تھے۔

اس خبر نے پورے برطانیہ' آئرلینڈ اور روم کی مسیحی عمارتوں میں زلزلہ برپا کر دیا تھا۔ ہر جانب یہی موضوع ابھرتا رہا ٹیلیویژن کے طے شدہ پروگراموں میں تبدیلیاں کرتے ہوئے اس موضوع کو زیر بحث لایا گیا۔ اکثر پروگراموں میں پادری اور مسیحی مبلغوں کو اس موضوع پر اظہار خیال کی دعوت دی جاتی رہی۔ ان میں سے بہت سے ایسے نوجوان بھی تھے جنہوں نے محض اس لیے چرچ کو خیرباد کہہ دیا تھا کہ دوران عبادت ان کی آنکھیں لڑ جایا کرتی تھیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور چرچ اس شادی کی اجازت دینے سے معذور تھا۔ انہوں نے مسیحی مبلغ ہونے کے بجائے کسی عورت کا شوہر بننے کو ترجیح دی اور کھلے بندوں کہا کہ پادریوں کا کنوارا پن محض ایک ڈھونگ ہے' اندرون خانہ سب کچھ چلتا ہے۔ جب نوبت بایں جا رسید تو پھر مذہب کے اس قانون کو ختم کر دینا ہی بہتر ہے جب پادری اور ننیں ایک ایسے کلچر اور ماحول میں زندگی بسر کر رہے ہوں جہاں ہر طرف آنکھیں لڑنے اور تقاضوں کے ابھرنے کا اندیشہ موجود ہے تو پھر کیوں شادی کو ممنوع قرار دیا جا رہا ہے۔ دوسری طرف کچھ ادھیڑ عمر کے پادری بھی تھے جو ابھی تک اس بات پر مصر ہیں کہ پادری کو کنوارا ہی رہنا چاہیے "پادری اور شادی" اس بات کی اجازت نہ دینی چاہیے کیونکہ عیسیٰؑ بھی شادی شدہ نہ تھے۔

معلوم نہیں اب مسیحی مفکرین کب اس نئے قانون کو عملی شکل دیں گے اگر اب بھی یہ روش جاری رہی اور کنوارے پن کی آڑ میں عورتوں کی عصمت دری اور عزت لٹتی رہی۔ چرچوں کے فنڈ سے اپنی محبوباؤں کی تمنائیں پوری کرتے رہے تو پھر یہ مسیحی عبادت گاہ عبادت گاہ کے بجائے کچھ اور کہلانے کی واقعی مستحق بن جائیں گی اور آج کل یورپ اور امریکہ کے بڑے بڑے پادری اور بشپ ان گھناؤنے کرتوت میں ملوث پائے جاتے ہیں۔ کہیں عورتوں کی عصمت تار تار ہوتی ہے تو کہیں خیراتی رقوم ہضم ہو جاتی ہیں اور ان رقوم سے دوسرے شہروں میں داد عیش دیتے ہوئے گرفتار ہوتے ہیں"۔ (بحوالہ ماہنامہ "الفاروق" کراچی' جمادی الثانی ۱۴۱۳ھ)

ویسٹ سیکس برطانیہ کا پادری معزول:

"ویسٹ سیکس (برطانیہ) کے ایک پادری (Rev Tom tyler) کو چرچ سے علیحدہ کر دیا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ فحش اور برے افعال کا ارتکاب کرتا تھا اور عدالت میں اس کا جرم ثابت ہو چکا تھا۔ اس نے اس مقدمہ کے خلاف چرچ ہاؤس لندن میں دو مرتبہ اپیل بھی کی جو مسترد کر دی گئی" (روزنامہ "ایوننگ" نیوز ۹ مئی ۱۹۹۲ء)

پادری کا سو بچوں کے ساتھ فعل بد:

"امریکہ کے شہر: (New Bedford fall) میں ایک سابق رومن کیتھولک پادری نے عدالت کے روبرو اس امر کا کھلا اقرار کیا ہے کہ اس نے اپنی ملازمت کے دوران تقریباً ۱۰۰ بچوں کے ساتھ برا فعل کیا تھا۔ اخبار نے اس پر یہ سرخی جمائی ہے"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(Priest Admits Rapes)(روزنامہ "ایوننگ نیوز ۹ مئی ۹۲ء)

۶۰ سالہ پادری نے چرچ کے فنڈ سے ۱۰۲ ملین ہتھیا لیے:

"روزنامہ ایوننگ نیوز مانچسٹر نے ۱۶ جون اور ITV کی منتخب خبروں نے ۱۷ جون کی اشاعت میں لکھا ہے کہ آسٹریلیا کے شہر ملبورن میں ایک ۶۰ سالہ کیتھولک پادری (Viscownt Kiss) کو گرفتار کرنے کا حکم دیا گیا ہے جس پر عمل ہو گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے چرچ کے خیراتی فنڈ سے ۱۰۲ ملین پونڈ ہتھیا لیے ہیں اور ان رقوم سے بڑی شاہانہ زندگی گزار رہا تھا۔ اس کے اعلیٰ ترین مکانات اور جہاز بھی ہیں اور اونچے درجے کے ہوٹلوں میں ان رقوم سے اپنے پیٹ کی آگ بجھایا کرتا تھا۔" (بحوالہ ماہنامہ "الفاروق" کراچی' جمادی الثانی ۱۴۱۳ھ)

بشپ لڑکوں کی تلاش میں:

"برطانیہ کے ایک شہر Canberra میں ایک اینگلیکن بشپ عدالت کو ایک مقدمہ میں مطلوب ہے۔ جس پر الزام ہے کہ وہ اپنی جنسی ہوس مٹانے کے لیے لڑکوں کی تلاش میں تھا اور ان مقامات پر موجود تھا جہاں اس قسم کی حرکتیں کرنے والے موجود ہوتے ہیں۔ تفصیلات کا انتظار ہے۔ اخبار نے اس پر (Sex Charges) کی سرخی لگائی ہے۔"

("ایوننگ نیوز" مانچسٹر ۱۷ جون ۱۹۹۲ء' بحوالہ ماہنامہ الفاروق کراچی' جمادی الثانی ۱۴۱۳ھ)

بچوں سے زیادتی کرنے والے تین پادریوں کی چھٹی:

"ری لینڈ (ا ف پ) رومن کیتھولک فرقے سے تعلق رکھنے والے تین پادریوں جنہیں گزشتہ ہفتے ان کی ذمہ داریوں سے فارغ کر دیا گیا تھا' نے اپنے آپ کو حکام کے حوالے کر دیا۔ ان پر الزام ہے کہ انہوں نے ۱۹۷۰ء کی دھائی میں بچوں کو جنسی تشدد کا نشانہ بنایا۔ پولیس کے مطابق ان پادریوں میں ایک ۷۰ سالہ الفونس سمتھ' ۵۰ سالہ ایڈورڈ پر ٹچرڈ اور ۵۸ سالہ ایڈورڈ بارٹل شامل ہیں۔ پادریوں پر تین افراد جو ۷۰ کی دہائی میں بچے تھے' نے الزام عائد کیا کہ پادریوں نے انہیں جنسی تشدد کا نشانہ بنایا۔ سمتھ پر الزام ہے کہ اس نے ۱۹۷۵ء میں سینٹ میتھلیس میں دو بچوں کے ساتھ زیادتی کی۔ پر ٹچرڈ پر ۷۴ اور ۷۶ء میں دو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بچوں کو تشدد کا نشانہ بنانے کا الزام ہے جبکہ بارٹل پر الزام ہے کہ اس نے چرچ کا دورہ کرنے کے دوران ایک بچے کے ساتھ زیادتی کی" ("نوائے وقت" لاہور ۱۸ فروری ۹۵ء)

لڑکوں سے بدفعلی کرنے پر آسٹریا کا کارڈینیل ھینز ہرمن گروربشپ پینل سے مستعفی:

"ویانا (اف پ) آسٹریا کے سب سے بڑے مسیحی پیشوا اور رومن کیتھولک کے بڑے بشپ کارڈینیل ھینز ہرمن گرور ۲۰ سال قبل ایک لڑکے سے بدفعلی کرنے کے الزام پر بشپ پینل سے مستعفی ہوگئے ہیں ان کی جگہ گراز شہر کے بشپ جان ویبر کو منتخب کیا گیا ہے۔"
(روزنامہ "خبریں" لاہور ۱۷ اپریل ۹۵ء:)

۱- محو حیرت ہوں............:

۲- (پریسبٹیرین فرقہ میں جنسی انقلاب (نیوزویک کی تحریر سے ماخوذ)

"۱۷ علماء، فضلا اور ماہرین صحت پر مشتمل کمیٹی نے ایک گرما گرم رپورٹ بعنوان "جسم و روح کا اتحاد" تیار کی ہے۔ کمیٹی کا بنیادی نقطہ نظر یہ ہے کہ جنسی تسکین ایک بنیادی ضرورت ہے۔ اسے طبعی جوڑوں تک محدود یا قدیم اخلاقی اصولوں کا پابند ہرگز نہیں بنایا جانا چاہیے۔

اگر کمیٹی کی رپورٹ تسلیم کرلی گئی تو متعلقہ فرقہ کے لوگ بائبل کے معقول مطالعہ سے آزاد ہوجائیں گے اور امریکی معاشرہ کے بدلتے ہوئے مزاج کے مطابق گناہ کی تعریف دوبارہ متعین کریں گے۔ پریسبٹیرین فرقہ کا اصول ہے کہ شادی سے پہلے پرہیز، میاں بیوی کی ایک دوسرے سے وفاداری اور اس کے بعد بھی پاک دامنی، بائبل کے احکام کہ یہ نہ کرو وہ نہ کرو کی بجائے مسیحی جماعت یہ کرو وہ بھی کرلو کی علمبردار ہوگی۔ پریسٹیٹرین فرقہ کے لوگوں میں عنفوان شباب سے لے کر اچھے بڑھاپے کی عمر تک مشت زنی منظور نظر ہوگی۔ نوجوانوں کو شہوت پرستی سے روکا نہیں جائے گا اور جب انہیں مباشرت سے ٹلنے کو کہا جائے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گا تو کلیسا فکر مند والدین کی طرح اٹھی جوانیوں کے جنسی تعلقات پر قدغن نہیں لگائے گی۔ یاد رہے کہ ایک تہائی پریسبٹیرین مرد اور عورتیں غیر شادی شدہ ہیں۔

اس رپورٹ کی قیمت ۵ ڈالر فی نسخہ ہے، ۲۷ ہزار کاپیاں بک بھی چکی ہیں۔ اسے پریسبٹیرین فرقہ میں سب سے زیادہ بکنے والی کتاب کا درجہ حاصل ہے۔

رپورٹ تیار کرنے والے پشیمان نہیں۔ چیئرمین کا کہنا ہے "کہ ہم نے شادی کی اہمیت نہیں گھٹائی ہے۔ ہمارا احساس تو صرف یہ ہے کہ شادی ہی جنسی تسکین کا ذریعہ نہیں ہے"

اگر جنسی تعلقات پر مجوزہ پریسبٹیرین رپورٹ پاس ہو گئی تو پھر اس فرقہ کا رشتہ اپنے ماضی سے کٹ جائے گا اور ایک نئی محبت کی انجیل تیار ہو جائے گی۔"

(بحوالہ "ماہنامہ المذاہب" لاہور جون ۱۹۹۱ء)

پادری کی دوسرے مرد سے شادی:

"کوپن ہیگن (جنگ نیوز) گزشتہ روز یہاں دنیا میں پہلی بار دو مردوں کی شادی انجام پائی۔ دو ہم جنس پرستوں کے درمیان ہونے والی یہ شادی اون ہال میں ہوئی۔ تقریب کے شرکاء نے غبارے چھوڑے اور شمپین نامی شراب کی بوتلیں اڑائیں۔ یہ شادی ایک پادری اور ماہر نفسیات کے درمیان ہوئی۔ یاد رہے کہ ڈنمارک میں ایک نئے قانون کے تحت ہم جنس پرستوں کو شادی کی اجازت دے دی گئی ہے اور خیال ہے کہ جلد ہی اس قسم کی دس ہزار شادیاں ہوں گی۔ تقریب میں نو بیاہتا جوڑے نے عہد کیا کہ وہ ایک دوسرے کے وفادار رہیں گے"۔ (نسیم روحانی نیلسن، دسمبر ۱۹۸۹ء)

نوٹ: "دو نوجوان مردوں کے درمیان سب سے پہلی شادی ۱۹۶۵ء میں ہالینڈ میں ہوئی تھی۔ رسم "نکاح" باقاعدہ طور پر گرجا گھر میں پادری نے ادا کی تھی۔ نوجوانوں نے عہد کیا تھا کہ وہ فعل جنسی میں پہل صلح صفائی سے کیا کریں گے "اکانومسٹ" لندن نے اس پر خصوصی کالم لکھا تھا۔"

(بحوالہ "ماہنامہ المذاہب" لاہور ستمبر ۱۹۹۱ء)

پادری جم بیکر اور جمی سواگرٹ کی عیاشیاں:

"پادری جم بیکر امریکہ کی سب سے بڑی ٹیلی ویژن تنظیم کے روح رواں تھے۔ ان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ٹی وی پروگرام دنیا کے سو سے زیادہ شہروں میں دیکھے جاتے تھے۔ ماہانہ چندہ تیس لاکھ ڈالر سے متجاوز تھا۔ جم بیکر نے اس دولت سے عیش پرستی شروع کر دی۔ عالی شان محلات کی تعمیر شروع ہوئی۔ اعلیٰ ترین کاروں کا بیڑہ تیار کیا' ہیلی کاپٹر خریدے گئے۔ چہرے کی پلاسٹک سرجری کروائی۔ ساتھ ہی ان کی جنسی بے راہ روی نے بھی رنگ دکھایا۔ عورتوں اور خوبصورت لڑکوں سے جنسی تعلقات قائم ہوئے۔ پادری جم بیکر کے پاکباز اور مقدس چہرہ سے نقاب اس وقت اٹھا جب اس کی ۲۳ سالہ سیکرٹری جیسکا ہاہن کا کنوار پن اس کی نذر ہو گیا۔ اس سیکرٹری کو ۲ لاکھ ۶۵ ہزار ڈالر خاموش رہنے اور دس ہزار ڈالر بطور "طبی امداد" کے دیے گئے تھے۔ اس کیس میں جم کی بے انتہا بدنامی ہوئی لیکن کیس پولیس کی دست اندازی سے باہر تھا۔ البتہ مالی خورد برد' غبن اور فراڈ کے جرائم ثابت ہونے پر اسے ۴۵ برس قید اور ۵ لاکھ ڈالر جرمانہ کی سزا ہوئی۔

جم بیکر کو ذلیل کرانے میں اس کے پیشہ ورانہ رقیب جمی سوائگرٹ کا بڑا ہاتھ تھا۔ سوائگرٹ بھی ٹی وی پر عیسائیت کی تبلیغ کرنے والی ایک دوسری تنظیم کا سربراہ تھا۔ اس کا ماہانہ بجٹ ۱۷ لاکھ ڈالر تھا۔ وہ بھی عیش و عشرت اور جنسی بے راہرویوں میں ملوث تھا۔ بغرض تفریح اس بازار میں جا کر نوجوان لڑکیوں سے مشت زنی کرواتا اور جوڑوں کو اپنی گرہ سے پیسے دے کر اپنے سامنے جنسی تلذذ حاصل کرتے دیکھتا۔ اس کے کمرہ میں خفیہ کیمرے فٹ کیے گئے۔ حقیقت حال کا علم ہونے پر اس کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی اور اس نے ویڈیو ٹیپ منظر عام پر لائے جانے سے قبل ہی ٹی وی پر اقبال جرم کر لیا اب اسے مشن سے نکال دیا گیا ہے۔ (تفصیلات جنگ لندن ۲' ۳ دسمبر) (بحوالہ "ماہنامہ المذاہب" لاہور جون ۹۲ء)

پادریوں کی یتیم لڑکوں سے بدفعلی:

"کینیڈا کے جریدہ میکلیز کی اطلاع ہے کہ نیو فاؤنڈ لینڈ کے حلقوں میں برسوں سے رومن کیتھولک پادریوں اور دیگر مذہبی کارندوں نے بار بار جواں سال لڑکوں کے ساتھ لونڈے بازی کی جس میں سے اکثریت یتیموں کی تھی جو اپنے محافظوں ہی کے شکار بنے اور پھر یہ رسوائی صرف صوبہ نیو فاؤنڈ لینڈ کا مقدر نہیں ہے۔ کینیڈا ہی میں کیتھولک رہنماؤں کی جنسی ہوس کی بھینٹ چڑھنے والے بچوں کے کم از کم چھ اور الیوں کا بھی پتہ چلا ہے۔ بیس سے زیادہ واقعات امریکہ میں ہوئے۔ ہر ماہ جنسی استحصال کی بڑھتی ہوئی خبروں کا نتیجہ یہ نکلا کہ ۱۷ پادری اور ان سے ملحقہ افراد ملزم پائے گئے۔ جس سے اکثر کیتھولک مسیحیوں کا اپنے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پادریوں پر سے اعتماد متزلزل ہو گیا ہے۔ کتنے دکھ کا مقام ہے کہ مذہبی رہنماؤں پر جنسی زیادتی کا الزام بڑی دیر سے لگایا جارہا تھا۔ عموماً اس کی پردہ پوشی کی جاتی اور بدکار پادری کو بس کہیں اور تبدیل کر دیا جاتا' جہاں بعض اوقات یہی مکروہ دھندا از سرنو چل پڑتا۔ ردعمل میں لوگوں نے اپنے بیٹوں کو قربان گاہ پر کام کرنے اور پادری کے اعتراف سننے کے کمرہ میں جانے سے روک دیا ہے۔ سینٹ جان کیتھولک سکول بورڈ کے وائس چیئرمین پال سٹیپل ٹن کے الفاظ میں کبھی رومن کیتھولک پادری کا عہدہ باعث فخر سمجھا جاتا تھا جو اب پریشانی اور شک و شبہ کا نشان بن کر رہ گیا ہے۔ تازہ واقعات کی روشنی میں لوگ کھسر پھسر کے ساتھ ساتھ پادریوں کی کھلم کھلا مخالفت بھی کرنے لگے ہیں مطلب یہ ہے کہ آپ اپنے آپ اور خدا کے علاوہ کسی پر اعتماد نہ کریں۔" (بحوالہ ماہنامہ "المذاہب" لاہور' جون ۱۹۹۲ء)

وضاحت: "اعتراف بھی کیتھولک شیوہ ہے۔ ہمارے ہاں پادری صاحب اونچی کرسی پر تشریف رکھتے ہیں۔ ان کے سامنے نصب تختہ میں سر کو نکالنے کو بڑا سا گول سوراخ ہوتا ہے۔ گنہگار قطار بنائے باری باری پچھلے اعتراف کے بعد کی گئی بداعمالیاں بتاتے ہیں' جنہیں پادری صاحب ازاہ لطف و کرم مراحم الیمانہ سے معاف فرما دیتے ہیں۔ مغربی ممالک میں اعتراف سننے کی غرض سے ایک خاص کمرہ ہوتا ہے جہاں وظیفہ جنسی ادا کرنے کے لیے مکمل اور مطلوبہ تنہائی میسر ہوتی ہے۔ اس کمرہ میں لونڈے بازی کے علاوہ اعتراف کرنے والی جواں سال خواتین سے پادریوں کی زناکاریوں کے تاریخی ریکارڈ بھی موجود ہیں"۔

(بحوالہ "ماہنامہ المذاہب" لاہور جون ۹۲ء)

ہم دنیا بھر کے سامنے شرمندہ ہیں:

"مشہور امریکی روزنامہ نیویارک ٹائمز ۲۰ جولائی ۹۰ء کی ایک سرخی تھی "کینیڈا کا سب سے بڑا مذہبی رہنما پادریوں کے جنسی چکر میں عہدہ چھوڑتا ہے" کہانی کیا تھی؟ یہی کہ مذہبی رہنماؤں کی جنسی بدنامیوں میں ایک اور کا اضافہ ہوا۔ یہ سکینڈل نیو فاؤنڈ لینڈ' کینیڈا میں دریافت ہوا ہے۔ پادری رومن کیتھولک تھے۔ اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟"

ٹائمز کی رپورٹ ہے کہ "تین سال سے کیتھولک پادریوں اور ان کے معاونین کے خلاف قربان گاہ پر کام کرنے والے لڑکوں' یتیم اور دوسرے نوجوانوں سے لونڈے بازی کے الزامات لگ رہے تھے۔ لیکن کیتھولک پیشوائیت چشم پوشی سے کام لیتی رہی یا اس کیس میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موثر اقدامات کرنے میں ناکام رہی جس پر نیو فاؤنڈ لینڈ کے آرچ بشپ نے اپنے عہدہ سے استعفیٰ دے دیا۔ سب سے پہلے ۱۹۷۹ء میں صریح بے حیائی کی نشاندہی کی گئی تھی۔ ایک پادری پر ۳۶ جرائم ثابت ہوگئے۔ چنانچہ اسے ۴ سال قید کی سزا ملی تھی۔

عموماً ایسے معاملات کو رفع دفع کر دیا جاتا ہے اور ضابطہ کی کوئی معقول کارروائی نہیں کی جاتی زیادہ سے زیادہ یہ کیا کہ پادری کو کسی دوسرے حلقہ میں تبدیل یا نئی ڈیوٹی پر لگا دیا جہاں یہی بدچلنی پھر جاری ہو جاتی۔ اس موقع پر آرچ بشپ یہ کہہ کر اپنے عہدہ سے سبکدوش ہوگیا "ہم لوگ گنہگار ہیں' ننگے ہیں ہمارا غصہ' ہمارا درد' ہماری روحانی اذیت' ہماری شرم سب پر عیاں ہے۔"

عدالتی تحقیقات سے پتہ چلا کہ یہ مکروہ دھندا ۱۵ برس سے جاری تھا لیکن پولیس اور سرکاری حکام "بدکاروں کے خلاف فیصلہ کن قدم اٹھانے" میں ناکام رہے تھے بلکہ وہ مظلوموں کی دادرسی کی بجائے ظالموں کو بچانے کی فکر میں رہے۔"

(بحوالہ "ماہنامہ المذاہب" لاہور جون ۹۲ء)

کیتھولک سکول میں بدتمیزی کا کاروبار:

"روزنامہ ایوننگ نیوز نے ۱۵ فروری کی اشاعت میں انکشاف کیا کہ کینیڈا کے مشہور شہر اوٹاوہ میں ۱۹ آدمی گرفتار کر لیے گئے ہیں جو لڑکوں کے ساتھ بدفعلی میں ملوث تھے اور یہ سارا کاروبار عیسائیوں کے کیتھولک سکول میں بڑے زوروں پر چل رہا تھا۔ پولیس نے تفتیش کے دوران یہ بات معلوم کی کہ اس گروہ کا نام Brothers of the christian school ہے اور اس سکول میں سیہ کاری قریباً چالیس برس سے چل رہی تھی۔ تفتیش جاری ہے اور مزید انکشافات کی توقع ہے اخبار مذکور نے لکھا کہ اس انکشاف کے بعد کینیڈا کے کیتھولک سکول میں سخت بوکھلاہٹ طاری ہو چکی ہے"

(ماہنامہ "الفاروق" کراچی بابت ذی الحجہ ۱۴۱۱ھ)

بچوں سے بدفعلی۔ حقیقت یا افسانہ؟:

"انڈریو بائڈ نے ایک کتاب بعنوان Blasphemous Rumours (کفر سے بھرپور افواہیں) قیمت ۶.۹۹ پاؤنڈ لکھی ہے۔ تبصرہ نگار کے نزدیک اس کے مطالعہ میں آنے والی یہ انتہائی ناخوشگوار کتاب ہے۔ اس کے سرورق پر لکھا ہے کہ اس کتاب کے مندرجات

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گھبرا دینے والے ہیں اس لیے صرف "بالغوں کے ہاتھوں فروخت کی جائے" نازک مزاج افراد نہ پڑھیں۔ اس کتاب میں تحقیق کی گئی ہے کہ آیا عبادات کے دوران زیادتی حقیقت ہے یا افسانہ؟ یہ کتاب ان لوگوں کے لیے لکھی گئی ہے جنہیں پتہ نہیں ہے کہ وقتاً فوقتاً شہ سرخیوں سے چھپنے والی' عبادات کے غلط استعمال پر مشتمل کہانیوں کا کیا کیا جائے؟ کتاب پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ ایسے شیطان صفت واقعات بکثرت ہوتے ہیں۔ ان سے انکار ناممکن ہے۔ اس ضمن میں "متاثرین" محافظین' صحافیوں' ماہرین نفسیات' پولیس' وکلا سب کی شہادتیں میسر ہیں۔ کتاب کا مشورہ ہے کہ اس ضمن میں پادری صاحبان باخبر اور محتاط رہیں اور بھاگ کر آنے والے بچوں کی کڑی نگرانی کریں۔" ("ریکارڈر" ۹ اپریل ۹۲ء)

بدکردار پادری:

"پیرس ۸ جولائی (خلیج ٹائمز) ایک ۷۷ سالہ انگریز پادری نکولس کلین کراس پر بچوں کی ننگی تصویریں کھینچنے کے الزام میں مقدمہ چلایا جا رہا ہے۔ وہ ۱۹۴۸ء سے ایک قصبہ میں بچوں کو مذہبی تعلیم دے رہا تھا۔ اسے جیل بھیج دیا گیا ہے۔ اس پر بچوں کو برے کاموں کی ترغیب دینے کا الزام ہے۔" ("شاداب" جولائی ۹۰ء)

میتھوڈسٹ کلیسا کی طرف سے ہم جنس شادیوں کی اجازت:

"امریکہ سے آمدہ اطلاع کے مطابق انگلینڈ کے اینگلیکن چرچ کے بعد امریکہ میں بھی محدود پیمانے پر مخصوص صورت حال میں عورتوں کی عورتوں کے ساتھ اور مردوں کی مردوں کے ساتھ میتھوڈسٹ چرچ نے ہم جنس پرستوں کو شادی کی اجازت دے دی ہے۔ واشنگٹن کے علاقہ ڈمبارٹن کی میتھوڈسٹ کلیسا نے دو نوجوان کنواری لڑکیوں ڈوتا اور این کی شادی مسیحی رسومات کے تحت کرنے کا فیصلہ کر کے کلیسائی حلقوں کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا ہے۔ ان لڑکیوں کا کہنا ہے کہ انہیں مرد پسند نہیں اور وہ آپس میں ایک دوسری سے بے حد پیار کرتی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ان کے درمیان انگوٹھیوں کا تبادلہ بھی ہوگا لیکن یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ ان میں سے دولہا کون بنے گا اور مسیحی شادی کا مخصوص لباس ریت ڈیل کون پہنے گی اور ان میں سے کون "مسز" کہلائے گی؟ ("شاداب" جون ۹۰ء)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱- آرچ بشپ کا فتویٰ--- حضرت عیسیٰؑ نے اس لیے شادی نہیں کی کہ وہ ہم جنسیت میں مبتلا تھے--- (نعوذ باللہ)

۲- اپنے جنسی جرائم اور گناہوں کا جواز فراہم کرنے کے لیے اللہ کے پاک نبی پر پادریوں کا گھناؤنا الزام

۳- پادری خورشید عالم کا "آرتھوڈاکس چرچ آف پاکستان" کے تمام شرکاء کلیسا کے نام کھلا خط:

"پادری خورشید عالم بشپ آف پاکستان لکھتے ہیں۔ "انگلیکانی کلیسا (انگلستان کا برسراقتدار مسیحی فرقہ) کا سربراہ بادشاہ ہو یا ملکہ وہ پارلیمانی "قانونی برتری" کے باعث "سردار اعلیٰ اور محافظ دین ہے"۔ لیکن موجودہ پارلیمان نے محافظ دین کی رضامندی سے "ہم جنسی" غیر فطری گناہ کو تعزیرات میں نظرانداز کر دیا ہے اور "ہم جنسی" کے بل کو منظور کر لیا ہے۔ اس روسیاہی کو گناہ نہ ٹھہرانے کے لیے انگلیکن کینن کھف مونٹ فائز نے جولائی ۱۹۶۷ء میں ربنا المسیح کے شادی نہ کرنے اور مجرد رہنے کی وجہ فعل ہم جنسی Homosexuality بتائی ہے اور اسی کینن کو آرچ بشپ کنٹربری ماہ ستمبر ۱۹۷۰ء میں بشپ کے مقدس عہدہ پر فائز کر رہے ہیں۔"

نوٹ: "جب ذہنیت کی گندگی کا عالم یہ ہو کہ اپنی لونڈے بازی کے جواز کی تلاش میں اپنے خدا مسیح کو بھی لونڈے باز قرار دیا جا سکے تو مسیحی علماء کے ناز اور لونڈے بازیاں کس شمار قطار میں رکھی جائیں گی؟

بات کہاں تک پہنچ چکی ہے، معاملہ کی نزاکت کو جاننے کے لیے اسی چٹھی سے بشپ مذکور کے درد بھرے الفاظ مطالعہ فرمائیں!

"مومنو! بزرگو اور نوجوانو! یہ وقت ہے کہ ہم سب متحد ہو کر کتاب مقدس میں "تحریف لفظی و معنوی" بدعت کے خلاف آواز بلند کریں۔ اپنے قلم کو حرکت میں لائیں اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جہاد تحفظ بائبل" کے جذبہ قدسیہ سے بھرپور ہو کر ان لوگوں کا محاسبہ کریں جو اپنی شاطرانہ چالوں سے شہد سے میٹھے کلام الہیہ میں قطع و برید کے باعث زہریلے عنصر کو ملا کر اپنی آزادانہ بداخلاقی اور قدرتی حیوانی آزادی کا جواز ڈھونڈتے ہیں۔ تاکہ ملک پاکستان میں گمراہی اور لادینیت کو رائج کریں اور یوں عوام کا الہامی کتب پر سے یقین اٹھ جائے۔"

پادری صاحب بتاتے ہیں کہ زنا کے گناہ عظیم پر پردہ ڈالنے کے لیے جدید انگریزی بائبلوں میں اس لفظ کا ترجمہ Godless (ناپاک)، Immoral (بداخلاق) اور Wicked (برا) کیا جا رہا ہے۔" (بحوالہ ماہنامہ "المذاہب" جون ۹۲ء)

چور راہبہ دکان سے رومانوی ناول چوری کرتی تھی:

"برسبین (اف پ) آسٹریلیا میں ایک رومن کیتھولک راہبہ نے ۱۵ ناولوں کی چوری پکڑے جانے پر پوپ کے سامنے اپنے جرم کا اعتراف کر لیا۔ راہبہ اکثر ایک دکان سے رومانوی ناول چرا کر لے جاتی تھی۔ تاہم اس نے احساس ندامت کے باعث کئی ناول واپس کر دیے اور پوپ کے سامنے اپنے جرم کا اعتراف کرتے ہوئے پوری زندگی مذہبی مقاصد اور انسانیت کی فلاح کے لیے کام کرنے کے لیے وقف کرنے کا وعدہ کیا۔"

(بحوالہ "روزنامہ جنگ" لاہور ۲ دسمبر ۹۴ء)

راہبہ کی بچوں سے زیادتی:

"جوہنسبرگ (انٹرنیشنل ڈسک) پولیس نے بالآخر اس راہبہ کو گرفتار کر لیا ہے جس کے زیر اثر تربیت حاصل کرنے والے بارہ سے پندرہ سال کے تین بچے ذہنی انتشار کا شکار ہو گئے تھے۔ تفصیلات کے مطابق راہبہ کیتھرائن ایسے مقامی چرچ میں بچوں کو دینی تعلیم دینے پر مامور تھی۔ تین سال قبل اس کے پاس کچھ بچے بغرض تعلیم آئے جن سے اس نے مذہبی تعلیم کی آڑ میں ناجائز تعلقات استوار کر لیے جو مسلسل تین سال تک جاری رہے جس سے تین بچے ذہنی انتشار کا شکار ہو گئے تھے۔ جنہیں والدین نے ماہر نفسیات کو دکھایا تو اس راہبہ کے خلاف عدالتی کارروائی کرانے کو کہا۔ راہبہ نے بھی پولیس تفتیش کے دوران اپنی "زیادتی" کا اعتراف کر لیا ہے بچے ابھی تک نارمل نہیں ہو سکے"۔ ("نوائے وقت" لاہور ۲۹ اگست ۹۲ء)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برطانوی پادری--- مشورہ کے دوران عورتوں سے زیادتی کرتے رہے--- چرچ آف انگلینڈ کا اعتراف:

"سکینڈل یافتہ چرچ آف انگلینڈ کے پادریوں نے دس احکامات پر مشتمل ایک ضابطہ اخلاق وضع کیا ہے۔ اس نئے ضابطہ اخلاق کے تحت پادریوں کو خبردار کیا گیا ہے کہ وہ رات دیر گئے نوجوان عورتوں سے نہ ملیں۔ فرائض کے دوران شراب نوشی نہ کریں اور کسی کو مشورہ دیتے وقت اس کے قریب نہ بیٹھیں۔ چرچ نے پہلی مرتبہ ایسے قوانین نافذ کیے ہیں۔ ضابطہ وضع کرنے والے پادری سائمن بیکر نے اسے آکسفورڈ کے بشپ رچرڈ ہیریز کو بھیج دیا ہے جسے چرچ آف انگلینڈ میں جنسی مسائل کا انچارج سمجھا جاتا ہے۔ اس ضابطہ اخلاق کی ضرورت پادری کرسٹوفر برائن کے خلاف زیادتیوں کے الزامات کے بعد محسوس کی گئی جس نے ایک نفسیاتی کلینک میں تسلیم کیا کہ اس نے مشورہ کے بعد نجی سیشن میں درجنوں عورتوں سے جنسی روابط قائم کیے۔ یہ ضابطہ سال کے آخر تک نافذ ہوگا اور اس کا اطلاق آکسفورڈ شائر، برک شائر بکنگھم شائر کے ۵۰۰ پادریوں پر ہوگا۔ رچرڈ ہیریز نے کہا کہ اگر یہ تجربہ کامیاب رہا تو وہ اسے قومی سطح پر نافذ کرنے کی سفارش کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ ہم مسئلے کی سنگینی سے آگاہ ہیں اور ہم احتیاطی اقدامات کر رہے ہیں اس ضابطے کو زیر تربیت پادریوں میں پہلے ہی تقسیم کر دیا گیا ہے ان پر ایک عیسائی عورت نے تنقید کرتے ہوئے اسے ناقص قرار دیا اور کہا کہ چرچ صرف یہ کیوں نہیں کہتا کہ پادری اپنے پیرکاروں سے جنسی روابط نہ رکھیں"۔

(بحوالہ روزنامہ "پاکستان" لاہور ۲۹ اگست ۹۵ء)

پادریوں کے جنسی جرائم--- چرچ کو ۳۰ کروڑ ڈالر برداشت کرنا پڑتے ہیں:

"پادریوں کے جنسی جرائم اتنی کثرت سے اور اس قدر ہولناک ہیں کہ قلم کو ان کے بیان کا یارا نہیں اور حجاب مانع ہے۔ مختصراً یہ سمجھ لیجئے کہ "یہ مقدس طبقہ" نہ عورتوں کو بخشتا ہے نہ معصوم بچوں کو معاف کرتا ہے۔ امریکی جریدہ "ٹائم" کے مطابق ان واقعات کی اس قدر کثرت ہے کہ کیتھولک چرچ کو ان اقدامات کے نپٹانے میں ۳۰ کروڑ ڈالر خرچ کرنا پڑتے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں"۔ ("پاکستان" ۱۶ اگست ۱۹۹۱ء)

پادری صاحبان کی چرچ میں مذھبی گیت گانے والے کمسن بچوں سے بد فعلی:

"آئرلینڈ کے اخبار آئرش ٹائمز نے بھی ایک لڑکے کی داستان بیان کی ہے جو جنسی زیادتی کے باعث بے ہوش ہو گیا تھا۔ ایک ۳۳ سالہ شخص نے بتایا کہ جب اس کی عمر ۹ سے ۱۱ سال تھی چرچ کے پادری نے کئی مرتبہ اس سے بد فعلی کی اور پھر اس حالت میں اس کی تصاویر بنائیں۔ اس کیس میں پادری نے ۵۰ ہزار پونڈ کی رقم اپنی جیب سے ادا کر کے جان خلاصی کرائی۔

گزشتہ ماہ اخبارات میں دو ایسے بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی کے واقعات شائع ہوئے جن میں پادریوں نے مذہبی گیت گانے والے دو لڑکوں کے ساتھ بد فعلی کی اور یہ واقعات ۱۹۷۰ء کے لگ بھگ ہوئے۔ اب جب لڑکوں نے پادریوں کے خلاف کارروائی کرنے کا فیصلہ کیا تو ان کو بھاری رقوم دے کر خاموش کرا دیا گیا۔

پادری صاحبان کے بارے میں خصوصاً رومن کیتھولک پادری جو مجرد رہنے کے غیر فطری اصول پر کاربند ہیں کمسن بچوں کے ساتھ ناجائز تعلقات کے قصے مشہور ہوئے اور چرچ میں مذہبی گیت گانے والے کمسن بچوں کے ساتھ غیر فطری عمل کے سکینڈل بھی اخبارات کی زینت بھی بنے۔ ایسے معاملات میں اب تک چرچ کی انتظامیہ کا رویہ یہ رہا ہے کہ ان واقعات کی تشہیر نہ ہو اور بچوں کو جن کے ساتھ زیادتی ہوئی بھاری رقوم ادا کر کے ان کا منہ بند کر دیا جاتا۔ مگر اب واقعات کی کثرت اور عوامی رد عمل کو دیکھ کر چرچ کی انتظامیہ نے فیصلہ کیا ہے کہ جہاں یہ محسوس ہو کہ فی الواقعہ زیادتی کی گئی ہے کیس کو فوری طور پر پولیس کے حوالے کر دیا جائے۔

چنانچہ اس صورت حال پر غور کرنے کے لیے آئرلینڈ کے ۳۴ بشپ maynooth کے مقام پر اکٹھے ہوئے اور ایک کانفرنس منعقد کی۔

کانفرنس کے اختتام پر ایک کیتھولک لیڈر کارڈینل ڈیلی (Daly) نے چرچ کی اس آفیشل پالیسی کا اعلان کرتے ہوئے ایک بیان میں کہا کہ چرچ کے لیڈروں کا بچوں کے ساتھ مجرمانہ حرکات میں ملوث ہونا بہت شرمناک ہے کیونکہ ایسے واقعات میں نہ صرف ان بچوں کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زندگیاں تباہ ہوئیں بلکہ کئی گھرانے ٹوٹ گئے اور ان سب کا چرچ پر اعتماد جاتا رہا۔ اس نے کہا کہ میں تمام ایسے بچوں اور ان کے خاندانوں سے معافی مانگتا ہوں ایک سروے کے مطابق گزشتہ تین سالوں میں آئرش ری پبلک اور ناردرن آئرلینڈ کے ۲۶ حلقوں میں سے ۱۲ حلقوں میں پادریوں یا کلیسا کے دیگر اہلکاروں کے خلاف جنسی نوعیت کے مقدمات قائم ہوئے ہیں۔

ادھر امریکہ سے آمدہ ایک خبر کے مطابق کیتھولک چرچ نے ۱۹۸۰ء سے لے کر آج تک ہونے والے جنسی زیادتی کے ایسے واقعات جن میں پادری ملوث پائے گئے ۶۵۰ ملین ڈالر کی رقم بطور ہرجانہ ادا کی ہے"۔ (بحوالہ ہفت روزہ "مہارت" ۱۵ تا ۲۲ نومبر ۹۵ء)

امریکی پادری اور مانع حمل اشیاء کا استعمال:

کمسن بچوں سے زیادتی --- جنسی حملے --- ۴۰۰ ملین ڈالر کا جرمانہ:

"۹۵ فیصدی امریکی پادری غیر شادی شدہ ہوتے ہوئے بھی مانع حمل اشیاء استعمال کرتے ہیں اور اپنی ہوس کا نشانہ راہباؤں اور بدکار عورتوں کو بناتے ہیں ایک تعداد جنسی تشدد میں مبتلا ہے۔ امریکی ٹی وی کے دسویں چینل نے ایک سروے میں انکشاف کیا کہ ۲۰% پادری کم سن بچوں کا استعمال کرتے ہیں۔ خواتین کے ساتھ تو کلیسا کے تمام ہی ذمہ داروں کی سرگرمیاں ایسی عام ہوگئی ہیں، جن کو برا نہیں سمجھا جاتا۔ امریکی ٹی وی نے یہ انکشاف بھی کیا کہ ۱۹۸۴ء سے ۱۹۹۴ء تک امریکی کلیسا کو چار سو ملین ڈالر اس جرمانہ کے طور پر ادا کرنا پڑے جو کمسن بچوں اور بچیوں نے پادریوں کی طرف سے ہونے والے جنسی حملوں کے خلاف امریکی عدالتوں میں مقدمات دائر کر کے معاوضے طلب کیے تھے۔"

(بحوالہ ماہنامہ "الفاروق" کراچی ذی قعدہ ۱۴۱۵ھ)

پادریوں کا اعتراف:

رہبانیت ترک کر دی --- یہ غیر فطری عمل ہے:

"ویٹیکن سٹی نے جو پالیسی اختیار کر رکھی ہے اس سے مسیحی دنیا کے ۹۵% پادری متفق نہیں ہیں۔ یہ اطلاعات برابر آتی رہتی ہیں کہ فلاں کلیسا کے اتنے پادریوں نے کلیسائی زندگی سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔ ۱۹۶۴ء سے ۱۹۶۹ء تک کے اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ تیرہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہزار چار سو چالیس پادریوں نے اس مختصر مدت میں خود کو کلیسا کی خدمت سے الگ کر لیا۔ لیکن سب سے زیادہ بھیانک صورت حال ۱۹۷۰ء کی ہے یعنی صرف ایک سال میں تین ہزار چار سو پچانوے پادریوں نے راہبانہ زندگی ترک کر کے تبلیغی مشن کو ہمیشہ کے لیے الوداع کہہ دیا۔ ان تمام پادریوں نے اپنے خطوط اور استعفوں میں علیحدگی کے اسباب پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا کہ وہ عرصہ تک بغیر شادی کے زندگی نہیں گزار سکتے۔ اگرچہ چور دروازہ سے وہ اپنے جنسی جذبے کی تسکین کرتے تھے لیکن رسوائیوں کے اندیشے سے انہوں نے بہتر خیال کیا کہ وہ کلیساؤں کو چھوڑ دیں۔ اگر کلیسا بغیر شادی شدہ کی شرط حذف کر دے تو کلیسا کی خدمت کے بارے میں غور کیا جا سکتا ہے۔ ان پادریوں کی اکثریت نے یہ بھی لکھا کہ اگرچہ ہمیں راہباؤں اور دیگر خواتین کے ساتھ جنسی تعلقات قائم کرنے کی کھلی چھٹی تھی لیکن اس کی وجہ سے جو بدترین اخلاقی بحران پیدا ہو رہا ہے اس نے نئی پیچیدگیوں اور نت نئی مشکلات کو جنم دیا ہے۔ ان پادریوں میں صرف ایک فیصدی ایسے تھے جو شادی کی خواہش نہیں رکھتے تھے مگر وہ بھی اس مطالبہ پر زور دیتے ہیں کہ بغیر عورت کے کوئی انسان اس دنیا میں کیسے رہ سکتا ہے۔ اس لیے شادی کی اجازت پادریوں کو دی جائے۔ پاپائے روم کو چاہیے کہ وہ اس قانون میں ترمیم کریں اور شادی و آزادانہ جنسی تعلقات کو نجی اور ذاتی مسئلہ قرار دے کر اسے کلیسا کی خدمت کے لیے رکاوٹ تصور نہ کیا جائے۔"

(بحوالہ ماہنامہ "الفاروق" کراچی ذی قعدہ ۱۴۱۵ھ)

روانڈا کے قتل عام میں ۴۰ پادری ملوث تھے

دو راہباؤں نے کلیسا میں پناہ لینے والوں کو تیل چھڑک کر زندہ جلا دیا:

مونیشیا پناہ گزینوں کو قاتلوں کے حوالے کرتا اور نوجوان لڑکیوں کی عزت لوٹ لیتا:

"پیرس (انٹرنیشنل ڈیسک) ۳۷ سالہ پادری ونسیلاس مونیشیا فرانس کے جنوبی قصبے بورگ سینٹ آندیول کی محبوب ترین شخصیت ہے جو آج کل روانڈا میں ۱۹۹۴ء کے قتل عام

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ملوث ہونے کے الزام میں زیر عتاب ہے۔ اس قتل عام میں ٹٹسی قبائل کے دس لاکھ افراد کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا ہے۔ افریقین رائٹس کے مطابق کم و بیش چالیس پادریوں نے قتل و غارت گری میں اعانت کی تھی۔ جن میں سے دو روانڈا کی جیلوں میں بند ہیں۔ جبکہ باقی فرار ہو چکے ہیں۔ تنظیم نے روس میں مقیم دو پادریوں بلجیم میں مقیم دو راہباؤں اور چرچ کے منسٹر جس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ امریکی ریاست شکاگو فرار ہو گیا ہے کے خلاف ثبوت اکٹھے کیے ہیں۔ دو راہباؤں نے کلیسا کی حدود میں مقیم افراد پر تیل چھڑک کر انہیں زندہ جلایا۔ مونیشیا اس چرچ میں پادری ہے جہاں ۱۸ ہزار قبائلیوں نے پناہ لی تھی۔ گواہوں کے مطابق وہ انہیں گاؤں سے نکال کر قاتلوں کے حوالے کرتا۔ جو لڑکیاں اس کی جنسی ہوس کو پورا کرنے پر آمادہ ہوتیں انہیں تحفظ دیتا جب کہ انکار کرنے پر لڑکیوں کی موت کا پروانہ جاری کر دیتا۔ اسے ہر صبح ناشتے کے بعد مقامی تھانے میں حاضری لگوانا پڑتی ہے"۔ ("نوائے وقت" لاہور ۱۰ ستمبر ۹۵ء)

قرآن پاک پہ اعتراض کرنے والوں کے لیے آئینہ:

ان کی "مقدس کتابوں" سے چند اقتباسات:

"پروٹسٹنٹ مسیحی بائبل میں ۲۲ ویں نمبر پر اس کا نام "غزل الغزلات" ہے۔ جب کہ رومن کیتھولک بائبل میں اس کا نمبر ۲۴ واں ہے اور نام "نشید الاناشید"۔ پروٹسٹنٹ ترجمہ ہے:

"اے امیرزادی تیرے پاؤں جوتیوں میں کیسے خوبصورت ہیں۔
تیری رانوں کی گولائی ان زیوروں کی مانند ہے
جن کو کسی کاریگر استاد نے بنایا ہو
تیری ناف گول پیالہ ہے
جس میں ملائی ہوئی مے کی کمی نہیں
تیرا پیٹ گیہوں کا انبار ہے
جس کے گرداگرد سوسن ہوں
تیری دونوں چھاتیاں دو آہو بچے ہیں
جو توام پیدا ہوئے ہوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیری گردن ہاتھی دانت کا برج ہے
تیری آنکھیں بیت ربیم کے پھاٹک کے پاس حسبون کے چشمے ہیں۔
تیری ناک لبنان کے برج کی مثال ہے۔
جو دمشق کے رخ بنا ہے'
تیرا سر تجھ پر کرمل کی مانند ہے
اور تیرے سر کے بال ارغوانی ہیں
بادشاہ تیری زلفوں میں اسیر ہے
اے محبوبہ! عیش و عشرت کے لیے
تو کیسی جمیلہ اور جانفزا ہے
یہ تیری قامت کھجور کی مانند ہے
اور تیری چھاتیاں انگور کے گچھے ہیں ("غزل الغزلات" ۷:۱-۷)

خدا کے حضور یہودیوں کی نافرمانیوں اور ان کی سزاؤں کا مذکور ہے:

"پس اہل بابل اس کے پاس آ کر عیش کے بستر پر چڑھے اور انہوں نے اس سے بدکاری کر کے اسے آلودہ کیا اور وہ ان سے ناپاک ہوئی تو اس کی جان ان سے بیزار ہوئی۔ تب اس کی بدکاری اعلانیہ ہوئی اور اس کی برہنگی بے ستر ہو گئی۔ تب میری جان اس سے بیزار ہوئی جیسے اس کی بہن سے بیزار ہو چکی تھی تو بھی اس نے اپنی جوانی کے دنوں کو یاد کر کے جب وہ مصر کی سرزمین پر بدکاری کرتی تھی اور بدکاری پر بدکاری کی۔ سو وہ پھر اپنے یاروں پر مرنے لگی جن کا بدن گدھوں کا سا بدن اور جن کا انزال گھوڑوں کا سا انزال تھا۔ اس طرح تو نے اپنی جوانی کی شہوت پرستی کو جب کہ مصری تیری جوانی کی چھاتیوں کے سبب سے تیرے پستان ملتے تھے۔ پھر یاد کیا ("حزقی ایل ۲۳: ۱۷" پروٹسٹنٹ نمبر ۲۶' کیتھولک نمبر ۳۱)"

(بحوالہ ماہنامہ "المذاہب" لاہور اگست ۱۹۹۲ء)

<u>نوٹ:</u> واضح ہو کہ اب زنا کی مکروہ و معیب اصطلاح بائبل میں Godless (ناپاک) Immoral (بداخلاق) اور Wicked (برا) سے تبدیل کی جا رہی ہے جس سے اس فعل بد کی مکروہ و مذموم اہمیت گھٹانا مقصود ہے۔ محبوبہ کے انگ انگ کی ایسی تفصیلی تعریف تو سوہنی مہینوال' سسی پنوں' پورن بھگت' ہیر وارث شاہ ایسی عشقیہ داستانوں میں بھی نہیں ملے گی۔ چہ جائیکہ اسے الہامی کلام کہا جائے؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تورات' کتاب پیدائش کا باب ۱۸۔ آیت نمبر ۲۳:

"اور لوط ضغر سے اپنی دو بیٹیوں سمیت نکل کر پہاڑ پر جا رہا کیونکہ ضغر میں رہنے سے اسے وحشت ہوئی اور وہ اور اس کی دونوں بیٹیاں ایک غار میں رہنے لگیں۔ تب پہلوٹی نے چھوٹی سے کہا کہ ہمارا باپ بوڑھا ہے اور زمین پر کوئی مرد نہیں جو تمام جہاں کے دستور کے مطابق ہمارے پاس اندر آئے۔ آؤ ہم اپنے باپ کو شراب پلائیں اور اس سے "ہم بستر" ہو جائیں تاکہ اپنے باپ سے نسل باقی رکھیں۔ سوانہوں نے اسی رات اپنے باپ کو شراب پلائی اور پہلوٹی اندر غار کے گئی اور باپ کے کپڑے اتار دیے اور اس سے ہم بستر ہوگئی اور اس کے باپ نے لیٹتے اور اٹھتے اور ہم بستری کے وقت اپنی بیٹی کو نہ پہچانا۔ پھر دوسرے روز بھی ایسا ہی ہوا کہ پہلوٹی نے چھوٹی سے کہا کہ دیکھو کل رات کو میں اپنے باپ سے "ہم بستر" ہوئی۔ آج رات بھی اسے شراب پلائیں اور تو بھی جا کے اس سے "ہم بستر" ہو کہ اپنے باپ سے نسل باقی رکھیں۔ پھر اس رات کو بھی ان دونوں نے اپنے باپ کو شراب پلائی اور چھوٹی نے اپنے باپ کے کپڑے اتار دیے اور اس سے "ہم بستر" ہوگئی اور اس کے باپ نے لیٹتے' اٹھتے اور ہم بستری کرتے وقت چھوٹی کو نہ پہچانا۔ سو لوط کی بیٹیاں اپنے باپ سے حاملہ ہوئیں اور بڑی نے ایک بیٹا جنا جس کا نام موآب رکھا....."

("تحقیق" مولانا محمد قاسم نوری صاحب بحوالہ ماہنامہ "بیدار ڈائجسٹ" نومبر ۱۹۹۲ء)

قرآن مجید پہ اعتراض کرنے والوں کی کتاب میں یہ اس نبی کا بیان ہے' جس کے بارے میں قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ "اللہ نے انہیں اپنے منتخب بندوں میں شمار کیا" گویا وہ جو اللہ کا انتخاب تھے امت کے لیے نمونہ تھے اور انہیں اللہ کا سفیر ہونے کا اعزاز حاصل تھا ان کی سیرت کو کس قدر داغدار بنا کر پیش کیا گیا ہے۔ کیا الہامی کتابیں ایسی ہوتی ہیں؟ کیا نعوذ باللہ خدا کا کلام ایسا ہوتا ہے؟ پھر جب ایسے واہیات بیان پہ ہم ان کتابوں کو محرف و مبدل کہتے ہیں تو تکلیف کیوں؟ عقل سلیم رکھتے ہو تو قرآن پڑھو پھر کلام الٰہی کا حسن و جمال' فصاحت و بلاغت اور رعنائی بیان دیکھو۔ اس آئینے میں اپنی کتابوں کو دیکھو گے تو خود تمہارا دل گواہی دے گا کہ شاید تھوڑے سے حصے کے علاوہ باقی سب تحریف شدہ ہے۔

کیا تورات و انجیل کا درج بالا کلام کوئی بھی باعزت اپنی بہنوں' بیٹیوں' ماؤں کے سامنے تلاوت کر سکتا ہے؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱- مسلمانوں کو فرقہ پرستی کا طعنہ دینے والوں کا اپنا حال:

۲- میکسیکو میں عیسائیوں کی فرقہ پرستی:

یوں تو عیسائیوں کے سینکڑوں فرقے ہیں۔ تفصیل کے لیے یہ موزوں جگہ نہیں ہمیں تو یہاں ایک دو مثالوں سے صرف یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ خود ان کے اپنے فرقوں کے درمیان شدید چپقلش آج بھی اسی شدت سے قائم ہے جو ماضی میں ان کا شیوہ تھی۔ اس کے ہوتے ہوئے مسلمانوں کو کس منہ سے طعنہ دیتے ہیں؟ پہلے اپنے گھر کی خبر لیں

"جنوبی امریکہ کی کونسل آف چرچز نے اس فیصلہ پر صاد کیا ہے کہ چلی میں منعقد ہونے والی اسمبلی میں رومن کیتھولک نمائندوں کو نہ بلایا جائے۔ اس فیصلہ کا پس منظر جنوبی امریکہ کے بہت سے حصوں میں پروٹسٹنٹوں اور کیتھولکوں کے "روبہ زوال تعلقات" ہیں۔ یہ "مشکل اور المناک فیصلہ طویل بحث مباحثہ اور دکھ" کے ساتھ کیا گیا۔ اسمبلی کو موقع دیا گیا کہ وہ مذکورہ تعلقات کو موزوں بنانے کے لیے اپنی مساعی بروئے کار لائے۔ کونسل کا مشن تبلیغ مسیحیت، اتحاد و اتفاق، مکالمہ اور باہمی تعاون ہے۔

میکسیکو میں رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ مسیحی مسلسل ناچاقی کا شکار ہیں۔ گوریلے ملک کے جنوبی حصہ میں پچھلے برس سے برسرپیکار ہیں۔ ۱۶ پروٹسٹنٹ فرقوں کا مطالبہ ہے کہ نمائندہ کمیشن میں ہمیں بھی شریک کیا جائے۔

پروٹسٹنٹ رہنما جنوبی میکسیکو کی ۴۰ فیصد آبادی کی نمائندگی کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ہم گزشتہ ۲۰ برس سے ظلم و ستم کی چکی میں پس رہے ہیں۔ گفتگو میں ہماری شمولیت ضروری ہے۔ ہزارہا پروٹسٹنٹ خاندانوں کو محض اس بہانہ ان کے گھروں سے نکال دیا گیا ہے کہ پروٹسٹنٹ مسیحیت قبول کر کے انہوں نے مقامی روایات کی تکذیب کی۔ اب وہ مسیحی برادری کا جزو نہیں رہے۔ ۳۰ ہزار افراد بدترین مذہبی مظالم کا شکار ہیں۔ مارکٹائی کے بعد انہیں گھروں اور جائیدادوں سے بے دخل کر دیا گیا ہے۔ بیچارے بڑے بڑے شہروں کی مضافاتی بستیوں میں پناہ لیے ہوئے ہیں۔ میکسیکو کا کیتھولک مسیحی سربراہ ان مظالم کا براہ راست ذمہ دار ہے اس سلسلہ میں کیتھولکوں کی طرف سے اگرچہ "مصالحتی دروازے کھلے ہیں" تاہم قوانین پر عملدرآمد نہیں کیا جا رہا اور آئین کی پامالی کی جا رہی ہے۔

متعدد پروٹسٹنٹ گرجے تباہ یا بحق سرکار ضبط کر لیے گئے ہیں ان کی جگہ نئے گرجے بنانے کی مساعی ناکامی سے دوچار ہوئی ہیں۔ ایک علاقہ میں انہیں کہا گیا کہ وہ ۵۰ فیصد یکنوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے دستخط حاصل کر لیں تو انہیں گرجا تعمیر کرنے کی اجازت دے دی جائے گی لیکن اس محلہ کے لوگ "باغی مذہبی فرقہ" نکلے ایک دوسری جگہ گھر گھر جا کر اپنا تعارف کرایا گیا۔ اکثر لوگوں نے تعاون کا یقین دلایا لیکن وہاں کا پادری فتنہ پرور ثابت ہوا۔ اس مکروہ مہم میں حکومت باقاعدہ شریک کار ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ اگر ایک شخص نے مخالفت میں منہ کھول دیا تو دستخط بیکار قرار دے دیے جائیں گے۔

کئی برس سے ایسی شکایات روز افزوں ہیں۔ چھوٹا ہو یا بڑا کوئی بھی پروٹسٹنٹ فرقہ چین میں نہیں ہے۔ اب اس کا ایک ہی حل ہے کہ پروٹسٹنٹ مسیحی ایسی بے قاعدگیوں اور مذہبی شہری حقوق کی پامالیوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں۔

جب پاپائے روم کے ہاں ان مظالم کے خلاف شکایت کی گئی تو اظہار ہمدردی کے ساتھ ایسے حقائق و واقعات نوٹس میں لانے کو کہا گیا۔

میکسیکو میں کیتھولک عیسائیوں کی بھی دو پارٹیاں ہیں۔ بڑے مذہبی رہنما ایک طرف اور چھوٹے پادری اور عوام ایک جانب ایسے لوگ بھی ہیں جن کا رویہ مصالحانہ ہے لیکن برسراقتدار طبقہ پروٹسٹنٹوں کا مخالف ہے۔ وہ انہیں حقیقی خطرہ سمجھتا ہے"۔

("ریکارڈر" لندن ۹۵-۲-۱۶' بحوالہ ماہنامہ "المذاھب" جون ۱۹۹۵ء)

پاکستانی عیسائیوں کی فرقہ پرستی۔ بشپ کا کھلا خط:

"عزیز بھائیو اور بہنو

آپ میں سے بہت سے مومنین مرسئین آرتھوڈکس کیتھولک چرچ کے بارے استفسار کرتے رہے ہیں۔ اس لیے ہم نے ریاست ہائے امریکہ کولوریڈو اور روم سے ضروری معلومات حاصل کر لی ہیں۔ پاپائی کونسل برائے فروغ مسیحی اتحاد نے واضح کیا ہے کہ رومن کیتھولک چرچ کے ساتھ مرسئین آرتھوڈکس چرچ کا کوئی تعلق نہیں۔

کولوریڈو ریاست کے شہر ڈینور کے رومن کیتھولک آرچ بشپ کے مطابق مرسئین آرتھوڈکس کیتھولک چرچ امریکہ میں بشپ صاحبان کی قانونی آرتھوڈکس کانفرنس کا رکن نہیں ہے اور نہ ہی امریکہ اور کینیڈا کے چرچز کی سالانہ فہرست میں اس چرچ کا ذکر ہے اور یہ فہرست امریکہ کے تمام پروٹسٹنٹ چرچ آف کرائسٹ کی نیشنل کونسل تیار کرتی ہیں۔

ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں رومن کیتھولک چرچ کے مرسئین آرتھوڈکس کیتھولک چرچ کے ساتھ کسی بھی سطح پر کبھی کوئی تعلق نہیں رہے۔ چونکہ مرسئین

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آرتھوڈکس کیتھولک چرچ' رومن کیتھولک چرچ کے ساتھ متفق نہیں ہے۔
اس لیے ہم کلیسا کو آگاہ کرتے ہیں کہ مومنین اس چرچ کے ساتھ کسی بھی طرح کا رابطہ نہ رکھیں اور نہ ہی ان کی کسی تقریبات' رسومات' دعائیہ یا عبادتی پروگرام میں حصہ لیں کیونکہ یہ تنظیم روحانی طور پر رومن کیتھولک چرچ کے ساتھ مفاہمت نہیں رکھتی ہے اس لیے مومنین آرتھوڈکس کیتھولک چرچ کے کسی نمائندے یا عہدہ دار سے کسی بھی روحانی معاملات کے سلسلہ میں رابطہ نہ رکھیں۔
یہ خط تمام کیتھولک گرجا گھروں میں پڑھا جائے۔

(پندرہ روزہ "کاتھولک نقیب" لاہور' کیم یا ۱۵ جولائی ۹۴' آخری صفحہ)

برطانیہ: مذہبی تشدد کی زد میں پانچ گرجے جلا دیئے گئے

مسلمانوں کے مذہبی مسالک میں اختلاف کو اُچھالنے والے اس پہ بھی غور فرمائیں

"آئرلینڈ کے باشندوں کا مذہب کیتھولک ہے جبکہ برطانیہ کا وہ حصہ جو اسکاٹ لینڈ' لندن اور ویلز وغیرہ پر مشتمل ہے' وہاں پروٹسٹنٹ کی اکثریت ہے۔ جھگڑا پچھلے دنوں اس وقت عروج پر پہنچا جب شمالی آئرلینڈ کے پروٹسٹنٹ عیسائیوں نے اپنا روایتی جلوس نکالنے کا پروگرام بنایا تو کیتھولک عیسائیوں نے کہا کہ وہ اس جلوس کو اپنے علاقے سے نہیں گزرنے دیں گے جبکہ پروٹسٹنٹ نے اصرار کیا کہ جلوس اپنے مقررہ روٹ پر سے گزر کر رہے گا۔ چنانچہ اس پر فساد ہوا اور اس قدر بڑھا اور کئی ہفتوں تک فساد ہوا کہ پانچ تاریخی گرجے جلا دیئے گئے۔ ٹونی بلیر ایک جلتے ہوئے گرجے میں پہنچے اور بشپ انھیں مار دھاڑ کی داستان سنا رہا تھا۔ دونوں فرقوں نے ایک دوسرے کے گھروں کو لوٹا حتیٰ کہ مخالف فرقے کے گھر میں دستی بم پھینک کر تین معصوم بچوں کو ہلاک کر دیا گیا۔ برطانیہ نے فوج منگوائی۔ ٹینک' بکتربند گاڑیاں حرکت میں آئیں اور تب جا کر یہ طوفان تھما جس کی چنگاریاں بہرحال سلگ رہی ہیں۔ ہم نے اس جلوس کا پتہ چلایا تو معلوم ہوا کہ شمالی آئرلینڈ کے علاقے "اورینج آرچڈ" میں 1690ء میں پروٹسٹنٹ لیڈر مسٹر ولیم نے رومن کیتھولک کے حکمران جیمز دوم کو بوئنی (Boyne) کی جنگ میں شکست سے دوچار کیا۔ یوں ولیم پروٹسٹنٹوں کا ہیرو قرار پایا۔ چنانچہ 12 جولائی کے دن کو "Orang Day" کا نام دے کر اس دن کو فتح کی خوشی میں جشن منایا جاتا ہے اور جلوس نکالا جاتا ہے۔ اس عمل کو Orange Order کہا جاتا ہے۔ یہ دن اور آرڈر اب مذہبی شکل اختیار کر گیا ہے۔ چنانچہ اس پر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوب دنگا فساد ہوا"۔ (الدعوۃ 'اگست 98ء)

یاد رہے کہ یورپ میں مذہبی اختلاف کی بنیاد پر قتل و غارت کی تاریخ بہت پرانی اور ہولناک ہے۔ صدیاں گزر جانے کے باوجود اس پر مکمل قابو نہیں پایا جا سکا۔ جبکہ مسلمانوں میں مذہبی اختلاف کی ایسی نوعیت جو کشت و خون تک پہنچا دے نہ پہلے تھی نہ اب ہے۔

بلا تبصرہ

ظلم کی داستان۔ ایک بڑے پادری کا طرز عمل

"میرے خاوند آئزک جی ڈین چیئرمین عوامی بورڈ پنجاب ایک انتہائی شریف اور قانون پسند شہری ہیں۔ ہم کسی بھی عبادت گاہ اور کسی بھی مذہبی کتاب کی بے حرمتی کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتے۔ مگر ہم پر ہمارے اپنے ہی مذہبی اجارہ داروں نے انتہائی سنگین نوعیت کے الزامات لگانے شروع کر دیئے ہیں۔ ہم اپنے ہی لوگوں کے ظلم کا شکار ہو رہے ہیں۔

ہمارے ایک مذہبی اجارہ دار' ایک بڑے اور مشہور چرچ کے فادر' پادری نے اپنی بداعمالیوں اور بداخلاقیوں کو چھپانے کے لیے انتہائی گھناؤنی حرکات شروع کر دی ہیں۔ اس نے میرے شوہر کے خلاف ایک مقدمہ زیر دفعات 506 / 507, 296, 295/295-A, 125/98, 148 / 149 (ت پ) تھانہ قلعہ گوجر سنگھ لاہور میں محض اپنی پرانی رنجش اور انتقامی جذبے کے تحت درج کروایا ہے۔

پرانی رنجش یہ ہے کہ اس پادری کے باعث ایک مسیحی لڑکی پونم امید سے ہو گئی۔ ایک ماہ گزرا تو پادری نے ایک مسیحی لڑکے سے اس کا زبردستی نکاح کروا دیا۔ نکاح کے تیسرے دن لاہور کے ایک مشہور کرسچین اسکول کی پرنسپل اور دیگر چند افراد کے تعاون سے پادری نے پونم کو (بمطابق ریکارڈ ہسپتال) سرگنگا رام ہسپتال لاہور میں داخل کروا دیا اور حمل ضائع کروا دیا۔ اس پر پونم کے لواحقین نے فادر مذکور کے خلاف متعلقہ سرکاری حکام کو درخواستیں دیں اور ہائی کورٹ لاہور میں ایک عدد رٹ برائے اندراج مقدمہ دائر کی۔ میرے شوہر نے ان لوگوں کی مدد کی۔ پادری کو یہی رنجش ہے' اس کا انتقام لینے کے لیے فادر نے یہ جھوٹا مقدمہ آئزک جی ڈین کے خلاف درج کروایا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روزنامہ "خبریں" کی وساطت سے اعلیٰ حکام سے درخواست ہے کہ وہ اس خط میں لکھے ہوئے واقعہ کی تصدیق کے لیے 23 اپریل 91ء کے "مشرق" لاہور کی خبر پڑھ لیں اور میرے شوہر کے خلاف درج ہونے والے بے بنیاد مقدمے کو خارج کرنے کا حکم جاری کریں"۔ (از۔ گلزرین زوجہ آئزک جی ڈین 325 ۔ 2 / 7 طارق سٹریٹ' کوٹ لکھپت' لاہور) (بحوالہ روزنامہ خبریں' لاہور' 26 مئی 98ء)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 13

تحفظ ناموس رسالتؐ اور رواداری

کے حوالے سے مغرب سے چند سوالات

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحفظ ناموس رسالتؐ اور رواداری کے حوالے سے مغرب سے چند سوالات

جس طرح تحفظ ناموس رسالتؐ کے لیے اپنی جان نچھاور کرنا ہمیشہ سے مسلمان کی شان رہی ہے اسی طرح "روح محمدؐ" کو تن مسلم سے جدا کرنے کی آرزو ہمیشہ سے دنیائے کفر کی پہچان رہی ہے کیونکہ تمام باطل قوتیں اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں کہ نام محمدؐ ہی وہ منبع عزم و ہمت ہے جو مسلمان کو باطل سے نبرد آزما رہنے کی جرات عطا کرتا ہے اور یہی وہ مرکز عشق و محبت ہے جس کے لیے مسلمان یہ تو برداشت کر لیتے ہیں کہ ان کے جواں جسم تختہ دار پر جھولتے ہیں، تو جھول جائیں مگر یہ گوارا نہیں کرتے کہ وہ اس نام مقدس کو کبھی، کسی لمحے بھول جائیں۔

جسد امت کی رگوں میں موجود یہی جوہر غیروں کی حیرانی و پریشانی کا بنیادی سبب بنتا ہے جیسا کہ ڈاکٹر گستاولی نے اپنی کتاب "تمدن عرب" میں لکھا: "اس وقت بھی وہی نبی ای اپنی قبر کے اندر سے لاکھوں بندگان خدا کو کلمہ اسلام پر قائم رکھے ہوئے ہے"۔ اس لیے باطل کی تمام اسلام دشمن سرگرمیوں کا نہ صرف حرف اول بلکہ حرف آخر بھی یہی ہوتا ہے کہ کسی نہ کسی طریقے سے دل مسلم کی اس تمنا کو مردہ اور اس شعلہ جوالہ کو راکھ کا ڈھیر بنا دیا جائے۔ اس کے لیے ہسپانوی مجلس مواخذہ جیسے بدترین ظلم و ستم سے لے کر شراب و شباب اور طاؤس و رباب تک سارے حربوں کے سنگ آج کے باطل اداروں اور ان کے وفاداروں کی طرف سے اک نیا حربہ سامنے آیا ہے جس کا نام "رواداری" ہے۔ وہی رواداری جو امت مسلمہ کی تاریخ کی اک روشن روایت ہے۔ آج اسی رواداری کے نام پر امت کی رگوں سے جوہر غیرت اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ختم کرنے کی بھیانک سازش ہو رہی ہے اور امت کو اس بات کا درس دیا جا رہا ہے کہ جس طرح اقوام عالم اور ادیان عالم سے رواداری مسلمانوں کا شیوہ ہے اسی طرح گستاخ رسولؐ کو بھی رواداری کے نام پہ برداشت کر لینا چاہیے کیونکہ یہ گستاخی آزادی تحریر و تقریر کے انسانی حق کی رو سے اس کا حق بنتا ہے۔ کتنی عجیب منطق ہے۔ گستاخی کہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو' کسی کی ہو' کیسی بھی ہو اسے آج تک تہذیب و تمدن کی تاریخ نے انسانی حق میں شمار نہیں کیا۔ چہ جائیکہ وہ گستاخی ایک ارب انسانوں کی جاں سے عزیز تر ہستی کی ہو اور صرف انسانوں کی ہی نہیں بلکہ خود خالق کائنات کی بھی محبوب ترین ہستی ہو جس کے لیے خالق نے اتنا بھی گوارا نہ کیا کہ مسلمان "راعنا" کہیں۔ اگرچہ اس سے مسلمانوں کی نیت تو گستاخی اور توہین کی نہ تھی۔ اس لفظ پہ پابندی نے یہ مسئلہ بھی ہمیشہ کے لیے حل کر دیا کہ توہین رسالتؐ میں نیت کا بھی اعتبار نہیں۔ توہین کی نیت کے بغیر بھی گستاخی 'گستاخی ہی ہے۔ توہین کا حکم ظاہری الفاظ پہ ہی لگایا جائے گا اور اس میں توہین کرنے والے کی نیت کی تحقیق نہ کی جائے گی ورنہ تو توہین رسالتؐ کا دروازہ کبھی بند نہ ہو سکے گا کیونکہ ہر گستاخ یہ کہہ کر چھوٹ جائے گا کہ الفاظ توہین کا جو مفہوم ہے وہی اختیار کیا جائے جس طرح "ولد الحرام" بطور گالی استعمال ہوتا ہے۔ اب اگر کوئی اس کی یہ تاویل کرنا چاہے کہ میں نے تو اس لفظ کو "مسجد الحرام" کی طرح حرمت اور محترم کے معنوں میں لیا ہے تو اس کی یہ تاویل کسی بھی ذی شعور کے نزدیک قابل قبول نہ ہو گی۔

یہ تو محض ایک لفظ کو اس کے غلط مفہوم میں استعمال کرنے کی بات تھی۔ ناموس رسالتؐ کے بارے میں تو غیرت رب ذوالجلال اس قدر حساس ہے کہ قرآن کریم کی کئی آیات صرف گستاخان رسولؐ کے بارے میں نازل فرمائی گئیں جن میں ان کی گستاخی کا نہ صرف سخت لہجے میں جواب دیا گیا بلکہ ان پہ لعنتیں بھی برسائی گئیں اور انھیں عذاب الیم و عظیم کی وعید بھی سنائی گئی مثلاً ابوجہل کے بارے میں سورہ دخان کی آیات ۴۳ سے ۵۰ تک' ابولہب کے بارہ میں پوری سورہ لہب ' امیہ بن خلف کے بارہ میں سورہ همزه ' ابی بن خلف کے بارہ میں سورہ یسین کی آیات 78 سے 83 تک عقبہ بن ابی معیط کے بارہ میں سورہ فرقان کی آیات ۲۷ سے ۳۱ تک' ولید بن مغیرہ کے بارہ میں سورہ زخرف کی آیت نمبر۳۱ اور ۳۲ اور سورہ القلم کی آیات 8 سے 16 تک جس میں اسے زنیم یعنی حرام زادہ بھی کہا گیا' نضر بن حارث کے بارہ میں سورہ لقمان کی آیات 6 اور 7 اور عاص بن وائل سہمی کے بارہ میں سورہ الکوثر کی تیسری آیت نازل کی گئی۔

یہ تو رب ذوالجلال کا توہین رسالتؐ کے بارے میں ردعمل تھا۔ خود پیغمبر رواداری حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ سے بھی یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ انکار رسالت تو برداشت کیا گیا مگر توہین رسالتؐ کی اجازت آپؐ نے بھی نہ دی۔ مکہ مکرمہ میں ابوجہل' ابولہب وغیرہ کے علاوہ پانچ اشخاص یعنی اسود بن عبد یغوث ' ولید بن مغیرہ' اسود بن

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالمطلب، عاص بن وائل اور حارث بن قیس وہ بدبخت تھے جو نبی کریمؐ کی توہین و استہزاء میں باقی سب سے آگے تھے۔ ایک بار آپؐ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے کہ جبرائیل امین آگئے۔ آپؐ نے جبرائیل سے ان لوگوں کے استہزاء اور تمسخر کی شکایت کی۔

جبرائیل نے ولید کی شہ رگ کی طرف، اسود بن عبدالمطلب کی آنکھوں کی طرف، اسود بن عبد یغوث کے سر کی طرف، حارث کے پیٹ کی طرف اور عاص بن وائل کے پاؤں کے تلوے کی طرف کچھ اشارہ کیا۔ آپؐ نے دریافت کیا کہ یہ کیا کیا۔ جبرائیل نے کہا کہ آپؐ ان سے کفایت کیے گئے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ولید کا گزر قبیلہ خزاعہ کے ایک شخص کے پاس سے ہوا جو تیر بنا رہا تھا۔ اتفاق سے ولید کا پاؤں اس کے تیر پر پڑ گیا جس سے خفیف سا زخم ہوا مگر اس سے اتنا خون جاری ہوا کہ اسی سے مر گیا۔ اسود بن عبدالمطلب ایک کیکر کے درخت کے نیچے جا کر بیٹھا ہی تھا کہ اپنے لڑکوں کو آواز دی کہ مجھ کو بچاؤ، مجھ کو بچاؤ، میری آنکھوں میں کوئی شخص کانٹے چبھو رہا ہے۔ لڑکوں نے کہا کہ ہمیں تو کوئی نظر نہیں آتا۔ اسی طرح کہتے کہتے اندھا ہو گیا۔ اسود بن عبد یغوث کے سر کی طرف اشارہ کرنا تھا کہ تمام سر میں پھوڑے پھنسیاں نکل آئیں اور اسی تکلیف میں مر گیا۔ حارث کے پیٹ میں دفعتاً ایسی بیماری پیدا ہوئی کہ منہ سے پاخانہ آنے لگا اور اسی میں مر گیا (تاریخ میں اس قسم کی دو شخصیات اور بھی گزری ہیں موت کے وقت جن کے منہ سے پاخانہ جاری تھا۔ ایک طوسی اور دوسرا مرزا غلام قادیانی۔ اور مرزا غلام قادیانی کا بیٹا مرزا محمود موت سے قبل دیوانگی کے عالم میں اپنی نجاست خود کھاتا تھا) عاص بن وائل کا حشر یہ ہوا کہ گدھے پر سوار ہو کر طائف جا رہا تھا کہ راستہ میں کسی خاردار گھاس پر جا گرا جس سے پاؤں میں معمولی سا کانٹا لگا مگر اس کانٹے سے اس قدر شدید زخم ہوا کہ جانبر نہ ہو سکا اور اسی میں مر گیا۔

ہمیں یہ بسرو چشم تسلیم ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ شفقت و رحمت، عفو و درگزر، محبت و مودت، اخلاق کریمانہ اور خصائل رحیمانہ کا بہترین نمونہ ہے۔ مگر ان تمام صفات مبارکہ کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ آپؐ کی سیرت طیبہ میں دینی غیرت کا جو روشن باب ہے اس پہ بھی رواداری کا پردہ ڈال کر ڈھانپ دیا جائے۔

یہ بجا کہ آپؐ نے اپنی ذات کے لیے کسی سے انتقام نہ لیا لیکن جب منصب رسالتؐ پہ حملہ ہو یا محرمات الٰہی پر زد پڑے شعائر اللہ کی بے حرمتی ہو یا حق و باطل کے خلط ملط ہو جانے کا اندیشہ ہو وہاں آپؐ سے کسی قسم کی رواداری منقول نہیں بلکہ باطل کے ساتھ ادنیٰ سا Compromise بھی آپؐ نے برداشت نہ فرمایا۔ ایسے ہی اک موقع پر آپؐ نے ارشاد فرمایا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس کا مفہوم کچھ یوں ہے کہ اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ پر آفتاب اور دوسرے پر ماہتاب بھی رکھ دیں تب بھی میں تبلیغ حق سے باز نہ آؤں گا چاہے اللہ مجھے سرخرو فرما دیں یا اسی کوشش میں میری زندگانی کی شام ہو جائے۔

مدینہ طیبہ میں کعب بن اشرف' عصماء یہودیہ' ابی عفک یہودی' ابو رافع اور خالد بن سفیان کا قتل اور جھوٹے مدعی نبوت اسود عنسی کے قتل کے احکامات اور فتح مکہ کے موقع پر عام معافی و درگزر کے باوجود پندرہ اشخاص کو اس معافی سے مستثنیٰ فرمانا آپ ؐ کی اسی دینی غیرت کا مظہر تھا۔ ان لوگوں میں عبداللہ بن خطل تو وہ شخص تھا جسے حرم مکہ میں حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان قتل کیا گیا۔ یہ وہی لوگ تھے جنھوں نے یا تو منصب رسالت ؐ کی توہین کی تھی یا حدود اللہ توڑنے پر قصاص کے مستحق تھے یا جن کا چھوڑ دینا شریعت اسلامیہ میں کسی شک و شبہ پیدا کرنے یا فساد کا موجب ہو سکتا تھا۔ جو لوگ اپنے مطلب کے لیے سیرت طیبہ کے ان گوشوں کو بھی گھما پھرا کر رواداری پر لے آنے کے عادی ہیں انھیں امام ابن تیمیہ کی یہ تحریر صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کر سکتی ہے۔

"جب آپ ؐ کا حق درمیان میں حائل ہوتا تو آپ ؐ کو اختیار ہوتا کہ معاف فرما دیں یا بدلہ لیں ایسے حالات میں آپ ؐ عموماً معاف فرما دیتے اگر مصلحت قتل میں دیکھتے تو مجرم کو قتل کرنے کا حکم دیتے۔ جن امور میں آپ ؐ کا کوئی حق نہ ہوتا مثلاً زنا' چوری یا کسی اور پر ظلم کا معاملہ' تو اس کی سزا دینا آپ ؐ پر واجب ہوتا۔ صحابہ ؓ جب دیکھتے کہ کوئی شخص آپ ؐ کو ایذا دے رہا ہے تو اس کو قتل کرنے کا ارادہ کرتے اس لیے کہ وہ جانتے تھے کہ یہ قتل کا مستحق ہے مگر آپ ؐ اسے معاف فرما دیتے اور صحابہ ؓ کو بتاتے کہ اسے معاف کر دینا قرین مصلحت ہے ساتھ ہی یہ بھی واضح کرتے کہ اسے قتل کرنا بھی جائز ہے اور اگر آپ ؐ کے معاف کرنے سے قبل کوئی شخص اسے قتل کر ڈالتا تو آپ ؐ اس سے تعرض نہ فرماتے یہ جانتے ہوئے کہ اس نے یہ انتقام اللہ اور اس کے رسول ؐ کے لیے لیا ہے لہٰذا اس کی مدح و ستائش فرماتے جس طرح حضرت عمر ؓ نے اس شخص کو قتل کر دیا تھا جو آپ ؐ کے فیصلے پر راضی نہ تھا۔ جب رسول کریم ؐ کی وفات کی وجہ سے مجرم کو معاف کرنے کا امکان باقی نہ رہا تو پھر یہ اللہ' اس کے رسول ؐ اور مومنین کا حق ہوگا اور کوئی اسے معاف نہ کر سکے گا لہٰذا اس کو نافذ کرنا واجب ہوگا"۔

صحابہ کرام ؓ سے لے کر آج تک امت اسی پر عمل کرتی آئی ہے اس بات کا خلاصہ امام مالک ؒ نے بڑے خوبصورت الفاظ میں یوں بیان فرمایا: "امت کے نبی ؐ کو گالی دی جائے (اور امت اس کو ختم نہ کرے) تو کیا امت زندہ رہ سکتی ہے۔ پس جو شخص نبی کو گالی دے اسے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قتل کیا جائے"۔

قرآن و سنت کے ارشادات' صحابہؓ کے فرمودات' اکابرین امت کے رجحانات' سلاطین کے احکامات اور عامتہ المسلمین کے معاملات اگرچہ اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ توہین رسالتؐ اور گستاخ رسولؐ کے بارے میں یہ امت کسی بھی رواداری کی قائل نہیں۔ لیکن اس کے باوجود اگر مغرب (یورپ + امریکہ) اور اس کے چاہنے والوں کو پھر بھی اپنی بات پہ اصرار ہے کہ گستاخ رسولؐ سے رواداری کا برتاؤ ہونا چاہیے تو ہم ان سے پوچھنا چاہیں گے کہ

ا۔ کیا پھر چوروں' ڈاکوؤں' زانیوں' قاتلوں بلکہ تمام مجرموں سے بھی رواداری ہونی چاہیے؟ کہ آخری آزادی عمل کے انسانی حق کی رو سے یہ بھی ان کا حق ہے۔ مگر یہاں تو آپ ایسا نہیں کرتے آخر کیوں؟ اسی لیے نا کہ رواداری کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔ ہر جگہ' ہر موقع پر ہر شخص سے یکساں رواداری کا برتاؤ ممکن نہیں۔ یہی تو ہم کہتے ہیں۔ بس فرق صرف اتنا ہے کہ اگر آپ اپنی جان' مال اور عزت کے دشمن سے رواداری کے قائل نہیں تو ہم اس کے ساتھ ساتھ اپنے ایمان کے دشمن سے بھی رواداری کے قائل نہیں کہ ہمیں اپنا ایمان جان و مال اور عزت و آبرو سے بھی عزیز تر ہے۔ ہم تو اس بات کے قائل ہیں کہ مال دے کر جان بچتی ہو تو بچا لینی چاہیے اور جان دے کے عزت بچتی ہو تو بچا لینی چاہیے اور اگر مال و جان اور عزت سب کچھ دے کر بھی ایمان بچتا ہو تو بچا لینا چاہیے کہ یہ سودا مہنگا نہیں۔ اور کیا آپؐ جانتے ہیں کہ گستاخ رسولؐ ہمارے ایمان کا' ہمارے مرکز عشق و محبت کا سب سے بڑا دشمن ہے اس لیے اسے ختم کرنا یا ختم کرنے کی کوشش میں جان دے دینا ہمارا حق بنتا ہے۔

۲۔ کیا آزادی فکر بھی رواداری کا حصہ نہیں؟ اگر ہے' جیسا کہ آپ سمجھتے ہیں تو کیا یہ صرف آپ کا حق ہے؟ وہی سلمان رشدی جس کی آپ نے آزادی فکر کو بنیاد بنا کر حمایت کی اسی سلمان رشدی کے خلاف جب ہم نے اسی آزادی فکر کے حق کو استعمال کرتے ہوئے قتل کا فتوی دیا تو آپ نے برا منایا۔ آخر کیوں؟ اور جب 1993ء میں مصر میں عدالت کے استفسار پر شیخ محمد الغزالی نے مرتد کے قتل کا فتویٰ دیا تو آپ نے اسے بھی آزادی فکر کے خلاف قرار دیا۔ کیا آزادی فکر کا وہی مطلب درست ہے جسے آپ درست کہیں؟ اور کیا آپ اتنی بھی رواداری کے قائل نہیں کہ آزادی فکر کے اس حق کو ہم بھی استعمال کر سکیں؟

۳۔ کیا اظہار رائے کی آزادی بھی رواداری کا جز نہیں؟ اگر ہے تو آپ اجازت کیوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں دیتے کہ لوگ جب چاہیں جیسے چاہیں جہاں چاہیں دہشت گردی اور تشدد کا پرچار کریں۔ مگر نہیں شاید آپ کو صرف اسی رائے کا اظہار پسند ہے جو آپ کے مفاد میں ہو جب ہم نے 2 دسمبر 94ء کو راولپنڈی میں مسلم لیگ کے جلسہ میں امریکی پرچم جلا کر اپنے جذبات کا اظہار کیا تو آپ سے اتنی رواداری بھی نہ ہو سکی کہ اسے برداشت کرتے کہ ہم نے بھی اظہار رائے کی آزادی کا اک مخصوص طریقہ استعمال کیا تھا۔ آپ نے اس پہ سخت احتجاج کیا۔ 6 جنوری 1995ء کے اخبارات اس کے گواہ ہیں آخر کیوں؟ اسی لیے نا کہ امریکی پرچم جلانا آپ کے نزدیک جرم ہے اور یہ اظہار رائے کی آزادی کے زمرے میں نہیں آتا۔ اسی طرح گستاخی پیغمبر ہمارے نزدیک اس سے کہیں بڑا جرم ہے اور یہ بھی اظہار رائے کی آزادی کے دائرے میں نہیں آتا۔

۴۔ کیا کسی قوم' ملک اور معاشرے کے مجرموں کو پناہ دینا اور انھیں اعزازات سے نوازنا بھی رواداری ہے؟ اگر نہیں تو پھر آپ نے ہمارے مجرموں سلمان رشدی اور تسلیمہ نسرین کو کس لیے پناہ دے رکھی ہے؟ کلنٹن نے رشدی سے ملاقات کر کے آخر اسے کس بات کی شاباش دی ہے؟

سویڈن کے وزیراعظم نے تسلیمہ نسرین کا استقبال کر کے اسے کس لیے اعزاز سے نوازا؟ ہم تو آپ کے مجرم جنھیں آپ مجرم سمجھتے ہیں کتنی رواداری سے آپ کے حوالے کر دیتے ہیں۔ ہم نے یوسف رمزی اور ایمل کانسی بھی آپ کو دے دیا۔ منشیات کے سوداگر بھی آپ کو دے دیئے۔ یہ الگ بات کہ آپ خود بھی منشیات استعمال کرتے ہیں۔ آپ بھی تو رواداری کا مظاہرہ کیجیے کہ ہمارے مجرم ہمارے حوالے کر دیجیے۔ کیا رواداری کا درس صرف کمزوروں کے لیے ہوتا ہے؟

۵۔ بوسنیا و کشمیر میں عورتوں کو بھیڑوں بکریوں کی طرح باڑے میں بند کر کے ان کی اجتماعی عصمت دری کی جاتی ہے' حاملہ عورتوں پہ تشدد کیا جاتا ہے' مسلمان عورتوں کے بطن عیسائی بچے پیدا کرنے کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں' خواتین کے سینے اور مردوں کے نازک حصے کاٹ دیے جاتے ہیں یا انھیں کچل دیا جاتا ہے۔ ناخن اکھیڑ دیے جاتے ہیں' آنکھوں میں تیزاب ڈال دیا جاتا ہے' بجلی کے جھٹکے لگائے جاتے ہیں۔ گرم دھات سے جسم داغ دیے جاتے ہیں' انسانوں کو انسانی گندگی کھانے اور پیشاب پینے پہ مجبور کیا جاتا ہے' خاندان کے مردوں کو اپنی ہی محترم خواتین کی عصمت دری پر مجبور کیا جاتا ہے۔ جوانوں کو قتل' بچوں کو مفلوج اور بوڑھوں کو زندہ درگور کر دیا جاتا ہے مگر یہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب دیکھتے ہوئے بھی آپ نہ صرف خاموش رہتے ہیں بلکہ مظلوموں کو اسلحہ کی فراہمی پہ پابندی بھی لگواتے ہیں۔ اور ہم تھوڑا سا شور بھی مچائیں تو احکامات زبان بندی۔ کیا یہ بھی رواداری ہے؟

٦۔ آپ کو لندن کی سڑکوں پر مادر زاد ننگوں کا صبح دم مارچ بھی گوارا ہے' یہودی طالبات کا سر پہ اپنی مخصوص ٹوپی پہننا بھی برداشت ہے مگر مسلم طالبات کو آپ سر ڈھانپنے کے لیے سکارف کی بھی اجازت نہیں دیتے۔ کیا اسے بھی رواداری کہتے ہیں؟

٧۔ آپ مسلمان ملکوں میں ہر قسم کا مخرب اخلاق لٹریچر برآمد کرتے ہیں اور ہم خاموش رہتے ہیں۔ جبکہ فرانس میں مسلمان علماء جیسے احمد دیدات' ابوالحسن علی ندوی اور یوسف قرضاوی کی کتب پہ بھی پابندی لگا دیتے ہیں۔ محض اس لیے کہ ان کا لہجہ مغرب مخالف ہے۔ کیا یہ بھی رواداری ہے؟ جبکہ ہمیں دیکھیے کہ ہمیں آپ کا وہ سب لٹریچر بھی قبول ہے جس کا لہجہ اسلام مخالف ہی نہیں بلکہ اسلام دشمن بھی ہے۔

٨۔ آپ پوری دنیا میں جمہوریت کے علم بردار بنتے ہیں مگر جب الجزائر میں آپ کے مسلمہ جمہوری عمل کے تحت ایک اسلام پسند جماعت کامیاب ہو جاتی ہے تو آپ نہ صرف مارشل لاء لگواتے ہیں بلکہ اپنے منظور نظر فوجی حکمرانوں سے تیس ہزار مسلمان بھی قتل کروا دیتے ہیں۔ اور وہاں آپ کی اس منظور شدہ فوج نے محض اپنا جمہوری حق مانگنے پہ عوام کے ناخن بھی اکھاڑے' چہرے بھی جھلسائے' دانت بھی توڑے' جسم پہ بجلی کے جھٹکے بھی لگائے۔ جوانوں کے سامنے ان کی بیویوں اور ماؤں کی عزتیں بھی تار تار کیں۔ مگر آپ خاموش رہے۔ کیا یہ بھی رواداری ہے؟

٩۔ جب تک افغان مجاہدین کا روسی استعمار کے خلاف لڑنا آپ کے مفاد میں تھا آپ انھیں مجاہدین کہتے تھے مگر جب آپ کا مفاد پورا ہو گیا تو آپ انھیں وہشت گرد کہنے لگے۔ کیا اسی کا نام رواداری ہے؟

١٠۔ آپ اپنے ملک میں جو چاہیں قانون نافذ کر دیں۔ بے شک اسلامی تنظیموں کو چندہ جمع کرنے کی بھی ممانعت کر دیں۔ ہم خاموش رہتے ہیں کہ یہ آپ کا اندرونی معاملہ ہے اور ہم رواداری کے قائل ہیں۔ مگر ہم اگر توہین رسالت ؐ پہ موت کا قانون بنا دیں تو آپ شور مچاتے ہیں' سوڈان اگر اپنے ملک میں اسلامی قوانین کا نفاذ کرنا چاہے تو آپ اس کا بائیکاٹ کرتے ہیں۔ کیا یہ بھی رواداری ہے؟

١١۔ اسرائیل میں مسلمانوں کو بغیر وارنٹ گرفتار کر لیا جاتا ہے' ان کی جائیداد بحق سرکار

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضبط کر لی جاتی ہے' ان کے خطوط و ٹیلی فون سنسر ہوتے ہیں۔ تحریر و تقریر حتیٰ کہ نماز پہ بھی پابندی لگا دی جاتی ہے۔ تمام انسانی حقوق سلب کر لیے جاتے ہیں اور بغیر جرم کے انھیں مجرم بنا دیا جاتا ہے مگر آپ خاموش رہتے ہیں۔ اور ادھر ایک امریکی لڑکا سڑکوں پر غل غپاڑہ کرتا ہوا سنگاپور میں گرفتار ہو جاتا ہے تو آپ احتجاج کرتے ہیں۔ کیا یہ ہی رواداری ہے؟

۱۲۔ 1992ء میں سیام فام موٹر ڈرائیور روڈنی کنگ کو چار گورے سپاہیوں نے گاڑی سے گھسیٹ لیا اور اس پہ لاٹھیوں کی بارش کر کے ٹانگ بھی توڑ ڈالی' دماغ بھی بری طرح متاثر کر ڈالا۔ مارنے والے گورے اور پٹنے والا سیاہ فام تھا۔ کوئی آگے نہ بڑھا مگر جب مقدمہ جیوری میں پیش ہوا اور بطور شہادت ویڈیو فلم بھی پیش کی گئی تو آپ نے چاروں مجرموں کو بری کروا دیا۔ کیا یہ بھی رواداری ہے؟ اگر یہی مجرم مسلمان ہوتے تو کیا پھر بھی آپ کا رویہ یہی ہوتا؟

۱۳۔ نکسن کے مشیر خارجہ رابرٹ کرین نے جب اسلام قبول کیا تو سزا کے طور پر انھیں روس میں سفیر بنا کر بھیج دیا گیا۔ محمد علی کلے نے جب اسلام قبول کیا تو اسے زبردستی فوج میں بھرتی کا حکم دے ڈالا۔ جب اس نے اسے تسلیم نہ کیا تو اسے بلاوجہ باکسنگ کے عالمی ہیوی ویٹ چیمپئن کے اعزاز سے نہ صرف محروم کر ڈالا بلکہ اسے مقدمات میں بھی مبتلا کر دیا۔ مشہور گلوکار کیٹ سٹیونز نے جب اسلام قبول کر لیا تو اس کے گانوں کے ریکارڈ جلا ڈالے۔ کیا یہ بھی رواداری ہے؟

۱۴۔ سلمان رشدی کے جواب میں برطانیہ کے پاکستانی ڈاکٹر بشیر اختر نے کتاب لکھی مگر کوئی برطانوی پبلشر اسے شائع کرنے پر تیار نہ ہوا۔ بلکہ ڈاکٹر بشیر کو کتاب لکھنے پر اتنی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا کہ وہ برطانیہ چھوڑنے پر مجبور ہو گئے۔ گویا کہ اسلام کے خلاف بولنے' لکھنے کی پوری آزادی اور اسلام کے حق میں لکھنے پہ پابندی' کیا یہ بھی رواداری ہے؟

۱۵۔ "انٹرنیشنل گوریلے" کے نام سے پاکستان میں ایک فلم بنی جس میں گستاخ رسول بدنام زمانہ رشدی کو آسمانی عذاب سے جل کر راکھ ہوتے دکھایا گیا۔ اس کے ساتھ اس میں پاکستانی عوام کے جذبات کی عکاسی اور برطانوی معاشرے کے تضادات کو طشت ازبام کیا گیا۔ انگریزی دان طبقہ کے لیے اسے انگریزی میں ڈب کیا گیا۔ شوٹنگ وڈیو سنٹر لندن کے مالک ماسٹر محمد فیاض نے فلم کے حقوق خرید کر اسے برٹش بورڈ آف فلم کلاسی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فیکیشن کے سامنے پیش کیا تو اس نے اس پر پابندی لگا دی۔ رشدی کی کتاب پر پابندی نہ لگ سکی خواہ اس سے کروڑوں دل زخمی اور روحیں فگار ہوئی ہوں مگر رشدی کے خلاف فلم پر پابندی لگ سکتی ہے۔ کیا یہ بھی رواداری ہے؟

۱۶۔ یکم ستمبر94ء کو کیلیفورنیا کے شہر یوبا میں 10 لاکھ ڈالر سے تعمیر کردہ مسجد کو آگ لگا دی گئی اور پوری مسجد صرف 19 منٹ میں جل کر شہید ہو گئی۔ مگر امریکی پریس اور حکمرانوں سمیت کسی نے ایک بول بھی ہمدردی کا نہ بولا اور ادھر بابری مسجد شہید کرنے کے ردعمل میں اگر ہمارے چند جوانوں نے کچھ مندروں کی چند اینٹیں بھی سرکا دیں تو آپ نے شور مچایا۔ کیا یہ بھی رواداری ہے؟

۱۷۔ اسرائیل نے شہر صفد (SAFAD) کی چودہ مساجد پر قبضہ کر رکھا ہے۔ کچھ کو شہید کر دیا ہے۔ کچھ کو عجائب گھروں اور دکانوں میں تبدیل کر دیا ہے اور ایک مسجد میں تو اسرائیلی اداکاروں نے عریاں فلم کی عکس بندی کی ہے جن میں چند اداکارائیں بالکل ننگی تھیں مگر آپ خاموش رہے۔ کیا یہ بھی رواداری ہے؟ اگر کسی اسلامی ملک میں قائم چرچ میں یہی کارروائی ہوتی تو....؟

۱۸۔ اسرائیلی شہر اشدود میں یہودیوں کے قائم کردہ ڈسکو ڈانس کلب کا نام مکہ رکھ دیا گیا ہے۔ کیا یہ بھی رواداری ہے؟ اگر ہم گٹر سے ابلنے والے نالے کا نام گنگا جمنا رکھ دیں' یا عریاں فلمیں دکھانے والے سینما کا نام ویٹیکن سٹی رکھ دیں یا لاہور شہر کی گندگی جمع کرنے والے مرکزی فلتھ ڈپو کا نام قادیان رکھ دیں تو کیسا رہے....؟

۱۹۔ اسرائیل کے حق میں امریکہ نے آج تک 70 دفعہ ویٹو کا استعمال کیا ہے مگر مسلمانوں کے لیے کتنی دفعہ ..... کیا اسی کا نام رواداری ہے؟

۲۰۔ ترکی کے جس شخص نے سلمان رشدی کی شیطانی کتاب کا ترکی زبان میں ترجمہ کیا اسے ایمنسٹی انٹرنیشنل نے امن و سلامتی کے ایوارڈ کے لیے منتخب کیا۔ گویا اس ادارے نے ایک ارب مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کیا اور آپ نے کوئی احتجاج نہ کیا۔ کیا یہ بھی رواداری ہے؟

۲۱۔ اسرائیلی وزیراعظم مناحم بیگن جسے عالم اسلام نے مسلم دشمنی کی وجہ سے "یہودیوں کا قصاب" کا خطاب دیا تھا اور جس نے صابرہ اور شتیلہ کے مہاجر کیمپوں میں سینکڑوں فلسطینیوں کو خاک و خون میں تڑپایا تھا اسے آپ نے امن کا نوبل انعام دیا کیا یہ بھی رواداری ہے؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر ہم نے بھی کینیڈی کے قاتل کو انعام دیا ہوتا تو کیسا رہتا؟

۲۲۔ جورج گرین اسکول لندن سے 15 سالہ مسلمان طالب علم کو محض اس جرم کی پاداش میں اسکول سے خارج کر دیا گیا کہ اس نے اپنی ہیڈ مسٹریس کے کہنے کے باوجود اپنی داڑھی مونڈنے سے انکار کر دیا تھا۔ مگر اس ہیڈ مسٹریس سے آپ نے کوئی باز پرس نہ کی۔ کیا یہ بھی رواداری ہے؟

اگر کسی اسلامی ملک میں مسیحی پادری کے گلے سے صلیب اتروا دی جاتی تو.....؟

۲۳۔ ناروے جہاں 40 ہزار کے قریب مسلمان آباد ہیں وہاں مسلم پرائیویٹ اسکول قائم کرنے کی درخواست کو دو سال غور وفکر کرنے کے بعد حکومت نے مسترد کر دیا۔ حالانکہ اسی ناروے میں 80 سے زائد عیسائی پرائیویٹ اسکول قائم ہیں اور خود پاکستان جیسے اسلامی ملک میں سینکڑوں عیسائی اسکول قائم ہیں۔ مگر آپ ایک اسلامی اسکول کی بھی اجازت نہ دے سکے۔ کیا یہ ہی رواداری ہے؟

۲۴۔ بریڈ فورڈ برطانیہ کے قریب مسلمانوں کی درجنوں قبروں کے کتبے اکھاڑ دیئے گئے۔ 47 قبروں کے تقدس کو مجروح کیا گیا مگر مجرمین کو گرفتار نہ کیا گیا۔ کیا یہ بھی رواداری ہے؟ اگر کسی اسلامی ملک میں موجود مسیحی قبرستان سے ایسا ہی سلوک کیا جاتا تو.....؟

۲۵۔ جرمنی میں مساجد تعمیر کرنے پر نہ صرف مسلمانوں کو دھمکیاں ملتی ہیں بلکہ ہائیڈل برگ کے نواحی قصبے کولون میں تو باقاعدہ ترک مسلمانوں کی ایک مسجد کو آگ بھی لگا دی گئی۔ مگر حکومت خاموش رہی۔ کیا یہ بھی رواداری ہے؟

۲۶۔ حکومت امریکہ نے ایران کے خلاف دہشت گردی کے لیے علی الاعلان اپنے بجٹ میں بیس ملین ڈالر کی رقم مختص کر دی۔ مگر ڈھنڈورا پھر بھی رواداری اور امن و سلامتی کا.....!

۲۷۔ عیسائیت نے عورت کو جو بلند ترین مقام دیا ہے وہ راہبہ (Nun) کا ہے جسے دنیا کی تمام خوشیوں سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ مگر کوئی عورت پوپ تو کیا پادرن کا درجہ بھی حاصل نہ کر سکی۔ اور نہ ہی جدید امریکہ میں صدارت کے عہدے پر فائز کی گئی۔ مگر عورتوں سے بدسلوکی اور انھیں مردوں کے برابر حقوق نہ دینے کا الزام پھر بھی مسلمانوں پر عائد کیا جاتا ہے شاید یہ بھی رواداری ہے؟

۲۸۔ 1977ء کے اوائل میں امریکی یہودیوں نے فلم بنائی جس کا نام "محمد پیغمبر خدا" تھا۔ امریکہ کے اداکار انتھونی کوئین نے اس فلم میں نعوذ باللہ حضورؐ کا کردار ادا کیا۔ جب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کے سخت احتجاج پہ بھی یہ فلم بند نہ ہوئی تو ایک غیور مسلمان خلیفہ حماس عبدالخالص نے واشنگٹن میں چند یہودی افسروں کو یرغمال بنا کر مسلمانوں کا مطالبہ تسلیم کروایا۔ مگر بعد میں خلیفہ حماس کو ہی نہیں بلکہ اس کی بیوی اور تین معصوم بچوں کو بھی شہید کر دیا گیا۔ کیا یہ بھی رواداری تھی؟

۲۹۔ ستمبر 95ء میں نیویارک کے میئر نے عالمی رہنماؤں کو دیئے گئے عشائیے میں سے یہودیوں کے مطالبے پر انتہائی سفارتی بداخلاقی کا مظاہرہ کرتے ہوئے یاسر عرفات کو نکال باہر کیا۔ (حالانکہ وہ بے چارہ نام کا ہی مسلمان ہے) کیا یہ بھی رواداری ہے؟ محض رواداری میں ہی اسے بیٹھے رہنے دیا ہوتا۔

۳۰۔ 1994ء کے وسط میں جب باروچ گولڈ اسٹائن نے مسجد الخلیل میں نماز ادا کرتے ہوئے مسلمانوں پر حملہ کر کے 29 مسلمانوں کو شہید اور 125 کو شدید زخمی کر دیا تو آپ نے اسے دہشت گرد کہنا بھی پسند نہ کیا بلکہ اسے صرف انتہا پسند کہا گیا۔ جبکہ دوسری طرف جب 19 اپریل 1995ء کو اوکلوھاما میں خود امریکی شہریوں کی دہشت گردی سے بم دھماکہ ہوا تو بغیر ثبوت کے ہی تمام مسلمانوں کو دہشت گرد قرار دے دیا گیا۔ اور وہ دہشت گردی جس کا کوئی تعلق بھی مسلمانوں سے نہ تھا اس کے صلے میں مساجد کو آگ لگا دی گئی۔ چلتی گاڑیوں سے اسلامی مراکز پر فائرنگ کی گئی۔ مسلم طلباء کو زدو کوب کیا گیا' ایسے دو سو واقعات رپورٹ ہوئے۔ ایک مسلمان عورت جو امید سے تھی خوف سے اس کا حمل ضائع ہو گیا۔ مسلمانوں کو طعنے دیئے گئے اور نفرت سے ان پر تھوکا گیا۔ ناکردہ گناہوں کی یہ سزا بھی کیا رواداری ہے؟

۳۱۔ آپ نے تو جعلی عیسیٰ بننے کی پاداش میں ڈیوڈ کورش کو اس کے 86 ساتھیوں سمیت زندہ جلا دیا اور ہم نے اگر جعلی محمدؐ بننے کے جرم میں مرزا غلام احمد اور اس کے پیروکاروں کو صرف کافر ہی قرار دیا تو آپ نے شور مچایا بلکہ پاکستان کی امداد کو بھی اس سرٹیفکیٹ سے مشروط کر دیا کہ قادیانیوں سے کوئی بدسلوکی (نام نہاد) نہیں ہو رہی۔ کیا یہ بھی رواداری ہے؟

۳۲۔ اسرائیلی حکام ملاقاتی فلسطینی خواتین کو ننگا کر کے تلاشی لیتے ہیں اور امریکی 57 سالہ نابینا مسلم عالم دین شیخ عمر عبدالرحمٰن سے ایسا ہی سلوک کرتے ہیں کیا یہ بھی رواداری ہے؟

۳۳۔ امریکہ جب چاہے عراق' پانامہ اور ہیٹی کو تباہ کر دے۔ اسرائیل جب چاہے لبنان پہ بم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گرائے' تیونس تک پہنچ کر پی۔ایل۔او کے ہیڈ کوارٹر کو برباد کر دے۔ عراق کے نیوکلیر پلانٹ کو تباہ کر دے۔ امریکہ کمبوڈیا کے چھوٹے سے علاقے پہ جنگ عظیم کی طرح بمباری کرائے۔ طرابلس اور بن غازی کے شہری علاقوں اور کرنل قذافی کے گھر کو نشانہ بنائے۔ لیبیا پہ اقتصادی پابندیاں لگائے حتیٰ کہ لیبیا کے حاجیوں کو بھی حج پر نہ جانے دے اور ہاں آپ جب چاہیں اپنے ایجنٹوں کے ذریعے حکومتوں کا تختہ الٹیں۔ سربراہان ممالک کو قتل کروائیں یا لیڈروں پہ قاتلانہ حملے کروائیں۔ جیسے سی آئی اے نے ایران کے ڈاکٹر مصدق کا تختہ الٹا' چلی کے وزیراعظم ایلی انیڈے' کیوبا کے کاسترو' لیبیا کے قذافی پر قاتلانہ حملے کروائے' حزب اللہ کے سربراہ شیخ فضل اللہ کے قتل کے منصوبے' حزب اللہ کے رہنما عباس موسوی کا قتل' ایرانی صدر بہشتی' وزیراعظم نوبہار اور کابینہ سمیت 72 افراد کا قتل' سعودی عرب کے شاہ فیصل' پاکستان کے ضیاء الحق کا قتل' ایرانی مسافر بردار طیارے پر میزائل کا حملہ اور 290 مسافروں کو ہلاک کرنے کے بعد بھی دعویٰ رواداری کا....؟

۳۴۔ فلپائن کے صدر فیڈل راموس نے کہا کہ وہ 2000ء تک منڈا ناؤ صوبہ کو مسلمانوں سے "پاک" کر دیں گے۔ کیا یہ بھی رواداری ہے؟ اگر ایسا ہی عزم کسی مسلمان ملک نے ظاہر کیا ہوتا تو.....؟

۳۵۔ جرمن ٹی وی پر "اسلام کی تلوار" کے نام سے ایک سیریز چل رہی ہے جس کا بنیادی موضوع یہ ہے کہ "اسلام امن عالم کے لیے خطرہ ہے"۔ کیا ہم بھی پراپیگنڈہ شروع کریں کہ عیسائیت' یہودیت امن عالم کے لیے خطرہ ہیں؟ مگر نہیں حقیقی رواداری تو اس کی اجازت نہیں دیتی۔

۳۶۔ سویڈن میں ختنہ کو جرم قرار دے دیا گیا اور ایک مصری ڈاکٹر پر جس نے دو بچوں کا ختنہ کیا تھا' پر مقدمہ چلایا گیا۔ مسلمانوں کے خالص مذہبی معاملہ میں سویڈن کی حکومت کا یہ ردعمل بھی کیا رواداری ہے؟

۳۷۔ آپ کے اپنے اخبار گارڈین کی رپورٹ کے مطابق برطانیہ نے مسلمانوں کے درمیان پھوٹ ڈلوانے کے لیے ایک خفیہ یونیورسٹی بنا رکھی ہے۔ جہاں اسی مقصد کے لیے پادریوں کی تربیت کی جاتی ہے کیا یہ بھی رواداری ہے؟

۳۸۔ 29 مئی 93ء کو سولنجن (جرمنی) میں ایک مسلمان گھر کو آگ لگا دی گئی۔ دو مسلمان عورتیں اور لڑکیاں گھر کے اندر جل کر مرگئیں۔ ایک کھڑکی سے کودی وہ بھی جان سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہاتھ دھو بیٹھی۔ اس سے قبل نومبر 92ء میں برلن شہر میں دو مسلمان گھروں پر آتشیں بم پھینکے گئے اور ایک عورت اور دو لڑکیاں اپنے بستروں میں زندہ جل گئیں۔ تین مسلمان عورتوں اور پانچ لڑکیوں کو زندہ جلا دیا گیا تو جرمنی کے صدر نے سولنجن میں جل کر مرنے والے مسلمانوں کے جنازے میں شرکت سے انکار کر دیا نہ ہی ان کے گھر گئے بلکہ وہ آج تک کسی بھی ایسے گھر میں اظہار ہمدردی کے لیے نہیں گئے جہاں مسلمانوں پر حملہ ہوا ہو۔ وہ ان حرکتوں کی مذمت کرنا بھی پسند نہیں کرتے۔ کیا یہ بھی رواداری ہے؟

اس کے برعکس ہمارے گھر آ کر جرمن صدر ہمیں توہین رسالتؐ میں تبدیلی کا مشورہ دیتے ہیں اور اس قانون کے تحت سزا یافتہ مجرموں کو اپنے گھر میں پناہ دینے کی پیش کش بھی کرتے ہیں۔ کراچی میں دو امریکی سفارت کار مارے جائیں تو پورے مغرب میں ہل چل مچ جاتی ہے اور یورپی پریس بغیر کسی ثبوت کے ایسی سرخیاں جمانے سے بھی گریز نہیں کرتا کہ "اسلامی تشدد نے دو جانیں لے لیں" لیکن یورپ کے طول و عرض میں بلکہ دنیا بھر میں مسلمانوں کے خلاف جو تشدد بھری کارروائیاں ہو رہی ہیں وہ شاید عین رواداری ہیں؟

۳۹۔ 1995ء گزرا تو حساب لگایا کہ اس سال امریکہ میں پانچ مساجد جلا دی گئیں۔ 222 مسلمانوں پر حملے ہوئے۔ پردہ دار خواتین پر تھوکا گیا۔ مسلمانوں کو قتل کرنے کی دھمکی دینے کے واقعات میں اضافہ ہوا اور پتھر بھی مارے گئے۔ یہ بھی شاید رواداری ہے؟

۴۰۔ اقوام متحدہ کی غذائی پابندیوں سے عراق میں اگست 90ء سے لے کر اب تک 5 لاکھ 67 ہزار بچے موت کا شکار ہو گئے مگر آپ سب خاموش ہیں۔ کیا یہ بھی رواداری ہے؟

اے اہل یورپ اور بہی خواہان یورپ! ان سب باتوں کے باوجود بھی تم رواداری ٹھہرے اور ہم متعصب اور عدم رواداری کے حامل۔ تم تو چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھی رواداری کا مظاہرہ نہیں کرتے اور ہم سے مطالبہ کرتے ہو کہ گستاخ رسولؐ سے رواداری کرو؟ ذرا سوچو تو سہی کہ ہم نے تو تمہاری شکل و صورت سے لے کر تمہارے لباس تک، تمہارے نصاب تعلیم سے لے کر تمہاری سیاست تک، تمہاری معیشت سے لے کر تمہاری معاشرت تک، تمہارے لب و لہجہ سے لے کر تمہاری تہذیب و تمدن تک سب کچھ ہی اپنا لیا۔ اپنی شناخت تک گنوا دی۔ تمہاری صلیب بھی نکٹائی بنا کے گلے میں سجا لی۔ پھر بھی ہم روادار نہیں؟ ذرا غور تو کرو کہ ... مبلغ اور پادری ہمیشہ ایک مخصوص چغہ پہنتے ہیں۔ اہل ہنود کے برہمن، پنڈت اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پجاری بھی ہمیشہ دھوتی پہنتے ہیں مگر ہمارے علماء تو ایسا نہیں کرتے وہ جس ملک میں گئے انھوں نے وہاں کا لباس بھی اپنا لیا' زبان بھی سیکھی۔ دیکھو تم برصغیر میں آئے تو یہاں حکومت کرنے کے باوجود یہاں کا لباس تمہاری نظر میں کمتر ٹھہرا۔

تم نے تو اپنی شناخت کی اتنی ضد کی کہ گرمی لگی تو پتلون کو نیکر تو بنا لیا اس کی جگہ شلوار نہ پہن سکے۔ مگر ہم نے تو کبھی ایسی ضد نہ کی۔ اور ہاں وہ تاریخی صلیب جس پہ صلیبی جنگوں کے دوران یورپ کے عیسائی بادشاہوں اور سالاروں نے اپنے خون سے لکھا تھا کہ مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے نیست و نابود کر دیں گے آج بھی تم نے سینے سے لگا رکھی ہے۔ آج بھی اس عہد کی یاد میں تم ہالینڈ کے ایک شہر کے گرجا گھر میں ہفتے کے سب دنوں میں ٹھیک 11 بجے دن گھنٹیاں بجاتے ہو مگر ہم نے تو ان جنگوں کی یاد میں کوئی ہلال کسی مسجد میں سجا کے نہیں رکھا۔ ہم تو سارے تعصب بھلا کے تمہیں اپنا بنا بیٹھے مگر تمہارے منہ پر رام رام تو آیا بغل سے چھری نہ نکلی۔ یہ چھری کب تک ہمارے گلے پہ چلاتے رہو گے؟

ہمارا ماضی' حال اور مستقبل سب کچھ تو تم چھین چکے اب اور کیا بچا ہے جو لینا چاہتے ہو؟ بس اک نام نبیؐ ہی تو آخری سہارا ہے۔ کیا وہ بھی چھین لینا چاہتے ہو؟ اور وہ بھی رواداری کے نام پر؟ مگر شاید تم ایسا نہ کر سکو کہ ابھی کچھ عاشق زندہ ہیں۔ ہاں جس دن یہ بھی چلے گئے پھر تم کہہ سکو گے:

بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے
مسلماں نہیں راکھ کا ڈھیر ہے

www.KitaboSunnat.com

99- ج ماڈل ٹاؤن - لاہور
14293

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

رواداری اور مغرب؟

عہد حاضر کی منفرد تحقیق و تاریخ ان لوگوں کے نام جو یورپ اور امریکہ کو رواداری کے پیامبر، امن وسلامتی، جمہوریت، تہذیب وتمدن کے علمبردار اور حقوق انسانی کے چیمپئن قرار دیتے ہیں

انسانی حقوق کے علمبرداروں نے الجزائر و بوسنیا میں

انسانوں کی آنکھیں نکال دیں، دانت توڑ دیئے، جسم پر بجلی کا کرنٹ اور سر گٹر میں ڈبو دیئے، بیوی اور والدہ کی عزت ان کے سامنے تار تار کر کے انہیں شہید کر دیا، ناخن اکھاڑ دیے چہرے جھلسا دیے، مردہ پوتے کا کلیجہ چبانے کے لیے بوڑھے دادا کو اور مردہ ماں سے درندگی کے لیے معصوم بیٹے کو مجبور کر دیا **مسلمانوں کو قتل کرنا ہمارے لیے قدرتی عمل ہے: اسرائیلی لیڈر**

فلسطینی اور عراقی بچوں پہ ڈھائے جانے والے مظالم کی ہولناک رپورٹ دہشت گردی کے مخالف امریکہ میں دہشت گرد تنظیموں کی تفصیلات رواداری کا درس دینے والوں کے ہاں

جوتوں پر کلمہ طیبہ، قرآنی آیات کے فریم میں برہنہ تصاویر، ڈسکو ڈانس کلب کا نام مکہ، سکارف پہننے اور نقاب اوڑھنے پر پابندی، اسم محمد سے تعصب مسجدوں کے مینار بنانے اور اذان دینے پہ قدغن، نو مسلموں کے ساتھ غیر انسانی و امتیازی سلوک، ذرائع ابلاغ اور دانشوروں کا منفی رویہ

اخلاق و شرافتِ کردار کا پرچار مگر

ماں سے بیٹے کی اور بہن سے بھائی کی شادی، ماں اور بیٹیاں مگر ایک خاوند، عورت محض جنسی کھلونا، ہم جنس پرستی

مقدس لوگ مگر پراسرار کہانیاں، کلیسا میں پردے کے پیچھے سے

ایسے ہی بے شمار عنوانات پہ پھیلی ہوئی کم وبیش 600 صفحات پہ مشتمل ایک انوکھی اور بے باک تحقیق اور تاریخ جسے محفوظ کرنا آپ کا علمی اور ملی فریضہ ہے